UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY



سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

اصول قانون شہادت

(جلد اول)

جس کے ساتھ

گواہوں پر سوالات ابتدائی اور سوالات جرح کرنے کے آسان اصول بھی بیان کیے گئے ہیں

تصنیف

ڈبلیو۔ اے۔ ایم بسٹ۔ اے۔ ایم۔ ایل ایل۔ بی

بطبع دوازدہم

از

سڈنی۔ ایل فپسن ایم۔ اے۔ (کینٹب) بیرسٹرایٹ لا (انرٹمپل)

مترجمہ

ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مولوی فاضل۔ بی۔ سی۔ ایل۔ ڈی۔ فل (آکسن) بیرسٹرایٹ لا لنکنزان (لندن)

رفیق و سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۶۳ھ م سنہ ۱۳۵۳ف م سنہ ۱۹۴۴ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

جلد اول

صفحات کتاب انگریزی۔ صفحات ترجمہ

کتاب دوم

آلات شہادت

کتاب سوم

قواعد جو شہادت کے قابل ادخال ہونے اور اس کے اثر کو منضبط کرتے ہیں۔

دیباچہ طبع دوازدہم

اس طباعت میں قانون شہادت سے متعلق عام اہمیت کے تمام مقدمات و متن قوانین موضوعہ کو متن کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اور سال رواں کے ابتدائی مہینوں تک ان کو شریک کر لیا گیا ہے۔ ان قارئین کرام کی سہولت کے لیے جنھیں مصنف کے کثیر التعداد لاطینی حوالجات کے پڑھنے میں دشواری ہو سکتی ہے ان حوالجات کا ترجمہ بھی پائین صفحہ نوٹس میں کر دیا گیا ہےعـہ۔ انھیں نوٹس میں کتاب کے دوسرے حصوں کی طرف کتب حصص یا ابواب کے ذریعے سے اشارہ کرنے کے سابقہ مبہم طریقے کو ترک کر دیا گیا ہے۔ اور تمام صورتوں میں اصل دفعات کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔ جن کے نکالنے میں بہت سہولت ہوگی۔ موضوع ''مادی'' شہادت پر ایک مضمون بہ اجازت دوبارہ شایع کیا گیا ہے۔ یہ ایسا مضمون ہے کہ جس پر

(عـہ لیکن بہت سے لاطینی مقولات کا ترجمہ نہیں بھی کیا گیا ہے۔ مثال کے لیے ملاحظہ ہوں صفحات ۲۳ نوٹ (۴) ۲۴ متن ۔ ۲۴۰ متن ۔ ۲۶۸ متن ۔ ۲۶۹ متن ۔ ۲۷۰ متن ۔ ۲۸۶ نوٹ ۔ ۲۹۲ ۔ نوٹ ۱۲ ۔ ۲۹۲ متن ۔ ۳۰۴ ۔ نوٹ ۱۲ ۔ ۴۲۹ نوٹ ۳ ۔ ۴۶۱ متن ۔ ۵۴۶ ۔ نوٹ ۳ ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ ان کا ترجمہ ہم نے کر دیا ہے ۔ اور مصنف کے کسی بھی فرانسیسی حوالے کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے ۔ اس کی مشتے نمونہ از خروارے مثالیں صفحہ ۲۶۷ نوٹ ۸ ۔ ۳۷۷ نوٹ، صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۷ و ۱۱ ۔ ۴۹۸ متن ۔ نوٹ ۲۲ کے بعد ۵۱۲ ۔ نوٹ ۱۶ ۔ ۵۱۹ نوٹ ۱ ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ ان کا ترجمہ بھی ہم نے کر دیا ہے ۔ مترجم) ۔

بسٹ بتھم وغیرہ اساتذہ نے بہت بحث کی ہے۔ اور اس کے متعلق اساتذہ میں بہت کچھ اختلاف آراء رہا ہے۔

بسٹ کی اس مستند (کلاسک) کتاب کو مقبولیت عامہ صرف قانون پیشہ حضرات ہی میں حاصل نہ ہونا حال میں لارڈ رڈل نے ثابت کردیا ہے جو گو قانون داں ہیں لیکن انھوں نے اپنی دلکش کتاب "در بعض حامل اہمیت اشیا"ؔ عہ میں یہ دکھلایا ہے کہ جب اس کا اطلاق روزمرّہ کے مسایل پر کیا جاتا ہے تو اس کا افادہ کتنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے غیر فن داں قارئین کو بھی استدلال کے کتنے مغالطوں سے محفوظ کرسکتی ہے

سڈنی۔ یل۔ فیسن

۴ پیپر بلڈنگس ٹمپل۔ ای۔ سی۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

عہ Lord Riddel, "Some Thing that: Mattır"

ابتدائی دیباچہ



قانون عمومی کے نظام شہادت کی موجودہ حالت پچھلی دو صدیوں کے نشو و نما کا نتیجہ ہے۔ یہ نظام شہادت مجموعی حیثیت سے نہایت درجہ عزت و تعریف کا مستحق ہے۔ چاہے اس کے بعض حصوں کو جائز یا ناجائز طور پر کتنا ہی مذموم ٹھیرایا جائے۔ اس تصنیف کا مقصد ان فنی کتابوں میں اضافہ کرنا نہیں ہے۔ جن میں اس مضمون کی توضیحات و تشریحات کی گئی ہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان اصولوں کی تنقیح کی جائے جن پر اس کے قواعد مبنی ہیں۔ ان کے ماخذوں کا پتا لگایا اور ان کا باہمی تعلق ظاہر کیا جائے۔ اس کے ساتھ ایک مختصر خاکا سماعت مقدمہ پر شہادت کے پیش کرنے اور قبول کئے جانے کے عملدرآمد کا دیا گیا ہے۔ اور چند ابتدائی ہدایات۔ گواہوں پر سوالات کرنے کے متعلق زیادہ تر کوانٹیلین سے لے کر نوجوان اہل پیشہ اشخاص کی ہدایت کے لیے دی گئی ہیں۔

پوری کتاب اور خصوصاً مقدمے میں جہاں عدالتی شہادت پر مجرد نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ بہت مدد قانون روما۔ ازمنۂ وسطی کے رومنی فقہا اور دوسرے ممالک خارجہ کے مصنفوں سے لی گئی ہے۔ موسیو بانیئے کی قابل قدر تصنیف ”نظری و عملی شہادت بہ قوانین دیوانی و فوجداری“ "Traite' Theoriqe' et Pratique des Preuves en Droit civil et en Droit Criminal") سے جو پیارس میں ۱۸۴۳ء میں شایع کی گئی ہے۔ خاص طور پر بہت مدد لی گئی ہے۔ اور بنتھم کی معقولات عدالتی شہادت ("Bentham's Rationale of Judecial Evidence") کے پانچ جلدوں کو جو لندن میں ۱۸۲۷ء

میں شایع ہوئی ہیں بہت پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان میں شہادت کے عام اصولوں پر قابلیت سے بحث کی گئی ہے۔ اور بسا اوقات ان کی نہایت اچھی مثالیں دی گئی ہیں۔ لیکن اس کتاب کو بہت احتیاط سے پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں عدالتی شہادت کی ماہیت سے متعلق بہت سے اصولی غلط نقطہ ہائے نظر ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عدالتی شہادت کے ان مخصوص خصوصیات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن کی بنا پر وہ شہادت کے دوسرے اقسام سے فرق کی جاتی ہے۔

مصنف بہت سے دوستوں کے مشوروں کا امتنان قلب سے اعتراف کرتا ہے۔ اشاریہ جناب۔ ایچ ماکنا مارا (انر ٹمپل) نے تیار کیا ہے

چانسری لین

جولائی ۱۸۴۹ء

صلا

فہرست قوانین موضوعہ

		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
۳۱ جارج سوم باب ۳۵		۱۳۱	۲۲۳
۳۳ جارج سوم باب ۱۳ - (قانون آغاز قوانین پارلیمنٹ ۱۷۹۳ء)	(Acts of Parliament (Commencement) Act, 1793.	۲۹۸	۵۱۹
۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۶۷ (قانون اتحاد بہ ایرستان ۱۸۰۰ء)	(Union with Ireland Act, 1800)	۴۹	۸۲
باب ۹۳ (قانون بغاوت ۱۸۰۰ء)		۴۵۵ و ۵۳۰	۵۹۶ و ۹۵۴
۴۲ جارج سوم باب ۸۵ (قانون اختیار سماعت فوجداری ۱۸۰۲ء)	(Criminal Jurisdiction Act, 1802)	۸۸	۱۴۷
۴۳ جارج سوم باب ۸۵ - دفعہ ۳		۳۷۱ و ۳۲	۵۳ و ۶۵۶
۴۶ جارج سوم باب ۳۷ - (قانون گواہان ۱۸۰۶ء)	(Witnesses Act, 1806)	۱۲۴ و ۱۵۱ او ۱۰۷	۱۹۶ و ۱۰۱ او ۲۱۱
۵۳ جارج سوم باب ۱۵ (قانون قرضہ جات نیو ساؤتھ ویلز ۱۸۱۳ء)	(New South Wales (Debts) Act, 1813)	۱۰۷	۱۸۰
۵۵ جارج سوم باب ۱۹۴ (قانون عطاران ۱۸۱۵ء)	(Apothecaries Act, 1815)	۲۵۳	۴۳۷
۵۶ جارج سوم باب ۲۹		۳۱۴	۵۵۰
۶۰ جارج سوم و اجارج چہارم باب اول قانون قواعد دشتق ناجائز ۱۸۱۹ء	(Unlawful Drilling Act, 1819)	۴۷۶	۸۵۳
[illegible] جارج چہارم باب ۱۰ (قانون شہادت مسودات طلاق ۱۸۲۰ء)	(Divorce Bills Evidence Act, 1820.)	۸۰	۱۴۷
۱ و ۲ جارج چہارم باب ۲۴		۳۱۴	۵۵۱
۵ جارج چہارم باب ۸۳ (قانون خانہ بدوشان ۱۸۲۴ء)	(Vagrancy Act, 1824)	۶۳ و ۶۰ او ۵۳۹	۹۵۰ و ۱۰۸۶ ۱۱۰۳

		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمه
		۵۲۹ و ۴۷۲	۳۱۶،۸۴۴
۶ جارج چہارم باب ۵۰ (قانون جوریان ۱۸۲۵ء) دفعه ۲۳...	(Juries Act, 1825)	۱۸۶	۹۵۲
۷ جارج چہارم باب ۶۴ (قانون تعزیرات ۱۸۲۶ء) دفعات ۲ و ۳	(Criminal Law Act, 1826)	۹۰	۱۵۱
۷ و ۸ جارج چہارم باب ۲۸ (قانون تعزیرات ۱۸۲۷ء) دفعه ۵	Criminal Law Act, 1827)	۳۹۲	۶۹۴
باب ۵۳ ـ دفعه ۱۷		۳۱۴	۵۵۱
۹ جارج چہارم باب ۱۴ ـ (قانون ترمیم قانون فریب ۱۸۲۸ء لارڈ ٹنٹرڈن ایکٹ) دفعه ۱	(St of Frauds Amenament Act, 1828, Lord Tenterden's Act)	۴۷	۷۹
دفعه ۳		۳۴۴	۶۰۷
دفعه ۷		۴۹	۸۲
باب ۱۵		۲۵۹	۴۴۸
باب ۳۱		۱۶۶	۲۸۱
باب ۶۹ (قانون شکار ناجائز بوقت شب ۱۸۲۸ء)	(Night Poaching Act)	۴۷۶	۸۵۳
۱۱ جارج چہارم و ۱ ولیم چہارم باب ۶۸ (قانون باربرداران ۱۸۳۰ء)	(Carriers Act, 1830.)	۳۶۶	۶۴۷
۱ ولیم چہارم باب ۲۲ (قانون شہادت بذریعہ کمیشن ۱۸۳۱ء)	(Evidence on Commission Act, 1831)	۱۰۷ و ۸۸	۱۴۷،۱۸۱
دفعات ۱ ـ ۴ ـ ۷		۸۹	۱۴۹
دفعه ۵		۱۱۵	۱۹۶
دفعه ۱۰		۸۹	۱۴۹

ص ۱۳

قانون		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
باب ۱۰-۱۱ (قانون فیصلہ جات ۱۸۳۸ء) دفعہ (۹)	(Judgments Act, 1838)	۱۰۵	۱۷۷
۲ و ۳ وکٹوریا باب ۷۱- (قانون عدالت ہائے پولیس متعینہ پائے تخت	(Metropolitan Police Courts Act, 1839)	۱۲۱	۲۰۶
دفعہ ۲۲	....	۱۲۱	۲۰۶
۵ و ۶ وکٹوریا باب ۴۵ (قانون حق تصنیف ۱۸۴۲ء)	(Copy-right Act, 1842)	۴۷	۷۹
باب ۵۱ (قانون بغاوت ۱۸۴۲ء)	(Treason Act, 1842)	۵۳۰	۹۵۴
دفعہ (۱)	....	۵۵۴	۹۹۶
باب ۶۹- (قانون استمرار گواہی ۱۸۴۲ء	(Perpetuation of Testimony Act, 1842)	۱۰۷، ۱۰۵	۱۷۷، ۱۷۹
۶ و ۷ وکٹوریا باب ۱۸- (قانون رجسٹری رائے دہندگان انتخابات پارلیمنٹ ۱۸۴۲ء	(Parliamentary Voter's Registration Act)	۲۱	۳۴
دفعات ۱۰۰-۱۰۱	....	۳۴۴	۶۰۷
باب ۲۲- (قانون شہادت (نوآبادیات ۱۸۴۳ء)	(Colonies) Evidence Act, 1843)	۱۵۵	۲۶۳
باب ۸۲- (قانون شہادت بذریعہ کمیشن ۱۸۴۳ء	(Evidence by Commission Act, 1843)	۱۰۷	۱۸۱
دفعہ (۷)	....	۱۱۵	۱۹۶
باب ۸۵ (قانون شہادت ۱۸۴۳ء (لارڈ ڈنمن ایکٹ)	(Evidence Act, 1843, Lord Denman's Atc)	۱۳۱، ۱۰۷، ۹۰؛ ۱۴ و ۸ و ۷۵ و ۶۸ و ۶۱ و ۱۹۰ و ۱۵۹ و ۱۳۲ و ۵۶۵، ۵۳۵، ۴۲۳	۶۹، ۱۵۱، ۱۸۱، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۸۵، ۲۹۷، ۳۰۷، ۴۲۰، ۹۹۳، ۱۰۱۶
دفعہ (۱)	....	۱۶۴	۲۷۷
باب ۹۶ (قانون ازالہ حیثیت عرفی ۱۸۴۳ء) دفعہ (۷)	....	۲۹۳	۵۱۱

		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
۷ و ۸ وکٹوریا باب ۱۰۱ (قانون ترمیم قانون مفلسان ۱۸۴۴ء) دفعہ ۳	(Poor Law Amendment Act 1844)	۵۳۱	۹۵۶
۸ و ۹ وکٹوریا باب ۲۰ (قانون تدوین قواعد ریلوے ۱۸۴۵ء)	(Railway Clauses (Consolidation Act)	۲۹۹	۵۲۱
باب ۸۳ (قانون مفلسان (اسکاٹ لینڈ) ۱۸۴۵ء	(Poor Law (Scotland) Act)	۵۳۹	۹۷۰
دفعہ ۸۰		۲۰۹، ۵۳۹	۹۷۰-۱۰۸۷
باب ۱۰۶ (قانون جائداد اراضی ۱۸۴۵ء)	(Real Property Act 1845)	۱۰۶، ۴۷	۷۹، ۱۷۹
باب ۱۰۹ (قانون قمار ۱۸۴۵ء) دفعہ ۱۸	(Gaming Act, 1845)	۳۰۰	۵۲۳
باب ۱۱۲ (قانون اجارہ جات منقضی المیعاد ۱۸۴۵ء) دفعات ۱ و ۲	(Satisfied Terms Act, 1845)	۳۴۱ و ۳۴۰	۵۹۹ ۶۰۱
باب ۱۱۳ (قانون شہادت ۱۸۴۵ء - لارڈ بروہام ایکٹ)	(Evidence Act, 1845, Lord Brougham's Act)	۲۹۹ و ۱۰۷	۱۸۱ ۵۲۲
دفعہ ۳		۴۱۲، ۲۹۹	۵۲۲، ۷۲۹
۹ و ۱۰ وکٹوریا باب ۹۵ (قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء)	(County Courts Act, 1846)	۱۶۷	۲۸۳
دفعہ ۶۹		۶۸	۱۱۳
دفعہ ۸۳		۱۶۴	۳۷۸
۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۱۲ (قانون اخفائے بغاوت ۱۸۴۸ء)	(Treason Felony Act, 1848)	۵۳۱ و ۵۳۴	۹۵۵ ۹۶۱
باب ۴۲ (قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء)	(Indictable offences Act, 1848)	۱۲۱ و ۹۰	۱۵۱ ۲۰۶
دفعہ ۱۴		۵۰۵، ۱۲۱	۳۰۷، ۹۰۷
دفعہ ۱۷		۴۲۰، ۹۰	۱۵۰، ۷۴۳

		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
دفعہ ۱۸		۶۰۸و۴۷۳	۸۴۶و۱۰۸۵
دفعہ ۱۹		۸۶	۱۴۴
باب ۴۳ ۔ (قانون تحقیقات سرسری ۱۸۴۸ء)	(Summary Jurisdiction Act, 1848)	۱۲۱و۸۶	۱۲۵و۱۴۴
		۷۵	۲۰۶
دفعہ ۷		۵۰۵و۱۲۱	۲۰۶و۹۰۷
دفعہ ۱۱		۴۷۶	۸۵۳
دفعہ ۱۲		۸۶	۱۴۴
دفعہ ۱۴		۲۵۴	۴۳۹
باب ۴۶ ۔ (قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۴۸ء) دفعہ ۳	(Criminal Procedure Act, 1848)	۱۹۵	۳۳۳
دفعہ ۴		۲۹۵	۵۱۴
باب ۷۸ ۔ (قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء)	(Crown Cases Act, 1848)	۶۲۰و۶۱۷	۱۱۹و۱۰۲۲
		۵۶۹و۷۱	۱۰۹۸و۱۱۰۳
دفعات ۳ و ۵		۶۲۱	۱۱۰۴
۱۲و۱۳ وکٹوریا باب ۴۵ ۔ (قانون اجلاسات سہ ماہی ۱۸۴۹ء) دفعہ (۱۰)	(Quarter Session's Act, 1849)	۲۵۹	۴۴۸
۱۴و۱۵ ۔ وکٹوریا باب ۹۹ ۔ (قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۔ لارڈ بروہام ایکٹ)	(Evidence Act 1851, Lord Brougham's Act)	۱۰۷و۹۸۵ ۵۴۸و۵۳۵ ۴۵۹و۱۸۱ ۱۷۶و۱۶۴	۱۴۲و۱۸۱ ۲۷۸و۳۹۸ ۳۰۷و۸۱۸ ۹۶۳و۹۸۶
دفعہ (۱)		۱۶۴و۱۳۲و	۲۲۴و۲۷۷
دفعہ (۲)		۴۰۶و۱۷۰و۱۶۴و۱۱۵	۱۹۶و۲۶۸
دفعہ (۳)		۱۷۰و۱۶۸و۱۶۴و۱۱۵	۲۸۸و۷۱۸ ۱۹۶و۲۶۸
دفعہ (۴)		۱۶۹و۱۶۴	۲۸۵و۲۸۸ ۲۶۸و۲۸۶
دفعہ (۵)		۱۶۴	۲۶۸

قانون	صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
دفعہ (۲)	۵۴۷	۹۸۴
دفعات (۱۲ و ۱۳)	۴۱۲	۷۲۹
دفعہ (۱۴)	۴۱۰	۷۲۵
باب (۱۰۰) قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۵۱ء دفعہ (۱)	۲۵۹	۴۴۸
دفعہ (۹)	۲۵۸	۴۴۶
دفعہ (۱۲)	۱۹۵	۳۳۳
۱۵ و ۱۶ - وکٹوریا باب ۲۴ - (قانون ترمیم وصیت ناجات ۱۸۵۲ء) (Wills Amendment Act, 1852)	۵۲۶ و ۳۱۷	۳۵۲، ۵۵۶
	۲۰۵	۹۴۶
دفعہ (۱)	۲۰۶	۳۵۴
باب ۲۷ - (قانون شہادت (اسکاٹلینڈ) ۱۸۵۲ء) دفعہ (۱)	۴۱	۶۸
۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۵۷ - (قانون کمشنران انتخابات ۱۸۵۲ء) دفعات (۹ و ۱۰) (Election Commissioners Act, 1852)	۱۲۰	۲۰۴
باب ۷۶ - (قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء) (Common Law Procedure Act, 1852)	۲۷۷	۴۸۳
دفعہ (۲۵)	۳۱۴	۵۵۱
دفعہ (۲۴)	۲۷۵	۴۷۸
دفعہ (۱۳۱)	۱۸۶	۳۱۷
دفعہ (۱۰۱)	۵۴۹	۹۸۸
دفعہ (۲۲۳)	۲۵۹	۴۴۸
[illegible] ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ۳۰	۱۰۲	۱۷۲
۱۴ و ۱۵ - وکٹوریا باب ۹۹ (قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۱ء لارڈ بروہام ایکٹ)	۳۵، ۹۰، ۹۵، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۱، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۰۵، ۸۵	۱۸۱، ۱۸۳، ۲۸۸، ۳۰۰، ۳۰۹، ۹۰۹، ۹۶۳

صفحات ترجمہ	صفحات کتاب انگریزی		
۲۰۸ و ۳۰۳ و ۳۸۳، ۳۹۱ و ۴۱۳	۱۲۲ و ۲۲۲ و ۲۲۶ و ۳۰۳		دفعہ (۱۰۳) ....
۱۸۸	۱۷۰	(Supplemental Customs Consolidation Act, 1855)	۱۸ و ۱۹ وکٹوریا باب ۹۶ (ضمیمہ قانون تدوین چنگی سنہ ۱۸۵۵ء) دفعہ ۳۶ - ۱۵
۲۶۸	۱۵۸	(Common Law Procedure Amendment Act (Ireland, 1856).	۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۰۲ (قانون ترمیم ضابطۂ قانون عمومی - ایرستان سنہ ۱۸۵۶ء دفعات ۲۳ و ۲۴ -
۱۸۲	۱۰۸	(Foreign Tribunals Evidence Act, 1856.)	باب ۱۱۳ (قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ سنہ ۱۸۵۶ء
۱۹۶	۱۱۵		دفعہ (۵) ....
۱۲۵	۷۵	(Summary Jurisdiction Act, 1857.)	۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۴۳ (قانون تحقیقات سرسری سنہ ۱۸۵۷ء
۱۸۸	۱۷۰		باب ۶۲ - دفعہ ۱۴ ....
۱۷۷	۱۰۵	(Count of Probate Act 1857)	باب ۷۷ (قانون عدالت پروبیٹ سنہ ۱۸۵۷ء) دفعہ ۹۱
۸۶۹	۴۸۵	(Matrimonial Causes Act, 1857)	باب ۸۵ - (قانون مقدمات ازدواجی سنہ ۱۸۵۷ء
۸۶۹	۴۸۵		دفعہ ۲۲ ....
۵۴۱	۳۰۹		دفعہ ۳۳ ....
۹۸۸	۵۴۹		دفعہ ۴۳ و ۴۶ ....
۲۸۶	۱۶۹		دفعہ ۴۸ ....
۱۷۷	۱۰۵	(Legitimacy Declaration Act, 1858)	۲۱ و ۲۲ وکٹوریا باب ۹۳ (قانون اعلان صحیح النسبی سنہ ۱۸۵۸ء)

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۵۹ء) ۔	(Evidence by Commission Act, 1859.)	ر ۸۰، ۱۰۱، ۹۰	۱۵۱، ۱۸۲
دفعہ ۴		ر ۱۱۶	۱۹۸
۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۱ (قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۹ء) دفعہ ۶	(Matrimonial Causes Act, 1859)	۱۶۹	۲۸۶
باب ۶۳ (قانون تعیین قانون انگریزی ۱۸۵۹ء)	(British Law Ascertainment Act, 1859)	۴۰، ۴۴ و ۱۰۸	۷۰ و ۱۸۲
۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۶ (قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۶۰ء) دفعہ ۲۶ ۔	(Common Law Procedure Act, 1860)	۵۲۷	۹۴۹
باب ۱۲۸		۱۰۳	۱۷۳
باب ۱۵۴ (قانون ترمیم قانون زمینداران وکاشتکاران (آئرستان) ۱۸۶۰ء) دفعات ۴ و ۱۳	(Landlord and Tenant Law Amendment (Ireland) Act, 1860)	۵۰	۸۴
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰ (قانون عدالت بحری ۱۸۶۱ء) دفعہ ۳۵ ۔		۵۱۲ و	۹۲۰
باب ۱۱: (قانون تعیین قانون ممالک خارجہ ۱۸۶۱ء)	(Foreign Law Ascertainment Act, 1861)	۴۰، ۴۳ و ۱۰۸	۷۲ و ۷۳

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۶۶		۱۵۴، ۱۵۷، ۱۰۸۰	۱۸۳، ۲۶۶، ۲۶۸
باب ۹۴: (قانون شرکا و معینان جرم ۱۸۶۱ء)	(Accessories and Abettors Act, 1861)	۵۰۳	۹۰۳
باب ۹۶: (قانون سرقہ ۱۸۶۱ء) دفعہ ۵:	(Larceny Act, 1861)	۲۳۶	۴۰۷
دفعات ۱۴، ۲۷		۲۵۸	۴۴۶
دفعہ ۵		۳۷۱	۶۵۷
دفعہ ۹۲		۱۹۵	۳۳۳
دفعہ ۱۱۶		۵۹۰، ۲۴۰	۴۱۴، ۱۰۵۵
باب ۹۸: قانون جعلسازی ۱۸۶۱ء دفعات ۹-۱۰ وغیرہ	(Forgery Act, 1861)	۲۴۸	۴۳۹
دفعہ ۱۳		۳۷۱	۶۵۷
دفعہ ۴۴		۳۶۸	۶۵۲
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا			
باب ۹۹: (قانون جرائم سکہ سازی ۱۸۶۱ء) دفعات ۶-۷ وغیرہ	(Coinage Offences Act, 1861)	۲۴۸	۴۳۹
دفعات ۲۲ و ۲۴		۳۷۱	۶۵۸
دفعہ ۳۷		۲۴۰	۴۱۵
باب ۱۰۰: (قانون جرائم خلاف جسم انسان ۱۸۶۱ء) دفعہ ۴۴	(Offence Against the Person Act, 1861)	۵۳۶، ۱۴۶، ۶۰۹، ۵۳۹	۲۸۱، ۹۶۵، ۹۷۰، ۱۰۸۷

	صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعات ۴۹-۵۰-۵۱	۶۰۹، ۵۳۹، و ۱۶۶	۲۸۱، ۹۷۰، ۱۰۸۷
دفعات (۵۲-۵۳-۵۴-۵۵)	۶۰۹، ۵۳۹، ۵۳۶، و ۱۶۶	۲۸۱، ۹۶۵، ۹۷۰، ۱۰۸۷
دفعہ (۵۸)	۳۴۹-۱۶۶	۲۸۱، ۶۱۷
دفعہ (۶۰)	۲۸۵	۴۴۶
باب ۱۰۹- (قانون شکار سامن ماہی ۱۸۶۱ء): دفعہ ۹۲ (Salmon Fishery Act, 1861)	۳۲۳ ۳۲۲	۵۶۶ ۵۶۸
باب ۱۳۴: (قانون دیوانگی ۱۸۶۱ء) دفعہ ۱۹۲ (Bankruptcy Act, 1861)	۳۱۵	۵۵۳
۲۶ و ۲۷ وکٹوریا باب ۴۱: (قانون ذمہ داری مالکان سرائے ۱۸۶۳ء) (Innkeepers Liability Act, 1863)	۳۶۶	۶۴۸
باب ۱۲۵: (قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۶۳ء) (Statute Law Revision Act, 1863)	۵۰۲-۵۰۲	۹۰۲، ۹۰۳
۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۹ (قانون اقرارات صالح (اسکاٹ لینڈ ۱۸۶۵ء) (Affirmations (Scotland) Act, 1865)	۱۵۸	۲۶۸
باب ۱۸: (قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۶۵ء (مسٹر ڈنمن ایکٹ)	۵۸۵، ۵۶۸ ۵۶۶، ۲۲۲ ۱۰۹، ۱۰۸	۱۸۳، ۱۸۲ ۳۸۳، ۱۰۱۸ ۱۰۲۱، ۱۰۴۷
دفعہ (۱)	۴۰۳، ۲۴۲، ۲۳۰، ۲۲۷، ۲۰۵، ۱۲۲	۲۰۰، ۳۵۲، ۳۹۱، ۳۹۷، ۴۱۸، ۶۱۳
دفعہ (۲)	۵۵۲	۹۹۳
دفعہ (۳)	۵۸۹، ۵۶۸	۱۰۲۱، ۱۰۴۹
دفعہ (۴)	۵۶۴، ۵۸۶	۱۰۴۹، ۱۰۱۳
دفعہ (۵)	۳۰۴، ۵۸۶	۷۱۳، ۱۰۱۴
دفعہ (۶)	۱۲۲، ۲۴۲، ۵۸۶	۱۰۱۴، ۴۱۸
دفعہ (۷)	۲۰۵	۲۰۸، ۳۵۲

قانون		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ (۸)		۲۲۷، ۲۳۰ و ۵۸۹	۳۹۰، ۱۰۵۳، ۳۹۱
باب ۱۰۴ (قانون نالشات وغیرہ) تاج ۱۸۶۵ء دفعہ (۴) (۳)	(Crown Suits Atc, 1865)	۱۷۰	۲۸۸
باب ۱۲۲ - (قانون تصدیق قسیسان ۱۸۶۵ء)	(Clerical Subscription Act,1865)	۳۰۸	۵۳۹
۲۹ و ۳۰ وکٹوریا باب ۱۹ (قانون حلف ہائے پارلیمنٹ) ۱۸۶۶ء	(Parliamentary Oaths Act,1866)	۱۵۸	۲۶۸
باب ۱۰۹ - (قانون نظم بحری ۱۸۶۶ء) دفعہ (۶۵)	(Naval Discipline Act)	۶۰۹	۲۰۸۷
۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ - (قانون ترمیم تعزیرات ۱۸۶۷ء) دفعہ (۶)	(Criminal Law Amendment Act,1867.)	۷۹ و ۸۹، ۹۱ و ۱۰۵	۱۵۳، ۱۷۷، ۱۲۹، ۱۳۲
دفعہ (۸)		۱۵۸	۲۶۸
۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷ قانون شہادت دستاویزی ۱۸۶۸ء دفعات ۲، ۳ ضمیمہ		۴۱۱	۷۳۷
دفعہ (۶)		۴۱۲	۷۳۱
باب ۳۹ - قانون اقرار صالح ارکان جوری ۱۸۶۸ء (اسکاٹ لینڈ)		۱۵۸	۲۶۸
۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۷۲ - قانون اقرار صالح بجائے حلف ۱۸۶۸ء		۴۶	۷۷
باب ۵۷ - (قانون جوریان ایرستان ۱۸۶۸ء)		۱۵۸	۲۶۸

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۱۰۱: (قانون تدوین قوانین حقیقت ہائے ارضی ۱۸۶۹ء) دفعہ ۱۳۹	(Titles to Land Consolidation	۵۵	۹۳
۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۲: (قانون مدیونان ۱۸۶۹ء) دفعہ ۲۴	(Debtors Act, 1869)	۱۳۲ و ۱۰۵	۱۷۷ و ۲۲۵
باب ۶۸: (قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء)	(Evidence Further Amendment Act, 1869)	۱۴۴ و ۱۰۹	۱۸۴ و ۲۴۵
دفعہ (۲)	۹۸	۵۳۲، ۵۸۶	۲۸۵، ۵۹۰، ۱۰۵۰
دفعہ (۳)	۱۱۶	۱۲۸ و ۱۶۹	۱۹۸، ۲۸۵، ۲۸۶
دفعہ (۴)	۱۳۴	۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۸	۲۲۸، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۶۸
باب ۷۱: (قانون دیوالیہ ۱۸۶۹ء) دفعات ۹۶ و ۹۷	(Bankruptcy Act, 1869.)	۱۶۷	۲۸۳
۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹: (قانون ترمیم شہادت ۱۸۷۰ء)	(Evidence Amendment Act, 1870.)	۱۰۹، ۱۵۷، ۱۵۸	۱۸۴، ۲۲۶، ۲۲۸
باب ۹۰: (قانون داخلہ ممالک خارجہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۹	(Foreign Enlistment Act, 1870)	۳۷۱	۶۵۸
باب ۹۷: (قانون اسٹامپ ۱۸۷۰ء)	(Stamp Act, 1870)	۲۱۴	۳۶۹
۳۴ و ۳۵ وکٹوریا باب ۱۱۲ (قانون انسداد جرائم ۱۸۷۱ء) دفعہ ۱۹	(Prevention of Crimes Act, 1871)	۵۳۹	۹۷۰
۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۳۳: (قانون خفیہ رائے دہندگی ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷	(Ballot Act, 1872)	۲۱	۳۴
باب ۷۷: (قانون ضابطہ کان ہائے فلزاتی ۱۸۷۲ء) دفعہ ۴۳	(Metalliferous Mines Regulation Act, 1872),	۵۳۵	۹۶۳

صفحات ترجمہ	صفحات اصل کتاب		
۹۶۳ و ۹۶۵	۵۳۵ و ۵۳۶	(Licensing Act, 1872)	باب ۹۴: (قانون پارنت نامجات ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۵۰
۹۰۲	۵۰۲	(Statute Law (Ireland) Revision Act, 1872	باب ۹۸: (قانون نظرثانی قانون موضوعہ ایرستان ۱۸۷۲ء)
۷۳۱	۴۱۳	(Municipal Corporations Evidence Act, 1873	۳۶ و ۳۷ وکٹوریا باب ۳۰ (قانون شہادت شخصیات بلدیہ ۱۸۷۳ء) دفعہ ۲
۹۴۷،۶۰۲	۵۲۶، ۳۴۱	(Judicature Act, 1873)	باب ۶۶: (قانون عدلی ۱۸۷۳ء)
۱۰۲۳	۵۲۹	....	دفعہ ۱۹
۹۴۷	۵۲۴	....	دفعہ ۲۵
۱۲۳	۷۴	....	دفعات ۴۴-۵۱-۵۷
۱۱۰۳،۱۰۲۳	۶۴۰، ۵۲۹	....	دفعہ ۷۴
۷۰ و ۷۸۴	۴۲ و ۴۴۲	(Tichborne and Doughty Estate Act,1874)	۳۷ و ۳۸ وکٹوریا باب ۳۷ (قانون علاقہ جات ٹچبورن و ڈوٹی ۱۸۷۴ء)
۹۷۴	۵۴۱	(False Personation Act,1874)	باب ۳۶: (قانون تلبیس شخصی ۱۸۷۴ء)
۵۸۲	۳۳۳	(Real Property Limitation Act,1874)	باب ۵۷: (قانون میعاد سماعت جائداد ارضی ۱۸۷۴ء)
۳۵۸	۲۰۸	(County Courts Act,1875)	۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۵۰: (قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۷۵ء) دفعہ ۶

صفحات ترجمہ	صفحات اصل کتاب		
۹۶۵	۵۳۶	(Contagious Diseases (Animals) Act, 1878)	باب ۴۷: (قانون امراض متعدی جانوران ۱۸۷۸ء) دفعہ ۶۶
۷۲۹،۱۸۴ و ۷۳۱	۱۰۹، ۴۱۲، ۴۱۳	....	۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۱۱ (قانون شہادت کتب ہائے بنکر ۱۸۷۹ء)
۷۲۹	۴۱۲	....	دفعہ ۔
۱۰۷۹	۶۱۶	....	باب ۳۲: (قانون بیانان جرایم ۱۸۷۹ء) دفعہ ۲
۱۱۴، ۱۲۵	۶۴۸ و ۷۵	(Summary Jurisdiction Act, 1879)	باب ۴۹: (قانون اختیار سماعت تحقیقات سرسری) ۱۸۷۹ء
۸۴۷	۴۷۳	....	دفعہ ۱۴۔ نمونہ (ین)
۴۳۹	۲۵۴	....	دفعہ ۳۹
۴۰۴	۲۳۴	(Statutes (Definition of Time) Act, 1880)	۴۳ و ۴۴ وکٹوریا باب ۹ (قانون احکام تعین وقت ۱۸۸۰ء)
۷۴۲	۴۱۹	(Criminal Law Amendment Act, 1880)	باب ۴۵: (قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۰ء)
۶۰۷	۲۴۱	(Conveyancing and Law of Property Act, 1881)	۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۴۱: (قانون قواعد انتقال و قانون جائداد ۱۸۸۱ء) دفعہ ۶
۷۷	۴۶	....	دفعہ ۔ ۶
۶۱۸	۲۵۰	(Presumption of Life Limitation (Scotland) Act, 1881)	باب ۴۷: (قانون تحدید قیاس زندگی (اسکاٹلینڈ) ۱۸۸۱ء)

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۳۸: (قانون مقدمات مجانین ۱۸۸۳ء)	(Trial of Lunatics Act, 1883)	۶۱۳	۱۰۹۲
باب ۴۹: (قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ وضابطۂ دیوانی ۱۸۸۳ء)	(Statute Law Revision and Civil Procedure Act, 1883)	۱۰۷	۱۸۱
باب ۵۱: (قانون انسداد رشوت ستانی واعمال ناجائز ۱۸۸۳ء) دفعہ ۵۳	(Corrupt and Illegal Practices Prevention Act, 1883)	۵۳۶	۹۶۵
دفعہ ۵۹		۱۲۰	۲۰۵
باب ۵۲: (قانون دیوانگی ۱۸۸۳ء)	(Bankruptcy Act, 1883)	۱۶۷	۲۸۳
باب ۶۱: (قانون مزرعہ جات انگلستان ۱۸۸۳ء) دفعہ ۲۸	(Agricultural Holdings (England) Act, 1883)	۳۴۴	۶۰۷
۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵ (قانون جائداد زنان منکوحہ ۱۸۸۲ء) دفعہ (۱)		۵۴۲، ۵۳۶	۹۷۶، ۹۶۵
۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء)		۵۴۳، ۶۰۹ ۵۳۷، ۱۴۲ ۵۳۹	۹۷۷، ۱۰۸۷ ۹۶۷، ۲۴۱ ۹۷۰
دفعات ۱ و ۲		۵۳۳	۹۶۰
دفعہ (۴)		۵۳۲، ۱۴۵	۹۵۸، ۲۴۶
دفعہ (۵)		۵۴۱	۹۷۴
دفعہ (۲۰)		۵۳۶ ۵۴۰	۵۶۵ ۹۷۲

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۲۸: (قانون نشان ہائے اموال تجارتی ۱۸۸۷ء) دفعہ (۱۰)	(Merchandise Marks Act,1887)	۵۳۶	۵۶۵
باب ۳۵: (قانون ضابطہ فوجداری (اسکاٹ لینڈ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۳۶	....	۶۰۹	۱۰۸۷
باب ۵۸: (قانون انضباط معدن ہائے زغال ۱۸۸۷ء) دفعہ ۶۲	(Coal Mines Regula-tions Act,1887)	۵۳۶	۹۶۵
باب ۷۱: (قانون کرونرز ۱۸۸۷ء) دفعہ (۴)	(Coroners Act, 1887)	۱۸۵	۳۱۲
۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۳: (قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۸۸ء	....	۱۶۴	۲۷۸
دفعات (۱۰۰-۱۰۱)	....	۶۸	۱۱۴
دفعہ (۱۲۰)	....	۵۶۹، ۲۰۸	۳۵۸، ۴۲۳
باب ۴۶: (قانون حلف ۱۸۸۸ء	(Oaths Act,1888)	۴۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۸	۷۷، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۶۸
دفعات (۲، ۳)	....	۱۵۸	۲۶۸
دفعہ (۵)	....	۱۵۱، ۱۵۲	۲۵۶، ۲۵۸
باب ۶۴: (قانون ترمیم قانون ازالہ حیثیت عرفی ۱۸۸۸ء) دفعہ ۹	(Law of Libel Amendment Act,1888)	۵۳۶	۹۶۵
۵۲ و ۵۳ وکٹوریا باب ۱۰: (قانون کمشنران حلف ۱۸۸۹ء) دفعہ ۲	(Commissioners of Oaths Act,1889)	۱۵۲	۲۵۸

صفحہ ۱۸۵

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ ۱۲۳		۳۰۳	۷۱۵
دفعہ ۴۵۷		۵۳۶	۵۶۵
دفعہ ۶۹۴		۳۷۵	۳۵۴
۵۸ و ۵۹ وکٹوریا۔ باب ۲۴: (قانون ترمیم قانون ضبطی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۵		۵۳۶	۵۶۵
باب ۲۸: (قانون انسداد غلط اطلاع دہی متعلق بہ آتش زدگی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲	(False Alarms of Fire Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
باب ۳۷: (قانون کارخانہ جات و ورکشاپ ۱۸۹۵ء) دفعہ ۹۴	(Factory and Workshops Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
باب ۴۰: (قانون انسداد رشوت ستانی و اعمال ناجائز ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲	(Corrupt and Illegal Practices Prevention Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
۵۹ و ۶۰ وکٹوریا۔ باب ۱۴: (قانون عنوانات مختصر ۱۸۹۶ء)	(Short Titles Act,1896)	۱۰۶	۱۷۹
۶۰ و ۶۱ وکٹوریا باب ۶۰ (قانون انسداد حادثات) بچوکر مشین ۱۸۹۷ء) دفعہ ۵	(Chaff-Cutting Machines(Accidents) Act, 1897)	۵۳۶	۵۶۵
۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ (قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء)	(Criminal Evidence Act,1898)	۱۱۰، ۱۳۲، ۱۷۰، ۳۰۴، ۵۳۵، ۵۴۰ و ۵۴۵ و ۵۴۸ و ۵۵۵، ۵۶۰ (ضمیمہ)	۱۸۵، ۳۳۴، و ۲۸۸، ۵۹۶ و ۷۶۲، ۹۶۷، ۱۰۴۲، ۱۰۸۴

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ (۱)		۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۱ و ۵۸۶ و ۵۹۰ و	۹۶۸، ۹۷۲ و ۹۷۴، ۹۷۹ و ۱۰۴۹ اور ۱۰۵۵
دفعات (۲-۳-۶-۷)		۵۴۰	۹۷۲
دفعہ (۴)		۱۲۵، ۵۴۱	۲۷۲، ۹۷۴
باب ۴۱: (قانون محبس سنہ ۱۸۹۸ء)	(Prison Act,1898)	۶۱۶-۶۱۷	۱۰۹۷ ۱۰۹۸
۶۳ و ۶۴ وکٹوریا باب ۵۱: (قانون قرض دہندگان سودی سنہ ۱۹۰۰ء دفعہ (۳))	Money-Lenders Act, 1900)	۳۰۰	۵۲۴
۱ ایڈورڈ ہفتم - باب ۲۲: (قانون کارخانہ جات و ورکشاپ سنہ ۱۹۰۱ء) دفعہ (۱۳۸)	(Factory and Workshop Act, 1901)	۲۹۹	۵۲۲
۲ ایڈورڈ ہفتم نمبر ۲ - (نیوزی لینڈ) قانون انتخابات (سنہ ۱۹۰۲ء) دفعات ۶۲-۶۵	(Electoral Act,1902)	۲۱	۳۴
۵ ایڈورڈ ہفتم باب ۱۳ - (قانون اشخاص اجنبی سنہ ۱۹۰۵ء دفعہ (۳))	(Aliens Act,1905)	۲۲۱	۱۱۰۴
۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۱۶: (قانون شہادت (قوانین مصنوعۂ نوآبادیات) سنہ ۱۹۰۷ء)	(Evidence (Colonial Statutes) Act,1907)	۱۱۰	۱۸۵
باب ۲۳: (قانون مرافعۂ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء)	(Criminal Appeal Act,1907)	۵۰۱ اور ۵۰۴، ۵۴۷ و ۵۵۴ [illegible] ۱۱ (ضمیمہ)	۸۰۲ اور ۸۰۵ [illegible] ۱۰۸۸
دفعات ۲۰، ۲۴، ۳۰		۷۱	۱۱۹
باب ۲۹: (قانون پیٹنٹ و نقشہ جات سنہ ۱۹۰۷ء دفعہ ۴۳)	دفعہ ۳ -- (Patents and Designs Act,1907)	۵۴۸	۹۸۶

صفحات ترجمہ	صفحات اصل کتاب		
۲۵۱، ۲۸۱، ۹۶۳	۱۴۸، ۱۶۶، ۵۳۹	(Criminal Justice Administration Act,1914.)	۴ و ۵ جارج پنجم۔ باب ۵۸: (قانون عدل گستری فوجداری ۱۹۱۴ء) دفعہ (۲۸)
۳۳۳	۱۹۵	(Indectments Act,1915)	۵ و ۶ جارج پنجم۔ باب ۵۰ (قانون چالانات ۱۹۱۵ء) دفعہ (۴)
۴۴۸	۲۵۹	....	دفعہ (۵)
۳۳۳، ۲۰۷	۱۹۵، ۲۳۶	(Larceny Act,1916)	۶ و ۷ جارج پنجم۔ باب ۵۰: (قانون سرقہ ۱۹۱۶ء) ......
۹۷۰	۵۳۹	....	دفعہ (۴۳)
۴۴۶	۲۵۸	....	دفعہ (۴۴)
۳۴	۲۱	(Representation of People Act, 1918)	۷ و ۸ جارج پنجم۔ باب ۶۴: (قانون نمایندگی عامہ ۱۹۱۸ء) دفعہ (۴)
۱۸۵	۱۱۰	(T bunals of Enquiry (Evidence) Act,1921)	۱۱ جارج پنجم۔ باب ۷ (قانون شہادت عدالت ہائے تحقیقات ۱۹۲۱ء)



ص ۱۹

فہرست مقدمات

۲۸



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول شہادت

مقدمہ

(۱)

حصہ اول

شہادت اور ثبوت عام طور پر

دفعہ (۱): قانون کی تعریف صحیح طور پر یوں کی گئی ہے کہ وہ انسانوں کے لیے ایک قاعدۂ عمل ہے۔ جس کو مقتدر اعلیٰ نے مقرر و مشتہر کیا ہے۔ اور جس کی تعمیل سزا و جزا کی تہدید سے کرائی جاتی ہے۔ (ص ۲) لیکن گو انسانوں کے افعال قانون کے موضوع ہیں۔ مگر یہ اس کے وجود کے لیے ضروری نہیں ہیں۔ کیونکہ قاعدہ وہی رہتا ہے چاہے اس کے اطلاق کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ تمہیں سزا دی جائے گی۔ اگر تم قتل یا چوری کرو گے۔ اگر تم کسی شخص کی زمین یا اس کا سامان خریدو تو تم کو اس کی قیمت ادا کرنی چاہیئے ــــــ قانون کے قاعدے ہوتے ہیں۔ گو کسی قتل یا سرقے کا کبھی ارتکاب

نہ کیا جائے۔ اور گو ہر قرض جو لیا جائے پابندی وقت و ایمانداری سے ادا کر دیا جائے۔ قاعدے کا وجود اس وقت تک جب تک کہ کوئی فعل کیا جائے جس سے وہ متعلق ہو سکے اور گویا صورت و شکل اختیار کر سکے نظری رہتا ہے۔ اس مقولۂ قانونی کے کہ ''واقعات سے قانون بنتا ہے'' یہی معنی ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے عدالتوں کے فرض میں مشکوک و نزاعی واقعات کی تحقیق بھی داخل ہے۔ اور تحقیق واقعات پر علم اصول قانون کے اصولوں کا اطلاق بھی[۱]۔

دفعہ (۲): عدالتوں میں ثبوت طلب واقعات کی تحقیق و تصفیہ بالکل اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح عام لوگ مشکوک یا نزاعی واقعات کا تصفیہ کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ قانون صریح کی رو سے بعض قواعد غیر جانبداری اور صحیح فیصلہ حاصل کرنے یا بعض خرابیوں کو جو تحقیق کے ضمن میں پیدا ہو سکتی ہیں دور کرنے کے لیے مقرر ہیں۔ اور یہ فرق انسانی خود ساختہ قانون و قدرتی قانون کے فرق کے مشابہ ہے۔ اس کے متعلق بیکن (Bacon) نے کیا خوب کہا ہے کہ ''قدرت میں انصاف کے سرچشمے ہیں جن سے تمام مدنی قوانین مثل نہروں کے نکلے ہیں۔ اور جس طرح پانی میں ان زمینوں کا جن پر سے وہ بہتا ہے رنگ اور مزہ آجاتا ہے۔ اسی طرح مدنی قوانین بھی ان مقامات اور حکومتوں کے لحاظ سے جہاں وہ رائج ہوتے ہیں مختلف ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ہی ماخذ سے نکلے ہیں''[۲]۔ پس جس طرح قدرتی قانون کے مطالعے کو انسانی خود ساختہ قانون کے مطالعے پر سبقت ہے۔ اسی طرح صداقت کی دریافت میں انسانی ذہن کے خزانوں کی تحقیق کو ان مصنوعی قواعد کی تحقیق پر سبقت ہونی چاہئے جو اس کی تائید میں وضع کیے گئے ہیں۔ اسی لیے اس مقدمے کے دو حصے ان دو مضامین سے متعلق

---

[۱] سابقہ دیباچہ میں کہہ دیا گیا ہے اور یہاں بھی مکرر کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کی دفعات کو سابق اڈیٹر نے بعض جگہ مختصر کر دیا ہے اور بعض جگہ ان میں اضافہ کیا ہے۔ لیکن مصنف کی ترتیب ہر جگہ باقی رکھی گئی ہے۔

[۲] ترقی علم ("The Advancement of Learning") از بیکن۔ کتاب ۲۔

ہوں گے۔

دفعہ (۳) : فہم انسانی پر تین نقطہ ہائے نظر سے غور کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ماخذ ہائے تصورات کے نقطۂ نظر سے۔ ان اشیا کے لحاظ سے جن کا ذہن انسانی کو شعور ہوتا ہے۔ اور واقعات یا قضیات کی صداقت یا بطلان کے متعلق ہمارے یقین کی شدت کے لحاظ سے۔

دفعہ (۴) : مابعد الطبیعیات کے بلند پایہ علما کے نزدیک ہمارے تصورات کے
ص (۳) ماخذ حس یا فکر ہیں[1] حس کی دو قسمیں ہیں[2]۔ (۱) حس داخلی یعنی وجدانی شعور خود ہمارے وجود اور ان خیالات کا جو ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔ علم ویقین کے تمام اقسام میں سے یہ قسم بہت ہی صاف شبہے سے بالا ہے۔ اور علم ویقین کے تمام اقسام کی بنیاد ہے۔ ڈیکارٹ (Descartes) اور لاک (Locke) گو ان کے نظام دوسری خصوصیات میں کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔ اس پر متفق ہیں۔ "میں فکر کرتا ہوں اس لیے میں موجود ہوں" ڈیکارٹ کا مشہور مقولہ ہے[3]۔ اور لاک کہتے ہیں کہ "اگر میں باقی تمام اشیا کے وجود کے متعلق شک بھی کروں تو یہی شک خود میرے وجود کے شعور کا باعث ہوتا ہے۔ اور مجھے اس پر شک کرنے نہیں دیتا[4]" سر ٹامس براؤن (Sir Thomas Brown) نے کہا ہے[5] "لا ادریہ یہ جو کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اسی قول سے اپنی تردید آپ کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ باقی ساری دنیا سے زیادہ جانتے ہیں"

---

[1] فہم انسانی (Human Understanding) مصنفۂ لاک (Locke) کتاب ۲ باب ۱

[2] Traite des Preuves (کتاب شہادت) مصنفۂ بانئے (Bonnier) دفعات ۶ و ۷۔ طبع دوم۔
لاک نے اپنی کتاب مذکورۂ بالا دفعہ ۴ میں حس داخلی سے مراد "فکر" لی ہے۔

[3] Principia Philosophiae فقرہ (۱) نوٹ ۷۔

[4] لاک کی کتاب مذکورۂ بالا۔ کتاب ۴۔ باب ۹۔ دفعہ ۳۔

[5] دفعہ ۵۵ Religio Medici (مذہب طبیب)

سوفسطائیوں کا مقولہ ہے کہ "بغیر حس کے شعور ممکن نہیں"[1]۔ اس میں لیبنٹز (Leibnitz) یہ ضروری و دانشمندانہ اضافہ کرتے ہیں کہ "سوائے خود شعور کے"[2] (۲) حس خارجی یعنی وہ خاصہ جس کے ذریعے سے خارجی اشیا کے وجود کا شعور ہمارے ذہن کو خارجی احساسات کے ذریعے سے ہوتا ہے[3]۔ انھیں دو احساسات سے ہمارے باقی سب تصورات "فکر" کے عمل سے پیدا ہوتے ہیں[4]۔ حس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ وہ خاصہ ہے۔ جس کے ذریعے سے ذہن کو خود اس کے کسی فعل یا عمل کے ذریعے سے تصورات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ذہن کا یہ عمل یا تو ان تصورات پر کارفرما ہوتا ہے جو راست احساسات کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں۔ یا ایسے دوسرے تصورات پر جن کا تعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ ان حاصل شدہ اول الذکر تصورات سے ہوتا ہے۔

دفعہ (۵): ذہن انسانی کو دو قسم کی اشیا کا شعور ہوتا ہے[5]۔ (۱) تصورات کے باہمی تعلقات[6] کا۔ اس عنوان کے تحت ریاضی اور ریاضی کے مسائل صداقتیں آتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے تصورات کے باہمی تعلقات صحیح ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ ذہن سے باہر ان تصورات کے مطابق کوئی چیز نہ ہو۔ مثلاً ایک مساوی القائمہ مثلث یا دائرے کی خاصیتیں بہرحال اور

---

[1] اس مقولے کو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں "سوفسطائی مقولہ" کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقالۂ اول از ڈوگالڈ اسٹورٹ Dugald stewart صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طبع ۱۸۴۲ء (لاطینی) مقولے کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

[2] یہ ارسطو (Aristotle) کی کتاب "De Anima" کے ایک مقولے سے بہت مشابہ ہے۔ کتاب ۳۔ باب ۵۔ اس کی مکمل تشریح۔ ڈوگالڈ اسٹورٹ کے مقالے میں جس کا حوالہ (آخری) نوٹ میں دیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

[3] لاک کتاب ۲ باب اول۔ اور بانیئے کی کتاب مذکورۂ صدر (دیکھئے نوٹ ۴) دفعہ (۸) طبع ثانی۔

[4] لاک کتاب (۲) باب (۱)۔

[5] ایضاً کتاب ۴۔ باب (۱)۔

[6] ایضاً کتاب (۴) باب (۱) دفعات ۴ تا ۶۔

بلا شبہ صحیح ہیں۔ چاہے ایک مکمل مساوی القائمہ مثلث یا مکمل دائرہ دنیا میں پایا جاتا ہو یا نہیں[1]۔ اور ہیئت داں ان خموں کی بھی تحقیق کرتے ہیں۔ جن کو اجسام فلکی قوت سے متحرک کئے جانے پر بنا سکتے ہیں۔ اور جن کے مانند نمونے قدرت میں جہاں تک ہم جانتے ہیں۔ نہیں ہیں۔ (۲) وجودہائے حقیقی یعنی اشیا جو ذہن سے باہر خارج ہیں۔ ذہن میں ان کے متعلق تصورات کے مطابق موجود ہوتی ہیں[2]۔

دفعہ (۶) : شدتِ یقین کے متعلق ذہن انسانی کی خاصیتیں علم اور فیصلے یا تصدیق پر مشتمل ہیں[3]۔ صحیح معنی میں علم سے مراد ہمارے تصورات کی موافقت یا عدم موافقت کا واقعی ادراک ہے[4]۔ اور ایسے ہی ادراک کے متعلق "یقین" کی حد مناسب طور پر استعمال کی جا سکتی ہے[5]۔ علم وجدانی ہوتا ہے جب کہ اس کی موافقت کا ادراک فوراً تصورات ہی کے مقابلے سے حاصل ہوتا ہے۔ علم مدلل ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ادراک بالواسطہ ہوتا ہے۔ مثلاً ریاضی صداقتیں جن کے ثبوت کو ذہن نے قبول کر لیا ہو۔ اور جب ہمارے حواس کے ذریعے سے ہم کو خارجی اشیا کے وجود کا ادراک ہوتا ہے تو ہمارا علم حسی کہلاتا ہے[6]۔ لیکن علم و یقین عادۃً ایک ثانوی معنول میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ یعنی ظن غالب یا یقین معقول کے معنوں میں مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے مال مسروقہ کو مسروقہ جانتے ہوئے لیا یا یہ کہ ہم کو کسی واقعے کے وجود

[1] دیکھئے De Morgan, on Probabilities صفحہ ۹۔

[2] لاک کتاب چہارم باب اول دفعہ (۷)۔

[3] ایضاً کتاب ۴ باب ۱۴۔ دفعہ ۴۔ اور باب (۱) دفعہ ۷۔

[4] ایضاً کتاب ۴۔ باب ۱۔ دفعہ ۲۔

[5] ایضاً کتاب ۴۔ باب ۴۔ دفعات ۷ و ۱۸۔

[6] ایضاً کتاب ۴۔ ابواب ۲ و ۱۱۔

کا یقین[1] یا اخلاقی طور پر یقین ہے وغیرہ۔

دفعہ (۷): (۲)- ذہن کی دوسری خاصیت "فیصلہ" یا تصدیق گو شدت یقین کے لحاظ سے علم سے کمتر درجہ رکھتا ہے۔ تاہم فکر و عمل انسانی کے لیے اس کو مساوی اہمیت حاصل ہے۔ اور علم اصول قانون سے متعلق ہونے کی وجہ سے وہ ہماری زیادہ توجہ کا محتاج بھی ہے۔ یہ وہ خاصیت ہے جس کے ذریعے سے ہمارے ذہن تصورات کو دوسرے درمیانی تصورات کی مدد سے جن کا تعلق ان تصورات سے یا تو مستقل اور غیر متبدل نہیں ہوتا یا ایسا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ موافق یا غیر موافق۔ اور واقعات یا قضیات کو صحیح یا باطل قرار دیتے ہیں[2] اس کی بنیاد اس موافقت یا عدم موافقت اور صداقت یا بطلان کے متعلق وہ احتمال یا قرینہ ہے جو ہمارے علم۔ مشاہدے و تجربے سے ان کے مطابق یا مغایر ہونے کی بنا پر مستنبط ہوتا یا قیاس کر لیا جاتا ہے[3] فیصلہ اکثر دوسروں کے مشاہدے یا تجربے کی گواہی پر مبنی ہوتا ہے[4] لیکن ظاہر ہے کہ یہ اول الذکر کی ایک شاخ ہی ہوتی۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں ہمارا یقین بیان کرنے والوں کی صحت بیانی و صداقت کے قیاس پر مبنی ہوتا ہے۔ ص ۵

دفعہ (۸): علم اور یقین چونکہ بہت کم امور کے متعلق حاصل ہوتے ہیں انسان نہ صرف اپنے اکثر افکار میں بلکہ چھوٹے بڑے۔ اہم و غیر اہم معاملات زندگی میں بھی فیصلہ (تصدیق) و ظن غالب پر عمل کرتے ہیں[5] قوت فیصلہ

---

[1] قانون قدرت و اجانب از پوفنڈارف Puffendorf, jus Nat. et Gent. کتاب ۱- باب ۲- دفعہ ۱۱- اور Analogy of Religion از بٹلر Butler. مقدمہ۔

[2] لاک کتاب ۴- باب ۱۵- دفعہ (۱)- اور باب ۱۴- دفعہ ۳-

[3] لاک ۴- باب ۱۵- دفعات ۳ و ۴- باب ۱۴- دفعہ ۴- اور بٹلر کی کتاب- انالوجی آف ریلیجن کا مقدمہ۔

[4] لاک ۴- باب ۱۵- دفعہ (۴)-

[5] ایضاً باب ۱۴- دفعہ (۱)- انالوجی آف ریلیجن از بٹلر مقدمہ۔ Judicial Evidence مصنفہ بنتھم Bentham جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ نیز شہادت مصنفہ گلبرٹ Gilbert طبع چہارم صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴-

نہ صرف واقعاتی امور پر استعمال کی جاتی ہے۔ جو حواس کے مشاہدے میں آنے کی وجہ سے انسانی گواہی کے ذریعے سے قابل ثبوت ہوتے ہیں۔ بلکہ عمل ہائے قدرت اور دوسری ایسی اشیاپر بھی استعمال کی جاتی ہے۔ جو حواس کے ذریعے سے دریافت نہیں ہوسکتے ہیں[1]۔ اور اسی لیے اس کے تحت وہ کثیر التعداد مضامین آجاتے ہیں۔ جن کی تحقیق قیاس اور استقرا سے ہوتی ہے[2]۔ لیکن یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ایک ہی امر کے متعلق ایک شخص کو علم او یقین حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کو ظن او گمان بمثلاً جب کوئی شخص یا تو اصول ریاضی کی لاعلمی کی وجہ سے یا ان کے ثبوت کو سمجھنے کی طرف مایل نہ ہونے کی وجہ سے کسی ریاضی صداقت کو دوسرے شخص کی گواہی پر جو اس کو سمجھتا ہے۔ قبول کرلیتا ہے۔ اس صورت میں اس کے پاس اس صداقت کی صرف ظنی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مخبر کے پاس مدلل ثبوت[3]۔

دفعہ (۹): علم اور فیصلہ (تصدیق) کا ایک اور بڑا فرق ظاہر کرنا باقی ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ علم کی تین قسمیں ہیں[4]۔ لیکن فیصلے (تصدیق) سے جو مختلف درجوں کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کی قسمیں بیان کرنا طاقت انسانی سے باہر ہے۔ کیونکہ جس حد تک واقعات وقضیے ہمارے سابقہ علم۔ مشاہدے اور تجربے کے مطابق ہوسکتے ہیں۔ وہ لازمی طور پر بے انتہا مختلف ہوسکتی ہے۔ فیصلے کے مختلف اقسام کو حدود طمانیت۔ اعتماد

---

[1] لاک کتاب (۴) باب ۱۶۔ دفعات ۵ و ۱۲۔

[2] ایضاً دفعہ ۱۲۔ اور کتاب شہادت از یائنےؔ دفعات ۹۔ الخ طبع دوم۔

[3] لاک کتاب (۴) باب (۱۵) دفعہ ۱۰۔ اور باب (۱۶) دفعہ (۳)۔ گرنیلف (Green) کی شہادت جلد ۱۔ طبع شانزدہم۔ دفعہ ۱۔ نوٹ ۱۔ نیز کتاب شہادت مصنفۂ تھیے (Thayer) باب ۱۶۔

[4] دیکھئے زیر دفعہ (۶)۔

ظن غالب۔ ظن۔ گمان۔ قیاس۔ شک۔ بے اعتمادی۔ اور بے اعتباری وغیرہ سے ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے[۱]۔

دفعہ (۱۰): لفظ ثبوت سے صحیح طور پر مراد کوئی شے ہے۔ جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ذہن انسانی کو کسی واقعہ یا قضیے کی صداقت یا بطلان کا یقین دلاتی ہے[۲]۔ اور چونکہ صداقتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے ثبوت بھی مختلف ہوتے ہیں[۳]۔ مثلاً کسی ریاضی مسئلے یا شکل کے ثبوت وہ درمیانی تصورات ہیں جو سلسلۂ دلیل کی مختلف کڑیاں ہوتی ہیں۔ ایسی کسی شے کا ثبوت جو استقرا سے ثابت کی جاتی ہے۔ وہ واقعات ہوتے ہیں۔ جن سے یہ شے مستنبط ہوتی ہے۔ اور عام واقعاتی امور کے ثبوت ہمارے حواس گواہوں کی گواہی۔ دستاویزات وغیرہ ہیں۔ ثبوت سے مراد وہ یقین بھی لیا جاتا ہے جو صحیح معنی میں ثبوت سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے[۴]۔ صـ۶

دفعہ (۱۱): لفظ شہادت سے اس کے اصلی معنی میں صاف ظاہر۔ عیاں یا مشہور ہونے کی حالت مراد ہوتی ہے[۵]۔ لیکن ہماری زبان کی ایک

---

[۱] لاک کتاب ۴۔ باب ۱۶۔ دفعات ۶ تا ۹۔

[۲] "دیوانی قوانین ان کی قدرتی ترتیب سے" مصنفۂ ڈوما Domat, Les Lois Civiles dans leur ordre Naturel, حصۂ اول کتاب ۳۔ عنوان ۶۔ شہادت مصنفۂ بانیے دفعہ ۵۔ طبع دوم۔

[۳] ڈوما کتاب و صفحات مذکورۂ بالا۔

[۴] (Matthaeus de Probationibus (یعنی "ثبوت" از میتھیس باب اول نوٹ ۱ Huberus, Praelectiones Juris Civiles (یعنی مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوبیرس) کتاب ۲۲۔ عنوان ۳۔ نوٹ (۲)۔ شہادت از گرینلیف طبع شانزدہم دفعہ ۱۔

[۵] "لغت" از جانسن Johns. Dict. ‏خارج البلد کے مقلدین لاطینی لفظ 'evidentia' (شہادت) اور فرانسیسی لفظ 'Evidence' کے معنی عام طور پر اس یقین کے لیتے ہیں جو ہمارے حواس کی گواہی

انکی تعریف[۱] کی وجہ سے اس سے مراد وہ امور ہوتے ہیں۔ جو کسی شے کو ظاہر کرتے یا ثابت کرتے ہیں۔ اسی معنیٰ میں یہ عام طور پر ہماری قانونی کتابوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کتاب میں بھی استعمال ہوگا۔ اس معنیٰ میں شہادت کی ایک تعریف یوں کی گئی ہے کہ۔ کوئی امر واقعاتی جس کا اثر۔ رجحان۔ یا مقصد کسی دوسرے واقعے کے ثبوت یا تردید کے متعلق ذہن میں یقین پیدا کرنا ہوتا ہے[۲]۔ وہ واقعہ جس کو ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے "اصل واقعہ" کہلاتا ہے اور جس واقعے کے ذریعے سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اس کو "شہادتی واقعہ" کہتے ہیں[۳]۔ جب اس سلسلے کے دو سے زیادہ حصے ہوتے ہیں۔ تو درمیانی کڑیاں بلحاظ نیچے کی کڑیوں کے اصل واقعات ہوتے ہیں۔ اور بلحاظ اوپر کی کڑیوں کے شہادتی واقعات۔ ان درمیانی کڑیوں کو "متبدل" اصلی و شہادتی واقعات کہیں گے۔

دفعہ (۱۲): آیندہ ہم اپنی توجہ "واقعات کی صداقت" تک ۔ جو اس

بقیہ حاشیہ نمبر (۵) صفحہ گزشتہ۔ سے پیدا ہوتا ہے۔ دیکھئے Quintilian Inst. Orat. (یعنی کتاب خطابت مصنفۂ کوئنٹلین کتاب ۲۔ باب (۲)۔ "لغت قانونی" از کالون Calvin lexic. jurid اور لغت لاطینی از اسٹیفانس (Steph. Thesaur. Ling. Lat. نیز ڈوما کے "قوانین دیوانی" حصۂ اول کتاب ۳۔ عنوان (۱)۔ اور شہادت مصنفۂ ٹائیلے ۲۔ ۸۔ ۹۔ ۲۰ وغیرہ طبع دوم۔ شہادت کے انگریزی قانون میں جو معنی لیے جاتے ہیں ان معنی کے لیے لاطینی اور کلیسائی قانون دان لفظ "Prohatio" (ثبوت) کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فرانسیسی مصنفین "preuve" یعنی ثبوت کا لفظ۔

[۱] نارمن فرنچ میں بھی اس کے یہی معنی ہیں۔ دیکھئے ماسوا اور کتابوں کے میقات ٹرینیٹی ۱۸۔ ایڈورڈ دوم ۱۴۳ عنوان Replegg - وایڈورڈ سوم ۵۔ ۲۔ ۱۱۔

[۲] Bentham's Judicial Evidence' یعنی عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم صفحہ ۱۷ "شہادت سے مراد کوئی ثبوت ہے۔ چاہے وہ اشخاص کی گواہی ہو کہ سرکاری تحریروں یا دوسری تحریروں کی۔ واقعہ کی مزید تعریف دفعات ۱۳۔ و ۲۳ میں کی گئی ہے"

[۳] عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم صفحہ ۱۸۔

کتاب کا صحیح موضوع ہے۔ محدود کرتے ہوئے پہلے واقعات کے بعض اقسام پر غور کریں گے۔ علم اصول قانون سے ان کا خاص تعلق ہونے کی وجہ سے ان سے واقف رہنا مناسب ہوگا۔ پس واقعات کی پہلی قسم تو یہ ہے کہ واقعات یا تو "مادی" ہوتے ہیں یا "نفسیاتی"۔[1] مادی واقعات سے مراد وہ واقعات ہیں جو کسی غیر ذی روح شے سے متعلق ہوتے ہیں۔ یا اگر وہ کسی ذی روح سے متعلق ہوتے ہیں تو اس کے اُن خواص کی وجہ سے نہیں جن سے وہ شے ذی روح ہوتی ہے۔ اور نفسیاتی واقعات وہ واقعات ہیں جو کسی ذی روح سے اس کے ان خواص کی وجہ سے جن کی بنا پر وہ ذی روح ہوتا ہے متعلق ہوتے ہیں۔ پس ایسی اشیا کا وجود جو دکھائی دیتی ہیں۔ ذی روح کارندوں کے افعال ظاہری یا کسی مقدمے کے واقعات متعلقہ وغیرہ پہلی قسم کے تحت آتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے تحت وہ واقعات آتے ہیں جو صرف کسی شخص کے ذہن ہی میں موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً احساسات یا یاد جن کا اس کو شعور ہو۔ مثلاً کسی قضیے سے آدمی کا ذہنی اتفاق۔ خواہشات و جذبات جن سے وہ متاثر ہو۔ ارتکاب افعال میں اس کا قصد و ارادہ وغیرہ۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نفسیاتی واقعات گواہوں کی گواہی سے ثابت نہیں کیے جا سکتے اور یہ بھی کہ ان کا وجود یا تو فریق کے اقبال سے دریافت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے ذہن میں ہوتے ہیں۔ اور تقریر سے خیالات کا پتا چلتا ہے[2] یا مادی واقعات پر قیاس کرنے اور نتیجہ نکالنے سے۔[3] لیکن اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسان کا ذہن بھی اتنا ہی موضوع شہادت ہے جتنی کہ اس کے ہاضمے کی حالت۔ اور اسی لیے گواہوں کو اپنی ذہنی حالت کی بلاواسطہ گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ گو دوسروں کی ذہنی حالت کی گواہی دینے کی

ص۲

[1] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۴۵ -

[2] ثبوت قطعی" از ماسکارڈس Mascard. de Prob. concl. صفحہ ۳۰۹ بنتھم کی عدالتی شہادت صفحات ۸۲ و ۱۲۵ - ایضاً جلد سوم صفحہ ۶ - ۵ کلک ۱۱۸ ب -

[3] ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۴۹ - عدالتی شہادت از بنتھم ۸۲ و ۱۲۵ - جلد اول - ایضاً جلد سوم صفحہ ۶

نہیں[1]

دفعہ (۱۳): واقعات کی اور دو تقسیمیں بھی ملحوظ رکھئے۔ پہلی تقسیم کی رو سے واقعات یا تو حادثات ہیں۔ یا حالات اشیا[2]۔ حادثے سے مراد کوئی حرکت یا تغیر ہے۔ جو یا تو قدرتی طور پر واقع ہوتا ہے یا انسانی ارادے سے۔ آخری صورت میں اسے "فعل" یا "عمل" کہتے ہیں۔ کسی درخت کا گرنا ایک حادثہ ہے۔ درخت کا وجود "حالت شے" ہے اور دونوں واقعات ہیں[3]۔ واقعات کی دوسری تقسیم کی رو سے واقعات یا تو مثبت ہیں یا منفی[4]۔ یہ ایسا فرق ہے جو برخلاف گزشتہ دو تقسیموں کے واقعات کی ماہیت سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے طرز بیان سے متعلق ہے۔ جو ان کے ذکر کے لیے ہم اختیار کرتے ہیں[5]۔ کسی حالت اشیا کا وجود ایک مثبت واقعہ ہے۔ اس کا عدم وجود ایک منفی واقعہ۔ لیکن واقعات جو حقیقت میں موجود ہوتے ہیں۔ مثبت ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک منفی واقعے کی حقیقت اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ ایک مثبت واقعے کا عدم ہے۔ اور کسی منفی واقعے کا عدم اس کے مقابل و مخالف مثبت واقعے کے وجود کے مساوی ہے[6]۔

دفعہ (۱۴): واقعات کے وجود یا عدم کے متعلق ہمارے اطمینان کا ماخذ ـ ۸ ـ

یا علت یا تو ہماری ادراکی یا ذہنی قوتوں کا عمل ہے۔ یا دوسروں کی ایسی ہی قوتوں کا عمل جو ان کی گفتگو یا طرز عمل سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے پہلے کو شہادت داخلی اور دوسرے کو شہادت خارجی کہہ سکتے ہیں[7]۔ شہادت خارجی کا قانونی کارروائیوں

---

[1] ملک بنام کنگ ۱۸۹۷ء اکوئنس بنچ ۲۱۲ - مانل بنام کلیمنٹس لا رپورٹ و کامن پلیس ۱۳۹ - ولسن بنام ولسن ۲ پروبیٹ و ڈیورس رپورٹس ۲۳۵ و ۲۴۴ - ہارڈویک بنام کولمن فنلے و فنالسن رپورٹس ۵۳۱ -

[2] عدالتی شہادت از مترجم صفحہ ۴۷ - جلد اول -

[3] ایضاً -

[4] ایضاً صفحہ ۴۹ -

[5] ایضاً صفحہ ۴۸ -

[6] ایضاً صفحہ ۴۹ و ۵۰ -

[7] ،، صفحات ۵۱ و ۵۲ -

میں اور تقریباً تمام دوسری چیزوں میں جو اہم حصہ ہے۔ اس کی وجہ سے مناسب ہے کہ ہم کسی قدر تفصیل سے انسانی گواہی۔ اعتبار کے وجوہات اور ان خطرات پر جن سے ایسی گواہی سنتے وقت محفوظ رہنا چاہئے غور کریں۔

دفعہ (۱۵): ذہن انسانی کے اس قوی رجحان کو کہ دوسروں کے بیان کئے ہوئے امور کو صحیح باور کرے عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تصدیق روزمرہ کے مشاہدے سے ہوتی ہے۔ اور یہ بھی مساوی طور پر یقینی ہے کہ اس رجحان کا ایک سبب یہ ہے کہ ہمارے تجربے میں فی الجملہ انسانی گواہی میں جھوٹ سے بہت زیادہ سچ ہوتا ہے۔ لیکن یہ سوال کہ کیا اس رجحان کا یہ ایک ہی سبب ہے۔ اختلاف آراء کا باعث ہوا ہے۔ قانون قدرت پر لکھنے والے مصنفین بیان کرتے ہیں کہ انسان میں قدرت نے ایک اخلاقی جبلت ودیعت کی ہے۔ جو ان صورتوں میں جہاں قوت اور سرعت مطلوب ہوں۔ اور جہاں عقل و فکر کی قوتیں یا تو پختہ نہ ہوں یا اگر پختہ ہوں تو سست ہوں۔ انکے عمل کی محرک ہوتی ہے۔ اور اکثر مصنفین کا خیال ہے کہ دوسروں کے بیانات کو باور کرنے کا رجحان اسی فطری قوت یا جبلت کے عمل میں پایا جاتا ہے۔ انکی حجت ہے کہ انسان کی ساخت ایسی ہے کہ جو علم وہ اپنے ذاتی تجربے سے حاصل کرسکتا ہے۔ وہ لازمی طور پر بہت محدود ہوتا ہے۔ اور جب تک اس کو فطرت کے کسی اعلیٰ عطیے کی وجہ سے اس قابل نہ بنایا جائے۔ بلکہ مجبور نہ کیا جائے کہ وہ دوسروں کے علم و تجربے سے مستفید ہوسکے۔ دنیا کی نہ تو حکومت ہوسکتی ہے اور نہ ترقی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیر بحث رجحان کا جبلی ہونا۔ اس یقینی واقعے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رجحان بچپن میں بحد قوی ہوتا ہے۔ اور کم ہوتا جاتا ہے۔ جب تجربے کی بنا پر ہم کذب و فریب سے

لہ۔ دیکھئے اصول قانون قدرت واجانب از برلامہ کوئے Burlamaqui, Principes du Droit de la Nature et des Gens. حصۂ دوم باب سوم۔

واقف ہوتے ہیں[۱]۔ دوسرے مصنفین اس تمام بحث سے انکار کرتے ہیں[۲] اور اصرار سے بیان کیا جاتا ہے کہ بچوں میں دوسروں پر پورا پورا اعتبار کرنا جو دیکھا جاتا ہے یہ ان کے تجربے کے تمام تر یا تقریباً تمام تر یک طرفہ یا ناقص ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ سنتے ہیں اس کو صحیح تصور کرتے ہیں[۳]۔

دفعہ (۱۶): بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ انسانوں کے اپنے باہمی معاملات میں ص ۹
سچ بولنے اور عمداً جھوٹ کہنے سے اجتناب کرنے کی تین تہدیدیں ہیں — قدرتی تہدید۔ اخلاقی یا اجماعی تہدید اور مذہبی تہدید۔ پہلے قدرتی تہدید پر غور کیجئے۔ انسان اور انسان کے درمیان باہمی اعتماد تحصیل علم۔ نوع انسان کی مرفہ الحالی بلکہ سماج کے خود وجود کے لیے ناگزیر ہونے کی وجہ سے خالق اکبر نے سچ کے بہت گہرے چشمے انسان کے سینے میں پیدا کئے ہیں۔ بقول بنتھم (Bentham) قدرتی تہدید اپنی خاصیت میں کلیتہً جسمانی ہے۔ کیونکہ آرام پسندی اور سہل انگاری سے پیدا ہوتی ہے۔ حافظہ اختراع سے زیادہ کارفرما ہوتا ہے[۴]۔ وہ کہتے ہیں[۵] کہ "واقعات

---

[۱] "شہادت" از گرینلیف طبع شانزدہم۔ دفعہ ۷۔ اور وہ کتابیں جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[۲] ۱۔ عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۱۲۷ تا ۱۳۰۔ اور اخلاقی وسیاسی فلسفہ از پالے Paley's Moral and Political Philosophy. کتاب (۱) باب (۵)۔

[۳] ۱۔ عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۱۲۹ - ۱۳۰۔ مزید بیان کے لیے شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعات ۷ و ۱۲۔

[۴] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۱۹۰ جلد پنجم ایضاً صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۴۔ اور بائنے کی کتاب محولۂ دفعات ۲۰ تا ۲۲۲۔ طبع دہم ہم نے ان وجوہات کی بنا پر جن کا ذکر متن میں کیا گیا ہے۔ بائنے کے الفاظ "قدرتی تہدید" کو بنتھم کے الفاظ "جسمانی تہدید" پر ترجیح دیکر اختیار کر لیا ہے سچ کی قانونی یا سیاسی تہدیدوں اور حلف کا۔ جو مذہبی عقاید کے محض اطلاقات ہیں۔ اور دونوں اپنی ماہیت میں مصنوعی ہیں ذکر حصہ دوم میں زیادہ مناسب ہوگا۔

[۵] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۲۔

[۶] ایضاً جلد ۱ صفحات ۲۰۲ و ۲۱۳ اور دیکھئے "شہادت" مصنفہ اسٹارکی Stark. Ev. جلد ۱۔ طبع سوم صفحہ ۱۴۔

جس طرح گزرے ہیں۔ اسی طرح ان کو بیان کرنا حافظے کا کام ہے۔ یہ فی الواقع جیسے گزرے ہیں۔ اس کے خلاف بیان کرنا اختراع کا کام ہے۔ اور عام طور پر حافظے کے کام کا اختراع کے کام سے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوگا کہ اختراع بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ حافظے سے جو تصورات ذہن میں آتے ہیں۔ پہلے اور گویا ازخود آتے ہیں۔ اختراع اور تخیل سے جو تصورات ذہن میں آتے ہیں وہ محنت و دشواری کے بغیر نہیں آتے۔ پہلے حافظے کے پیش کردہ تصورات آتے ہیں۔ ان کو ترک کرنا ہوتا ہے۔ وہ مسلسل آتے ہیں اور مسلسل ہی ان کو ترک کرنا ان پر دروازہ بند کرنا ہوتا ہے۔ جھوٹے واقعات جن کے لیے تخیل پر زور دینا ہوتا ہے۔ بغیر محنت کے سجھائی نہیں دیتے۔ یہی نہیں بلکہ تلاش سے کچھ سجھائی بھی دیتے ہیں۔ تو دوسرے بھی ان کی جگہ سجھائی دیتے ہیں۔ اس طرح پر سوچنے کی محنت پر انتخاب کی محنت کا اضافہ ہوجاتا ہے۔" بنتھم کا یہ قول اگرچہ اپنی حد تک صحیح ہے۔ لیکن یہ امر بہت مشکوک ہے، کہ کیا وہ قدرتی تہدید کا پورا بیان ہے۔ ہانٹے نے اپنی کتاب[1] "Traite des Preuves" ("شہادت") میں مقولۂ بالا پر سختی سے حملہ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ گواہوں کی سچائی کی قدرتی تہدید۔ ذہن انسانی کے اس طاقتور جذبے میں پائی جاتی ہے۔ جو انسانوں کو سچ کہنے۔ اور سچ سے بے وفائی کرنے کی صورت میں اپنے پر ظلم کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہ کہ سچ اور انصاف دو قطب تارے ہیں۔ جن کی طرف ذہن انسانی آلودہ نہ ہونے کی صورت میں ہمیشہ مائل رہتا ہے۔ لارڈ بیکن ص۱۰
نے بھی اس مسئلے کے متعلق کچھ ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہیں[2]۔ بنتھم اسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ صفحہ گزشتہ۔ نیز ایضاً صفحہ ۲۰ طبع چہارم۔

[1] طبع دوم دفعہ ۲۲۱۔ ایک دوسری جگہ طبع دوم دفعہ ۱۵ میں وہ کہتے ہیں کہ "اگر یہ سچ بھی ہے کہ انسان کے دل میں سچ کہنے کا رجحان ہے اسی طرح جس طرح اشیا میں زمین کی طرف کھنچے جانے کا تب بھی انسان آزاد ہوتے ہیں۔ اور وہ مختار ہیں کہ اس رجحان کی اطاعت کریں یا نہ کریں۔ اور وہ لوگ جو یہ اعلان کرتے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اطاعت نہیں بھی کرتے ہیں"۔

[2] صداقت پر مضمون۔

کتاب کے ایک دوسرے حصے[1] میں قدرتی تہدید کی ایک شاخ تہدید ہمدردی کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ یہ وہ جذبہ ہے جو ہم کو جھوٹ کہنے سے اس خیال کی وجہ سے باز رکھتا ہے کہ ہمارے جھوٹ سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچیگا۔ اور ان کے نزدیک قدرتی تہدید کی خامی یہ ہے کہ وہ بہ نسبت خاص واقعات میں سچ کہلوانے کے جھوٹ کا کلیتہً انسداد کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہے[2]۔ بنتھم کی قدرتی تہدید کی تعریف کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بلا شبہہ صحیح بھی ہے۔

دفعہ (۱۷) : اخلاقی تہدید کو ایک لفظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ بنی نوع انسان نے اپنے باہمی معاملات میں سچ کے فائدے اور جھوٹ کے نقصانوں کو معلوم کر کے قصداً سچ کے ترک کرنے کو اجماعاً نہایت مذموم فعل ٹھیرایا ہے اور اسی لیے جیسا کہ بہت سے مصنفوں نے کہا ہے کہ "جھوٹے" کے لفظ ہی میں بدنامی ہے[3]۔ اخلاقی تہدید کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ چونکہ اس کی ساری قوت اس وقعت پر منحصر ہے جو انسان دوسروں کی رایوں کو دیتے ہیں۔ اس لیے وہ ان کو سکھاتی ہے کہ وہ اپنی، خامیوں کو عوام کی نظر سے چھپائیں۔ گو اس میں سچ کی قربانی کیوں نہ ہو جائے۔

دفعہ (۱۸) : آخر میں مذہبی تہدید کا ذکر باقی ہے۔ یہ اس عقیدے پر مبنی ہے کہ حکمران عالم کو سچ پسند اور جھوٹ سے نفرت ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی طریقے پر ایک کی جزا اور دوسرے کی سزا دیتا ہے۔ توراۃ کے نویں حکم کی رو سے جھوٹی گواہی دینا منع ہے۔ اور اس شخص کو پسند کیا گیا ہے جو" باوجود اپنے

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد پنجم صفحہ ۶۳۶۔

[2] ایضاً صفحات ۲۰۷ و ۲۰۸۔

[3] "قانون قدرت و واجب" از پوفنڈارف کتاب ۳ باب ۱ دفعہ ۹۔ عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۱ باب ۱۱ دفعہ ۵۔ اور لارڈ بیکن کا مضمون صداقت پر۔

نقصان کے سچ کہتا ہے اور بدلتا نہیں[1]" (دیکھئے سرود پنجدہم) اور قرآن شریف ناطق ہے کہ " اپنے حلف نہ توڑو۔ کیونکہ (ان میں) تم نے خدا کو اپنا گواہ ٹھیرایا ہے۔" (دیکھو سورۂ شانزدہم) اور جھوٹی قسموں کو اس دنیا کی برائیوں اور آخرت کی سزا کے وعیدوں کے ساتھ منع کیا ہے۔ گو دو جگہ سورۂ دوم وپنجم میں) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر حلف میں کوئی لفظ بے سوچے سمجھے کہدیا جائے تو خدا اس کی سزا نہیں دیتا[2]۔ جھوٹ کی الٰہی سزا چونکہ پوشیدہ اور مستقبل کی بات ہوتی ہے۔ اس لیے اس تہدید کا اثر اتنا نہیں ہے جتنا کہ بصورت دیگر ہوتا۔ اور دروغ حلفی کے مرتکب اکثر ایسے اشخاص بھی ہوتے ہیں جن کے ایمان پر شبہہ نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۹: ان تینوں تہدیدوں کا اثر اس سے بہت زیادہ ہے جتنا کہ صـ۱۱ بادی النظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کا عمل بطور سچ کہلوانے کی علت اور راست بیانی کو انسانوں کے لیے عادتی و قدرتی امر بنانے کے پیہم و مسلسل ہے۔ برخلاف اس کے جھوٹ کی ہر ترغیب کو ہم ایک قسم کی مخل قوت ہی سمجھ سکتے ہیں جس کا عمل شاذ و نادر اور اتفاقی صورتوں میں ہوتا ہے۔ یوں تو بہت کم اشخاص ہی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہر وقت سچ بولتے ہیں بہتوں کے نزدیک اس کی پابندی وہم و اتفاق اور حالات پر موقوف ہوتی ہے۔ جھوٹ کہنے کی بعضوں کی عادت پرانی ہوتی ہے۔ اور بعض جماعتیں بعض دوسری جماعتوں سے بعض امور پر پابندی سے گویا بطور اصول کے سچ نہیں کہتی ہیں لیکن انحرافات کے لیے ہر ایک خفیف

---

[1] نیز لیویٹیکس ۶-۵-۵ Leviticius vi. 5-5-6 جہاں حکم ہے کہ جھوٹی قسم سے جو چیز حاصل ہوئی ہے اس کو واپس کردو۔ اور اپنے پاس سے اس میں اس کا پانچواں حصہ شریک کرکے مالک کو دے دو۔

[2] نیز سورۂ پنجم میں فرمایا گیا ہے کہ قسم کا کفارہ دس آدمیوں کو معمولی کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا۔ یا ایک مسلمان کو غلامی سے آزاد کرنا یا ان تین امور میں سے کسی ایک کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔

کردینے کے بعد بھی روزانہ جو سچ بولا جاتا ہے۔ اس کی مقدار جھوٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے[ل] اور بنتھم نے بہت اچھا کہا ہے کہ "دنیا کے بڑے سے بڑے جھوٹے شخص کے منہ سے اگر جھوٹ بجائے سچ کے ایک مرتبہ نکلا ہو تو سو مرتبہ سچ نکلا ہوگا"[ع]

دفعہ (۲۰) ۔ لیکن یہ کہدینا بہت ہی ضروری ہے کہ عمل کے وہ سرچشمے جنھیں ہم نے "تہدیداتِ صداقت" سے موسوم کیا ہے۔ غلط راہ پر بھی ہو سکتے۔ یعنی بجائے سچ کے جھوٹ بھی کہلوا سکتے ہیں۔ اگر قدرتی تہدید کی بنیاد سہل انگاری ہے تو یہی سہل انگاری جہاں جھوٹے واقعات کے اختراع سے باز رکھتی ہے۔ وہاں اس سے بھی باز رکھتی ہے کہ حافظے پر زور دے کر جو کچھ دیکھا ہے اس کو پوری طرح بیان کردیا جائے۔ اور اگر اس کی بنیاد صداقت اور انصاف پسندی ہے تو وہ شخص جو شہادت دینے بلایا جائے خیال کرسکتا ہے کہ سچ کے چھپانے سے اغراض انصاف پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً اس صورت میں جب کہ سچ کہنے سے ایک ایسا ملزم مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ جس کا چالان اگرچہ قانوناً صحیح ہے۔ لیکن اخلاقاً خلافِ انصاف۔ یا جس کے آیندہ کے اچھے چال چلن کی ضمانت اس کی رائے میں بجائے سزا پانے کے چھوٹ جانے میں ہوتی ہے۔ لیکن زیر بحث تہدیدوں میں اخلاقی تہدید سے زیادہ کوئی تہدید خود اپنے خلاف کارفرما نہیں ہوتی۔ چال چلن جس کو سماج کا ایک حصہ برا کہتا ہے۔ دوسرا اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو بعض جماعتوں کی اچھی رائے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ دوسروں کی نظر میں اپنے

ل ماخذ کتاب محولہ دفعہ (۱۵) طبع دوم۔

ع الیٰ شہادت از بنتھم صفحہ ۲۸۔ ہم نے کہیں ایک ایسے ملک کا ذکر پڑھا ہے۔ جہاں کے باشندے اس کے جغرافیہ کے متعلق [illegible] سوالات کے عمداً اور باقاعدہ طور پر جھوٹے جوابات دیتے ہیں۔ تاہم ایک سیاح نے اس کے متعلق مطلوبہ معلومات [illegible] کرلیے۔ جبکہ اس نے ان سے ضمنی اور ذیلی امور پر سوالات کئے جن کے جوابات میں

کو ذلیل کر کے بھی اس کو حاصل کرتے ہیں۔ اور سچ یا جھوٹ جو اس مقصد کے لیے
مفید ہو۔ کہتے ہیں۔ مارکوئیس بکاریہ Marquis Beccaria کہتے ہیں[۱] کہ صـ۱۲
گواہ کا اعتبار ایک حد تک کم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی ایسی خانگی جماعت کا
رکن ہوتا ہے۔ جس کے دستور و عقاید یا تو اچھی طرح معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ یا
عوام کے طریقوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ ایسے شخص میں نہ صرف اس کے
اپنے جذبات ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کے بھی"۔ مذہبی تہدید سے بھی
جھوٹ کی حمایت ہوتی ہے۔ مذہب کے بعض اشکال بعض صورتوں
میں اس کو جائز رکھتے ہیں[۲]۔ اور بسا اوقات مذہبی اشخاص نے اپنے مذاہب
کو بدنامی سے بچانے کے لیے سچ کو قربان کر دیا ہے۔

دفعہ (۲۱): انسانی گواہی کا اعتبار صحیح معنی میں گواہ کے اپنے بیانات
سے واقفیت کے ذرایع اور اس کے ان کو صحیح بیان کرنے[۳] کے مجموعی
تناسب سے ہوتا ہے۔ آخر الذکر کے تخمینے میں تین امور پر توجہ کرنی چاہیے
(۱) اس امر پر کہ کیا اس کو کوئی ذاتی غرض یا تعصب ہے۔ جو اس کو سچ
سے منحرف کر دے۔ (۲) سابقہ موقعوں پر اس کی صداقت پر ـــــ جو یا تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ صفحہ گزشتہ۔ سچ قدرتی طور پر نکل آیا۔ اور معلومات مطلوبہ کا مواد فراہم کر دیا۔

[۱] Dei Delitti e delle Pene (قانون الٰہی و انسانی سزا) مصنفہ بکاریہ دفعہ (۸)۔

[۲] دیکھیے Code of Gentoo Laws etc (مجموعہ دھرم شاستر) مصنفہ ہال ہڈ Halhed.
جس کا بعد کے صفحوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب ۲۔ حصہ (۱)۔ باب (۲) مذہب اور اخلاقیات پر
لکھنے والے اساتذہ نے اس امر پر بہت غور کیا ہے کہ کیا سچ سے انحراف کبھی جائز ہے
اور اگر ہے تو کب؟ دیکھیے "قانون قدرت و اجناس" از پوفنڈارف کتاب (۴) باب (۱) دفعات، و مابعد
عدالتی شہادت از بنتھم کتاب (۱) باب (۱۱)۔ دفعہ ۵۔ اور اخلاقی و سیاسی فلسفہ مصنفہ پالے کتاب ۳۔
حصہ اول باب ۱۵ وغیرہ نیز کتاب (۱) باب (۵) مگر عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ سچ کہنے کا وجوب قاعدہ ہے جھوٹ کی رخصت
اگر ہے تو استثنا ہے۔

[۳] دیکھیے نیچے دفعہ ۲۷۔ اور نوٹس۔

خود ہمارے تجربے سے یا قابل اعتبار شہادت سے ظاہر ہوتی ہو (۳) گواہی دیتے وقت کے اس کے طرز عمل اور وضع قطع پر۔ ایک کلیسائی قانون داں کہتے ہیں[1] کہ "جج کو گواہوں پر سوالات ہر صورت میں کرنا اور ان کا اظہار پوری توجہ سے لینا چاہیئے۔ ہر واقعہ کے متعلق اس کو خاص طور پر پوچھنا چاہیے۔ یعنی وجوہات۔ اشخاص۔ وقت و مقام۔ دیکھے اور سنے ہوئے امور۔ واقعی علم۔ اعتبار کرنے پر آمادگی۔ اور کسی دوسرے واقعے کے متعلق جو اس کی دانست میں اہم اور امر زیر بحث سے متعلق ہو اس کو پوچھنا چاہیئے۔ نیز اس کو گواہوں کے چہرے ان کی مستقل بیانی اور فکر و تردد۔ جس کے ساتھ وہ اپنا بیان دیتے ہیں۔ ذہن نشین کرنا اور فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ الفاظ سے زیادہ گواہوں کے طرز و وضع سے بعض وقت جب کہ گواہ آمادہ بھی نہ ہوں اصل واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری ایک کتاب[2] میں صـ۱۳
ہے کہ "کٹہرے میں گواہ کے طرز عمل اور شہادت دیتے وقت اس کے طریقے پر سوالات ابتدائی کے وقت بھی اور جرح کے وقت بھی توجہ کرنا اکثر خود گواہی سے کم اہم نہیں ہوتا ہے۔ گواہ کا اپنے فریق کے مفید گواہی دینے میں پیش پیش رہنا اور جوش و اشتیاق دکھانا واقعات میں مبالغہ کرنا۔ مخالف شہادت دینے میں پس و پیش کرنا۔ اس کا جواب دینے میں دیر کرنا اس سے کے ٹالنے کے جوابات۔ اپنے جواب کے اثر کا اندازہ کرنے کے لیئے نہ سننے یا نہ سمجھنے کے بہانے سے اس کا وقت لینا سوال کو سنے یا سمجھے بغیر جواب دینے میں اس کا جلدی کرنا۔ ایسے حالات کی تفصیلات بیان کرنے میں اس کا ناقابل ہونا جن کے متعلق اس کی گواہی اگر جھوٹی ہے تو اس کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔ یا ایسے حالات کی تفصیلات بیان کرنے میں اس کی

---

[1] اصول قانون کلیسائی از لانسی لوٹس Lancelottus Institutiones juris canonici کتاب (۳) عنوان (۱۴) دفعات ۱۱ و ۱۲۔

[2] "شہادت" مصنفہ اسٹارکی بصفحہ ۵۰۰ طبع سوم۔ ایضاً طبع چہارم صفحات ۸۲۲ - ۸۲۳۔

مستعدی جن کے متعلق وہ جانتا ہو کہ اس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا ــــ یہ تمام امور کم و بیش اس کے سچے نہ ہونے کی نشانیاں ہیں۔ برخلاف اس کے بلا لحاظ نتائج۔ سوالات کے جواب دینے پر اس کی آمادگی اور صاف دلی اور خصوصاً معاملے سے متعلق تمام حالات کو بیان کرنے میں اس کی بلا کسی پس و پیش کے آمادگی۔ جس کی وجہ سے اگر اس کی گواہی جھوٹی ہے تو اس کے جھٹلانے کی بہت گنجائش نکل آتی ہے۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے امور اس کے سچے ہونے کی قوی ذاتی علامتیں ہیں۔" لیکن اس بیان کو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ ایک حال کے مصنف کہتے ہیں کہ "ایک گواہ بہت ہی ایماندار ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اس کی وضع قطع اور طرز عمل بعض لحاظ سے قابلِ ملامت اور زجر و توبیخ کا مستحق ہوتا ہے۔ ذہن کی ساخت عادت اور طرز زندگی سے اس کی زبان اور وضع ناشایستہ اور اجڈ ہوسکتی ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب کسی کی اہانت یا بیہودگی نہیں ہوتا ہے۔ ایسی بے ادب اور ناشایستہ طبیعت یا وضع کے ساتھ ساتھ سچ کہنے کی عادت۔ جھوٹ سے نفرت اور سچی شہادت دینے کی خواہش اور مستقل ارادہ پائے جاسکتے ہیں ...... گھبراہٹ۔ پریشانی۔ سوالات کے جواب دینے میں پس و پیش کا طرز عمل۔ اور خود متضاد یا مذبذب جوابات بھی لازمی طور پر گواہ کی بے ایمانی کے ثبوت نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ طرز عمل شرم یا بزدلی کے باعث ہوسکتا ہے یا وہ قدرتی اور لازمی نتیجہ ہوسکتا ہے۔ کسی ماہر و مشاق اور شاید بے اصول اڈوکیٹ کے اظہار کا جس کا مقصد اپنے سوالات میں گواہ کو پھانسنا۔ پکڑنا۔ بدحواس کرنا۔ اور اس سے کوئی بات اور ہر بات کہلوانا۔ اور اس کی تردید کروانا ہوتا ہے۔ اظہار دیتے وقت اپنی آنکھوں کو ادھر ادھر گھمانا گواہ کا قابل ملامت طرز عمل سہی۔ لیکن ایک بالکل ہی نئے مجمع میں اس کا یہ طرز عمل شاید خلاف عادت و فطرت بھی نہیں۔ اور بے توجہی اور گھبراہٹ جو ادھر ادھر دیکھنے سے

Ram on facts, all (یعنی واقعات، مصنفہ رام صفحات ۱۷۳ تا ۱۷۴)۔

پیدا ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کام کے وقت اس کے جلدی سے اور بغیر کافی غور
کے جوابات دینے کا باعث ہو۔ لیکن ان سب باتوں میں عدالت سے ص ۱۴
عمداً بے ادبی مقصود نہیں ہو سکتی ہے۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے گواہ بہت ہی
ایماندار ہو سکتا ہے۔ نیز کبھی کبھی یہ ہم سب کو پیش آتا ہے۔ کہ ہم بغیر سوچے سمجھے
ایک لفظ کے بجائے دوسرا لفظ استعمال کر جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معنی ہمارے
مطلب سے بالکل جدا ہو جاتے ہیں۔ بغیر جانے ہوئے ہم وہ کہہ جاتے ہیں جو
ہمارا مطلب نہیں ہوتا۔ اسی طرح گواہ بھی نادانستہ خود اپنی تردید کر سکتا
ہے۔"

دفعہ (۲۲): کسی شخص کا واقعات کو صحیح بیان کرنا موقوف ہوتا ہے۔

(۱) اس کے ان امور کے جن کو وہ بیان کرتا ہے مشاہدے کے مواقع، نیز (۲)
اس کے ادراک و مشاہدے کے قدرتی یا مکسوبہ طاقتوں پر۔ اور یہاں یہ دریافت
کرنا اہم ہے کہ آیا وہ ایک عقلمند اور سنجیدہ مزاج شخص ہے یا خیالی اور
عجیب و غریب امور کا دلدادہ۔ نیز کیا اس کو کوئی تعصب ایسا تو نہیں ہے
جس کی وجہ سے اس کی قوت فیصلہ تو متاثر نہیں ہو گئی ہے۔ (۳) اس امر
پر کہ کیا جو حالات وہ بیان کر رہا ہے۔ ایسے تھے کہ اس کی توجہ ان کی طرف
یا تو ان کے ذاتی اوصاف کی وجہ سے یا ان کے اس سے متعلق ہونے کی وجہ سے
ہو سکتی تھی" جہاں ایک ماہر کیمیا یا طبیعیات کو ایک خطرناک زہر نظر آتا ہو
وہاں باورچیخانے کی ماما برتنوں میں ایک چھوٹے سے دھبے کے سوائے کچھ
نہیں دیکھتی۔ اور باورچن کے نزدیک تو وہ پکوان کے خود کھا جانے کی ایک
کافی وجہ ہو گی۔ جہاں ماہر نباتیات کو ایک نادر اور شاید بالکل نیا پودا
نظر آتا ہو وہاں کاشت کار صرف ساگ پات دیکھتا ہے۔ اور جہاں ایک ماہر
معدنیات کو کچھ دھاتوں کا ایک نیا مرکب نظر آتا ہے جس میں کوئی بالکل نئی دھات
شامل ہو۔ وہاں مزدور کو مٹی کے ڈھیلے کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا کہ اس میں
اور دوسرے مٹی کے ڈھیلوں میں کوئی فرق ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ

کچھ زیادہ بھاری اور تکلیف دہ ہوئے۔ (۴) گواہ کے حافظے پر۔ اور یہاں دیکھنا یہ چاہئیے کہ کیا وہ معاملہ قدیم ہے یا جدید۔ اور کیا اس نے اپنے حافظے کو کسی تحریر کے معائنے سے یا گفتگو سے تازہ کیا ہے یا نہیں۔

دفعہ (۲۳): ایک ہی امر پر متعدد گواہیوں کی شہادتی وقعت فرداً فرداً ہر گواہی کی شہادتی وقعت کا مرکب نتیجہ ہوتی ہے[۲]۔ لیکن جب گواہیاں باہم مخالف اور متضاد ہوتی ہیں تو ہم کو چاہئیے کہ ان کی اضافی وقعت سے جو بہترین نتیجہ نکال سکتے ہیں نکالیں۔

دفعہ (۲۴): کسی قسم کی بھی گواہی ہو اسے وقعت دیتے وقت دو چیزوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے:۔ (۱) بیان کے مختلف حصوں کی باہمی موافقت۔ (۲) امور بیان کردہ کا ممکن و قرین قیاس یا ناممکن و بعید از قیاس ہونا۔ امکان یا احتمال امور بیان کردہ کی ایک قسم کی تائیدی یا جوابی شہادت ہوتا ہے جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں[۳]۔ احتمال سے مراد کسی شے کے صحیح ہونے کا قرینہ ہے۔ جو اس امر
صہ ۱۵ کے ہمارے علم۔ مشاہدے اور تجربے سے مطابق ہونے پر مبنی ہوتا ہے۔ جب کوئی فرضی واقعہ قوانین قدرت کے جن کو اس غرض کے لیے قایم اور غیر متبدل سمجھا جاتا ہے[۴] اس قدر خلاف ہوتا ہے کہ کیسی ہی شہادت ہو ہم کو اس کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس فرضی واقعے کو ناممکن یا جسمانی طور پر ناممکن کہا جاتا ہے۔

---

[۱] "عدالتی شہادت" از منقم صفحات ۱۶۴ و ۱۶۵۔

[۲] دیکھئیے نیچے دفعہ ۲۷، اور نوٹس ۔

[۳] دیکھئیے اوپر دفعہ ۷۔

[۴] عصر جدید کی عدالتی کارروائیاں اس مفروضے پر کی جاتی ہیں کہ قوانین قدرت قایم اور غیر متبدل ہیں خرق عادات کی بے اعتباری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے مسلم طور پر شاذ و نادر ہونے کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ اگر ان کے وقوع کو عدالتیں بطور فیصلوں کے ایک اصول کے اختیار کرلیں تو یہ امر سخت خطرناک ہوگا۔

اسی طرح کوئی امر اخلاقی طور پر بھی ناممکن ہوتا ہے اور یہ اخلاقی عدم امکان اعلیٰ درجے کے عدم احتمال ہی کا دوسرا نام ہے۔

دفعہ ۲۵: چونکہ انسانوں کے علم۔ مشاہدے و تجربے میں حد درجہ فرق ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے امکان اور احتمال کے تصورات بھی لازمی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم ہمیشہ یہ دیکھتے ہیں کہ بیان کردہ واقعات کے اعتبار کے متعلق نہ صرف بہت ہی متضاد رائیں قایم کی جاتی ہیں۔ بلکہ کسی واقعے کو جس کو ایک شخص ممکن و قرین قیاس سمجھتا ہے۔ اس کو دوسرا شخص عملاً ناممکن سمجھتا ہے[1]۔ اس قسم کے عدم امکان کے متعلق ہمارے تصورات کم و بیش اتنے ہی صحیح و درست ہوں گے جتنی کہ قوانین قدرت سے ہمیں واقفیت ہوگی۔ کیونکہ بہت سے نادر واقعات کے متعلق جو بظاہر ان قوانین کے خلاف نظر آتے ہیں۔ تحقیق پر معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ دوسرے قوانین کے جو پہلے معلوم نہیں تھے۔ مستقل نتائج ہیں۔ شاہ سیام کے اس قصے کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس سے یورپ کے متعلق ڈچ سفیر نے جو کچھ کہا اس کو صحیح باور کر لیا۔ لیکن جب اس نے کہا کہ سرما میں وہاں پانی اتنا جم جاتا ہے کہ اس پر آدمی۔ گھوڑے اور ہاتھی بھی چل سکتے ہیں۔ تو بادشاہ نے اس کو صاف جھوٹ قرار دے دیا[2]۔ ساڑھے تین سو سال پہلے جب کولمبس نے اپنے اس ایقان کو ظاہر کیا کہ مغرب کی جانب جہازرانی کرتے ہوئے جزائر شرق الہند تک پہنچنا ممکن ہے تو دنیا کے تمام عالم اس کا عملاً ناممکن ہونا

---

[1] اس کے ناممکن ہونے کا اس کو یقین بھی ہو سکتا ہے مثلاً قیاسی شہادت کہ ایک بظاہر لیکن دراصل غلط سلسلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ الف نے مقام ب پر ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ج کو اس کا جرم قرین قیاس نظر آتا ہے لیکن د ذ اور ی جانتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ جرم کے ارتکاب کے وقت وہ مقام ن پر تھے اور انھوں نے الف کو وہاں دیکھا تھا۔

[2] لاک کتاب ۴ باب ۱۵ دفعہ ۵۔

دلیلوں سے ثابت کرنے کو تیار تھے[1]۔ اور ہمارے زمانے میں دخانی جہازوں کے ذریعے سے بحر اوقیانوس کو طے کرنے کے منصوبے کے متعلق اسی قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس دعوے کو کہ انگلستان کو ایک گاڑی میں ساٹھ میل فی گھنٹے کی رفتار سے طے کیا جا سکتا ہے۔ یا اس دعوے کو کہ ایک پیام برقی رفتار سے سمندر کے سیکڑوں میل یا چالیس یا ساٹھ گز کی گہرائی کے نیچے سے پہنچایا جا سکتا ہے ــــ بنی نوع انسان کا کم از کم اکثر حصہ قرن ہا قرن تک ایسا صریح جھوٹ سمجھتا تھا کہ جس کی تردید تک کی ضرورت نہیں تھی اور صرف یہ کہنا ہی کہ اسی طرح ایک پیام بحر اوقیانوس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ کسی شخص کو بطور ایک لاعلاج پاگل کے قید کرا دیتا یا اس کو شیطان کا کارندہ قرار دے کر زندہ جلوا دیتا۔ اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ ایک ہی امر کو مختلف اشخاص ممکن یا قرین احتمال بہت ہی مختلف وجوہات کی بنا پر سمجھتے ہیں۔ طیاروں کے ابتدائی زمانے میں بعض جاپانیوں نے سینٹ پیٹرس برگ میں ایک غبارے کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ لیکن کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا۔ اور جب ان سے ان کی بے پروائی کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ سوائے جادو کے کچھ نہیں۔ اور جاپان میں کثرت سے جادوگر ہوتے ہیں[2]۔ ص ۱۶

دفعہ ۲۶: اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہ کہنا باقی ہے کہ انسانی گواہی میں جھوٹ اکثر غلط بیانی۔ ناقص البیانی یا مبالغے کی شکل میں پایا جاتا

---

[1] دیکھئے سوانح کولمبس مصنفہ واشنگٹن ایرونگ, Life of Columbus, by washington Irving جلد ا کتاب ۲ باب ۴ Testimony of Rocks مصنفۂ ملر .Miller میں از منہ وسطیٰ میں دنیا کی جو ہیئت سمجھی جاتی تھی۔ اس کے عجیب نقشے کی ایک نقل دی گئی ہے۔

[2] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۵۸ ہو بنتھم کی کتاب عدالتی شہادت کا باب عدم امکان و عدم احتمال گو ایک ایسا خاکا ہے جو پورا نہیں کیا گیا اور جو غلطیوں سے بھی خالی نہیں ہے تاہم اس کا پڑھنا مفید ہوگا دیکھو کتاب ۵ باب ۱۶۔

ہے نہ کہ کلیتہً دروغ گوئی کی شکل میں "جو شخص پوری طرح سچ نہیں بیان کرتا ہے جھوٹی شہادت کرتا ہے[1] کوئی جھوٹ کبھی آدھا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا کہ جب وہ کسی یقینی سچ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے انگریزی عدالتوں کے حلف کے الفاظ بہت ہی جامع ہوتے ہیں۔ کہ اظہار دینے والے گواہ کو "سچ۔ پورا سچ۔ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں کہنا چاہیے" اس طرح پر محض مبالغے سے شر کا ایک بڑا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ سچ تصویر کا اصل حصہ ہوتا ہے۔ اور من گھڑت تصویر کی آب و تاب۔ اس لیے واقعے کو قصے سے جدا کرنے اور تصویر کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھنے۔ اس سے زیادہ صبر و ذہانت کی ضرورت ہے جتنی کہ اکثر آدمیوں میں پائی جاتی ہے۔ یا جتنی کہ وہ استعمال کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سچ کی آمیزش سے صاف دلوں کا شبہہ باقی نہیں رہتا۔ اور بد دلوں کے فوری اعتبار کرنے پر صاد ہو جاتا ہے[2]۔

دفعہ (۲۷)۔ شہادت کے مختلف اقسام ہیں۔ جو گو ایک حد تک بے قاعدہ ہیں۔ لیکن ان کو ذہن نشین رکھنا مفید ہوگا۔ پس پہلے تو بہ لحاظ اس امر کے کہ اصل واقعہ شہادتی واقعے سے ــــ واقعۂ ثابت شدنی واقعۂ ثابت شدہ سے ــــ یا تو بلا واسطہ متبادر یا بطور نتیجے کے اخذ ہوتا ہے۔ شہادت بلا واسطہ یا بالواسطہ ہوتی ہے۔ لیکن علم اصول قانون میں معمولاً بلا واسطہ شہادت ایک ثانوی مفہوم میں مستعمل ہوتی ہے۔ یعنی ان صورتوں تک محدود سمجھی جاتی ہے۔ جن میں راست اصل واقعہ یعنی واقعۂ ثابت شدنی کی گواہوں۔ اشیاء۔ یا دستاویزات کے ذریعے سے گواہی دی جاتی ہے[3]۔ شہادت بالواسطہ جس کو مـ۱

[1]-۱۱ گک ۳۴ - الف 4 Inst. Epil.—

[2] - قانون شہادت از ٹیلر Tayl. Evid. طبع یازدہم دفعہ ۵۴ - اور وہ لکچر جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] - تمام شہادت یا تو بلا واسطہ یا بالواسطہ ہے۔ بلا واسطہ جب کہ ہم جس امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ خود دستاویزاتِ شہادت میں ہوتا ہے۔ اور بالواسطہ جب کہ جو ہمارا مقصد ہوتا ہے وہ دوسرے

قانونی کارروائیوں میں "قرائنی شہادت" بھی کہتے ہیں[۱]۔ یا تو قطعی ہوتی ہے یا قیاسی۔ قطعی، جب کہ اصل اور شہادتی واقعے میں — یعنی واقعۂ ثابت شدنی اور واقعۂ ثابت شدہ میں — تعلق قوانینِ قدرت کا کوئی ضروری نتیجہ ہو۔ اور قیاسی جب کہ یہ نتیجہ کم و بیش درجے کے احتمال پر مبنی ہو[۲]۔ علیٰ درآمد میں موخرالذکر کو قیاسی شہادت کہتے ہیں — ظاہر ہے کہ یہ اس لفظ کا ایک ثانوی مفہوم ہے۔ کیونکہ قیاسی شہادت تو شہادت بلاواسطہ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ گواہوں کی صداقت اور دستاویزات کی صحت کے قیاس پر مبنی ہوتی ہے[۳]۔

دفعہ (۲۸) ۔ نیز شہادت یا تو مادی ہوتی ہے یا شخصی[۴]۔ مادی شہادت سے

بقیہ حاشیہ نمبر (۳) صفحہ گزشتہ۔ دستاویزات یا شہادت سے بطور نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ Vinnius. Jurisp. Contract کتاب ۴ باب ۲۵۔ شہادت مصنفۂ اشارکی صفحہ ۱۵ طبع سوم اور ایضاً صفحہ ۲۱ طبع چہارم۔

[۱] ۔ اس امر میں شبہہ ہو سکتا ہے کہ کیا یہ دو حدیں صحیح معنی میں مترادف اور ہم معنی ہیں۔ قرائنی شہادت۔ شہادت بالواسطہ کی وہ نوع ہے جس کو قانون صریح عدالتی تصفیے کی بنیاد قرار دینے کے لیے کافی قریب سمجھتا ہے۔ مثلاً جب فلسفیانہ یا تاریخی صداقتیں نتیجۂ بعید بطور ریاواقعات پر قیاس کے ذریعے سے حاصل کی جائیں، تو ان صداقتوں کی شہادت کو شہادت بالواسطہ کہینگے۔ لیکن اس کو قرائنی شہادت نہیں کہہ سکتے۔ قرائنی شہادت پر مزید دیکھیے دفعات ۲۹۳-۲۹۵ نیچے نیز دیکھیے مصنف کے فرزند جسٹس ولس مرحوم کا ایک جامع بیان "قرائنی شہادت" از ولس Wills on Circumstantial Evidence. ششم طبع ۱۹۱۲ء ص ۳۳۔ میں دیکھیے۔

[۲] "شہادتیں پہلے ان دو قسموں میں منقسم ہیں۔ کیونکہ بعض شہادتیں ضروری ہوتی ہیں جن کو یونانی مثبت کہتے ہیں۔ اور دوسری غیر ضروری جن کو وہ علامتیں کہتے ہیں۔ اول الذکر وہ ہیں جو دوسری طرح پر نہیں ہوسکتیں۔ دوسری وہ ہیں جو قطعی نہیں ہوتیں اور جن کو یونانی احتمالی کہتے ہیں Inst Orat ۔ کتاب خطابت از کوان ٹیلین Quintilian کتاب ۵ باب (۹)۔

[۳] ۔ دیکھیے اوپر دفعہ (۷)۔

[۴] "عدالتی شہادت" از بنتھم صفحہ ۵۳۔ جلد ۱۔

مراد وہ شہادت ہوتی ہے۔ جس کا ماخذ اشیا ہوتی ہیں ۔ اور اشخاص بھی ان کے ان خواص کے لحاظ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے ہیں[1] ایسی شہادت یا تو بلا توسط ہوتی ہے۔ جب کہ ہمارے حواس کو اشیا کا شعور ہوتا ہے یا خبری جب کہ اس کے وجود کو دوسرے ہم سے بیان کرتے ہیں شخصی شہادت وہ ہے جو کسی انسان سے یا تو اس کے بیان یا ارادی علامات سے حاصل ہوتی ہے ۔ وہ شہادت جو چہرے وطرز عمل کے غیر ارادی تغیرات کے مشاہدے سے فراہم ہوتی ہے مادی شہادت ہی کے تحت آتی ہے[2]

۱ دفعہ (۲۹) : شہادت کی تیسری تقسیم خاص توجہ کی محتاج ہے۔ خود اس کی ذاتی اہمیت کی وجہ سے بھی۔ اور اس لیے بھی کہ وہ انگریزی قانونی کارروائیوں کے کل نظام میں پائی جاتی ہے[3] اور وہ حسب ذیل ہے: تمام شہادت یا تو ابتدائی ہوتی ہے یا غیر ابتدائی۔ ابتدائی شہادت سے مراد ایسی داخلی یا خارجی شہادت ہوتی ہے۔ جس کی بنفسہ کچھ شہادتی وقعت ہو۔ غیر ابتدائی شہادت جس کو مکسوبی۔ خبری یا سماعی شہادت بھی کہتے ہیں وہ ہے جو اپنی قوت کسی دوسری شہادت سے یا اس کے ذریعے سے حاصل کرتی ہے۔ اور اس مکسوبی شہادت کی پانچ قسمیں ہیں ۔ (۱) جبکہ بیان کردہ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے ۔ یہ سنی سنائی یا سماعی شہادت لفظ کے صحیح اور اصلی معنوں میں ہے۔ (۲) جبکہ بیان کردہ تحریری شہادت۔ تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے (۳) جبکہ بیان کردہ

---

[1] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶ - یہ قانون رومائی "شے اور واقعے کی شہادت ہے" ثبوت قطعی از ماسکارڈ صفحہ ۸ لغت قانونی از کالون - اکانسٹی ٹیوشنل رپورٹس از ہاگرڈ Hagg. Cons. Rep صفحہ ۱۰۵ نیز نیچے دیکھئے دفعات ۹۶ تا ۲۱۴ - اور مادی شہادت کی تفصیلی بیان کے لیے دیکھئے نیچے ضمیمہ الف ۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ - صفحہ ۵۳ - ۴۰ میں جو تعریف کی گئی ہے ہم اس سے کسی قدر ہٹ گئے ہیں۔

[3] دیکھئے نیچے دفعات ۷۰ تا ۹۳ - ۴۰۲ تا ۵۰۵ -

زبانی شہادت۔ تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۴) جبکہ بیان کردہ تحریری شہادت۔ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے (۵) جبکہ مادی شہادت کی یا تو زبانی یا الفاظ کے ذریعے سے یا اور طرح پر خبر دی جائے۔[1]

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ [یہ تقسیم جو بنتھم کی ایجاد کردہ کئی تقسیموں میں سے ایک ہے نہ تو بہت صحیح اور نہ مفید ہے۔ بنتھم شروع تو اس کو گواہانہ شہادت کی ایک قسم شمار کرنے سے کرتے ہیں۔ اور ان آخری الفاظ میں وہ ہر شہادتی بیان کو داخل سمجھتے ہیں چاہے وہ زبانی ہو کہ دستاویزی۔ حلفی ہو کہ غیر حلفی۔ اس کے بعد وہ ابتدائی شہادت کی تعریف کرتے ہیں کہ یہ وہ شہادت ہے جس میں ذی ادراک گواہ خود واقعۂ زیر بحث کی عدالت کو اطلاع دیتا ہے۔ غیر ابتدائی شہادت وہ جس میں کہ اس واقعے کی اطلاع کسی دوسرے یا درمیانی شخص کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ (صفحہ ۵) یہاں تک تو یہ محض شہادت بلاواسطہ اور سنی سنائی شہادت کا فرق ہوا۔ ایسی غیر ابتدائی شہادت کی پانچ قسمیں ہیں یعنی وہ جن کو بسٹ نے اوپر بیان کیا ہے لیکن ان پانچ قسموں کی تفصیلی مثالیں دیتے وقت وہ اپنے کو ان بیانات تک محدود نہیں رکھتے جو صحیح معنی میں گواہانہ ہیں یعنی خارجی واقعات کے بیانات ہیں۔ بلکہ اس میں ایسی تحریری شہادت کو بھی داخل کرتے ہیں۔ جو اپنی ماہیت میں محض معاہداتی یا تصرفاتی واقعہ ہوتی ہے۔ مثلاً انتقال جائداد کی کوئی دستاویز اس لیے حسب اقسام مذکورۂ بالا نمبر ۲ و ۴ "جب بیان کردہ تحریری شہادت" عدالت میں دوسری تحریری یا زبانی شہادت کے ذریعے سے دی گئی ہو اور یہ کسی دستاویز انتقال کے مضامین پر شامل ہو تو نہ صرف یہ کہ وہ گواہانہ شہادت کی مثال نہیں ہے۔ بلکہ وہ غیر ابتدائی شہادت کی بھی مثال نہیں ہے کیونکہ وہ من وعن خود بنتھم کی ابتدائی شہادت کی تعریف ہے۔ اس لیے کہ اس میں زیر بحث واقعے کی عدالت کو اطلاع خود ذی ادراک گواہ زبانی یا تحریری طور پر دیتا ہے۔ یہی تنقید پانچویں قسم پر بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں شہادت چونکہ مادی ہے صاف طور پر گواہانہ نہیں ہو سکتی۔ اور جب عدالت کو اس کی اطلاع زبانی یا اور طریقے پر خود ذی ادراک گواہ دے تو صاف طور پر وہ ابتدائی شہادت ہوگی نہ کہ غیر ابتدائی شہادت۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ بسٹ ابتدائی اور غیر ابتدائی شہادت کی بنتھم سے زیادہ وسیع تعریف کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اول الذکر کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ ایسی شہادت ہے

دفعہ (۳۰): بمقابلۂ ذاتی شہادت کے کسوبی شہادت کی کمزوری تھوڑے دفعہ ۱۹
سے غور و فکر پر ظاہر ہو جائے گی۔ صاف ترین صورت لیجئے — یعنی جس
میں بیان کردہ زبانی شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ الف اظہار
دیتا ہے کہ ب نے اس سے کہا کہ اس نے ایک واقعہ دیکھا ہے۔ اگر ب
خود اظہار دینے والا گواہ ہوتا تو اس کی گواہی صرف دو اعتبار سے غلط
ہو سکتی تھی۔ یعنی وہ جو کہتا ہے کہ اس نے دیکھا ہے ممکن ہے کہ اس میں اس کی
غلطی ہو یا یہ کہ عمداً جھوٹ بول رہا ہو۔ لیکن جب الف کا بیان
ہم تک بواسطۂ ب پہنچے تو اس میں غلطی کے دو اور موقع زیادہ ہو جاتے
ہیں۔ یعنی یہ کہ ممکن ہے کہ ب نے الف کے الفاظ کو غلط سمجھا ہو یا یہ کہ
ان کو عمداً غلط بیان کر رہا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ دو جھوٹ یا غلطیوں سے بچ کے

بقیہ حاشیہ نمبر (۱) صفحہ گزشتہ:۔ جس کی خود کچھ اپنی شہادتی وقعت ہوتی ہے۔ اور مؤخر الذکر وہ شہادت
ہوتی ہے جو اپنی قوت کسی دوسری شہادت کے ذریعے سے حاصل کرتی ہے۔ لیکن بنتھم کی غیر ابتدائی شہادت
کی پانچ قسموں کو اختیار کرنا ان کی بھی ایسی ہی لغزش کا باعث ہوئی ہے۔ مثلاً قسم چہارم کے تحت
جب کہ مضمون دستاویز کی منقولی شہادت کسی ایسے گواہ کی گواہی پر شامل ہو۔ جس نے دستاویز
کو پڑھا ہو تو اس گواہی میں اسی طرح کچھ خود اپنی ذاتی شہادتی وقعت ہوتی ہے جس طرح کسی دوسرے
امر واقعہ کے متعلق گواہ کی گواہی میں۔ بس اسی لیے یہ گواہی خود اسی کی تعریف کے لحاظ سے ابتدائی
شہادت ہوگی نہ کہ کسوبی۔ اور یہی تنقید زیادہ صاف طور پر قسم پنجم پر بھی ہوتی ہے۔ دراصل ابتدائی
اور کسوبی شہادت کی اس پوری تقسیم کو مسٹر گلسن (Gulson) بے قاعدہ اور بے معنی سمجھتے ہیں۔
دیکھئے فلسفۂ ثبوت (Philosophy of Proof) ۲۲۷ تا ۲۳۰۔ ان کی حجت ہے کہ کوئی شہادت
دراصل ابتدائی نہیں ہے۔ سوائے اس شہادت کے جس کا ادراک خود عدالت کو ہوا ہو
ایسی شہادت کی نسبت کرتے باقی تمام شہادت کم و بیش کسوبی ہے۔ لیکن چونکہ
* بقول مل کوئی ایسا راست ادراک نہیں ہے۔ جس میں نتیجے کا کچھ نہ کچھ عنصر نہ ہو۔
یہ ظاہر ہے کہ بلاواسطہ اور مادی شہادت کا بہت تھوڑا حصہ ہی کلیتہً ابتدائی ہوتا ہے بیانات
جو ابتدائی شہادت ہیں اور جو سماعی شہادت ہیں ان کے فرق کے لیے دیکھئے دفعہ ۹۵ م نیچے۔ (اڈیٹر شرح درادکم)

ظاہر ہو جانے کا ایک موقع ہے۔ گو یہ کمزور ہوتا ہے۔ مثلاً جب یہ سوال ہو کہ کیا ت کسی خاص مقام پر کسی خاص وقت تھا؟ اور الف وہاں ہو اور اس کو دیکھے لیکن ب کو دھوکا دینے کی نیت سے اس سے کہے کہ ت وہاں نہیں تھا۔ ب اس پر اعتبار کر لے لیکن دھوکا دینے کی نیت سے ج سے کہے کہ الف نے اس سے کہا ہے کہ ت وہاں تھا۔ الف کے اس مبینہ بیان پر جس کی تصدیق ب نے کی ہے بھروسا کرنے سے ج کو سچ معلوم ہو جاتا ہے[1]۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ جتنے واسطوں کے بعد شہادت ہم تک پہنچے اتنا ہی خطرہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر مزید گواہ یا واسطے کے اضافے سے غلطی کے دونے مواقع فراہم ہو جاتے ہیں[2]۔

دفعہ (۲۱): ہم شہادت کی ایک اور تقسیم کا جس کی وقعت اکثر نظر انداز کر دی گئی ہے ذکر کریں گے[3] شہادت یا تو پہلے سے مقررہ[4] و معینہ ہوتی ہے یا وقتی اور اتفاقی[5]۔ بنتھم نے پہلے سے مقررہ شہادت کی تعریف ایک جگہ[6] کی ہے کہ جب "کسی دستاویزی شہادت کا تیار کرنا یا محفوظ رکھنا محکمہ جات یا اشخاص کے نزدیک قرین مصلحت ہو۔ کیونکہ بالآخر اس سے کوئی غرض وابستہ ہوتی ہو۔ (یعنی یہ غرض کہ اس سے آیندہ کسی متوقعہ واقعے کے وقوع پر کسی حق کو قائم یا وجوب کو نافذ کیا جائے) تو ایسی تیار یا محفوظ کردہ شہادت پہلے سے مقرر کردہ شہادت ہوتی ہے"۔

۱۔ دیکھئے Calcul des Probabilities (یعنی تخمینۂ احتمالات) از لاکریوا (Lacriox) دفعہ ۱۴۲۔

۲۔ مکتوبی شہادت کے ذریعے سے تاریخی واقعات کے ثبوت کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ ۵۰ تا ۵۲۔

۳۔ "پہلے سے مقررہ شہادت"۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، ایضاً صفحہ ۴۳۵۔

۴۔ "پہلے سے معینہ شہادت" کتاب شہادت از بائبے دفعات ۷، ۱۹ اور ۸، ۲۷ طبع دوم۔ اور حصہ دوم کتاب دوم۔

۵۔ "اتفاقی شہادت" Rationale of Evidence (یعنی معیار شہادت) از بنتھم ضمیمہ الف باب ۸۔

۶۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۳۵۔

ایک دوسری جگہ[۱] وہ اس کو تحریری شہادت کہتے ہیں جو اس مقصد سے تیار کی جاتی ہے کہ کسی غیر مصرحہ مقدمے یا کارروائی کے وقوع پر کام آسکے۔ اس عنوان کے تحت سرکاری دستاویزات مثلاً ریکارڈس (یعنی سجلات) رجسٹر وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اور مہری دستاویزات۔ وصیت نامے اور دوسری تحریریں بھی جن کا مقصد آیندہ موقعوں پر ثبوت میں سہولت بہم پہنچانا ہوتا ہے۔ اور جن کو خانگی اشخاص یا تو قانون صریح کے احکام کی مطابقت میں تیار کرتے ہیں۔ یا اپنی اور دوسروں کی سہولت کے نقطۂ نظر سے۔ لیکن یہ فرض کرلینا غلطی ہے کہ اس قسم کی شہادت لازمی طور پر تحریری ہونی چاہیے[۲] جب کوئی شخص کوئی فعل بالعمد کرنا چاہتا ہو۔ اور خاص اشخاص کو گواہ بنانے کے لیے بلائے تاکہ وہ آیندہ موقعوں پر اس فعل کی گواہی دے سکیں تو ان کی شہادت بھی اسی طرح پہلے سے مقررہ یا معینہ ہوتی ہے۔ جیسے تمام دستاویزات کی جو زبان حال سے کہتی ہیں کہ اپنے مضامین کی گواہی دینے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اینگلوسیکسن (Anglo-saxon) قوانین میں متعدد مثالیں ایسی ہیں جن میں بیع کا خاص جماعت اشخاص کی موجودگی میں یا خاص مقامات پر ہونا ضروری تھا[۳]۔ قانون انسداد فریب۔ ۲۹ چارلس دوم باب ۳ کی دفعہ (۵) کی رو سے اراضی کے وصیت نامہ جات پر موصی کے دستخط اور تین گواہوں کی گواہی ضروری ہوتی تھی۔ اسی قانون کی دفعہ ۱۹ کی رو سے "زبانی وصیت" یعنی منقولہ اشیا کی زبانی الفاظ کے ذریعے سے وصیت باطل تھی جب تک کہ موصی "اشخاص موجودہ کو۔ یا ان میں سے بعض کو اس کی ایسی وصیت پر گواہ رہنے کا حکم نہیں دیتا تھا[۴]" ۱۸۳۷ء کے قانون وصیت نامہ جات نے

---

[۱] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ا صفحہ ۵۲۔

[۲] دیکھیے کتاب شہادت از بانئے طبع دوم دفعات ۳۷۹ و ۳۸۰۔

[۳] دیکھیے ان قوانین کو جو گرین لیف کی شہادت جلد اول طبع شانزدہم دفعہ ۲۶۲ نوٹ (۴) میں جمع کئے گئے ہیں۔

[۴] یہ حکم قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ (۷ ولیم چہارم اور ۱ وکٹوریا باب ۲۶)۔

اس دفعہ کے احکام کو اور قوی کر دیا۔ کیونکہ اس کی رو سے تحریری وصیت نامہ موصی کے دستخط اور کم از کم دو گواہوں کی اس دستخط کے متعلق گواہی ضروری قرار دے دی گئی ہے۔ اور قانون تشریح اعضائے انسانی (اناٹمی ایکٹ Anatomy Act ۱۸۳۲ء (۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۵) کی دفعہ ۸ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص یا تو بذریعۂ تحریر جو اس کی زندگی میں لکھی گئی ہو یا زبانی طور پر دو یا دو سے زیادہ گواہوں کی موجودگی میں اپنے ایسے مرض کے زمانے میں جس سے اس کا انتقال ہو جائے ہدایت کر سکتا ہے کہ اس کی نعش کا تشریحی تجزیہ وغیرہ کیا جائے[1]۔

دفعہ (۳۱) ۔ (الف) پہلے سے مقررہ شہادت کی سب سے اہم قسم شاید وہ ہے جو ہمارے پارلیمانی قانون کی رو سے پہلے سے مقرر کی جاتی ہے۔ ۱۸۳۲ء سے پہلے کسی منتخب کنندہ کے حق انتخاب کو ثابت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ جب تک کہ اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ اور بذریعۂ انتخاب اس کے حق میں اس کا تصفیہ نہ کر دیا جائے قانون اصلاح (ریفارم ایکٹ Reform Act) ۱۸۳۲ء کی رو سے ہر حلقے کے حق رائے رکھنے والے انتخاب کنندگان کا فہرستوں میں داخلہ ضروری قرار دیدیا گیا اور ان کی وقتاً فوقتاً نظر ثانی کے لیے بیرسٹر مقرر کیے گئے۔ اس قانون کی وہ دفعات جن کے تحت یہ داخلے کئے جاتے تھے۔ قانون اندراج صد ۲۱
رائے دہندگان پارلیمنٹ (۶ و ۷ وکٹوریہ باب ۱۸) کی رو سے منسوخ اور از سر نو بنائے گئے۔ اور پارلیمانی اور بلدی اندراجات کے قواعد اب

---

[1] متھیو باب ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۶ .Matt. xviii. 15, 16 میں جو ہدایت دی گئی ہے وہ صاف طور پر پہلے سے مقررہ غیر مکتوبی شہادت کی ایک مثال ہے۔ "اگر تیرا بھائی تیرے پر زیادتی کرے تو تو جا اور اس سے اس کی زیادتی کا ذکر کر لیکن اگر وہ تیری نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو گواہوں کو لے جا تاکہ ان کے منہ سے ہر حرف ثابت کیا جا سکے۔ نیز دیکھئے "پیدائش"

اسی موخر الذکر قانون اور ان قوانین کے تحت جن کے ذریعے سے اس کی ترمیم کی گئی ہے ہوتے ہیں۔ اور قانون خفیہ رائے دہی (بیالٹ ایکٹ) (Ballot Act) سنہ ۱۸۷۲ء - ۳۵ و ۳۶ وکٹوریہ باب ۳۳ دفعہ ۷ میں حکم ہے کہ

"کسی ضلع یا شہر کے کسی انتخاب میں کوئی شخص رائے دینے کا مستحق نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کا نام رائے دہندوں کے حالیہ رجسٹر میں جو ایسے ضلع - یا شہر کے لیے بحکم مرتب ہوا ہو۔ موجود نہ ہو۔ اور ہر شخص جس کا نام ایسے رجسٹر میں ہو مستحق ہوگا کہ رائے دینے کا کاغذ طلب اور حاصل کرے - اور رائے دے۔ لیکن اس دفعہ کے کسی حکم کی روسے کوئی ایسا شخص رائے دینے کا مستحق نہیں ہوگا - جس کو کسی قانون موضوعہ[۱] یا پارلیمنٹ کے قانون عمومی[۲] کی روسے رائے دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اور نہ وہ کسی تاوان سے جو رائے دینے پر بطور سزا مقرر کیا گیا ہو محفوظ رہے گا۔"

اس دفعہ کے اثر پر مقدمۂ اسٹو بنام جولیف[۳] Stowe v. Joliffe, میں پوری طرح غور کیا گیا۔ اور قرار دے دیا گیا کہ رجسٹر ناطق ہے۔ وقت انتخاب کے لیے بھی اور انتخاب کے بعد کے لیے بھی۔ اور اسی لیے کسی درخواست متعلق انتخاب کی بنا پر رجسٹر شدہ اشخاص کے نام خارج نہیں کیے جا سکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس دفعہ کے استثناء کے تحت آتے ہوں۔ یعنی عورتیں[۴]۔ نابالغ غیر ملکی وغیرہ ہوں۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ صفحہ گزشتہ Genesis xxiii, 17, 18, ۲۳ - ۱۷ و ۱۸ -

[۱] مثلاً نابالغ - قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۲۵ دفعہ ۷ کی روسے -

[۲] مثلاً امرا یا عورتیں - (دیکھئے چورلٹن بنام لنگس - لاء رپورٹ (۴) کامن پلیس صفحہ ۳۷۴) یا غیر ملکی -

[۳] نمبر ۲ - سنہ ۱۸۷۴ء لاء رپورٹ ۹ کامن پلیس ۷۳۴ - اور ۴۳ لا جرنل کامن پلیس ۲۶۵ - نیز ۳۰ لاء ٹائمس ۷۹۵ اور ۲۲ ویکلی رپورٹر ۹۱۱ -

[۴] پارلیمنٹ اور بلدیہ کے انتخابات میں اناث کی رائے دہی کی بابت اب دیکھئے "قانون نمائندگی

برطانوی نوآبادیات میں بھی ایسے ہی قوانین رائج ہیں[1]۔ لیکن مملکت انڈیانہ Indiana State (ممالک متحدۂ امریکا) میں کوئی رجسٹری ضروری نہیں ہے۔ اور ہر رائے دہندے کا حق، اعتراض کئے جانے پر اسی کے حلف سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اور اگر اعتراض کرنے والا بھی جواب میں قسم کھاتا ہے۔ تو رائے دہندے کو چاہئے کہ اسی حلقے یا مقام کے کسی معزز شہری کو جو جائداد غیر منقولہ کا مالک ہو پیش کرے تاکہ وہ حلف اٹھا کر کہہ سکے کہ رائے دہندہ کو حق رائے حاصل ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ صفحہ گزشتہ۔ عوام ۱۹۱۸ء۔ (۷و۸ جارج پنجم باب ۴ ۶ دفعہ ۴)۔

[1] دیکھئے مثلاً قانون متفننۂ انٹاریو ۱۸۶۹ء۔ ۳۲ وکٹوریہ باب ۲۱۔ دفعہ، قانون انتخابات صوبہ جات برطانوی کولمبیا۔ ۶۱ وکٹوریہ باب ۶۷ دفعہ ۱۱۔ "قانون انتخابات ۱۹۰۲ء نیوزی لینڈ نمبر ۲۱۔ دفعات ۶۲ تا ۶۵۔

۲۲

حصۂ دوم

عدالتی شہادت

دفعہ (۳۲): "قدرتی" یا "اخلاقی" شہادت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لیے

ہم نے اب تک مضمون شہادت پر عدالت اور علم اصول قانون سے علیحدہ رہ کر غور کیا ہے۔ اب ہم عدالتی شہادت پر غور کریں گے۔ جو اول الذکر کی ایک نوع ہے۔ تاکہ اس کے اہم فرق اور خصوصیات ظاہر ہو جائیں۔

دفعہ ۳۳: عدالتی شہادت وہ شہادت ہے جس کو عدالت برائے
انصاف ان واقعات کے ثبوت یا تردید کے لیے جن کے وجود کی صـ۲۳
ان کے سامنے بحث ہوتی ہے۔ قبول کرتی ہیں۔ واقعات سے یہاں

مطلب کسی مقدمے یا کارروائی کے اہم واقعات متعلقہ سے ہے جن پر ان کے متعین ہونے کے بعد قانون کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ منطقی طور پر کسی قانون کا وجود یا عدم بھی ایک سوال واقعاتی ہے لیکن قانون داں اور وکلا شاذونادر ہی اس کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں[۱]۔ اور قانون سے یہاں ہماری مراد ہر ملک کے اس قانون عام سے ہے جس کا وہاں کی عدالتوں کو بغیر ثبوت کے علم ہوتا ہے۔ عام طور پر ان کو مقامی رواجات یا ممالک غیر[۲] کے قوانین کا علم نہیں ہوتا۔ اور ان قوانین و رواجات کو ان کے روبرو بطور واقعہ شہادت سے ثابت کرنا ہوتا ہے[۳]۔

دفعہ (۳۴)۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ عدالتی شہادت جنس شہادت کی ایک نوع ہے۔ اور بڑی حد تک قدرتی شہادت ہی ہے۔ جس میں قانون صریح کے قواعد سے ترمیم ہوتی ہے۔ اور قیود عاید کئے جاتے ہیں[۴]۔ یہ قواعد

---

[۱] پانڈکٹس (مجموعۂ قوانین روما) مولفۂ ویٹ voet ad Pand. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۸ مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس Huberus, Prael. jur. civ. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۷ اصول قانون معاہدہ از وینیس Vinnius Jurisp. - Contr. کتاب ۴ باب ۲۵ کتاب شہادت از مانٹے۔ دفعات ۲ و ۳ ۲۳ طبع دوم۔ دیکھئے کک بر لٹلٹن co. Litt. ۲۰۴ الف

[۲] پانڈکٹس از ہینکیس Heince ad Pond فقرہ ۴ دفعہ ۱۹) ۔ ایضاً فقرہ (۱) دفعہ ۱۰۳۔ کک لٹلٹن ۱۱۵ ب ۱۷۵ ب "شہادت" از ٹیلر دفعہ ۵ طبع یازدہم۔ تصادم قوانین از اسٹوری، Story, Confl Laws, دفعہ ۶۳۷ و ۶۴۳ اور ما بعد طبع پنجم "شہادت" مصنفۂ فلپ و ایاس صفحہ ۹۲۴ Ph. and Am Ev.

[۳] دیکھئے کللگ بنام بیوی۔ ۲ کیمبل ۱۶۶ ظفر بنام ہیبنرک ۴ ایضاً ۱۵۴۔ ممالک متحدۂ امریکا میں اگر اس کے خلاف کوئی شہادت نہ ہو تو ملک غیر کے قانون کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے جو ممالک متحدہ میں رائج ہے لیکن جب فرق بیان کیا جاتا ہے تو اس قانون کو بطور واقعہ ثابت کرنا ہوتا ہے۔" کللگو بنام یکے ۱۴ کنکٹیکٹ ۲۶۲

[۴] "شہادت ایک فعل عدالتی ہے جو امر مشکوک و نزاعی کے متعلق عدالت کو یقین دلاتی ہے۔"

کچھ تو اپنی ماہیت میں اخراجی ہیں۔ اور ایسے واقعات کو جو بنفسہ قابل لحاظ ہوتے ہیں بطور قانونی شہادت ناقابل ادخال ٹھیراتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جن کو توثیقی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی جو قدرتی شہادت کو مصنوعی وقعت دیتے ہیں اور بعض صورتوں میں تو ایسے واقعات کو بھی شہادت قرار دیتے ہیں جن میں نظری طور پر فی نفسہ کوئی شہادتی وقعت نہیں ہوتی[۱]

دفعہ (۳۵) - اور یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قواعد کی ضرورت کیا ہے۔ اور ان سے فائدہ کیا؟ جب قدرتی اور عدالتی شہادت کا موضوع مساوی طور پر مشکوک و نزاعی واقعات ہوتے ہیں۔ اور صداقت ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے تو کیا ایسے قواعد جن سے سچ کی دریافت میں عدالتوں کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ صفحہ گزشتہ۔ پانڈکٹس از ہینیکس فقرہ ۴ دفعہ ۱۱۵ "شہادت کوئی ایسا واقعہ ہے جس سے ہماری رائے کو مدعی یا مدعی علیہ کے موافق فیصلہ کرنے کے لیے قانونی یقین حاصل ہوتا ہے" یقینیہ بڑبیہ ت Matth de. Prob باب نوٹ ۱ - نیز دیکھیے مجموعہ قانون رومااروسٹ کتاب ۲۱ عنوان ۱ دفعہ کتاب کا پہلے حوالہ دیا گیا ہے۔ کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲ - "شہادت وہ ذریعہ ہے جس سے ان امور کے متعلق جو عدالتوں میں نزاعی ہوتے ہیں۔ قانونی طریقوں سے یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس تعریف سے "قانونی طریقوں" کو حذف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شہادت انھیں متعدد قانونی طریقوں پر مشمول ہوتی ہے۔ یعنی شہادت گواہوں کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یا دستاویزات یا واقعۂ شہادتی یا قیاس قانونی۔ یا رائے یا اور بھی متعدد مختلف طریقوں سے۔ اسی لیے قانونی طریقے کہنا بالکل مطابق عقل ہے۔ اور اس لیے بھی کہ جتنے طریقوں سے کوئی امر قانوناً ثابت ہوتا ہے۔ اتنے ہی طریقوں کو شہادت کہتے ہیں۔ اور جب یہ مطابق بیانات عرضی دعویٰ ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ عرضی دعوے کا ثبوت ہوتی ہے۔" "ثبوت" از ماسکارڈس سوال ۲ - نوٹ ۱۷ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ -

[۱] دیکھیے "شہادت" از فپسن Phipson. Ev. طبع ششم صفحہ ۵۰

قیود غایہ ہوتے ہیں۔ قانون کا بیکار بلکہ مضر حصہ نہیں ہیں۔ لیکن غور کرنے پر ظاہر ہوگا کہ عدالتی شہادت کا ایک نظام نہ صرف موثر و مفید ہے۔ بلکہ اس کی قطعی ضرورت بھی ہے۔ انسان ساختہ قانون کی ماہیت اور عدالتوں کے فرائض کے لحاظ سے اس کی موجودگی ناگزیر ہے۔ اور یہ کہ کچھ ایسا ہی نظام ہر ملک کے قانونی اداروں میں ۔۔۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلا کسی استثنا کے۔ پایا جاتا ہے۔

دفعہ (۳۶)۔ شہادت جو عدالت ہائے انصاف میں پیش ہوتی ہے

وہ چونکہ علم اصول قانون کی گویا ایک شاخ ہے۔ اس لیے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس علم ماہیت اور اس کے اصولوں کے مطابق ہوگی مضمون پر نظر غایر ڈالنے سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں وجوہات کا جو قانون صریح کی پیدایش کا باعث ہوئے۔ تقاضا ہے۔ کہ قانون شہادت کو بھی جس کی قانون صریح کے اطلاق میں بہت ضرورت ہوتی ہے۔ حکماً مرتب کر دیا جائے۔ لیکن اس امر کو اچھی طرح ظاہر کرنے کے لئے ہمیں ایک فرق کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ جس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بہت سی غلطیاں یا غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ قدرتی قانون پر لکھنے والے اساتذہ کے قول کے بموجب انصاف یا تو اصلی ہوتا ہے یا عرضی[1]۔ اول الذکر سے ۔۔۔ جس کو بعض وقت پکا انصاف۔ کامل انصاف۔ یا صحیح معنی میں انصاف بھی کہتے ہیں ۔۔۔ مراد ایسے انصاف سے ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم دوسرے شخص کے متعلق ایسے فرایض پورے کرتے ہیں۔ جن کا وہ ایک سخت اور کامل وجوب کی

[1] اصول قانون قدرت واجانب ' از برلاماکوئے Burlamaqui, Principes du Droit de La Nature et des Gens, حصۂ اول باب ا دفعہ ا قانون جنگ و صلح از گروٹیس Grotius, De Jur. Bell. ac Pac. کتاب ا باب ا دفعہ ۵۔ اصلی انصاف لازمی امور کا لحاظ کرتا ہے اور عرضی انصاف مناسب امور کا۔

بنا پر مستحق ہوتا ہے۔ اور جن کی اگر تعمیل نہ کی جائے تو وہ جبراً کرانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور مؤخرالذکر سے ایسے فرایض کی ادائی مراد ہوتی ہے۔ جو ایک غیر مکمل اور غیر لازم وجوب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جن کی تعمیل اس طرح پر جبراً نہیں کرائی جا سکتی۔ بلکہ ہر شخص کی عزت اور ضمیر پر موقوف رہتی ہے۔ ہمارے ان فرایض کو انسانیت خیرات اور کرم کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انسان ساختہ علم اصول قانون کے تحت اصلی یا مکمل انصاف سے وہ انصاف مراد لینی چاہیئے جس کا بطور ایک صاف قانونی حق کے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ اور عرضی یا غیر مکمل انصاف سے وہ انصاف جس کی طرف عدالتیں یا تو توجہ ہی نہیں کرتیں یا اگر کرتی ہیں تو صرف نصفتانہ اختیار سماعت کے تحت قانون کی سختی کو روکنے اور اس میں کمی کرنے کی حد تک کرتی ہیں۔

دفعہ (۴۷)۔ جونہی معاشرے پیدا۔ اور اقتدار اعلیٰ اور ماتحتی کے تعلقات قایم ہوئے۔ ہماری فطرت کی خامیوں نے انسان ساختہ قانون کی ضرورت کو واضح کر دیا۔ انسانی تعلقات کی بے شمار صورتیں ہوتی ہیں۔ ہر صورت میں کامل انصاف کرنا تو ہمہ داں۔ پاک و بے خطا ذات قدوس صفات ہی کا خاص امتیاز ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف آنکھ ایسی ہو کہ جو واقعات کو جس طرح وہ دراصل گزرے ہوں صاف دیکھ لے۔ متنازعین کے دعووں پر فیصلہ ایسا ہو۔ جو کہ اتنا ہی بے خطا ہو۔ جتنا کہ بے لوث۔ بلکہ دور بینی بھی ایسی ہو کہ جو اس فیصلے کے تمام راست نتایج کو اور ان کے بعید سے بعید اثرات کو دیکھ لے[۱]۔ مفکرین بنی نوع انسان کو ایسے کمال کے ممکن الحصول ہونے سے ناامیدی بہت پہلے ہی ہو گئی۔ اور چونکہ قدرت کے مشاہدے[۲] نے انھیں سکھلایا تھا کہ اعلیٰ مقاصد عام قوانین　　ص ۲۵

---

[۱] ۔ قانون قدرت کی نقل کرتا ہے۔" قول ڈانڈ ج جسٹس بہ مقدمۂ شیفلڈ بنام راٹکلف ۲ رول رپورٹس
[۲] ۔ "جس امر کو قدرت صحیح قرار نہیں دیتی قانون بھی صحیح قرار نہیں دیتا۔" کاک۔ برٹلٹن صفحہ ۲۳۸ ب۔

کے مستقل عمل ہی سے اچھی طرح حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے معاشرے کی حکومت کے لیے عام قواعد بنانے کا خیال کیا۔ یعنی ایسے قواعد مرتب کرنے کا جو اس اصول پر مبنی ہوں کہ زیادہ سے زیادہ صورتوں میں زیادہ سے زیادہ مسرت وصداقت حاصل کرنی چاہیئے۔ چاہے ان پر مستقل عمل سے عرضی یا غیر مکمل انصاف کی کتنی ہی خلاف ورزی یا خاص صورتوں میں کتنا ہی نقصان ہو[1]۔ اس مقصد کے لیے حاکم مجاز کی جانب سے ہر ملک میں جو قواعد مقرر ہوتے ہیں۔ ان کو اس ملک کا انسان ساختہ قانون کہتے ہیں۔

دفعہ (۳۷)۔ قانون سازی کے ان اصولوں کو عدالتی شہادت سے متعلق کرنے کے وجوہات اگرچہ کم عیاں ہیں لیکن ویسے ہی اطمینان بخش ہیں۔ جیسے وہ وجوہات جو خود قانون سازی کے ان اصولوں کے باعث تخلیق ہوئے ہیں۔ اس لیے پہلے تو ہم یہ بتائیں گے کہ علت ومعلول کے تعلقات بداہتہً بیشمار ہوتے ہیں خاص کر جب ہم ان صورتوں کو بھی شمار کریں۔ جن میں معلول اپنی آخری علت سے بلا واسطہ ماخوذ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ کسی درمیانی علت کا ایک درمیانی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "وہی نظام قانون بہترین ہے جو کم سے کم امور عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہے[2]" لیکن عدالت کے اختیارات

[1] اس امر پر قانون عمومی کے دلائل قوی اور اساتذہ متفق ہیں۔ "جو اصول اکثر صورتوں پر حاوی ہوتا ہے قانون اسی کو اختیار کرتا ہے" کک کونسٹی ٹیوشن صفحہ ۲۳۸۔ الف۔ ۲ انسٹیٹیوٹ ۱۲۷، ۲ کک ، ۱۲۱ ب ۶ کک ، ۷۵ الف۔ لارڈ میر بریڈنے ملک بنام باشندگان ہارنگ و وڈھام ٹلورن وٹمبورن رپورٹ ... صفحہ ۲۴ میں کہا ہے کہ "شاید ہی کوئی قاعدہ ایسا ہوگا۔ جس کی سختی سے پابندی سے کوئی نہ کوئی ممکنہ تکلیف نہ ہوتی یا نہ ہو سکتی ہو۔ پھر بھی قواعد کے معین ہونے کی سہولت جو تمام لحاظات سے بالا ہے۔ ایسی ہے کہ عدالت ہائے انصاف کو ان کے اختیار کرنے پر راغب کر دیا ہے۔ اور وہ کسی خاص تکلیف کا جو طباعی سے بتلایا جا سکتا ہے کہ ان کے اطلاق میں پیش آئے گی لحاظ نہیں کرتے ہیں۔"

[2] Augm. Scient از بیکن کتاب ۸ باب ۳ عنوان ۱ مقولہ ۴۶ دیکھئے نیچے دفعہ ۷۹۔

چاہے ان کو کتنی ہی باریکی سے اصلی قانون کے قواعد کی رو سے متعین کیا جائے۔ بہت جلد فی الحقیقت غیر محدود ہو جاتے ہیں۔ اگر ان پر واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دیدینے سے روک نہ لگائی جائے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ منظم مملکت کے قوانین کی رو سے ایسے قواعد مقرر ہیں۔ جن سے ایسی شہادت کی جو عدالتی فیصلے کی بنیاد ہو سکے کیفیت اور کبھی کبھی کمیت بھی منضبط ہو جاتی ہے۔ اور اس امر میں انسان ساختہ قانون کے دوسرے حصوں کی اس سے مشابہت پوری پوری ہے۔ کسی عام قاعدے کی بنا پر شہادت کے اخراج سے خاص صورتوں میں سچ بھی خارج ہو سکتی۔ اور اسی وجہ سے
۲۶۰ نا انصافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس شر کا بے اندازہ معاوضہ اس استحکام سے ہو جاتا ہے جو اس قاعدے کے عام نفاذ سے انسانوں کے حقوق کو حاصل ہوتا ہے۔ اور امن کے اس احساس سے جو ان کے قلوب میں اس یقین کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ان حقوق سے قانون کے تحت ہی محروم کئے جا سکتے ہیں۔ عدالتوں کی مرضی سے محروم نہیں ہو سکتے۔ قانون انگلستان نے اس خصوص میں جو دو بڑے قیود عدالتوں پر لگائے ہیں وہ یہ ہیں کہ پہلے تو ججوں اور اراکین جیوری کو واقعات کا فیصلہ ان کے ذاتی علم کی بنا پر کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اور سوائے ان امور کے جو ان کے سامنے شہادت سے ثابت کئے جائیں۔ ان کو امر نزاعی سے متعلق ہر امر کی بابت گویا ایک قانونی حالت لاعلمی میں کر دیا ہے[1]۔ اس قانون کا مقولہ ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ جج کو علم ہے اگر اس کو شہادت کی بنا پر

[1] ہنری چہارم ۱۴ سطر د پلاوڈن .Plowd ۸۳ ۔ ۱۔ لیونارڈ Leon ۱۹۱۔ نیچے کے نوٹس کے حوالے بھی دیکھئے اور نیچے دفعہ ۸۰ بھی کلیسائی فقہا اس امر میں کسی قدر غیر محتاط تھے۔ دیکھئے فرامین گرے گوری نہم .Decret. Greg. IX کتاب ۵۔ عنوان ۴ سطر ۱۔ لغت قانونی از کالون عنوان نوٹوریم Notorium مجموعہ قانون کلیسائی از گلبرٹ .Gibert, Corpus jur Canon مقدمہ۔ آخری حصہ عنوان باب ۱ فقرہ ۲ دلعہ ۲۔ نوٹ ۵ اور قانون کلیسائی از ڈیوٹس .Devot Inst. Jur. Canon

علم نہ ہو[۱]" اور یہ اصول کہ "جس امر کی شہادت نہیں اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے[۲]" "کسی امر کی شہادت نہ ہونا اور اس کا موجود نہ ہونا ایک ہی بات ہے[۳]" "جو شہادت سے ظاہر نہیں وہ موجود نہیں[۴]" "جس کا یقین نہیں اس کا وجود نہیں[۵]" جو فلسفے کی رو سے بہت ہی غلط ہیں لیکن ہمارے علم اصول قانون میں پوری طرح صحیح ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ سماعت شہادت ہی کی شرط مقدم قرار دیدی ہے کہ اصل واقعے اور شہادتی واقعے میں صاف وعلانیہ تعلق ہونا چاہئے —— "وہم وخیال پر اعتبار کرنے پر کوئی مجبور نہیں[۶]" شہادت عیاں ہونی چاہئے یعنی صاف اور ایسی جو آسانی سے سمجھ میں آتی ہو[۷]" یہ دراصل ایک بڑے اصول کے جو ہمارے تمام قانون پر حاوی ہے۔ مختلف اطلاقات ہیں۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ "قانون میں بعید وجہ کا نہیں بلکہ قریب وجہ کا لحاظ ہوتا ہے[۸]" اس کی دو ایک مثالیں کافی ہیں۔ اگر ہر امر کا اس کے آخری ماخذوں تک پتا چلایا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ کسی مجرم کی کٹہرے میں موجودگی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کتاب ۳۔ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۱۰۔ نوٹ ۱۔

[۱] ۳ بلسٹروڈ ۱۱۵ "ہم کسی معلوم امر (ذاتی علم) کی بنا پر فیصلہ نہیں کرسکتے۔ جب تک کہ یہ امر ہم کو قانونی کارروائی کے بعد بھی معلوم نہ ہو"۔ قول چیف جسٹس ہرل۔ ہانسارڈ، ایڈورڈ سوم ضمیمہ چہارم صفحہ ۷۔

[۲] ۴ کک ۴۸ الف۔ ۵ کک ۵ ب۔ ۱۲۔ ایضاً ۵۳۔ و ۱۴۴۔ ۳ بلسٹروڈ Bulst. ۱۱۰۔ ہوبارڈ ۲۹۵۔ اٹائیمز رپورٹ ۲۰۴۔ ۷ بیبین وولزلی ۴۳۷۔ وننگہام ۴۷۔ وننگہام ۵۳۹ سلسلہ نو۔ ۷ بیبین وولزلی ۳۷

[۳] سنٹ از جنکس .Jenk. Cent صفحہ ۵ مقدمہ ۳۶۔

[۴] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۴۷۹۔

[۵] ڈیویس .Davys ۲۳۔ اصول متعارفہ قانون از لافٹ .Lofft ۵۵۵۔

[۶] ۳ کک ۲۸ الف اور ۲۲ ب۔ ۱۰ کک ۵۵ الف نیز دیکھئے "معقولات" از بیکن۔ ذیلی اصول ۳۔ لٹلٹن رپورٹس ۹۸ اصول متعارفہ قانون از لافٹ ۵۵۹۔

[۷] کک برلٹلٹن ۲۸۳ الف۔

[۸] معقولات قانونی از بیکن۔ قاعدہ اول۔ ۱۲۔ ایسٹ ۲۵۲۔ ۱۴ میمن وولزلی ۳۰۳۔ ۱۸ اکامن بنچ ۳۷۹

کا بعید مگر بڑا سبب اس کے والدین۔ اس کی تعلیم دوسروں کی مثالیں۔ خود قانون یا خود وہی جج جس کے سامنے مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ ہوتا ہے۔ مگر عدالت ان تمام امور کا لحاظ نہیں کرتی۔ اور صرف وجہ قریب — خود اس کے فعل — ہی کو دیکھے گی۔ اسی طرح کسی قرضے کی عدم ادائی کی قریبی وجہ تو مدیون کی غفلت ہے۔ لیکن اس کی آخری وجہ ممکن ہے کہ دوسروں کا قصور ہو۔ جن کا قانونی یا اخلاقی فرض تھا کہ اس کو روپیہ دیتے۔ صفحہ ۲۷

دفعہ ۳۹ و ۴۰[ا] ۔ یہاں ایک غلط اصول پر غور کرنا چاہیئے جو علم اصولِ قانون کے بعض نظام اور بنتھم کی کتاب "عدالتی شہادت" میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ مفروضہ کہ اس انصاف میں جو باپ اپنے خاندان میں کرتا ہے۔ اور اس انصاف میں جو قانونی عدالتیں انسان اور انسان کے درمیان کرتی ہیں۔ کامل مشابہت ہے۔ مگر یہ مقولہ ارسطو کے زمانے کا ہے کہ دولت عامہ یا مملکت کو خاندان سے مخلوط نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ایک بڑا خاندان ایک چھوٹی مملکت سے جدا نہیں ہے[۲]۔ اور بہت تھوڑے سے غور و فکر سے ان کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔ باپ اپنے خاندان میں ایک قسم کا عرضی یا غیر مکمل انصاف کرتا ہے۔ قدرتی اور انسانی قانون دونوں کی رو سے اس کو اپنے بچوں پر نسبتہً قطعی اختیار حاصل ہے۔ اور یہ ناگزیر طور پر ایسے اشخاص کے عمل کی رہبری اور تعمیر سیرت کے لیے ضروری ہے۔ جن میں عقل و تجربہ تقریباً غیر موجود ہوتے ہیں۔ اور محبت پدری کا احساس اتنا قوی ہوتا ہے کہ یہ اختیار عام طور پر اطمینان کے ساتھ باپ کو دیا جا سکتا ہے۔ لیکن مقتدر اعلیٰ یا جج کے معاملے میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۰: جورسٹ ۹۶۲۔ ۶ بسٹ و اسمتھ ۱۰۰۱۔ ایلن و رو درفورڈ رپورٹس ۶۱۔

ا۔ ان دفعات میں بنتھم کی تفصیلی تردید تھی سابق اڈیٹر نے ان کو مختصر کر دیا ہے۔

۲۔ سیاسیات از ارسطو Aristotle's Politics کتاب ا۔ باب ا۔

جو اپنے جیسے پختہ عقل کے انسانوں پر بہبودی عامہ کے لیے حکومت کرتے ہیں۔ صورتِ حال ہی جدا ہوتی ہے۔ ایک خالص غیر محدود شاہی بلا شبہہ حکومت کی قدرتی و اصلی شکل ہے۔ لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ آج کل بھی بہترین شکل ہے۔ اور تمام دوسری قسم کی حکومتوں کو ختم کر دینا چاہیئے۔ برخلاف اس کے یہ کتنی فضول حجت ہوگی کہ دستوری شاہی چونکہ کسی ملک کے لیے بہترین قسم کی حکومت ہے۔ ہر خانگی شخص کو ایک ایسی حکومت اپنے خاندان میں قایم کرنی چاہیئے۔ ان قضیوں کو بیان کرنا ہی ان کی تردید کرنا ہے۔ مگر یہ بھی تو اسی قسم کی حجت ہے کہ عام عدالتی تحقیقات میں پہلے سے مقررہ ضوابط بیکار ہیں۔ کیونکہ وہ خاندانی کارروائیوں میں بیکار بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۴ ۔ نیز واقعات کی بحث میں عدالت کا فریضہ ان کے وجود کے نظری سوال تک محدود نہیں ہے۔ کیونکہ گو ٹھیک فیصلے یا یقین
کے لیے مواد پیش ہو یا نہ ہو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ جس کے بعد اگر فوراً نہیں تو ۲۰
بہت جلد اس پر عمل بھی ہونا چاہیئے۔ مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ مقدمے میں طوالت نہ ہو[1]۔ "مقدمہ بازی بے پایاں نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ مقدمہ باز نہ محض فانی ہیں[2]"۔ مدعی اور مدعیٰ علیہ عدالت کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ انفرادی اور معاشی مفاد عدالت سے متقاضی ہوتے ہیں کہ ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ اور جلد فیصلہ دیا جائے۔ جج کے لیے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ یہ "امر مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ میں اپنا فیصلہ ملتوی رکھتا ہوں" اور مقدمہ خارج کر دے۔ تاکہ وہ وقتاً فوقتاً غیر معین زمانے تک از سر نو چلایا جائے۔ مقدمے کی ساری تکلیف اور تلخی باقی رہے۔ ہر فریق کو علانیہ

[1] کک لٹلٹن ۱۰۳ الف ۳۰۳ ب۔ ۶ کک ۹ الف اور ۴۵ الف۔ ۱۱ ایضاً ۶۹ الف۔
[2] وایٹ بر پانڈکٹس۔ کتاب ۵ عنوان ۱۔ نوٹ ۵۳۔ ۱۱۔ کاسن بنچ ۱۴۰ فیصلہ جسٹس ڈنس۔

ترغیب ہو کہ پلڑے کو اپنی طرف جھکانے کے لیے جھوٹی شہادت بنائے۔ اور قوم کا نقصان اس کے کم سے کم دو ارکان کی توجہ دوسرے مفید پیشوں سے ہٹانے کی وجہ سے ہو۔ لیکن اغراض انصاف کے لیے مقدمے کو ایک معین مدت کے لیے بڑھا دینا ایک بالکل ہی جدا امر ہے[1]

دفعہ ۴۲ - اس لیے مقنن کا فرض اصلی قوانین کے وضع کرنے اور عدالتی کارروائیوں کے ضوابط مقرر کرنے سے پورا نہیں ہو جاتا ہے۔ کامل طور پر انصاف کرنے کے لیے اس کو ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہیئے اور چاہے مقدمے کی نوعیت کچھ ہو۔ اور اصل صداقت کا معلوم کرنا کتنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو۔ امور واقعاتی کے تصفیے میں جو عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ عدالتوں کی رہبری کے لیے قواعد مقرر کرنا چاہیئے۔ ایسی مشکل صورتوں میں وحشت وجہالت کے زمانے میں ہر خاص معاملے کا تصفیہ یا تو بے ترتیبی سے کیا جاتا تھا۔ یا خود سرانہ طور پر تمام صورتوں کے لیے ایک ہی سخت قواعد مقرر کئے جاتے تھے۔ یا تو ہمات سے مدد لی جاتی تھی۔ مثلاً صداقت کی آگ اور پانی سے آزمایشوں کی صورت میں اور یہ قدیم وجدید دونوں زمانوں میں رائج رہے ہیں۔ یا ازمنۂ وسطیٰ کی عدالتی لڑائیوں کی مثال میں۔ جن میں ناپاکی اور دلیری سے خدا سے دعا کی جاتی تھی کہ فریق منتصر کو معجزے کے ذریعے سے بچالے۔ یا بعض وقت جیسے کلیسائی حلف وجنگ کے ہمارے اسلاف کے پرانے طریقوں میں۔ جن میں بلا وجہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ اس شخص کے حلف سے سچ ظاہر ہو جائیگا۔ جس کو کہ اس کے چھپانے میں گہری دلچسپی ہے[2]۔ برخلاف اس کے ان ممالک کے

---

[1] قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۶ قاعدہ ۲۱ R.S.C. ord. xxxvi. Rule 21.

[2] بانتھم نے اپنی کتاب قانون شہادت میں ان کی ایک اچھی تفصیل بیان کی ہے۔ دفعات ۲۵۱-۷۵۰ طبع دوم۔ نیز دیکھئے Blackstone's Commentaries (یعنی شروحات بلاکسٹن) جلد ۳ باب ۲۲

قوانین یہاں علم اصول قانون کے اصول سمجھے جاتے ہیں۔ اس مشکل کو ایسے
قاعدے بنانے سے جن سے بار ثبوت منضبط ہوتا ہے حل کرتے ہیں۔ ان میں
دراصل اکثر بار ثبوت کے قدرتی اصولوں کو مصنوعی وقعت دی جاتی ہے۔ ص ۲۹
اس کی اچھی توضیح ایک ملک غیر کے قانون داں نے ایک دوسری زبان
(فرنچ) میں کی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے[۱] "یہ دریافت کرنا کہ
کس حد تک ایک معلوم امر سے فلاں نامعلوم علت کا وجود عقلاً ممکن
ہوجاتا ہے۔ عام طور پر کلیتہً جج کی سمجھ پر موقوف ہوتا ہے۔ لیکن اہم ترین
صورتوں میں قانون نے چند مواقف کی استواری حاصل کرنے اور چند
مباحث کو ختم کرنے کے لیے قیاسات قایم کیے ہیں۔ جن کی پابندی جج کو
کرنی ہوتی ہے" اور ایک متوفی قابل جج نے ایک مقدمے میں کہا ہے[۲] کہ
"واقعات کے قابل یا ناقابل ادخال ہونے کے متعلق قانون شہادت
دو لحاظات پر مبنی ہے۔ یعنی نظری نقطۂ نظر سے امر زیر بحث پر کن واقعات
سے روشنی پڑتی ہے۔ اور کن واقعات کا لحاظ عملی طور پر ممکن ہے۔ شاید
اگر ہم بجائے ساٹھ ستر سال کے ہزار سال زندہ رہتے تو ہر امر نزاعی پر
پوری طرح روشنی پڑتی۔ اگر اس سے تمام ممکنہ طور پر متعلق امور کی فرداً فرداً

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اور Devotus Institionis juris Cononicae (یعنی اصول قانون
کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس) کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۲۶۔ نوٹ ۳ اور دفعہ ۳۰ نوٹس۔ اور گبن کی
کتاب "زوال و اختتام سلطنت روما" Gibbon's Decline and fall of the Roman
Empira. باب ۳۸۔ معجزانہ مداخلت کے متعلق ان دلیرانہ دعاؤں کی ناپاکی اور حماقت کے
علاوہ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ان کے خطرات سے ترکیبوں سے بچا جاتا تھا۔ اور اسی لیے یہ آگ
اور پانی کی آزمائشیں زیادہ تر ظاہری تھے حقیقی نہیں۔

[۱] کتاب شہادت از بانیٹ دفعہ ۱۰، طبع دوم۔

[۲] روئف بنچ بمقدمۂ اٹرنی جنرل بنام ہچکاک (۱۸۴۷) ۱ اجورسٹ ۸۰۲-۸۰۳ منتخب
مقدمات ۱- ایکچیکر ۹۱-۱۰۲۔ رسل وریان R. R. ۵۹۲۔

تحقیق کی جاتی۔ اور اس سے متعلق ہر امر کی صداقت کی تحقیقات مہینوں ہوا کرتی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بہتر بھی ہوتا۔ لیکن فی الوقت یہ طریقہ ناممکن پایا گیا ہے۔"

دفعہ ۴۳: یہ قانونی قیاسات دو قسم کے ہیں[1]۔ ان میں سے اکثر میں قانون کسی امر کی موجودگی کو اس وقت تک فرض کر لیتا ہے۔ جب تک اس کی شہادت سے تردید نہ ہو۔ رومنی فقہا ان کو قیاس قانونی۔ یا غیر قطعی قیاس قانونی کہتے تھے۔ اور انگریزی قانون داں ان کو غیر قطعی یا قابل تردید قیاسات قانونی کہتے ہیں۔ قیاسات کی دوسری قسم قطعی و ناقابل تردید قیاسات کی ہے۔ گو ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان کے خلاف کوئی شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی۔ ان کو قطعی قیاس قانونی کہتے ہیں۔ اور یہ صحیح معنی میں قیاس کی ایک قسم ہے۔ ان میں "قانون کے حکم سے کسی امر کا ایسا قیاس کیا جاتا ہے کہ جس سے وہ امر ثابت اور یقینی قرار پاتا ہے[2]۔" اسی قسم میں ادائی قیمت کا معاہدہ آتا ہے۔ جس کا قانون خریدی اشیا سے قیاس کرتا ہے۔ ارادۂ قتل یا ضرر شدید پہنچانا جس کا زہر کھلانے یا مہلک ہتھیار استعمال کرنے سے قیاس ہوتا ہے وغیرہ ان میں سے بعض تو عالمی علم اصول قانون کے قیاس قطعی سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور ان کی بڑی مثالیں قیاس حقیت ہے۔ جو جائداد کے مسلسل و پرامن قبضے سے صفحہ ۳۰

---

[1] قیاسات قانونی اور واقعاتی کے لیے پیچھے دیکھئے دفعات ۷۔ ۲۷ آگے دیکھئے دفعات ۹۲ تا ۹۷۔ Thayer Pr. on Tr. Evidence تحریری شہادت پر اصلی کتاب صفحات ۳۱۳ تا ۳۵۲ ۵۳۹ تا ۷۶۔ اور شہادت مصنفۂ فلپس طبع ششم صفحہ ۶۷۶ تا ۸۲۔

[2] (de Praesumptionibus) (قیاسات) مصنفۂ الکیاٹس (Alciatus—) فقرہ ۲ نوٹ ۳۔ "قیاسات" مصنفۂ منوچیس Menochius de Praesumptionibus. کتاب اسوال ۲ نوٹ ۱۷ "شہادت" مصنفۂ پوتھیے جلد ا دفعہ ۸۰۷۔

پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ قیاس جو عدالت مجازہ کے فیصلوں کو صحیح ٹھیراتا۔ اور برقرار رکھتا ہے۔ ہم اس مقولے کی طرف پہلے بھی اشارہ کرچکے ہیں کہ "مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمے میں طوالت نہ ہو"[1] اس میں اضافہ کرنا چاہئے کہ "قانون ہوشیاروں کی نہ کہ سست آدمیوں کی مدد کرتا ہے"[2] نیز "طویل مدت گزرنے کے بعد قیاس ہوگا کہ ہر کام باضابطہ کیا گیا تھا"[3] اگر ایک طویل مدت تک پرامن قبضے کا اثر قطعی نہ ہو تو نہایت قیمتی حقوق نہ صرف مسلسل نزاع کے موضوع بن جائیں گے بلکہ ان کی حقیت کی اصلی شہادتیں مرور زمانہ سے گم یا تلف[4] ہو جانے پر سلب یا تلف بھی کردیے جائیں گے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ قدرتی قانون اور اقوام کے صریحی قانون دونوں کے مصنفوں اپنے ملکیت کے حاصل کرنے کے مختلف طریقوں میں حق قدامت یعنی تھوڑی یا زیادہ مدت کے مسلسل استعمال یا قبضے کو بھی ایک طریقہ تسلیم کیا ہے[5]۔

---

[1] ۔ اوپر دفعہ ۱۸۔

[2] ۔ ۲ کک ۲۶ ب ۴ ایضاً ۱۰ الف ۔ ۸۲ ب ۔ ہوبارٹ رپورٹس Hobert Reports ۳۴۷ ۔ ۲ بوسانکوئے وپلر Bonsauquet and Puller Reports ۴۱۲ ۔ ۵ کامن بنچ ۴ ۔

[3] ۔ کک برٹلٹن ۶ ب ۔ جنک سنٹ جلد ۱ ۔ مقدمہ ۹۱ ۔

[4] ۔ لارڈ پلنکٹ Lord Plunkett. کہتے ہیں کہ "اگر وقت حقیت کی شہادت تلف کردیتا ہے تو قوانین نے دانائی و انسانیت سے طویل قبضے کو اس تلف شدہ شہادت کا بدل بنا دیا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ میں کھرپا لے کر آتا ہے اور ہمارے حقوق کے اسناد کو کاٹ ڈالتا ہے لیکن قانون ساز نے اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک گھڑیال دے دیا ہے جس سے مسلسل وہ مدتیں عطا کرتا رہتا ہے۔ جن سے اس کی یہ تلف کردہ شہادتیں بیکار ہو جاتی ہیں" تاریخی سوانح مدبران وغیرہ" مصنفہ لارڈ بروہام Lord Brougham's Historical Sketches of Statesmen جلد ۲ صفحہ ۳۹ ۔ نوٹ سوانح میر مجلس بشی (Life of C. J. Bushe.)

[5] ۔ "قانون جنگ و صلح" از گروشیس کتاب ۲ باب ۴ "قانون قدرت و اجانب" از پوفنڈارف کتاب ۴ باب ۱۲ ڈائجسٹ Digest, کتاب ۴۱ عنوان ۳ ۔ مجموعۂ قانون روما Codex. کتاب ۷

دفعہ ۴۴ - اس لیے یہ امر بہت ہی تکلیف اور خرابی کا باعث ہوگا کہ کسی دیوانی یا فوجداری مقدمے کو آخری عدالتِ مجازکے فیصل کر دینے کے بعد - فریقین اپنی مرضی سے اس کو از سرنو یا تو بعینہ غلطی یا سنئے دلایل یا بہتر شہادت کی حقیقی یا بعینہ دریافت کی بنا پر چلا سکیں - بہت تھوڑے سے غور و فکر سے ظاہر ہوگا کہ اگر کوئی ایسی حد مقرر نہ کی جائے - جس پر عدالتی کارروائیاں لازمی طور پر ختم ہو جائیں تو کوئی شخص بھی جان - مال و آزادی سے امن و چین کے ساتھ متمتع نہ ہو سکے گا - اور غیر منصف مزاج - ضدی اور جھگڑالو اشخاص خصوصاً وہ جن کے پاس دولت وافر ہو سماج کو اپنے رحم و کرم پر سمجھا کریں گے - اور اس میں مقدمہ بازی - فساد اور کینوں کے مہیب نظارے پیش کر دیں گے - عدالتی فیصلہ جات کے خاتم و مختتم ہونے کا اصول اعظم عالمی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے - اور اس کو مختلف الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے - کہ "امر فیصل شدہ صحیح ہے[۱]" "فیصلہ صحیح و درست تصور کیا جاتا ہے[۲]" مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ فیصلہ جات کو الٹا نہ دیا جائے[۳]" فیصلوں کے منصفانہ ہونے کا قیاس ہوتا ہے[۴]" فیصلے　صد ۱۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - عنوان ۳۲ شرحات بلاکسٹن جلد ۲ باب ۷ - اگلک برٹلٹن ۱۱۳ - ۱۴ - "شہادت" از گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۱۷ - Grand Coustumier de Normandic باب ۱۲۵ "وجوبات" از پوتھیے .Poth. obl حصہ سوم باب ۸ "مجموعۂ قوانین فرانس" .cod. civil کتاب ۳ عنوان ۲۰ -

[۱] "ڈائجسٹ" کتاب ۵۰ - عنوان ۱۷ - سطر ۲۰۷ "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس ۱۲۳۴ نوٹ ۱۳ "شہادت" از پوتھیے جلد ۱ - حصۂ ۴ - باب ۳ - دفعہ ۳ - فقرہ ۳ - ضمنی فقرہ ۳۷ - کک برٹلٹن ۱۰۳ - الف اور ۱۸۲ الف - اور نوٹ ۳ از ہارگریف .Hargr

[۲] کک برٹلٹن - ۳۹ الف ۱۲۸ - الف - ۲۳۶ - ب - ۲ انسٹی ٹیوٹ ۳۸۰ -

[۳] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۳۶۰ -

[۴] "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس ۱۲۳۷ نوٹ ۲ - ۳ جلسٹروڈ ۲۲۴ - ۲۴۳ -

سے قانون وضع ہوتا ہے[1]" "عدالتی کارروائیوں کا غیر منتہی ہونا بُرا ہے[2]" "کسی شخص کو ایک ہی امر میں دوبار تکلیف نہیں دینی چاہئیے[3]" وغیرہ۔

دفعہ ۴۵: ہم صرف ایک مثال اور دیں گے۔ جس سے یہ امر بہت ہی واضح ہو جائے گا۔ اگر یہ نظری سوال کیا جائے کہ "سب سے زیادہ خلاف انصاف کام کیا ہو سکتا ہے" تو غالباً اس کا جواب یہ ہوگا کہ "کسی شخص کو ایک ایسے قانون کی خلاف ورزی کی بنا پر سزا دینا جس کے وجود سے وہ ناواقف ہو" باوجود اس کے ہر جگہ یہی ہوتا ہے۔ علم اصول قانون کا کوئی اصول اس سے زیادہ عالمگیر نہیں ہے۔ کہ ہر ملک کے ہر شخص کے متعلق یہ قطعی قیاس کر لیا جائے کہ وہ اس ملک کے قوانین کو اس حد تک جانتا ہے کہ اپنے عمل کو ان کے مطابق رکھے گا[4]۔ "قانون سے لاعلمی کسی شخص کو نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ وہ واقف ہے[5]" یہ اصول سخت ضرور ہے لیکن اس سے بے انتہا زیادہ بڑی خرابیوں کے انسداد کے لیے ناگزیر طور پر ضروری بھی۔ کیونکہ اگر لاعلمی کے عذر کے تحت مجموعۂ تعزیرات یا مجموعۂ قوانین دیوانی کی خلاف ورزیوں کو روا رکھا جائے

---

[1] Ellesm. Postn. صفحہ ۵۵۔

[2] ۲۔ انسٹی ٹیوٹ صفحہ ۳۴۰۔ ۶ کک رپورٹس ۴۵ الف۔ ۸ ایضاً ۱۶۸۔ ب۔ ۱۲ انگلش رپورٹس ۲۴ ہوبارڈ رپورٹس ۱۵۹۔ جنکس سنٹ ۲ مقدمہ ۱۵۔ سینٹ ۳ مقدمہ ۲ اور ۴۶۔ اور سنٹ ۸ مقدمہ ۲۹۔

[3] جنکس سنٹ ۱۔ مقدمہ ۳۰۔ ۵ کک رپورٹس ۶۱ الف "مقولات بروم" Broom's Maxims. طبع ہفتم ۲۵۹۔

[4] "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۶ سطر ۹ جنکس بر پانڈکٹس فقرہ ۴۔ ۳ دفعہ ۱۲۶۔ ڈکریٹیل از سکسٹس Sext. Decretal. کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. صفحہ ۱۳۔ ڈاکٹر و طالب علم Doctor and Student, مکالمہ ۱ باب ۲۶۔ اور دیکھئیے دفعہ ۲۳۶۔

[5] دیکھئیے "مقولات بروم"۔

تو اس سے تمام قوانین عملاً بیکار ثابت ہوں گے۔ اگر قانون کے سامنے صرف
وہی لوگ جواب دہ قرار دیے جائیں۔ جن کے متعلق ثابت ہو کہ وہ قانون
سے واقف تھے۔ تو نہ صرف لاعلمی کا عذر خصوصاً فوجداری مقدمات میں
ہمیشہ کیا جائے گا۔ بلکہ قدرتی طور پر لوگ قانون سے واقف ہونے سے
گریز بھی کریں گے۔ کیونکہ واقفیت کے نتائج اتنے خطرناک ہوں گے۔

دفعہ ۴۶: لیکن اگر مصنوعی قیاسات کے فائدے ہیں۔ تو اسی طرح
ان سے نقصانات بھی۔ ایام جہالت میں یا راشی حکامان عدالت کے
ہاتھ میں یہ بہت ہی خطرناک ہتھیار ہوتے ہیں۔ اور بہترین زمانے میں
اور بہترین حاکمان عدالت کے ذریعے سے بھی ان کا استعمال دانشمندی
۳۲ صـ کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے بعض بہت ہی خلاف عقل اور مضر
قیاسات رومی فقہا[۱] کی تصانیف اور عصر جدید کے فرانسیسی[۲] قوانین میں
بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اس ملک میں بھی دادرسی کے بہانے سے ججوں
نے اراکین جوری کو اگر حکم نہیں تو مشورہ دیا ہے کہ بدترین خرافات کا قیاس
کرلیں[۳]۔ قانون موضوعہ ۲۱ جیمس اول باب ۲۷۔ میں ایک نہایت ہی
معروف اور نہایت ہی سخت اور ظالمانہ قیاس کی مثال پائی جاتی ہے
اس کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ ہر عورت کے متعلق جس نے کوئی غیر
صحیح النسب بچہ جنا ہو۔ اور جو ڈبونے یا چھپا کر گاڑ دینے یا کسی اور طریقے
سے اس کی موت کو چھپانے کی کوشش کرے۔ اور اس وجہ سے یہ نہ

۱۔ دیکھئے Syntagma Juris Civilis از اسٹرویس Struvius. مطبوعہ مُلر Muller
شرح نمبر ۲۰۔ دفعہ ۱۸۔ نوٹ 5. بارٹولس Bartolus کہتے ہیں کہ "میں یہی کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ہمسایے
کے مکان میں جہاں ایک خوبصورت عورت ہو پکڑا جائے تو یقینی طور پر وہ زانی ثابت ہوتا ہے"۔ دائجسٹ
ناول Novel (فرمان) ۱۱۷ ب حصۂ دوم شرح۔
۲۔ کتاب "شہادت" از ہانیے۔ دفعہ ۲۵۷۔ اور بعد طبع دوم۔
۳۔ دیکھئے نیچے دفعہ ۴۷۹۔

ظاہر ہو کہ آیا وہ زندہ پیدا ہوا تھا یا مردہ تو قیاس کر لیا جائے گا کہ اس نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ثابت کر سکے کہ بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ یہ ظالمانہ قانون جو ہنری دوم شاہ فرانس کے ۱۵۵۶ء کے ایک فرمان[1] کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ اور جس کا اصول بعض دوسرے ممالک[2] کے قوانین میں بھی پایا جاتا ہے۔ ۱۸۰۳ء میں ۴۳ جارج سوم باب ۵۸ دفعہ ۳ کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اسی طرح ملزموں کے اقبال[3] اور عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے فرار کی کوششوں کو جو پہلے قطعی اثر دیا جاتا تھا[4]۔ ایسے خلاف عقل قیاسات کی دوسری بہت ہی معروف مثالیں ہیں۔

دفعہ ۴۷: مضمون کے اس حصے سے متعلق بعض اخراجی قواعد ہیں۔

جن کی قطعی ضرورت سے انکار کے لیے بہت بے باکی چاہئے۔ ہمارا مطلب ان صورتوں سے ہے۔ جن میں شہادت اس لیے ناقابل ادخال ٹھہرائی جاتی ہے کہ اس کے پیش ہونے سے بیکار کی تکلیف خرچ اور تاخیر ہوتی ہے[5] تکلیف اور صرف کی مثال ذیل کے مسئلے سے دی گئی ہے[6]۔ کوڑے کے ٹھیلے کو ایک ایسے مقام (ٹولی چوکی کی سڑک) پر کھڑا کرنے کی وجہ سے جہاں اس کو کھڑا

[1] "قوانین دیوانی" از ڈوما۔ حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ اور مقدمہ نوٹ۔ الف۔ اور ایضاً دفعہ ۴ و دفعہ (۲) نوٹ ب۔

[2] شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۱۹۸۔

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۵۵۴۔

[4] دیکھئے نیچے دفعہ ۴۶۵۔

[5] عدالتی شہادت از بنتھم۔ جس میں مصنوعی نظامات شہادت پر باقبال خود حملہ کیا گیا ہے۔ تسلیم کرتی ہے کہ نہایت ہی جائز و مناسب شہادت بھی ان وجوہات کی بنا پر ناقابل ادخال قرار دی جا سکتی ہے۔ گو اس میں ناانصافی کا خوف بھی کیوں نہ ہو۔ دیکھو جلد ا صفحہ ۳۱۔ جلد ۴ صفحہ ۱۱۵۔ اور کتاب ۹ حصۂ دوم۔ ابواب ا تا ۴۔

[6] عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۴۷۹۔۔۔ ۴۸۰۔ جلد ۴۔

نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ٹی ٹی پس پانچ شلنگ جرمانے کا مستوجب ہوتا ہے۔
اس واقعے کو سمپرونیئس کے سوا کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ اور بحیثیت مصنف
ص۳۳ سمپرونیئس روزی کمانے کے لیے جزائر شرق الہند چلا گیا ہے۔ ٹی ٹی پس
کو اس جرمانے سے بچانے کے امکان کی بنا پر کیا سمپرونیس کو مجبور کرنا چاہئے
(اگر وہ مجبور کیا جا سکتا ہو) کہ ان جزایر سے واپس آجائے۔ سمپرونیس کو یہ
تکلیف دینے کا کون خیال کرے گا؟ اور کون سمپرونیس یا کسی دوسرے پر
ان اخراجات کے عاید کرنے کا خیال کرے گا"؟ اور گو ہر فریق مقدمہ کو
اپنے مقدمے کی تائید میں شہادت پیش کرنے کی کامل آزادی دینی چاہئے۔
کیونکہ "شہادت پیش کرنے کی قابلیت پر کوئی بندش نہیں ہوتی
ہے"[1] لیکن اس آزادی کا ایسا برا استعمال ہو سکتا ہے کہ اس سے عدل گستری ہی ناممکن ہو سکتی
ہے۔ اور اسی لئے اس آزادی کو مناسب حدود میں رکھنے کا اختیار تمام عدالتوں کو اپنے
فرائض کی مناسب انجام دہی کے لیے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ قانونی دستاویزات سے
حشو زاید کے حذف کر دینے یا پلینڈنگس میں طوالت کو کم کرنے کا اختیار۔" قانونی کارروائیوں میں
کسی قسم کی طوالت کو سبھی مذموم سمجھتے ہیں[2]۔ فرض کیجئے کہ کوئی شخص جس پر قرضے کی یا بہت ہی
معمولی اور خفیف خلاف قانون فعل کی نالش کی گئی ہو۔ یہ ادعا کرے کہ
اس کو اپنی جوابدہی کے لیے سیکڑوں گواہوں کی جو دنیا کے بہت ہی
دور دراز اور مختلف مقامات میں رہتے ہیں۔ شہادت کی ضرورت ہے۔ تو
عدالت یقیناً مجبور نہیں ہے کہ اس کے قول پر۔ یا اس کے صداقت کے لیے
حلف پر۔ یا اس قول کی نیک نیتی پر بھی اعتبار کرے۔ اسی لیے انگلستان
کے عدالتی ضابطے کی رو سے گواہوں کے اظہار کے لیے کوئی کمیشن یا حکمنامہ
جاری نہ ہوگا۔ یا فریق درخواست گزار پر قیود عاید کئے جائیں گے۔ اگر جج اپنی
دانست میں تصور کریں کہ درخواست کمیشن وغیرہ تکلیف پہنچانے یا تاخیر کرانے

---

[1] ۱۴ انسٹی ٹیوٹ ۹ ۔ ۲۷ ۔ نیز دیکھئے مجموعۂ قانون روما ۔ کتاب ۱ عنوان ۵ سطر ۱۲ ۔ آخر میں ۔

[2] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۱۰۷ ۔ ۲۳۲ ۔ ۱۱ مجموعۂ قانون روما ۳۴ ۔

یا کسی اور نامناسب و ناروا نیت سے کی گئی ہے۔[۱] اسی لیے ہر عدالت کو اختیار دیا گیا ہے۔ (جس کا استعمال بلاشبہ احتیاط سے ہونا چاہیئے) کہ ان اغراض کے تحت جو شہادت پیش کی جائے اس کی سماعت سے انکار کرے۔[۲] ڈائجسٹ (Digest) میں مرقوم ہے کہ " اگرچہ بعض قوانین کی رو سے گواہوں کی تعداد مقرر کرنے میں فیاضی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن اصولاً اس اختیار کو معقول و کافی تعداد میں گواہوں کو طلب کرنے تک محدود رکھنا چاہیئے۔ اور ججوں کو مناسب تعداد ہی میں گواہوں کو طلب کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر محدود اختیارات کے باعث نامناسب طور پر بہت گواہ طلب کئے جائیں۔ اور اہل مقدمہ کو پریشان کیا جائے۔"[۳] تاہم ان تمام صورتوں میں شہادت پیش کردہ دراصل متعلق اور اہم ہو سکتی اور اس کی نامنظوری سے ناانصافی ہو سکتی ہے۔ ۳۱

---

[۱] پیری بنام آیرن۔ ۸ بنگھام Bingham ۱۴۳۔

[۲] بمقدمہ منڈل فنٹن بنام کیبرلج ۸۴ لا ٹائمز ۷۷۔ جہاں اجازت نہیں دی گئی کہ ایک علاقے کے گواہ کو جرح کے لیے طلب کیا جائے۔ تاکہ ایک عورت کو جس نے ایک خاص سالیسیٹر کے خدمات حاصل کیے تھے۔ اسی بناء پر نقصان پہنچائے جائے۔ بمقدمۂ ملک بنام ہینس ۱۹۰۹ء۔ انگلز بنچ ۸۵۲۔ ایک سمن کو منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ نیک نیتی سے متعلق شہادت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ ستانے اور تکلیف دینے کے لیے جاری کرایا گیا تھا۔ رپورٹ آیرستانی فوجداری شاہی مقدمات بابت ۱۸۴۳ء میں مدعی علیہم پر باغیانہ سازش کا الزام تھا۔ باغیانہ افعال میں سے ایک فعل یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آیرستان کے مختلف حصوں میں "مہیب جلسے" منعقد کئے گئے تھے۔ یعنی ایسے جلسے جن میں لاکھوں اشخاص شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مقدمے کو کبھی جوری تک نہ جانے دینے کے لیے مدعی علیہم کو مشورہ دیا گیا کہ یہ دکھلانے کے بہانے سے کہ وہ جلسے باغیانہ نہیں تھے۔ ان جلسوں کے ہر شخص کو بطور گواہ طلب کریں۔ جو بدیہی کا یہ ذلیل طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ لیکن فرض کرو کہ اختیار کیا جاتا تو کیا عدالت اور جوری اجازت دینے پر مجبور ہوتے۔

[۳] "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵ کالم ا۔ فقرہ ۲۔

دفعہ ۴۸ :بعض ممالک کے قانون سازوں سے مذکورۂ بالا جیسے ناشایستہ حرکات کے انسداد کی کوشش میں صریحی بیہودگیاں سرزد ہوئی ہیں ہم اس عمل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جس سے ہر امر نزاعی[۱] کے ثبوت کے لیے گواہوں کی تعداد بلا لحاظ مقدمے کی نوعیت۔ گواہوں کی راست بازی۔ ان کی شہادت کی کمیت یا ان کی گواہی دینے کے طریقے کی مقرر کی جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ان کی کسی پہلے سے مقرر کردہ قاعدے کی رو سے تعریف نہیں کی جاسکتی۔

دفعہ ۴۹ ۔ دوسری نمایاں خصوصیت جس سے عدالتی ثبوت ثبوت کے دوسرے اقسام سے ممتاز ہے۔ یہ ہے کہ قانون ساز کو جو ثبوت کے قاعدے وضع کرتا ہے۔ ہر مقدمے میں متنازع فریقین سے آگے دیکھنا۔ اور معاشرے پر عدالتی فیصلہ جات کے اثرات کا اندازہ لگانا ہوتا ہے۔ کیونکہ جو خرابیاں قانون کے قابل مذمت سکوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اتنی بڑی نہیں ہوتی ہیں۔ جتنی کہ وہ جو اس کے غلط عمل سے وجود میں آتی ہیں۔ مثلاً کسی معصوم شخص کو کسی فرضی جرم کا مجرم ٹھیرانا اور سزا دینا۔ اور کسی مجرم کا چھوٹ جانا۔ دونوں فلسفیانہ نقطۂ نظر سے غلط فہمیوں کی صرف قسمیں ہیں جو مساوی طور پر صداقت سے دور ہیں۔ لیکن تھوڑے سے غور و فکر سے

---

[۱] ۔ ''عدالتی شہادت'' از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۱۲۰۔ ''قوانین دیوانی'' از ڈوما۔ حصۂ اول۔ کتاب ۳۔ عنوان ۶ دفعہ ۳ ذیلی دفعہ ۱۲۔ نوٹ (C) آخری حصہ۔ ''اصول قانون کلیسائی'' از ڈیوٹس۔ کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۹۔ کلیسائی فرامین۔ گریگوری نہم۔ کتاب ۲۔ عنوان (۲۰) باب ۲۷۔ ''کسی ایک واقعے یا سوال کے لیے اسپین کے قانون کی رو سے ۴ گواہ اور فرنچ قانون کی رو سے دس گواہ بلائے جاسکتے تھے۔ کیا یہ دونوں قوانین صحیح ہیں۔ پھر تو ایک فرانسیسی گواہ تین ہسپانوی گواہوں کے برابر ہوا۔'' دیکھیے بنتھم حوالۂ مذکورہ میں۔

ظاہر ہوگا کہ بلحاظ نتائج کے اول الذکر بہت زیادہ بڑا شر ہے۔ اور ہر ملک اور ہر زمانے کے قانون سازوں اور مقننوں نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے ۔۔ چاہے عملاً اس کی کتنی ہی خلاف ورزی ہوتی ہو ۔۔ کہ اگرچہ جرم کی سزا دینے اور معصومی کی حفاظت کا عدل گستری میں عام طور پر مساوی لحاظ ضروری ہے لیکن آخر الذکر ہی کا قانون کو پہلے خیال کرنا چاہئے۔ اور اسی لیے شبہے کی صورتوں میں مجرم کو چھوڑ دینا سزا دینے سے زیادہ محتاط طریقۂ عمل ہے۔ یہ قابل ذکر امر ہے کہ اگرچہ اس اصول کو رومی و کلیسائی فقہا نے پوری طرح تسلیم کیا تھا۔ لیکن انھوں نے اس کو ان صورتوں ہی میں جن میں معصومی
کی حفاظت زیادہ درکار ہوتی ہے۔ الٹ دیا تھا۔ اور ان کا یہ مقولہ کہ:- ص ۳۵
''سنگین معاملات میں خفیف قیاس کافی ہیں اور جج کو قانون کی سختی سے پابندی لازمی نہیں[1]'' اس کے واضعوں کی وحشت وضعیف العقلی کی زندہ یادگار رہے گا۔ اور نہ یہ ازمنۂ ماضیہ ہی کے تصورات ہیں۔ کلیسائی قانون کی ایک جدید کتاب میں ذیل کا فقرہ موجود ہے۔ ''قیاسات دیوانی مقدمات میں فوجداری مقدمات سے زیادہ کارآمد ہوتے ہیں۔ موخر الذکر میں محض رائے پر چاہے وہ کیسی ہی قوی ہو کسی شخص کو مجرم نہیں قرار دینا چاہئے۔ مگر الحاد کی شکل مستثنیٰ ہے۔ اس میں محض رائے پر ملزم کو مجرم قرار دیدیا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ ہر شبہے کو دور کرنے میں کامیاب ہو[2]'' انگریزی قانون اکثر دوسرے ممالک کے قوانین کی بہ نسبت سمت مخالف میں بڑی دور جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ اصول قرار دیدیا ہے کہ بہت سے مجرموں کا بچ جانا ایک معصوم شخص

[1] Beccaria, Dei delitti delle pene دفعہ ۸۔ نوٹ۔ نیز ''ثبوت قطعی'' از باسکارڈس ۱۳۹۲۔ نوٹ ۱۳۔ ''تعزیرات اسکاٹ لینڈ'' مصنفۂ برنٹ Burnett's Crim. Law of Scotland. صفحہ ۶۱۲

[2] اصول کلیسائی از ڈیوش جلد ۲ صفحہ ۱۱۲۔ پیارس ۱۸۵۲ء شعبہ اعلیٰ۔

کے سزا پانے سے بہتر ہے[1]۔ اس کا ایک مفید ثمر یہ ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں مبینہ مجرموں کے خلاف خالص آزاد شہادت اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جتنی کہ انگلستان میں۔ کیونکہ تمام لوگوں کو یہ یقین ہے کہ اگر مبینہ مجرم دراصل معصوم ہے تو قانون اس کی احتیاط کرے گا کہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ لیکن جن اصولوں پر یہ شریفانہ و مصلحت آمیز اصول مبنی ہے۔ عام طور پر سمجھے نہیں گئے ہیں۔ اس کا بہترین ثبوت اس واقعے سے ملتا ہے کہ مشہور ڈاکٹر پالی (Docter Palcy) نے اپنی کتاب "اخلاقی و سیاسی فلسفہ" Moral and Political Philsophy, (کتاب ۶ باب ۹) میں اس پر باضابطہ حملہ کر دیا ہے۔ اور اس کو ایک عامیانہ مقولہ قرار دیا ہے جس کے قابل لحاظ اثر سے بہت سے ملزم غیر منصفانہ طور پر چھوٹ جاتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ "جب فصل خصومات کے لیے بعض قواعد پر عمل کرنا۔ اور اعتبار کے بعض درجات کو قبول کرنا ہے تاکہ ان جرائم کا انسداد ہو۔ جن سے عوام کو ضرر پہنچتا رہتا ہے۔ تو عدالتوں کو خطرے کے ہر شبہے یا معصوم کو مجرم سے مخلوط کر دینے کے محض امکان پر ان قواعد کے اطلاق سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ بلکہ ان کو یوں سمجھنا چاہئے کہ جو شخص ایک غلط فیصلے کی وجہ سے مرتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے لیے مرتا ہے" ظاہر ہے کہ اس مہلک و بیرحمانہ استدلال کے مغالطے کو ظاہر کر دینا مشکل نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مدنی زندگی کا امن واضعین تعزیری قوانین کا مقصد اول ہے۔ اور یہ کہ اس امن کی حفاظت زیادہ تر سزا کے خوف سے کی جاتی ہے۔ لیکن یہ ایسی سزا کا خوف ہوتا ہے جو جرم کا نتیجہ ہو۔ نہ کہ ایسی سزا کا جو بلا کسی فرق کے سب کو ملے۔ چاہے ارتکاب جرم کی بنا پر وہ اس کے مستوجب ہوں یا نہ ہوں۔ جب کوئی مجرم بچ جاتا ہے تو قانون صرف اپنے ارادے میں ناکام رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی معصوم شخص اس کی بھینٹ چڑھتا ہے۔ تو قانون انھیں اشخاص کو

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل .2 Hale, P.C جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔ شرح ہدایات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸

ضرر پہنچاتا ہے جن کی وہ حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ اور اسی امن کو برباد کرتا ہے۔ جس کو قایم رکھنا اس کا مقصد تھا۔ یہی سب کچھ نہیں اور نہ اس قربانی کے یہ بدترین نتائج ہیں۔ کیونکہ یہ سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے کہ معصوم آدمی پر ظلم وستم ہی غلط فیصلے کے برُے نتائج ہیں۔ عادل گستری پر اعتماد لازمی طور پر کھوکلا ہو جاتا ہے۔ جب لوگ سوچتے ہیں اور صحیح سوچتے ہیں کہ ہر شخص جس کو وہ مستوجب سزا قرار دیا ہوا دیکھتے ہیں۔ حد درجہ بدقسمت ہے۔ قطعاً مجرم نہیں۔ اور اس کی تکلیفیں ایک فرضی مصلحت کی قربانیوں کے لیے پہنچائی جا رہی ہیں۔ تو ایسے نظام کے تحت بہت ہی کم اشخاص جرائم کے خلاف استغاثہ پیش کریں گے۔ اور اور بھی کم اشخاص ملزموں یا ان اشخاص کے خلاف جن پر ارتکاب جرم کا شبہ ہو۔ از خود شہادت دینا پسند کریں گے قانون اپنی مہیب سطوت کے ساتھ سخت سے سخت سزائیں سناتا اور خونیں اور ظالمانہ اصولوں پر عمل کرتا ہوا بیٹھا تو رہے گا۔ لیکن عدم ثبوت اور سماج کے عدم تعاون کی وجہ سے یہ سزائیں بہت جلد حرف غلط ہو جائنگی ایک سپاہی کی شہادت میں جو اپنے ملک کی مدافعت کرتے ہوئے مرا ہو۔ اور ایک معصوم شخص کی قربانی میں جس کی گردن انصاف کا نام لے کر قصداً ماری گئی ہو۔ مشابہت دیکھنے تخیل کی نہایت ہی قوی طاقتیں درکار ہیں۔ ایک عزت سے مرتا ہے۔ اس کی یاد عزیز رہتی ہے۔ اس کے بیوی بچوں کو غالباً وظیفہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے دوسرے کو یہ حسرت اطمینان بھی حاصل نہیں ہوتا کہ لوگوں نے اس پر رحم کھایا۔ وہ عوام کی نظروں میں اپنے کو ذلیل پاتا۔ اور اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا دیکھتا ہے۔ اور وہ اپنے پیچھے ایک ایسا نام چھوڑتا ہے جس سے وحشت و نفرت کے سوائے کوئی اور جذبہ پیدا نہیں ہوتا یہاں تک شاید مرور زمانہ سے اس کی معصومی ظاہر ہو جائے جس سے صرف یہی ہوتا ہے کہ قوم کے صحیح الدماغ اشخاص میں اپنی غیر محفوظ حالت کی وجہ سے خوف و بیزاری پیدا ہو جاتی
ہے۔ سر سیمول رومِلی Sir Samuel Romilly نے اپنی کتاب "تعزیرات انگلستان ۲۰

کے مشاہدات وغیرہ" Observation on the Criminal Law of England etc. میں — جہاں سے اوپر کے بعض اقوال لیے گئے ہیں۔ زور سے پوچھا ہے، کہ "کیا اس نہایت ہی بے باک مجرموں کے بچ جانے سے سماج کو اتنا نقصان پہنچا جتنا کہ کیالے (Calas) ڈانگ لیڈ (d'Anglade,) یالی برون (LeBrun) کو سولی دینے سے پہنچا" یہ تین مشہور مقدمات ہیں جو فرانس میں گزرے ہیں۔ اور جن سے وہ خوفناک حالت ظاہر ہوتی ہے۔ جو اس ملک میں نظام حکومت قدیم کے تحت عدل گستری کی ہو گئی تھی۔ لیکن ایک اور شر کا جس کی طرف ڈاکٹر پالی کی نظر گئی ہی نہیں۔ ذکر کرنا ابھی باقی ہے۔ سر سیمول رومِلی کہتے ہیں کہ "کیالے کے جیسے مقدمے بھی گزرے ہیں۔ جن میں قوانین کو ایک شخص کی قربانی دی گئی تھی۔ حالانکہ قوانین کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی تھی۔ اور جہاں عدالتوں سے دوگونہ غلطی ہوئی تھی کہ انھوں نے جرم کو فرض کر لیا حالانکہ کوئی جرم سرزد نہیں ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو مجرم قرار دے دیا۔ دراں حالیکہ کوئی مجرم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ مگر عدالتی غلطیوں کی بہت ہی بڑی، اور اسی لیے بہت ہی شاذ مثالیں ہیں۔ اکثر صورتوں میں وقوع جرم یقینی ہوتا ہے۔ صرف مجرم کی دریافت تحقیق طلب رہتی ہے۔ ایسی ہر صورت میں اگر غلط فیصلہ سنایا جائے تو اس سے دو شر پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی مجرم کا بچ جانا اور معصوم شخص کا سزا پانا۔ شاید اس مجمع میں جو سولی کے جلوس میں مجرم کو حیرت سے تکنے جمع ہے۔ اصل قاتل بھی کہیں موجود ہے۔ اور اگر وہ اس بدبخت کی بدنصیبی پر غور کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی قانون کی کمزوری پر بھی حقارت سے ہنستا۔ اپنے جرم پر اور زیادہ مضبوط ہو جاتا۔ اور اپنے خطرناک پیشے پر اس کو اور زیادہ اعتماد حاصل ہو جاتا ہے"[1]

نیز ہر ملک کے قوانین میں بہت سی ایسی شہادت نامنظور کی جاتی

---

[1] شناخت کی شہادت پر مزید معلومات کے لیے دیکھئے نیچے۔ دفعہ ۱۷۰۔

ہے جو اگرچہ متعلق بلکہ قطعی بھی ہوتی ہے لیکن جس کی منظوری سے نہایت ہی اہم امور جن کا اخفا مصلحت عامہ اور نظم معاشرت کے لیے ضروری ہوتا ہے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مملکت کے راز پیشے کی اعتمادی اطلاعات[1] وغیرہ۔

دفعہ ۵۰: قانونی و تاریخی شہادت میں ایک دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ ان کی سچ کی ضمانتیں جدا جدا ہیں۔ اور ان میں خطرات اور فریب کے ماخذ مختلف۔ آیندہ نسلوں اور ازمنۂ مستقبلہ کو اکثر ایک ایسی عدالت کہا جاتا ہے۔ کہ جس کے روبرو حال کے فیصلہ جات سے مرافعہ کیا جاتا ہے۔ اور بطور استعارے کے ایسا کہنا نامناسب نہیں ہے۔ لیکن استعارات کو واقعات نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ آیندہ نسلوں کی عدالت باقی تمام عدالتوں سے بہت ہی مختلف ہوتی ہے۔ اس کے عدالتی و تحقیقاتی دونوں اختیار سماعت غیر محدود ہیں۔ اس کا اجلاس ہمیشہ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ تحقیقات میں مصروف اور فیصلے کرتی ہے۔ اس پر کوئی میعاد عارض نہیں کسی امر مانع تقریر مخالف کی وہ پابند نہیں۔ اور نہ وہ کسی اقتدار کے روبرو جواب دہ ہے۔ ماضی کی روایتوں اور تاریخوں کی جو مرور زمانہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ سچائی کی ضمانتیں یہ ہیں کہ ان کا کئی ماخذوں سے پتا چلتا ہے۔ ان اشخاص کی تعداد بہت ہوتی ہے جنھیں ان کو فراموشی اور خرابی سے محفوظ رکھنے میں دلچسپی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حالات کے مستقل نتائج موجود ہوتے ہیں۔ جو روضوں۔ مقبروں۔ اور مادی شہادت[2] کی دوسری شکلوں میں

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۵۸۶۔۵۸۷۔

[2] ذیل کا فقرہ اخبار "اگزامنر" **Examiner** کے ایک تبصرہ سے لیا گیا ہے۔ جو لینگ کی کتاب "قدیم اسکاٹی مہروں کے نقوش کی مفصل فہرست" **Laing's 'Descriptive Catalogue of Impression from Antient Scottish seals** پر ۲۰ دسمبر ۱۸۵۰ء کو کیا گیا تھا۔
"مہریں اور سکے یادداشتوں سے بھری ہوئی تھلیں تصور کی جا سکتی ہیں۔ جن کو سابقہ ملاحوں نے

صـــ ۳۸ ظاہر ہوتے اور باقی رہتے ہیں۔ نیز روایات۔ رسومات وغیرہ بھی یادگار رہتے ہیں۔ اور آخر میں یہ امر بھی کہ اصل اشخاص جن پر یہ واقعات گزرے چونکہ فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے شاذونادر ہی انھیں اپنے نظریوں کو تقویت یا اپنے عمل کے جواز کے لیے جعلی شہادت بنانے کا موقع یا دلچسپی باقی رہتی ہے لیکن صحیح معنی میں کسی عدالتی حاکم کے روبرو کسی قانونی تحقیقات میں یہ سب کچھ الٹ جاتا ہے۔ جج یا جوری کو جیسی بھی صورت ہو پیش شدہ شہادت پر ہمیشہ کے لیے تصفیہ کرنا ہوتا ہے۔ واقعات ـــــ نزاع کے واقعات متعلقہ بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان میں دلچسپی تو اور بھی کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ اور فریقین جنھیں صداقت بہترین طریقے پر معلوم ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں۔ ان کا مفاد زیر تصفیہ ہوتا ہے جس سے انھیں غلط بیانی کی قوی ترین ترغیب ہوتی ہے۔ اسی لیے ظاہر ہے کہ جب تک اس شہادت کی جو عدالت میں پیش ہوتی ہے۔ صداقت و جامعیت کی خاص ضمانتیں نہ ہوں۔ عدالتی حکام کو نزاعی واقعات کی تحقیق میں غلطی کے وہی خطرات پیش ہوں گے جو مورخ کو ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو غلطیوں سے بچنے کے وہ تحفظات حاصل نہیں ہوں گے جو موخر الذکر کو حاصل ہوتے ہیں ـــــ مختصر یہ کہ عدالتی شہادت پر غور کرتے وقت قانون ساز پر لازم ہے کہ مخصوص خطرات کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سمندر وقت میں بعد کے آنے والوں کے نا مدرسے کے لیے پھینکے ہوں۔ ان کے اکثر قلعے، کارخانے اور مینارے مٹ گئے۔ لیکن بہت دنوں بعد بھی یہ بوتلیں ہمیشہ ملتی رہتی ہیں .... قدیم مصنفوں کے بہت سے تاریک حوالے۔ ایک منقوش جواہر کی صاف شعاع خاص سے روشن ہو گئے ہیں۔ طالب علم کو ان قیمتی پتھروں میں اکثر درس کے درس ملتے ہیں جو شارحوں کی سخت محنت سے لکھی ہوئی شرحوں سے صفائی اور اختصار میں کہیں بہتر ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر ایک سکے سے صحیح راہ پا جاتا ہے۔ حالانکہ علما اور فضلا سے اس کی رہنمائی نہیں ہوئی تھی"۔

مقابلے کے لیے مخصوص تحفظات وضع کرے۔

دفعہ ۱۵: تاریخی و قانونی شہادت کے اس فرق کی توضیح مکسوبی یا بالواسطہ شہادت پر غور کرنے سے کی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی شہادت کی کمزوری کو ہم بتا چکے ہیں[1]۔ اور یہ در اصل ایک ایسی بدیہی چیز ہے۔ جس کو ذہن انسانی فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی مساوی طور پر بدیہی ہے کہ شہادت اپنے ماخذ سے جتنی دور ہوگی اتنی ہی کمزور ہوتی جائے گی۔ اسی لیے سنی سنائی شہادت اتنی ہی زیادہ مشتبہ اور خطرناک ہوتی جائے گی۔ جتنے کہ واسطے زیادہ ہوتے جائیں گے۔ اور وہ ہم تک دوسرے۔ تیسرے۔ چوتھے یا پانچویں واسطے سے پہنچیگی۔ باوجود اس کے زمانۂ قدیم کے حالات کی دریافت میں بغیر اس قسم کی شہادت کی مدد کے ایک قدم اٹھانا بھی ممکن نہیں ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ ان پاک دنیا پاک حالات کی جو سنہ عیسوی کے پہلے سال ظہور پذیر ہوئے۔ صرف زبانی روایت ہی موجود ہوتی تو ایک نسل کی عمر (۳۰) سال قرار دیتے ہوئے۔ ان حالات کی روایت پچھلی صدی کے ابتدا کے لوگوں کو ساٹھویں واسطے کی سنی سنائی شہادت کے ذریعے سے پہنچتی — اور یہ ایسی شہادت ہوتی۔ جس کی کسی عدالت انصاف میں وقعت صحیح طور پر صفر یا اس سے بھی کم سمجھی جاتی۔ اور گو اس واقعے سے کہ ان حالات میں سے اکثر کے بیان کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ صداقت کی ایک بہتر ضمانت حاصل ہوتی۔ تاہم ان دستاویزات کی صحت جن میں یہ واقعات درج ہوئے کم سے کم ایک حد تک زبانی شہادت پر موقوف ہوتی ہے۔ لیکن یہ سمجھنا بڑی غلطی ہے کہ "اس صدی کے واقعات کی جو ہمارے پاس شہادت ہے۔ اس کی حقیقی ثبوتی وقعت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی کہ اس استدلال سے ص ۳۹

---

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۳۔

ظاہر ہوتی ہے۔ اس استدلال میں مغالطہ یہ ہے کہ ہر نسل کو ایک واحد شخص تصور کیا گیا ہے۔ جس سے ان واقعات کی ایک ہی روایت دوسری نسل کو کی گئی ہے۔ حالانکہ صحیح طور پر یہ تصور کرنا چاہئے تھا کہ اس میں متعدد اشخاص ہوتے ہیں جنھیں دریافت صداقت میں دلچسپی ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ مستقل یادگاروں اور افعال انسانی کی تائیدی شہادت کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ ایک جدید مورخ نے اچھی طرح بیان کیا ہے[لہ] تاریخی قیاس جس کے آئینے پر اخلاقی شہادت کی منتشر شعاعیں مرتکز ہوتی ہیں۔ ناقابل انکار ہو سکتا ہے۔ جبکہ متفرق افعال سے قانونی قیاس نہ صرف اصطلاحی طور پر بلکہ فی الحقیقت غیر قطعی ہوتا ہے۔"

دفعہ ۵۲ : اسی لیے کسی تاریخی واقعے کو مکسوبی شہادت سے ثابت کرنے کی کوشش سے نامناسب کارروائی کا قلیل ترین قیاس بھی نہیں پیدا ہوتا ہے سوائے اس صورت کے جب کہ یہ شہادت علانیہ طور پر کسی دوسری شہادت کا بدل ہو جو پیش کی جا سکتی تھی[لہ] لیکن مکسوبی شہادت جو عدالت میں جدید حالات کے ثبوت میں کسی فریق کی جانب سے جس کا علانیہ مقصد اپنے موافق فیصلہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ پیش ہوتی ہے۔ اتنے صاف طریقے پر

لہ "تاریخ دستور انگلستان" مصنفہ ہالم Hallam's Constitutional History of Enland جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ طبع ہفتم۔

لہ گبن نے جو قانون داں نہیں تھے۔ اپنی کتاب "زوال و اختتام سلطنت روما" کی چوتھی جلد کے مقدمے میں اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے ہیں کہ "میں نے ہمیشہ اصل سرچشموں سے مستفید ہونے کی کوشش کی ہے۔ میرے تجسس اور احساس فرض نے مجھے ہمیشہ اصل ماخذوں کے مطالعے پر مجبور کیا ہے۔ اور اگر بعض وقت یہ دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو میں نے احتیاط سے اس منقولی شہادت کا ذکر کر دیا ہے جس کے اعتبار پر کوئی فقرہ یا کوئی واقعہ مجبوراً موقوف رکھا گیا ہے۔"

فریب پر مبنی نظر آتی ہے کہ اکثر اقوام کے قوانین ہیں یا تو اسے ناقابل ادخال ٹھہرایا گیا ہے۔ یا اس کو شبہے کی نظروں سے دیکھا گیا ہے[1]۔ انگریزی قانون اس کو عام طور پر ناقابل ادخال ٹھہراتا ہے لیکن اس قاعدے کو ان صورتوں میں الٹ دیتا ہے۔ جن میں امر ثبوت طلب اسنے عرصے پہلے واقع ہوتا ہے کہ اس کی اصلی شہادت علانیہ طور پر ناقابل حصول ہو جاتی ہے۔ اور اس حد تک یہ واقعہ اپنی ماہیت میں مثل ایک تاریخی واقعے کے ہو جاتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۳: قانونی شہادت کو فلسفیانہ و تاریخی شہادت سے مخلوط کرنے سے عظیم ترین غلط فہمیاں و غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ اس کی مثال سر والٹر رالے (Sir Walter Raleigh) کے ایک بہت ہی مشہور قصے سے دی جا سکتی ہے۔ جب وہ ٹاور (Tower) میں قید۔ اور تاریخ عالم لکھ رہے تھے۔ ان کے دریچے کے نیچے ایک ہنگامہ ہوا۔ اور جب وہ اس کے اصل وجوہات اس کے متعلق متضاد بیانات کی وجہ سے دریافت نہ کر سکے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے منہ سے بے تحاشا نکل گیا کہ ماضی کے حالات پر اعتبار کرنا کتنی بیوقوفی ہے۔ جب کہ ان واقعات کی صداقت دریافت کرنا جو ہمارے ارد گرد ہوتے ہیں۔ اتنا مشکل ہوتا ہے[3]۔ لیکن اس دریافت میں وہ ایک مماثل عدالتی وظیفہ بغیر ان جبری قوتوں کے جو حصول صداقت کے لیے عدالتوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ادا کر رہے تھے۔ اور قید ہونے سے ان کو مزید دشواری بھی درپیش تھی۔ برخلاف اس کے ماضی کے حالات کی تحقیق میں ان کو تاریخی صداقت کی ضمانتوں کے وہ فواید صنہ

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۱۰۸ تا ۱۲۰۔ ۴۹۲۔ ۵۰۵۔

[2] نیچے دفعات ۴۹۲ تا ۵۰۵۔

[3] تاریخ آیرستان مصنفۂ بارو Barrow's History of Ireland. جلد ا صفحات ۲۶،۲۵۔

حاصل تھے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں[1]۔ لیکن کسی جگہ بھی ان دو قسموں کی شہادت کو مخلوط کرنے کے نتایج اتنے ظاہر نہیں ہیں جتنے کہ عدالتی شہادت پر بنتھم کی تصنیف میں۔ بار ثبوت کے قواعد[2] کی ماہیت اور فواید کے متعلق ان کے خیالات سخت غلط تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر امر تنقیح طلب کو جو عدالت میں پیش ہوتا ہے ایک ایسا فلسفیانہ مسئلہ سمجھتے تھے۔ جس کی اصل صداقت کا بہر نہج دریافت کرنا۔ یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے متعلق بہترین قیاس پر کوئی فیصلہ کر دینا عدالت کا فریضہ ہوتا ہے۔ مثلاً ان قوانین کا ذکر کرتے ہوئے جن میں بعض صورتوں میں قانون ایک سے زیادہ گواہ ضروری قرار دیتا ہے وہ کہتے ہیں[3] کہ "ہر شخص خارج کیا جاتا ہے ـــ ہر شخص چاہے وہ کوئی بھی ہو جب تک وہ اپنے ساتھ ایک دوسرے کو نہ لائے۔ یہاں دو قضیے فرض کر لیے جاتے ہیں۔ تمام انسان جھوٹے ہیں اور تمام جج بیوقوف۔ بغیر دوسرے قضیے کو ماننے کے پہلا قضیہ ناکافی ہوگا۔" اس حجت کا غیر منطقی ہونا ایک ہی نظر میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں میں قانون جو کچھ کہتا ہے وہ یہ ہے کہ ـــ گواہ ممکن ہے کہ جھوٹا ہو اور جج ممکن ہے کہ بیوقوف۔ اور وہ خرابی جو ایک کی جھوٹ اور اسی وجہ سے دوسرے کی بیوقوفی سے پیدا ہوتی ہے۔ کسی ایسے فایدے سے جو ان کی متفقہ صداقت و عقلمندی پر مبنی فیصلے سے ہو سکتا ہے۔ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بہبودی عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہم مقدمے کو روک دیتے ہیں۔

دفعہ ۵۴ : انسان ساختہ قانون نے اس شہادت میں جو عدالت ہائے انصاف میں پیش ہوتی ہے۔ صداقت و جامعیت حاصل کرنے کے لیے جبر

---

[1] اوپر دفعات ۵۰ و ۵۱ -

[2] دیکھیے "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۳۶ -

[3] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۴ صفحہ ۵۰۲ - نیز دیکھیے ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ و ۴۶۴ -

تحفظات وضع کئے ہیں۔ وہ جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے۔ مختلف ممالک اور مختلف نظام ہائے قانون میں مختلف ہیں۔ انگریزی قانون جن پر زیادہ بھروسا کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر مثلاً عدالتی کارروائیوں کا شایع کرنا کھلی عدالت میں گواہوں کی جبری حاضری۔ حق جرح وغیرہ کا ذکر ان کی جگہ کیا جائے گا[۱]۔ فی الوقت ہم صرف ان چند تحفظات یا ضمانتوں کی طرف توجہ دلائیں گے جو یا تو اپنی ذاتی وقعت یا مقبولیت عام کی وجہ سے خاص توجہ کی قابل ہیں۔

۱۴۱ **دفعہ ۵۵**: سچ کی ان تین تہدیدات میں جن کا ذکر اس مقدمے کے ابتدائی حصے[۲] میں کردیا گیا ہے۔ اکثر اقوام کے قوانین نے ایک اور کا اضافہ کیا ہے۔ جس کو قانونی یا سیاسی تہدید کہہ سکتے ہیں[۳]۔ اور جس کی رو سے جھوٹی گواہی دینا ایک جرم قابل دست اندازئی انصاف تعزیری ہے۔ اس جرم کی سزا مختلف ازمنہ اور مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ قانون ۵ ایلزبتھ باب ۹ (Eliz. c. 9.) کی رو سے اس کی سزا بیس شلنگ جرمانہ تھی۔ اور جرمانے کی عدم ادائی کی صورت میں پلری[ع] (Pillory) یا چوبیخے کی سزا دی جاتی تھی۔ جس میں حکم ہوتا تھا۔ کہ مرتکب کے دونوں کانوں میں کیلے ٹھوکے جائیں۔ اسی قانون کی رو سے مرتکب مستقبل میں ہمیشہ کے لیے شہادت دینے کے ناقابل کردیا گیا تھا۔ اور آدھا جرمانہ فریق متضرر کو دلایا گیا تھا۔ قانون ۷، ولیم چہارم اور ۱- وکٹوریہ باب ۲۳ کی رو سے چوبیخہ موقوف کردیا گیا۔ اور گواہی دینے کی ناقابلیت کے متعلق عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء (۶ و ۷، وکٹوریہ باب ۸۵) کی رو سے منسوخ ہوئی[۴]۔ اور خود

---

[۱] دیکھئے نیچے دفعہ ۱۰۰ تا ۱۰۷۔

[۲] دیکھئے اوپر دفعات ۱۶۔ اور بعد۔

[۳] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۱۹۰ اور ۲۲۱۔

[ع] پلری لکڑی کا ایک کٹہرا ہوتا تھا جس میں سر اور ہاتھ ڈال کر سر بازار کھڑا کرکے مجرم کو سزا دیتے تھے۔ "مترجم"

[۴] دیکھئے نیچے دفعہ ۲۶۳ الف۔ سنہ ۱۶۷۶ء میں ٹیٹس اوٹس کو کوڑوں وغیرہ کی جو سزا دی گئی اس کے لئے لغت

اصل قانون ۵ الزبیتھ باب ۹ بھی آخر کار قانون دروغ حلفی سلا۱۹۱ئہ (۱ و ۲ جارج پنجم باب ۶۰) کی رو سے منسوخ ہوا۔ اس قانون کا اطلاق اسکاٹ لینڈ یا ایرستان پر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن انگلستان میں دروغ حلفی کا پورا قانون آج کل اسی کی رو سے منضبط ہوتا ہے۔ اس قانون کے دفعہ (۱) کی رو سے اس جرم کی سزا قید سخت۔ ہے جو سات سال سے زیادہ نہیں ہو گی۔ یا قید بامشقت یا بلا مشقت ہے جو دو سال سے زیادہ نہیں ہوگی یا جرمانہ ہے۔ یا دونوں یعنی قید سخت اور قید وجرمانہ بھی۔

اسکاٹ لینڈ میں ۱۵۵۵ء کے قانون باب ۲۲ کی رو سے دروغ حلفی کی سزا منقولہ جائداد کی ضبطی اور زبان میں سوراخ کرنے سے دی جاتی تھی۔ اس میں جج سنگین صورتوں میں کسی اور سزا کا جس کی زیر بحث مقدمے میں ضرورت سمجھی جائے اضافہ کر سکتا تھا۔ ایک اور ناقابلیت آیندہ گواہی دینے کی بھی تھی۔ لیکن ۱۵ وکٹوریہ باب ۲۷ دفعہ (۱) کی رو سے دور کر دی گئی۔ اور زبان میں سوراخ کرنے کے بجائے آج کل حبس دوام یا قید کی سزا دی جاتی ہے[1]۔ سات سال کے حبس دوام کی انتہائی سزا شاذو نادر ہی دی جاتی ہے لیکن ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قومی سوانح عمری" .Dictionary of National Biography میں اس دروغ گو حلفی کی سوانح دیکھیے۔ جلد ۴۱ عنوان اوٹس ٹیٹس" (Oates, Titius)

[1] دیکھیے لغت قانون اسکاٹ لینڈ" مصنفہ بلس .Bell's Dictionary of the Law of Scotland سال۱۸۸۲ء عنوان دروغ حلفی ۱۵۵۵ء کے قانون کے الفاظ یہ ہیں "یہ قانون ہے اور حکم دیتا ہے کہ جو گواہ جھوٹی قسم کھائے یا کسی شخص یا اشخاص کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دیں۔ ان تمام اشخاص کو آیندہ سے سزا دی جائے۔ زبانوں میں سوراخ کرنے اور ان کا تمام سامان بحق ملکۂ معظمہ ضبط کر لینے سے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ آیندہ سے کوئی اعزاز عہدہ یا مرتبہ حاصل کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اور یہ کہ انھیں مزید سزا ججوں کی صوابدید عقل اور جرم کی کیفیت کے لحاظ سے دی جا سکے گی"۔

مشہور مقدمے میں یعنی مقدمۂ ملکہ بنام کاسٹرو یا آرٹن یا سر آر۔ سی۔ ڈی ٹچبورن
Reg. v. Castro, otherwise orton, otherwise Sir R. C. D.
Tichborne, Bart. میں مدعی علیہ کو سات سات سال کے حبس دوام کی دو سزائیں دی گئیں۔ اور حکم دیا گیا کہ دوسری سزا پہلی کے ختم ہونے پر شروع ہو۔ اس مقدمے میں چالان میں دو الزام تھے کہ دو مختلف موقعوں پر ایک ہی مقصد سے دو دفعہ دروغ حلفی سے کام لیا گیا۔ اور اس سزا کے صحیح ہونے کو دارالامرا نے بھی تسلیم کیا۔[۱] ۸۲

دفعہ ۵۶ : سچ کی دوسری ضمانت نہایت قابل لحاظ ہے۔ اور اس کی رو سے ضروری ہے کہ عدالت ہائے انصاف میں شہادت حلفیہ دی جائے۔ کیونکہ اصول ہے کہ "عدالتی کارروائیوں میں گواہی پر اعتبار نہیں کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ حلفی نہ ہو۔[۲] لیکن حلف جیسا کہ ہم جانتے ہیں عدالتوں کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور نہ وہ انسان ساختہ قانون کے وضع کردہ ہیں۔ ان کا استعمال معاشروں کے قیام اور شہروں کے بننے سے پہلے ہوتا تھا۔ اور سیاسی و معاشری زندگی کے اہم ترین افعال کی حفاظت ان کی تہدید سے ہوتی تھی۔" انسانوں کے درمیان

---

[۱] کیاشٹر بنام ملکہ سنہ ۱۸۸۱ء۔ ۶ مقدمات مرافعہ ۲۲۹۔ ۵۰ لا جرنل کوئنس بنچ ۴۹۷۔ 50 L J Q B 497 اس مقدمے کی تاریخ کے لیے جس میں مدعی علیہ نے ٹچبورن جاگیرات پر قابض ہو جانے کی نسبت سے قسم کھائی تھی کہ وہ سر ریچرڈ ٹچبورن ہے "قانون جاگیرات ٹچبورن و ڈوفٹی "The Tichborne & Doughty Estates Act" سنہ ۱۸۸۶ء۔ ۳۷ و ۳۸ وکٹوریہ باب ۸) کا مقدمہ دیکھئے۔ نیز دیکھیے دفعہ ۱۷۵ ب۔ مدعی علیہ پر دروغ حلفی کا مقدمہ بول Bovil میر مجلس کے حکم سے چلایا گیا تھا۔ کیونکہ ایک بے دخلی کے مقدمے میں اس نے گواہی دی تھی کہ وہ جاگیروں کا دعویدار ہے۔

[۲] کروکس رپورٹس عہد چارلس اول صفحہ ۶۴ Croke's Reports. نیز ۳ انسٹی ٹیوٹ ۷۹۔

حلف سے زیادہ کوئی قوی رشتہ نہیں ہے[۱]"۔ اور گو جہالت و اوہام کی وجہ سے اس کا کتنا ہی برا اور الٹا استعمال کیا گیا ہو۔ لیکن ہر زمانے میں یہی پایا گیا ہے کہ انسانوں کے ضمیر پر آیندہ کے عمل کی کفالت یا صداقت بیان کی ضمانت بطور حلف کی بڑی قوی گرفت ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۷: حلف یا قسم مذہبی تہدید کا ایک اطلاق ہے۔ "قسم کھانا خدا کو گواہ کرنا ہے[۲]۔ اور وہ ایک فعل عبادت ہے"۔ وہ انسان کے بیان کی تائید میں خدائے تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے[۳]۔ اور اسی لیے اپنی صحت کے لیے قسم کھانے والے کے کسی خاص مذہبی عقیدے پر موقوف نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ "رومن شہنشاہ نے ایک عدالتی فیصلہ کر دیا تھا کہ قسم کی پابندی کرنی چاہئے کیونکہ وہ مناسب مذہبی رسومات کے ساتھ کھائی جاتی ہے[۴]"۔ اور لارڈ چیف جسٹس ولس Lord Chief Justice Willes نے مقدمۂ امی چند بنام بارکر[۵] (Omichund v. Burker) کے مشہور فیصلے میں اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے ہیں کہ "حلف عیسائیت سے پہلے رائج ہوئے

۱؎ جنک سنٹ جلد ۳ مقدمہ ۵۴

۲؎ ۳ انسٹیٹیوٹ صفحہ ۱۶۵۔ بعض ممالک میں گواہوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ روزہ رکھ کر گواہی دیں دیکھئے ڈیوٹس کی تصنیف مذکورہ کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۲۔ نوٹ ۱۔

۳؎ حلف خدا کو انسان کے کسی بیان کی صداقت کا گواہ بناتا ہے۔ لوگوں کا ایک عدل کل پر یقین اس اعتبار کی بنیاد ہوتا ہے اور یہ ہر ملک اور زمانے میں پایا جاتا ہے۔ فیثاغورث کہتے ہیں کہ خود دنیا نے اپنی تخلیق سے پہلے قسم کھائی تھی۔ جس کو خدائے تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ عزیز رکھے گا۔ اور تخلیق کے بعد اس کی تکمیل کر دے گا۔ یہ کیا ہی اچھی توضیح ہے اور ایسی ہی ہے جیسی کہ فلسفے میں دنیا کی پراز راز ابتدا کے متعلق بعض توضیحات ہیں یعنی خود اس واقعے سے گنجلک جس کی یہ توضیح کرنے چلے تھے"

"کتاب شہادت" از بانئے دفعہ ۲۰۴ طبع دوم۔

۴؎ ڈائجسٹ کتاب ۱۲ عنوان ۲۔ سطر ۵ دفعہ ۱

۵؎ امی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء ولس صفحہ ۵۴۸۔ اور بعد۔ اس مقدمے کی رپورٹ اٹکنسن جلد ۱ صفحہ ۲۵ میں

اس زمانے میں بھی آج کل ہی کے اغراض کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ عہد درجے ران کی عظمت تھی۔ اور وہ اتنے ہی قدیم ہیں۔ جتنی کہ دنیا۔ "حلف اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ خدا کو گواہ بنایا جائے" اور اسی لیے کسی شخص کو حلف اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے خدا پر یقین اور اس عقیدے کے سوا کہ وہ ہم کو ہمارے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دے گا کوئی اور امر ضروری نہیں۔ حلف کی شکلیں مختلف ممالک میں مختلف قوانین۔ مذہب اور ان ممالک کے دساتیر کے لحاظ سے مختلف رہی ہیں۔ لیکن ان سب میں اصلیت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان سب میں جو کچھ ہم کہتے ہیں اس کے سچ ہونے پر خدا کو گواہ کیا جاتا ہے۔"

دفعہ ۵ : قسموں میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ ــــ ان میں سے اکثر میں ایک برگزیدہ قوت کو گواہ رکھنے کے علاوہ قسم کھانے والے کے منہ سے چند خاص یا ضابطہ الفاظ کہلائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے وہ اپنے کو اپنی گواہی جھوٹی ہونے کی صورت میں خدائی انتقام کے حوالے کرتا ہے۔ ایک شکل جو قدیم رومنوں میں رائج تھی۔ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ "مشتری کی قسم کھانے والے قسم کھانے سے پہلے چقماق منہ میں پکڑتے اور یہ الفاظ کہتے تھے۔ "اور اگر میں عمداً جھوٹی گواہی دوں تو مشتری مجھے میرے یہ پتھر پھینکتے ہی میرے ملک کو بغیر نقصان پہنچانے کے جلا وطن کردے"[1] اور پہلے فرانس میں اپنے لیے بد دعا حلف کا ایک جزو ہوتی تھی[2]۔ خود

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اسی پتہ بنام بارکر کے نام کے تحت بھی ملیگی۔

[1] Festus, "de Verbor Signif." کتاب ۱۰ بمقام "Lapidens" اور اس رواج کا سسرو (Cicero) نے بھی اپنے رقعات و مختلفات کتاب ۷ [illegible] Salus gellius [illegible] Noct. Attic کتاب ۱ باب ۲۱ میں۔ نیز دیکھئے گرین لیف کی شہادت دفعہ ۳۲۸۔ طبع شانزدہم۔

[2] کتاب شہادت" از بانٹے دفعہ ۲۳۵ طبع دوم۔

ہمارے قانون میں بعض ممتاز اساتذہ نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسموں میں لازمی طور پر اپنے لیے بد دعا بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ملکۂ کیارولین Queen Caroline کے مقدمے[1] میں لارڈ چیف جسٹس ابٹ Lord Chief Justice Abbott نے دارالامراء کے ایک سوال کا ججوں کی جانب سے جواب ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اپنی حد تک دوسرے ججوں کو اس کا پابند نہ کرتے ہوئے۔ (گو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بھی یہی جذبات ہیں) میری رائے میں جب گواہ کہتا ہے کہ قسم سے وہ اپنے ضمیر کو پابند سمجھتا ہے تو دراصل وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قسم کھانے سے اس نے خدا کو شاہد کیا ہے کہ جو کچھ وہ کہے گا سچ ہو گا۔ اور یہ کہ وہ خدائی انتقام اور لعنت کو اپنے سر پر کھینچ لیتا ہے۔ اگر قسم کھانے کے بعد جو کچھ وہ کہے جھوٹ ہو"۔ مقدمۂ ملک بنام وائٹ[2] Rex v. White میں بھی عدالت نے کہا کہ "قسم ایک مذہبی اقرار ہے جس کی رو سے کوئی شخص اگر وہ سچ نہ بولے تو خدا کے رحم کو ترک کرتا اور خدائی انتقام کی بد دعا کرتا ہے" ص ۴۴
لیکن بد دعا قسم کی اہمیت کا کوئی جزو نہیں ہے۔ بلکہ اس پر محض ایک ایسا اضافہ جس کی واجبیت قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے توجہ قسم کے رسومات کے صحیح معنوں سے ہٹ جاتی۔ اور اس کی محض ظاہری ادائگی تک محدود ہو جاتی ہے۔ پونڈارف[3] کہتے ہیں کہ "قسم ایک مذہبی اقرار ہے"

---

[1] براڈریپ و بنگھام رپورٹس جلد ۲ صفحہ ۲۸۵۔

[2] لیچ کامن لا جلد ۱ صفحہ ۴۳۰۔

[3] "قانون قدرت و اجانب" کتاب ۴ باب ۲ دفعہ ۲۔ "قسم ایک مقدس وجہ سے ہے جس سے اگر ہم سچ نہ بولیں تو خدا کے رحم کو ترک کرتے اور خدا کی سزا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ میں قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہی ان کے معنی ہیں۔ اس پر خدا میری مدد کرے۔ خدا میرا گواہ ہے خدا مجھے محفوظ رکھے وغیرہ جملوں پر غور کیجئے سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ کیونکہ جب ایک برتر خدا جسے سزا کا اختیار ہے گواہ بنایا جاتا ہے تو

جس کی روسے اگر ہم سچ نہ بولیں تو خدا کے رحم کو ترک کرتے۔ اور خدائی انتقام کے طالب گار ہوتے ہیں۔ قسم کے یہی معنی ہونا ان الفاظ سے ظاہر ہے جن میں قسمیں اکثر کھائی جاتی ہیں۔ مثلاً "اس پر خدا میری مدد کرے"۔ "خدا میرا گواہ ہے" "خدا مجھ سے انتقام لے" یا ایسے ہی دوسرے الفاظ جن کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ہم ایک برتر ہستی کو گواہ کرتے ہیں۔ جسے ہم کو سزا دینے کا حق ہے۔ تو ہم اپنے اس فعل سے یہ بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کا بدلا لے۔ اور وہ ہستی جو ہر چیز جانتی ہے۔ جرم کی گواہ ہونے کی وجہ سے اس کی منتقم ہوتی ہے۔ نیز خدا کی خوشنودی کا نقصان خود ہی ایک نہایت سخت سزا ہے"۔ ایک جدید کلیسائی قانون داں نے قسم کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "وہ ایک مذہبی اقرار ہے جس میں منتقم حقیقی کو اس امر کا گواہ کیا جاتا ہے جس کا اقرار کیا جاتا یا جو بیان کیا جاتا ہے[1]"۔ اور قانون روما نے صحیح طور پر قرار دیا ہے کہ "قسم کی خلاف ورزی کا کافی منتقم خدا تعالیٰ ہے[2]"۔

دفعہ ۵۹: حلف گو کسی شکل میں ہو۔ اس کے افادے کے متعلق بہت سے شکوک ظاہر کئے گئے ہیں[3]۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ نیک آدمی بغیر کسی قسم کے سچ کہتا۔ اور برا آدمی اس کے وجوب کا مضحکہ اڑاتا ہے۔ اس اعتراض کا حسب ذیل جواب دیا گیا ہے[4]۔ "یہ ماننا چاہئے کہ بہت لوگ بغیر کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس سے حلفیہ جھوٹ کہنے پر سزا دینے کی بھی دعا کی جاتی ہے۔ اور خدا ہی جو سب کچھ جانتا ہے۔ سزا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ گواہ ہوتا ہے نیز اسی معاملے میں جب رحیم خدا کسی شخص کی مدد نہ کرے تو یہی سخت ترین سزا ہے"۔

[1] اصول کلیسائی ازڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۲۳

[2] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱ سطر ۱ د

[3] عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۲ باب ۶۔

[4] سکر بطریق اعظم Archbishop secker, "کتاب واقعات" مصنفۂ رام میں اس کا حوالہ ملے گا۔ دیکھئے صفحات ۲۱۱ و ۲۱۲۔

حلف کے سچ بولیں گے۔ اور بہت زیادہ لوگ قسم کھا کر بھی سچ نہیں کہینگے۔ لیکن عام طور پر انسان درمیانی قسم کے ہوتے ہیں۔ نہ اتنے نیک کہ کسی اہم معاملے میں ان کے محض قول پر اطمینان سے بھروسا کیا جا سکے۔ نہ اتنے بدچلن کہ ایک سنجیدہ مذہبی اقرار کی خلاف ورزی کریں۔ اسی لیے ہم تجربے سے پاتے ہیں کہ بہت سے اشخاص جو نڈری سے جو کچھ میں آئے کہہ ڈالتے ہیں۔ ہرگز یہ سب کچھ قسم کھا کر کہنے کی جرائت نہیں کرتے۔ اور ان دو صورتوں میں یہ لوگ اتنا زیادہ فرق کرتے ہیں۔ کہ دراصل انھیں اتنا زیادہ فرق نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم اس سے اہم ترین تحفظ پر اصرار کرنے کی ضرورت ظاہر ہوجاتی ہے۔ جب ایک مرتبہ انسان اس زبردست ذمہ داری کے تحت آجاتے ہیں۔ اور انجیل کے الفاظ میں "اپنی روحوں کو اس اقرار کا پابند کر لیتے ہیں" (Numb ۳۰-۲) تو یہ امر ان کے جذبات میں سکون پیدا کرتا ہے۔ ان کے تعصبات اور عناد میں توازن قایم کرتا۔ ان کو ان کے اقرار یاد دلاتا رہتا۔ ان سے ان کے بیانات میں بے احتیاطی نہیں ہونے دیتا۔ اور ان سے ہر واقعے کو ٹھیک ٹھیک بیان کراتا ہے۔ اور حالات مقدمہ کے لیے یہ اکثر بہت ہی اہم امور ہوتے ہیں۔ اگر حلف کے مذہبی فعل کا نہایت اہم اثر نہ ہو تو نیک لوگ بھی بہت ہی بے احتیاط ہو سکتے ہیں۔ اور بدوں کو تو اکثر اپنے الفاظ کی پروا بھی نہیں ہوتی۔"

لیکن قسموں کے خلاف بڑے دلایل تو ان کے برے استعمال پر مبنی ہیں۔ ایسا ایک نہایت ہی برا استعمال قسموں کے اثر کو قطعی قرار دینا ہے۔ یہ وہ صورتیں ہیں جن میں قانون کسی شخص سے جس کی جان نہ مال، و آزادی خطرے میں ہو کہتا ہے کہ ان کو بچانے کے لیے اس کو صرف خلاف امر کی قسم کھانا کافی ہے حلف و جنگ کے طریقے میں جو قدیم انگلستان میں

ملہ شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۴۱۔

رائج تھا۔ اور کلیسائی قانون کے ملف[1] میں بعینہٖ یہی ہوتا تھا۔ اسی طرح قانون میں بھی فریقین مقدمہ میں سے ہر ایک دوسرے کو قسم کھانے کو کہہ سکتا تھا۔ ایسی قسم کو "فیصلہ کن" قسم کہتے تھے۔ اس سے فریق ثانی مقدمہ ہارنے کی تہدید کے تحت پابند ہو جاتا تھا کہ یا تو قسم کھائے۔ اور اس صورت میں بغیر کسی مزید دشواری کے فیصلہ اس کی موافقت میں ہو جاتا تھا۔ یا اپنے مخالف کو خود قسم کھانے کہے۔ اور یہ شخص بھی قسم سے انکار کر کے ایسے ہی خطرے میں پڑتا۔ یا قسم کھا کر ایسا ہی فائدہ حاصل کرتا۔ جج کو بھی (یاد رہے کہ وہاں جوری نہیں تھی) مشکوک معاملات کو قسم کے ذریعے سے تصفیہ کرنے کا اختیار تمیزی حاصل تھا۔ ایسی قسم کو "اتمامی قسم" کہتے تھے۔ اور اسے جج فریقین میں سے کسی کو بھی کھلا سکتا تھا[2]۔ ان قسموں کے متعلق خارجہ ممالک کے اکابر علما میں سے ایک عالم اجل نے جسے مقنن کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ جج کا عملی تجربہ بھی حاصل تھا اپنے حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں[3]۔ "میں ججوں کو

[1] اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس کتاب ۲ عنوان ۹ دفعہ ۲۶۔ نوٹ ۳۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۶۸۔

[2] حلف پر دیکھئے۔ ڈائجسٹ کتاب ۱۲ عنوان ۲۔ مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۱۔ "قوانین دیوانی" مصنفہ ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۶۔ "شہادت" مصنفہ پوتھیے۔ وجوبات جلد (۱)۔ حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۴۔ کتاب شہادت مصنفہ بانیئے دفعات ۳۳۸ - ۳۷۸۔ طبع دوم لغت قانونی از کالون۔ لفظ قسم" (Jurmentum "et " jurisjur. Usus") اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس۔ کتاب ۲ عنوان ۹ دفعات ۲۳ و بعد۔

[3] شہادت مصنفہ پوتھیے۔ جلد ۱ دفعہ ۸۳۱۔ سوائے ان صورتوں کے جن میں مدعی علیہ کو حلف وجنگ کی اجازت تھی۔ اور جس کو قانون ضابطۂ دیوانی ۱۸۳۳ء (۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۲) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ انگلستان کے قانون عمومی نے جیسا کہ اچھی طرح معلوم و معروف ہے۔ رومن قانون دانوں کے فیصلہ کن اور اتمامی حلفوں کو ہمیشہ مسترد کیا ہے۔ فرانس میں "فیصلہ کن" قسم کی فوجداری مقدمات میں اجازت نہیں تھی۔ کتاب شہادت مصنفہ بانیئے دفعہ ۴۴۳ طبع دوم۔

مشورہ دوں گا کہ بطور احتیاط ایسی قسمیں دینے میں بخالت کریں۔ کیونکہ ان کی وجہ سے بہت سی دروغ حلفیاں سرزد ہوئی ہیں۔ کسی دیانت دار آدمی کو ایسی چیز کے مطالبے سے رد کرنے کے لیے جو اس کی نہیں ہے۔ یا کسی ذمہ داری کے متعلق جو اس پر واجب ہے نزاع نہ کرنے کے لیے کسی قسم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک بے ایمان آدمی جرم دروغ حلفی کے ارتکاب سے کبھی خائف ہوا ہے۔ اپنے پیشے کی چالیس سال سے زیادہ مدت میں میں نے ایسے حلف کو اکثر ملتوی ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور دو وقت سے زیادہ کا مجھے علم نہیں کہ کوئی شخص حلف کے تقدس کی وجہ سے اپنے پہلے بیان پر اصرار کرنے سے باز رہا ہو[1]۔ سابق میں اس ملک کے نظم مملکت کے ہر حصے میں قسموں کا ایک نظام چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک پونڈ چائے جہاز سے خریدار تک باضابطہ طریقے پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب تک کہ نصف درجن قسمیں کھائی نہ جاتی تھیں[2]۔ اور لوگوں کے مجسٹریٹ کے روبرو جانے اور چھوٹے چھوٹے موقعوں پر از خود قسمیں کھانے سے زیادہ کوئی اور بات معمولی نہیں تھی۔ دورہ کن ججوں کے روبرو ان امور کے متعلق جن کی سماعت کا اختیار نہ ہو قسمیں کھانے کو "قانون اصلاحات قانونی" کی دفعہ ۱۳ کی رو سے ممنوع قرار دیا گیا ملحوظ رکھئے کہ ۵ و ۶ ولیم چہارم باب ۶۲ کا یہ چھوٹا نام قانون انتقالات سنہ ۱۸۹۶ء کی دفعہ ۶ کی رو سے دیا گیا ہے۔ سنہ ۱۸۵۱ء کے قانون نے بہت سی کارروائیوں میں جو غیر عدالتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: دفعہ ۳۶۰ میں وہ لکھتے ہیں کہ ہم تصور کر سکتے ہیں کہ ان مقدمات میں اس کا استعمال اقوام جدید میں کیسے مفقود ہو گیا ہے۔ فرانس میں اور جدید قانون میں دونوں جگہ اتمامی حلف دیوانی مقدمات تک محدود ہے۔ ایضاً دفعہ ۲۰۸ اور ڈینس کی کتاب مذکورۂ بالا۔ کتاب ۳۔ عنوان ۲۔ دفعہ ۲۶۔

[1] نیز نیچے دفعہ ۱۲۶۲ دیکھئے جہاں "جے۔ ایم" (مسٹر جسٹس ملر مرحوم) کے طویل ملازمتی تجربے سے پیدا شدہ یقین کا بھی ایسا ہی ہونا مذکور ہے۔

[2] اخلاقی و سیاسی فلسفہ از پالی۔ کتاب ۳ حصہ اول باب ۱۶۔

نوعیت کے ہوں قسم کے بجائے ذیل کا ایک اعلان مقرر کر دیا ہے[1]۔

"میں الف ب سچائی اور ذمہ داری سے اعلان کرتا ہوں کہ ...... اور یہ کہ میں یہ اہم اعلان ایمان سے اس کو سچ سمجھتے ہوئے اور قانون اعلانات قانونی ۱۸۳۵ء کے احکام کی رو سے کرتا ہوں۔"

اور قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء کی دفعہ (۵) کی رو سے مذکورۂ بالا دفعہ کے ایک حصے کو منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان کر اور قصداً کسی ایسے اعلان میں کوئی بیان دے جو کسی اہم امر میں غلط ہو تو وہ ایک خفیف جرم کا مرتکب اور قید با مشقت یا بلا مشقت کا مستوجب ہوگا۔ جس کی مدت دو سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ یا اس کو جرمانہ یا یہ دونوں سزائیں قید اور جرمانے کی دی جاسکیں گی۔

ایسے ہی جرائم خفیف" دفعات ۵ اور ۲ کی رو سے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ اور دفعہ (۲۰) کی رو سے مذکورہ بالا نمونہ قابل اطلاق قرار دیا گیا ہے۔ سوائے اس صورت کے جس میں کوئی خاص نمونہ مقرر کیا گیا ہو۔ ان "جرائم خفیف" کی چونکہ کوئی سزا صراحۃً مقرر نہیں کی گئی ہے۔ میقاتی عدالت دورہ کنندہ کا جج اپنے غیر محدود اختیار تمیزی سے جرمانہ قید۔ یا دونوں سزائیں دے سکتا ہے۔ برخلاف اس کے دروغ حلفی میں جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جج کا اختیار تمیزی محدود کر دیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۰: شہادت کے سچ ہونے اور فریب اور دروغ حلفی پر روک رکھنے کی ایک اور ضمانت یہ ہے کہ قانون چند معین ضابطے مقرر کر دیتا ہے جن کی پابندی پہلے سے مقررہ شہادت میں ضروری ہوتی ہے۔ ان میں

[1] عہدی قسموں پر دیکھئے قانون حلف عہدی ۱۸۶۸ء (۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۷۲)، اور ارکان پارلیمنٹ و ارکان جوری کے اقرارات صالح کے لیے دیکھئے "قانون حلف" ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریہ باب ۴۶)۔

اہم اور نہایت ہی اہم ضابطہ تحریر ہوتی ہے۔ پائداری اور اعتبار کے کئی لحاظ سے لکھوبی شہادت کی زبانی شہادت پر ترجیح بہت ہی قدیم زمانے سے محسوس کی جا چکی تھی۔ لاطینی مقولہ ہے کہ ـــــ "سنی ہوئی آواز فنا ہو جاتی ہے۔ لکھا ہوا لفظ باقی رہتا ہے" گزرے ہوئے واقعے کا جھوٹا بیان اور دراصل گزرے ہوئے واقعات کے متعلق بھی گواہوں کی ناقص یاد۔ کمزور حافظے اور عمداً دروغ بیانیاں۔ اس پر ان کی موت سے جلد یا دیر شہادت کے اصلی ماخذ کے تلف ہو جانے کا یقین ـــــ یہ تمام وجوہات ثبوت کے کسی بہتر یا کم سے کم زیادہ پائدار طریقے کے مقرر کرنے کی ان امور میں جن میں یہ مقرر کیا جا سکتا ہو۔ دانشمندی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور بنفسہٖ اتنے اہم ہیں کہ اس کے حصول کی دقت اور صرف سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں[۱]۔ قانون عمومی انگلستان میں مصلحۃً قرار دیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ اور بڑی عدالت ہائے انصاف کی کارروائیوں کو اور بعض دوسرے اہم وقیع امور عامہ کو تحریر میں محفوظ رکھنا چاہیے۔ نیز خانگی اشخاص کے درمیان بہت سے افعال بھی دستاویز یا تحریر کے ذریعے سے کئے جانے چاہییں۔ پس کسی جہاز یا اس میں کسی حصے کی بیع یا انتقال کو قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۹۴ء (۵۷ و ۵۸ وکٹوریہ باب ۶۰ دفعہ ۲۴) کی رو سے جس میں منسوخ شدہ قانون جہاز رانی تاجران (۱۷ و ۱۸ وکٹوریہ باب ۱۰۴) کی دفعہ ۵۵ کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ تحریر میں ہونا چاہیے۔ اسی طرح کسی حق تصنیف کی بیع یا انتقال کو بھی[۲] اور قابل اجارہ و قابل توریث جائداد غیر منقولہ کے تین سال سے زیادہ کے لیے اجارے بھی دستاویز کے ذریعے سے ہونا چاہییں[۳]۔ اسی طرح کسی مدیون کا ایسے قرض کو ادا کرنے کا اقرار جس پر تمادی عارض ہو چکی ہو باطل ہے۔ اگر وہ تحریری نہ ہو۔

۱۔ دیکھئے قوانین دیوانی مصنفہ ڈرما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶ - دفعہ (۲) -

۲۔ قانون حق تصنیف ۱۸۴۲ء (۵ و ۶ وکٹوریہ باب ۴۵)

۳۔ قانون جائداد اراضی ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریہ باب ۱۰۶ دفعہ ۳ -

اور اس پر اس فریق کے دستخط نہ ہوں۔ جس پر ذمہ داری عاید ہوتی ہو[1]۔ اور مشہور قانون انسداد فریب (۲۹ چارلس دوم باب ۳) کی رو سے کسی وصی یا مہتمم ترکہ کا اپنی جائداد سے ہرجہ ادا کرنے کا کوئی خاص اقرار۔ یا کسی شخص کا دوسرے شخص کے قرضے۔ اور قرضوں کی عدم ادائی کی جوابدہی کا کوئی خاص اقرار۔ یا کسی شخص کا کوئی اقرار جس کا بدل نکاح ہو۔ یا کسی اراضی۔ یا قابل اجارہ وقابل توریث جائداد غیر منقولہ۔ یا ان میں یا ان سے متعلق کسی حق کا کوئی معاہدہ یا بیع۔ یا کوئی اقرار جس کی تعمیل اس کے کرنے کے ایک سال کے اندر نہیں ہوتی ہے ان سب کو کسی ایسی تحریری یادداشت یا نوٹ کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئے۔ جس پر اس فریق کے دستخط ہوں گے جس پر ان کی ذمہ داری آتی ہو۔ یا کسی دوسرے شخص کے جس کو اس نے جائز طور پر مجاز گردانا ہو[2]۔ اس قانون کی وجہ سے بہت مقدمہ بازی ہوئی ہے (ص ۴۸) اور ایک بڑے قانون داں نے دار العوام کی منتخب کمیٹی کے روبرو کہا ہے کہ یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ اس قانون کے تحت بعض فیصلے نہایت ہی عجیب وغریب ہیں۔ "مثلاً اس فاضل کونسل نے کہا کہ "قانون انسداد فریب منجملہ دوسرے امور کے یہ بھی قرار دیتا ہے کہ نکاح کے کسی اقرار بدل کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جانی چاہئے۔ جب تک کہ یہ اقرار تحریری نہ ہو۔ اس پر دستخط نہ ہوں وغیرہ۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی خلاف ورزی اقرار نکاح کی بنا پر ایک نالش کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اس میں بدل یہ تھا کہ مدعی علیہ کے مدعی سے نکاح کرنے کے اقرار کے بدل میں مدعی نے مدعی علیہ سے نکاح کرنے کا اقرار کیا تھا' اس مقدمے میں یہ اقرار زبانی تھا سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ پارلیمنٹ کے اس قانون کے منشا کے تحت آتا ہے اور عدالت نے فیصلہ کر دیا کہ نہیں آتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نالشات

[1] ۹ جارج چہارم باب ۱۴ دفعہ ۱۔

[2] دفعہ ۴۔

ہوتی رہتی ہیں جن سے عوام وقتاً فوقتاً محفوظ ہوتے رہتے ہیں[1] لیکن ہمیں یہ تبلادینا چاہئیے کہ گو اکثر ابتدائی نظیریں اس امر پر تھیں کہ یہ اقرار اس قانون کے تحت آتا ہے اور اسی لیے اس کا تحریری ہونا ضروری ہے اور یہ فلیاٹ بنام والٹ[2] کا مقدمہ تھا جس میں یہ اعتراض کئے جانے پر کہ اس قانون کا مطلب ان اقراروں سے ہے جو نکاح پر رقم دینے سے متعلق ہوتے ہیں۔ نہ کہ نکاح کرنے کے اقراروں سے۔ قرار دیا گیا کہ "یہ اقرار صاف طور پر قانون کے الفاظ کے تحت آجاتا ہے۔ اور اس کے منشا کے باہر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اقرار یہ ہوتا ہے کہ ایک کے دوسرے سے شادی کرلنے کے بدل کی وجہ سے دوسرا اس سے شادی کریگا۔ اور اسی لیے یہ

[1] دیکھئے شہادت جو مسٹر جوزف براؤن کے سی (Mr. Joseph Brown, K. C.) متوفی نے قوانین پارلیمنٹ پر دارالعوام کی منتخب کمیٹی کے روبرو دی تھی اور جس کی ۱۸۷۵ء میں رپورٹ کی گئی یادداشت ہائے شہادت سوال ۷۰۳۰۔

[2] خصوصاً دیکھئے مقدمۂ ہارسن بنام کیج لارڈ ریمنڈ جلد ۱ صفحہ ۳۸۷۔ جہاں فیصلے کی رپورٹ کے آخر میں جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک عورت خلاف ورزی معاہدۂ نکاح کی بنا پر نالش کرسکتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ "نوٹ۔ نارفوک کے گزشتہ میعادات موسم گرما میں۔ وارڈ۔ لارڈ چیف بیرن نے یہ قرار دیا ہے کہ قانون انسداد فریب (۲۹ چارلس دوم باب ۳) دفعہ (۴) کی رو سے یہ ضروری نہیں کہ ایسا اقرار تحریری ہو۔ اور مسٹر نارتھی (Mr Northey) (کونسل) نے اجلاس پر کہا تھا کہ قانون کا مطلب صرف ان اقرارات سے تھا جو نکاح پر رقوم وجہیز وغیرہ کے دینے کے متعلق ہوتا تھا۔ اور یہ کہ ہولٹ پیر مجلس نے متعدد مرتبہ ایسا قرار دیا ہے۔ اس سے ہولٹ نے انکار نہیں کیا"۔ یہی امر بحث کے بعد مقدمۂ کارک بنام بکر ۱۷۳۰ء۔ اسٹرینج جلد ۱ صفحہ ۳۴ میں بحث کے بعد قرار دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مقدمہ لیونز (Levinz Reports) جلد سوم میں بیان کیا گیا ہے۔ "وہ بعد کی قراردادوں سے منسوخ ہوچکا ہے۔" اور بلر "نیسی پری یس رپورٹس (Buller, Nisc prius Reports) طبع ہفتم صفحہ ۲۸۰ میں بھی یہی قرار دیا گیا ہے۔

[3] فلیاٹ بنام والٹ ۱۶۷۵ء ۲ لیونز ۲۵ منتخب مقدمات۔ اس نام کے تحت فلیاٹ بنام والکٹ اسکز ۳ م ۲۔ از وونڈہام چارلٹن۔ اور لیونز جسٹس۔ نیز دیکھئے کمن ڈائجسٹ "Comyn Digest," نالش

صلہ ۴۹ اقرارِ نکاح بدل کی وجہ سے ہوتا ہے"۔ لیکن اب یہ مستقل قانون سمجھا جاتا ہے۔ اور ایک جدید مستند تصنیف کی رو[1] سے عرصے سے سمجھا جا رہا ہے کہ ایسے اقرارات کا تحریری ہونا ضروری نہیں اور سوائے پارلیمنٹ کے قانون موضوعہ کے دارالامرا تک سے بھی اس قانون کو بدل دینے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور جیسا کہ ہم آگے جلد ہی دیکھیں گے۔ نکاح کرنے کے معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے خود فریقین کی شہادت عرصے تک ناقابل ادخال رہی ہے۔ اور جب ۱۸۶۹ء میں پارلیمنٹ نے اس کو قابل ادخال ٹھیرایا تو اس کی دوسری شہادت سے تائید کو بھی ضروری قرار دیا۔ لیکن بمتابعت اس ترمیم کے قانون یہ ہے کہ اگرچہ دس شلنگ قیمتی سامان کے بیع کے معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے تحریر ضروری ہے۔ مگر نکاح کرنے کا معاہدہ باوجود اس کی خود زوجین اور اشخاص ثالث کے لیے انتہا اہمیت کے زبانی طور پر ہی ثابت کیا جا سکتا ہے —— یہ ایسی حالت ہے جو شاید عوام کے لیے نقصان رساں بھی ہے۔

قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء (۵۶ و ۵۷ وکٹوریہ باب ۷۱) جو مرممہ[3] قانون انسداد فریب

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہرجہ جسے Assumpsit کہتے تھے بصفحہ ۳۔

[1] شہادت بہ دیوانی مقدمات جوری" مصنفہ راسکو Rosco's Nisc Prius Evid. دیکھیے مثلاً صفحہ ۴۹۲۔ طبع ہفدہم از پاول ۱۹۰۶ء جس میں "دیوانی مقدمات جوری" از بلر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور کارک بنام بیکر۔ اسٹرینج جلد ا صفحہ ۳۴۔ اور ہارلیسن بنام کیج لارڈ ریمنڈ رپورٹس جلد ا صفحہ ۳۸۶۔

[2] لنو۔ مگر عرصے سے مانے ہوئے فیصلوں کو منسوخ کرنے میں عدالتوں کے پس و پیش کے لیے دیکھیے نوکس بنام بیر ۱۸۸۸ء مقدمات مرافعہ جلد ۹ صفحہ ۶۰۵۔ اور معاہدات مصنفہ چٹی طبع چہاردہم صفحہ ۳۰۔ اور "ڈائیجسٹ" مولفہ میوس (Mew's Digest) میں عنوان مقدمات فیصل شدہ بھی دیکھیے۔

[3] دفعہ ۱۷۔ (جسے عام نقول میں دفعہ ۱۷ لکھا گیا ہے)۔ قانون ترمیم قانون انسداد فریب ۱۸۲۸ء (۹ جارج چہارم باب ۱۴) جسے عموماً قانون لارڈ ٹنٹرڈن کہتے ہیں کے دفعہ ۷ کی رو سے دس شلنگ مالیتی کے بجائے "دس شلنگ قیمتی" کر دیے گئے ہیں۔

کی دفعہ ۱۶ کو (جسے عام طور پر دفعہ ۱۷ سمجھتے ہیں) منسوخ کر کے از سر نو وضع کرتا ہے کے دفعہ (۴)، کی رو سے الفاظ کی چند غیر اہم تبدیلیوں کے ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ

"دس شلنگ یا زیادہ قیمت کے اشیا کی بیع کا معاہدہ نالش کے ذریعے سے قابل نفاذ نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے کہ خریدار نے اشیائے مبیعہ کا "ایک جزو" قبول اور وصول کر لیا ہو۔ یا معاہدے کو قابل پابندی کرنے کے لیے کچھ بیعانہ دیا ہو۔ یا قیمت کا کچھ حصہ ادا کیا ہو۔ یا سوائے اس کے کہ معاہدے کا کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت لکھی گئی ہو۔ اور اس پر فریق ذمہ دار یا اس کے کارندے کے دستخط ہوں۔"

بہت سی صورتوں میں تحریر کے علاوہ چند اور ضابطے بھی مقرر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً دستاویز میں مہر اور حوالگی[1] بہت اہم ہوتے ہیں۔ اور ہم ابھی دیکھیں[2] گے کہ وصیت نامے کے لیے بہت سے ضوابط مقرر ہیں جن کی سختی سے پابندی ضروری ہے۔ یہ احکام ہمارے قانون ہی کی خصوصیت نہیں ہیں۔ کیونکہ یہود۔ رومن۔ اور اینگلوسیکسن اقوام میں پہلے سے مقررہ شہادت کا اصول رائج تھا۔ اور اسی ضمن میں چند افعال کا بذریعۂ تحریر یا خاص طریقے پر کرنا ضروری[3] قرار دے دیا جاتا ہے۔

قانون انسداد فریب کا جس کی رو سے بہت سے معاہدات کا تحریری اور دستخطی فریق ذمہ دار ہونا ضروری ہے۔ آیرستان اور اسکاٹ لینڈ پر اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ قانون اتحاد بہ اسکاٹ لینڈ ۱۷۰۶ء۔ اور

---

[1] قوانین عمومی مصنفۂ فنچ (Finch : Com Laws) صفحہ ۲۴۔ الف۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۲۲۔

[3] دیکھیے "شہادت" مصنفۂ گرین لیف جہاں کئی قسم کی مثالیں جمع کی گئی ہیں۔ جلد ۱ صفحہ ۲۶۲۔ نوٹ ۳۔ طبع شانزدہم صفحہ ۵۰۸۔ اور فرانسیسی قانون کے لیے کتاب شہادت مصنفۂ بانئے حصۂ دوم کتاب دوم۔ طبع دوم۔

قانونِ اتحاد یہ ایرستان سنہ ۱۸۰۱ء کے پہلے وضع ہوا تھا۔ لیکن ایرستان کی پارلیمنٹ
عہ۵۰ نے قانون ۱۰، ولیم سوم باب ۱۲ وضع کرلیا ہے۔ جو ذیل کے استثناؤں کے سوا
تمام اہم اجزا میں لفظاً بلفظٍ قانون انسداد فریب ہی ہے۔ اور اب تک
ایرستان میں نافذ بھی ہے۔ وہ استثنائیں حسب ذیل ہیں:۔
(۱) پہلی دفعہ جو تین سال یا زیادہ کے اجاروں کو فاسد قرار دیتی تھی
منسوخ کی گئی۔ اور اس کے بجائے قانون زمیندار و کاشت کار (ایرستان)
سنہ ۱۸۶۰ء (۲۳ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۱۵۴) کو نافذ کیا گیا ہے۔ موخر الذکر کی
دفعہ (۴) کی رو سے سال بسال کی مدت سے کم کے پٹے کے لیے دستاویز
یا تحریر ضروری قرار دی گئی ہے۔ اور (۲) دفعہ (۱۳) جو انگریزی قانون
کی دفعہ ۱۷ (یا ۱۶) کے مطابق ہے منسوخ کی گئی ہے۔ اور اس کے بجائے
قانون بیع اشیا سنہ ۱۸۹۳ء کی دفعہ (۴) نافذ کی گئی ہے۔ یہ انگریزی قانون
کل ممالک متحدۂ امریکا میں بھی بہت ہی تھوڑے اختلاف یا استثنیٰ کے ساتھ

لہ۔ دیکھیے گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۲۶۲ "شروحات" مصنفہ کنٹ Kent's Commentaries, طبع دوازدہم از ہومس Holmes جلد ۲ صفحہ ۴۹۴۔ جہاں بعض اختلافات کا نوٹس میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس قانون کا اثر ہمارے (ممالک متحدہ کے) دیوانی علم اصول قانون کے ہر حصے میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ تمام وضع شدہ قوانین میں یہ کئی لحاظ سے نہایت جامع۔ باضابطہ اور اہم قانونی آئین ہے جس سے ہمارے خانگی حقوق کی حفاظت ہوتی ہے اور "جس کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے احکام تمام معاہدات کے مضامین پر حاوی ہوں" برخلاف اس کے مسٹر تھیر نے اپنی بہت ہی مشہور کتاب شہادت سنہ ۱۸۹۸ء میں اس کے متعلق کہا ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۸۰) کہ وہ نہایت ہی جامع۔ لیکن عجیب اور بہت ہی غیر انگریزی قانون سازی یعنی قانون انسداد فریب"۔ اور سنہ ۱۸۵۳ء میں مسٹر ریڈ (Mr Reid), جو بعد میں اٹرنی جنرل اور پھر لارڈ چانسلر ہوئے۔ کے مسودۂ ترمیم قانون انسداد فریب کی دوسری خواندگی بغیر کسی مباحثے کے منظور ہوگئی۔ لیکن بحث کے بعد ۴۴ آرا بہ مقابلۂ ۴۷ آرا ہونے کی وجہ سے اس کو تیسری خواندگی میں ناکامی ہوئی۔ دیکھیے ہانسارڈ جلد ۲۸۲ صفحہ ۸۶۲۔ مسودہ نمبر ۲۰۴۔ بابت سنہ ۱۸۵۳ء۔ اور سالیسٹر جرنل۔ بابت ۱۶ جون سنہ ۱۸۵۳ء مسودے

نافذ ہے۔ نیز تمام انگریزی نو آبادیات میں بھی۔ تمام انگریزی بولنے والے ممالک میں صرف اسکاٹ لینڈ ہی میں یہ قانون یا اس کی کوئی مرمت شکل نافذ نہیں ہے۔ اس کے اثر کے متعلق اُس کی تمہید میں اعلان ہے کہ اس قانون کے وضع کرنے میں مقننہ کا مقصد یہ رہا ہے۔ کہ "بہت سے فریبانہ اعمال کا انسداد ہو۔ جن کو دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی سے جاری رکھنے کی عام طور پر کوشش کی جاتی ہے"۔ ان کے انسداد کے علاوہ اس قانون نے نہایت ہی وافر طریقے پر حافظے کے لازمی نقائص کو پورا کر دیا ہے۔ اور اس کی کوئی ایسی اہم ترمیم جس کی کافی کامیابی کے ساتھ ایک نہایت ہی ذی اثر شخص کی جانب سے ۱۸۸۳ء میں کوشش کی گئی تھی مناسب نہیں معلوم ہوتی۔[1]

دفعہ ۶۱: عام طور پر جب قانون پہلے سے مقرر کردہ شہادت کے ضابطے مقرر کرتا ہے تو ان کی عدم پابندی معاملے کے لیے مہلک ہوتی ہے اور کل معاملہ کالعدم ہو جاتا ہے "ضابطے کی عدم پابندی کارروائیوں کو کالعدم کر دیتی ہے"۔[2] "قانونی ضابطے لازمی ہوتے ہیں"۔[3] "قانونی ضابطوں کی　صفحہ ۵۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ میں تحریک کی گئی تھی کہ جب کسی معاہدے کا قانون انسداد فریب کی رو سے تحریری ہونا ضروری ہو۔ تو کوئی فریق مقدمہ جس کے خلاف عدم موجودگی تحریر پر اعتماد کیا جائے۔ دوسرے فریق سے دریافت کر سکتا اور جواب مانگ سکتا ہے کہ کیا کوئی تحریر لکھی گئی تھی۔ اور اس کے شرائط کیا تھے۔ اگر ایسے جواب یا اور طور پر ایسے فریق کے اقبال سے ظاہر ہو کہ ایک معاہدہ تھا جو قانوناً کافی تھا۔ تو ایسے معاہدے کو قانوناً کافی سمجھنا چاہئے۔

[1] پچھلا نوٹ دیکھئے۔ اور ملحوظ رکھیے کہ دفعہ ۴۔ قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء (جو دفعہ ۱۷ قانون انسداد فریب کو دوبارہ وضع کرتا ہے) کے اس حکم کا اطلاق کہ دس شلنگ سے زیادہ مالیتی اشیا کی بیع بذریعۂ تحریر ہونی چاہئے۔ اسکاٹ لینڈ میں بھی ہوتا ہے۔ اور انگلستان اور آیرستان میں بھی۔

[2] ۵ کک (۴) الف۔ ۱۲۔ کک ۷۔

[3] ۲ کک۔ ۱۰ الف۔

پابندی کی جانی چاہئے[1]۔ بنتھم سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس کو الٹ دینا چاہئے۔ اور نتیجہ سخت شبہہ نہ کہ بطلان ہونا چاہئے[2]۔ لیکن وہ تسلیم کرتے ہیں کہ بعض صورتوں میں بطلان واجبی ہوتا ہے[3]۔ اس سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ زیر غور اصول کو فایدے اور واجبیت کے حدود سے آگے بڑھایا جاسکتا ہے اور اکثر بڑھایا گیا ہے۔ اور اس تمام معاملے کی صداقت و معقولیت کے متعلق سر ولیم ڈیویڈ ایوانس (Sir W. D. Evans) کا حسب ذیل مقولہ بہت جامع ہے[4]۔ "عدالتی یقین کے صحیح معیار مقرر کرنے سے مفاد معاشرہ کو بہت مدد ملتی ہے۔ اگر یہ مقصد عام سہولت کے مطالبات میں بہت زیادہ مداخلت کئے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ جب افعال جو عدالتی تنقیح کے موضوع ہوسکتے ہیں۔ ایسے ہوں کہ ان کے متعلق سوچ سمجھ کر تیاری ہوسکتی ہے۔ اور ان کے اغراض سے ان کے وقوع کی باضابطہ یادداشت رکھنے کی معقولیت ثابت ہو۔ اور خصوصاً جب وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسے ہوں کہ ان کے متعلق غلطی یا غلط بیانی ہوسکتی ہو تو معقول طور پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں کو ان کے محفوظ رکھنے میں دلچسپی ہو۔ وہ ان کو پہلے سے مقررہ اور معینہ طریقے پر کریں۔ یا ایسا کرنے میں غفلت کرنے کی صورت میں ان کا خاص مفاد عام یقین کے اعلیٰ مقاصد کے ماتحت سمجھا جائے۔ لیکن یہ بھی یقینی امر ہے کہ احتیاط کے اس نظام پر ایسے سخت ضوابط کے مقرر کرنے سے جو دیوانی معاملات کے آسانی سے وقوع میں مزاحم اور مکلّف ہوں ضرورت سے زیادہ اصرار کیا جاسکتا ہے۔ ان اصولوں کے خاص اطلاقات کو تو قوانین کے ذریعے سے منضبط کرنا چاہئے۔

[1] جنک سنٹ جلد ۱ مقدمہ ۲۲۔ اور جلد ۳ مقدمہ ۴۵۔

[2] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۶۷۔ ۴۸۷۔ ۵۱۸۔

[3] ایضاً صفحہ ۴۷۰۔

[4] "شہادت" مصنفۂ پوتھیے۔ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲۔

لیکن بطور ایک عام مقولے کے یہ ظاہر ہے کہ کسی خاص نظام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اتنے ہی یقین اور باضابطگی پر اصرار کرے کہ جس سے سہولت عامہ نظرانداز نہ ہو جائے۔ اور خانگی معاملات میں اتنی آسانی فراہم کرے جو عام یقین و باضابطگی کے خلاف نہ ہو۔ یہ بھی کہنا چاہیئے کہ ان اغراض کے لیے ہر قاعدے کو نہایت درجہ واضح اور صاف ہونا چاہیے۔ اور مقررہ ضوابط کو نہایت احتیاط سے پیچیدگی سے بچانا چاہیئے۔ تاکہ ان سے وہ مضامین جن کی وضاحت کے لیے وہ مطلوب تھے پیچیدہ اور پریشان کن نہ ہو جائیں۔ اور وہ انھیں امور کو تباہ نہ کردیں۔ جن کی حفاظت کے لیے وہ وضع کئے گئے تھے۔"

دفعہ ۶۲: غلط فیصلوں سے محفوظ رہنے کے لیے اکثر اقوام کے قوانین صے ۵۲
نے جو ایک اور طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان اشخاص کو گواہی کے ناقابل ٹھیرایا ہے۔ جن کی گواہی یا تو امر نزاعی میں ذاتی غرض کی وجہ سے یا کسی اور علانیہ سبب سے غالباً ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ یہی رومن قانون دانوں کا "گواہوں پر اعتراض" ہے جو ان کے جج پر اعتراض سے جدا ہے۔ اور جس کو ہمارے قانون میں "ناقابلیت گواہان" کہتے ہیں۔ لیکن عصر جدید میں اس کی مصلحت پر بہت شبہہ کیا گیا ہے۔ شدت سے حملے بھی کیے گئے ہیں۔ اور مسئلے کے دونوں پہلوؤں پر بہت کچھ کہا اور لکھا بھی گیا ہے[۱]۔ شاید اس امر کے متعلق صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ اصول استرداد کو۔ کم سے کم عام طور پر پہلے سے مقرر کردہ شہادت تک محدود رکھنا چاہیئے۔ شہادت کی نامنظوری اور گواہوں کی نامنظوری میں بہت بڑا فرق ہے۔ شہادت بجا طور پر نامنظور کی جا سکتی ہے۔ جب کہ وہ اتنی بعید ہو کہ عدالتوں کو اس پر عمل

۱؎۔ عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۱ صفحات ۳ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - جلد ۲ صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۳ اور کتاب ۹ حصۂ سوم "شہادت" مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۳۴۲ تا ۱۳۴۴ "شہادت" مصنفۂ فلپٹ "ایاس صفحات ۴۲ تا ۵۴ "کتاب شہادت" مصنفۂ باتیے دفعات ۲۲۵ و بعد۔ طبع دوم۔

کرنے کی اجازت دینا۔ انھیں خطرناک اور غیر دستوری اختیارات دینا ہوتا ہے یا جب کہ اس کے بجائے اصلی ہونے کے مکسوبی ہونے کی وجہ سے اس کے پیش کرنے ہی سے ظاہر ہو کہ بہتر شہادت کو فریبانہ پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یا جب کہ اس کا افشا مصلحت عامہ کے خلاف ہو۔ لیکن کسی واقعے کے اتفاقی گواہوں کی گواہی ـــ یعنی ایسے اشخاص کی گواہی جنھوں نے اس کو اتفاقی طور پر دیکھا ہو ـــ ان عنوانات میں سے کسی کے تحت نہیں آتی۔ ایسے گواہ شہادت کے اصلی معدن ہوتے ہیں۔ اور ان کی گواہی کو ناقابل ادخال ٹھیرانا۔ بہت سی صورتوں میں امر نزاعی پر تمام ممکنہ شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرانا۔ اور خوف سزا کو باقی زرکھ کر بے ایمانی فریب اور جرم کو فروغ دینا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امر نزاعی میں ذاتی غرض ہونے۔ یا دیوانگی۔ بے دینی۔ سابقہ بد اعمالی وغیرہ کی وجہ سے ان کی شہادت غالباً ناقابل اطمینان ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مضمون کی جو حد بھی مقرر کی جائے وہ لازمی طور پر حد درجہ بے قاعدہ ہوگی۔ یہ ممکن نہیں کہ پیش از پیش ان تمام وجوہات کو شمار کر دیا جائے جو لوگوں کے دلوں کو منحرف یا متعصب کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ سچ کو جھوٹ اور ناقص کر دیتے ہیں۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ ہر انفرادی صورت یا ہر خاص شخص کے معاملے میں ان وجوہات کے اثر کا اندازہ کیا جا سکے۔ لیکن پہلے سے مقرر کردہ شہادت کی بات دوسری ہے۔ اس میں فریقین اپنے گواہ منتخب کر سکتے ہیں۔ ایسے فریقوں سے قانون بجا طور پر کہہ سکتا ہے کہ اس مقصد کے لیے تم ایسے اشخاص منتخب کرو جو اپنی حیثیت۔ پیشہ اور عادات کے لحاظ سے معمول سے زیادہ ذہانت۔ علم و اعتبار کے حامل ہوں۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم ہی نتائج کے ذمہ دار ہو گے ـ یہ سب قدرتی اور منصفانہ ارتقا ہے ایک بڑے اصول کا ـــ جو انگریزی قانون میں بنیادی
حیثیت رکھتا ہے ـــ اور جس کی رو سے بہترین شہادت کو پیش کرنا ضروری ہوتا ص۵۳
ہے۔ اور جو اس لئے بھی بہتر ہے کہ اس سے شاذ و نادر ہی کوئی ضرر یا تکلیف پہنچتی ہے[1]۔

[1] اس مضمون پر دیکھئے نیچے دفعہ ۸۷۔

دفعہ ۶۳ : لیکن قابل اعتبار شہادت حاصل کرنے میں اس طریقے کی حقیقی وقعت گو کچھ ہو۔ اس کے نقصانات بے اندازہ رہے ہیں۔ رومن اور کلیسائی قانون میں ان اشخاص کی فہرست جو شہادت دینے کے ناقابل تھے۔ اتنی طویل تھی کہ اگر قواعد اخراج میں ترمیم نہ ہوتی۔ اور ان سے حیلوں کے ذریعے سے گریز نہیں کیا جاتا۔ تو پھر یہ سمجھنا دشوار ہوتا کہ باوجود فریقین پر پیہم سوالات کے احتسابی طریقہ اور فیصلہ کن اور اتمامی قسموں کی خطرناک مدد کے دادرسی کس طرح کی جاتی تھی[1]۔ اور انھیں ترمیموں اور حیلوں کی وجہ سے ایک اور بڑی خرابی پیدا ہوگئی جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے[2]۔ بعض صورتوں میں پوری جماعتوں کو ناقابل ادائی شہادت کردیا جاتا تھا۔ اور یہ ان کی صداقت کی کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ یا تو جرایم کی سزا اس طرح بھی دی جائے یا بعض سیاسی اور مذہبی رایوں کی بیحرمتی کی جائے۔ اس کی بہترین مثال یونانی شہنشاہ کے اس مشہور فرمان میں ملے گی جس کی رو سے بت پرستوں۔ شیطان پرستوں۔ اور بعض دوسرے فرقوں کے اراکین کو کسی بھی حالت میں گواہی دینے کے ناقابل ٹھیرایا گیا تھا اور ملحد و یہودی صرف انھیں مقدمات میں گواہی دے سکتے تھے۔ جن میں ملحد و یہودی ہی فریق ہوتے تھے۔ اور یہ لوگ راسخ الاعتقاد عیسائیوں کے خلاف شہادت نہیں دے سکتے تھے۔ سوائے خاص صورتوں کے

---

[1] دیکھئے ”ڈائجسٹ“ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰۔ مقدمۂ قانون روما مصنفہ ہیو بیرس کتاب ۲۲۔ عنوان ۵۔ ہینکس بریانڈکٹس فقرہ ۵۔ دفعات ۱۳۶ تا ۱۴۰۔ قوانین کلیسا از ڈیوتش کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعات ۱۳ و مابعد طبع پنجم۔ فرامین پوپ گریگوری نہم۔ کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ بانئے اپنی تصنیف کتاب شہادت دفعات ۲۲۵ اور مابعد میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ قدیم قانون روما میں گواہوں کو شاذونادر مسترد کیا جاتا تھا۔ اور یورپ میں جو پیچیدہ نظام قائم ہوگیا تھا۔ وہ زیادہ تر از منہ وسطیٰ میں ہوا تھا۔

[2] دیکھئے نیچے دفعہ ۳۔

جن میں ضرورت کی وجہ سے مجبوری ہوتی تھی[1]۔ ایسے ہی اصولوں کی کلیسائی
قانون میں بھی حکمرانی تھی[2]۔ اور یہ قانون بھی جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے عیسائی
مذہب سے خارج کردہ اشخاص کی گواہی کو نامنظور کرتا تھا۔ کم سے کم جبکہ
وہ راسخ الاعتقاد عیسائیوں کے خلاف دی جاتی تھی[3]۔ بعض وقت پوری
نسلوں اور قوموں کو بھی اخراج کے دائرے میں لایا گیا ہے مثلاً جزائر
غرب الہند[4] اور ممالک متحدۂ امریکا کی بعض مملکتوں[5] میں۔ جہاں ایک حبشی
غلام کی شہادت آزاد شخص کے خلاف ناقابل ادخال تھی۔ اور ہندوستان
میں جہاں کسی ہندو کی شہادت مسلمان کے خلاف نہیں سنی جاتی تھی[6]۔ اور
مملکت الاباما کے حسب ذیل قانون نے جو ۱۸۵۲ء جیسے حال کے زمانے
میں نافذ ہوا۔ اس معاملے کو اور بہت آگے بڑھا دیا۔ "حبشی ملائے" یا ہندی
صـ۵۴ اور مخلوط نسل کے تمام اشخاص جو تین پشت تک کسی حبشی یا ہندی اسلاف
کے اخلاف ہوں۔ چاہے ہر پشت میں ایک جد۔ غلام یا آزاد۔ سفید آدمی
ہو۔ سوائے ایک دوسرے کے مقابلے کے کسی دیوانی یا فوجداری مقدمے
میں گواہ نہیں ہوسکیں گے[7]۔ گو اس خصوص میں انگریزی قانون میں کبھی اتنی

---

۱ مجموعۂ قانون روما کتاب ۱ عنوان ۵ سطر ۲۱۔

۲ اصول قانون کلیسائی از لانسی لوٹس کتاب ۳۔ عنوان ۱۴، ۱۰ دفعہ ۱۹۔ Ayliffe's Pare gon
صفحہ ۴۴۔ اصول قانون کلیسائی کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۳۔ juris Cononici Angliconi,

۳ ایضاً مقام محولہ پر۔

۴ قانون دیوانی' از براؤن Browne's Civil Law, جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ نوٹ طبع دوم "سینٹ ونسنٹ
کے آبادیانہ قواعد عمل مصنفۂ شیپرڈ Shephard's Colonial Practice of St. Vincent صفحہ ۲۹۔

۵ شہادت مصنفۂ ایپل ٹن ضمیمہ ۲۷۱۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ تا ۲۷۸۔

۶ رپورٹس عدالت فوجداری' از آربیٹ ناٹ صفحہ ۱۔ اور مقدمہ صفحہ ۲۳ "شہادت از
گڈایف صفحہ ۱۱۳ (Goodeve, Evid)

۷ "شہادت" مصنفۂ ایپل ٹن Appleton, Ev ضمیمہ صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶۔

افراط و تفریط نہیں ہوئی ہے جتنی کہ اکثر دیگر ممالک کے قوانین میں ہوئی ہے۔ تاہم پہلے ہمارے قانون میں بھی شہادت دینے کی ناقابلیت کے وجوہات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ عصر جدید میں ججوں کے فیصلہ جات اور مقننہ کی مداخلت سے ان میں بہت کمی کردی گئی ہے[1]۔

دفعہ ۶۴: اس اصول کا ایک نہایت ہی عجیب اور نہایت ہی لغو اطلاق مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی گواہی کو نامنظور یا کم از کم اس کو شبہے کی نظروں سے دیکھنا تھا۔ جوسیفس (Josephus) نے ذیل کے قانون کو حضرت موسیٰؑ (Moses) سے منسوب کیا ہے "عورتوں کی گواہی نہ سنو کیونکہ وہ تلوّن مزاج اور بے باک ہوتی ہیں[2]"۔ یہ ایسا قانون ہے جو توراۃ کے مشکوک حصے کا قانون معلوم ہوتا ہے[3]۔ اور جو اگر صحیح بھی ہو تو عالمی اطلاق نہیں رکھ سکتا[4]۔ دھرم شاستر بھی اگر قطعی طور پر نہیں تو عام طور پر ان کی شہادت نامنظور کرتی تھی[5]۔ اسی طرح شرع شریف بھی زنا کے الزامات اور بعض دوسرے مقدمات[6] میں ان کی گواہی کو مسترد کرتی تھی۔ اور یہ محض ایشیائی خیالات نہیں تھے۔ قدیم قانون روما گو ان کی گواہی کو عام طور پر قبول کرتا تھا لیکن بعض صورتوں میں

---

[1] ناقابلیت گواہان پر دیکھئے نیچے دفعات ۱۳۲ تا ۱۹۵۔

[2] Joseph Antiq. Jadiac. کتاب ۴ باب ۸ نمبر ۱۵۔

[3] توراۃ کی پہلی پانچ کتابوں (Pentatench) کے الہامات۔ اور ان کی اس مضمون پہ پُرمعنی خاموشی سے بھی قطع نظر اس قانون کا طرز حضرت موسیٰ کے طرز سے بالکل علیحدہ ہے۔

[4] دیکھئے مثلاً Deut (دَاوْدَ) ۲۱۔ ۱۸ تا ۲۱ حضرت سلیمان بھی اپنے مشہور فیصلے میں (۱ شاہان ۳۔ ۱۶ اور بعد) عورتوں کی گواہی سننے میں کوئی دشواری پیدا کرتے نظر نہیں آتے ہیں۔

[5] پوٹی کا ترجمہ دیکھئے باب ۳ دفعہ ۸۔ جو ہالہیڈ کے مجموعۂ دھرم شاستر میں مذکور ہے۔ اور "شہادت" مصنفہ گڈ ایف ۸۷

[6] دیکھئے "تاریخ زوال و اختتام سلطنت روما" مصنفہ گبن باب ۵۰۔ ہدایہ مترجمہ ہاملٹن (Hamilton) جلد ا صفحہ ۳۸۲۔ شرع شریف مصنفہ میاکناٹن (Macnaghten) ۱۷۷ اور رپورٹس فوجداری عدالت

اس کو مسترد بھی کرتا تھا[1]۔ ازمنۂ وسطیٰ کے یورپی مدنی اور کلیسائی قوانین نے ان کی نا قابلیت میں اور بھی اضافہ کر دیا[2]۔ ماسکارڈس[3] (Mascardes) کہتے ہیں کہ "عام طور پر عورتوں پر پورا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بے ایمانی۔ فریب اور مکاری پر آمادہ رہتی ہیں"۔ اور لانسی لوٹس (Lancelottus) نے اصول قانون کلیسائی[4] (Institutions juris canonici) میں نہایت ہی واضح الفاظ میں قرار دیا ہے۔ کہ عام قاعدہ یہ ہے کہ عورتیں گواہ نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور صـ۵۵
اس نے ورجل (Vergil) کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ "عورتیں متلون مزاج اور بے وفا ہوتی ہیں"[5] — یہ ایک ہی مثال نہیں ہے جس میں شاعری کی مدد ایسے مقولات اور قوانین کے جواز کے لیے لی گئی ہے۔ جو عقلاً قابل تسلیم نہیں ہوتے ہیں — یہ امر کہ یہ قواعد بھی ان نظامات کے دوسرے قواعد کی طرح کافی لچکدار تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کے بہت سے استثنا تھے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے[6]۔ لیکن ہمارے زمانے کے ایک قابل فرنچ مقنن کی تصنیف ذیل کے ایک تراشے سے ظاہر ہوگا کہ یہ اصول کتنے طویل عرصے تک برّ یورپ میں قائم رہا[7]۔ "چارلس ششم (Charles vi) (فرانس) کے فرمان مصدرہ ۱۵ نومبر ۱۳۹۴ء کی رو سے عورتوں میں گواہی دینے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ از اربتھ ناٹ (Arbuthnot's Reports of Foujdaree Udalut) صفحہ ۳۔

[1] - ڈایجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵ - سطر ۱۰ -

[2] "ثبوت قطعی" از ماسکاردس ۷۶۳ تا ۷۶۵۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ لانسی لوٹس کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعات ۱۴ و ۱۵۔ فرامین گراٹین حصہ ۲۔ وجہ ۳۳۔ سوال ۵۔ فقرہ ۱۱۔ نیز دیکھیے ہینیکس پر یانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۲۷ - (۲)

[3] ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۷۶۳۔ نوٹ ۲ و ۳۔

[4] کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعات ۱۴ و ۱۵ -

[5] اینیڈ ۴ - ۵۶۹ - ۵۷۰ -

[6] دیکھیے ماسکارڈس مقام مذکور۔

[7] کتاب شہادت مصنفہ بانیئے دفعہ ۲۴۳ طبع دوم

قابلیت تسلیم کئے جانے کے باوجود ایک طویل عرصے تک ان کی شہادت مردوں کی شہادت کے مساوی نہیں سمجھی گئی۔ برونو (Bruneau) اگرچہ مڈام ڈی ساویئی (Mde. Savigné) کا ہم عصر تھا۔ لیکن اسے ۱۶۸۶ء میں یہ لکھتے ہوئے کچھ پس و پیش نہ ہوا کہ تین عورتوں کے اظہار دو مردوں کے مساوی ہوتے ہیں۔ برن (Berne) میں ۱۸۲۱ء تک اور کیانٹن واڈ (Canton of Vaud) میں ۱۸۲۴ء تک ایک مرد کی گواہی کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی ضروری تھی۔ ہم ان چھوٹے فرقوں کا ذکر نہیں کریں گے۔ جن سے یہ نظام پیچیدہ ہو گیا تھا۔ مثلاً ایک اصول یہ تھا کہ باکرہ بیوہ سے زیادہ اعتبار کی مستحق ہے۔"
اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس[1] (Institutiones Canonicae of Devotus) کی اس طباعت میں جو پیاریس میں ۱۸۵۲ء میں ہوئی یہ امر صراحۃً مذکور ہے کہ سوائے چند خاص صورتوں کے عورتیں فوجداری مقدمات میں گواہی دینے کے قابل نہیں ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں بھی اٹھارھویں صدی کی ابتدا تک کثیر التعداد صورتوں[2] میں جنس لطیف گواہی کے کٹہرے سے خارج کرنے کا سبب اور ۱۸۶۸ء تک دستاویزات کے گواہ بننے کی نااہلیت کا باعث تھی۔ لیکن قانون اجتماع حقیت اراضی اسکاٹ لینڈ ۱۸۶۸ء (۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۱۰۱) کی دفعہ ۱۳۹ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ:-

"ہر عورت جو چودہ سال یا زیادہ کی ہو۔ اور کسی قانونی ناقابلیت کے تابع نہ ہو۔ اس قابل ہو گی کہ کسی دستاویز کی اسی طرح گواہ بنے "جس طرح" کہ اسی عمر کا کوئی مرد شخص گواہ بن سکتا ہے۔ اگر وہ کسی قانونی ناقابلیت کا تابع نہیں ہوتا اور موجودہ

---

[1] کتاب ۳ عنوان ۵ دفعہ ۱۴۔

[2] "تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ہیوم جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ - و ۳۴۰ "تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ برنٹ ۳۸۸ و ۳۹۰ "دی اسٹیٹ ٹرائلس" از ہوول (Howell's State Trials) جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۴ نوٹ۔

قانون یا عمل کے تحت گواہ بن سکتا ہے۔ اور اس امر کی اجازت
نہیں ہوگی کہ کسی بھی نوعیت کی کوئی سند۔ انتقال نامے تحریریا
دستاویز سے چاہے وہ اس قانون کے پہلے تکمیل پائی ہو یا بعد
اس بنا پر انکار کیا جاسکے کہ اس کی دستاویزی گواہ کوئی عورت تھی"

ہمارے قدیم انگریزی قانون دان عورتوں کی شہادت کو اس بنا پر نامنظور کرتے تھے کہ وہ کمزور ہوتی ہیں[1]۔ سر ایڈورڈ کوک[2] (Sir Edward Coke) نے چارلس اول کے عہد حکومت میں بغیر کسی کے اختلاف کئے یا برا سمجھے سے اس طرح لکھا ہے کہ "بعض صورتوں میں عورتیں کلیتہً شہادت دینے سے محروم کی گئی ہیں۔ مثلاً کسی شخص کو بدمعاش[3] ثابت کرنے کے لیے۔ کیونکہ عورتوں کی شہادت مردوں کی حیثیت قانونی ثابت کرنے کے لیے ناقابل ادخال ہے" بہت ہی قدیم زمانے میں ان کی گواہی کسی بچے کے زندہ پیدا ہونے کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ اور اس امر[4] کے متعلق ان کی گواہی کی وجہ سے کوئی شخص کسی حقیت کا مستحق نہیں ہوسکتا تھا۔ اور نہ ان کی گواہی سے[5] عدالت دورہ کنندہ کے اجلاس کے لیے جوری کے طلبناموں کو ثابت کیا جاسکتا تھا

صہ ۵۶

دفعہ ۶۵: غلط فیصلوں سے محفوظ رہنے کا ایک بہت ہی صاف

---

[1] مختصر از فٹز ہربرٹ۔ باب جاگیری غلامی Fitz. Abr. villenage. صفحہ ۳۱۔ مختصر از بروک باب گواہی (Bro. Abr. Testmoignes) صفحہ ۳۰۔

[2] کک برٹلٹن صفحہ ۶ ب۔

[3] حسب مختصر مصنفہ فٹز ہربرٹ باب جاگیری غلامی صفحہ ۳۷۔ مختصر بروک باب گواہی صفحہ ۳۰۔ جو ۱۲۔ ایڈورڈ اول کے ایک مقدمے کا ذکر کرتے ہیں۔ برٹن باب ۳۱۔ ۱۲ ایڈورڈ سوم میں یارک کی عدالت دورہ کنندہ کا ایک مقدمہ جس کا فٹز ہربرٹ نے جاگیری غلامی میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

[4] کک برٹلٹن از ہارگریف ۲۹ ب نوٹ ۵۔

[5] کک برٹلٹن ۱۵۸ ب۔

وصریح طریقہ یہ ہے کہ تعدد گواہان کو ضروری قرار دیا جائے۔ کیونکہ ان کی شہادت کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ایک جھوٹے قصے کے جھوٹے ثابت ہونے کا بڑا موقع پیدا ہوجاتا ہے۔ خصوصاً اگر ان گواہوں پر ہوشیاری سے اور ایک دوسرے کی سماعت سے باہر سوالات کئے جائیں[1]۔ لیکن گو یہ قاعدہ ان ممالک کے لیے جہاں جھوٹ اور دروغ حلفی اتنے عام ہوں کہ مشکل سے جرم سمجھے جاتے ہوں۔ اور دوسرے مقامات کے لیے بھی بعض اہم اور خاص نوعیت کے مقدمات میں کتنا ہی مفید و باضابطہ ثابت ہوا ہو۔ وہ یقیناً علم اصول قانون کے کسی اصول پر مبنی نہیں ہے۔ اور جہاں کہیں اس کو ایسا سمجھا گیا ہے۔ اس کے ذیل میں ہزاروں خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں[2]۔

دفعہ ۶۶: حضرت موسیٰ کے قانون (توراۃ) کی رو سے بعض فوجداری

---

[1] اس اصول کا ایک مشہور اطلاق قصۂ سوسنا اور شیوخ ہے۔ جو توراۃ کے مشکوک حصے میں مندرج ہے۔

[2] اس تصویر کو دیکھئے جو سسرو نے فلاکس (Flaccus) کی جانب سے تقریر کرتے ہوئے یونانیوں کی اس امر میں بدکاری کی کھینچی ہے۔ بنتھم "عدالتی شہادت" جلد ۳ صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ میں کہتے ہیں کہ بعض ممالک میں ہر امر پر گواہی دینے والے گواہوں کے ایک قسم کے داخلہ گھر یا دفاتر اندراج ہوتے تھے۔ اسی طرح جس طرح لندن میں خانگی نوکروں یا مختلف پیشوں کے مزدوروں۔ یا اطالیہ میں قاتلوں کے ہوتے ہیں۔ ایرستان کے متعلق ایک زمانے میں یا تو مذاق سے یا دراصل مشہور تھا کہ وہاں پیشہ ور گواہ ہوتے ہیں جو نشانی کے لیے اپنے جوتوں میں گھاس کے تنکے لگا لیتے ہیں ترکی حکومت میں بھی یہ عام طور پر معلوم تھا کہ گواہی دینے کا پیشہ بھی کم سے کم اتنی ہی مرفہ الحالی کے ساتھ موجود ہے جتنا کہ کوئی اور پیشہ" ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ کے اخلاق کا اس امر میں نہایت درجہ خراب ہونا بہت ہی معروف امر ہے۔ اور تمام روایتیں اس امر پر متفق ہیں کہ مشرقی ممالک میں سخت دروغ حلفی اب بھی نہایت عام ہے" ہندوستان کے متعلق 'شہادت' مصنفہ گڈ ایف صفحہ ۲۴۸ دیکھئے۔

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۶۹ اور بعد۔

مقدمات میں۔ اور انجیل کی رو سے بعض کلیسائی امور میں دو گواہ ضروری
تھے۔ اس سے رومن اور کلیسائی فقہا (کم سے کم موخر الذکر) نے یہ نتیجہ نکالا
کہ تمام دیوانی اور فوجداری مقدمات میں گواہوں کی یہ تعداد حکم الٰہی
کی رو سے ضروری ہے[1] شاہنشاہی مجموعۂ قانون روما کی یہ عبارت تحکمی
ہے کہ "ہم صاف طور پر حکم دیتے ہیں کہ جو جواب کہ ایک گواہ پر موقوف
صـ۵۷ ہو نہ سنا جائے۔ گو عدالت عالیہ میں اس گواہ کی ممتاز حیثیت ہو"[2] "یہ یقینی
ہے کہ جو امر صرف ایک گواہ پر موقوف ہو۔ اور دوسرے قانونی امور سے
اس کی تصدیق نہ ہوتی ہو کچھ وقعت نہیں رکھتا ہے"[3] اور کلیسائی فرامین
کا متن اس طرح حکم فرما ہے[4] کہ "اگرچہ بعض مقدمے ایسے ہیں کہ جن میں
دو سے زیادہ گواہ ضروری ہوتے ہیں۔ لیکن ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کا
صرف ایک کی گواہی پر تصفیہ ہو سکے گو وہ گواہ قابل ہو" بعض وقت
دو گواہ بھی ناکافی تھے۔ شہنشاہی قانون کی رو سے بعض رقومات کی
ادائیوں کو ثابت کرنے کے لیے پانچ گواہ ضروری تھے[5]۔ اور کلیسائی قانون
بعض وقت مکمل ثبوت کے لیے پانچ سات یا اس سے بھی زیادہ گواہوں
کو ضروری قرار دیتا تھا[6] اور کلیسائی عہدہ داروں کے خلاف الزاماتِ جرائم

لہ۔ دیکھیے نیچے دفعہ ۵۹۷۔

ٹہ۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹ دفعہ ۱۔

ٹہ۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۴۔ بانٹے نے اپنی کتاب شہادت دفعہ ۱۴۲ طبع دوم میں ایک قابلانہ بحث سے ثابت کیا ہے کہ یہ اصول رومن مسلم اصول قانون میں بعد کی شاہنشاہی تک قائم نہیں ہوا تھا۔ اور یہ کہ اس کا ماخذ شہنشاہ قسطنطین کا ایک فرمان ہے مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹ دفعہ ۱ کے متعلق بانٹے کا خیال ہے کہ اس نے اس امر کو جو پہلے احتیاط اور مشورے کے لیے مقرر کیا گیا تھا قانون بنا دیا۔ اس مضمون پر نیز دیکھیے مقدمۂ قانون روما کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۔ اور نیچے دفعہ ۵۹۷ از ہیو بیرس۔

ٹہ۔ کلیسائی فرامین گریگوری نہم کتاب ۲ عنوان ۲۰ باب ۲۳۔

شہ۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۱۸۔

لہ۔ ضمیمۂ قانون کلیسائے انگلشیہ" از ایلیف .Ayl. Par. Jur. Can. Angl صفحہ ۴۴۴۔ شہادت

کو ثابت کرنے کے لیے جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس پر مشکل سے یقین کیا جاسکتا ہے[1]۔ حضرت محمد صلعم کے قانون کی رو سے الزام زنا پر کسی عورت کو چار مردوں کی گواہی سے مجرم قرار دیا جاسکتا تھا[2]۔ اور اسی قانون کے متعلق آپ کے خلیفہ حضرت عمرؓ نے قرار دیا کہ تمام قراینی شہادت گو وہ کیسی ہی تحریری اور یقینی ہو بے اثر ہے اور یہ کہ چار مرد گواہوں کا اس فعل کو اس کے ۵۸۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ از گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۶۰ - الف نوٹس طبع شانزدہم مقدمہ ایوانس بنام ایوانس۔ کلیسائی ریورٹس از رابرٹس جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ -

[1] فارٹسکیو نے اپنی کتاب "قابل تعریف قوانین انگریزی" Fortescue. Treatise de Land. leg. Angl. باب ۳۲ میں (جو عہد اصلاح سے پہلے لکھی گئی تھی) "دو مجلس عام کے ایک قانون کا ذکر کیا ہے جس میں احتیاط کی گئی تھی کہ کارڈینلس کو الزام جرایم پر سزا نہ دی جاسکے۔ جب تک کہ بارہ گواہوں کی شہادت ان کے خلاف نہ ہو جائے" واٹرہاوس (Waterhouse) نے فارٹسکیو کی شرح میں صفحہ ۵۰۴ پر کہتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ یہاں کس مجلس کی طرف اشارہ ہے۔ اور نہ وہ اس کو دریافت کرسکے۔ لیکن وہ روما کے عہد سلوسٹر (Sylvester) کی دوسری مجلس جس کا ذکر "مجالس بنی ایس" (Concilia of Binius) جلد اول صفحہ ۳۱۵ تا ۳۱۸ میں ذکر ہے حوالہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کے باب سوم میں لکھا ہے کہ "اسقف کو سزا نہیں دی جاسکتی جب تک کہ ۷۲ گواہ نہ ہوں۔ اور اسقف اعظم کو تو عدالت میں کھینچا ہی نہیں جاسکتا۔ کیونکہ تحریر ہی ہے۔ شاگرد اپنے استاد سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ نیز کسی پادری کو مجرم نہیں ٹھیرایا جاسکتا جب تک کہ ۴۴ گواہ نہ ہوں۔ نہ روما کی کسی عدالت اسقف سے تعلق رکھنے والے ڈیکن کو جب تک کہ ۳۶ گواہ نہ ہوں۔ ایک ماتحت ڈیکن۔ اکولا یٹ۔ جھاڑ پھونک کرنے والے قاری انجیل یا بیاہے شخص کو جو تبلیغ عیسائیت میں مشغول ہو۔ جب تک کہ (۷) گواہ نہ ہوں"۔ نیز قوانین ہنری اول باب ۵ میں ذیل کا فقرہ ہے "اسقف کو مجرم نہیں ٹھیرانا چاہیے جب تک کہ ۷۲ گواہوں کی شہادت نہ ہو۔ اور اسقف اعظم کو عدالت میں کھینچا ہی نہیں جاسکتا۔ بڑے پادری کو سوائے ۴۴ گواہوں کی گواہی کے مجرم نہیں ٹھیرایا جاسکتا۔ اور نہ بڑے ڈیکن کو ۲۶ سے کم گواہوں کی گواہی پر۔ اور نہ ماتحت ڈیکن اور اس سے چھوٹے درجے کے پادریوں کو سات سے کم گواہوں کی گواہی پر۔ اور نہ بڑے درجے کے لوگوں پر نیچے کے درجے کے پادری کوئی الزام لگا سکتے ہیں"۔

[2] تاریخ زوال و اختتام سلطنت روما" باب ۵۰۔ نیز دیکھئے "شہادت" مصنفہ گرین لیف صفحہ ۱۱۳ -

لغوی معنوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے۔[1]

دفعہ ۶۷: لیکن شہادت چونکہ بلا واسطہ ہونے کے علاوہ قراینی بھی ہوتی ہے۔ یہ نظام ناقص ہوتا اگر ان قرائن کی بھی جو سزا دہی کے لیے ضروری ہوں ٹھیک ٹھیک صراحت نہیں کردی جاتی۔ اسی لیے رومی قانون کے بعض علما کے نزدیک کم سے کم تین قیاس ضروری تھے۔ لیکن اگر یہ بہت ہی قوی ہوتے تو اس صورت میں دو کافی سمجھے جاتے تھے۔[2] آسٹریا کی مقننہ نے ۱۸۳۳ئ میں ایک قانون کے ذریعے سے قراین کی بناپر تمام سزاؤں کو ممنوع قرار دیا تھا۔ جب تک کہ کم سے کم تین قراین نہ ہوں۔ یہ قانون اب منسوخ کردیا گیا ہے۔ لیکن بیہودگی کی معراج تو اس مجموعۂ قانون میں ہوتی ہے۔ جو مال حال تک باویریا میں نافذ تھا۔ یہ بیان کرتے ہوئے کہ مجرمانہ قراین تین قسم کے ہوتے ہیں ـــــ یعنی فعل سے مقدم مثلاً تیاریاں۔ دھمکیاں وغیرہ فعل کے ہمعصر مثلاً قتل انسان میں جب کہ نعش کے قریب ملزم کا کوئی ہتھیار پایا جائے۔ اور فعل سے متاخر۔ مثلاً انصاف سے فرار۔ اور گواہوں کو جھوٹی شہادت دینے کی ترغیب دینے کی کوشش وغیرہ ـــــ باویریا کی مقننہ نے حکم دیا کہ ہر قسم کے بعض قراین ثابت کئے جائیں۔[3]

دفعہ ۶۸: بلاشبہہ علم اصول قانون کی کوئی شاخ ایسی نہیں ہے۔ جس کے اصولوں کا اتنا برا استعمال کیا گیا ہو اور ان کو ان کے جائز حدود سے اتنا آگے بڑھایا گیا ہو جتنا کہ عدالتی شہادت کے اصولوں کو خاص کر

---

[1] گبن مقام مذکورہ پر۔

[2] کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعہ ۲۳، طبع دوم۔

[3] آسٹریا و بویریا کے قانون سے متعلق جو بیانات یہاں لکھے گئے ہیں وہ بانئے کی کتاب شہادت سے لیے گئے ہیں۔ دفعات ۲۴، ۲۶ و ۲۷۔ طبع دوم۔

اس کے اخراجی قواعد کو۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ اگلے زمانے میں یہ قاعدے نسبتہً کم سمجھے گئے تھے ــــ کیونکہ قانون کے اصلی حصے اس کے اضافی حصوں کی نسبت کرتے پہلے کمال کو پہنچ جاتے ہیں ــــ اور کچھ اس لیے کہ شہادت کے مصنوعی قاعدے ان افعال کے لیے جن کا روکنا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن جن کو جائز کردینا غیر محفوظ اور بدنامی کا باعث ہوتا ہے۔ اچھی سپر کا کام دیتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں فعل کو ممنوع قرار دینا۔ لیکن اس کے ثبوت کے لیے ایسی عجیب شہادت کو ضروری قرار دینا جو بلحاظ کمیت
صفحہ ۵۹ یا کیفیت ایسی ہو کہ ثبوت جرم عملاً ناممکن ہوجائے۔ خراب قانون سازی کا آسان حیلہ ہوتا ہے۔

اس مقدمے کے دوران میں عدالتی شہادت کے بعض بیجا استعمال کا ذکر کردیا گیا ہے۔ اب ہم صرف دو امور کی جانب توجہ دلائیں گے۔ جو بلحاظ اپنی وسعت۔ رواج اور تمام عدالتوں خصوصاً مستقل نوعیت کی عدالتوں کے لیے خطرہ ہونے کی وجہ سے خاص توجہ کے محتاج ہیں۔

دفعہ ۶۹: ان میں سے پہلے کا ماخذ۔ ذہن انسانی کے ردّعمل اور اپنے پر پلیٹ جانے کا وہ رجحان ہے۔ جس کی وجہ سے وہ حصول مقصد کے ذرائع کو خود مقصد سمجھ لیتا ہے۔ زیر غور مضمون سے متعلق اس کا اظہار یقین کے مصنوعی گویا میکانکی نظام کے وضع کرنے میں ہوتا ہے۔ جس میں یقین آلات شہادت کی ایک خاص تعداد پر موقوف ہوتا ہے۔ اور جس کو بانئیر[1] نے اپنی کتاب شہادت (Bonnier, Traite des Preuves) میں نہایت صداقت و قوت کے ساتھ ایسے "نظام" سے موسوم کیا ہے۔ جس میں "بجائے اس توازن کو دیکھنے کے جو جج کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ گواہوں کی تعداد کو دیکھا جاتا ہے۔" اس کی بہترین مثال

[1] دفعہ ۱۰۰ طبع دوم۔

برّیورپ میں قانون روما اور کلیسائی قانون کے عمل سے ملتی ہے۔ اور اس کو ممتاز فرانسیسی قانون داں نے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح بیان کیا ہے[1]: "شہادتی ثبوت کے جن فنی قواعد کو ازمنۂ وسطیٰ کے علما نے وضع کیا یا کم سے کم ترقی دی۔ وہ دو قسم کے تھے۔ بعض قانونی یقین کے وجود کے لیے قطعی طور پر یقینی شرائط کو ضروری قرار دیتے تھے اور بعض دوسرے قواعد کو۔ اور بھی زیادہ بیہودہ تھے۔ جو ان صورتوں میں بھی جہاں یقین پیدا نہیں ہو سکتا ہے مصنوعی قانونی یقین پیدا کرنے کا رجحان رکھتے تھے۔" ایک دوسری جگہ وہ کہتے ہیں کہ[2] "اگر ایک گواہ کی گواہی کو نامنظور کرنے کا قاعدہ کامل طور پر معقول نہیں تھا۔ تو ایک دوسرا اصول جو ایک دوسری طرح خطرناک تھا وہ تھا جو ایک مصنوعی قانونی یقین پیدا کرنے کے لیے قرار دیتا تھا کہ ایک ہی امر پر دو غیر مشتبہ گواہوں کی گواہی پر لازمی طور پر سزا دینی چاہئے۔ یہاں مجموعۂ قانون روما کے متون کے اطلاق کو بالکل غلط سمجھا گیا۔ کیونکہ ایسی قانونی غلطی کا اقرار نہ روما میں کبھی ہوا۔ اور نہ قسطنطنیہ تک میں۔" لیکن یہ امر بعد کے زیادہ جدید زمانے کی متکلمانہ اور نہایت ہی دقت پسند طبیعت کے بالکل موافق تھا۔ مجموعۂ قانون روما اور کلیسائی فرامین کے متون تحکمی ہونے کی وجہ سے ایک گواہ کی گواہی پر کسی بھی صورت میں عمل نہیں کیا جا سکتا تھا[3]۔ اور یہ کہ دو گواہوں کی گواہی تمام صورتوں میں جہاں قانون نے صراحۃً دو سے زیادہ گواہ ضروری نہیں قرار دیئے[4] تھے کافی تھی قانون روما اور

[1] "کتاب شہادت" مصنفۂ بانئے دفعہ ۲۳۹۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۴۲ طبع دوم۔ نیز دیکھئے "عدالتی شہادت" مصنفۂ بنتھم صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱ ۔ جلد پنجم

[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹۔ "ایک گواہ کی گواہی ناقابل سماعت ہے۔ چاہے اعلیٰ ترین عدالت میں اس گواہ کی ممتاز حیثیت ہو۔"

[4] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵ سطر ۱۲۔ "جب گواہوں کی کوئی تعداد مقرر نہ کی جائے تو دو گواہ بھی کافی ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو جملہ جمع میں بیان کیا جائے وہ اس تعداد سے بھی پورا ہو جاتا ہے۔" نیز دیکھئے

کلیسائی قانون کے علما نے زود بازی سے (اپنے خیال میں منطقی طور پر) نتیجہ نکال لیا کہ دو ایسے گواہوں کا اظہار جو تمام اعتراضات سے بالا ہوں ثبوت ہوتا ہے۔ اور اسے کامل ثبوت ـــــ "التبوت الکامل" کہنے لگے۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ ثبوت سے مراد وہ یقین ہوتا ہے۔ جو ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے لازمی طور پر وہ آلات شہادت کی تعداد پر موقوف نہیں ہو سکتا بلکہ ان کی قوت اعتبار۔ اور باہمی اتفاق یعنی توافق پر مبنی ہوتا ہے۔ غلطی بس اتنی ہی نہیں تھی۔ اگر دو گواہوں کی گواہی ثبوت کامل ہوتی تھی تو ایک گواہ کی گواہی نصف ثبوت ہوگی۔ اور اس کو انھوں نے "نصف مکمل ثبوت" کہا اور گواہی کی وقعت دریافت کرنے کا یہ حسابی طریقہ جب ایک وقت قایم ہو گیا۔ تو اسے قیاسی شہادت پر بھی تشبیہاً اطلاق دینے لگے۔ اس طرح پر "ثبوت" اور "نصف ثبوت" کی نزاکتیں تمام عدالتی نظام میں پھیل گئیں مثلاً اقبال جو اذیت دے کر کرائے گئے ہوں۔ اندراجات جو تاجروں نے اپنی کتابوں میں دوسروں کو نقصان پہنچانے کیے ہوں۔ حلف۔ مطالبہ یا جواب دہی کے سچ ہونے کے متعلق جو جج نے مدعی یا مدعی علیہ کو دیا ہو۔ اور بعض وقت شہرت اور افواہ بھی نصف ثبوت تسلیم کیے گئے اور ان میں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہینکس بر پانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۴۳۔

۱۔ ایضاً حصۂ چہارم دفعات ۱۱۸ و ۱۴۳۔ "ثبوت قلمی" از ماسکارڈس سوال ۱۱۔ ضمیمۂ "قانون کلیسائے انگلشیہ" از الییف صفحہ ۵۴۴ و ۵۴۴۔

۲۔ ماسکارڈس مقام مذکورہ پر۔ قانون کلیسائے انگلشیہ صفحہ ۴۴۴۔

۳۔ "ثبوت قلمی" از ماسکارڈس صفحہ ۱۳۹۲۔ نیز دیکھیے کتاب شہادت از باتیے دفعہ ۲۱۴۔ آخری حصہ طبع دوم

۴۔ ہینکس بر پانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۲۴۴ "شہادت" مصنفۂ پوتھیے جلد ۱ صفحہ ۷۱۹۔

۵۔ "شہادت" مصنفۂ پوتھیے دفعات ۷۱۹۔ ۸۲۹۔ ۸۳۴۔ ہینکس بر پانڈکٹس حصہ سوم دفعات ۲۸ و ۲۹۔

۶۔ "ثبوت قلمی" از ماسکارڈس صفحہ ۷۴۔ ۷۵۔ "اصول قانون کلیسائی" از لانسی لوٹس کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعات ۱ و ۵۔ ضمیمۂ "قانون کلیسائے انگلشیہ" از الییف صفحہ ۴۴۴۔

دو کو معمولاً کامل ثبوت سمجھا جاتا تھا۔ بعض متاخرین نے اس موقف کی لغویت کو محسوس کرکے کہ شہادت کی ثبوتی وقعت کو صفر یکائی یا نصف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ نصف ثبوت کی ایک اور ذیلی تقسیم ایجاد کی۔ یعنی نصف ثبوت اکبر۔ نصف ثبوت۔ اور نصف ثبوت اصغر۔[۱] جس سے غالباً اور زیادہ ابتری پیدا ہوگئی۔ کیونکہ اس سے یہ نظام اور زیادہ فنی ہوگیا۔ اور ایک ایسے ہی قاعدے کا بعض وقت گواہوں کے اعتبار پر بھی اطلاق دیا جاتا تھا۔ بائنے[۲] ایک دوسرے فرانسیسی مصنف کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ٹولوس (Toulouse) کی پارلیمنٹ کے پاس اعتراضات کا تصفیہ کرنے کا ایک عجیب طریقہ تھا۔ وہ بعض وقت ان اعتراضات کو ان کی مختلف کیفیت کے لحاظ سے قبول کرتی تھی۔ جس سے گواہ کا اظہار پوری طرح ضایع نہیں ہوجاتا تھا۔ بلکہ آٹھویں چوتھائی۔ نصف تین چوتھائی حد تک وقیع رہتا تھا۔ اور جو اظہار اس طرح پر وقعت میں کم ہوجائے وہ دوسرے اظہار کی مدد سے مکمل ہوجاتا تھا۔ مثلاً اگر چار گواہوں کے اظہارات پر اعتراض کئے جانے کی وجہ سے دو اظہار آدھے ہوجائیں تو یہ ایک گواہ ہوں گے۔ اور اگر تیسرا اظہار ربع ہوجائے اور چوتھا تین چوتھائی تو یہ ایک اور گواہ ہوجائیں گے۔ اس طرح پر گواہوں کے ذریعے سے کافی ثبوت حاصل ہوجائے گا۔ اگرچہ کہ تمام گواہوں پر اعتراض کیا گیا تھا۔ اور اعتراضات کی صا ۶۱

---

[۱] ہینکس برپانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۱۰۔ اصول قانون خاص ہنگری از کلمن Kelemen, Institutiones juris Hungarici Privati, کتاب ۳ دفعات ۹۸ و ۱۰۰۔

[۲] کتاب شہادت' از بائنے دفعہ ۲۴۳۔ طبع دوم۔ ٹولوس کی پارلیمنٹ کے عمل کا حوالہ "قانون تعزیرات" (اسکاٹ لینڈ) مصنفہ برنٹ میں بھی دیا گیا ہے۔ صفحہ ۵۲۸۔ یہ کہنے کی بات ہے کہ اسی صفر اصول کے اثرات ایک زمانے میں موخرالذکر ملک کے جس نے قانون روما سے بہت کچھ لیا ہے علم اصول قانون میں سرایت کرگئے تھے۔ دیکھئے قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ہیوم جلد ۲ باب ۱۰ صفحہ ۳۹۳۔ اور بعد اور ہیول اسٹیٹ ٹرائلس صفحہ ۵۷ نوٹ۔

وجہ سے ان سب کے اعتبار میں ایک حد تک کمی ہوئی تھی۔"

دفعہ ۷: فرانس کے قانون میں یہ مضر اصول اتنی مضبوطی سے جاگزیں ہو گیا تھا کہ اس بڑی قانونی اصلاح میں جو پچھلی صدی کی ابتدا میں وہاں عمل میں لائی گئی۔ اس کے دور کرنے کے لیے موثر تدابیر کے اختیار کرنے کو مناسب سمجھا گیا۔ اور اسی مقصد سے نیپولین کے مجموعۂ قانون[1] Code Napoleon, نے حکم دیا کہ جوری کے غور کرنا شروع کرنے سے پہلے ان کے فورمین (صدر) کو ایک قسم کی عام ہدایت پڑھ کر سنانی چاہیئے۔ اور اس کو اس کمرے میں جہاں وہ غور کرنے کے لیے جاتے ہیں موٹے حروف میں لکھ کر لگانا چاہیئے' اس ہدایت کا ایک حصہ حسب ذیل تھا "قانون جوری سے ان ذریعوں کا حساب طلب نہیں کرتا جس سے انھیں یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور نہ وہ ایسے قواعد مقرر کرتا ہے جن سے ثبوت کا ٹھیک ٹھیک اور مکمل ہونا ظاہر ہوتا ہو۔ اور نہ وہ ایسے قواعد مقرر کرتا ہے۔ جن کے مطابق وہ تخلیے کی خاموشی میں یا اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں اپنے سے سوال کر کے کوئی رائے ملزم کے خلاف پیش کردہ شہادت کی معقولیت یا اس کی جوابدہی کے طریقوں کے متعلق قایم کریں۔ قانون ان سے یہ نہیں کہتا ہے کہ پوری طرح صداقت کی دریافت کے لیے تم کو اتنے یا اتنی تعداد میں گواہوں کو سننا چاہیئے۔ اور نہ ان سے یہ کہتا ہے کہ وہ اس کو کافی ثبوت نہ سمجھیں جو ان کے نزدیک زبانی شہادت سے یا اور طور پر گواہوں کے ذریعے سے یا اور تمام دیگر ذرایع سے ثابت سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک صرف ایک ہی سوال ہونا چاہیئے۔ جو ان کے فرض کا پورا پورا معیار رہے کہ "کیا ان کو دلی یقین' حاصل ہے۔" ہماری رائے میں یہ دوسری جانب مبالغہ کرنا ہے۔ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جوری اپنے کو قانونی شہادت

---

[1] مجموعۂ احکام تعزیرات۔ کتاب ۲ عنوان ۲ باب ۴ دفعہ ا ضمن ۲ ۳۴۲۔

پیش شدہ تک محدود نہ رکھے۔ بلکہ امور زیر بحث کے متعلق اپنا فیصلہ ذاتی علم۔ دوسری جگہ سنے ہوئے واقعات اور ظن غالب کے مطابق کرے۔ بہر حال فرانسیسی مجموعۂ قانون دیوانی میں اس کے مثل کوئی احکام نہیں ہونے کی وجہ سے بانٹے نے (۱۸۴۳ء تا ۱۸۵۲ء) میں یہ ضروری سمجھا کہ اس امر پر غور کیا جائے کہ کیا دیوانی مقدموں میں دو گواہ اب بھی ضروری ہیں۔ اور کیا "دلی یقین" کی اب ضرورت نہیں رہی ہے۔ اور اس نے ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں دیا ہے[1]۔

دفعہ ۱۷ تا ۳۷: شہادت کی وقعت کا اندازہ کرتے وقت مشاہدے اور ۶۲ استدلال کے بجائے علم حساب سے کام لینے کا طریقہ زمانۂ گزشتہ ہی تک محدود نہیں ہے۔ بنتھم نے بھی ایک منصوبہ یا "حرارت نما یقین" تجویز کیا تھا۔ جو اتنا ہی غیر معمولی اور عجیب تھا جتنا کہ رومن فقہا کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔ اس کے مغالطے کو ان کے فرنچ مترجم موسیو ڈومان M. Demont, نے قابلیت کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ اور اسی لیے یہاں صرف ان کا حوالہ دے دینا کافی ہے[2]۔

ریاضی میزانِ احتمالات یا "نظریۂ اتفاقات" جیسا کہ بہت ہی معروف امر ہے۔ بہت سے سیاسی اور معاشی امور میں جن کو بظاہر علوم حسابی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً جان کے بیمے کے جدید نظام کا وجود ریاضی کی اسی شاخ پر تقریباً تمام تر موقوف

---

[1] کتاب شہادت مصنفہ بانٹے دفعات ۲۰۱ و ۲۰۲۔ اور طبع دوم دفعات ۲۴۱ و ۲۴۲۔ یہ کہنا آن بہت سے قابل رومن فقہا کے ساتھ انصاف کرتا ہے جنھوں نے بعد کے زمانے میں قانون روما پر شرحیں لکھی ہیں کہ وہ پوری طرح ثبوت اور نصف ثبوت کے نظریے کی لغویت سے واقف تھے۔ دیکھیے "مقدمۂ قانون روما" از میوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۲۔ نوٹ ۲ ہنیکس بریانڈکس حصۂ چہارم دفعہ ۱۱۸۔

[2] اس میزان اور اس کی تردید کو اس تصنیف کے سابقہ اڈیشن میں دیکھیے دفعات ۷۱ و ۷۲۔

ہے۔ لیکن اس خصوص میں عدالتی شہادت اور رجان کے بیچ یا اسی نوعیت کے دوسرے امور میں کوئی حقیقی مشابہت نہیں ہے۔ مؤخر الذکر میں اعداد و شمار کے سلسلوں سے جو طویل وصحیح مشاہدے سے جمع اور احتیاط سے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ مواد حاصل ہوتا ہے جس پر تجزیے کے ریاضی اصولوں کو اطلاق دیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی شرط ہے جو عدالتی شہادت میں عملی لحاظ سے یعنی ہمارے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے کی صورت میں کلیۃً مفقود ہوتی ہے۔[1]

دفعہ ۷: عدالتی شہادت کا دوسرا بیجا استعمال پہلے سے کم بُرا[2] ہی لیکن اتنا ہی خطرناک ہے۔ اور ہر اس مقام پر یقینی طور پر پایا جائے گا۔ جہاں قواعد شہادت بہت ہی فنی یا مصنوعی ہوتے ہیں۔ اور سوالات واقعاتی کا تصفیہ بجائے جوری یا اسیسروں کے ذمے ہونے کے جج کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ کوئی عدالت شہادت کے کسی قاعدے کو گو وہ کتنا ہی لغو اور مضر ہو ہمیشہ نظر انداز کرنے کی جرائت نہیں کر سکتی — کیونکہ یہ قانون کو ترک کر دینا ہوتا ہے۔ لیکن عدالتیں کبھی کبھی ایسے قاعدے کے اطلاق کو بغیر کسی خطرے کے قابل ستائش طور پر بھی جبکہ اس کا نفاذ عقل سلیم کے خلاف ہو ترک کر سکتے ہیں۔ اور سیدھا آدمی جو بدقسمتی سے جج ہوا ہو ایسے نظام کے تحت یا تو ان صورتوں میں اس قاعدے کو ترک کر دیتا ہے۔ یا باوجود تمام خطرات کے تمام حالات میں اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے غیر منصف جج قانون کی اسی سختی کو مطلق العنانی کا انجن بنا دیتا ہے۔ اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ من مانے مکمل یا غیر مکمل انصاف

---

[1] یہ ان احتمالات جس بنیادی اصول پر مبنی ہے یہ ہے کہ ہمیں موافق اتفاقات یا صورتوں کا تناسب ان تمام ممکنہ صورتوں کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔ جو ہماری ذات سے میں واقع ہو سکتی ہیں

[2] دیکھئے آگے پر دفعہ ۲۹ اور بعدہ۔

کرے۔ ساری دنیا ظاہری نظام ہی کو دیکھتی ہے۔ اور اس کو شبہہ تک نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے ایک پوشیدہ نظام بھی ہوتا ہے۔ جس سے صرف جاننے والے ہی واقف ہوتے ہیں۔ جب اس قسم کا کوئی قاعدہ کسی ص ۶۳ ناپسندیدہ فریق کے خلاف ہوتا ہے تو جج کہتا ہے کہ وہ مجبور ہے کہ جو بھی قانون ہو اس پر عمل کرے۔ یہ اس کا کام نہیں ہے کہ اس کے پیشروؤں کے فیصلے کو الٹ دے۔ یا مقننہ کی دانشمندی پر اعتراض کرے۔ لیکن جب فریق جس کے خلاف یہ قاعدہ ہوتا ہو پسندیدہ ہوتا ہے تو جج کہتا ہے کہ قوانین انسانوں کے فائدے کے لیے وضع ہوئے ہیں۔ نہ کہ ان کی تباہی کے لیے۔ اصطلاحی اور لفظی اعتراضات کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمہ غیر واجبی ہے اور یہ کہ ہر عدالت کا فرض اولین یہ ہوتا ہے کہ بہر صورت انصاف کرے۔

دفعہ ۷: مذکورۂ بالا دفعات میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ان اصولوں کی وضاحت کر دیں جن پر عدالتی شہادت مبنی ہے۔ اس کے افادے اور ضرورت کو ثابت اور اس کے بڑے بڑے بیجا استعمالات کو ظاہر کر دیں۔ ظاہر ہے کہ کسی خاص مقام کا کوئی مخصوص نظام زیادہ تر وہاں کے انسان ساختہ اصلی قانون۔ معاشرے کے رجحانات و عادات اور آبادی کے معیار صداقت پر موقوف ہوتا ہے۔ اور اس کی بھی وہی قیمت ہوتی ہے جو عام طور پر قوانین کی ہے جس کے متعلق صحیح طور پر کہا گیا ہے کہ "یہ ایک ابدی قانون ہے کہ کوئی انسانی یا صرفی قانون دوامی و ناقابل تبدیل نہیں[۱]" "قوانین قدرت نہایت ہی کامل و غیر متبدل ہوتے ہیں۔ انسانی قوانین پیدا ہوتے ہیں۔ نشوونما پاتے اور فنا ہو جاتے ہیں[۲]۔"

---

[۱] مقولات بیکن ضمنی قاعدہ (۱۹)۔

[۲] مقدمۂ کالون، ۷ کک رپورٹس ۲۵۔ الف۔

دفعہ ۷۶ : اب ہم اس تصنیف کے زیادہ قریبی مقصد کا ذکر کریں گے۔ یعنی عدالتی شہادت کے اس نظام کا جو انگلستان میں قانون عمومی کی رو سے اس کی معمولی اور باضابطہ عدالتوں کے استعمال کے لیے قایم ہوا ہے۔ تاکہ وہ اس کے مطابق ان کے روبرو پیش شدہ امور نزاعی کا تصفیہ کرسکیں۔ اور جس کو عملاً "قانونِ شہادت" کے عنوان سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹھیک ٹھیک صراحت کردینا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے علم اصول قانون میں اور بھی بہت سی قسموں کی شہادت پائی جاتی ہے۔ مختلف قوانین موضوعہ کی رو سے بھی ثبوت کے خاص طریقے یا تو مقرر کئے گئے ہیں۔ یا بعض کارروائیوں میں ان کی اجازت دی گئی ہے۔

دفعہ ۷۷ : قانون شہادت بہترین طریقے پر سمجھ میں آئے گا۔ اگر اس سے ذیل کے چار عنوانات کے تحت بحث کی جائے۔ اسی لیے اس تصنیف کو ذیل کی پانچ کتابوں میں منقسم کیا گیا ہے :-

(۱) انگریزی قانون شہادت عام طور پر۔
(۲) آلات شہادت۔
(۳) وہ قواعد جن سے شہادت کا قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر منضبط ہوتا ہے۔
(۴) عدالتوں کا عمل اور گواہوں کا اظہار لینا۔
صہ ۶۴ (۵) انگریزی قانون شہادت کے مقدم اور ہدایتی قضیے۔

ان سے اسی ترتیب میں بحث کرنے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ یہاں چند ہدایتی مقولوں کا ذکر کیا جائے جو قانون شہادت پر اطلاق پاتے ہیں[۱] اور جو حسب ذیل ہیں :-

"رواج اشیا کا بہترین شارح ہے"۔ دیکھیے نیچے دفعہ ۲۲۸۔) "اس شخص کا اعتبار کرنا چاہیے جو اپنے فن میں ماہر ہو" (نیچے دفعہ ۵۱۳) مرتکب فعل ناجائز

---

[۱] ان مقولات کا متن میں اضافہ مابق اڈیٹر نے کیا ہے۔

کے خلاف ہر شے کا قیاس ہوتا ہے"۔ (دیکھیے دفعات ۴۱۱ تا ۴۱۵) "قیاس یہ ہے کہ ہر شے بجا و باضابطہ طور پر کی گئی ہے"۔ (دیکھیے دفعات ۳۵۴ تا ۳۶۵)۔ "غیروں کے درمیانی معاملے سے دوسروں کو ضرر نہیں پہنچنا چاہئے"۔ (دیکھیے دفعات ۱۱۲ - اور (۵۰۶ تا ۵۱۰)۔ "کوئی شخص مجبور نہیں ہے کہ اپنے کو مجرم ظاہر کرے" (دیکھیے دفعات ۱۲۶ تا ۱۳۱ - ۵۴۵ تا ۵۴۶ ، ۶۲۲ الف)۔

مذکورۂ بالا حوالہ جات کے علاوہ ان مقولات کو "قانونی مقولات" مصنفۂ بروم (Broom's Legal Maxims) (طبع ہشتم صفحہ ۱۴ تا ۱۶۷) میں فائدے کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

ص ۶۵

کتاب اوّل

انگریزی قانون شہادت پر عام نظر

تقسیم مضمون

دفعہ : اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے میں ہم انگریزی قانون شہادت پر ایک نظر ڈالیں گے۔ اور دوسرے کو اس کی ابتدا۔ اور ترقی کی تاریخ کے لیے وقف کردیں گے۔ نیز اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات کے متعلق بھی کچھ تبصرہ کیا جائے گا۔

حصۂ اوّل

انگریزی قانون شہادت پر ایک عام نظر

	صفحات انگریزی کتاب	صفحات ترجمہ
عدالتی شہادت کے اساس - عام بحث	۶۵	۱۰۹
انگریزی نظام کی خصوصیات	۶۶	۱۱۰
(۱) قابل ادخال ہونا امر قانونی ہے - قوت امر واقعاتی ہے	۶۶	۱۱۱

دفعہ ۷۶: عدالتی شہادت کو قدرتی یا اخلاقی شہادت سے فرق کرتے ہوئے اس تصنیف کے مقدمے میں بتلایا گیا ہے کہ اول الذکر کی ضرورت ص ۶۶
انسان ساختہ قانون کی ماہیت اور عدالتوں کے وظائف کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق کرنے والی عدالتوں پر جو بندشیں بجا طور پر اس قانون کے ذریعے سے عاید کی جا سکتی ہیں۔ ان کا وہاں ذیل کے اصولوں پر مبنی ہونا دیکھا جا چکا ہے پہلے تو اس مقولے پر کہ "وہی قانون بہترین ہے جو کم سے کم امور کو عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہے[۱]" یعنی عدالتوں کے اختیارات

[۱] "De Augm Scient." مصنفہ بیکن کتاب ۸ باب ۳ عنوان (۱) مقولہ ۴۶ دیکھئے اوپر دفعہ ۳۸۔

غیر محدود ہو جائیں گے۔ اگر ان پر واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دیدینے سے روک نہ لگائی جائے۔ دوسرے اس اصول پر کہ عدالتوں کو سریع العمل ہونا چاہیئے۔ جس کی وجہ سے قانون ساز کے فرض میں یہ بھی داخل ہو جاتا ہے کہ امور واقعاتی کے تصفیے کے لیے جو عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں قواعد مقرر کرے۔ گو اصل صداقت کا معلوم کرنا کتنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو۔ تیسرے اس اصول پر کہ اگر فیصلوں کے صرف راست نتائج ہی دیکھے جائیں اور ضمنی نتائج کو نظر انداز کیا جائے تو اس سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور آخر میں اس اصول پر کہ تاریخی صداقت کی تحقیق میں اور ان واقعات کی تحقیق میں جو عدالتوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ فرق ہوتا ہے ـــــ اور موخر الذکر کے مخصوص خطرات اس کے متقاضی ہیں کہ ان کے مقابلے کے لیے مخصوص تحفظات وضع کیے جائیں۔ نیز یہ مزید امر بھی بتایا جا چکا ہے کہ گو ان اصولوں کو بھی ان کے جائز حدود سے آگے بڑھایا جا سکتا اور اکثر بڑھایا گیا ہے۔ لیکن عدالتی شہادت کی بحث میں جن بڑی خرابیوں سے بچنے کے لیے قانون ساز کو تحفظات وضع کرنا ہوتا ہے وہ تعداد میں دو ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ خرابی کہ یقین کا ایک فنی و مصنوعی نظام وضع کیا جاتا ہے جو شہادت کی ایک خاص مقدار کی موجودگی پر بلالحاظ اس کی وقعت و اعتبار کے موقوف ہوتا ہے۔ اور دوسری یہ کہ ایسے سخت قواعد مقرر کیے جاتے ہیں کہ ان کا نفاذ دشوار ہوتا ہے۔ اور اسی لیے ایک غیر متدین اور متعصب عدالت اس قابل ہو جاتی ہے کہ بغیر اپنے کو خطرے میں ڈالے اپنے مفاد، خوشی یا وہم کے مطابق ان پر اصرار کرے یا انھیں ترک کر دے۔

دفعہ ۸۰ : انگریزی قانون عمومی کی عدالتی شہادت کے نظام کی خاص خصوصیات مثل ہر دوسرے نظام کے اس عدالت کی ساخت سے لازمی طور پر تعلق رکھتی ہیں۔ جو ان کو نافذ کرتی ہے اور جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ تین بڑے اصولوں پر مبنی ہیں :۔ (۱) شہادت کا قابل ادخال ہونا امر قانونی ہے۔ لیکن شہادت کی وقعت و اعتبار امر واقعاتی ہے۔ (۲) مناسب

ہے کہ امور قانونی جن میں شہادت کا قابل ادخال ہونا بھی داخل ہے۔ ایک مستقل عدالت اور امور واقعاتی ایک اتفاقی عدالت کے ذریعے سے تصفیہ پائیں لیکن یہ ایسا اصول ہے۔ جس کو عدالت چانسری (عدالت نصفت) نے پسند نہیں کیا ہے۔ اور کل انگریزی نظام میں اس کا حصہ رفتہ رفتہ کم ہوتا جارہا ہے۔ (۳) شہادت کے قابل ادخال ہونے کا تصفیہ کرتے وقت بہترین شہادت کے پیش کئے جانے پر اصرار کرنا چاہیے۔ ہم ان اصولوں پر اسی ترتیب سے غور کریں گے۔ اور بعد میں ہمارے نظام کی دو اور قابل لحاظ خصوصیات کا ذکر کریں گے۔ جو صـ ۶۷ گو کم خصوصی ہیں۔ لیکن سچ کی دریافت اور صحیح فیصلہ حاصل کرانے میں نہایت درجہ اثر رکھتے ہیں۔ یعنی ہماری عدالتوں کا شہادت سماعت کرنے کا طریقہ۔ اور ان کی کارروائیوں کا علانیہ ہونا۔

دفعہ ۱۸: ان تین اصولوں میں سے پہلے اصول کو چند الفاظ میں ختم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ بہت کم غور کرنے ہی سے ظاہر ہوگا کہ کسی مقنن کا یہ فعل کتنا لغو ہوگا کہ وہ گواہوں کے اعتبار۔ یا فطرت وافعال انسانی کے گوناگوں تعلقات کے ہر واقعے کا اندازہ لگانے قواعد مقرر کرے[1]۔ اسی لیے گواہوں کے بیانات پر جو اعتبار کیا جاسکتا ہے اور ثابت شدہ واقعات سے جو نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔ ان کو

---

[1] ڈائجسٹ کے ذیل کے فقرے کا اس مذکورۂ بالا امر کے ثبوت اور مثال کے لیے اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ شاہنشاہ ہیڈرین (Hadrian) نے ولیویس وارس :Vivius Varus گورنر سلیشیا Cilicia کو بذریعہ خط ہمایونی جواب لکھ بھیجا تھا کہ گورنر ہی یہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ گواہوں پر کتنا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ خط ہمایونی کے الفاظ یہ تھے۔ کہ تم ہی بہتر طور پر جان سکتے ہو کہ گواہوں پر کتنا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ وہ کون ہیں۔ کس حیثیت و مرتبے کے ہیں۔ اور ان گواہوں کے متعلق بھی جو صاف دلی سے بولتے نظر آتے ہیں۔ کیا وہ پہلے سے احتیاط سے سوچی ہوئی شہادت دے رہے ہیں۔ یا جو تم ان سے پوچھتے ہو۔ ان کا فی البدیہہ جواب دیتے رہے ہیں"۔ اسی شاہنشاہ کا گواہوں کا اعتبار ساقط کرنے کے متعلق بھی ایک خط والیسیس ویسس (Valesius vesus کے نام موجود ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ "یقین کے ساتھ اس امر کی صراحت نہیں کی جاسکتی کہ ہر معاملے میں

بڑی حد تک عدالتوں کی ذہانت اور زیرکی پر چھوڑنا چاہیئے۔ لیکن باوجود اس کے ان وجوہات کی بنا پر جو بیان کئے جا چکے ہیں۔ کچھ بندشیں ضرور لگانی چاہئیں اور وہی اسباب جو عدل گستری کے لیے مصنوعی قواعد شہادت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ یہ قواعد جہاں تک ممکن ہو۔ انسان ساختہ قانون کے دوسرے قواعد کے ہم نوعیت ہوں[1]۔ اور چاہیے عدالت کی ساخت کیسی ہی ہو لیکن خصوصاً جب کہ وہ اس مخلوط شکل کی ہو جس کا ابھی ذکر کیا جائے گا۔ توضیح مدیہ معلوم ہوتی ہے کہ عام طور پر اس مضمون کے متعلق قواعد قانون کو شہادت کے قابل ادخال ہونے تک محدود رکھنا چاہیئے۔ اور شہادت کی وقعت کو عدالت کے اندازے پر چھوڑنا چاہیئے۔ ۶۸

دفعہ ۸۲: دوسرے اصول کے متعلق ملحوظ رکھیئے کہ عدالت چانسری قانون روما کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے امور واقعاتی کا خود بغیر جیوری کی مدد کے فیصلہ کیا کرتی تھی۔ سوائے اس وقت کے جب کہ کوئی قانونی حق زیر بحث آجاتا تھا۔ اور اس وقت وہ قانون عمومی کی عدالت کو "ایک امر تنقیح طلب" بھیجا کرتی تھی۔ نظمائے امن کو بھی ایڈورڈ سوم کے زمانے سے اختیار دیا گیا تھا کہ وہ معمولی جرایم کی صورت میں ملزموں کو سرسری تحقیقات کے بعد یعنی جیوری کی امداد کے بغیر سزا دے دیں۔ لیکن تنقیحاتِ واقعاتی کے لیے قانون عمومی کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کس حد تک ان دلائل کو پسند اور کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اُسی طرح جس طرح کہ گو ہمیشہ نہیں لیکن اکثر صداقت بغیر کسی سرکاری کاغذات کے دریافت ہو جاتی ہے۔ بعض وقت گواہوں کی تعداد۔ بعض وقت ان کی حیثیت اور اثر۔ اور بعض وقت ان کے بیانات میں ایک قسم کے اتفاق سے امر زیر بحث کی صداقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے میں تم کو مختصراً صرف یہ لکھ سکتا ہوں کہ تحقیقات کو صرف ایک قسم کے ثبوت تک محدود نہیں کر دینا چاہئے۔ بلکہ تم کو اپنی سمجھ کے مطابق یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ تم کس امر پر اعتبار کرتے ہو۔ اور تمھارے نزدیک کیا ناکافی طور پر ثابت ہوا ہے۔" ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ ۱۔ ۲۔ دفعات ۱و۲۔

[1] پیچھے دفعات ۳۷ و ۳۸۔ آگے دفعہ ۴۴۔

معمولی عدالتوں میں ایک یا زیادہ جج ہوتے تھے۔ جو قانون کے عالم اور اس کے اقتدار سے مسلح ہوتے تھے۔ اور ان کی مدد بارہ اشخاص کی ایک جوری سے کی جاتی تھی۔ یہ لوگ قانون سے ناواقف ہوتے تھے۔ اور اس ضلع کے جہاں اجلاس مقرر ہوتا تھا۔ ایسے لوگوں میں سے جن کے پاس ایک معین مالیت کی جائداد ہوتی تھی۔ بلا کسی فرق کے لیے جاتے تھے۔ بہت ہی کم صورتوں میں قانون عمومی کی رو سے عدالت مقدمے کا تصفیہ بغیر امداد جوری اشلہ۔ معائنہ موقع اسناد۔ اور گواہوں کے ذریعے سے کیا کرتی تھی[1]۔ اور جدید قوانین نے فریقین کو بڑی حد تک اجازت دے دی ہے کہ جوری کو ترک کر دیں۔ مثلاً قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعات ۱۰۰ و ۱۰۱) جو اصلی قانون عدالتہائے اضلاع ۱۸۴۶ء کے دفعہ ۷۰ کو دوبارہ وضع کرتا ہے۔ عدالتہائے اضلاع کے ججوں کو مجاز گردانتا ہے کہ امور واقعاتی کا تصفیہ بغیر امداد جوری کریں۔ بشرطیکہ فریقین مقدمہ جوری کو طلب کرنے کی خواہش نہ کریں۔ اور قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء (۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۱) نے عدالت یا جج کو مقدمات کا فیصلہ بغیر امداد جوری کرنے کا مجاز گردانا ہے۔ بشرطیکہ فریقین تحریری رضامندی کے ذریعے سے اس کی اجازت دیں۔ اور قواعد عالیہ عدالت (حکم ۳۶ قاعدہ ۲) کی رو سے حکم ہے کہ (فریقین کے اس حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ بعض صورتوں میں جوری کا وہ مطالبہ کر سکتے ہیں)۔ نالشات یا تو ایک یا زیادہ ججوں کے اجلاس یا ایک جج اور اسیسروں یا ایک جج اور جوری یا ایک حاکم یا خاص حکم کے روبرو چاہیے ان کا اجلاس اسیسروں کے ساتھ یا ان کے بغیر ہو دائر اور سماعت کئے جا سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے نظمائے امن کے اختیار سماعت میں خاص خاص امور کے متعلق قوانین موضوعہ کے ایک سلسلے کے ذریعے سے اضافہ کیا گیا ہے۔ اور قانون تحقیقات سرسری ۱۸۷۹ء (۴۲ و ۴۳ وکٹوریا) کی رو سے قابل

[1] شروعات بلاکسٹن جلد سوم صفحہ ۳۳۰۔

دست اندازی جرائم میں سرسری تحقیقات کے بعد سزا دینے کے اختیار میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔

جب مقدمے میں جوری ہو تو فریقین مقدمہ ارکان جوری پر ضروری قابلیتوں کے موجود نہ ہونے اور بعض ایسے اسباب کی موجودگی کی بنا پر جن سے ان کے فیصلے پر داب نامناسب کا اندیشہ ہو۔ اعتراض کر سکتے ہیں۔ نیز ان اشخاص کو جن پر بغاوت یا جرم سنگین کا الزام ہو اجازت ہے کہ جوری کی فہرست میں سے اول الذکر (۳۵) پر۔ اور ثانی الذکر (۲۰) پر تحکمی طور پر بغیر کوئی سبب بتلائے اعتراض کریں۔ مقدمے کی تمام کارروائیوں کا
چلانا عدالت کے ذمے ہوتا ہے۔ وہ قانون و عملدرآمد کے تمام سوالات کا ع ۶۹
تصفیہ کرتی ہے۔ جس میں شہادت کی منظوری و نامنظوری بھی داخل ہوتی ہے اور جب مقدمہ فیصلے کے لیے تیار ہو جائے تو وہ اس کا خلاصہ جوری کو سناتی ہے۔ امور نزاعی کو مع اس قانون کے جو ان سے متعلق ہے تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ بار ثبوت کس فریق پر تھا۔ اس کی صراحت کر دیتی ہے۔ اور پوری شہادت کو۔ اپنی مناسب تنقیدات و شروحات کے ساتھ دہرا دیتی ہے۔ نیز — چونکہ امور واقعاتی کے متعلق فیصلوں کو معقول شہادت پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اور جب واقعات شبہے سے باہر ہوں تو یہ فیصلہ کہ کونسی شہادت معقول ہے ایک سوال قانونی ہوتا ہے۔ اور اسی لیے عدالت کے ذمے ہوتا ہے[1] نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ — یہ عدالت کا فریضہ ہوتا ہے کہ قرار دے بالفرض تمام واقعات جو اس فریق نے جس پر بار ثبوت تھا ثابت کیے ہیں سچ ہیں۔ کیا یہ ایسی شہادت ہے۔ جس کی بنا پر جوری مناسب طور پر — یعنی قانون کی نظر میں غیر معقول طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے۔ اس کے موافق فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور اگر شہادت ایسی نہ ہو تو جج کو چاہیئے کہ تصفیے کو جوری پر چھوڑے اور نہ اس سے کوئی سوال کرے۔ بلکہ بار ثبوت

[1] مجل بنام ویمس الیس و ولزبی (Mason & Welsbey) M & W; ۲۰۵-۲۱۶- از آلڈرسن جج

اگر مدعی پر تھا تو مقدمے کو عدم حقیت کی بنا پر ختم کر دے۔ یا اگر بار ثبوت مدعی علیہ پر تھا تو مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے[1] کیا مقدمے میں شہادت ہے؟ یہ سوال جج کے لیے ہوتا ہے۔ اور کیا شہادت کافی ہے جوری کے لیے[2] اس کے برخلاف واقعات تنقیحی کا تصفیہ خالصاً جوری کو کرنا ہوتا ہے۔ اور اس کو اسی لیے شہادت اور اس پر تنقید کو سماعت کرنا۔ گواہوں کی گواہی کی وقعت کا تصفیہ کرنا۔ اور شہادت سے واقعات کے تمام ناگزیر نتائج کو اخذ کرنا چاہئے۔ جج و جوری کے وظائف کی اس تقسیم کو اس مقولے میں یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ ''سوالات واقعاتی کا تصفیہ جج نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ سوالات قانونی کا ارکان جوری''[3] مثلاً کینے سے فوجداری کارروائی کرنے کی نالش میں جب مدعی علیہ معقول و ممکن وجہ ثابت کرنے کے لیے شہادت پیش کرے تو جوری کا یہ فرض ہوتا ہے کہ واقعات کا تصفیہ کرے۔ اور جج کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کیا واقعات ثابت شدہ سے معقول و

---

[1] از ولس جسٹس Willes, j عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے مقدمۂ رایڈر بنام ادمبول ۱۸۶۹ء (لا رپورٹ اکسچیکر ۳۲ و ۳۸) میں اور دیکھئے ڈبلن وغیرہ ریلوے کمپنی بنام سلاٹری ۱۸۷۸ء۔ لا رپورٹ ۳ مقدمات مرافعہ ۱۱۵۵۔ اور قانون عمومی کی شہادت پر ابتدائی مقالہ مصنفۂ تھیر (Thayer) میں موخر الذکر پر تنقید دیکھئے صفحہ ۲۵۱ و ۲۶۰۔

[2] کارپنٹر کمپنی بنام ہیورڈ۔ ا۔ ڈگلس (Douglas) ۳۷۴۔۳۷۵ از بلر جسٹس۔ نیز ''شہادت'' از فلپ صفحہ ۴ طبع دہم۔ ملک بنام اسمتھ۔ لیمہ اور کیف کا من لاکیسس صفحہ ۶۰۷۔

[3] یہ مقولہ ہماری پرانی کتابوں میں بہت پایا جاتا ہے۔ کک برلٹلٹن Co. Litt. ۱۵۵ ب۔ ۲۲۶ الف۔ ۲۹۵ ب۔ ۸ کک ۱۵۵ الف۔ ۹ ایضاً ۱۳ الف ایضاً جلد ۱۱ صفحہ ۱۰ ب وان (Vaughan) ۱۴۹۔ وغیرہ وغیرہ لیسکن بریو روپ میں بھی یہ عرصۂ دراز سے معروف و معلوم امر ہے۔ دیکھئے ''کتاب شہادت'' از بائنٹے دفعہ ۴۷۔ جج و جوری کے علی الترتیب فرائض کے لیے اور امور قانونی و امور واقعاتی کے فرق کے لیے دیکھئے ''شہادت'' مصنفہ فیسن طبع ششم صفحات ۱ تا ۱۷۔

مکن وجہ ثابت ہوتی ہے[1]۔ لیکن اس مقولے کو قیود ذیل کے ساتھ سمجھنا چاہئیے: (م ۲)

(۱) ان واقعات کا جن پر شہادت کا قابل ادخال ہونا موقوف ہوتا ہے جج فیصلہ کرتا ہے نہ کہ جوری[2]۔ مثلاً اس امر کا فیصلہ کہ کیا منقولی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے کافی وجوہات ہیں جج کرتا ہے[3]۔ اور اگر کسی گواہ کی قابلیت کے متعلق کوئی امر نزاعی ہو تو اسی کو اس کا فیصلہ کرنا چاہئیے[4]۔ اور اسی طرح اس امر کا کہ کیا کسی فوجداری مقدمے میں کوئی اقبال قابل ادخال شہادت ہے[5]۔ نیز اسی طرح الزام قتل میں کیا متوفی نے بیان وجہ موت اس وقت دیا ہے جب کہ موت کا اندیشہ یقینی تھا۔ کیونکہ ایسا بیان اسی وقت قابل ادخال ہوتا ہے[6]۔ اور قول راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ذیلی سوالات کے تصفیے کے لیے جج نظر کو قانونی شہادت تک محدود نہیں رکھتا ہے[7]۔

(۲) دوسرے یہ کہ جوری بھی اس حد تک ضمنی طور پر قانونی امور کے تصفیے

---

[1] پائن بنام ولیمس ۱۸۴۱ء۔ عدالت اسکارکاریا (in Cam, Seac (اسپیکر چیمبر) ۲ کوئنس بنچ ۱۶۹-۱۷۰، رسل ودریان ۱۳۱-۶۔ لسٹر بنام پیری مان لا رپورٹ ۴ دارالامرا ۵۲۱۔ ابراث بنام شمال مشرقی ریلوے کمپنی ۱۱ مقدمات مرافعہ ۲۴۷۔ کاکس بنام انگلش۔ اسکاٹش اینڈ آسٹریلین بنک ۱۹۰۵ء مقدمات مرافعہ ۱۶۸۔

[2] بارٹ لٹ بنام اسمتھ ۱۸۴۳ء۔ ۱۱ میسن اور ولزبلی ۴۸۳، ۴۸۵-۴۸۶۔ فیصلہ پارک بنچ۔ ۶۳ رسل وریان ۶۶۴۔ کلیف بنام جونس ۷ اسپیکر ۴۲۱۔ بنی سن بنام جوایلن ۱۲ جورسٹ رپورٹس ۴۸۵۔ ڈوڈی جنکنز بنام ڈیوس ۱۸۴۷ء ۱۰ کوئنس بنچ ۳۱۴-۷، رسل وریان ۲۹۰۔ بائیل بنام وایسمان ۱۱ اسپیکر ۳۶۰۔

[3] بنی سن بنام جوایلن ۱۲ جورسٹ رپورٹس ۴۸۵ فیصلہ آلڈرسن بنچ۔

[4] بارٹ لٹ بنام اسمتھ ۱۱ میسن دولزبلی ۴۸۳-۴۸۶ فیصلہ پارک بنچ۔ ۶۳ رسل وریان ریورٹس ۶۶۴۔ ملک بنام ہل ۲ ڈینی سن کامن کیسیس (Den.c. c.) ۲۵۴۔

[5] ملکہ بنام وارنگ ہام ۲ ڈینی سن کامن لا کیسیس ۴۴۷ نوٹ۔ ۱۵ جورسٹ ۳۱۸۔ ملکہ بنام تھامپسن ۱۸۹۳ء ۲ کوئنس بنچ ۱۲

[6] ملکہ بنام جنکنز ۱ کامن لا کیسیس ۱۸۷۔ بارٹ لٹ بنام اسمتھ۔ مقام مذکورہ۔ ممالک متحدۂ امریکا کا قانون بھی یہی معلوم ہوتا ہے طبع نہم کتاب ہذا کے دفعہ ۵۰ کی نوٹ میں جن متعدد مقدموں کا حوالہ دیا گیا ہے انہیں دیکھیے۔

[7] ڈیوک آف بوفورٹ بنام کراشے ۱۸۶۶ء لا رپورٹ ۱ کامن پلیس (L. R. I. C. P.) ۶۹۹-۷۰۵

کرتی ہے کہ عموماً اس کا فیصلہ عام الفاظ میں کیا جاتا ہے ــــ مجرم ہے۔ یا مجرم نہیں ہے۔ مدعی کے لیے یا مدعی علیہ کے لیے ــــ اور ایسا فیصلہ ظاہر ہے کہ نہ صرف واقعات ہی پر بلکہ ان سے متعلق قانون پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن گوارکان جوری کو حق ہے کہ ہمیشہ اسی شکل میں فیصلہ سنائے۔ تاہم اگر انھیں قانون کے متعلق کوئی شبہہ ہو۔ یا اس کے اطلاق کے متعلق اپنی قوتوں پر اعتماد نہ ہو تو وہ صرف واقعات ہی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر سکتے۔ اور عدالت پر چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ پورے امور پر قانون کے مطابق اپنا فیصلہ سنائے۔

امور قانونی۔ یا شہادت کی منظوری یا نامنظوری اور کبھی کبھی عملی امور میں عدالت کی غلطیوں کی تصحیح ایک برتر عدالت میں رجوع ہونے سے ہو سکتی ہے۔ پہلے جب شہادت بیجا طور پر منظور یا نامنظور کی جاتی تھی تو مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ لیکن عالیہ عدالت کے موجودہ قواعد کی رو سے یہ قاعدہ الٹ دیا گیا ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ دیوانی مقدموں میں "شہادت کی بیجا منظوری یا نامنظوری کی بنا پر مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ بجز اس کے کہ اس عدالت کی رائے میں جس کو درخواست دی گئی ہو مقدمے کی سماعت سے درحقیقت کوئی ضرر پہنچایا گیا ہو۔ یا کوئی خلاف انصاف فعل سرزد ہوا ہو" اور فوجداری مقدمات میں گو دوبارہ سماعت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن چالانی مقدمات کے احکام سزا کا مرافعہ عدالت مرافعۂ فوجداری میں محض سوالات قانونی پر ہو سکے گا۔ ۱؎

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ لا جرنل کامن پلیس ۲۴۲۔ ہارین اور فورڈ رپورٹس (H. R.) ۲۳۸۔ اور متعدد مقدمات جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔

لہ۔ اس مضمون پر ٹیلر کی دفعات ۳۶۶ تا ۳۶۸ دیکھیے۔ لک برلٹن ۲۲۶ ب اور ۲۲۰ الف۔ دیکھیے لک برلٹن کے صفحہ ۱۵۵ پر ہارگریف کی نوٹ ۵ قانون مصنفہ فنچ (Finch Law) ۳۹۹-۴۔ شروحات بلاکسٹن ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ایضاً جلد ۴ صفحہ ۳۶۱۔ اور ۲۲ جارج سوم باب ۸۶۰

۱؎ قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۹ قاعدہ ۶ دیکھیے انویل پریکٹس (Annual Practice)

یا (عدالت مرافعہ فوجداری کی اجازت یا اس جج کے صداقت نامے کی بنا پر جس نے مقدمے کی سماعت کی تھی) صرف سوالات واقعاتی یا مخلوط سوالات قانونی و واقعاتی پر۔ یا کسی اور بنا پر جو عدالت کی رائے میں کافی ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس امر کا جس کے متعلق اعتراض ہو مرافع کے حق میں فیصلہ کرنے کے باوجود بھی عدالت مرافعہ کو ان صورتوں میں خارج کر دے گی۔ جن میں فی الحقیقت انصاف کی کوئی اہم خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔[1]

دفعہ ۸۳: "جج و جوری کے ذریعے سے مقدمے کی سماعت" کے

اس مختصر خاکے کے بعد ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے۔ اگر جس اصول پر یہ مبنی ہے اس کو صاف طور پر سمجھنا عدالتی شہادت کے قواعد کو سمجھنے کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔ مختلف اقسام کی عدالتوں پر جو مختلف ازمنہ و ممالک میں رہی ہیں۔ نظر ڈالنے سے ہم ان سب میں یہ فرق پاتے ہیں کہ بعض عدالتیں مستقل ہوتی ہیں۔ اور بعض اتفاقی[2] مستقل عدالتوں سے مراد وہ عدالتیں ہوتی ہیں۔ جن کے عہدہ دار یا تو مستقل طور پر۔ یا ایک معین مدت کے لیے مقررہ مقدمات کی سماعت کے لیے مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہ اکثر ایسے اشخاص پر مشتمل ہوتی ہیں جنھوں نے قانونی امور کو اپنے مطالعے یا عمل کا مضمون بنا لیا ہو۔ "اتفاقی" عدالتیں موقع کے لحاظ سے طلب کی جاتی ہیں۔ اور مقدمے کے فیصلے کے بعد برخاست کر دی جاتی ہیں۔ اور صحیح طور پر انھیں ایسے خانگی اشخاص پر مشتمل ہونا چاہیے جنھیں کوئی خاص قانونی معلومات نہ ہوں۔ ان دو قسم کی عدالتوں میں سے ہر ایک کے فوائد و نقصانات ہیں۔ نظری قانون

[1] قانون مرافعہ فوجداری ۱۹۰۷ء، ۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳۔ دفعات ۳-۴-(۲۰)۔ مؤخر الذکر قانون کی رو سے قانونی نکات کو اب بھی بمطابقت کراؤن کیسس ایکٹ ۱۸۴۸ء (Crown Cases Act 1848.) (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸) محفوظ کیا جا سکتا ہے نیچے ضمیمہ ب میں اول الذکر قانون کا پورا متن دیا گیا ہے۔

[2] اخلاقی و سیاسی فلسفہ بمصنفہ پیلی۔ کتاب ۶ باب ۸۔

کے سوالات کے فیصلے کے لیے مستقل عدالت کا تفوق اتنا ظاہر ہے کہ اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور سوالات واقعاتی کے لیے بھی اعلیٰ التعلیم اور غالباً اعلیٰ درجے کا دماغ اور عام انسانوں و گواہوں کے حیلوں اور وکلا کی کج بحثیوں سے برسوں کے تجربے کی بنا پر عملی واقفیت بھی بادی النظر میں مستقل عدالتوں ہی کو تفوق دیتی ہیں۔ لیکن واقعات کے تصفیے کے لیے صحت فیصلہ کے لحاظ سے بھی اتفاقی عدالت ہی بہتر ہوتی ہے۔ ان کے موقف زندگی کے لحاظ سے اس کے ارکان فریقین اور گواہوں کے متعلق زیادہ واقف ہوسکتے ہیں۔ اور اسی لیے وہ ان کے نقطہ ہائے نظر اور وجوہ تحریک کو زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ منصب عدالت کی ندرت کی وجہ سے وہ مقدمے میں ایسی تازگی اور مستعدی سے کام کرتے ہیں کہ ایسی ہی تازگی مسلسل فیصلے لکھانے تصفیہ کرنے اور سزا دینے کی عادت کی وجہ سے جج میں باقی نہیں رہتی ہے۔ لیکن مستقل عدالت کو بڑا خطرہ تو اس کے ضابطہ پسند اور مصنوعی فیصلوں کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے — یہ ایک قسم کے عادتی فیصلے ہوتے ہیں۔ ان کا ماخذ کلیات بنانے تصنف اور فرق کرنے کی وہ قابلیت ہوتی ہے۔ جو محض قانونی سوالات کی تحقیق میں نہایت ہی قیمتی شے ہے۔ مارکوئیس بکاریا Marquis Beccaria, نے[1] اس کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ان کی گواہی اور بھی وقیع ہے۔ کیونکہ وہ ایک اجنبی کی گواہی ہے۔ "میں اس کو بہترین عدالتی نظام سمجھتا ہوں۔ جس میں اصل جج کے ساتھ ایسے اسیسر مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو نامزد کردہ نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ جن کا انتخاب بذریعۂ قرعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان امور میں جہل جو حس سے فیصلہ کرتا ہے۔ علم سے جو رائے کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے۔ بہتر ہوتا ہے۔ جب قانون صاف اور ٹھیک معلوم ہو تو ۶۲

[1] از بکاریا دفعہ ۷۔ ملک بنام پرڈٹ ۱۸۲۱ء۔ ۴ بارن وال وایلڈرسن ۹۵-۱۶۲-۲-۲ رسل و ریان ۲۳۹۔ ۵-۷۵- بیں ایبٹ میرمجلس کے مقولات۔ اور اخلاقی و سیاسی فلسفہ مصنفہ پالی۔ کتاب ۶ باب ۸ Dei Delittie delle Pene

عدالت کا فرض صرف واقعات کے وجود کو دریافت کرنا ہوتا ہے۔ اور گو جرم کو ثابت کرنے کے لیے قابلیت اور ہوشیاری درکار۔ اور شہادت کو ترتیب دینے کے لیے صاف بینی و صحیح الدماغی ناگزیر ہوتے ہیں ــــ تاہم شہادت سے نتیجہ نکالنے کے لیے معمولی فہم سلیم سے زیادہ کوئی شے درکار نہیں ہوتی۔ اور یہ جج کے تبحر علمی سے جو مجرم ٹھیرانے کی شہادت ڈھونڈھتے رہنے کی عادی ہوتی ہے۔ کم مغالطہ آمیز ہوتی ہے۔ اور جج تو ہر شے کو ایک مصنوعی نظام کے تحت جو مطالعے پر قائم ہوتا ہے لاتا رہتا ہے"۔ اور یہاں یہ ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ اتفاقی عدالت کی غلطیوں کے نتائج بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ ان کی غلطیاں زیادہ تر جذباتی ہوتی ہیں۔ اور ان کے نتائج تقریباً تمام تر اسی مقدمے تک محدود رہتے ہیں۔ جس میں ان کا ارتکاب ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے مستقل عدالت کی غلطیاں ایک نظام کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے اثرات پائدار اور عام ہوتے ہیں۔ اس کے فیصلے چونکہ ارباب اقتدار سے صادر ہوتے ہیں۔ ان کی رپورٹ کی جاتی ہے اگر وہ کم سے کم حد تک بھی کسی نکتۂ قانونی کے حامل ہوتے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر قابل اعتراض بات یہ ہے کہ ان کو بغیر رپورٹ کرنے کے یاد رکھا جاتا ہے۔ اور وہ نظائر بن جاتے ہیں۔ جن سے مستقبل کی عدالتیں متاثر ہوتی ہیں۔ اور یہی سب سے بڑی قباحت نہیں ہے۔ اس جج کو جس کے (ص ۴۳)
سامنے اس کے پیش رو کی بیان کی ہوئی نظیر کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس پر عمل کرے تو برا نہیں کہہ سکتے۔ برخلاف اس کے چونکہ وہ دراصل غلط ہوتی ہے۔ وہ بغیر کسی خطرے کے اس کو ترک بھی کر سکتا ہے۔ اس طرح یہ اگر وہ بد چلن یا متعصب ہو تو ثبوت کے صحیح اصولوں یا سابقہ غلط فیصلے کو اپنا ہادی بنا سکتا ہے۔ اور من مانے مدعی یا مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کر سکتا ہے[1]۔

---

[1] مقدمہ دفعہ ۴۱۔

دفعہ ۸۴: لیکن مستقل عدالتوں پر ــــ یعنی ایسی مستقل عدالتوں پر جن کے سپرد قانون و واقعات دونوں کے فیصلے ہوتے ہیں ــــ زبردست اعتراض یہ ہے کہ جب امور تنقیح طلب نہایت ہی اہم و وقیع ہوتے ہیں۔ تو ان کو پاک رکھنا اگر ناممکن نہ ہو تو بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ جج کا نام ساری دنیا کو معلوم ہونے کی وجہ سے بدطینت مقدمے باز کو وہ شخص معلوم ہوتا ہے جس کو رشوت دی جا سکتی ہے یا جس پر اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ اور عاملہ کو ایک خوفناک ترغیب ہوتی ہے۔ کہ کرسی انصاف پر بودے اخلاق یا خائف طبایع کے اشخاص کو بٹھلا کر سیاسی دشمنوں کو مجرم قرار دلایا جائے۔ ہم عام طور پر سنتے ہیں کہ برطانوی عدلیہ کی پاکی پوری طرح یا تقریباً پوری طرح قانون بندوبست (۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ اور جارج سوم باب ۲۳) کی وجہ سے ہے۔ جس کی رو سے تاج کو اختیار نہیں رہا کہ ججوں کو اپنی مرضی سے علٰحدہ کر دے۔ لیکن ہم یہ امر بھول جاتے ہیں کہ گو یہ قوانین دوسرے وجوہات کی بنا پر کتنے ہی قیمتی ہوں ججوں کا تقرر تو تاج کے ہاتھ میں اب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ کبھی تھا۔ اور یہ کہ پرانے نظام کے تحت بھی گاسکایں۔ ہیل (Gascoigne, Hale.) وغیرہ ایسے اشخاص بھی ہوتے تھے۔ جو اپنے فرائض منصبی کی ادائی میں تاج کی پروا نہیں کرتے تھے لیکن جب مقدمے کی قسمت کا آخری فیصلہ ایک ایسی جماعت کرے۔ جس کا ہر رکن مقدمہ دائر ہونے تک معلوم نہ ہو تو سب اعتراض رفع ہو جاتے ہیں۔ لیکن ملحوظ رکھیے کہ عصر جدید میں راست باز شہریوں کو ہٹ دھرمی یا راشی جج کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی جوری کا جو نامناسب طور پر جمع کی جاتی ہے۔

دفعہ ۸۵: ہماری عدالت قانون عمومی کی بیان کردہ تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرکب نوعیت کی ــــ یعنی جزءً مستقل اور جزءً اتفاقی ــــ ہوتی ہے۔ اور اس کی ساخت کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ اس میں دونوں مخالف نظامات کی تقریباً تمام خوبیاں ہوتی ہیں۔ اور

وہ دونوں کی مخصوص برائیوں یا خطرات سے محفوظ ہوتی ہے[1]۔ قانون و عملدرآمد کے تمام سوالات کے تصفیے کو جج کے سپرد کرنے سے۔ قانون و عملدرآمد جوری کی کسی غلطی یا بدچلنی سے بھی نہیں بدل سکتے۔ شہادت کے قابل ادخال ہونے اور پیش شدہ شہادت کے فیصلے کے لیے کافی قانونی بنیاد ہونے کو امور قانونی تصور کرنے سے جوری کسی شہادت کے بغیر یا ناجائز شہادت پر عمل نہیں کر سکتی۔ اور مقدمے کی کارروائیوں پر عام نظر رکھنا اور شہادت پر تنقید کرنا جج کے ذمے ہونے سے جوری اس کے علم و تجربے سے مستفید ہوتی ہے۔ لیکن واقعات کے اصل فیصلے اور قانون کے ان پر اطلاق دینے کو جج کے ہاتھ سے نکال لینے سے میکانکی فیصلوں کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ ثبوت کے مصنوعی نظام قایم ہونے نہیں پاتے۔ اور اتفاقی عدالت کے دوسرے فایدے حاصل ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے جج و جوری میں جو فرق بلحاظ ان کی حیثیت کسب۔ عادات۔ اور نقطہ ہائے نظر کے ہوتا ہے اس سے نہ صرف وہ ایک دوسرے پر بہت ہی مفید اثر ڈالتے ہیں۔ بلکہ ان کے متحدہ عمل کو بہت ہی اخلاقی وقعت اور وزن حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب کسی مجرم کو سزا قانون کے نمایندے اور ایسے متعدد اشخاص جو قوم میں سے بے لوثی سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ دونوں مل کر سناتے ہیں تو اس کا اثر مجرم پر۔ اور قوم کے دوسرے بدطینت ارکان پر اتنا قوی ہوتا ہے کہ اتنا اثر کبھی نہیں ہوتا اگر سزا صرف ایک کے دلایل یا دوسرے کے مشورے ہی پر مبنی ہوتی۔ ان امور میں اس دستوری حفاظت کا بھی اضافہ کرنا چاہیئے جو جوری کی موجودگی سے آزاد شہری کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اتنا معروف امر ہے کہ بہت وضاحت ضروری نہیں ہے۔ برخلاف اس کے بہت سے ایسے مقدمے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں کسی تربیت یافتہ دماغ کی ان پر غور کرنے اور فیصلہ کرنے کی کمی ہی بڑی کمی ہوتی ہے بہت سے

[1] اخلاقی اور سیاسی فلسفہ۔ مصنفہ پالے کتاب ۶ باب ۸۔

مقدمے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں عدالت کا انتخاب خود فریقین ہی پر بجا طور پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ نیز بہت سے فوجداری مقدمے اتنی سادہ نوعیت کے ہوتے ہیں کہ ان کا سرسری فیصلہ ایک مستقل عدالت کے ذریعے سے۔ جس تک آسانی سے رسائی ہو سکتی ہو۔ جوری کے روبرو چالان کے طویل و تکلیف دہ ضابطے سے بہتر ہوتا ہے۔ جدید قوانین کی رو سے حساب کے سوالات کے فیصلے کا اختیار جوری سے لے لیا گیا ہے[1] اور یہ کام ججوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور انھیں اختیار دیا گیا ہے کہ اس مضمون پر قواعد عدالت وضع کریں۔ موجودہ قواعد[2] مقدمے کے طریقے کو بہت کچھ جج کی صوابدید اور فریقین کی پسند پر چھوڑتے ہیں۔ اور گو وہ قرار دیتے ہیں کہ مقدمہ بغیر جوری کے صرف جج کے روبرو پیش ہوگا۔ اگر کوئی فریق بھی اس کے خلاف خواہش ظاہر نہ کرے۔ تاہم ان کی رو سے تمام مقدمات میں کسی فریق کی درخواست پر جوری کے ذریعے سے تنقیح واقعات کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ بجز ان مقدمات کے جن میں حساب فہمی ہو۔ یا جو تعمیل امانت یا اشخاص متوفی کے اہتمام ترکہ سے متعلق ہوں۔ یا انتظامی نوعیت کے دوسرے امور سے تعلق رکھتے ہوں[3]۔ مگر اضلاع کی عدالتوں میں ہر فریق کو جوری کے ذریعے سے کسی سوال واقعاتی کی تنقیح کا حق ہے۔

فوجداری امور میں تمام بڑے جرائم کا تصفیہ جج و جوری کے روبرو چالان ۲۵۴
ہونے پر کیا جاتا ہے۔ لیکن چھوٹے جرائم کا فیصلہ ایڈورڈ سوم کے زمانے سے سرسری سماعت کا اختیار رکھنے والی عدالت کرتی ہے۔ جس میں ایک یا زیادہ ناظمانِ امن ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت صرف ایک ہی ناظم ہوتا ہے۔

[1] دیکھئے قانون ثالثی ۱۸۸۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴۔ قانون عدالیہ ۱۸۷۳ء دفعات ۵۶ و ۵۷ بڑی حد تک یہ دفعات اول الذکر قانون کے بجائے ہیں۔

[2] آرڈر ۳۶ قاعدہ ۲-۱۔

[3] یہ وہ امور ہیں جو عدالت عالیہ کے اجلاس چانسری سے متعلق کر دیئے گئے تھے۔ دیکھئے قوانین عدالیہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۳۴۔

حال حال میں اس عدالت کے اختیار سماعت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے۔ نہ صرف خاص جرائم سے متعلق مخصوص قوانین موضوعہ کے ذریعے سے بلکہ کمسن مجرموں اور اقرار جرم کرنے والے نوعمروں سے متعلق عام قوانین موضوعہ کے ذریعے سے بھی یہ اضافہ ہوا ہے[۱]۔

دفعہ ۸۶: اب ہم قانون عمومی کے طریق ثبوت کی تیسری بڑی خصوصیت کا ذکر کریں گے — یعنی ان تمام اصولوں کا جن کے مطابق شہادت کا قابل ادخال ہونا قرار پاتا ہے۔ اور یہاں ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ قواعد شہادت تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ جو شہادت امور نزاعی سے متعلق ہوتے ہیں یعنی اس شہادت سے جو امور نزاعی کے ثابت کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ (۲) وہ جو شہادت ماسوائے امور نزاعی پر موثر ہوتے ہیں یعنی وہ جو صرف ذرایع ثبوت کی صحت کو جانچنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ (۳) عدالتی عمل کے قواعد جو شہادت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ملحوظ رہے کہ بجا طور پر پہلی ہی قسم کو قواعد شہادت کہہ سکتے ہیں — بہت سی شہادت جو اگر امور نزاعی سے متعلق ہونے کی بنا پر پیش کی جائے تو نامنظور ہو جائے گی لیکن وہ پوری طرح قابل ادخال ہوگی اگر اس کو اس بنا پر پیش کیا جائے کہ وہ امور ماسوائے نزاعی سے متعلق ہے۔ اور بعض ایسے بھی مقدمات ہوتے ہیں۔ جن میں اس قسم کی شہادت کی اہمیت نہیں ہوتی۔ نیز جج کو عدالتی عمل کے قواعد کے متعلق ایک حد تک آزادی حاصل رہتی ہے۔ وہ مقدمے کی کسی بھی نوبت پر کسی بھی شکل میں سوالات پوچھ سکتا ہے۔ اور ایک حد تک فریقین یا ان کے وکلا کو بھی اس کی اجازت دے سکتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی خوشی سے ناجائز شہادت کو قابل ادخال ٹھیرا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسی شہادت جوری کے سامنے پیش ہو جاتی ہے تو

[۱] قانون تحقیقات سرسری ۱۸۷۹ء و ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۸ء قوانین موضوعہ ازچٹی Chitty's Statutes. عنوان جسٹس

مقدمہ از سر نو چلایا جاتا ہے۔ اگرچہ کہ یہ شہادت ان سوالات کی وجہ سے پیش ہوئی تھی جو جج نے کئے تھے۔ لیکن یہ آزادی یا اختیار اس لیے ضروری ہے کہ ضابطہ پسندی کی وجہ سے انصاف کا خون نہ ہونے پائے۔ علامتی شہادت حاصل ہوسکے[1] اور فوجداری مقدمات میں کمیت سزا کے تعین میں مدد ملے۔ اور اس کا استعمال کافی دانشمندی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ "اختیار تمیزی کے معنی یہ ہیں کہ حق بات کا قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے[2]" "انتہائی قوت کے ساتھ کم سے کم آزادی کا استعمال کرنا چاہیئے[3]" جج کا اختیار تمیزی یا صوابدید صداقت اور بطلان۔ سچ اور جھوٹ۔ شے اور سایہ۔ نصفت و نمود دجل میں فرق کرنے اور اپنی مرضی و ذاتی رجحانات کے مطابق عمل نہ کرنے کا علم و ادراک ہوتا ہے[4]

دفعہ ۸۰ : امور نزاعی کی شہادت کے متعلق اور اسی تک اب ہم اپنی توجہ محدود رکھیں گے ــــ ایک نہایت ہی ممتاز جج نے ایک بہت ہی اہم مقدمے میں کہا ہے کہ "قانون کے عقلا اور ججوں نے قرار دیدیا ہے کہ شہادت کا ایک ہی اصول ہے یعنی مقدمے کی نوعیت کے لحاظ سے بہترین شہادت پیش ہونی چاہیئے[5]" اور لارڈ چیف بیرن گلبرٹ (Lord chief Baron Gilbert) جنھوں ہی نے ہمارے قانون شہادت صـ۷۶

---

[1] علامتی شہادت کے لیے دیکھیے نیچے دفعہ ۹۳۔

[2] کک بر لٹلٹن ۲۲۷ ب۔ ۴ انسٹی ٹیوٹ ۴۱۔ ۴ ایضاً ۱۴۔ ۶ کوئینس بنچ ۷۰۰۔

[3] ہوبارڈ ۱۵۹۔

[4] ۵ کک ۱۰۰ الف۔ نیز ۶ کک مقدمہ کالون ۲۷ الف۔ اور ۱۰ کک ۱۴۰ الف اور ۱۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۸۹۔ ۴ بر ۲۵۳۹۔

[5] لارڈ ہارڈ ویک چانسلر (Lord Hardwicke, Chancellor, بمقدمۂ امی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء ۱۔ اٹکنس رپورٹس ۲۱۔ ۴۹۔ اس اصول کی جو کبھی مشہور تھا لیکن اب متروک ہے۔ تاریخ اور تفصیلی بحث

میں نظام پیدا کر کے ہمیں رہین منت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ "قانون شہادت سے متعلق پہلا اور مشہور اصول یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے بہترین شہادت ہونی چاہئے[۱]" اور "اس اصول قانون کے جس کی رو سے نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے بہترین شہادت درکار ہوتی ہے صحیح معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی شہادت پیش نہیں ہونی چاہئے۔ جس سے خود ظاہر ہوتا ہو کہ اس کے علاوہ خود فریق کے قبضہ و اختیار میں اس سے بہتر شہادت موجود ہے[۲]" اور ایک قدیم مستند تصنیف میں کہا گیا ہے کہ "شہادت کے متعلق یہ قاعدہ ناقابل انکار ہے کہ اس فریق کو جو کسی امر کو ثابت کرنا چاہے اس امر کی نوعیت کا لحاظ کرتے جو بہترین شہادت ہو اس کے ذریعے سے اس امر کو ثابت کرنا چاہئے[۳]" ایسے ہی الفاظ ہماری بہت سی جدید کتابوں میں ملیں گے[۴]۔

لیکن یہ زیر بحث اصول اکثر غلط سمجھا گیا ہے۔ کچھ تو اس لیے کہ جن الفاظ میں وہ بیان کیا گیا ہے مبہم ہیں اور کچھ اس لیے کہ وہ اکثر ایک ایسی تمثیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جسے خود اصول سمجھ لیا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ کے لیے دیکھئے "شہادت کی ابتدائی کتاب" مصنفہ تھیر۔ ۴۸۴ - ۵۰۷ "شہادت" از فیپسن طبع ششم ۱۸۹۲ء۔

[۱] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۴ طبع چہارم۔

[۲] ایضاً صفحہ ۱۶ طبع چہارم۔

[۳] خلاصۂ شہادت مصنفہ بیکن (Bac. Abr. Evid.) طبع اول ۱۷۳۶ء۔

[۴] شہادت مصنفہ پیک (Peake's Evid.) صفحہ ۸۔ شہادت مصنفہ پوتھیے۔ جلد ۲ ۱۴۲ - ۱۴۷۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱۔ دفعہ ۸۲۔ طبع شانزدہم شہادت مصنفہ ٹیلر جلد ۱۔ طبع یازدہم دفعات ۳۹۱ - ۳۲۷ شہادت مصنفہ پاول (Powell's Evid.) طبع نہم صفحہ ۱۴۴۔

لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں[1] "کہ اگر کوئی شخص کسی دستاویز یا وصیت نامے کی نقل پیش کرتا ہے۔ جب کہ اس کو خود دستاویز یا وصیت نامے کو پیش کرنا چاہئیے تھا۔ تو اس سے قیاس یہ ہوتا ہے کہ دستاویز یا وصیت نامے میں کچھ اور بھی ہے جو اس فریق کے خلاف ہے۔ وگرنہ وہ ان کو پیش کرتا۔ اور اسی لیے اس مقدمے میں نقل کا ثابت کرنا شہادت نہیں ہے۔" یہ بلا شبہہ صحیح ہے۔ لیکن اس کو اس قاعدے کی پوری حد سمجھنا بہت ہی غلط ہوگا۔ "مثالیں قانون کو واضح کرتی ہیں محدود نہیں کرتیں"[2] نیز بعض وقت اس کو یوں بھی غلط سمجھا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون چاہتا ہے کہ ہر مقدمے میں حالات کا لحاظ کرتے ہوئے جو سب سے زیادہ قابل اعتبار اور یقین دلانے والی شہادت ہو پیش کی جانی چاہئیے۔ لیکن تمام اساتذہ متفق ہیں کہ اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں[3]۔ جیسا کہ حسب ذیل مقولوں سے بھی ظاہر ہوگا۔ کہ "زبانی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہیں۔" اور نہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج ہوتے ہیں۔ فرض کرو کہ حملے کے لیے کوئی چالان کیا گیا ہے۔ یا مثال کو قوی بنانے کے لیے فرض کرو کہ چالان قتل کے ارادے سے زخمی کرنے کا ہے۔ (یہ ایسا جرم تھا جس کی ۱۸۶۱ء تک سزا موت تھی اور اب بھی حبس دوام ہے)۔ فریق متضرر گو عدالت میں موجود ہے لیکن بطور گواہ طلب نہیں کیا جاتا ہے۔ اور قصد یہ ہے کہ اس الزام کو ایک ایسے شخص کی گواہی سے ثابت کیا جائے جس نے اس معاملے کو ایک میل کی مسافت سے دیکھا ہو۔ بلکہ دوربین سے دیکھا ہو۔ یہ شہادت قابل ادخال ہوگی۔ کیونکہ امر تنقیح طلب سے متعلق ہوگی ـــ گواہ کے حواس اس سے متعلق رہ چکے ہیں اور فریق متضرر کا نہ پیش کرنا جس کا پیش کرنا غالباً زیادہ قابل اطمینان امر ہوتا

[1] شہادت مصنفۂ گلبرٹ صفحہ ۱۶ طبع چہارم۔

[2] کک بر لٹلٹن ۲۰۹ الف۔

[3] دیکھئے نوٹ ۴ کے حوالے اوپر صفحہ ۱۲۷۔

محض ایک قابل لحاظ امر ہے۔ جس کا جوری سے ذکر کر دینا چاہئے۔ نیز "منقولی شہادت" سے مطلب کسی تحریری دستاویز کے مضامین کی نکسوبی شہادت ہوتا ہے۔ اور یہ ایک اصول ہے کہ ایسی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ جب تک کہ اصلی شہادت یعنی خود دستاویز کی عدم موجودگی کو قابل اطمینان طریقے پر ثابت نہ کر دیا جائے[1]۔ لیکن جب یہ کر دیا جائے تو کسی بھی قسم کی منقولی شہادت (بشرطیکہ وہ بطور منقولی شہادت کے صحیح ہو) قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور ایسے ہی کسی گواہ کی زبانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ حالانکہ دستاویز کی نقل موجود ہوتی ہے۔ اور یہ امکان کہ وہ حافظے سے زیادہ قابل اعتبار ہے صرف قابل ذکر امر ہوتا ہے[2]

دفعہ ۸۸: اس بنیادی اصول کے صحیح معنی اس کے تین بڑے اطلاقات پر غور کرنے سے سمجھ میں آئیں گے۔ شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لئے اس کو مناسب ذرائع سے پیش ہونا چاہئے۔ اس کو عام طور پر اصلی اور قریبی[3] ہونا چاہئے ان میں سے پہلے اطلاق کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ باستثنائے چند امور جن کی یا تو قانون کو اطلاع رہتی ہے۔ یا جو اتنے مشہور ہوتے ہیں کہ ان کو ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جج و جوری کو اپنے ذاتی علم سے واقعات کا تصفیہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور ان کے سامنے جو امر نزاعی پیش ہو اس کے متعلق ان کو پوری طرح قانونی حالت لاعلمی میں رہنا چاہئے جب تک کہ وہ قانونی شہادت یا اس سے جائز استنباط سے ثابت نہ ہو جائے۔ "اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ جج جانتا ہے جب تک کہ وہ قانونی طور پر نہ جانتا ہو"[4]۔ ظاہر ہے کہ اگر ان کو تاثرات یا اور جگہ کی حاصل کردہ معلومات کی

---

[1] دیکھیے دفعات ۲۷۲، ۲۷۴ تا ۲۹۱۔

[2] ڈو ڈی گلبرٹ بنام راس ہیمن اور دارزبی ۲ ۱۰۲ء ۵۶ رسل و ریان صفحہ ۶۲۹۔

[3] دیکھیے دفعہ ۳۸۔ دیکھیے دفعہ ۲۵۳۔

[4] ۳۵ بلسٹرود صفحہ ۱۱۵۔

بنا پر فیصلہ کرنے کی اجازت دی جائے تو نہ صرف اعلیٰ عدالت فریقین و عوام کے لیے یہ جاننا ناممکن ہو جائے گا کہ فیصلہ کن وجوہات کی بنا پر کیا گیا۔ بلکہ وہ عام افواہ۔ دوسرے اقسام کی شہادت۔ بہترین کے بجائے بدترین شہادت پر مبنی ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۸۹: اس اصول کی دوسری شاخ کی رو سے ابتدائی یا اصلی شہادت ضروری قرار پاتی اور مکسوبی شہادت مسترد کی جاتی ہے۔ نیز اس کی رو سے کوئی ایسی شہادت منظور نہیں کی جانی چاہیے۔ جس سے خود ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اپنی قوت کسی دوسری شہادت سے جو پیش نہیں ہوئی حاصل کرتی ہے۔[1] اصل چشمہ کو جانا نہر کو جانے سے بہتر ہوتا ہے۔[2] ہمارے قانون میں "اصلی" و "منقولی" شہادت کے الفاظ تحریری دستاویزات کی اصلی و مکسوبی شہادت کے محدود معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور مؤخر الذکر اس وقت قابل ادخال ہوتی ہے۔ جبکہ قابل اعتبار شہادت سے ثابت کیا جائے کہ اصلی شہادت موجود تھی لیکن وہ پیش نہیں ہو سکتی ہے لیکن اصلی شہادت کے دوسرے اشکال کی مکسوبی شہادت کلیتہً مسترد کر دی جاتی ہے۔ مثلاً جب کہ بیان کردہ زبانی شہادت۔ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یا شہادت کے وہ تمام اقسام جن کو عملاً سنی سنائی شہادت کے ناقص جملے سے ادا کیا جاتا ہے۔[3]

دفعہ ۹۰: اس بڑے اصول کا تیسرا اطلاق۔ جس کا اب ہم ذکر کریں گے۔

---

[1] ڈوڈی وا اش بنام لانگ فیلڈ ۱۸۴۷ء ۱۱ میسن و ولزبی ۴۹۷۔ ۱۴۳۰ رسل و ریان ۹۳ ڈوڈی گلبرٹ بنام ماس ۱۸۴۲ء میسن اور ولزبی ۱۰۲-۱۰۶- ۵۶ رسل وریان رپورٹس ۹۳۹۔ میاکڈونل بنام ایوانز ۱۱ کامن بنچ ۹۳۰-۴۲ و اثر مال جسٹس (Maule, j.)

[2] گک برنلٹن ۳۰۵- ب ۸ گک ۱۱۲ ب - ۱۰ ایضاً۔ ۱۴ الف-

[3] دیکھو دفعات ۴۹۲-۵۰۵-

اس مقولے پر مبنی نظر آتا ہے کہ "قانون میں سبب بعید کا نہیں بلکہ سبب قریب کا لحاظ کیا جاتا ہے"[1] اور اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ شہادت بلا واسطہ ہو کہ قراینی۔ اس کے قابل ادخال نہ ہونے کی شرط مقدم یہ ہے کہ از روئے قانون اصل اور شہادتی واقعے میں (آخری ہو کہ درمیانی) ایک صاف وعلانیہ تعلق ہونا چاہئیے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کوئی لازمی تعلق ہونا چاہئیے ——— اس سے تو تمام قیاسی شہادت ناقابل ادخال ہو جائے گی ——— بلکہ اس سے ایسا تعلق ہونا مراد ہے کہ جو معقول ہو اور خفی وخیالی نہ ہو۔ اس خصوص میں عدالتی شہادت کی ماہیت بھی اتنی ہی معقول ہو جاتی ہے۔ جتنی کہ بہترین انسان ساختہ قانون کی ہے۔ اور ان لوگوں کے تخیل پر جن کے ہاتھوں میں عنان عدل گستری ہوتی ہے۔ قیود قایم۔ اور بعید قیاسات وخیالی مشابہتوں پر فیصلہ کرنے سے منع کر کے لوگوں کے جان ومال وآزادی کی حفاظت کرتی ہے۔

دفعہ ۹۱: زیر غور اہم اصول کی قدر وقیمت بیان کرنے سے زیادہ آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے۔ قدرتی شہادت میں اصل وشہادتی واقعے کا تعلق وجدان پر چھوڑا جاتا ہے۔ قانونی شہادت میں اس کی جگہ ایک قسم کا قانونی وجدان یا قانونی حاسہ ہوتا ہے۔ جو عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ قدیم مقولہ کہ "تم بہت سی چیزیں قواعد کی بہ نسبت عمل سے زیادہ سیکھو گے" پوری طرح صادق آجاتا ہے[2]۔ اس کی چند صورتیں مثالاً بیان کی جا سکتی ہیں۔ کسی فوجداری مقدمے میں ایک شخص ثالث کا جو بطور گواہ پیش نہ کیا گیا ہو اقبال جرم کہ اصل مجرم وہ خود ہے۔ اور ملزم معصوم ہے۔ گو قدرتی وقعت سے یقیناً عاری نہیں ہے۔ لیکن اس کے بعد ملزم سے

[1] مقولات قانونی مصنفہ بیکن۔ قاعدہ (۱)۔

[2] انسٹی ٹیوٹ جلد ۴ صفحہ ۵۰۔

اس کا تعلق نہ ہونے اور سازش و جعلسازی کے علانیہ خطرے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہوگا[1]۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی ڈائری میں لکھے کہ وہ مجھے پانچ پونڈ دیتا ہے۔ تو یہ اس کے خلاف معقول شہادت ہے کہ وہ میری اتنی رقم کا قرضدار ہے۔ حالانکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ اس کو غلطی ہوئی ہو۔ لیکن فرض کیجئے کہ وہ لکھے کہ میں اس کو پانچ پونڈ دیتا ہوں تو یہ بیان گو ممکن ہے کہ بالکل صحیح ہو میرے خلاف شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق نہ ہونا ظاہر ہے[2]۔ نیز ملزم کا برا چال چلن یا برا نام اس کے خلاف اگرچہ قوی اخلاقی شہادت ہے۔ لیکن قانونی شہادت نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ اپنے اچھے چال چلن کی شہادت الزام کی جوابدہی میں پیش نہ کرے[3]۔ یہ اصول اس معقول مصلحت کی بنا پر ناگزیر ہے کہ بدترین مجرم پر بھی مقدمہ انصاف اور بلا کسی طرف داری کے چلانا چاہیے۔ اسی طرح کسی شخص کی صورت اور اس کا قیافہ۔ اس کے چال چلن اور خصلت کے اکثر اچھے مترجم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو اس کے خلاف بطور قانونی شہادت کے منظور نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ وہ منظور کئے جاتے ہیں۔ بجز اس کے کہ جب وہ گواہ ہوتا ہے تو اس کے طرز اور ڈھنگ سے اس کے اعتبار پر اثر پڑتا ہے[4]۔

دفعہ ۹۲: لیکن کیا کسی واقعے کو جس کا اثر امر تنقیح طلب پر بالواسطہ ہو بطور قرائنی شہادت کے منظور کرنا یا خیالی شہادت سمجھ کے مسترد کر دینا چاہیے۔ اکثر نہایت ہی مشکل سوال ہوتا ہے۔ شاید ایک معیار یہ ہو کہ یہ دیکھا جائے کہ شہادت کے متعدد اجزا

---

[1] ملک بنام گرے۔ ایرش سرکوٹ رپورٹس (Irish Circuit Reports) ۶۷۔

[2] اسٹار بنام اسکاٹ ۶ کیارنگٹن و پین رپورٹس صفحہ ۲۲۱۔ اسمتھ بنام اینڈرسن ۷ کامن بنچ ۲۱۔

[3] اس مضمون پر پوری طرح غور ملک بنام راوٹن میں کیا گیا ہے۔ ۳۴ لا جرنل انگلش مجسٹریٹس کیس ۵۷۔

[4] بعض فرانسیسی قانون دانوں کی رائے تھی کہ ان کو قابل ادخال شہادت قرار دینا چاہیے۔ "ملزم کی بری صورت و شکل اور بدنامی و بری شہرت بھی وہ علامات ہوتی ہیں جن کا لحاظ کرنا چاہیے۔ کیونکہ بطور علامت کے ان کی شہادتی وقعت بہت ہوتی ہے۔" "کتاب شہادت" مصنفہ بانتھے دفعہ ۲۷۵۔ گواہ کے طرز

جو پیش ہوئے ہیں وہ فیصلے کی بنیاد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ صحیح قرائنی شہادت کے سلسلے کی یہ خاصیت ہے کہ اس کی ہر کڑی چاہے کتنی ہی غیر قطعی ہو۔ تمام کڑیوں کو ملا کر دیکھنے سے امر تنقیح طلب ثابت ہو جاتا ہے۔ اور اکثر نہایت ہی یقینی طور پر۔ فرض کیجیے کہ تیز ہتھیار۔ سے قتل کے ایک مقدمے میں کوئی عینی مشاہد نہ ہوں لیکن ملزم کے خلاف مجرمانہ واقعات یہ ظاہر ہوں۔ کہ (۱) کچھ عرصے قبل اس نے متوفی سے جھگڑا کیا تھا۔ (۲) وہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ متوفی سے وہ ضرور بدلا لے گا۔ (۳) قتل سے چند روز پہلے ملزم نے ایک تلوار یا چاقو خریدا جو نعش کے پاس پایا گیا۔ (۴) قتل کے کچھ ہی بعد وہ موقع واردات کے پاس اور وہاں سے آتے ہوئے دیکھا گیا۔ (۵) ایسے نشانات جو اس کے جوتوں سے منطبق ہوتے تھے۔ نعش کے قریب پائے گئے۔ (۶) قتل کے بعد اس کے جسم پر خون پایا گیا۔ (۷) اس کے بعد ہی اپنے گھر سے غیر حاضر ہو گیا۔ (۸) اس نے اس امر کے متعلق کہ قتل کے دن وہ کہاں تھا۔ متغائر بیانات دیے۔ ان کڑیوں میں سے ہر کڑی کی کمزوری اگر صرف اسی پر غور کیا جائے تو صاف ثابت ہے۔ لیکن متفقہ طور پر ان سے ملزم کے خلاف نہایت ہی قوی مقدمہ قایم ہو جاتا ہے۔ اب فرض کیجئے کہ مذکورۂ بالا سلسلۂ واقعات کے بجائے ذیل کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ (۱) ملزم بڑے چال چلن کا شخص تھا۔ (۲) وہ ایک ایسی جماعت کا رکن ہے جس کو انسانی زندگی کی پروا نہیں اور جو قتل کی عادی ہے۔ (۳) ایک سابقہ موقع پر وہ ایک دوسرے شخص کے قتل کے الزام میں سزا پاتے پاتے بچ گیا۔ (۴) اس کی قوم میں اور متوفی کی قوم میں بہت ہی حسد و کینہ تھا۔ (۵) موخر الذکر کے ایک شخص کو ایک سال پہلے اسی جگہ اول الذکر کے ایک شخص نے بالکل اسی طرح قتل کیا تھا۔ (۶) قاتل نے متوفی کا سرقہ بھی کیا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ بہ اور ڈھنگ پر دیکھئے نیچے دفعہ ۱۰۰۔

۱؎ یہ لفظ قانون ترمیم قانون تعزیرات میں استعمال ہوا ہے۔ (۱۸۶۷ء ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۶)۔

اور ملزم کے متعلق یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ بہت لالچی ہے۔ (۷) نیند میں اس کو ایسے الفاظ کہتے ہوئے سنا گیا۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہی قاتل ہے[1]۔ (۸) اس کے تمام ہمسایے اسی کو قاتل سمجھتے ہیں یا فرض کیجئے کہ یہ مقدمہ ایسا ہو جس میں کہ عوام کو دلچسپی ہو۔ اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوان بادشاہ کے پاس عرضداشت بھیجے ہوں۔ جن میں اس کو مجرم تصور کر لیا گیا ہو۔ ان اور ان جیسے واقعات سے چاہے ان میں کتنا ہی اضافہ کیا جائے۔ وہ معقول یقین پیدا نہیں ہوتا۔ جس پر عمل کرنے ہی میں سلامتی ہے۔ اور اسی لیے ان میں سے کوئی واقعہ بھی بطور قانونی شہادت کے قبول نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۹۳ : یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے اور در اصل بنتھم کی کتاب "عدالتی شہادت" اسی تصور پر مبنی ہے کہ مذکورۂ بالا جیسے اخراجی قواعد سے بہت سی قیمتی شہادت کلیتًہ ضایع ہو جاتی ہے[2]۔ اگر یہ واقعہ ہو بھی تو واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دے کر عدالتوں کی صوابدید پر بندشیں لگانے کے دلایل سے جن کو بیان کر دیا جا چکا ہے۔ اس شر کی کافی تلافی ہو جائے گی[3]۔ لیکن اس امر پر احتیاط سے غور کرنے سے ظاہر ہو گا کہ زیر بحث شہادت کا اغراض انصاف کے لیے تلف ہو جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ آخری فیصلے کی بنیاد بطور۔ گو وہ کتنی ہی خطرناک اور ناقابل اطمینان ہو۔ لیکن بطور علامتی شہادت کے وہ اکثر بہت ہی قیمتی ہوتی ہے۔ یعنی بطور ایسی شہادت کے جو بنفسہ قابل ادخال نہیں ہوتی ہے۔ لیکن بہتر شہادت کی علامت ہوتی ہے[4]۔ مثلاً کسوٹی شہادت کو لیجئے۔ جب کوئی گواہ ایسی بات کہنی چاہے جس کو ص ۸۱

---

[1] دیکھیے دفعات ۵۵۱ تا ۵۶۵۔

[2] اس کتاب کو دیکھئے۔ مختلف مقامات پر۔

[3] اوپر دفعہ ۹۰ اور مقدمہ دفعہ ۳۰۔

[4] "علامتی شہادت" کے الفاظ کو بنتھم نے اسی معنی میں استعمال کیا ہے۔ دیکھئے عدالتی شہادت جلد اصفحہ ۲۷۔

اس سے الف نے بیان کیا تھا۔ تو عدالت اس کو روک دے گی۔ تاہم وہ شہادت کے ایک صحیح ماخذ الف کا پتا دیتا ہے۔ جس کی گواہی لی جا سکتی۔ یا جس کو گواہی دینے کے لیے طلب کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جو اقبال جرم۔ وعدۂ رحم۔ یا خوف سزا کی بنا پر حاصل کیا جائے وہ قانوناً ناقابل ادخال ہوتا ہے۔ لیکن جو واقعات اس اقبال جرم کی وجہ سے دریافت ہو جائیں مثلاً مال مسروقہ کی برآمدگی وہ اچھی قانونی شہادت ہوتے ہیں[1]۔ نیز کوئی شخص بھی کسی گمنام خط کو کسی ایسے فریق کے خلاف جس پر اس کے کاتب ہونے کا شبہہ نہ ہو قانونی شہادت نہیں سمجھے گا۔ لیکن ایسے خطوط کے اطلاعات سے کبھی کبھی اہم دریافتیں ہوئی ہیں۔ مرتکبین جرائم کا سراغ لگانے میں بھی خیالی شہادت اکثر بیحد اہم ہوتی ہے۔ اور اس سے نہایت قابل اطمینان ثبوت ملے ہیں۔ جو بعض وقت یقینی ثبوت یا برہان قطعی کی حد تک پہنچ گئے۔ تاہم زیادہ تر تحقیقاتی کارروائیوں ہی میں ـــــ مثلاً کرونر کی تحقیقاتِ اموات ناگہانی میں یا نظمائے امن کی تحقیقاتی کارروائیوں میں جن کے روبرو چالانات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور ایسی ہی دوسری کارروائیوں میں ـــــ علاماتی شہادت کے فواید بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ گو یہ عدالتیں بھی ان پر عمل نہیں کر سکتی ہیں۔

دفعہ ۴۹: قواعد شہادت عام طور پر دیوانی اور فوجداری کارروائیوں میں ایک ہی ہوتے ہیں[2]۔ اور یکساں طور پر بادشاہ و رعایا چالان کنندہ و ملزم۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور کتاب ۶ باب ۱۱ دفعہ ۴۔ نیز ان کی کتاب اصول ضابطۂ عدالت وغیرہ ("Principles of judicial Procedure etc.") باب ۱۱ دفعہ ۱۔ اور ۳۔ میں ایک جگہ وہ اس کو "شہادت کی شہادت" کہتے ہیں۔ عدالتی شہادت جلد ۳ صفحہ ۵۵۴۔

[1] ملک بنام لاکھارٹ ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۶۵۸۔ ملک بنام وارک شل۔ ایچ کامن لا ۲۶۳ ملک بنام گولڈ ھ کیا رنگٹن و پین (Carring ton and Payne) ۳۶۴

[2] ملک بنام برڈٹ ۴ بارن ول اور اڈالفس رپورٹس (Barnwall & Adolphus Reports) ۹۵

مدعی و مدعی علیہ۔ وکیل و موکل پر قابل پابندی ہوتے ہیں۔ تاہم چند مستثنیات بھی ہیں مثلاً نظریۂ امر مانع تقریر مخالف کا دائرۂ عمل دیوانی کارروائیوں میں زیادہ بڑا ہے[1]۔ اسی طرح ملزم کم سے کم جب اس کی جانب سے کوئی وکیل نہ ہو تو اپنی جوابدہی کو اپنے بے دلیل بیان واقعات پر منحصر رکھ سکتا ہے۔ اور جوری غور کرے گی کہ اس کے بیان کو کیا وقعت دینی چاہئے[2]۔ برخلاف اس کے دیوانی مقدمات میں جوری کے سامنے کوئی ایسا امر بیان نہیں ہونا چاہئے۔ جس کو شہادت سے ثابت کرنے کا ارادہ نہ ہو[3]۔ نیز قیدیوں کے اقبال جرم یا دوسرے مضر ذات بیانات نامنظور کئے جائیں گے۔ اگر وہ نامناسب وعدۂ رحم یا خوف سزا سے حاصل کئے گئے ہوں[4]۔ لیکن ایسے ہی بیانات کے متعلق دیوانی مقدمات میں کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگرچہ قانون کے ان دونوں شاخوں کے اپنے اپنے قیاسات ہیں۔ تاہم بار ثبوت کو منضبط کرنے والے فنی اصولوں پر ان کی تمام باریکیوں کے ساتھ جب کہ وہ ملزمین کے خلاف ہوں عمل نہیں کیا جا سکتا[5]۔ ص ۸۲

دفعہ ۹۵ : لیکن دیوانی اور فوجداری کارروائیوں میں شہادت کے اثر کے متعلق ایک نمایاں اور مستقل فرق ہے۔ دیوانی کارروائیوں میں بار ثبوت کا مناسب لحاظ کرنے کے بعد محض رجحان غالب فیصلے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۲۲ رسل دریان ۵۳۹ از بسٹ جسٹس۔ ملک بنام مرفی ۸ کیارنگٹن و پین ۲۹۷، ۳۰۰۔ پلیج بنام سیمپسن ۱۸۳۹ء ۵ میین و ولزبی ۳۰۹۔ ۳۱۲۔ ۵۲ رسل دریان ۳۰۷۔ از پارک جج۔ ۲۵ ہوول اسٹیٹ ٹرائیس ۱۳۱۲۔ ۳۹۔ ایضاً ۶۴۔

[1] نیچے دفعات ۵۲۲۔ ۵۴۶۔

[2] پیچھے دفعہ ۶۳۵۔

[3] اسٹونس بنام دب ۷ کیارنگٹن و پین ۶۰ و ۶۱ ڈنکوب بنام ڈانیل ۸ ایضاً ۲۲۲۔ ۲۲۶۔

[4] نیچے دفعات ۵۲۲۔ ۵۲۴۔

[5] متعدد قانون روداد کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۶۔ ۱۷ اور ہیو ہیرس لارڈ چیف جسٹس کنین (Lord Kenycn C.J) کا قول دیکھئے بمقدمہ ملک بنام ہاڈفیلڈ صفحہ ۲۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائیس ۱۳۵۲۔

کافی اساس ہوتا ہے[۱]۔ لیکن فوجداری کارروائیوں میں خصوصاً جب کہ جرم جس کا الزام لگایا گیا ہو بغاوت یا "جرم سنگین" ہو تو بہت ہی اعلیٰ درجے کا یقین ضروری ہوتا ہے۔ ملزم و معاشرے کے لیے غلط سزا دینے کے نتائج اہم اور بہ نسبت غلط طور پر بری کر دینے کے کہیں زیادہ بُرے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہر دانشمند و مہذب قوم کے قوانین میں یہ اصول وضع کیا گیا ہے۔ گو عملاً اس کو اکثر بھلا دیا جاتا ہے کہ ملزم کے مجرم ہونے کی جو رائے قایم کی جاتی ہے۔ اس کو اخلاقی یقین کا درجہ حاصل ہونا چاہیے[۲]۔ یا جیسا کہ ایک ممتاز جج نے کہا ہے۔ "ایسا اخلاقی یقین حاصل ہونا چاہیئے۔ جس سے عدالتوں کو بحیثیت عقلمند اشخاص تصدیق قلبی حاصل ہو جائے۔ اور کوئی معقول شک و شبہہ باقی نہ رہے[۳]۔" یہاں "اخلاقی یقین" کے الفاظ۔ یقین یا صحیح معنوں میں یقین سے فرق کرتے ہوئے استعمال کئے گئے ہیں[۴]۔ کیونکہ کسی ملزم شخص کے معصوم ہونے کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔ قوی ترین مثال لیجئے۔ اچھے چال چلن اور نام والے متعدد گواہ گواہی دیتے ہیں کہ انھوں نے ملزم کو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ اور ان کی گواہی ہر لحاظ سے باہم متوافق و مضبوط ہے۔ پھر بھی جوری کو اس کے جرم کا یقین دو قیاسات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک یا دونوں غلط ہو سکتے ہیں یعنی ان قیاسات

[۱] پلوڈن ۴۱۲۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ا صفحہ ۱۴۔ الف طبع شانزدہم۔ "شہادت" مصنفہ میک نالی (Mac Nally's Evidence). ۵۷۸۔ کوپر بنام سلیڈا مقدمات دارالامرا ۲ ۷۰۲۔ از روئے جسٹس (Willes j)

[۲] دیکھیے مقدمہ دفعہ ۹۴۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رکن جوری کا نمونہ حلف مذکورۂ بالا فرق کا لحاظ کر کے بنایا گیا ہے۔ دیوانی مقدمات میں اس کو قسم دی جاتی ہے کہ وہ "اچھی طرح اور سچائی سے فریقین کے درمیان جو امر تنقیح طلب ہے اس کو جانچے گا" وغیرہ۔ مگر بغاوت اور جرم سنگین میں اس کا حلف یہ ہوتا ہے کہ وہ "اچھی طرح اور سچائی سے سماعت کرے گا۔ اور ہمارے مقتدر والا مالک بادشاہ اور کٹہرے کے قیدی کے درمیان صحیح فیصلہ دے گا" وغیرہ۔

[۳] پارک جج بمقدمہ ملک بنام اسٹرن۔ اجلاس گرما۔ بمقام سرے ۱۸۲۳ء قلمی نسخہ۔

[۴] مقدمہ دفعہ ۶۔

پر کہ گواہوں کو نہ خود دھوکا ہوا ہے اور نہ وہ اس کو دھوکا دینا چاہتے ہیں[1]۔ اور ایسے اقبال جرم بھی جو نہایت جامعیت و آزادی کے ساتھ دیے گئے تھے کبھی کبھی غلط ثابت ہوئے ہیں[2]۔ اور اگر خود جوری ہی نے ارتکاب جرم کو دیکھا ہو تب بھی اس شخص کے جس کو انھوں نے ارتکاب جرم کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ اور اس شخص کے درمیان جو ان کے روبرو بطور ملزم لایا گیا ہو[3]۔ شناخت و تعین کا سوال رہ جاتا ہے۔ اور شناخت اشخاص ایک ایسا مضمون ہے جس میں بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں[4]۔ قانون کے ان دانشمندی اور انسانیت پر مبنی مقولات کو کہ بری کرنے میں غلطیاں کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے زیادہ اچھا ہے[5]۔ اور یہ کہ بہ نسبت ایک معصوم شخص کے سزا پانے کے بہت سے مجرموں کا چھوٹ جانا بہتر ہے[6]۔ اکثر منقلب کرکے ایسے اشخاص کو بری کر دیا جاتا ہے کہ جن کے مجرم ہونے میں کوئی معقول شبہہ نہیں ہوتا ہے۔ قانون کے دوسرے مقولے بھی ہیں جن کو نہیں بھولنا چاہئے "مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ جرائم بغیر سزا کے نہ رہیں[7]۔ اور یہ کہ جو شخص مجرم کو چھوڑتا ہے معصوم کو خطرے میں ڈالتا ہے[8]۔" ۸۳

دفعہ ۹۶ : نیز نیت کے نفسیاتی سوال کا جس سے افعال کئے جاتے

---

[1] قانونِ دیوانی مصنفۂ ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ مقدمۂ شہادت مصنفۂ پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ دیوانی شہادت مصنفۂ راسکو (Rose Civ. Evid.) صفحہ ۲۵ طبع نہم۔

[2] دیکھئے دفعات ۱۶ م - ۱۳۱ ھ ۔

[3] دیکھئے قلمی نسخہ ۴۹ ہنری ششم ۱۹ الف صفحہ ۲۶ ۔

[4] دیکھئے دفعات ۵۱۰ الف ۵۱۰ - ج

[5] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ۔

[6] ہیل ایضاً صفحہ ۲۸۹ جلد ۲۔ شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸ ۔

[7] جنک سنٹ ۱۔ مقدمہ ۵۹ ۔ نیز دیکھئے کک جلد ۴ صفحہ ۴۵ الف۔

[8] کک صفحہ ۴۵ الف۔ نیز دیکھئے جنک سنٹ ۳ مقدمہ ۵۴ ۔

ہیں۔ دائرۂ عمل بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے فوجداری کارروائیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ اصول کہ "کوئی فعل مجرمانہ نہیں جب تک کہ مجرمانہ نیت سے نہ کیا جائے"[1] تمام قانون تعزیرات میں پایا جاتا ہے۔ گو بعض صورتوں میں بعض افعال سے مجرمانہ نیت کا قیاس کر لیا جاتا ہے[2] برخلاف اس کے دیوانی مقدمات میں ناجائز فعل یا غفلت کی بنا پر ہرجہ حاصل کرنے کے دعووں میں عام طور پر یہ کوئی جوابدہی نہیں ہے کہ مدعی علیہ کی نیت کسی شرارت کی نہیں تھی[3]۔ "فوجداری مقدمات میں ایسے عذرات اور فروگزاشتوں کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ جن کا دیوانی مقدمات میں کوئی لحاظ نہیں ہوتا"[4] مگر اس کے مستثنیات بھی ہیں۔ اور دیوانی مقدمات میں بھی یہ امر کہ کیا کوئی فعل جان کر کیا گیا اہم ہوتا ہے[5]۔ اور بطور ایک عام اصول کے قرار دیا جا سکتا ہے کہ بشرطیکہ کسی شخص کو کوئی فعل کرنے کا قانونی حق ہو تو نیت جس سے وہ یہ فعل کرے غیر اہم ہوتی ہے[6]۔ "جو شخص اپنے قانونی حقوق کے

---

[1] کک برٹلٹن ۲۴۷ ب۔ انسٹی ٹیوٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۷۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس جلد ۴ صفحہ ۱۴۰۳۔ میقات ٹرینٹی از ریمنڈ ۳۲۲۴۔ ۷ ٹائمز رپورٹ ۱۵۹۔ ایسٹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔ کراؤن کیسیس از ڈینسن جلد ۱ صفحہ ۳۸۹۔ جورسٹ جلد ۵۔ سلسلۂ جدید صفحہ ۹۴۹۔

[2] نیچے دفعات ۳۲۴ تا ۳۲۸۔

[3] میقات مکلمیس (Michalmes Term) ۱۶ ایڈورڈ چہارم، کامن بنچ صفحہ ۱۸ قلمی نسخہ۔ ہوبارڈ ۱۳۴۔ میقات ٹرینٹی از ریمنڈ (T. Raym.) ۲۲۴۔ ولس (willes) ۵۸۱۔ ایسٹ (East) جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔ ۱۲ میسن اور ولزبی ۲۲۴۔

[4] معقولات بیکن۔ قاعدہ ۷۔

[5] کک جلد ۴ صفحہ ۱۰ ب ۴۸ بنام برڈٹ ۱۸۴۶ء ۹ کوئینس بنچ ۱۰۱۔ ۲۔ ۲ رسل و ریان ۱۸۹۔ جیکسن بنام اسمتھسن ۱۸۴۶ء۔ ۱۵ میسن اور ولزبی ۵۶۳۔ ۱ رسل و ریان ۶۳۔ کارڈ بنام کیس ۵ کامن بنچ ۶۲۲۔ ہڈسن بنام رابرٹس ۶ ایکسچیکر ۶۹۷۔ ورتھ بنام گلنگ ۲ کامن پلیس (۱)۔

[6] اوکس بنام وڈ۔ ۲ میسن اور ویلزبی ۷۹۱۔ سمنر بنام للی اسٹون ۸ ایکسچیکر ۳۴۱۔ رجوب بنام بیگر خورڈ مارکٹ کمپنی

اندر کوئی فعل کرے اس کے متعلق ناجائز طور پر کرنے کا قیاس نہیں ہوتا[1]۔ تمام معاہدے اسی طرح فریقین کے ارادے پر جس کو یا تو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ یا جس کا حالات کے لحاظ سے قانون قیاس کر لیتا ہے۔ منحصر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۹۷: اور یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اور کس حد تک قواعد شہادت میں رضامندی سے تخفیف کی جا سکتی ہے۔ فوجداری مقدمات میں کم سے کم بغاوت و جرم سنگین میں جج کا یہ فرض ہے کہ یہ دیکھے کہ ملزم کو سزا قانون کے مطابق دی گئی ہے۔ اور اس قانون کے متعلق جو قواعد شہادت ہیں ان کی رو سے ملزم کا یا اس کے وکیل کا کوئی اقبال قابل ادخال شہادت نہیں ہوگا۔ برخلاف اس کے ان قیدیوں کو جن کی جانب سے کوئی وکیل نہیں ہوتا ہے۔ سوالات کرنے اور بیانات دینے میں بہت سی آسانیاں اگر از روئے قانون نہیں تو فی الواقع دی جاتی ہیں۔ اسی طرح کسی رضامندی سے بھی وہ شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جو مصلحت عامہ کی بنا پر ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ مثلاً رموز مملکت وغیرہ۔ نیز دوران مقدمہ کے کسی اقبال سے بھی بعض گواہی کردہ دستاویزات کی تکمیل کو ثابت کرنے کی ضرورت رفع نہیں ہو جاتی گو مقدمے سے پہلے خود دستاویز کا اقبال کر لیا جا سکتا ہے۔ تا کہ اس کے ثبوت کی تکلیف اور اخراجات سے بچا جائے[2]۔ بمتابعت ان اور چند دوسری مستثنیات کے یہ عام اصول کہ "کوئی شخص بھی ایسے حق سے جس کا خود اس کو دعویٰ ہو دست بردار ہو سکتا ہے[3]" تراضی طرفین سے غلطی کالعدم ہو جاتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۳ ڈالفس دائیس ۱۰۱۔ ۴۲ رسل دریان ۳۵۲ آلن بنام فلڈ ۱۸۹۸ء مقدمات مرافعہ صفحہ ۱۔ کوان بنام لیتھم (Quinn v. Leatham) ۱۹۰۱ء۔ مقدمات مرافعہ صفحہ ۵۰۹۔ دیکھئے شہادت انہپ فلپس طبع ششم ۱۹

[1] ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ سطر ۵۵۔

[2] نیچے دفعات ۵۲۵ تا ۵۲۷۔

[3] کک برٹلٹن ۱۹۲ الف۔ ۶۶ - الف ۲۲۳۔ ب۔ ۱۰ اگ ۱۰۱۔ الف انسٹی ٹیوٹ جلد ۲ صفحہ ۱۸۳۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۱۶۔

ہے[1] دیوانی مقدمات سے متعلق شہادت پر بھی اطلاق پاتے ہیں۔ اور عملاً بہت سی ناقابل ادخال شہادت منظور ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ وکیل فریق مخالف یا تو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی منظوری میں اس کے فریق کا فایدہ ہے۔ لیکن یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ جب شہادت کے قابل ادخال ہونے پر کوئی درست اعتراض کیا جائے تو اس کے واپس لینے کی اجازت دینا یا نہ دینا جج کی صوابدید پر منحصر ہے[2]۔

دفعہ ۹۰: اس سوال کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا ہے کہ کیا گواہوں کی ناقابلیت کے متعلق قواعد سے رضامندی کی بنا پر اعتراض کیا جاسکتا ہے مقدمۂ پڈلی بنام ولسلی[3] (Pedley V. Wellesley) میں بسٹ چیف جسٹس (Best, c. j.) نے کہا تھا کہ لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) نے ایک مرتبہ اس کی اجازت دی کہ مدعی کا اظہار اس کی رضامندی سے لیا جائے[4]۔ اور گو بعض ججوں نے اس اجازت کے صحیح ہونے پر شک ظاہر کیا ہے لیکن ان کی رائے میں وہ صحیح ہے ڈیوڈنے بنام پامر[5] (Dewdney v. Palmer) میں ایک گواہ کے مدعی کی جانب سے حلف اٹھانے کے بعد تحریک کی گئی کہ شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ خود اصل مدعی ہے۔ لیکن جج نے

---

[1] کک برنلٹن ۱۲۶ - الف -

[2] باربٹ بنام آلن، اکسچیکر ۶۰۹ -

[3] کیارنگٹن و پین ۵۵۸ - جلد ۳ -

[4] جس مقدمے کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مقدمہ نارڈن بنام ولیمسن (Norden v. Williamson) ہے ٹانٹن (Taunton) جلد ۱ صفحہ ۳۷۸ - اور سی - جی مانسفیلڈ کے بجائے غلطی سے لارڈ مانسفیلڈ لکھ دیا گیا ہے دیکھئے قول پارک بنچ بمقدمۂ باربٹ بنام آلن، اکسچیکر ۶۱۲ -

[5] میسن و ولزبی ۴ ۶۶۴ -

اس کی اجازت نہیں دی۔ اور اس کی قرارداد کو عدالت اکسچیکر نے اس بنا پر برقرار رکھا کہ اعتراض پہلے کرنا چاہیئے تھا یعنی اس وقت جب کہ گواہ کا ابتدائی اظہار اس امر پر لیا جاتا ہے کہ آیا اس کو مقدمے میں ذاتی غرض ہے۔
۸۵ لیکن ایک بعد کے مقدمے جیکبس بنام لے بارن[۱] (Jacobs V. Layborn) میں اسی عدالت نے اس قرارداد کو منسوخ کردیا اور قرار دیا کہ گواہ کی قابلیت پر اعتراض مقدمے کی کسی بھی نوبت پر کیا جاسکتا ہے[۲]۔

دفعہ ۹۹: یہ تمام مقدمات قانون شہادت ۱۸۵۱ء (۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹) کی رو سے فریقین مقدمہ کو گواہی دینے کی قابلیت عطا کرنے کے پہلے کے ہیں۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد اور قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء (۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳) کے پہلے یہ سوال[۳] پیدا ہوا کہ کیا فریقین مقدمہ کی بیویوں میں بھی گواہی دینے کی قابلیت مانی گئی ہے اور کچھ اختلاف رائے کے بعد اس کا جواب نفی میں دیا گیا[۴]۔

دفعہ ۱۰۰: اب ہم انگریزی نظام عدالتی شہادت کے باقی ان دو قابل لحاظ خصوصیات پر غور کریں گے جن کا ذکر اس حصے کی ابتدا میں کیا گیا ہے[۵]۔ یعنی گواہوں کا زبانی اظہار اور عدالتی کارروائیوں کا علانیہ

---

[۱] امین دو لزبی ۸۵ ایلکن بارک بنچ کے تیسرے کو مقدمہ یارڈلے بنام آرنالڈ ۱۰ امین و ولزبی صفحہ ۲۰۵ امیں دیکھئے۔
[۲] دیکھئے مقدمہ ملک بنام وایٹ ہڈ ۳ لا جرنل مجسٹریٹ کیس (L. J. M. C.) ۱۸۹۔
[۳] جس کی رو سے شوہر و زوجہ دیوانی مقدمات میں ایک دوسرے کی جانب سے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں گواہی دینے کے قابل ہو گئے دیکھئے نیچے دفعات ۱۷۹ تا ۱۸۲۔
[۴] دیکھئے اسٹاپلٹن بنام کرافٹس ۱۸ کوئنس بنچ ۳۶۷۔ باربٹ بنام آلن ۱ اکسچیکر ۱۶۹ اور میاکنیل بنام ایلکن ۱۷ جورسٹ صفحہ ۶۶۱۔
[۵] دیکھیے دفعہ (۸۰)۔

ہونا اور مشتہر کیا جانا۔ ہمارا قانون شہادت دوسرے نظام ہائے شہادت سے صداقتِ شہادت کے تحفظات اور ضمانتوں میں عام مشابہت رکھتا ہے۔ مثل ان کے اس کی بھی صداقت کی سیاسی تہدیدیں حلف یا اقرار صالح ہیں۔ اس کے بھی پہلے سے مقرر کردہ شہادت کے ضابطے ہیں۔ ناقابلیت گواہان کے متعلق اس کے قواعد ہیں۔ اور بعض صورتوں میں اس کے قواعد کی رو سے بھی تعدد گواہان ضروری ہے۔ لیکن گواہوں کی دروغ اور غلط بیانیوں پر تمام بندشوں میں سب سے زیادہ موثر وہ ہے۔ جس کی رو سے ان کی شہادت زبانی دوسرے فریق کی موجودگی میں جس کے خلاف وہ پیش ہوتے ہیں۔ دی جاتی ہے۔ اور اس فریق کو ان پر "جرح" کی یعنی اپنے حسب صوابدید اپنے مقدمے کے لیے مفید سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ کسی بیان کے صداقت کے بڑے معیار یہ ہیں کہ اس کے مختلف اجزا میں توافق ہو اور امور بیان کردہ ممکن و اغلب ہوں[1]۔ سرے سے غلط قصے بہت کم کہے جاتے رہیں[2]۔ کسی امر پر جھوٹا رنگ غلط بیانی سے بعض امور کو ترک کرنے اور بعض کو اضافہ کرنے سے چڑھایا جاتا ہے۔ اور صرف اطراف کے حالات کی مکمل اور دور رس تحقیق ہی سے پوری صداقت ظاہر کرائی جا سکتی ہے۔ اور گو جو سوال عدالت کرتی ہے۔ ان سے اکثر بہت ہی قیمتی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ اور گو گواہ کے بیان کردہ قصے میں خود کوئی ایسی مغائر یا غیر اغلب بات ہوتی ہے جو کل قصے کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ہم جھوٹ کے پکڑنے کے بہترین مواد کے حصول کی زیادہ تر توقع اسی فریق سے کر سکتے ہیں جس کے خلاف گواہی دی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ اسی کو جھوٹ کے ظاہر کرنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔ اور واقعات سے جیسا کہ وہ در اصل واقع ہوئے

---

[1] متقدمہ دفعہ ۲۴۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۶۔

صلہ^ تھے۔ وہی سب سے زیادہ واقف بلکہ اکثر صرف وہی واقف ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے چونکہ ایک سوال کے جواب پر اکثر دوسرا سوال سوجھتا ہے۔ کسی جھوٹے گواہ کے لیے یہ امر نہایت ہی دشوار ہوتا ہے کہ وہ اپنے قصے کو ایسا بنا کر لائے کہ وہ ہر سوال کے لیے جو اچانک کیا جائے۔ برابر موزوں ہو[1]۔

دوسری بڑی روک ہماری عدالتی کارروائیوں کا علانیہ ہوتا ہے۔ ہماری عدالت ہائے انصاف سب کے لیے کھلی ہیں۔ اور فوجداری مقدمات میں تو اعلان کے ذریعے سے تماشا بینوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اگر ملزم سے متعلق ان کے پاس کوئی شہادت ہے تو اس کو پیش کریں۔ اس طریقے کے فواید بہت ہیں۔ ایک ایسے مصنف[2] جن کا اس کتاب میں بار بار حوالہ دیا گیا ہے کہتے ہیں کہ "بہت سی صورتوں میں یا کہیے کہ اکثر صورتوں میں (تمام صورتوں میں سوائے ان صورتوں کے جن میں گواہ جھوٹ پر کمر باندھ کر کامل یقین کے ساتھ ہر اس شخص سے یقیناً واقف ہو جائے۔ جو اس کے مجوزہ بیانات کی ممکنہ طور پر تردید کر سکتا ہو) گواہوں کے اظہار یا بیانات کا علانیہ ہونا جھوٹ اور غلطیوں پر بندش کا کام دیتا ہے۔ وہ چونکہ اپنے کو ہزاروں آنکھوں سے گھرا ہوا دیکھتا ہے۔ اس کو محسوس ہوتا ہے کہ جہاں وہ جھوٹا قصہ کہنے کی جرأت کرے۔ ہزاروں زبانوں سے اس کی مخالفت کی جائے گی۔ بہت سے پہچانت کے چہروں اور ہر اجنبی چہرے میں اس کو پکڑے جانے کا ایک ممکن ماخذ نظر آتا ہے۔ اور اسی وجہ سے جس سچ کو وہ دبانے کی کوشش کرتا ہے کسی غیر معلوم جگہ سے ظاہر ہو جاتی

لہ۔ گواہوں پر سوالات کرنے کے قانون عمومی کے طریقے کے فواید بہ نسبت اس طریقے کے جو قانون روما اور کلیسائی قانون میں اور سابق میں ہمارے بھی کلیسائی و نصفتی عدالتوں وغیرہ میں رائج تھا بنتھم نے اپنی کتاب عدالتی شہادت کی تیسری جلد میں قابلیت سے بتلائے ہیں۔

۲ہ بنتھم کی کتاب عدالتی شہادت جلد ا صفحہ ۵۵۲۔ اسی کی کتاب جلد ۲ باب ۱۰ دفعہ ۲ دیکھیے جس میں عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے فواید کو نہایت وضاحت سے بتایا گیا ہے۔

اور اس کو حیران و پریشان کر دیتی ہے۔[۱]

جیسا کہ اچھی طرح معلوم ہے اس خصوص میں رومی قانون[۲] اور کلیسائی قانون کا عمل ہمارے عمل سے کلیتہً جدا ہے جج یا کوئی عہدہ دار عدالت گواہوں کا اظہار تنہائی میں لیتا ہے۔ اور ان کے اظہارات کو ترتیب دے کر اس عدالت کو جہاں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ بھیجدیتا ہے اور یہی نظام چند ترمیمات کے ساتھ ہمارے عدالت ہائے انصاف میں قوانین محکمہ جات عدالتی سے پہلے رائج تھا[۳]۔ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں رہی ہے۔ جو ہمارے قانون عمومی کے نظام کو بہت برا کہتے ہیں۔ اور استدلال کرتے ہیں کہ تحریری اظہارات راز میں لینا ہی عین انصاف ہے۔ لیکن جب ان کے تمام دلایل کی جانچ کی جاتی ہے تو خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ یہ دانشمندی ہے کہ اتفاقی و استثنائی شر سے بچنے کے لیے یقینی و مستقل خیر کی قربانی کردی جائے۔ ۸۵ وہ کہتے ہیں کہ جب گواہوں کو اپنے جوابات کی توضیح کرنے کہا جاتا ہے۔ اور ایک سوال کے بعد دوسرا سوال کیا جاتا ہے۔ تو ایک جھوٹا گواہ اپنے جوابات کو حالات کے موافق کر سکتا ہے۔ اسی لیے گواہ کو جسے غلط سمجھا گیا ہو

---

[۱] سنہ ۱۸۴۸ء کے دو تعزیراتی قانون۔ قانون جرایم قابل چالان (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲) اور قانون تحقیقات سرسری (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳) عدالتی کارروائیوں کے مشتہر کیے جانے کے متعلق قابل لحاظ طور پر مختلف ہیں۔ پہلے میں دفعہ ۱۹ کی رو سے حکم ہے کہ وہ مقام جہاں نظما مقدمہ سپرد کرنے سے پہلے ملزم کے خلاف بادی النظری شہادت ہونے کی ابتدائی تحقیقات کرتے ہیں وہ "کھلی عدالت" نہیں ہوگا اور دوسرے کے دفعہ ۱۲ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ مقام جہاں نظما خود سزا سناتے ہیں کھلی عدالت ہوگا۔

[۲] سول لا (رومی قانون) سے مراد قانون روما کی وہ شکل ہے جو براعظم یورپ میں صدیوں رائج رہا۔ قدیم رومی عمل کافی بڑی حد تک ہمارے عمل سے مشابہ تھا۔ دیکھئے قوانین ۱۵-۱۶۔ "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ سطر ۱۔ دفعات ۳ و ۴ (Inst orat.) مصنفہ کوئنٹلیس کتاب ۵ باب ۷۔ اور ڈیوٹس کی کتاب اصول قانون کلیسائی جلد ۲۔ کتاب ۳۔ عنوان ۹ دفعات ۱۷ و ۱۸ طبع پنجم۔

[۳] دیکھیے دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۵۔ جہاں ان ترمیمات کو نقل کیا گیا ہے۔

موقع نہ دو کہ عدالت و سوال کنندہ کے روبرو اپنے کو صحیح کر سکے ۔۔۔ گ
صحیح ہو کہ تمام اشخاص زبان پر قادر نہیں ہوتے۔ اور ہمارے قابل ترین اشخاص
بھی اکثر اپنے خیالات کی ترجمانی صحیح طور پر نہیں کرتے ہیں ۔۔۔ نیز ایک ایما
مگر خائف۔ یا کمزور دل کا گواہ اپنے موقع کی ندرت سے اتنا متاثر ہو سکتا
یا اپنے جرح کنندہ سے اتنا دب سکتا ہے کہ گواہی دینے کے قابل نہ رہے
یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود اس سے اس کی تردید کرائی جائے۔ اسی لیے رو د
و نفسیاتی قانون کے عمل کے حامی کہتے ہیں۔ کہ شرم کے اس احساس کو جو لوگو
میں اس جھوٹ کے کہنے سے اکثر روکتا ہے۔ جس کو وہ بغیر شرمائے خلوت
میں کہہ دیتے ہیں۔ تمام گواہوں کے قلوب سے جو عدالت ہائے انصاف
میں آتے ہیں مٹا دینا چاہیئے۔ اور ہم کو اس نامعلوم روشنی کو بھی بند کر دینا چ
جو گواہوں کے طرز عمل سے ہر قسم کی زبانی گواہی پر پڑتی ہے۔ بہت ہی
تجربے سے بھی یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ گواہ کہتا ہے وہ بہ نسبت اس کے طرز
ڈھنگ کے بہت ہی کم اہم ہوتا ہے۔ نیز جب جرح کے صبر آزما ہونے
سے انصاف کو شکست ہوتی ہے تو یہ قصور رنج کا ہوتا ہے۔ جس کا ذ
تھا کہ گواہ کا دل بڑھاتا۔ اور اس کو اطمینان دلاتا۔ اس کے علاوہ گواہ کو د
درستانا۔ اس کے اعتبار کو ساقط کرنے سے بالکل جدا ہی امر ہیں۔ ہم کو یا
رکھنا چاہیئے کہ جرح۔ جج و جوری کی موجودگی میں کی جاتی ہے۔ جو یہ معلوم کر
کے لیے ہوشیار بیٹھے رہتے ہیں کہ آیا گواہ کی گھبراہٹ اور اس کا تذبذب
جھوٹی شرم یا غلطی کی وجہ سے ہے یا جھوٹ کی وجہ سے۔ خلوت میں اظہ
لینے کے اکثر فائدے (اس کے خطرات کے بغیر) گواہوں کا اظہار ایک دو
کی سماعت سے باہر لینے سے حاصل ہو جاتے ہیں ۔۔۔ اور یہ ایسا عمل
جس کو قانون عمومی کی عدالتیں جب گواہوں میں سازش کا شبہہ ہوتا ہے
یا ایک کی گواہی سے دوسروں پر خطرناک اثر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے
ہمیشہ اختیار کرتی ہیں۔

دفعہ ۱۰۱ : لیکن وہ اصول جس کی رو سے مقدمے کے وقت گواہوں ک

موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ گو کتنا ہی قیمتی ہو۔ تمام حالات میں اس پر سختی سے عمل کرنے سے انصاف میں خلل ہوگا خصوصاً یہ خلل ان مقدمات میں واقع ہوگا جن میں گواہ کی سمندر پار غیر حاضری سے اس کی موجودگی عملاً یا بعض وقت قطعاً غیر ممکن ہوتی ہے۔ یا تو اس اصول کی مسلسل متابعت کی برائیوں کی وجہ سے جو گو اول زمانے میں کم محسوس ہوتے تھے یا اس وجہ سے کہ ہمارے قدیم قانون دانوں نے شہادت پر نسبتۂ کم توجہ کی۔ یہ یقینی امر ہے کہ قانون عمومی نے اس موضوع پر بہت ہی کم۔ بلکہ کچھ بھی احکام وضع نہیں کئے۔ لیکن جدید قانون سازی کی رو سے بہت اصلاحات ہوئی ہیں۔ اسکاٹ لینڈ سے اتحاد۔ اور ہماری ہندوستانی سلطنت کے کامل قیام کے بعد۔ قدیم نظام کے خامیوں کی برائیاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ ان سے اعراض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اور قانون ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۳ جارج سوم باب ۶۳) میں بہت سے احکام اس مقصد سے وضع کئے گئے۔ پہلے تو یہ قرار دیا گیا[1]۔ کہ جرائم خفیف کے لیے تمام ایسے قابل چالان مقدمات میں جن کا ارتکاب ہندوستان میں کیا گیا ہو۔ اور جو عدالت کنگز بنچ میں رجوع کیے جائیں عدالت مستغیث یا مدعی علیہ کی جانب سے درخواست پر حکمنامہ تحکمی کے ذریعے سے ہندوستان کے چند ججوں کو جن کا ذکر اس حکمنامے میں ہوگا حکم دے گی کہ گواہوں کے اظہار۔ اور ان مقدمات کے چالانات میں لگائے ہوئے الزامات کے متعلق شہادت حاصل کرنے کے لیے عدالت کا ایک اجلاس کرے۔ جس میں گواہوں کا اظہار زبانی ہوگا۔ اور عوام کے سامنے لیا جائے گا۔ اور بعد میں ان اظہارات کو عدالت کا حلف اٹھایا ہوا عہدہ دار لکھے گا اور عدالت کنگز بنچ کو روانہ کرے گا۔ جہاں وہ قابل ادخال شہادت ہوں گے۔ پڑھے جائیں گے۔ اور ان کے متعلق سمجھا جائے گا کہ وہ اتنی ہی اچھی اور قابل ادخال شہادت ہے کہ گویا گواہوں کا اظہار

[1] دفعہ ۴۰۔

عدالت کنگز بنچ ہی میں لیا گیا۔ اور ایک بعد کے دفعہ[1] کی رو سے حکم دیا گیا کہ جب کوئی شخص ملک معظم کی کسی عدالت موقوعۂ ویسٹ منسٹر میں کوئی نالش کرے۔ جس کی بنا ہندوستان میں پیدا ہوئی ہو۔ تو یہ عدالتیں درخواست دیے جانے پر ایسے ہی حکمنامے انھیں ججوں کے نام گواہوں کے "حسب مذکورۂ بالا" اظہار وغیرہ کے لیے جاری کریں گی۔ اور یہ اظہار اسی طرح مقدمے کی اس ملک میں سماعت کے وقت پڑھے وغیرہ جائیں گے۔
ایک دوسرے دفعہ کی رو سے[2] یہ حکم ہے کہ "کوئی ایسے اظہارات جو اس قانون کی متابعت میں لیے اور روانہ کیے جائیں گے۔ کسی ایسے مقدمے میں جس کی سزا موت ہو قابل ادخال شہادت نہیں ہوں گے۔ سوائے ایسے ان مقدمات کے جو پارلیمنٹ میں رجوع کیے گئے ہوں۔"

دفعہ ۱۰۲: یہ ظاہر ہے کہ یہ قانون خامیوں کی اصلاح میں بہت دور رس نہیں تھا۔ اور بہت سے دوسرے قوانین ایسے ہی احکام کے ساتھ ــــ مثلاً ۴۲ جارج سوم باب ۸۵ اور یکم جارج چہارم باب ۱۰۱ ــــ وقتاً فوقتاً چند خاص قسم کے مقدمات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وضع ہوتے گئے۔ لیکن کوئی عام طور پر موثر احکام۔ قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۳۱ء (یکم ولیم چہارم باب ۲۲) کے وضع ہونے تک نہیں بنائے گئے۔ اس قانون کا عنوان یہ تھا کہ "قانون جس کی رو سے قانون کی عدالتوں کو سوال بندوں یا اور طریقے سے گواہوں کے اظہار لینے کا اختیار ہوگا۔" پہلے دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا کہ گواہوں کے اظہار سے متعلق تمام وہ اختیارات جو قانون ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۷۷۲ء (۱۳ جارج سوم باب ۶۳) کی رو سے حاصل تھے تمام نوآبادیات کو جو خارجہ ممالک میں ملک معظم کی قلمرو میں داخل ہوں۔ ۸۹

[1] دفعہ ۴۴۔
[2] دفعہ ۵۴۔

اور وہاں کی مختلف عدالتوں کے ججوں کو بھی حاصل رہیں گے اور ان تمام نالشات سے متعلق ہوں گے۔ جو ویسٹ منسٹر کی کسی قانونی عدالت میں دائر کئے جائیں گو بنائے دعویٰ کسی ملک میں پیدا ہوئی ہو۔ اور گو وہ اس ملک کی عدالت کے حد اختیار سماعت کے اندر پیدا ہوئی ہو۔ جس کے ججوں کو کمیشن بھیجا جائے گا یا کہیں اور ــــــ مگر یہ ظاہر ہونا ضروری ہے کہ ان امور کے لیے جن کی بابت حکمنامے کی درخواست دی گئی ہو۔ گواہوں کا اظہار بذریعۂ کمیشن اغراض عدل گستری کے لیے ضروری یا مناسب ہے۔

دفعہ ۱۰۳ : قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۳۱ء میں اور بھی احکام ہیں۔ جو اس سے زیادہ اہم اور وسیع ہیں۔ دفعہ (۴) کی رو سے عدالتوں اور ججوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ فریقین مقدمہ میں سے کسی کی درخواست پر ناظر عدالت یا کسی اور شخص کے روبرو جس کا ذکر حکمنامے میں ہوگا۔ سوال بندوں یا اور طریقے پر ایسے گواہوں کا جو عدالت کے حد اختیار سماعت کے اندر ہوں۔ اظہار حلفی لینے کا حکم دیں یا یہ حکم دیں کہ گواہوں کا اظہار سوال بندوں یا اور طریقے پر لینے کے لیے کوئی کمیشن حد اختیار سماعت سے باہر کسی مقام کو بھیجا جائے۔ اور اسی حکم یا بعد کے کسی حکم کے ذریعے سے ایسے اظہار کے وقت مقام۔ اور طریقے کے متعلق ہدایات دیں[لہ]۔ گواہوں کے اظہار کے متعلق حکم ہے کہ وہ حلفی ہوگا۔ یا ان صورتوں میں جن میں قانون اجازت دیتا ہے۔ اقرار صالح پر مبنی ہوگا۔ اور جو اشخاص جھوٹی شہادت

لہ۔ اس دفعہ کو اطلاق دیتے وقت عدالت بعض سوال بندوں کو نامنظور کرے گی۔ اگر ان کی وجہ سے اس کی رائے میں کوئی گواہ کمیشن کے روبرو گواہی دینے سے باز رہے گا یا کمیشن کی منظوری کے بعد۔ اور اس کی تعمیل سے پہلے وہ ایسے جوابی سوال بندوں کو بھی نامنظور کرے گی جو اس کی دانست میں نامناسب ہوں اسٹاکس بنام ایلس ۸۔ کوئیس بنچ ۴۵۴۔

دیں وہ دروغ حلفی کے مرتکب سمجھے جائیں گے[۱]۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گواہوں کے اظہار لینے کے اس اختیار کا بیجا استعمال ہو۔ قانون عمومی کے باضابطہ عمل کو منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا گیا[۲] ہے کہ کوئی اظہار حلفی جو اس قانون کی متابعت میں لیا جائے کسی مقدمے کی شہادت میں پڑھا نہیں جائے گا۔ بغیر اس فریق کی منظوری کے جس کے خلاف وہ پیش کیا جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ (۱) اظہار دینے والا عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہے یا فوت ہو گیا ہے یا دایم المریض ہونے یا کسی مستقل عارضے کی وجہ سے مقدمے کی پیشی پر حاضر نہیں ہو سکتا ہے۔ اور (۲) یہ کہ ملزم اظہار کے وقت موجود تھا۔ اور اس کو اظہار دینے والے پر جرح کا موقع حاصل تھا۔ اور یہ دوسرا حکم ایک طویل اور پیچیدہ ترمیمی قانون[۳] کی رو سے اس ترمیم سے محدود کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر ملزم کو اظہار کی اطلاع تھی۔ اور جرح کا موقع مل سکتا تھا تو یہ کافی ہوگا:

دفعہ ۱۰۴ : اس خصوص میں اور مزید اصلاحات قانون شہادت ۱۰

بذریعۂ کمیشن ۱۸۵۹ء (۲۲ وکٹوریا باب ۲۰) کی رو سے کی گئیں اور اب عالیہ عدالت کے قواعد کی رو[۴] سے یہ حکم دینے کے بعد کہ کسی مقدمے کی سماعت یا کسی ہرجانہ کے تعین کے وقت فریقین میں کسی معاہدے کی عدم موجودگی کی صورت میں گواہوں کا اظہار کھلی عدالت میں زبانی لیا جائے گا۔ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ:۔

"عدالت یا جج کسی وقت کافی وجہ کی بنا پر حکم دے سکتا ہے کہ کوئی خاص

---

[۱] دفعہ ۷۔

[۲]۔ دفعہ ۱۰۔

[۳] ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۶۔

[۴] قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۷ قاعدہ ۱۔

واقعہ یا واقعات حلف نامے کے ذریعے سے ثابت کئے جائیں یا یہ کہ کسی گواہ کا حلف نامہ کسی مقدمے یا سماعت کی نوبت پر ایسے شرائط کی پابندی کے ساتھ جو عدالت مناسب سمجھے پڑھا جائے۔ یا یہ کہ کسی گواہ کا بیان جس کی عدالت میں حاضری کو عدالت کافی وجوہات کی بنا پر غیر ضروری سمجھے سوال بندوں یا اور طریقے پر کسی کمشنر یا اظہار لینے والے کے روبرو کیا جائے۔ بشرطیکہ جب عدالت یا جج کو یہ معلوم ہو کہ فریق ثانی نیک نیتی سے کسی گواہ کی عدالت میں حاضری جرح کے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ تو کوئی حکم ایسے گواہ کا بیان بذریعۂ حلف لینے نہیں دیا جائے گا۔"

دفعہ ۱۰۵: قدیم قوانین ۱ و ۲ فلپ و میری باب ۱۳ دفعہ ۴ - اور ۲ و ۳ فلپ و میری باب ۱۰ دفعہ ۲ کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ نظمائے امن کو جن کے روبرو کسی شخص کو جرم سنگین کے الزام پر چالان کیا جائے چاہیئے کہ حراست میں بھیجنے یا ضمانت پر چھوڑنے سے پہلے واقعات اور حالات کے متعلق ملزم کا بیان اور ان لوگوں کی اطلاعیں جو اس کو پیش کریں سنیں۔ اور ان کو یا ان کے اتنے حصے کو جو جرم سنگین کے ثبوت کے لیے اہم ہو۔ ضبط تحریر میں لائیں وغیرہ۔ ۷ جارج چہارم باب ۶۴۔ دفعات ۲ و ۳ کی رو سے یہ قوانین منسوخ کیے گئے۔ انھیں دوبارہ وضع کیا گیا۔ اور ان کے احکام کو جرایم خفیف تک وسعت دی گئی۔ اور یہ موخر الذکر قانون بھی قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اور اس میں ترمیم کی گئی اور اس کی رو سے حکم دیا گیا[1] کہ جب کسی شخص پر کسی جرم قابل چالان کا الزام کسی ناظم امن کے روبرو لگایا جائے اور اس کے خلاف گواہوں کا حلف یا اقرار صالح پر مبنی بیان لیا جائے۔ ان کی شہادت کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ ان کے اظہارات کو پڑھ کر سنا دیا جائے۔ اور

[1] دفعہ ۱۷۔

ان پر ان کے اور اظہار لینے والے جج کے دستخط ہو جائیں" تو کسی ایسے ملزم کے چالان پر اگر قابل اعتبار گواہوں کے حلف یا اقرار صالح پر مبنی بیان سے ثابت ہو کہ کوئی گواہ جس کا حسب مذکورہ بالا اظہار لیا گیا ہو فوت ہو گیا ہے یا اتنا بیمار ہے کہ سفر نہیں کر سکتا ہے[1]۔ اور اگر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ ایسا اظہار ملزم کی موجودگی میں لیا گیا تھا۔ اور وہ یا اس کے وکیل کو گواہ پر جرح کرنے کا پورا موقع تھا تو ایسے اظہار پر اس جج کے دستخط ہونے کی صورت میں جس نے یا جس کے حکم سے وہ اظہار لیا گیا تھا۔ یہ جائز ہوگا کہ ایسے اظہارات کو ایسے چالانات میں بطور شہادت بغیر مزید ثبوت پڑھا جائے۔ بجز اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ فی الحقیقت ایسے اظہار پر اس جج کے دستخط نہیں ہیں جس کے دستخط وہ معلوم ہوتے ہیں۔" قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۶۷ء کے دفعہ (۶) کی رو سے اس قانون کو وسعت دی گئی۔ مگر صرف خطرناک بیماری کی حد تک۔ اور اس شخص کو جو صرف معذور ہو گیا ہو اور چلنے پھرنے کے قابل نہ ہو اس کے تحت نہیں لایا گیا[2]۔ ۹

دفعہ ۱۰۶ : عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے ادارے کا مفید

اثر صرف گواہوں ہی تک محدود نہیں جج پر بھی اس کا اثر کم نمایاں نہیں۔ بنتھم[3] کہتے ہیں کہ "وہ اس کی اخلاقی قوتوں پر ایک بندش کا کام دیتا ہے اعلیٰ ظرف داری یا کسی بھی شکل میں بد دیانتی سے اس کو روکتا ہے۔ اس کی

[1] یہ رائے کہ گواہ کی ضعیفی اور گھبراہٹ کی وجہ سے عدالت میں اس کا اظہار لینا مخدوش ہے۔ اس دفعہ کے تحت کافی وجہ اس کے اظہار کے پڑھے جانے کی نہیں ہے ملکہ بنام فارل ۱۸۷۱ء ۲۲ لا جرنل انگلش مجسٹریٹ کیس ۹۲۔

[2] دیکھیے سالیسٹر جرنل مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بر صفحہ ۴۴۲۔ فرانس کے مجموعہ احکام تعزیرات دفعہ ۸۳ کی رو سے حکم ہے کہ جب کبھی طبی عہدہ دار کے صداقت نامے سے ثابت ہو جائے کہ گواہ بر بنائے عدم حاضری کی تعمیل ناممکن ہے تو خود جج کو گواہ کے مکان پر اس کا اظہار لینا چاہیے۔

[3] عدالتی شہادت جلد ا صفحات ۵۲۴ - ۵۲۵۔

ذہنی قوتوں پر وہ ایک تازیانہ ہوتا ہے۔ انتھک محنت کی عادت پر اس کو راغب کرتا ہے۔ جس کے بغیر اس کی توجہ کبھی اس کے معیار فرض کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔ تاخیر، تکلیف و صرف کے بار گراں میں اضافہ کئے بغیر وہ خود آزمانے والے جج کی آزمائش کرتا ہے۔ شہرت کی سرپرستی کی وجہ سے قانون کی عدالت میں ابتدائی مقدمہ اور رائے عامہ کی عدالت میں اس کا مرافعہ ایک ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ ایک غیر منصف مزاج جج (نہیں — ایک ایسا جج جو بصورت دیگر غیر منصف مزاج ہوتا) جتنے تماشبینوں کو اپنی عدالت میں دیکھتا ہے — اتنوں ہی کو اپنی غیر منصفی کا گواہ محسوس کرتا ہے۔ اتنے ہی اشخاص کو اپنی تجویز کی مستعدی سے تعمیل کرنے والے اور سرگرمی سے اس کا اعلان کرنے والا پاتا ہے۔ برخلاف اس کے فرض کیجئے کہ کارروائی پوری طرح مخفی ہوتی۔ اور عدالت اس موقع پر صرف ایک جج سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لازماً وہ جج کاہل و خود سر ہو جاتا۔ اس کا میلان گو کتنا ہی برا ہوتا۔ لیکن اس پر کوئی روک نہیں ہوتی یا کم سے کم کوئی موثر روک نہیں ہوتی۔ ..شہرت کا ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ وہ جج کی نیک نامی کی (اگر وہ بے قصور ہو) شہادت کو غلط سمجھنے یا نہ سمجھنے کے حیلے سے جھٹلا دینے کے الزام کے خلاف ضمانت ہوتی ہے۔ اگر یہ تحفظ نہ ہو تو جج کی نیک نامی تہمتوں کا دائمی شکار رہے گی۔ اور جواب دہی ممکن ہی نہیں ہو گی ..... ایک اور فائدہ (جو مقصد موجودہ کے لیے تو ضمنی ہے۔ لیکن اتنا زیادہ اہم ہے کہ بغیر ذکر اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا)
ص۹۲ یہ ہے کہ شہرت کی وجہ سے مندر انصاف اپنے وظائف میں ایک نہایت ہی اعلیٰ درجے کے مدرسے کا اضافہ کرتا ہے۔ جہاں اخلاقیات کی اہم ترین شاخیں نہایت ہی موثر طریقے پر سکھائی جاتی ہیں۔ یہ ایک تھیئٹر ہوتا ہے جہاں تخیل کے کھیلوں کے بجائے اصل زندگی کے تماشے ہوتے ہیں۔ لوگ وہاں محض اپنے تجسس کی وجوہ تحریک کی بنا پر آتے ہیں اور بغیر ارادے اور بغیر واقف ہونے کے معاشری و تعلیمی

وجہ تحریک یعنی حُبّ انصاف سے کم و بیش متاثر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۰۷۔ اکثر یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے اس اصول کا ایک استثنا ہونا چاہیئے۔ یعنی ان صورتوں میں جن میں شہادت پیش شدہ لازمی طور پر فحش قسم کی ہوگی۔ مثلاً عدالتِ طلاق کے مقدمات میں یا زنا بالجبر اور اسی قسم کے دوسرے مقدمات میں۔ مگر یہ استثنا زیادہ تر ان لوگوں کے خیال سے تجویز کیا جاتا ہے۔ جو کارروائیوں کی رپورٹس اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ نہ کہ ان لوگوں کے خیال سے جو شہادت پیش شدہ کو خود سنتے ہیں۔ عدالت طلاق کلیسائی عدالتوں کی مثال پر عمل کرتے ہوئے نکاح کو کالعدم ٹھیرانے کے مقدمات[1]۔ اور اعادۂ حقوق زناشوئی کی نالشات[2] کو خلوت میں سنا کرتی تھی۔ لیکن فسخ نکاح کے مقدمات کو اس طرح پر سننے کا اس کو اختیار نہیں تھا[3]۔ زنا بالجبر یا ایسے ہی دوسرے جرایم کی سماعت پر عورتوں اور بچوں سے اکثر عدالت سے چلے جانے کہا جاتا ہے۔ لیکن سوائے قوانین موضوعہ کے (مثلاً قانون اطفال سنہ ۱۹۰۸ء دفعہ ۱۱۔ یا قانون زناکاری با اقربائے قریبی سنہ ۱۹۰۸ء دفعہ ۵) عوام کو عدالت سے ہٹا دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بجز ان مقدمات کے جو مجنونوں اور عدالت کے زیر ولایت نابالغوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ یا ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے علانیہ ہونے سے کارروائیوں کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے اسکاٹ بنام اسکاٹ (Scot v Scot.) سنہ ۱۹۱۳ء۔ مقدمات مرافعہ ۴۱۷)۔ فی الجملہ ہماری رائے میں مقدمات کی مخفی سماعتیں ناانصافی کے

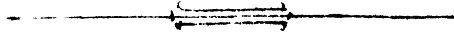
---

[1] سی بنام سی۔ ۲۸ لا جرنل۔ پروبیٹ اینڈ مازج (L. J. P. &M) ۲۰۔

[2] اے بنام اے لا ریورٹ ۳ پروبیٹ ۲۳۰۔

[3] سی بنام سی۔ اوپر کا حوالۂ مذکورہ۔

شبے کی وجہ سے جو ان سے پیدا ہوتا ہے۔ اتنی بڑی برائیاں ہیں کہ بہتر ہے کہ عوام کو نہ ہٹایا جائے۔ اور یہ کہ مقصد مطلوب اخباروں کی رپورٹس پر نگرانی قایم کرنے سے کافی حد تک حاصل ہو جاتا ہے۔



حصۂ دوم

انگریزی قانون شہادت کے نشو و نما و ترقی کی تاریخ - اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات

دفعہ ۱۰۸ : اس حصے میں قصد ہے کہ اس ملک میں قانون شہادت کے نشو نما و ترقی کا پتا چلایا جائے اور آخر میں اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات کے متعلق چند خیالات کا اظہار کیا جائے[1]۔

دفعہ ۱۰۹ : ان میں سے پہلے موضوع کے متعلق ہمارے جدید تصانیف میں سوائے چند مقولات کے جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ متوافق بھی نہیں ہیں۔ کچھ اور نہیں پایا جاتا۔ مقدمۂ ملکہ بنام باشندگان ارسول[2] (R v The Inhabitants of Eriswell) میں جو سنہ ۱۷۹۰ء میں فیصل ہوا لارڈ کنین میر مجلس (Lord Kenyan, C.J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ "قواعد شہادت کی پختگی قرنوں کی دانشمندی کا نتیجہ ہے۔ اور اب ان کی عزت ان کی قدامت اور عقل سلیم کی وجہ سے جس پر وہ مبنی ہیں کی جاتی ہے۔ اور مقدمۂ بویرمان بنام راڈمنش[3] (Bauermen v Rademus) میں جو تقریباً آٹھ سال بعد فیصل ہوا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اٹھارھویں صدی کی ابتدا میں لارڈ ماکلس فیلڈ (Lord Macclesfield) نے کہا تھا کہ تاریخی نشانات کو مٹانے کا نہایت ہی موثر طریقہ قواعد شہادت میں اختراعات کرنا ہے" اور یہی ان کا بھی قول ہے۔ لیکن یہ آج کل کی عام رائے نہیں ہے۔ صد

[1] دوسرے ممالک میں شہادت کی تاریخ پر دیکھئے "شہادت پر تاریخی مضمون" مصنفہ نیکا نسل مطبوعہ پارس سنہ ۱۸۶۳ء

[2] ٹائمز لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷۰۷۔ ۷۲۱۔

[3] ٹائمز لا رپورٹ جلد ۷ صفحات ۶۶۳۔۶۶۷۔

جس کے مطابق ہمارے نظام عدالتی شہادت کو کلیتہً جدید ہی تصور کیا جاتا ہے۔ اور مقدمہ لو بنام جولف[1] (Lowe V. Joliffe) میں جو اول الذکر مقدمے کے کم و بیش تیس سال پہلے فیصل ہوا تھا۔ لارڈ مانسفیلڈ چیف جسٹس (Lord Mansfield C. J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے سماعت مقدمہ کے وقت اعلان کیا کہ عدالت کا اجلاس وہاں اس وقت اس لیے نہیں ہوا ہے کہ وہ قواعد شہادت کو سڈرفن اور کیبل (Siderfin and Keble) سے سیکھے۔" سڈرفن کی یہ رپورٹ ان کے اس اعلان سے تقریباً سو سال پہلے شروع ہو چکے تھے۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں ملکۂ کارولین (Queen Caroline) کے خلاف کارروائی میں ایبٹ میر مجلس (Abbot C.J.) نے دارالامرا کے ایک سوال کا ججوں کی جانب سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کی دانست میں یہ شہادت کا ایک اصول ہے جو اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ انگلستان کے قانون عمومی کا کوئی اور حصہ۔ کہ مضامین دستاویز کو اگر دستاویز موجود ہو تو خود اس کو پیش کر کے ثابت کیا جاتا ہے۔ زبانی شہادت سے ثابت نہیں کیا جا سکتا" برخلاف اس کے فلپس و ایماس (Messrs Phillipps and Amos) کی کتاب شہادت[2] میں سنہ ۱۸۳۸ء میں طبع ہوئی یہ کہا گیا ہے کہ وہ قانون شہادت جس کے مطابق آج کل عدالتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ تقریباً تمام تر لارڈ ریمنڈ سا کلڈ اور اسٹرینج (Lord Raymond, salkeld and strange.) رپورٹ کنندگان کے زمانے کے بعد بنا ہے۔ یعنی اس زمانے میں جو انقلاب سنہ ۱۶۸۸ء کے کچھ ہی بعد شروع ہوا۔ اور جارج دوم کے عہد حکومت کے بڑے حصے کے

---

[1] ولیم بلاکسٹن جلد ۱ صفحہ ۳۶۶۔

[2] براڈرپ و بنگھام رپورٹس (Broderip & Bingham Reports) جلد ۲ صفحہ ۲۸۹۔ دیکھئے نیچے دفعات ۲۷۴ تا ۴۹۱۔

[3] صفحہ ۳۳۵۔

گزر جانے کے بعد ختم ہوا۔ اور شہادت مصنفہ فلیس (Phillipps on Evidence) کے طبع دہم میں جو ۱۸۵۲ء میں طبع ہوئی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اہم اصول جو سنی سنائی شہادت کو مسترد کرتا ہے۔ بہت قدیم نہیں ہے[1]۔ اور اول ترین مقدمات میں سے ایک جس میں اس پر عمل کیا گیا وہ سامسن بنام یارڈلے (Samson v Yardley) میقات الیسٹر ۱۹ چارلس دوم ۲ کیبل ۲۲۳) ہے

دفعہ ۱۱۰: صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گو "قانون شہادت" نسبتہً جدید زمانے کی پیداوار ہے۔ لیکن اکثر بڑے اصول جن پر وہ مبنی ہے قدیم زمانے سے معلوم تھے۔ اور تسلیم کیے جاتے تھے۔ اور نظام قدیم کی ماہیت اور جدید نظام کے فوائد دکھلانے کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ ان اصولوں کی جانچ کی جائے۔

دفعہ ۱۱۱: عدالتی شہادت سے متعلق تمام قواعد کو اصلی و منقولی دو قسموں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ اول الذکر اس امر سے متعلق ہوتی ہے۔ جس کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور موخر الذکر طریقۂ ثبوت یا اس کو ثابت کرنے کے طریقے سے متعلق ہوتی ہے۔ اول الذکر کے قاعدے صرف تین ہیں۔ (۱) شہادت پیش کردہ کلیتہً امور نزاعی سے متعلق ہونی چاہیے۔
۹۵ (۲) بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو اگر فریقین کی جانب سے شہادت نہ پیش ہو تو مقدمہ ہار جائے گا۔ اور (۳) جس فریق پر بار ثبوت ہو۔ اس کے لیے یہ کافی ہے کہ مغز سخن یا امر تنقیح طلب کو ثابت کرے۔ اغراض عدل گستری کے لیے یہ قواعد اتنے معقول اور ضروری ہیں۔ کہ کسی ایسے نظام کا دریافت کرنا مشکل ہوگا۔ جس میں ان کا کم سے کم

[1] جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ سنی سنائی شہادت کے اصول کی مفصل تاریخ کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ وگمور (Wigmore, Ev) دفعہ ۱۳۶۴، شہادت کی ابتدائی کتاب مصنفہ تھیر صفحات ۹۰ (۳۶ ۱، شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ششم صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۴۔

نظری وجود نہ ہو۔ چاہے مصنوعی اور فنی حجتوں سے کبھی کبھی ان کا اثر کتنا ہی کم یا زیادہ کیا گیا ہو۔ اور اسی لیے ان کو ہمارے نظام میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔[1]

منقولی قواعد لازمی طور پر تعداد میں زیادہ ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض اتنے ہی عالمی اور ضروری ہیں جتنے کہ اصلی قواعد۔ غالباً کوئی ایسا مجموعۂ قانون کبھی نہیں گزرا ہے۔ جس میں امور مانع تقریر مخالف۔ قیاسات حلف اور صداقت کی دوسری تہدیاریں نہیں تھیں۔ یا جس نے اس اصول اعظم کے قیام کو جو معاشرے کے امن کے لیے بے حد ضروری ہے۔ فراموش کر دیا تھا کہ امور دعاوی کو جن کا ایک وقت باضابطہ اور عدالتی طور پر فیصلہ کر دیا گیا ہو فیصل شدہ سمجھا جائے اور دوبارہ ان کے متعلق نزاع نہ ہونے دی جائے۔ اسی طرح ہم ان تمام اصولوں کا اپنی قدیم کتابوں[2] میں کافی تذکرہ پاتے ہیں۔

---

[1] اس امر پر کہ شہادت تنقیحات تک محدود ہونی چاہئے۔ اور اسی لیے شہادت کا قابل ادخال ہونا پلیڈنگس پر موقوف ہوتا ہے۔ دیکھئے قانون عمومی مصنفہ فنچ صفحہ ۶۱۔ اور ایربکس (Year Books) سے مقدمات جو مختصر مصنفہ کردل میں جمع کئے گئے ہیں۔ ۶-۷-۶، ۷۷-۶ صفحہ ۸-۱۰-۱۱-۱۳-۱۴-۲۴-۲۸ وغیرہ نیز یہ امر کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو کسی امر کا وجود بیان کرتا ہے۔ قدیم ترین زمانوں سے قانون کا ایک مسلمہ اصول رہا ہے۔ دیکھئے براکٹن (Bracton) کتاب ۴ باب ۷ صفحہ ۳۰۱ ب۔ فٹز ہربرٹ (Fitzherbert) کی (Natura Brevium) صفحہ ۱۰۶۔ میقات بلیری ہگ بر لٹلٹن صفحہ ۶ ب۔ انسٹی ٹیوٹ جلد ۲ صفحہ ۶۶۲۔ انسٹی ٹیوٹ جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ لیونارڈ رپورٹس (Leonard Rep) جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ قاعدہ ۲۱۱۔ کولڈ برو رپورٹس کنگس بنچ ۲۲۔ قاعدہ ۲۔ غیر سوم۔ لٹلٹن رپورٹس ۳۶۔ اور یہ مقولہ کہ "بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے" زمانۂ سابق سے اچھی طرح معلوم تھا۔ گگ جلد ۳ صفحہ ۱۷ ب۔ اور ہوبارڈ رپورٹس ۱۰۳۔ گلنول (Glanville) میں بار ثبوت کے بدلنے کا ایک مقدمہ دیا گیا ہے۔ کتاب ۱۰ باب ۱۲۔ نیز اس امر کے لیے کہ مغز تنقیح ثابت کرنا کافی ہے۔ دیکھئے لٹلٹن دفعات ۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۶ ایڈورڈ سوم ۴۱ بی۔ قاعدہ ۲۲-۱۰ ایڈورڈ سوم ۷۰۔ الف قاعدہ ۳۷۔ ہوبارڈ رپورٹس ۷۳-۸۱۔ (Tryals Per Pais) صفحہ ۱۲۰ طبع ۱۶۶۵ء۔ کک بر لٹلٹن ۲۲۷ الف۔ ۲۸۱ الف ۲۸۲۔ الف وغیرہ

[2] دیکھئے گلانول کتاب ۱۲ باب ۲۴ جنھوں نے ہنری سوم کے زمانے میں کتابیں لکھیں۔ غزل مقدمہ کامپٹن (Odo de Compton) یادداشت عدالت اسچیکر ۱۲۹۔ ایڈورڈ اول ۷۔ ایڈورڈ سوم

خصوصاً امور مانع تقریر مخالف کا۔

دفعہ ۱۱۲ : شہادت کے بہت سے دوسرے ثانوی مرتبے کے قواعد ایسے اصولوں پر مبنی ہیں جو گو اتنے ہی مطابق عقل اور کامل عدل گستری کے لیے اتنے ہی درکار ہیں۔ لیکن بادی النظر میں اتنے ضروری نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ اور جو خاص صورتوں میں ان کے نفاذ کی دشواریوں کے باعث۔ یا ان کے اطلاق میں بڑی دانشمندی کی ضرورت ہونے کی وجہ سے بعض وقت آسانی سے نظر انداز کر دئے جا سکتے ہیں۔ انھیں میں اس منصفانہ اصول کا بھی شمار کیا جا سکتا ہے جو قانون روما میں بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ "دو اشخاص کے باہمی معاملے سے کسی تیسرے شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے"[1] یعنی کسی شخص کو دوسروں کے افعال یا الفاظ سے جن کا وہ نہ فریق اور نہ شریک تھا۔ اور اسی وجہ سے نہ ان کو روک سکتا تھا۔ اور نہ ان پر قابو رکھ سکتا تھا متاثر

صفحہ ۹۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۵۴ الف۔ قاعدہ ۳۱۔ اور ہماری قدیم کتابوں کے اشاریوں میں عنوان امر مانع تقریر مخالف دیکھئے اور ابتدا ایڈورڈ دوم کے زمانے کی ایر بک سے کیجئے۔ ہمارے قدیم مصنفوں کے قیاسات یا اوارات قانونی کا ذکر کرنے کی مثالوں کے لیے دیکھئے فلیٹا (Fleta) کتاب ۳ باب ۳۴۔ دفعات ۴۔۵۔ براکٹن کتاب ۱ باب ۹ دفعہ ۴۔ لٹلٹن دفعات ۹۹۔ اور ۱۰۳۔ کک برلٹلٹن ۴۲ الف اور ب۔ ۶۷ ب۔ ۸۰ ب۔ ۱۹۹ الف ۲۳۲ ب ۳۴۳ الف وب۔ ۵ کک صفحہ ۹۰ ب ۶ کک ۷۶ الف۔ ۱۰ کک ۵۶ الف۔ ۱۲ کک ۴ و ۵ کروک زمانۂ ایلی بیتھ (Cro. Eliz) ۹۲۔ قاعدہ ۲۔ کروک زمانہ جیمس ۲۵۲۔ قاعدہ ۶۔ اور ۵۱۔ ۴۔ قاعدہ ۲۹۔ کروک زمانہ چارلس ۲۱۷۔ قاعدہ ۴۔ ۱۔ ۱۰ر ۵۵۰ قاعدہ ۲ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ازمنۂ وسطیٰ میں تمام عیسائی ممالک میں بشمول اس ملک کے حلف کا مسلسل استعمال بلکہ بیجا استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اس ملک میں حلف پر بطور معیار صداقت ہمیشہ اصرار رہا۔ اور حلف و جنگ کے نام سے اس کے بھی عدالتی حلف کے طریقے تھے۔ اور قدیم قانون موضوعہ ۴ ہنری چہارم باب ۲۳۔ کی رو سے امر فیصل شدہ کے جواز کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ "ہمارے آقائے ولی نعمت بادشاہ کی عدالتوں میں فیصلہ ہو جانے کے بعد فریقین اور ان کے ورثا کو پر امن رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ اس فیصلے کی تنسیخ دار العوام کے ذریعے سے۔ یا اگر غلطی ہو تو غلطی کی وجہ سے نہ کی جائے۔ اسی طرح جیسے ہمارے بادشاہ کے آبا و اجداد کے وقت سے ہوتا آیا ہے"۔ نیز دیکھئے قانون موضوعہ ویسٹ منسٹر ۲۔ (۱۳۔ ایڈورڈ اول۔ قانون موضوعہ نمبر ۱۔) باب ۵ دفعہ ۲۔

[1] دیکھئے مجموعۂ قانون روما کتاب ۴۲ عنوان ۶۰۔ سطر او ۲۔ مؤخر الذکر سطر میں اس کو قانون کی مشہور بات کہا گیا ہے

نہیں ہونا چاہئیے۔ لوگوں کو اس سے بطور ایک مسلمہ اصول قانون استناد کرتے ہوئے ہم ایڈورڈ دوم کے عہد حکومت جیسے قدیم زمانے میں بھی پاتے ہیں۔ اسی عنوان کے تحت یہ بڑا اصول بھی آتا ہے۔ جس کا سختی سے نفاذ (جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے[1]) انگریزی قانون شہادت کا ایک خاص امتیاز ہے۔ یعنی تمام مکسوبی یا بالواسطہ شہادت کی نامنظوری۔ ہم اس اصول کے اس حصے پر جو تحریری دستاویزات سے متعلق ہے ایبٹ لارڈ چیف جسٹس (Lord Abbot C. J.) کے مقولات دیکھ چکے ہیں[2]۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم قانون دانوں کو تمام سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کی کمزوری کا پورا وقوف تھا۔ مثلاً سر ایڈورڈ کک نے سترھویں صدی کی ابتدا میں بطور ایک اصول قانون قرار دیا کہ "ایک رویت کا گواہ سنی سنائی شہادت دینے والے دس گواہوں کے برابر ہے[3]" "گواہ رویت تمام گواہوں سے بڑھ کر ہے" اسی طرح مقدمہ ٹامس (Thoma's Case) میں ججوں نے قرار دیا تھا کہ قوانین موضوعہ بحکم ایڈورڈ ششم باب ۱۲ دفعہ ۲۲۔ اور ۵ و ۶ ایڈورڈ ششم باب ۱۱ دفعہ ۱۲ کے اس حکم کی کہ غداری یا بغاوت کے لیے کسی شخص کے خلاف بغیر دو جائز الزام لگانے والوں کے حلف کے کارروائی نہ کی جائے تعمیل ہو جائے گی اگر ان میں سے ایک شخص اپنے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دے۔ اور دوسرا کسی تیسرے سے خبر پا کر اور وہ کسی ایسے چوتھے شخص سے سن کر جس سے پہلے شخص نے کہا تھا۔ گواہی دے[4]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: نیچے دفعات ۵۰۶ تا ۵۱۰ اس اصول کی تاریخ اور وسعت موجودہ کے لیے دیکھئے فپسن (Phipson) طبع ششم صفحات ۱۵۹ - ۱۶۰ -

[1] مقدمہ دفعہ ۲۹ - اور پیچھے دفعہ ۸۹ - دیکھئے نیچے دفعات ۴۷۴ تا ۵۰۵ الف -

[2] اوپر دفعہ ۱۰۹ - دیکھئے فلیٹا کتاب ۶ باب ۳۲ عنوان ۱۰ - ۶۱۲ جلد ۱ رپورٹس ۲۴۸ - یہ اصول رومنوں کو بھی معلوم تھا۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ سطر ۱ کتاب ۳۶ عنوان ۱ سطر ۵ - مجموعہ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۱ سطر ۵-۷-۱۱- قانون روما مصنفہ ڈوما حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶ - دفعہ ۲ - ذیلی دفعات ۱۰ - ۱۱ -

[3] انسٹیٹیوٹ کتاب ۴ - ۲۷۹ -

[4] مقدمہ ٹامس ڈایر ۹۹ - ب قاعدہ ۲۰ - میقات ایسٹر بحکم مارچ -

اس کے متعلق سر ایڈورڈ کاک کہتے ہیں کہ "یہ عجیب رائے ہے کہ کوئی شخص سنی سنائی شہادت کی بنا پر الزام لگا سکے"[1] اور کہتے ہیں کہ لارڈ لملے (Lord Lumby's Case) (میقات ۴ ہنری۔ ۴ ایلی زبیتھ) کے مقدمے میں اس نظریے سے ججوں نے کلیتہً انکار کردیا اور چیف جسٹس ڈایر (C. J. Dyer) کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس کے متعلق رپورٹ[2] انھوں نے خود دیکھی ہے۔ اور سر ماتھیو ہیل (Sir Matthew Hale) نے بھی ذکر کیا ہے کہ ٹامس کا مقدمہ منسوخ کردیا گیا[3]۔ اور جوں جوں قانونی تاریخ کا زمانہ صفحہ ۹ بڑھتا گیا اساتذہ اس پر متفق ہوتے گئے۔ اور کم سے کم سترھویں صدی کے نصف آخر میں سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کی غیر قطعیت عام طور پر تسلیم کی جانے لگی[4]۔ اس زمانے کے سرکاری چالانات میں اس کی مثالیں ملتی ہیں[5]۔ اور بعض وقت اس پر ایسے اشخاص نے بھی اعتراض کیا تھا جو قانونی پیشے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ اسقف اعظم لاڈ (Archbishop Laud) نے اپنی جوابدہی میں کہا تھا کہ ان کے خلاف کچھ ایسی بھی شہادت پیش ہوئی ہے جو سنی سنائی شہادت ہے"[6]۔ اور لارڈ ولیم رسل (Lord William Russel) نے

---

[1] انسٹیٹیوٹ کتاب ۳ صفحہ ۲۵۔

[2] ایضاً صفحہ ۴۲۔

[3] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۶۔ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۸۷۔ ان اساتذہ کا غالباً یہ مطلب نہیں تھا کہ دوسرے گواہ کی گواہی کو بالواسطہ ہونے کی وجہ سے نامنظور کرنا چاہئے۔ بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ وہ پہلے گواہ سے منقول تھی اس لیے وہ صرف اس گواہی کا اعادہ تھی۔ اور اس لیے اس قانون کے تحت ایک دوسرے الزام لگانے والے کی گواہی نہیں سمجھی جا سکتی تھی۔ دیکھئے ہیل مقام مذکور پر۔ اور پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ (Hawk. P. C) ۲۵۔ دفعہ ۱۷۱۔

[4] سامسن بنام یارڈلے ۲ کیبل ۲۲۳ (۵) میقات ایلسٹر ۱۹ چارلس دوم۔ لٹرل بنام رینل ۱۔ جدید رپورٹس ۲۸۲۔ اور اگلی تین نوٹوں کے حوالے۔

[5] ہوول اسٹیٹ ٹرائیس جلد ۹۔ ۶۰۸۔ ۶۸۸۔ ۶۹۴۔ ۱۰۹۴۔ ۱۱۲۔ ایضاً۔ ۱۲۵۴۔

[6] ۴ ایضاً ۴۱۴۔

جب وہ چالان کئے گئے تو اجلاس پر کہا کہ ان کے خلاف بہت سختی کی گئی ہے۔ کیونکہ ان کے خلاف بہت سی سنی سنائی شہادت پیش کی گئی ہے[1]۔ اور عدالت نے اس اعتراض کو فوراً قبول کر لیا۔ لیکن جس طرح پر اس کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔ اس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔ اور مقدمۂ میقات میکلس (Mich. T.) ۱۹ جیمس اول میں یہ اصول کہ گواہوں کی رائیں قانونی فیصلے کی صحیح بنیاد نہیں ہیں۔ عدالت اسٹار چیمبر (Star Chamber) میں بھی تسلیم کیا گیا[2]۔

دفعہ ۱۱۳: ہم شہادت کے جن اصولوں کو بالکل نئے سمجھنے کے عادی ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد کے ان سے واقف ہونے کی اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ثبوت سے متعلق عدالتی عمل کے قواعد بھی ان کو معلوم تھے۔ مثلاً یہ قاعدہ کہ مقدمات میں ان فریقوں کو ابتدا کرنی چاہئے۔ جن پر بار ثبوت ہوتا ہے[3]۔ اور یہ کہ ہدایتی سوالات نہیں کرنا چاہئے۔ وغیرہ[4]

دفعہ ۱۱۴: لیکن گو اس طرح پر قانون شہادت کے اساسی اصولوں کا ہمارے آباؤ اجداد کی کارروائیوں میں پتا چلتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ انھوں نے ان اصولوں کو کسی نظام کی شکل میں مدون کیا تھا۔ یا یہ کہ ان کو واجب التعمیل مانا تھا۔ اور اسی کی مستقلانہ و غیر جانب دارانہ عدل گستری کے لیے ناگزیر ضرورت ہوتی ہے۔ سوائے قیاسات قانونی کے جو قانون کا جزو تھے۔ اور اسی لیے ان پر عمل کرنا صاف طور پر مناسب تھا۔ اور بعض

---

[1] ۱۹ ایضاً ۶۰۸۔

[2] اڈمس بنام کیانن۔ ڈایر رپورٹس کے حاشیے پر دیا گیا ہے ۱۶۸۶ء ۵۳ ب۔ قاعدہ ۱۱۔

[3] غیر موسوم بلٹن رپورٹس ۴۶۔ ہیڈن بنام ابگریف ۳۔ لیونارڈ ۱۲۲۔ قاعدہ ۲۱۱۔ گولڈسبرو رپورٹس (Gouldsb) ۲۳۔ قاعدہ ۲۰۔

[4] انسٹیٹیوٹ جلد ۴ صفحہ ۲۷۹۔

دوسری صورتوں میں شہادت کے اصولوں کو صرف ہدایتی تصور کیا جاتا تھا جن پر ججوں اور اہل جوری کا عمل کرنا یا نہ کرنا ان کی صوابدید پر موقوف تھا۔ اس کی بہترین مثال سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کے متعلق عمل میں ملے گی ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے قدیم قانون داں اس کی کمزوری سے پوری طرح واقف تھے لیکن وہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا نامنظور کرنا ان کے لیے قطعاً ضروری ص ۹۸
ہے۔ مثلاً رولف بنام ہامپڈن (Rolfe v. Hampden. T. 34. Hen. VIII.) (میقات ٹرینیٹی ۳۴ ہنری ہشتم[1]) کے مقدمے میں اراضی کے ایک وصیت نامے کو جو (قانون انسداد فریب سے پہلے) ایک قدیم کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ ثابت کرنے کے لیے تین گواہوں کی گواہی منظور کی گئی۔ جن میں سے ایک نے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دی تھی۔ اور باقی دو نے دوسروں سے سن کر۔ اور لارڈ چیف جسٹس ڈایر (Lord C. J. Dyer) جنھوں نے اس مقدمے کی روایت کی ہے۔ اس میں کوئی عجیب بات نہیں دیکھی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ "جوری نے مذکورۂ بالا گواہی کا کچھ لحاظ نہیں کیا" اور کچھ زمانے بعد عدالتوں کا خیال تھا کہ گو سنی سنائی شہادت صحیح معنی میں شہادت نہیں ہے۔ تاہم وہ باضابطہ شہادت کی ابتدا۔ وضاحت و تائید کرنے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے[2]۔

دفعہ ۱۱۵: لیکن انقلاب ۱۶۸۸ء سے پہلے بہت سے ایسے فیصلوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ جو مذکورۂ بالا فیصلوں سے بہت زیادہ بڑے تھے اور جن کا راز ایک ایسے امر میں پوشیدہ تھا۔ جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جب تک جج یہ سمجھتے تھے کہ شہادت کے اصولوں پر عمل کرنا یا نہ کرنا ان کی

[1] ڈایر رپورٹس صفحہ ۵۳ ب قاعدہ ۱۱۔

[2] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ - صفحہ ۴۶ - دفعہ ۱۴ - "خلاصۂ شہادت" از بیکن - اڈیٹر ودکے"۔ ۱۴۳۶ء "ٹرائلس پر پیرے" صفحہ ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۱ جدید رپورٹس ۲۸۳ -

صوابدید پر موقوف ہے۔ تو لازماً اس زمانے کے اعلیٰ امتیاز شاہی کے تصورات کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ کلیتہً پادشاہ کے دست نگر تھے۔ وہ اپنی صوابدید کو پادشاہ کی طرف داری میں استعمال کرتے تھے۔ اور کوئی ایسے عام قواعد وضع نہیں کرتے تھے۔ جن سے عاملہ کو سرکاری مجرموں کے خلاف چارہ جوئی میں دشواری پیش آتی۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سولھویں صدی اور ابتدائے سترھویں صدی میں یہ ایک مسلّمہ اصول تھا۔ کہ شہادت کے اصول و عملدرآمد۔ بغاوت سنگین اور شاید جرم سنگین کے مقدمات میں بھی معمولی مقدمات میں شہادت کے اصول اور عملدرآمد سے جدا ہیں[1]۔ پس گو قانون عمومی کے قدیم ترین زمانے کے مسلّمہ رواج کی رو سے گواہوں کو حلف دیا جاتا تھا۔ اور کھلی عدالت میں ان پر سوالات ابتدائی اور جرح بھی کی جاتی تھی۔ لیکن ججوں نے بغاوت[2] (غداری) کے مقدمات میں ان کی شخصی موجودگی کو لازمی قرار دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ قرار دی کہ ایسا کرنے سے پادشاہ کی ہلاکت کا دروازہ کھول دیا جائے گا[3]۔ وغیرہ۔ اس فرق کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے مقدمات میں نہ صرف نہایت ہی کمزور و خطرناک شہادت منظور کی جاتی تھی۔ بلکہ پوری کارروائی اس طرح پر چلائی جاتی تھی کہ جس سے راستی و انصاف کے ہر اصول کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ مسٹر فلپس (Mr. Phillipps) کہتے ہیں[4] کہ "جمہوریت سے پہلے سرکاری ۹۹

---

[1] دیکھئے پلیس آف دی کراون از ہاکنز جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۹۔ اور نوٹس مابعد کے حوالے۔

[2] اسٹانڈرف پلیس آف دی کراؤن (Staundf. P. C.) صفحہ ۱۶۴۔

[3] مقدمہ سر والٹر رالے ۲۔ ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۱۹ ہالم اپنی تاریخ انگلستان میں ارل آف اسٹرافورڈ کے مقدمے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اصول شہادت جن کا آج اتنی احتیاط سے تعین کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں یا تو بہت ہی نامکمل طور پر مانے جاتے تھے۔ یا ان کی مسلسل خلاف ورزی کی جاتی تھی۔

[4] شہادت مصنفہ فیلپس جلد ا صفحہ ۱۶۶ طبع دہم۔

مقدمات میں سرے سے لے کر آخر تک بد ترین قسم کی سنی سنائی شہادت منظور کی جاتی تھی۔ مثلاً ایسے گواہوں کے اظہارات قبول کیے جاتے تھے جن کو عدالت میں بطور گواہ طلب کیا جا سکتا تھا۔ یا جن کو کہ سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ یا جنھوں نے اقبال جرم پر دستخط عہدہ داران حکومت کی موجودگی یا شکنجے کی اذیت کی وجہ سے کیے تھے۔ اسی طرح مقدمہ سر نکولس تھراک مارٹن (Sir Nicholas Throckmorton) میں اصل شہادت ایک ایسے شخص کا اظہار تھا۔ جسے بغاوت کے جرم میں سزا سنائی جا چکی تھی۔ اور جس کا قتل وقتاً فوقتاً اس لیے ملتوی کیا گیا تھا۔ کہ اس کو ملزم کے خلاف شہادت دینے کی ترغیب[1] ہو۔ پادشاہ کی طرفداری اور ملزم کی مخالفت میں قانون کی بہت سی غلط تعبیروں میں سے جن سے یہ مقدمہ بھرا ہوا ہے۔ ایک یہ بھی تھی کہ عدالت نے بغیر شرمائے قرار دیا کہ قانونِ بغاوت ۲۵ ایڈورڈ سوم باب ۲ دفعہ ۵ کے ان الفاظ کے کہ جن اشخاص پر بغاوت کا الزام لگایا جائے " ان کو ان کے جیسے اشخاص کی شہادت پر سزا دینی چاہئے" معنی یہ ہیں کہ ان کو سزا جوری کے فیصلے پر نہیں بلکہ ایسے اشخاص کی شہادت کی بنا پر دینی چاہئے جن کو کہ بغاوت کی سزا سنا دی جا چکی ہو۔ اور جو ملزموں کو اپنی بغاوت میں شریک بتلائیں اور اسی وجہ سے وہ" اِن کے جیسے لوگ ہوں[2]"۔ عودِ شاہی کے بعد حالات اصلاح پذیر ہوئے۔ گواہ شخصی طور پر حاضر ہوتے تھے۔ لیکن بالواسطہ شہادت سننے کا عمل جاری رہا۔ جج تسلیم کرتے رہے کہ وہ شہادت نہیں ہے۔ اور یہ کہ وہ جوری پر اس امر کو واضح کر دیں[3] گے

---

[1] ہوول، اسٹیٹ ٹرائیلس ۸۶۹ ۔ جلد ۱۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر جلد ا صفحہ ۱۲۲ طبع دہم۔

[3] ا۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس صفحہ ۸۰۹۔

[4] دیکھئے مقدمہ لانگ ہارن، ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۴۴۔ لارڈ ولیم رسل کا مقدمہ ۹۰ ایضاً ۶۰۸۔ الگرمان سڈنی کا مقدمہ ایضاً ۸۴۸ مقدمہ چارناک ۱۲۔ ایضاً ۱۴۱۴۔ اور ۱۴۵۴۔

مثلاً لانگ ہارن[1] (Langhorn) ۳۱ چارلس دوم کے مقدمے میں اٹکنز جسٹس (Atkins, J.) نے ایک گواہ کے گواہی دیتے وقت بیچ میں دخل دے کر کہا کہ "وہ قیدی کے خلاف شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سنی سنائی شہادت ہے" اور اسکراگس میرمجلس (Scroggs, C. J) نے اضافہ فرمایا کہ "وہ سچ کہتے ہیں۔ اور جوری کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ دوسرا شخص کہے وہ ملزم کے خلاف شہادت نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف کوئی بیان شہادت نہیں ہوتا ہے جب تک کہ وہ گواہ کے ذاتی علم پر مبنی نہ ہو" باوجود ان اقوال کے سٹرفلیس کہتے ہیں[2] کہ پوپی سازش کے مقدمے میں اصل شہادت مبینہ سازشیوں کے مختلف ممالک میں معاملات کا بیان تھا۔ جو ایک طویل مدت کے بہت سے خطوط سے جمع کیا گیا تھا۔ اور جن کے مضامین کو حافظے سے دُہرا دیا گیا تھا ــــ کیونکہ گواہوں نے پڑھتے وقت ان خطوط سے کوئی نوٹ نہیں لیے تھے۔ نہ سالہائے سال سے ان کو پڑھا تھا۔ اور نہ پڑھتے وقت ان کے مضامین کو نوٹ کرنے کی ضرورت تھی۔ اور نہ انھوں نے کوئی ایک خط یا اس کی نقل یا کم سے کم خلاصہ بھی پیش کیا تھا۔ مثال

دفعہ ۱۱۶ : جس نظام کو "قانون شہادت" کہتے ہیں وہ سترھویں صدی کے وسط سے قایم ہونا شروع ہوا۔ کم سے کم ایک عام تبصرے کے لیے یہ تاریخ کافی حد تک صحیح ہے۔ وہ خاص امتیاز جو اس کو ہمارے قدیم نظام ــــ اور اکثر قوموں کے نظام سے جدا کرتا ہے۔ یہ ہے کہ اس کے اصول شہادت۔

[1] ۷۔ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلیس ۴۴۱۔

[2] شہادت مصنفہ فیبن صفحہ ۱۶۶۔ طبع دہم۔ مذکورۂ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قیمتی تصنیف پر جسے "سرکاری مقدمات" کہتے ہیں۔ اس امر کے متعلق بہت بھروسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ انقلاب سے پہلے کی انگریزی عدالتوں کے معمولی عمل کی صحیح تصویر کھینچتی ہے۔ اور یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ اس کتاب کے بیان کردہ اکثر مقدمات سنگین کے تھے اور سخت جوش کے زمانے میں چلائے گئے تھے۔

اصلی بھی اور منقولی بھی۔ عام طور پر قانون کے اصول ہوتے ہیں۔ جن کو نافذ کرنا یا ترک کرنا۔ ججوں کی صوابدید پر منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ جو عدالت۔ جوری۔ اہل مقدمہ اور گواہوں پر اسی طرح قابل تعمیل ہوتا ہے جس طرح کہ ملک کا باقی قانون عمومی یا قانونِ موضوعہ۔ اور یہ کہ صرف عدالتی ضابطے کی حد تک جس کی رو سے شہادت کو پیش کرنے کا طریقہ۔ اس کی ترتیب منظوری و نامنظوری منضبط کی جاتی ہے۔ ججوں کو کچھ اختیار تمیزی اور وہ بھی ایک محدود قسم کا دیا گیا ہے۔ اسی لیے کوئی جج اسی طرح ممنوعہ شہادت کو اس بنا پر منظور نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی دانست میں کسی خاص مقدمے میں ایسا کرنے سے اغراض معدلت پورے ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ وہ قانونِ دست مردہ کے اطلاق کو ملتوی کر سکتا۔ یا کسی قانونی وارث کو بیدخلی کی نالش میں کامیاب ہونے سے اس بنا پر روک سکتا ہے کہ علاوہ نزاعی اراضی کے بھی اس کے پاس بہت کچھ ہونا ظاہر ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ بڑا اصول دفعتہً قایم ہو گیا۔ اور فی الحقیقت مذکورۂ بالا عہد سے آج تک ہمارے نظام عدالتی شہادت کی تدریجی ترقی کا مطالعہ فایدے و مسرت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ ان اصلاحات اور تبدیلیوں کا ذکر کرنا جو اس میں وقتاً فوقتاً عدالتوں اور مقننہ کی جانب سے ہوتے رہے اس کی ترقی کے ایک مختصر خاکے کے حدود سے بہت آگے بڑھ جائے گا۔ اسی لیے صرف چند خاص امور پر نظر ڈالنا کافی ہوگا۔ اور ہم پہلے اُس اصول کی اس عہد میں تاریخ کو بیان کریں گے۔ جس کی رو سے سنی سنائی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔

دفعہ ۱۱۱: گو جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ سنی سنائی شہادت کی کمزوری چارلس دوم کے عہد میں عام طور پر تسلیم کی جاتی تھی[1]۔ لیکن سر ماتھیو ہیل نے اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ جب کمسن بچی کے ساتھ زنا بالجبر کیا جائے تو عدالت

---

[1] دیکھیے دفعات ۱۱۲ و ۱۱۵۔

بچی کے اس واقعے کے بیان کو جو اس نے اپنی ماں یا دوسرے قرابت داروں سے کیا ہو بطور شہادت کے قبول کر سکتی ہے۱؎۔ اٹھارھویں صدی کی ابتدا میں سارجنٹ ہاکنز (Serjeant Hawkins) نے اس اصول کو صرف اس طرح بیان کرنے کی جرات کر سکتے تھے کہ۲؎ "یہ امر متفقہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ایک شخص ثالث کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ سختی سے پوچھو تو وہ قیدی کے موافق یا خلاف میں شہادت نہیں ہوتا ہے۔" اور اسی قسم کے الفاظ بیکن کی مختصر شہادت میں بھی استعمال کئے گیے ہیں۳؎۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے بھی اپنی کتاب "قانون شہادت" میں جو تقریباً اسی زمانے میں لکھی گئی تھی۔ اور جس کے ۱۰۱ متعلق خیال ہے کہ وہ اس مضمون پر پہلی کتاب ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ کہ "محض سنی سنائی شہادت کوئی شہادت نہیں ہے۴؎" لیکن گو سنی سنائی شہادت بطور شہادت بلا واسطے کے قابل ادخال نہیں ہوگی۔ تاہم وہ گواہ کی گواہی کی تائید میں یہ دکھلانے پیش ہو سکتی ہے کہ اس نے دوسرے موقعوں پر بھی یہی کہا تھا۔ اور یہ کہ اس کے بیانات میں یکسانیت ہے۵؎۔" اس کے باوجود جب ۱۷۵۴ء میں ایلی زبیتھ کیاننگ (Elizabeth Canning) پر دروغ حلفی کا مقدمہ چلایا گیا۔ پر تکلف مصنوعی شہادت پیش کی گئی۔ لیکن ججوں نے اس کو منظور نہیں کیا۔ اور اس کی نوعیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنی سنائی شہادت کے خلاف اصول کو عام طور پر قانون پیشہ حضرات اس وقت نہیں سمجھے تھے۶؎۔ لیکن اٹھارھویں صدی کے آخر میں، اساتذہ

۱؎ پلیز آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحات ۶۳۴ و ۶۳۵۔

۲؎ " " " " از ہاکنز جلد ۲ [illegible] فقرہ ۱۴ مطبوعہ [illegible]۔

۳؎ مختصر شہادت "از بیکن" ادیشن دوم [illegible]۔

۴؎ شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۴۹۔ طبع چہارم۔

۵؎ ایضاً صفحہ ۱۵۰۔

۶؎ ہوول۔ اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۱۹ صفحات ۲۶۲ - ۳۴۲۔

اس اصول کو طے شدہ کہتے ہیں[1]۔ تاہم گو اس کو واجب العمل تصور کیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام صورتوں تک اس کو وسعت نہیں دی گئی تھی۔ جو اس کے تحت آتے ہیں۔ شلاً ۱۷۷۹ء میں ایک بہت ہی کمسن بچی پر زنا بالجبر کی نیت سے حملے کے مقدمے میں ہم دیکھتے ہیں کہ بُلر جسٹس (Buller, J.) (جو خود ایسے عدالہائے دیوانی پر جن میں جوری کی مدد سے مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ایک کتاب کے مصنف ہیں) نے وہی طریقہ اختیار کیا جس کا تقریباً سو سال پہلے ھیل نے مشورہ دیا تھا۔ یعنی اس واقعے کے متعلق ان معلومات کو جو بچی نے جس کا اظہار نہیں لیا گیا تھا۔ دو دوسرے اشخاص سے بیان کیا تھا۔ بطور شہادت منظور کیا۔ اس پر عدالت بالا کے لیے سوال محفوظ کیا گیا۔ جہاں تمام ججوں نے اس طریقے کو ناپسند کیا۔ اور آیندہ کے لیے ایک مستقل اصول بچوں کی گواہی کے متعلق قرار دیا[2]۔ اس کے باوجود یہ کہا گیا ہے کہ جب ۱۸۰۸ء میں ایک پانچ سالہ بچی پر زنا بالجبر کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تو اسی قسم کی قابل اعتراض شہادت پھر منظور کی گئی۔ لیکن پھر سوال کے محفوظ کیے جانے پر ججوں نے حسب توقع قرار دیا کہ وہ شہادت صاف طور پر ناقابل ادخال تھی[3]۔ اور حال کی ایک مستند کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۷۹۰ء تک بھی مجسٹریٹ کے روبرو اظہار کے متعلق (چاہے وہ فوجداری الزامات پر لیے گئے ہوں یا دوسرے امور پر) سنائی شہادت کے خلاف کوئی طے شدہ اصول نہیں تھا اور یہ کہ اس اصول کے بہت سے مستثنیات جو پہلے تسلیم کیے جاتے تھے۔ انھیں کچھ ہی عرصہ پہلے بہت محدود کر دیا گیا ہے[4]۔ اس صدی ہی میں جن اساتذہ

---

[1] دیوانی مقدمات جوری از بل Bull N. P. ۲۹۴ "نصفت" مصنفۂ فانبلاکوے (Fonb. Eq.) جلد ۲ صفحہ ۴۵۰۔

[2] ملک بنام بریزیر۔ الیچ۔ کامن لا ۱۹۹۔

[3] ملک بنام ٹکر قلمی نسخہ جس کا ذکر "شہادت" مصنفۂ فلپس وایامس صفحہ ۶ میں کیا گیا ہے۔ اور شہادت مصنفۂ فیپن صفحہ ۱۰ طبع دہم۔

[4] شہادت مصنفۂ تیلین صفحات جلد ۱ ۱۶۵ و ۱۶۶۔ طبع دہم۔ دیکھئے بگھام بنام رجوے ۱۸۰۸ء۔ ۱۰۔ ایسٹ ۱۰۹۔

نے شہادت پر لکھا ہے۔ سنی سنائی شہادت کو نامنظور کرنے والے اصول کو معروف و مشہور تصور کرتے ہیں[1]۔

دفعہ ۱۱۸ : قانون شہادت کے دوسرے حصے بھی اٹھارھویں اور ۱۰۲
انیسویں صدی میں ایسی ہی اصلاحات سے ممتاز ہیں۔ یہ اصلاحات بڑی حد تک قانون نظایر کے ذریعے کی گئیں۔ گو اٹھارھویں صدی میں قانون موضوعہ کے ذریعے سے بھی ہوئیں۔ لیکن زیادہ تر اور نہایت وسیع پیمانے پر انیسویں صدی میں قانون موضوعہ ہی کے ذریعے سے عمل میں لائی گئیں جیسا کہ قوانین موضوعہ کی اس فہرست سے ظاہر ہوگا جس کو ہم ابھی پیش کریں گے[2]۔ اور جو شہادت سے عام طور پر یا صرف شہادت ہی سے متعلق ہیں۔

انصفت کے مقدمات میں حلف ناموں کے ذریعے سے شہادت کی تاریخ کچھ کم عجیب نہیں ہے۔ عدالت چانسری قانون روما کے عملدرآمد کی تتبع کرتے ہوئے مقدمات کو حلف ناموں کی شہادت پر فیصل کرتی رہی جس کے ساتھ کبھی کبھی زبانی جرح بھی ہوا کرتی ہے لیکن سنہ ۱۸۵۲ء میں پارلیمنٹ نے مداخلت کی۔ اور ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۸۶ دفعات ۲۸ و ۳۰ کی رو سے حکم دیا کہ فریقین میں سے کسی کی خواہش پر شہادت زبانی طور پر لی جائے گی۔ سنہ ۱۸۵۵ء میں ایک گشتی[3] نافذ کی گئی۔ جس کی وجہ سے یہ قوانین بڑی حد تک بے اثر ہو گئے سنہ ۱۸۵۹ء میں چانسری کمشنران شہادت نے رپورٹ کی کہ مناسب ہوگا کہ فریقین کے مابین اہم امور نزاعی کی زبانی شہادت کے ذریعے سے سماعت کے لیے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۰ ارسل و ریان ۲۲۵- ہمتھ لیڈنگ کیس جلد ۲ اور وہ مقدمے جن کا اس میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] شہادت مصنفہ ٹیلر دیکھیے جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳- اور بہت سی جدید کتابیں۔

[2] دیکھیے دفعہ ۱۲۲ آگے۔

[3] حکم چہارم مندرجہ ۱۳ر جنوری سنہ ۱۸۵۵ء حکم نواز دہم مجموعہ احکام چانسری سنہ ۱۸۶۱ء- قاعدہ سوم- اس حکم کی ابتدا ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ "کوئی مدعی یا مدعی علیہ بذریعہ نوٹس یا اور طور پر خواہش نہیں کر سکے گا کہ

سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں عدالت نصفت کے ججوں کو ۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۸ کی رو سے مجاز گردانا گیا کہ وہ اس رپورٹ کی سفارشوں کو جامۂ عملی پہنانے کے لیے قواعد وضع کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری گشتی جاری کی گئی[1]۔ جن کی رو سے شہادت لینے کے طریقے کو جج کی صوابدید پر چھوڑا گیا۔ اور یہی عمل اس وقت تک رہا۔ جب تک کہ قوانین عدلیہ کی رو سے چانسری عدالت عالیہ انصاف میں ضم نہیں کردی گئی۔ اور عالیہ عدالت کے موجودہ قواعد کی رو سے حکم ہے کہ عام طور پر تمام فریقوں کے سالیسٹروں کے درمیان کوئی تحریری معاہدہ نہ ہونے کی صورت میں کسی بھی مقدمے کی سماعت پر گواہوں کا اظہار کھلی عدالت میں زبانی طور پر لیا جائے گا۔ اس لیے نظری طور پر تو زبانی شہادت عدالت چانسری میں بھی مثل عدالت عالیہ کے دوسرے شعبہ جات کے۔ عام قاعدہ ہے۔ لیکن حلف نامے کے ذریعے سے شہادت دینے کا معاہدہ عملاً اتنی بہت سی صورتوں میں کیا جاتا ہے کہ یہاں زبانی شہادت اب بھی عام قاعدہ نہیں بلکہ اس کی استثنائی شکل ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۱۹: ہمارے علم اصول قانون کی دوسری شاخوں کی بہ نسبت قانون شہادت کی آہستہ ترقی اس عام اصول کا ایک قدرتی نتیجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر قوم میں قانون کے اصلی قواعد میں اضافی قواعد سے پہلے پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ قواعد جن سے اشخاص یا جائداد کے　صہ ۱۰۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شہادت پیش شدنی زبانی ہو"۔

[1] حکم مئورخہ ۵ فروری سنہ ۱۸۶۱ء قاعدۂ سوم۔

[2] حکم سی و ہشتم قاعدۂ یکم۔ جب بیان حلفی دینے کی اجازت فریق نے نامناسب طور پر نہیں دی تو بیکن وائس چانسلر نے اس فریق کو حکم دیا کہ دوسرے فریق کو جس نے اجازت کی ناکام درخواست کی تھی اس کے اخراجات ادا کرے۔ پیٹرسن بنام ووکرہ چانسری ڈیویژن ۵۸۶۔

حقوق کی صراحت کی جاتی ہے۔ یا جرائم پیدا۔ اور ان کی سزائیں مقرر کی جاتی ہیں۔ وہ تقریباً معاشرے کے ساتھ ہی عالم وجود میں آتے ہیں۔ برخلاف اس کے ضابطے کو یعنی حقوق کو نافذ کرنے اور تعزیرات کی تہدید کو جامۂ عمل پہنانے کے طریقے کو عام طور پر عرصۂ دراز تک اور ایک حد تک ہمیشہ کے لیے بھی ان اشخاص کی صوابدید پر چھوڑا جاتا ہے۔ جن کے ذمے عدل گستری کی جاتی ہے۔ لیکن شہادت کے ہمارے نظام جدید کا قیام ذیل کے ثانوی اسباب کی بنا پر ہوا ہے۔ (۱) تاج کی ماتحتی سے ججوں کی آزادی۔ قانون بندوبست ۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ دفعہ ۳ سے شروع ہوئی۔ اور ریکم جارج سوم باب ۲۳ سے تکمیل کو پہنچی۔ جس کا قدرتی طور پر بڑا اثر سرکاری نالشات اور دوسری نالشات میں مصنوعی فرق کرنے کے انسداد کی شکل میں ہوا۔ (۲) ان اشخاص کو جن پر بغاوت و جرم سنگین کا الزام ہو بذریعۂ وکیل جواب دہی کی اجازت نہ ہونا۔[۱] جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق اعتراضات زیادہ ہونے لگے۔ مضمون شہادت پر ججوں کی توجہ زیادہ منعطف کرائی جانے لگی۔ ان کے فیصلے زیادہ غور و فکر کے بعد صادر ہونے لگے۔ اور ان کے فیصلوں کی زیادہ مکمل رپورٹ ہونے اور وہ زیادہ یاد رکھے جانے لگے۔ اور (۳) خصوصاً امور واقعاتی کی سماعت کے لیے عدالت ہائے قانون عمومی کی ساخت میں تدریجی تبدیلی ہونا جیسا کہ سارجنٹ اسٹیفن (Serjeant Stephen) کہتے ہیں۔ ''اس امر کے متعلق نزاع نہیں ہو سکتی کہ قدیم زمانے میں جوری میں ایسے اشخاص ہوتے تھے۔ جو واقعات کے گواہ ہوتے تھے۔ یا جو کم سے کم واقعات

[۱] بغاوت میں ازروئے قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ دفعہ ۱۔ اور ۲۰ جارج سوم باب ۳۰۔ اور گو اشخاص جن پر جرم سنگین کا الزام ہوتا تھا وکیل کے ذریعے سے اپنی کامل جوابدہی قانون مقدمات جرم سنگین ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۱۱۴ تک نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اس قانون سے بہت پہلے وکلا کو اجازت تھی کہ ان کی جانب سے قانونی اعتراضات اور ان پر بحث کریں اور عدالت کے اغراض کی وجہ سے گواہوں پر سوالات ابتدائی اور جرح بھی کر سکتے تھے۔ دیکھئے کتاب ۴ حصۂ اول۔

سے ایک حد تک ذاتی طور پر واقف ہوتے تھے۔ اور جو اسی لیے فیصلے میں (مثل آج کل کے) مقدمے میں ثابت شدہ واقعات کی بنا پر اپنی رائے کا نتیجہ نہیں بیان کرتے تھے۔ بلکہ ان واقعات کے متعلق جن کو وہ پہلے سے جانتے تھے۔ اپنی گواہی دیتے تھے۔[۱] یہ واقعہ جو قانون عمومی کے بہت سے قواعد پلیڈنگ کی کلید ہے ہمارے نظام عدالتی شہادت پر خاص روشنی ڈالتا ہے۔ اس امر میں کوئی نزاع نہیں ہوسکتی کہ ارکان جوری کم سے کم ایڈورڈ اول کے زمانے سے ایک قسم کے گواہ ہوتے تھے۔ اور یہ کہ وہ چارلس دوم کے زمانے یا شاید اس کے بہت پہلے ہی سے ایسے گواہ نہیں رہے۔ اور اس اثنا میں یہ نظام ایک عارضی حالت تغیر میں رہا۔[۲] اور جب تک
صـ۱۰۴ یہ حالت قطعی طور پر ختم نہیں ہوگئی اصول شہادت جو بہت کچھ عدالت کے اجزائے ترکیبی کے وظائف کی صاف صراحت کئے جانے پر موقوف ہوتے ہیں۔ مستقل و متوافق شکل اختیار نہیں کرسکے۔ نظام عدالتی شہادت کے قیام میں اور بھی اسباب کی تائید ہوگی۔ مذکورۂ بالا اسباب دراصل تخمینی و قیاسی ہیں۔

دفعہ ۱۲۰: ہمارے نظام عدالتی شہادت کی گو عمر و ماخذ کچھ ہو وہ ایک شریفانہ نظام ہے۔ اور بلا کسی خوف کے تمام دوسرے نظامات سے

---

[۱] "پلیڈنگس" مصنفۂ اسٹیفن (Steph. Plead) طبع پنجم ۱۲۵-۱۴۰ اور ضمیمہ نوٹ ۳۲-اس مضمون کی تاریخ کے لیے نیز دیکھیے "شہادت" مصنفۂ فیپسن طبع ششم صفحات ۲۲۲-۲۲۴۔

[۲] بشل کے مقدمے (وان ۱۳۵ میں دان پر مجلس (Vaughan) کے مشہور فیصلے کی وجہ سے آخر سترھویں صدی سے تقریباً وہی عمل ہوگیا۔ جو آج کل ہے۔ (اس بیان کا آخری حصہ قابل ترمیم ہے۔ کیونکہ بشل کے مقدمے نے جوریوں کے اس عمل کو کہ وہ ایسی شہادت پر فیصلہ کریں۔ جو عدالت سے باہر حاصل کی ہوئی ہوئی تھی اور جس کا جج و فریقین کو کچھ بھی علم نہیں ہوتا تھا۔ صراحتہً جائز رکھا ہے۔ اڈیٹر طبع دوازدہم۔)

اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے[1]۔ اس کی اصل خصوصیات قوی و خوبصورت خد و خال میں نمایاں ہیں۔ اور اسکے بڑے بڑے اصول۔ صداقت و عقل سلیم کے مسلمہ اصولوں پر مبنی ہیں۔ لیکن جدید قانون سازی کی تمام اصلاحات کے بعد بھی اس کو کامل نہیں سمجھنا چاہئیے۔ برخلاف اس کے اس میں اب بھی خامیاں ہیں۔ جن کو اس کے ہی خواہ افسوس سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بڑے بڑے اصولوں کا اطلاق بعض وقت غیر ماہرانہ و غیر محتاط ہاتھوں سے ہوا ہے عام خاکہ بعض جگہ بری طرح بھر اگیا ہے۔ خطوط جن کو بنفسہٖ منصفانہ اصولوں کی سرحد پر رہنا چاہئیے اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان صورتوں تک ان کی توسیع سے جن پر وہ قابل اطلاق نہیں ہیں اکثر ناانصافی ہوئی ہے۔ اور کل نظام ہی کو قابل ملامت ٹھیرایا گیا ہے۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ اس نظام کی نسبتہً جدید نشو و نما کی وجہ سے تمام غلط اصولوں۔ یا صحیح اور اچھے اصولوں کے غلط اطلاقات سے جن کو ہمارے آباو اجداد نے قایم کیا یا ازمنۂ وسطیٰ کے رومن قانون دانوں سے اخذ کیا تھا۔ فوراً پیچھا چھڑانا ناممکن ہو گیا ہے۔

دفعہ ۱۲۱ : لیکن علاوہ ان خامیوں کے جن کو شاید اتفاقی سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے نظام میں زیادہ صریحی قسم کی خامیاں ہیں۔ مثلاً اس کے واضعان نے پہلے سے مقررہ سرکاری شہادت پر کافی توجہ نہیں کی۔ اور گو اس جانب چند قدم اٹھائے گئے ہیں۔ مثلاً ذیل کے قوانین وضع کرنے سے: قانون اندراج پیدائش و اموات۔ اس کے دفعہ ۳۸ کے تحت رجسٹر پیدائش کے اندراج کی نقل مصدقہ اس کے تمام مضامین

[1] "قرائنی شہادت" مصنفۂ ولسن (Wills on circumstantiel Evidence) سنہ ۱۸۵۰ء میں بھی ایسی ہی تعریف دیکھئے۔ لیکن مسٹر گلسن (Gulson) کی رائے ہے کہ گو انگریزی قانون شہادت کامل کمال کے اعلیٰ درجے کو پہنچ گیا تھا۔ لیکن اس کے متعلق نظریے افسوس ناک حد تک ناکافی تھے"۔ ("فلسفۂ شہادت"۔ دفعات ۳ و ۶)

بشمول تاریخ پیدائش کی شہادت ہوتی ہے[1]" اور بعد کے قوانین موضوعہ متعلق اندراج پیدائش۔ نکاح و اموات۔ نیز قانون فیصلہ جات ۱۸۳۶ء ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۱۱۰ دفعہ ۹۔ ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۹۲ دفعہ ۲۴۔ جن کے تحت دعویٰ مدعی سے بعد نالش یا قبل نالش اقبال کر کے اقبالی فیصلہ صادر کرانے کے لیے عدالتی تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ اور قانون عدالت پرو بیٹ[2] بابت ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱۔ وکٹوریا باب ۷۷۔ دفعہ ۹۱۔ جس کے تحت زندہ اشخاص کے وصیت نامہ جات کو محفوظ رکھنے کے مقامات کا انتظام کیا گیا ہے ۔۔۔ ص ۱۰۵

لیکن اصلاح کی اب بھی گنجایش ہے۔ اور ان مضامین پر جو اصول دوسرے اقوام کے قوانین میں اختیار کیے گئے ہیں۔ انھیں مناسب تحفظات و احتیاط کے ساتھ یہاں بھی اختیار کرنا مفید ہوگا۔ ہمارے نظام کی ایک دوسری خامی یہ ہے کہ اس میں کوئی سستا اور فوری طریقہ گواہیوں کو مداومت دینے یا محفوظ کرنے کا نہیں ہے۔ لیکن مرض کی تشخیص اس کے موزوں علاج سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ اور اس مضمون کی دشواریوں کو دوسرے ممالک کے قانون سازوں نے بھی محسوس کیا ہے[3] اور ہمارے ملک کے قانون سازوں نے بھی۔[4] لیکن ترقی کی جانب قدم۔ قانون استمرار شہادت ۱۸۴۲ء ۵ و ۶۔ وکٹوریا باب ۶۹[5]۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۶۷ء

[1] بمقدمۂ گڈ رج۔ بین بنام بنٹ ۱۹۰۲ء پروبیٹ صفحہ ۱۴۸۔ ۷۲ لا جرنل پروبیٹ ۲۳۔ از جی یون جیسٹس (jeune) جنھوں نے مقدمۂ وٹل کو ناپسند کیا ۱۸۶۸ء لا رپورٹ ۹ اکویٹی صفحہ ۲۷۳۔ از لارڈ رومیلی (Lord Romilly) جس میں ملک بنام دیو ۱۸۵۳ء۔ لا رپورٹ ۲ کراون کیسیز ۵۵ کا تتبع کیا اور اس مقدمے کو پسند کیا گیا۔

[2] پرو بیٹ نقل مصدقہ وصیت نامے کو کہتے ہیں (مترجم)۔

[3] قوانین دیوانی مصنفۂ ڈوما حصۂ اول۔ کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ (۳)۔

[4] جس کا مقصد محفوظی و استمرار شہادت کے ذرائع کو ان مقدمات میں توسیع دینا تھا جو عزت خطاب وغیرہ یا ارضی و شخصی جائداد میں حقیت یا مفاد سے متعلق ہوتے تھے۔ اور جن کے متعلق کسی حق یا دعوے کی وجہ سے کوئی مقدمہ مستقبل کے کسی واقعے کے وقوع سے پہلے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دیکھیے ویسٹ بنام

۲۱ و ۲۲ وکٹوریا باب ۲۵[۵۱]۔ دفعہ ۶۔ اور قانون اعلان صحیح النبی ۱۸۵۸ء۔ ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا باب ۹۳ کی رو سے اٹھایا گیا۔ موخر الذکر قانون کی رو سے اشخاص اس کے مجاز کئے گئے کہ اپنی صحیح النبی اور اپنے ماں باپ اور دیگر اسلاف کے نکاح کو ثابت کریں۔ اور اپنے پیدائشی شہری سمجھے جانے کے حق کو بھی۔ اور اب قواعد عالیہ عدالت[۵۲] کی رو سے "کوئی شخص جو اس کے بیان کردہ حالات کے تحت آیندہ کے کسی واقعے کے واقع ہونے پر کسی عزت۔ خطاب۔ رتبے یا عہدے کا یا کسی ارضی یا شخصی جائداد میں کسی حقیت یا مفاد کا مستحق ہوتا ہو۔ اور جس حق یا دعوے کے متعلق کوئی مقدمہ اس واقعے کے وقوع سے پہلے نہیں کیا جا سکتا ہو۔ کسی ایسی شہادت کے استمرار کے لیے جو ایسے حق یا دعوے کے قیام کے لیے اہم ہو نالش کر سکتا ہے۔"

قانون محکمہ جات عدالتی ۱۸۷۵ء کے دفعہ ۲۰ کی رو سے نہ قوانین محکمہ جات عدالتی اور نہ عالیہ عدالت کے قواعد" بہ استثنا عدالت کے ان اختیارات کے جو خاص وجوہات کی بنا پر اظہارات یا حلف ناموں کے پڑھے جانے کی اجازت دینے سے متعلق ہیں۔ مقدمات جوری میں گواہوں کے زبانی سوالات کے ذریعے سے شہادت دینے کے طریقے پر یا قواعد شہادت پر متاثر ہوں گے" لیکن جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ حکم سی و ہفتم میں حلف ناموں کے ذریعے سے مقدمات عدالت نصفت میں شہادت دینے کے عمل کی بعض اہم ترمیمات ہیں۔ کیونکہ اس میں ہدایت ہے کہ کسی مقدمے کی سماعت پر شہادت زبانی طور پر لی جائے گی عـ۱۰۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ساکوں ۱۹۰۳ء ۲ چانسری ۲۰۸-۲-۷۲ لا جرنل چانسری ۶۴۹ عدالت مرافعہ جس میں کیکویچ جسٹس (Kekewich) کے ایک حکم کو جو اس شہادت کی محفوظی سے متعلق تھا کہ مدعی مدعی علیہ کا بیٹا ہے۔ عدالت مرافعہ نے اس بنا پر منسوخ کر دیا کہ امر نزاعی کا فیصلہ اسی وقت قانون اعلان صحیح النبی کے تحت ہو سکتا تھا۔

۵۱ جو فوجداری مقدمات میں محفوظی شہادت کے طریقوں میں وسعت پیدا کرنے کے لیے وضع ہوا تھا۔

۵۲ حکم سی و ہفتم قاعدہ ۳۵۔

سوائے اس کے کہ فریقین متفق ہوں کہ وہ بذریعۂ حلف نامجات لی جائے۔ اور حلف نامے اگر داخل کئے جائیں تو "ایسے واقعات تک محدود ہوں گے۔ جن کو گواہ اپنے ذاتی علم سے ثابت کرسکتا ہو۔ لیکن درمیانی درخواستیں مستثنیٰ ہوں گی۔ ان کے متعلق اس کی رائے پر مبنی بیانات اور ان کے وجوہات حلف ناموں کے ذریعے سے قابل ادخال ہوں گے۔ اور حکم سی وہشتم قاعدہ ۳۸ کی رو سے حکم ہے کہ "جج تمام صورتوں میں کسی فریق یا گواہ کی جرح کے دوران میں ایسے سوالات کئے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا جو اس کو تکلیف دہ معلوم ہوں یا مقدمے یا تنقیح کے کسی ایسے امر سے متعلق معلوم نہ ہوں جن کی تحقیق مناسب ہو"

دفعہ ۱۲۲: قوانین موضوعہ جو شہادت کے ضمنی احکام سے متعلق ہیں

تعداد میں بہت ہیں مسٹر ٹیلر (Mr. Taylor) نے شہادت پر اپنی قیمتی وجامع کتاب کے طبع ششم میں (جو ۱۸۷۲ء میں شایع ہوئی) ساڑھے سات سو سے زیادہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جو قوانین موضوعہ شہادت سے عام طور پر یا صرف شہادت سے متعلق ہیں وہ تعداد میں نسبتہً بہت کم ہیں جیسا کہ ذیل کی فہرست سے ظاہر ہوگا۔[1]

سنہ ۱۶۰۹ء، جیمس اول باب ۱۲ (قانون قرضہ جات مندرجہ کتب دکان ۱۹۰۶ء) تاجروں کے بہی کھاتے نالش سے ایک سال سے زیادہ کے لئے بنفسہٖ شہادت نہیں ہوں گے۔

سنہ ۱۶۶۷ء۔ ۱۹ چارلس دوم باب ۳۔ اشخاص جن کو حین حیات اجارے دئے گئے ہوں جو سات سال تک مفقود الخبر ہوں اور جنھیں زندہ ثابت نہ کیا جاسکے۔ مرگئے قیاس کئے جاتے ہیں۔

[1] یہ تختہ جزءً اس تختے سے لیا گیا ہے۔ جو "قوانین موضوعہ" مصنفہ چیٹی میں عنوان "شہادت" کے تحت دیا گیا ہے۔ بہت سی صورتوں میں مختصر عنوانات وہی ہیں جو قانون عنوانات مختصر ۱۸۹۶ء ۵۹۔۶۰

سنہ ۱۶۷۷ء: ۲۹ چارلس دوم باب ۳: (قانون انسداد فریب) اجارے تین سال یا زائد کے لیے حوالہ جات۔ باز منتقلی اجارہ جات[لہ]۔ ذاتی ذمہ داری کے متعلق وصی کے اقرارات جن کا بدل نکاح ہو۔ بیع اراضی کے معاہدات اور ایسے اقرارات جن کی تعمیل ایک سال کے اندر نہیں ہو گی۔ تحریری ہوں گے جن پر اس فریق کے دستخط ہوں گے جو ذمہ دار ٹھیرایا جائے گا۔

سنہ ۱۷۰۷ء: ۶ آین باب ۱۸ (قانون معمر لہ سنہ ۱۷۰۷ء) جب کسی نابالغ یا شادی شدہ قابض حین حیاتی کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کی موت کو فریباً چھپایا جا رہا ہے تو مستحق لہ مابعد ایک حکم حاصل کر سکتا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے روبرو حاضر کئے جائیں جس کا اس حکمنامے میں ذکر ہو۔ ایسے قابضان حین حیاتی اگر حاضر نہ کئے جائیں تو مستحق لہ مابعد قبضہ حاصل کر سکتا ہے۔ ص ۱۰۷

سنہ ۱۷۷۳ء: ۱۳ جارج سوم باب ۶۳ (ایسٹ انڈیا کمپنی ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ء) جو ہندوستان میں گواہوں کے بذریعۂ کمیشن اظہار سے متعلق نافذ ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۰۶ء: ۴۶ جارج سوم باب ۳۷: (قانون گواہان سنہ ۱۸۰۶ء) گواہ جواب دینے سے اس بنا پر انکار نہیں کر سکتا کہ جواب دینے سے وہ نالش قرضہ یا ہرجانے کا مستوجب ہو گا۔

سنہ ۱۸۱۴ء: ۵۴ جارج سوم باب ۱۵: (قانون قرضہ جات نیو ساؤتھ ویلز سنہ ۱۸۱۴ء) نیو ساؤتھ ویلز میں قرضہ جات کا ثبوت ایسے حلف نامے کے ذریعے سے جو برطانیۂ عظمیٰ میں کسی مجسٹریٹ کے روبرو داخل کیا جائے۔

سنہ ۱۸۳۱ء: ۱۔ ولیم چہارم باب ۲۲: (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن سنہ ۱۸۳۱ء) ملک سے باہر گواہوں کے اظہار بذریعۂ کمیشن سے متعلق۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: وکٹوریا باب ۱۲ کی رو سے منعقد کیے گئے ہیں۔

لہ۔ اس قانون کی اور قانون جائداد ارضی سنہ ۱۸۴۵ء (۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۰۶ دفعہ ۳) کی رو سے یہ اجارے اور تین سال سے زائد کے لیے اجاروں کے حوالجات اور سپردگی اجارہ جات "قانوناً کالعدم" ہیں جب تک کہ بذریعۂ دستاویز نہ کئے جا

۱۸۳۵ء: یکم ودوم وکٹوریا باب ۱۰۵ (قانون حلف ۱۸۳۵ء) - اشخاص پابند ہوجاتے ہیں اگر حلف ان کو ایسی شکل میں دیا جائے جس کو وہ قابل پابندی سمجھتے ہیں۔

۱۸۴۲ء: ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون استمرار شہادت ۱۸۴۲ء) ان اشخاص کو جو کسی ایسی جائداد کے مدعی ہوں جو کسی واقعۂ آئندہ سے مشروط ہو۔ کسی ایسی شہادت کی محفوظی کے لیے درخواست پیش کرنے کی اجازت ہے۔ جو ایسے دعووں کے لیے اہم ہو۔ انگلستان کی حد تک یہ قانون قانون تصحیح قوانین موضوعہ۔ اور قانون ضابطہ دیوانی ۱۸۵۳ء — ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۴۹ - اور اب حکم سی و ہفتم قواعد ۳۵ تا ۳۸ کی رو سے منضبط ہوتا ہے دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۲۱۔

۱۸۴۳ء: ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۲ - (قانون شہادت بذریعہ کمیشن ۱۸۴۳ء) انگلستان - اسکاٹ لینڈ اور آئرستان کے کمیشنوں کے روبرو گواہوں کی حاضری کو لازم کرنا - ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ (قانون شہادت ۱۸۴۳ء) قانون لارڈ ڈنمن) اس قاعدے کی موقوفی جس کی رو سے گواہ ارتکاب جرم یا ذاتی غرض کی بنا پر شہادت دینے کے قابل ہوتے تھے لیکن ریکارڈ (سجلات) کے فریقین کی یہ ناقابلیت باقی رکھی گئی۔

۱۸۴۵ء: ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳: (قانون شہادت ۱۸۴۵ء "قانون لارڈ بروہام نمبر ۱) سرکاری دستاویزات شہادت میں بغیر مہر یا دستخط کے قابل ادخال ہیں عدالتوں کو ججوں کے دستخط کی عدالتی اطلاع رہنی چاہیئے —— مقامی و شخصی قوانین کو شاہی مطبع کے نقول سے ثابت کرنا چاہیئے۔

۱۸۵۱ء: ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ - (قانون شہادت ۱۸۵۱ء "قانون لارڈ بروہام نمبر ۲ -" دیوانی کارروائیوں میں فریقین شہادت دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں —— خارجہ ممالک اور نوآبادیات کے سرکاری افعال و فیصلہ جات کو نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہیئے —— سزایابی یا برأۃ صداقت نامے کے ذریعے سے

ثابت کئے جائیں گے ـــ سرکاری دستاویزات کے نقول مصدقہ یا تنقیح شدہ کا عام طور پر قابل ادخال ہونا ـــ ہر عدالت جو شہادت سماعت کر سکتی ہے۔ حلف بھی دے سکتی ہے۔

۱۸۵۳ء: ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳۔ (قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء۔ "قانون لارڈ بروہام" نمبر ۲) دیوانی کارروائیوں میں فریقین کے زوجہ و شوہر شہادت دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں۔ نہ زوجہ اور نہ شوہر ایام ازدواج کے اطلاعات کو ظاہر کرنے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں۔ ص۱۰۸

۱۸۵۴ء: ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۳۴: (قانون حاضری گواہان ۱۸۵۴ء) انگلستان۔ اسکاٹ لینڈ اور آئرستان کی عدالتیں اپنی حد سماعت سے باہر والے گواہوں کو حاضر ہونے پر مجبور کرنے کے لیے حکمنامے جاری کر سکتی ہیں۔

۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ (قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء) دفعہ ۲۰۔ دیوانی کارروائیوں میں ایسے گواہ جنھیں از روئے ضمیر حلف اٹھانے سے انکار ہو۔ اقرار صالح کر سکتے ہیں ـــ قانون منسوخ کیا گیا۔ اور اس کے بجائے قانون حلف ۱۸۸۸ء وضع ہوا۔ نیچے دیکھئے۔

دفعات ۲۱ تا ۲۷، عمداً غلط اقرار صالح مثل دروغ حلفی کے قابل سزا ہے ـــ فریق خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کر سکتا ہے وغیرہ۔ یہ دفعات قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۶۵ء۔ ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ (نیچے دیکھئے) میں دہرائے گئے۔ اور انگلستان و آئرستان کی تمام عدالت ہائے انصاف تعزیری پر بھی اور دوسروں پر بھی قابل اطلاق قرار دیے گئے۔ لیکن قانون تصحیح قوانین موضوعہ ۱۸۵۲ء۔ ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۱۹ کی رو سے منسوخ کیے گئے۔

۱۸۵۶ء: ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۱۳۔ (قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ) برطانوی عدالت کا یہ اختیار کہ وزیر خارجہ کے صداقت نامے پر دیوانی امور کے متعلق جو خارجہ ممالک کے روبرو پیش ہوں اس ملک میں گواہوں کا اظہار لے۔

۱۸۵۹ء: ۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ - (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۵۹ء) برطانیہ اور نوآبادیات کی عدالتوں کا یہ اختیار کہ ایسے مقدمات کے لیے جو ان کی حد اختیار سماعت سے باہر رجوع ہوں۔ اپنے اختیار سماعت کے تحت گواہوں کے اظہار کا حکم دیں۔ ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۳۔ (قانون تعیین قانون برطانیہ ۱۸۵۹ء)۔ ایسے قانون کا تعیین جو ملک معظم کی قلمرو کے ایک حصے میں رائج ہو۔ جب کہ اس کو کسی دوسرے حصے کی عدالت میں پیش کیا جائے۔

۱۸۶۱ء: ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۱ - (قانون تعیین قانون خارجہ ۱۸۶۱ء) یہ قانون جو برطانوی عدالتوں کو اختیار دیتا ہے کہ ممالک خارجہ کے قانونی نکات پر مقدمے کو وہاں منتقل کر کے وہاں کی عدالتوں کی رائے حاصل کریں۔ اور اسی طرح جو عدالت ہائے ممالک خارجہ کو اختیار دیتا ہے کہ برطانوی قانون کے نکات کے متعلق برطانوی عدالتوں کی رائیں حاصل کریں۔ اس وقت تک قابل نفاذ نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ برطانوی اور خارجی حکومتوں کے درمیان اس امر کے متعلق ایک معاہدہ نہ ہو۔ اور چونکہ اب تک کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے۔ یہ قانون اب تک کلیۃً قبل از وقت ثابت ہوا ہے[1]۔

۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶: فوجداری کارروائیوں میں ایسا گواہ جسے از روئے ضمیر حلف اٹھانے سے انکار ہو۔ اقرار صالح کرسکتا ہے۔ قانون ص ۱۰۹
حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے یہ قانون منسوخ کیا گیا۔ اور اس کے بجائے بھی قانون حلف ۱۸۸۸ء وضع ہوا۔

۱۸۶۵ء: ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ - (قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء قانون مسٹر ڈینمن) دیوانی مقدمات کے قانون شہادت کو فوجداری مقدمات

[1] حکم سی و ہفتم قاعدہ پنجم پر اینول پراکٹس (Annual Practice) کے نوٹس۔

کے قانون شہادت کے مطابق حسب احکام قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء
۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ (اوپر) حسب ذیل امور کی اجازت دے کر کرنا:
فریق خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کر سکتا ہے اگر وہ مخالف ثابت ہو۔
مخالف گواہ کے متضاد بیانات کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔
گواہ پر سابقہ تحریری بیانات کے متعلق جرح کرنا۔
گواہ کی سابقہ سزایابی کو ثابت کرنا۔
گواہ حاشیے کی شہادت کا غیر ضروری ہونا۔ جب کہ قانوناً دستاویز پر کسی گواہ کی گواہی ضروری نہیں تھی۔
نزاعی خط کا مقابلہ کرنا۔

۱۸۶۸ء: ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷: (قانون شہادت دستاویزی ۱۸۶۸ء) — احکام کونسل یا احکام عہدہ داران سرکاری کا لندن گزٹ۔ مطبع شاہی کے نقول۔ یا نقل مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کیا جانا۔

۱۸۶۹ء: ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸: (قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء) — فریقین خلاف ورزی اقرار نکاح گواہی دے سکتے ہیں — لیکن ان کی گواہی کی تائید دوسری شہادت سے ہونی چاہیئے — زنا کی بنا پر کسی کارروائی کے فریقین شہادت دے سکتے ہیں — اشخاص جنھیں کسی "عدالت" میں حلف اٹھانے سے انکار ہو۔ یا جن پر حلف اٹھانے کے ناقابل ہونے کا اعتراض ہو۔ بیان دے سکتے ہیں — آخری حصہ منسوخ کیا گیا۔ اور اس کے بجائے قانون حلف ۱۸۸۸ء وضع ہوا۔ (نیچے دیکھئے)

۱۸۷۰ء: ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹: (قانون ترمیم قانون شہادت ۱۸۷۰ء) قانون ۱۸۶۹ء کے لفظ "عدالت" کو ہر شخص پر جسے حلف دینے کا اختیار ہو۔ اطلاق دیا گیا۔ یہ بھی قانون حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے منسوخ اور اسی قانون سے بدل دیا گیا (نیچے دیکھئے)۔

۱۸۷۷ء: ۴۰ و ۴۱ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون شہادت ۱۸۷۷ء) مدعی علیہ اور

مدعی علیہ کی زوجہ یا شوہر کسی الزام کی سماعت پر جو صرف کسی دیوانی حق کی تنقیح کے لیے عائد کیا گیا ہو شہادت دے سکتے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں۔

۱۸۷۹ء: ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۱۱۔ (قانون شہادت کتب ہائے بانکر ۱۸۷۹ء[1]) بانکر کی کتابوں کے اندراجات کی نقل مصدقہ ان اندراجات کی بادی النظر شہادت بطور قبول کی جا سکتی ہے۔ ص ۱۱۱

۱۸۸۲ء: ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۹۔ (قانون شہادت دستاویزی ۱۸۸۲ء)۔ سرکاری دستاویزات کو ایسی نقل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جس سے ظاہر ہو کہ دفتر صادر کی نگرانی میں طبع ہوئی ہے۔

۱۸۸۸ء: ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶۔ (قانون حلف ۱۸۸۸ء) ان اشخاص کو جنھیں حلف لینے پر اعتراض یا تو اس لیے ہو کہ ان کا کوئی مذہبی عقیدہ نہیں ہے۔ یا اس لیے کہ حلف لینا ان کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے اقرار صالح کی اجازت دی گئی۔

۱۸۹۲ء: ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۶۴: (قانون حفاظت گواہان (بمقدمہ سرکار) ۱۸۹۲ء) ــــــ کسی شخص کو اس کے شاہی کمیشن یا پارلیمنٹ کی کمیٹی یا کسی ایسی تحقیقات میں جو قانون موضوعہ کے حکم سے عمل میں آ رہی ہو۔ شہادت دینے کی وجہ سے نقصان پہنچانے پر سزا مقرر کی گئی۔[2] [یہ قانون کسی ایسی تحقیقات سے جو کسی عدالت انصاف کی جانب سے عمل میں آ رہی ہو متعلق نہیں ہو گا]

---

[1] یہ قانون بجائے قانون شہادت کتب ہائے بانکر ۱۸۷۶ء۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۴۸۔ ہے۔ جس کا وہ ناسخ بھی ہے۔

[2] گواہوں کو جنھیں شہادت دینے کا پابند کر دیا گیا ہو کسی طرح بھی شہادت دینے سے روکنا قانون عمومی کی رو سے صرف جرم خفیف تھا۔ دیکھیے "ڈائجسٹ قانون تعزیرات"

۱۸۹۸ء: ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ - (قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء) ملزم یا ملزم کی زوجہ یا شوہر کا جواب دہی کے لیے گواہی دینے کے قابل ہونا ـــــ اس قانون پر مفصل بحث کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ ۱۲۲ الف -

۱۹۰۷ء: ۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۱۶: (قانون شہادت (قوانین موضوعہ نوآبادیات ۱۹۰۷ء) قوانین - فرامین - اور قوانین موضوعہ جن کو کسی برطانوی مقبوضات کی مقننہ نے وضع کیا ہو۔ اور وہ احکام و ضوابط جو ان کے تحت بنائے گئے ہوں - اس ملک میں قابل ادخال شہادت ہوں گے۔ اگر ان سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ سرکاری مطبع میں چھپے ہیں۔

۱۹۰۷ء: ۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳: (قانون مرافعۂ فوجداری ۱۹۰۷ء) فوجداری مقدمات کے سوالات قانونی - سوالات واقعاتی - مخلوط سوالات قانونی و واقعاتی - یا کسی اور کافی وجہ کا مرافعہ ہو سکے گا - دیکھئے ضمیمہ -

۱۹۰۹ء: ۹ ایڈورڈ ہفتم باب ۳۹: (قانون حلف ۱۹۰۹ء)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- مولفۂ اسٹیفن (Steph. Dig. Cr. Law.) طبع ششم دفعہ ۱۵۷- برصفحہ ۱۱۳ - جہاں ملک بنام لیڈی لالی ۱۷۲۱ء - اسٹرینج ۴۰۹ کا حوالہ دیا گیا ہے - لیڈی لالی (Lady Lawley) کو تین سو مارکس کا جرمانہ کیا گیا - اور ایک ماہ کی قید بھی دی گئی (Dg. Hold.) صفحہ ۱۷۲ - کالنس بنام بلانٹرن ۱۷۶۷ء - ۲ ولس ۳۴۱ - لیڈنگ کیس از اسمتھ (Sm. L. C.) طبع دہم ۳۵۵ - جس میں دستاویز قرض پر ایک نالش میں اس بدل کا کہ ایک دروغ حلفی کے مقدمے میں شہادت نہیں دی جائے گی ناجائز ہونا کامیابی کے ساتھ بیان کیا گیا - قانون عمومی میں جرم خفیف کی سزا جرمانہ تھی یا قید یا دونوں اور ان کی کوئی حد نہیں تھی سوائے اس کے جو عدالت اپنی صوابدید سے مقرر کرے۔

انجیل کو گواہ کے اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں دے کر حلف دینے کا مجاز کیا گیا۔ اور اس طرح پر انجیل کو بوسہ دینے کے قدیم طریقے کو بدل دیا گیا۔ گو موقوف نہیں کیا گیا۔

۱۹۲۱ء: ۱۱ جارج پنجم باب ۷: (قانون شہادت عدالت تحقیقاتی ۱۹۲۱ء)۔ پارلیمنٹی عدالتیں جو اہم امور سرکاری کی تحقیقات میں مصروف ہوں۔ گواہوں کی حاضری۔ ان کے اظہار حلفی۔ اور ان سے دستاویزات پیش کرانے کی مجاز ہوں گی۔



۱۱

کتاب دوم

آلات شہادت

دفعہ ۱۲۳: "آلات شہادت" سے یہاں مراد وہ ذرائع ہیں۔ جن سے ایسے واقعات کی شہادت جو یا تو نزاعی ہیں یا جن کا ثبوت درکار ہے عدالت کو بہم پہنچایا جاتا ہے[1] لیکن لفظ "آلہ" (Instruarent)[2] کے ہمارے پاس اور ازمنہ وسطی کے قانون روما کے فقہا کے پاس ایک ثانوی معنی بھی ہیں۔ یعنی ایک خاص قسم کی دستاویز[3]۔ یہ آلات شہادت تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ گواہان — یعنی وہ اشخاص جو عدالت کو واقعات کی اطلاع دیتے ہیں (نیچے دفعات ۹۵ تا ۱۲۴)

---

[1] آلات کے عنوان کے تحت وہ تمام اشیا آتے ہیں جن سے کوئی مقدمہ ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی لیے دستاویزات و اشخاص بھی آلات سمجھے جاتے ہیں" ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ سطر ۱۔

[2] دیکھئے نیچے دفعہ ۲۱۵۔ اور ہینکس بر پانڈکٹس۔ حصہ چہارم دفعہ ۱۲۶۔

[3] Instrument۔

۲ - " مادی شہادت " یعنی شہادتِ اشیا۔ نیچے دفعات ۱۹۶ — ۲۱۴۔ اور ضمیمہ الف)

۳ - " دستاویزات " یعنی وہ شہادت جو مادی اشیا سے جن پر اشیا کے وجود کا رسمی نشانات یا حروف سے اندراج کیا جاتا ہے بہم پہنچتی ہے۔

گو قدرتی ترتیب کے لحاظ سے مادی شہادت کا مضمون گواہوں سے پہلے آتا ہے۔ لیکن موخر الذکر سے پہلے بحث کرنے میں سہولت ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر گواہوں ہی کے ذریعے سے مادی و دستاویزی دونوں شہادتیں عدالت کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔



حصۂ اوّل ۱۲۲

گواہان

صفحہ اصل کتاب　صفحہ ترجمہ

دفعہ ۱۲۴ : گواہ وہ شخص ہے جو عدالت میں گواہی دیتا ہے۔ یہ لفظ بعض وقت گواہی کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے[1]۔ مثلاً جب گواہ کو کہتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے مالہ یا ماعلیہ "شہادت" ہے۔ یہ محاورہ متروک ہوتا جا رہا ہے اور شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ جب کسی مجرم کو اس کے شریک جرم اشخاص کے خلاف گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت "سرکاری گواہ" کہتے ہیں۔ اس مضمون کی بحث میں ہم امور ذیل پر غور کرنا چاہتے ہیں:۔

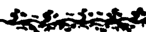
[1] لفظ Witness سیکسن ماخذ کا لفظ ہے۔ اور Weten سے نکلا ہے۔ جس کے معنی جاننے کے ہیں۔ ہم اب بھی "To wit" جاننے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۔ کن اشخاص کو گواہی دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ ناقابلیت گواہان۔ یا کن اشخاص کو گواہی دینے کے ناقابل کیا گیا ہے۔
۳۔ گواہی پر شبہے کے وجوہات۔



باب اول

کن اشخاص کو شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے



دفعہ ۱۲۵ : قانون شہادت کو پیش نہ کرنے کے کسی عذر کو جائز نہیں رکھتا جب کہ وہ ان امور نزاعی سے جو اس کی عدالتوں میں زیر بحث ہوتے ہیں۔ متعلق ہوتی ہے۔ اور قانونی مصلحت کے کسی اصول کی بنا پر فاش کئے جانے سے محفوظ نہیں کی گئی ہے۔ اسی لیے جو شخص بغیر کسی جائز وجہ کے کسی ایسی سماعت مقدمہ سے غیر حاضر ہوتا ہے جس کو کہ باضابطہ طور پر بحیثیت گواہ طلب کیا گیا تھا۔

یا جو گواہ شہادت دینے سے انکار کرتا۔ یا ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرتا ہے۔ جن کو عدالت مناسب قرار دیتی ہے ــــ وہ اہانت عدالت کی بنا پر مستوجب سزا ہوتا ہے[۱]۔ گو سمن کی ایسے وقت پر تعمیل جب کہ میقات حاضرہ میں مقدمے کی سماعت کا امکان نہیں ہوتا ہے عدالتی چارۂ کار کا بیجا استعمال کرنا ہے۔ اور اس کو بے اثر قرار دیا جائے گا[۲]۔ مقتدر اعلیٰ یا بادشاہ کی صورت مستثنیٰ ہے۔ جس کے خلاف ظاہر ہے کہ کسی قسم کا کوئی جبری چارۂ کار استعمال نہیں کیا جا سکتا[۳]۔

۱۔ اس اصول کی عالمیت کی مثال ذیل کے فرضی مقدمے سے دی گئی ہے۔ "اگر پرنس آف ویلز۔ اسقف اعظم کنٹربری۔ اور لارڈ ہائی چانسلر (Lord High Chancellor.) ایک ہی گاڑی میں جا رہے ہوں۔ اور ان کے روبرو ایک مشعلچی اور ٹھیلے والی عورت دھیلے کی سیپیوں کے لیے جھگڑا کریں۔ اور مشعلچی اور یہ عورت ان حضرات کو اپنے لیے گواہی میں طلب کرنا چاہیں تو کیا وہ انکار کر سکتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں" "مسودہ مجموعۂ قانون برائے تنظیم محکمہ جات بہ فرانس" از بنتھم ("Bentham's Draft of a Code for the Organisation of the Judicial Establishment in France.") ۱۷۹۰ء باب ا عنوان ا۔ ایک قانونی رسالے میں ایک صاحب لکھتے ہیں کہ "ہمیں ایک استغاثہ یاد پڑتا ہے جو اہانت مذہب کی بنا پر پیش ہوا تھا۔ اور جس میں مدعی علیہ نے مذہبی مضامین پر اختلاف آراء دکھلانے تمام مذہبی فرقوں کے جن سے وہ واقف تھا بزرگوں کو فی الواقع بطور گواہ طلب کرایا تھا۔ اور جب ساعت مقدمہ کا دن آیا تو ان تمام بزرگوں نے اپنے کو حجرۂ انتظار میں یکجا جمع دیکھا۔ ان میں کنٹربری کے اسقف اعظم۔ اور یہودیوں کے حبر معظم بھی شریک تھے"۔ لا میگزین جلد ۲۵۔ صفحہ ۳۶۴۔ جب شاہنشاہ نپولین اول عرشۂ جہاز بلیروفن (Bellerophon) پر انگریزی سمندر میں تھے تو کوشش کی گئی کہ ان کو اس ملک میں ایک مقدمے میں گواہی دینے کے لیے روکا جائے۔ لیکن سمن کی تعمیل ناممکن ثابت ہوئی۔ سوانح عمری نپولین مصنفہ اسکاٹ (Scott's Life of Napoleon)

۲۔ لندن اینڈ گلوب فینانس کارپوریشن بنام کاوف مان ۱۸۹۹ء ۶۹ لا جرنل چانسری ۱۹۶ از ناریتہ جسٹس Per North, J

۳۔ پیچھے دیکھیے ۱۸۳۔

دفعہ ۱۳۶: گواہ کے خلاف کوئی نالش اس کی شہادت کی بنا پر نہیں کی جاسکتی۔ مقدمے کے متعلق جو کچھ وہ بحیثیت گواہ کہے۔گو کتنے ہی کینے سے سہی۔اس کے متعلق اس کو قطعی امتیاز حاصل ہے۔ اس اصول کو دارالامرا نے مقدمۂ ڈاکنز بنام لارڈ روکبی[1] (Dawkins v. Lord Rokeby) میں قرار دیا ہے۔جہاں اس اصول کو ایسی شہادت پر اطلاق دیا گیا جو ایک فوجی تحقیقاتی عدالت کے روبرو دی گئی تھی۔ اور عدالت اکسچیکر چیمبر نے مقدمۂ ہینڈرسن بنام بردم ہڈ[2] (Henderson v. Broomhead) میں بھی یہی قرار دیا۔ اس مقدمے میں اس اصول کو ایک ایسے حلف نامے پر اطلاق دیا گیا جو ایک مقدمۂ اتلاف میں دریافت خاص واقعات کے سمن کی تائید میں دیا گیا تھا۔ اور عدالت مرافعہ نے بھی مقدمۂ سیمان بنام نیدر کلفٹ[3] (Seaman v. Nether-clift.) میں ایسا ہی قرار دیا۔ اس مقدمے میں اس اصول کو ایک ماہر فن شناخت دستخط کی شہادت پر جو مجسٹریٹ کے روبرو ایک جعلسازی کے مقدمے میں دی گئی تھی اطلاق دیا گیا۔ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ کوئی بیان جو گواہ کے اعتبار پر اعتراض کے جواب میں دیا جائے وہ الزام سے "متعلق" ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے گواہ کو امتیاز کا مستحق کر دیتا ہے۔ اس مقدمے میں ماہر نے ایک پروبیٹ کے مقدمے میں

[1] ڈاکنز بنام لارڈ روکبی ۱۸۷۵ء لا رپورٹ، دارالامرا ۷۴۴-۵ ۴ لا جرنل کوئنس بنچ ۸۔

[2] ہینڈرسن بنام بردم ہڈ ۔ ۲۸ لا جرنل ۔ اکسچیکر ۳۶۰۔

[3] سیمان بنام نیدر کلفٹ ۱۸۷۶ء ۲ کامن پلیس ڈویژن ۵۳ ۔ عدالت مرافعہ جس میں کامن پلیس ڈویژن ۴۰ ۵ کی تصدیق کی گئی ۔فیصلہ لارڈ کولرج چیف جسٹس (Coleridge C.J.) (جنھوں نے موخرالذکر مقدمے کی بھی سماعت کی تھی) اور برٹ جسٹس ۔ لیکن ممالک متحدۂ امریکہ میں قرار دیا گیا ہے کہ گواہ کو اس کی شہادت کے متعلق صرف مشروط امتیاز حاصل ہے۔ اس کا بیان کینے پر مبنی نہیں ہونا چاہیے اور بد النست خود گواہ کے فرائض کی ادائی میں دیا جانا چاہیے۔ شہادت مصنفہ وارٹن (whar. Ev.) دفعہ ۴۹۷ وائٹ بنام کارول ۴۲ نیویارک ۱۶۱ ۔ شاٹون بنام میاک ایلوی ۶ ٹنسی رپورٹس (Tenn.) ۱۴۲۔

رائے ظاہر کی تھی کہ وصیت نامہ جعلی ہے۔ لیکن جوری نے وصیت نامے کو صحیح قرار دیا تھا۔ اور جج نے ماہر پر سختی سے تنقید کی تھی۔ ایک دوسری دستاویز کی جعلسازی کئے الزام میں اسی ماہر کو اس دستاویز کا صحیح ہونا ثابت کرنے طلب کیا گیا تھا۔ جرح میں اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نے پروبیٹ کے مقدمے میں شہادت نہیں دی تھی اور جج کی تنقید کو نہیں پڑھا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ "ہاں" اور کونسل نے کچھ اور نہیں پوچھا۔ لیکن ماہر نے باوجود مجسٹریٹ کے اس کو پروبیٹ کے مقدمے کے متعلق خاموش رہنے کے لیے کہنے کے یہ کہنے پر مصر رہا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ وہ وصیت نامہ کھلی جعلسازی پر مبنی تھا اور مرے دم تک یہی سمجھتا رہوں گا۔" گواہان حاشیہ میں سے ایک نے اس پر ازالۂ حیثیت عرفی زبانی کی نالش کر دی اور جوری نے فیصلہ کر دیا کہ کینہ ثابت ہے اور ہرجانہ (پچاس) پونڈ ہوگا۔ لیکن گولارڈ کولرج چیف جسٹس اصولاً مدعی کے موافق نقطۂ نظر کے حامی تھے مگر انھوں نے اعلان کر دیا کہ لارڈ ڈگلک کے زمانے سے نظائر کے ایک سلسلے نے اس کے خلاف قرار دے دیا ہے۔ اور عدالت مرافعہ میں کاکبرن چیف جسٹس نے فرمایا کہ اس امر پر بے اندازہ نظائر ہیں کہ گواہ کو اظہار میں جو کچھ وہ کہے اس کے متعلق امتیاز حاصل ہے۔ اور اس کا یہ امتیاز جو کچھ وہ کہے اس کے متعلق یا غیر متعلق ہونے سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ کون امر متعلق ہے اور کونسا نہیں۔ نیز یہ امتیاز صرف اس شہادت سے متعلق نہیں ہے جو عدالت میں دی گئی۔ بلکہ
ص ۱۱۵ اس معلومات پر بھی حاوی ہے جو سالیسیٹر کو شہادت کی تیاری یا اور طرح پر قانونی کارروائیوں کو چلانے کے لیے دی جائیں۔[1]

بہت سے امور جو مصلحت عامہ کی عام بنا پر نالش نہیں کئے جا سکتے اس کتاب کے ایک دوسرے حصے میں

---

[1] واٹسن بنام میاک ایون ۱۹۰۵ء مقدمات مرافعہ ۴۸۰۔

بیان کئے گئے ہیں[1]۔ لیکن ان کے علاوہ قانون گواہ کو ایک شخصی امتیاز دیتا ہے کہ وہ خاص سوالات کے جواب دینے سے انکار کر سکتا ہے — یہ امتیاز اس اصول پر مبنی ہے کہ لوگوں کو جہاں تک ہو سکے شہادت دینے کی وجہ سے کسی نقصان یا بیکار بیکار دق کئے جانے سے بچایا جائے۔ تاکہ ان کو عدالت ہائے انصاف میں آکر شہادت دینے کی ترغیب ہو۔ اسی لیے یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ کسی گواہ کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ کسی ایسے سوال کا جواب دے۔ جس کی وجہ سے وہ کسی فوجداری یا تاوانی یا کسی حقیت یا مفاد کی ضبطی کی کارروائی کا مستوجب ہوتا ہے "کوئی شخص اپنے کو ملزم ٹھیرانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا"[2] اور "نہ کوئی شخص اپنے کو مجرم قرار دلوانے پر مجبور کیا جا سکتا ہے"[3]۔ یہ ہماری تمام کتابوں میں قرار دے دیا گیا ہے[4]۔ یہی عدالتوں کا مستقل عمل ہے۔ اور اس کو قانون گواہان سنہ ۱۸۵۱ء ۴ جارج سوم باب ۳۷[5] اور دوسرے قوانین میں تسلیم کیا گیا ہے۔ قوانین شہادت بذریعہ کمیشن سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۳ء۔ (۱) ولیم چہارم باب ۲۲ دفعہ ۵ اور ۶ و ۷۔ وکٹوریا باب ۸۲ دفعہ ۷۔ کی رو سے کوئی گواہ جس کا اظہار بذریعہ کمیشن لیا جائے ایسی تحریر یا دستاویز کے پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جس کے پیش کرنے پر وہ سماعت مقدمہ پر مجبور نہیں کیا جا سکتا وغیرہ۔ اور قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ جو دفعہ (۲) کی رو سے فریقین مقدمہ کو عدالت کے عمل کے مطابق شہادت

[1] دیکھیے دفعات ۱۲۰ ، ۵۔ تا ۵ھ۔

[2] ہارڈلس رپورٹس (Hard) ۱۳۹۔ مقولات ونگیٹ (Wing. Max.) ۴۸۶ مقولات لافش صفحہ ۳۶۱۔

[3] بلسٹروڈ (Bulst.) جلد ۳ صفحہ ۵۰۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۹۶۔ ۳ ماکناٹن دگارڈن (Macnoughten & Garden) ۳۱۲۔ ۱۔ ایجیکر ۹۳۔ ۲ ڈیتی سن کراؤن کیسس ۴۳۴۔

[4] شہادت مصنفہ ملیس ایماس ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۶۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۴۵۳ ، ۱۴۶۳۔ شہادت مصنفہ اشارکی ۴۰۴ طبع چہارم۔

[5] اس قانون موضوعہ کو او پر دفعہ ۱۲۴ میں دیکھیے۔

دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کرتا ہے۔ دفعہ (۳) کی رو سے صراحۃً قرار دیتا ہے کہ "اس قانون میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کی رو سے کوئی شخص کسی ایسے سوال کے دینے پر مجبور ہوگا۔ جس سے کہ وہ مجرم ٹھیرتا ہے[۱]" اور قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ ۱۸۵۶ء۔ ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۱۳ دفعہ ۵ ــــ جو ان امور کے متعلق جو ممالک خارجہ کی عدالتوں میں پیش ہوں۔ یہاں شہادت لینے کی بابت ہے ــــ قرار دیتا ہے کہ ہر شخص کو جس کا اس کے تحت اظہار لیا جائے" ایسے سوالات کے جواب دینے سے جن سے وہ مجرم ہوتا ہے انکار کا حق ہے و نیز ایسے اور سوالات کے جواب دینے سے بھی جن سے کہ دوسرے گواہ کو کسی دوسرے مقدمے میں انکار کا حق ہوتا ہے۔" اور ایک ایسا ہی حکم قانون شہادت بذریعۂ ۱۱۶۵
کمیشن ۱۸۵۹ء۔ ۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ دفعہ ۴ میں (جو ان کارروائیوں میں شہادت لینے سے متعلق ہے جو شاہی نوآبادیات کی عدالتوں میں ان کے اختیار سماعت سے باہر رجوع ہوتی ہیں) ان اشخاص کے متعلق ہے۔ جن کا اظہار اس قانون کے تحت لیا جائے۔ اور آخر میں ملحوظ رکھیے کہ قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ "ان کارروائیوں میں جو زنا کی بنا پر کی جائیں فریقین شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن کسی ایسی کارروائی میں کوئی گواہ۔ چاہے وہ فریق ہو یا نہیں کسی ایسے سوال کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہوگا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ (مرد یا عورت) زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ گواہ اسی مقدمے میں اپنے بینۂ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو[۲]"

---

[۱] اس دفعہ کے مخصوص الفاظ سے سوال پیدا ہو گیا ہے کہ جب کسی فریق مقدمہ کا بطور گواہ اظہار لیا جائے تو کیا اس کا امتیاز دوسرے گواہوں سے کم اور صرف ایسے سوالات تک محدود نہیں ہے جن کا جواب مجرم گردانتا ہے۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۹۳ نوٹ میں بنام ہالکس ۱۱ ایجیکر ۱ ۔ امبورٹ سلسلۂ نو ۲۰۰۔

[۲] ایوانس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ ۳۷۸۔ اور دیکھو شہادت مصنفۂ فپسن طبع ششم دفعات ۲۱۷-۲۱۸۔

شوہر و زوجہ ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہیں جن سے زوجہ یا شوہر مجرم ظاہر ہوتے ہوں۔ لیکن اس امر پر نظائر مختلف ہیں[1]۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے قانون کے تحت بھی جس کی رو سے فریقین اور ان کے شوہر یا زوجہ گواہی دینے کے ناقابل تھے۔ زوجہ ایسے امور کے ثابت کرنے کی ناقابل نہیں تھی جن سے اس کا شوہر مجرم ظاہر ہوتا ہو"۔ لیکن یہ نظائر" یہ نہیں ملے کرتے ہیں کہ اگر زوجہ جواب نہ دینے کا استحقاق طلب کرے تو اس کو مجبور کیا جا سکے گا۔ بلکہ ایک حد تک ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا"[2]۔

دفعہ ۱۲۷: گواہ کو کسی سوال کے جواب دینے سے انکار کا اس بنا پر مستحق کرنے کے لئے کہ جواب سے وہ مجرم ظاہر ہوتا ہے۔ سوال کی نوعیت کا ایسا ہونا ضروری نہیں کہ اس کا جواب خود اس کے خلاف الزام جرم کی شہادت ہو۔ یہ کافی ہوگا کہ جواب سے سلسلۂ شہادت کی ایک کڑی فراہم ہوتی ہو جس سے وہ جرم اس پر عائد ہو جاتا ہو[3]۔ ایک

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ: مقننہ نے اس اصول کو بہت سے دوسرے مواقع پر بھی تسلیم کیا ہے۔ یا تو خاص گواہوں کو اس استحقاق سے محروم کرتے یا قانوناً بری کر دینے سے جس کی وجہ سے یہ استحقاق ان کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۵۵۔ جہاں مختلف مثالیں جمع کی گئی ہیں۔

[1] ملکہ بنام باشندگان کلیوبگیر ۲ ٹائمز رپورٹ ۲۲۳۔ ملکہ بنام باشندگان آل سنٹس ڈسٹر ۱۔ مال و سلون (Maule & Sylwn) ۱۹۴۔ ۲۰۰ از بیلی جسٹس۔ کارٹ رایٹ بنام گرین ۸ ویسی ۴۰۵۔ ۷ رسل و ریان ۹۹۔ ملکہ بنام بالیڈے بلیوی ریورٹس (Bell.) ۲۵۷۔

[2] مجموعۂ شہادت مصنفۂ اسٹیفن دفعہ ۱۲۰۔ نوٹ۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر۔ طبع یازدہم دفعہ ۱۳۲۸۔

[3] از بلاکبرن جسٹس بمقدمۂ ملکہ بنام بیوم۔ لا رپورٹ ۵ کوئنس بنچ ۳۷۷۔ ۳۸۲ اور دیکھئے فشر بنام رونالڈس ۱۲۰ کامن بنچ ۷۶۵۔ از مال جسٹس۔ آسمرن بنام لندن ڈاک کمپنی ۱۰۔ اکسچیکر ۱۰۷۔ از آلڈرسن بنچ۔ پاکسٹن بنام ڈگلاس ۱۹ ویسی ۲۲۶۔ ۱۲۔ رسل و ریان ۱۷۵۔

مقدمے[1] میں تو پالاک چیف جج (Pollock, C. B.) اس سے آگے بڑھ گئے اور ضمنی طور پر ــــ کیونکہ امر تصفیہ طلب کے فیصلے کے لیے اس کے متعلق قرارداد غیر ضروری تھی ــــ قرار دیا کہ جس گواہ کو جواب نہ دینے کا امتیاز یا استحقاق حاصل ہو اور وہ جواب نہ دے تو اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ لازمی طور پر کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ اور یہ کہ آدمی ارتکاب جرم سے متعلق ایسے حالات میں گرفتار ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اُن کو ظاہر کرے تو سننے والے اسی کو مجرم سمجھ سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ ان حالات کی توضیح نہ کر سکتا ہو۔ اس لیے یہ اصول ہمیشہ جرم کی سپر نہیں ہوتا ــــ بلکہ یہ ممکن ہے کہ اس سے معصومی کی حفاظت ہوتی ہو۔ صـ۱۱۷ ان سے زیادہ صاف دلیل کی عدم موجودگی میں یہ کہنا آسان نہیں کہ کیا مذکورۂ بالا تصور صحیح بھی ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی صورتیں ذیل کے دونوں یا ان میں سے کسی ایک اصول کے تحت آتی ہوں کہ "کوئی شخص اپنے کو ملزم ٹھیرانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[2]" اور "نہ کوئی شخص اپنے کو نقصان و خطرے میں ڈالنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[3]"۔ ان میں سے موخر الذکر اصول کے تحت قرار بھی دیا گیا ہے کہ ایک فریق جسے اراضی کے متعلق سلسل ادعا کرنا ضروری تھا۔ اراضی کے اس سے زیادہ قریب جانے پر مجبور نہیں تھا۔ جتنا کہ وہ اپنی حفاظت کے ساتھ جا سکتا تھا[4]۔

دفعہ ۱۲۸: جب امتیاز یا استحقاق کے وجوہات عدالت کے سامنے

---

[1] آذمس بنام لائیڈ ۳ جوریسٹ سلسلۂ نو ۳۵۱ و منتخب مقدمات ۳ ہرسٹن و نارمن (H. & N=Hursltone & Norman) ۳۶۳۔

[2] دیکھیے اوپر دفعہ ۱۲۶۔

[3] لگ برِ ٹیلٹن ۲۵۴ ب۔

[4] ٹیلٹن دفعہ ۴۱۹ اور بعد۔

پیش ہوں تو ان کے کافی ہونے کا فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے[1]۔ نہ کہ گواہ یا اس فریق کا جس پر سوالات کئے گئے ہوں۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت اختلاف رائے ظاہر کیا گیا کہ اگر گواہ یا فریق جس پر کوئی سوال کیا گیا ہو۔ اس کا جواب دینے سے انکار کرے۔ اور حلفی بیان دے کہ جواب سے وہ فوجداری کارروائیوں یا تاوان یا ضبطی جائداد کا مستوجب ہوگا تو کیا عدالت مجبور ہے کہ اس سوال کو نامنظور کرے۔ باوجودیکہ اس کے کہ اس پر ظاہر نہ ہو کہ کس طرح پر اس کے جواب کا یہ اثر ہو سکتا ہے۔ یہ سوال مقدمۂ ملکہ[2] بنام گاربٹ (Rv. Garbett) میں پیدا ہوا۔ جو اجلاس کامل کے غور کے لیے بھیجا بھی گیا۔ لیکن آخر کار اس کا فیصلہ ایک دوسری بنا پر کر دیا گیا۔ بعد میں مقدمۂ فشر بنام رونالڈس[3] (Fisher v. Ronalds) میں جروس چیف جسٹس (Jervis, C. J.) و مال جسٹس (Maule, J.) نے نہایت ہی واضح الفاظ میں قرار دے دیا کہ عدالت گواہ کے حلفیہ بیان کی پابندی پر مجبور ہے۔ اور پالک چیف بیج نے مقدمۂ آڈمس بنام لائیڈ[4] (Adams v. Lloyd) میں اس قرارداد کا پسندیدگی سے ذکر کیا لیکن اس ترمیم کے ساتھ کہ جج کو کامل طور پر یقین ہونا چاہئے کہ گواہ عدالت کی بے وقری تو نہیں کر رہا ہے۔ اور اس اصول قانون سے فائدہ اٹھا کر صداقت کو چھپا تو نہیں رہا ہے۔ اور اصلیت یہ ہے کہ اس کو استحقاق طلب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

---

[1] بمقدمۂ میکسیکی و جنوبی امریکی کمپنی بر بنائے درخواست آسٹن (In Re The Mexican and South American Co., Ex Parte, Aseton.) ۲۷ بیون ۴۷۴۔ جسے مرافعہ میں بحال رکھا گیا۔ ۴ ڈی گیکس و جونس (De Gex & J.) رپورٹس ۳۲۰۔ بر بنائے درخواست فرنامڈز ۱۰ کامن بنچ سلسلۂ نو ۳۔ ۴۰۔ از ولس جسٹس۔

[2] ڈینی سن کراؤن کیسیس جلد ۱۔ ۲۳۶۔ ۲ کیا رنگٹن و کروون رپورٹس ۴۷۴۔

[3] ۲۲ ۱۸۵۳ء ۱۲ کامن بنچ ۷۶۲۔ ۲۲ لا جرنل سلسلۂ نو کامن پلیس ۶۲۔ ۱۷ جورسٹ ۳۹۳۔

[4] ۳ ہرسٹن و نارمن ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۲۷ لا جرنل سلسلۂ نو۔ ایکچیکر ۴۹۹۔ ۴ جورسٹ سلسلۂ نو ۵۹۰۔

لیکن اس نظریے ہی سے پارک جج اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی[1] (Osborn v. London Dock Co.) میں ۔ اور اسٹورٹ وائس چانسلر (Stuart, V. C.) نے سائیڈ باٹم بنام اڈکنس (Sidebottom v. Adkins.)[2] میں صاف طور پر انکار کر دیا۔ آخر الذکر مقدمہ اس مضمون پر صریحی فیصلہ ہے۔ کیونکہ باقی دوسرے مقدمات میں اس اصول کے متعلق جو کچھ کہا گیا بر سبیل تذکرہ کہا گیا تھا۔ اور اصل فیصلے دوسرے امور پر تھے۔ صرف گواہ یا فریق مسؤل عنہ ہی کو حق حاصل ہونے کی تائید میں کہا گیا ہے کہ چونکہ صرف وہی جان سکتا ہے کہ کسی سوال کا اس پر کیا اثر پڑتا ہے اس سے کہنا کہ اس کی وضاحت عدالت سے بھی کر دے در اصل اس کے استحقاق سے انکار کرنا ہوگا۔ کیونکہ استقرائی طور پر یہ کہنا ناممکن ہے کہ ایک واقعہ کسی بھی ممکنہ حالات میں کسی دوسرے واقعے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر شہادت نہیں ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ جس طرح اس گواہ کو جسے دستاویزات پیش کرنے طلب نامۂ پیشی دستاویزات کے ذریعے سے بلایا جاتا ہے ۔ عدالت ہمیشہ اس کے اس حلفیہ عذر کی بنا پر معاف رکھتی ہے[3]۔ کہ وہ دستاویزات اس کے اسناد ملکیت ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی کسی گواہ سے جس کو معمولی طلب نامے کے ذریعے سے بلایا گیا ہو ایسے سوالات پوچھے جائیں۔ جن کا جواب اس کے لیے مساوی طور پر بلکہ زیادہ نقصان رساں ہو تو ایسا ہی قاعدہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کے برخلاف یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ متلوری شہادت کے متعلق تمام سوالات کا فیصلہ کرنے والا صحیح شخص مجانج ہی ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کو اس امر کا بھی فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا تمام حالات پر غور کرنے کے بعد جن میں استحقاق طلب کرنے والے شخص کا ڈھنگ اور طرز عمل بھی داخل ہے کسی خاص سوال کا جواب لینا ضروری ہے یا نہیں[4]۔ اور یہ کہ گواہ فریق

صہ ۱۱۱

[1] ۱۰ بیچکر ۲۰۲ - ۱ جورسٹ سلسلۂ نو صفحہ ۹۳ -

[2] ۳ جورسٹ سلسلۂ نو ۶۳۱ - ۶۳۲ -

[3] دیکھیے شہادت مصنفۂ فیپس طبع ششم صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ -

[4] وی پیل بنام ماتھر ۳ وینڈل (Wend.) رپورٹس ۲۲۹ - ۲۵۴ -

مسئول عنہ ہی کو زیر بحث حق بلا شرکت غیرے دینے سے نہ صرف قانون شہادت میں ایک بے ضابطگی پیدا کرنا ہوگا۔ بلکہ ہر گواہ کو جو ناجائز خواہشات کا بندہ ہو سکتا ہے۔ اور جسے اپنے نام کا خیال نہیں ہوتا ہے۔ اس قابل کرنا بھی کہ وہ آسانی سے اور بغیر کسی خوف سزا کے شہادت دینے ہی سے بچ جائے۔ یہ کہنا کہ گواہ یا فریق مسئول عنہ کو یہ بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ سوال سے اس کو ٹھیک کس طرح نقصان پہنچے گا گو کتنا ہی صحیح ہو لیکن اس کی رو سے یہ تو قرار نہیں پاتا ہے کہ گواہ ہی کو تنہا جج ہونا چاہئے۔ نہ صرف نقصان رساں واقعات کے وجود کا بلکہ قانونی نقطۂ نظر سے ان واقعات کے اثر کا بھی۔ علاوہ اس کے یہ سمجھنا بھی غلطی ہے کہ ہر بے بنیاد اعتراض جو گواہ کسی سوال کی نسبت کرے لازمی طور پر بے ایمانی پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ بے وجہ خوف یا شکوک کی وجہ سے ہو۔ جن کا لحاظ کرنا قانون کے اس مسلّمہ اصول کی خلاف ورزی کرنا ہوگا کہ جس خوف کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کو بے بنیاد نہیں۔ بلکہ معقول ہونا چاہئے۔ یعنی ایسا ہونا چاہئے۔" جو کسی بھی مستقل مزاج شخص کو ہو سکتا ہے[1]۔" یہ اصول کہ گواہ کو ایسے دستاویزات کی پیشی پر مجبور نہیں کریں گے جن کے متعلق وہ حلف اٹھاتا ہے کہ وہ اس کے اسناد ملکیت ہیں۔ بڑی حد تک ضرورت کا پیدا کردہ ہے۔ کیونکہ وہ
اس فوری و ناقابل تلافی نقصان کے خیال پر مبنی ہے۔ جو جج کے ان ص۱۱۹
دستاویزات کی نوعیت کے متعلق غلط فیصلے سے پیدا ہوتا ہے۔ باوجود اس کے ہماری دانست میں اگر یہ اچھی طرح ثابت کیا جائے کہ ان کی نوعیت کے متعلق گواہ کا بیان غلط تھا تو جج ان کے پیش کرنے پر گواہ کو مجبور کرے گا۔

دفعہ ۱۲۸: (الف) یہ کل سوال آخر کار عدالت کونسل پنچ کے روبرو

۱؎ کک بر لٹلٹن ۳۵۲ ب معقولات لافٹ صفحہ ۴۰۴۔ نیز دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷۔ سطر ۴ ۱۸۔

مقدمۂ ملکہ بنام بائیس[1] (Reg v. Boyes) میں پیش ہوا۔ جہاں اس عدالت کے ایک متفقہ فیصلے کی رو سے مقدمۂ فشر بنام رونالڈس (Fisher v. Ronalds) کے اقوال عدالتی صاف طور پر منسوخ کردیے گئے۔ وہ مقدمہ ارکان پارلیمنٹ کے ایک انتخاب کے موقع پر رشوت ستانی کی ایسی اطلاع کی بنا پر پیش ہوا تھا جو اٹرنی جنرل نے دارالعوام کی ایک قرارداد کی متابعت میں عدالت کو دی تھی۔ اور سماعت مقدمہ پر مارٹن بیرن (Martin B.) نے قرار دیا کہ اس گواہ کو جو اس معاملے میں شریک تھا۔ لیکن جس کو معافی دے دی گئی تھی۔ اس معاملے سے متعلق سوالات کے جوابات دینا چاہیئے۔ جب اس قرارداد کے متعلق اعتراض عدالت کوئنس بنچ (Queen's Bench) میں جس میں کاکبرن چیف جسٹس (Cockburn, C. J. Witman, وٹمان۔ کرامپٹن اور بلاکبرن جسٹس Cromptn and Blackburn JJ.) شامل تھے پیش ہوا تو بحث کی گئی کہ گواہ جواب دینے پر مجبور کئے جانے کی وجہ سے خطرے میں ہے۔ کیونکہ گو تاج اپنے سے متعلق جرایم کو معاف کرسکتا ہے۔ لیکن گواہ پر دارالعوام کی جانب سے مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ اور اس مقدمے میں قانون بند و بست دفعہ ۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ دفعہ ۳ کی رو سے بادشاہ کی کوئی معافی بطور جوابدہی پیش نہیں کی جاسکتی۔ عدالت کا سوچا ہوا فیصلہ حسب ذیل ہوا:۔

"بحث یہ کی گئی تھی کہ قانونی خطرے کے محض امکان ہی سے گواہ کو حفاظت کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے نہیں بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ گواہ ہی اس امر کا تنہا جج ہے کہ کیا اس کی شہادت اس کو قانونی خطرے میں ڈالے گی۔ اور یہ کہ اس کی اس رائے کے بیان کو اگر وہ علانیہ طور پر بے ایمانی پر مبنی نہ ہو تو قطعی سمجھنا چاہیئے۔ آخر الذکر قضیے سے ہم کسی طرح اتفاق نہیں کرسکتے۔ نظایر پر غور

[1] ملکہ بنام بائیس ۱۸۶۱ء ۳۰ لا جرنل کوئینس بنچ ۳۰۱۔ ۵ لا ٹائمز ۱۴۷۔ ۹ ویکلی رپورٹر ۶۹۰۔ جسے عدالت مرافعہ نے بمقدمۂ رینالڈس برقرار رکھا۔ یہ درخواست رینالڈس ۱۸۸۲ء ۲۰ چانسری ڈویژن ۲۹۴ یہی امرای طریقہ پر بربنائے درخواست فرنانڈس فیصل کیا گیا۔ ۱۰ کامن بنچ سلسلۂ نو۔ ۳۹۔ ۳۰ لا جرنل کامن پلیس ۱۳۱ ۱۸۶۱ء

کرنے کے بعد ہماری صاف رائے یہ ہے کہ قانون کے متعلق جو نقطۂ نظر لارڈ ونسلی ڈیل (Lord Wenslydale نے اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی[1] Osborn. V. London Dock Company. میں اختیار کیا۔ اور جس پر وائس چانسلر اسٹوورٹ نے ساؤتھ کم بنام اڈکینس میں[2] عمل کیا۔ وہ صحیح ہے۔ اور یہ کہ کسی شخص کو جسے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو امتیاز خاموشی کا مستحق کرنے ضروری ہے کہ حالات مقدمہ اور نوعیت شہادت مطلوبہ کی بنا پر عدالت کی رائے ہو کہ گواہ کو جواب دینے پر مجبور کرنے میں معقول طور پر خطرہ نظر آتا ہے۔ ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں کہ جب گواہ کے خطرے میں ہونے کا واقعہ ایک مرتبہ ظاہر ہو جائے تو خود گواہ کو کسی خاص سوال کے اثر کا اندازہ لگانے میں بہت آزادی دی جائے گی کیونکہ اس میں شبہ نہیں ہے جیسا کہ آلڈرسن جج نے اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی میں کہا ہے کہ ایک سوال جو بادی النظر میں بہت ہی بے ضرر معلوم ہوتا ہے۔ سلسلۂ شہادت کی ایک کڑی بن جانے سے جواب دینے والے فریق کے خلاف ثبوت جرم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس قید کی ملحوظی کے ساتھ ہماری رائے میں جج کو گواہ کے جواب دینے پر اصرار کرنا چاہئے بجز اس کے کہ اس کو صفحہ ۱۲۰
اطمینان ہو کہ جواب سے گواہ خطرے میں پڑ جائے گا۔ نیز یہ بھی ہماری رائے ہے کہ جس خطرے کا خوف ہو اس کو معمولی حالات میں قانون کے معمولی عمل کا لحاظ کرتے ہوئے حقیقی و قابل لحاظ ہونا چاہئے ـــ اس کو خیالی غیر حقیقی قسم کا ایسا غیر اغلب خطرہ نہیں ہونا چاہئے کہ جس کا کوئی معقول آدمی اپنے کاروبار میں لحاظ نہ کرے۔ ہماری دانست میں ایک بعید و خیالی امکان کو جو قانون کے معمولی دائرے سے باہر ہو۔ اور ایسا ہو کہ اس سے کوئی معمولی آدمی متاثر نہ ہوتا ہو عدل گستری کی راہ میں خلل انداز ہونے نہیں دینا چاہئے۔ قانون کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو جسے دوسروں کی کارروائی میں گواہی دینے بلایا گیا ہو اس امر سے محفوظ رکھا جائے کہ وہ اپنی ہی گواہی کی بنا پر قانون کے دائرۂ سزا میں آجائے لیکن یہ ایک مفید حفاظت کا بیجا استعمال ہوگا۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ خطرے کا محض خیالی امکان گو کتنا ہی بعید و غیر اغلب ہو اغراض انصاف کے لیے ناگزیر شہادت کے روکنے کی کافی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۔ بسٹ اینڈ اسمتھ (B. & S.) ۳۱۱۔ (۲۷ مئی ۱۸۶۱ء)۔

[1] ۱۰ ایکسچیکر ۶۹۰ - ۱ - ۷ -

[2] جوریسٹ سلسلہ نو ۱ ۹۲۳ ۔

ناجائز وجہ ہے۔ اس موجودہ مقدمے میں کوئی بھی سنجیدگی سے نہیں کہہ سکتا کہ گواہ کو دارالعوام کی جانب سے مواخذے کا قلیل ترین خوف بھی ہے۔ ایسی کارروائی کی ایک بھی مثال رشوت ستانی کی ان بدقسمتی سے کثیر التعداد صورتوں میں جن پر دارالعوام نے توجہ کی نہیں ملتی۔ اور نہ جہاں تک ہم واقف ہیں کبھی سوچی بھی گئی۔ یہ سمجھنا کہ اس گواہ کے خلاف ایسی کارروائی کی جائے گی مضحکہ انگیز ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ دارالعوام کی ہدایت ہی کی بنا پر اٹارنی جنرل نے اطلاع کے ذریعے سے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ اور اسی لیے یہ کلیتہً انصاف کی خلاف ورزی ہوگی کہ چالان کے مفاد کے لیے اس گواہ کی گواہی حاصل کرنے جو معافی دی گئی ہے اس کو کالعدم سمجھا جائے اور گواہ کے خلاف مواخذے کے ذریعے سے کارروائی کی جائے۔ اس لیے ہماری دانست میں اس مقدمے میں گواہ شہادت مطلوبہ کی بنا پر معقول نقطۂ نظر سے قلیل ترین حد تک بھی کسی واقعی خطرے میں نہیں تھا۔ کیونکہ معافی سے اس کو تمام معمولی قانونی کارروائیوں سے محفوظ کر دیا گیا تھا۔ اسی لیے عدالت تحت کا فرض تھا کہ اس کو جواب دینے پر مجبور کرتی۔"

مقدمہ بربنائے درخواست[1] فرنانڈز Ex Parte Fernandez, میں گواہ فرنانڈز کو اجلاس میعاتی عدالت دورہ کنندہ منعقدۂ یارک سے ہل جسٹس (Hill, J.) نے چھ مہینے کی قید اور پانچ سو پونڈ کا جرمانہ۔ اور عدم ادائی جرمانہ کی صورت میں تا ادائی مزید قید کی سزا۔ چارلس ورتھ (Charlesworth) کے خلاف رشوت کی ایک فوجداری اطلاع کے مقدمے میں اس سوال کا جواب دینے سے انکار کرنے کی وجہ سے دی کہ "کیا تم نے مسٹر چارلس ورتھ کے لیے کچھ رقم حاصل کی"۔ اس نے جواب دینے سے انکار کیا تھا۔ اگرچہ کہ اس کو صداقت نامۂ براءۃ دفعات ۹۔۱۰ قانون کمشنران انتخاب ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۵۷ (جس کے بجائے اب دفعہ ۵۹ قانون انسداد عمل ہائے ناجائز و ناشائستہ سنہ ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۱ وضع ہوا ہے) کے تحت عطا کر دیا گیا تھا۔ اور عذر یہ کیا تھا کہ دارالعوام کی جانب سے اس پر مواخذے کی

---

[1] بربنائے درخواست فرنانڈز (۳ مئی سنہ ۱۸۶۱ء) ۳۰ لا جرنل کامن پلیس ۳۲۱۔

کارروائی کی جا سکتی ہے۔ فرنانڈ نے اپنی حراست کو ناجائز بتلا کر طلبنامۂ احضار محبوس کو جاری کرانا چاہا۔ لیکن عدالت نے اس کی درخواست منظور نہیں کی۔ یہ مقدمہ نہایت اہم ہے۔ کیونکہ غالباً یہ ایک ہی مقدمہ ہے۔ جس میں ایک بڑی عدالت کے جج نے محض جواب دینے سے انکار کرنے پر گواہ کو سزا دی ہے۔

دفعہ ۱۲۸ ب: لیکن تین قوانین بھی ہیں جو نظمائے امن کو مجاز کرتے ہیں کہ گواہوں کو جواب دینے سے انکار کرنے پر سزا دیں۔ یہ قوانین حسب ذیل ہیں: قانون جرایم قابل چالان ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲۔ اس کی رو سے نظما ان اشخاص کو جن پر جرایم قابل چالان کے الزام ہوں چالان کر سکتے ہیں۔ قانون سماعت سرسری ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳۔ اس کی رو سے جرایم خفیفہ کے لیے سماعت سرسری کا ضابطہ مقرر کر دیا گیا ہے اور قانون پولیس متعینہ پائے تخت ۱۸۳۹ء ۲ و ۳ وکٹوریا باب ۷۱، جو لنڈن میں عام اختیار سماعت عطا کرتا ہے۔ یہ تمام قوانین ان صورتوں سے متعلق ہیں۔ جن میں گواہ کو صراحۃً طلب کیا گیا تھا۔ ان گواہوں سے نہیں جو از خود حاضر عدالت ہوئے تھے۔ دفعہ ۱۶ قانون جرایم قابل چالان ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲ کی رو سے حکم ہے کہ:- ۱۲۱

اگر کسی ناظم امن کو کسی قابل اعتبار شخص کے حلف یا اقرار صالح سے ظاہر ہو کہ اس جج کے حد اختیار سماعت میں کوئی ایسا شخص ہے جو چالان کی جانب سے اہم شہادت دے سکتا ہے۔ اور گواہی دینے از خود حاضر نہیں ہو گا...... تو ایسا ناظم ایسے شخص کی حاضری کے لیے سمن جاری کر سکتا ہے اور مع ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ جاری کرے گا..... اور اگر یہ شخص جو اس طرح طلب کیا گیا ہو نہ آئے یا آنے سے انکار کر دے۔ ... اور نہ آنے یا آنے سے انکار کی کوئی جائز وجہ نہ بتلائی جائے تو...... ناظم کے لیے جائز ہو گا کہ.... اپنے سامنے ایسے شخص کو لانے اور موجود کرنے کے لیے وارنٹ جاری کر دے،

اور اگر ایسے شخص کے حاضر ہونے کے بعد وہ اظہار دینے سے انکار کرے ...یا
ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرے جو تفصیلات سے متعلق اس سے پوچھے
جائیں۔ اور اس انکار کی کوئی جائز وجہ نہ بتلائے تو کوئی ناظم امن جو وہاں موجود اور
اختیار سماعت رکھتا ہو۔ اپنے دستخطی و تحریری وارنٹ کے ذریعے سے ایسے
شخص کو ضلع بتعلقہ تحصیل۔ آزادی۔ شہر۔ یا اور مقام جہاں اس طرح پر ایسا انکار
کرنے والا شخص ہو۔ کسی بھی مدت کے لیے جو سات دن سے زیادہ نہ ہو قید
کئے جانے اور رکھے جانے کا حکم دے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ اسی اثنا میں اظہار دینے
اور تفصیلات سے متعلق جواب دینے پر رضامندی ظاہر کر دے۔"

قانون تحقیقات سرسری ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲۔ وکٹوریا باب ۴۲ کی دفعہ ۷، فی الجملہ مذکورۂ بالا دفعہ کے مساوی ہے۔ دفعہ ۲۲۔ قانون پولس متعینۂ پایۂ تخت ۱۸۳۹ء۔ زیادہ اختصار کے ساتھ مجسٹریٹ کو مجاز کرتا ہے کہ وہ کسی شخص کو جو اس کے سامنے آئے یا لایا جائے اور جو شہادت دینے سے انکار کرے قید کر دے۔ جس کی مدت (۱۴) دن سے زیادہ نہ ہوگی۔ سوائے اس کے کہ وہ شخص اس مدت کے اندر اظہار دینے پر آمادہ ہو جائے۔ اور انکار کی جائز وجہ کے متعلق استثنا کو حذف کر دیا ہے[1]

دفعہ ۱۲۹: پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ گواہ جو اس قسم کے سوالات کا جواب نہ دینے کے استحقاق کو طلب کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ مجبور ہے کہ فوراً ہی اس استحقاق کو طلب کرے۔ اور یہ کہ اگر وہ کسی مجرم بنانے والے بیان
صد ۱۲۲
کو جس سے وہ انکار کر سکتا تھا شروع کر دے تو اس کے ختم کرنے پر اس کو مجبور کیا جا سکے گا ــــ یہ اصول غالباً اس لیے قایم کیا گیا تھا۔ کہ گواہ اس استحقاق کو جو قانون نے ان کی حفاظت کے لیے دیا تھا۔ کسی ایک

ؔ۱۔ اس قانون کے تحت دسمبر ۱۹۰۸ء میں لندن پولس کے ایک مجسٹریٹ نے کلیسائے انگلستان کے ایک پادری کو سات دن کے لیے اس بنا پر قید کر دیا کہ اس نے ان امور کے ظاہر کرنے سے انکار کیا جو

فریق کے فائدے کا ذریعہ استحقاق کو اس وقت طلب کرنے سے جب کہ ان کی گواہی اس فریق کے خلاف ہونے لگے نہ بنا دیں۔ لیکن مقدمۂ ملک بنام گاربٹ[۱] میں ججوں کی اکثریت نے اس قدیم تصور کو برقرار نہیں رکھا۔ اور قرار دیا کہ گواہ استحقاق کو مقدمے کی کسی بھی نوبت پر طلب کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۰: قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء سے پہلے گو یہ طے شدہ امر تھا کہ گواہ کو ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جن سے کہ اس کی اہانت ہوتی ہے۔ مثلاً اس سوال کے جواب پر کہ کیا اسے کبھی کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ بشرطیکہ یہ سوالات امر تنقیح طلب سے متعلق ہوں[۲]۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت شک تھا کہ کیا اس کو ایسے سوالات کے جواب پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔ جو ضمنی امور سے متعلق ہوں۔ اور جو اس کے اعتبار کو آزمانے کے لئے گئے ہوں۔

قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء دفعات ۳ و ۱۰۳ (جواب منسوخ شدہ ہیں۔) کی رو سے دیوانی مقدمے میں گواہ سے پوچھا جا سکتا تھا کہ کیا اس کو کسی جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور اگر وہ اس واقعے سے انکار کرتا۔ یا جواب دینے سے انکار کرتا تو فریق مخالف اس کی سزایابی کو ثابت کر سکتا تھا۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعہ ۶۔ جو مذکورۂ بالا قانون کی بجگہ نافذ ہوا۔ اور جو "تمام عدالتوں پر (فوجداری بھی اور دوسری بھی) اور تمام اشخاص پر جو یا تو قانوناً یا فریقین کی رضامندی سے شہادت کے سننے منظور کرنے اور جانچنے کے مجاز ہوتے ہیں" قابل اطلاق ہوتا ہے۔ قرار دیتا ہے[۳] ـــــ کہ گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس کو ملاہی اقبال میں کہے گئے تھے۔ اس امر پر دیکھئے نیچے دفعہ ۵۰۳۔
[۱] اڈہیی سن کراؤن کیسس ۲۲۶۔ ۲ کیار نگٹن و کروں (Car. & K.) ۹۵ ؁۔
[۲] شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۲ صفحہ ۴۹۲۔ طبع دہم فلپس وارناس کی شہادت صفحہ ۹۱۶ و ۹۱۷۔
[۳] دفعہ ا۔

جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی۔ اور اگر وہ انکار کرے یا اس واقعے کو قبول نہ کرے یا جواب دینے سے انکار کرے تو فریق جرح کنندہ سزا یابی کو ثابت کر سکتا ہے۔

ان قوانین سے بھی ان شبہات کا حل نہیں ہوتا ہے جو ان سوالات کے متعلق ہوتے ہیں۔ جن کا ان قوانین میں ذکر نہیں ہے۔ مثلاً آیا گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کبھی اس نے خلاف عزت کوئی فعل کیا ہے؟ قول راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر صدر نشین جج چاہے تو ان کا جواب دینا ضروری بھی ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ جیسا کہ ملک بنام کاسٹرو (R. V. Castro) مقدمۂ ٹچبورن) میں دیکھا گیا کہ استغاثہ دروغ حلفی کے ایک گواہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ ارتکاب زنا کا اقبال کرے[1]۔ اس موضوع پر تین امور ملحوظ رکھئے[2]

۱۲۳ (۱)۔ عام طور پر یہ فریق جرح کنندہ کا مطلب سوال کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کی خاموشی جس پر منہ در منہ کسی جرم یا خلاف عزت فعل کا الزام لگایا جائے۔ بہت سی صورتوں میں اقبال جرم کے مساوی ہوتی ہے۔

(۲)۔ ایسی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ جن میں جج اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں گواہ کو بے ضروری اور ناشایستہ ایذا رسانی سے بچانے کے لیے مداخلت کر سکتا ہے۔ مثلاً ایسے بعید ناشایستہ حرکات سے متعلق سوالات کے جواب دینے سے جو کوئی حقیقی بنا اس مفروضے کی نہیں ہوتے ہیں کہ جو گواہ ان کا مرتکب ہو وہ سچا شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ اور قواعد عالیہ عدالت (حکم ۳۶ قاعدہ ۳۸) میں صراحتہً حکم دیا گیا ہے کہ جج تمام صورتوں میں کسی

[1] دیکھئے ملک بنام کاسٹرو جلد ۲ صفحہ ۷۱۹۔ مطبوعہ سویٹ ۱۸۸۰ء میں الزام عائد کردہ کاکبرن میر مجلس اور نیچے دفعہ ۱۹۵ ب۔ مجموعۂ شہادت مصنفۂ اسٹیفن دفعہ ۱۲۹۔ اور نوٹ ۵۶۔ ایوانس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ ۳۷۸
[2] دیکھئے نیچے دفعات ۲۶۳۔ اور ۲۶۴۔

فریق یا گواہ پر جرح کے ایسے سوالات کو نامنظور کر سکتا ہے جن کو وہ ایذا رساں سمجھے۔ اور جو مقدمے یا کارروائی کے کسی ایسے امر سے متعلق نہ ہوں جس کی دریافت اور تنقیح ضروری ہو۔

(۳) جب کسی گواہ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جائے جو اس کے اعتبار کو ساقط کرنے یا اس کو ذلیل کرنے کی غرض سے کیا گیا ہو۔ اور وہ اس کا جواب دے دے تو عام طور پر جرح کنندہ اس جواب کا پابند ہوگا۔ کیونکہ سوال صرف اس کے اعتبار سے متعلق تھا۔ جو ایک ضمنی امر ہے۔ اور اسی لیے اس کی تردید کے لیے شہادت منظور کرنا۔ ایک ایسے سوال کی سماعت کرنا ہے۔ جو امر تنقیح طلب سے متعلق نہیں ہوتا ہے[۱]۔

۱۸۹۲ء کی ابتدا میں بٹ جسٹس (But, J.) کے اجلاس کے ایک ازدواجی مقدمۂ رسل بنام رسل (Russell v. Russell.) اور اجلاس ڈنمن جسٹس (Denman, J.) کے ازالۂ حیثیت عرفی کے مقدمۂ اوسبورن بنام ہارگریف اور زوجہ (Osborne v. Hargrave & Wife) میں ہر مقدمے کے مدعی علیہ سے چند سوالات کئے گئے تھے ان کے متعلق ایک کافی بڑا مباحثہ پیدا ہوا۔ جو جرح کنندہ کونسل کے حدود صوابدید سے متعلق تھا۔ دونوں صورتوں میں جج نے ان سوالات کو روکنے جن پر اعتراض کیا گیا تھا۔ مداخلت نہیں کی اور ان میں سے صرف ایک میں گواہ نے جواب دینے میں پس وپیش کیا تھا اس مباحثے کا جو زیادہ تر "اخبار ٹائمز" کے صفحات پر کیا گیا تھا۔ عملاً کوئی نتیجہ نہیں نکلا لیکن اس سے ظاہر ہوا کہ خلاف اخلاق حرکات کی بنا پر جرح کر کے اعتبار ساقط کرنے سے تمام مباحثے میں حصہ لینے والوں کو سخت نفرت تھی۔

[۱] دیکھئے ملک بنام ہومس لا رپورٹ ۱ کامن کیس ۳۲۲۔ ملک بنام ہاجسن۔ رسل وریان ۲۱۱۔ ملک بنام کاک کرافٹ ۱۱ کاکس کامن کیسس ۴۱۰۔ ملک بنام کلارک ۲ اسٹارکی ۲۴۱۔ جس کی رو سے ملک بنام روبنز ۲ موڈی و رابنسن ۵۱۲۔ منسوخ کیا گیا۔

اس امر پر قانون شہادت ہند ۱۸۷۲ئہ میں مکمل احکام ہیں۔ اس قانون کو سرجیمس اسٹیفن (Sir James stepson) نے جب وہ ہندوستان کی اعلیٰ کونسل کے رکن تھے وضع کیا تھا۔ اس قانون کے دفعہ ۱۴۸ کی رو سے جب جرح میں گواہ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جائے جو بجز اس کے اعتبار کے اور طرح بے متعلق نہ ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ فیصلہ کرے کہ کیا گواہ کو جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا یا نہیں۔ اور وہ گواہ کو خبردار کر سکتی ہے کہ جواب دینا ضروری نہیں
۱۲۴ اس صوابدید کے استعمال میں عدالت امور ذیل کو ملحوظ رکھے گی:۔

"ایسے سوالات مناسب ہیں جو اس نوعیت کے ہیں کہ ان سے جو الزام عائد ہوتا ہے اس سے عدالت کی رائے میں اس گواہ کے اس معاملے کے متعلق اعتبار پر جس کی وہ گواہی دیتا ہے کافی اثر پڑتا ہے۔ ایسے سوالات نامناسب ہیں جن سے گواہ کے چال چلن کے متعلق جو الزام عاید ہوتا ہے وہ ایسے زمانۂ بعید اور ایسے حالات سے متعلق ہے کہ اس سے عدالت کی رائے گواہ کے اس معاملۂ خاص میں اعتبار کے متعلق جس کی کہ وہ گواہی دیتا ہے، یا تو متاثر ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ یا نہایت ہی قلیل حد تک متاثر ہوتی ہے۔

"ایسے سوالات نامناسب ہیں کہ جن سے گواہ کے چال چلن کے متعلق جو الزام عاید ہوتا ہے وہ گواہ کی اہمیت شہادت کی نسبت کرتے بہت بڑا ہوتا ہے

"عدالت اگر مناسب سمجھے تو گواہ کے جواب دینے پر انکار کرنے سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ اگر وہ جواب دیتا تو وہ اس کے موافق نہیں ہوتا۔"

دفعہ ۱۴۹: کی رو سے مذکورۂ بالا سوالات کو ان کے باور کرنے کی معقول وجہ ہونے کے بغیر نہیں کرنا چاہئے"۔ اور دفعہ (۱۵۰) کی رو سے اگر یہ سوالات کسی پیشے والے شخص سے پوچھے جائیں تو عدالت ان حالات کی اطلاع اس حاکم کو کر سکتی ہے جس کا کہ وہ شخص اپنے پیشے کے کاروبار میں ماتحت ہو۔ اور دفعہ (۱۵۱) کی رو سے بعض حالات میں عدالت فحش یا ایسے سوالات جن سے کسی کی توہین ہوتی ہو ممنوع قرار دے سکتی ہے۔ اور دفعہ ۱۵۲ کی رو سے

"عدالت کسی ایسے سوال کو منع کر سکتی ہے جو اس کی رائے میں تکلیف دینے یا توہین کرنے کیا گیا ہے یا جو گو بنفسہٖ مناسب ہے لیکن عدالت کی رائے میں غیر ضروری طور پر اشتعال طبع دلانے والے الفاظ میں کہا گیا ہو۔

دفعہ ۱۳۱: پہلے یہ ایک نزاعی مسئلہ تھا کہ کیا گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جن سے وہ کسی دیوانی کارروائی کے مستوجب ہوتے ہیں[1]۔ اس کا تصفیہ کرنے قانون گواہان ۱۸۰۶ء ۴۶ جارج سوم باب ۳۷ نافذ کیا گیا۔ اور جو اس مضمون کے متعلق موجودہ شکوک کو بیان کر کے اعلان کیا اور قرار دیا کہ

"کوئی گواہ کسی ایسے سوال کے جواب دینے سے قانوناً انکار نہیں کر سکتا ہے۔ جو امر تنقیح طلب سے متعلق ہے۔ اور جس کے جواب سے اس پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے۔ اور نہ وہ کسی قسم کے کوئی تاوان یا ضبطی یا جائداد کا مستوجب ہوتا ہے[2]۔ صرف اس وجہ سے یا صرف اس بنا پر کہ ایسے سوال کے جواب دینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک قرض دیتا ہے۔ یا اور طرح پر کسی دیوانی کارروائی کا مستوجب ہوتا ہے۔



[1] "شہادت" مصنفہ فلپس جلد ۲۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ طبع دہم۔ "شہادت" مصنفہ اسٹار کی ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ طبع چہارم۔

[2] جس ضبطی جائداد کا ذکر کیا گیا۔ اس کی نوعیت اور وسعت پر دیکھئے پائی فیلڈ بنام بٹر فیلڈ ۵ بسٹ اینڈ اسمتھ ۲۶۔ ۵۔ اور وہ مقدمات جن کا ذکر یہاں کیا گیا۔

ص ۱۲۵

باب دوم

ناقابلیت گواہان

دفعہ ۱۳۲: چونکہ عدالتہائے انصاف کی جانب سے گواہوں کے بیانات کی منظوری اور ان پر اعتبار اس قدرتی بلکہ طبعی عقیدے پر مبنی ہوتا ہے جو انسانی گواہی کے سچ ہونے کی بابت خصوصاً جب کہ وہ تہدید بہ حلف کے تحت دی گئی ہو ذہن انسانی میں جاگزین ہوتا ہے[1]۔ اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام گواہی کو جو اس تہدید کے تحت دی جائے اور شاید اس کو بھی جو اس تہدید کے تحت نہ دی گئی ہو سننا اور اس پر یقین کرنا چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ شک یا بدگمانی کی کوئی خاص وجہ موجود ہو۔ اور یہاں ایک اہم فرق پیدا ہوتا ہے جو اس ملک اور اکثر دوسرے ممالک کی تمام عدالتی شہادت میں پایا جاتا ہے۔ یعنی بعض صورتوں میں یہ خاص وجہ اتنی ظاہر ہوتی ہے کہ قانون گواہ کی گواہی کو نامنظور کر دینا ہی بہتر سمجھتا ہے۔ اور بعض دوسری صورتوں میں وہ گواہ کو بیان دینے کی اجازت دیتا ہے اور اس کی وقعت کا اندازہ کرنا عدالت پر چھوڑتا ہے[2]۔ یہی فرق ہے جو ہماری کتابوں میں گواہوں کی قابلیت اور ان کے اعتبار ص۱۲۶

---

[1] دیکھیے پیچھے دفعہ ۱۵۔

[2] "یہ ایک نہایت ہی اہم اصول ہے کہ گواہوں کو یا تو مسترد کر دیا جاتا ہے یا انھیں صرف ناپسند کیا جاتا ہے۔ وہ جو سنے ہی نہیں جاتے ہیں مسترد کیے جاتے ہیں۔ اور وہ جو سنے تو جاتے ہیں لیکن جن پر اعتبار کم کرنے والا کوئی اعتراض ہوتا ہے وہ ناپسند کیے جاتے ہیں۔" مقدمۂ قانون رتنا مصنفہ ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان۔ نوٹ ۱۔ دیکھیے پلیس آف دی کراؤن از ہیل صفحہ ۶۳۵۔ جلد ۱۔ ایضاً جلد ۲۔ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷

کے درمیان کیا جاتا ہے۔ گواہ کو شہادت دینے کے ناقابل اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ جج ازروئے قانون اس کی گواہی کو یا تو عام طور پر یا کسی خاص مضمون کے متعلق مسترد کر دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ باقی تمام صورتوں میں اس کی گواہی سنی جاتی ہے۔ اور جوری اس کی وقعت کا اندازہ کرتی ہے۔ یہ باب ناقابلیت گواہان تک محدود رہے گا۔

دفعہ ۱۳۳: گواہ کی ناقابلیت کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اس کی ناقابلیت کا سوال اعتراض کئے جانے پر پیدا ہوتا ہے۔ اور جن واقعات پر وہ مبنی ہوں۔ اگر ان کے متعلق نزاع کی جائے تو مثل دوسرے ضمنی[1] واقعات کے جج کو ان کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے[2]۔ اور جج شبہے کی صورتوں میں ہمیشہ گواہ کو سن لینے اور اعتراض کو گواہ کی وقعت نہ کہ اس کی قابلیت سے متعلق کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔ بہت سی صورتوں میں ناقابلیت کے اسباب کو جج علانیہ محسوس کرتا ہے۔ مثلاً جب کہ گواہ حالت نشہ میں پیش ہوتا ہے[3]۔ یا جب وہ علانیہ پاگل ہوتا ہے[4]۔ یا اتنی کم عمر کا ہوتا ہے کہ جج اس کے مذہبی عقیدے کو پہلے دریافت کر لینا لازمی سمجھتا ہے[5]وقس علیٰ ذالک۔ سابق میں گواہ کی قابلیت کا تعین ایک ابتدائی اظہار قابلیت[6] کے ذریعے سے کیا جاتا تھا۔

---

[1] دیکھئے دفعہ ۳۲۔

[2] بارٹلٹ بنام اسمتھ ۱۸۴۳ء ۱۱ میسن وولسبی ۴۸۳-۶۳-رسل دریان ۴ ۶۶ لک بنام ل ۲ ڈینی من کراؤن کیس ۱۵۲

[3] دیکھئے فیصلۂ مقدمۂ مانسل بنام ملکۂ ڈرسلی دیل کراؤن کیس ریزیوڈ ۴۰۵ "ایسے گواہ کی حالتِ سکر جبکہ شہادت دے اس کے چہرے سے ثابت ہوتی ہے۔" ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۵۷۹ نوٹ ۵ وبعد۔

[4] نیچے۔

[5] نیچے۔

[6] ابتدائی اظہار قابلیت voir dire کا ترجمہ ہے۔ اس کے لغوی معنی سچ کہنے کے ہیں (voir سچ تارمن فرنچ لفظ ہے آج کل کے vrai کے لیے۔

جس کو جج قلم بند کرتا تھا۔ اس میں گواہ سے خواہش کی جاتی تھی کہ جو سوالات اس سے کئے جائیں۔ ان کے متعلق سچ کہے۔ اور اگر اس کے جوابات سے اس کی ناقابلیت ظاہر ہوتی تو اس کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ اور اگر اس کے جوابات قابل اطمینان بھی ہوتے۔ تو بھی جج دوسری شہادت ان کی تردید یا دوسرے ایسے واقعات کے ثبوت کے لیے جن سے اس کی ناقابلیت ظاہر ہوتی ہو سن سکتا تھا۔[1] لیکن اب گواہوں کی قابلیت کے متعلق سوالات بغیر حلف دینے کے کئے جاتے ہیں۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ گواہ کی ناقابلیت حلف اٹھانے۔ اور اس کا اظہار بہت کچھ ہو جانے یا شاید ختم ہو جانے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ ان حالات میں جج کو اس گواہ کی شہادت کو اپنے نوٹس[2] سے حذف کر دینا۔ اور جوری سے کہہ دینا چاہئے کہ اس پر کوئی توجہ نہ کریں[3]۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گو قاعدہ کی رو سے تو گواہ کا ابتدائی اظہار قابلیت اس کے سوالات ابتدائی سے پہلے ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی وجہ ناقابلیت اس طرح پر اچانک معلوم ہو جاتی ہے تو جج کو چاہئے کہ کارروائی کو روک دے۔ اور ناقابلیت کی تحقیق کے لیے پہلے ابتدائی اظہار قابلیت لے[4]۔ ص ۱۲

دفعہ ۱۳۴ و ۱۳۵[5]: جن وجوہات کی بنا پر کسی گواہ کی شہادت بغیر سننے کے

---

[1] ہارڈے بنام آرنالڈ۔ ۱ میں وولزبی ۱۴۱ جیکبز بنام لے بارن ۱۱ میں وولزبی ۶۰۵۔ ڈوڈی نارٹن بنام ولبسٹر ۱۲ الڈ انفس۔ اور ایلس ۴۴۲۔

[2] ہارٹلٹ بنام اسمتھ ۱۸۴۳ء ۱۱ میں وولزبی ۴۸۳۔ ۱۲ رسل و ریان ۶۶۴۔ کلیف بنام جونس ۱۷ اسپیکر ۱۲۱۔

[3] دیکھئے جیکبز بنام لے بارن اور نظائر جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے ملک بنام دائٹ بڈ۔ لارپورٹ اکامن کیس ۳۰۔ اکاکس کامن کیس ۲۳۴۔

[4] از رولف جج بمقدمۂ جیکبز بنام لے بارن۔ نیز مقدمۂ ملکہ میں ججوں کی قرارداد اور دیکھئے سن ۱۸۲۰ء ۲ براڈ رب وبنگھام ریورٹس ۲۸۴۔ ۲۲ رسل و ریان ۶۶۲۔

[5] دفعات ۱۳۴ و ۱۳۵ کو سابق اڈیٹر نے مختصر کر کے ایک کر دیا ہے۔

معقول طور پر نا منظور کی جا سکتی ہے صرف چار ہوتے ہیں: (۱) اس میں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ وہ امور نزاعی کو معقول طور پر بیان کر سکے۔ (۲) وہ اپنے صداقت بیانات کی ضمانت تہدید حلف یا ایسی تہدید سے جو قانون اس کے مساوی سمجھتا ہے نہیں دے سکتا یا دینا نہیں چاہتا ہے۔ (۳) وہ کسی جرم یا حرکت ناشائستہ کا مرتکب ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسا شخص ہے کہ جس کی صداقت پر بھروسا کرنا بیجا ہوگا۔ (۴) اسے کسی ایک فریق مقدمہ کی کامیابی یا ناکامی میں ذاتی غرض ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا مسترد کرنا ایسے معقول خوف پر جو حالات سے پیدا ہوتا ہو مبنی ہونا چاہئے کہ اس کی شہادت سے عدالت گمراہ ہو سکتی اور اسی لیے غلط فیصلہ کر سکتی ہے۔ لیکن رومن اور ہمارے قدیم فقہا مختلف جماعت ہائے اشخاص کو ایک دوسری ہی وجہ سے مسترد کر دیتے تھے۔ یعنی وہ یہ تصور کرتے تھے کہ عدالت انصاف میں شہادت دینا ایک فرض نہیں بلکہ ایک حق و امتیاز ہے۔ اور اسی لیے شہادت دینے کی ناقابلیت ایسے امور کی مناسب سزا ہے جو قانون کی نظر میں سخت مذموم و ناپسندیدہ ہیں۔ اور گو یہ رائے اس وقت بھی مغالطہ آمیز و کوتاہ اندیشانہ ہوگی جب کہ یہ ناپسندیدہ امور کسی قدرتی یا انسان ساختہ قانون کی سنگین خلاف ورزی ہوں۔ لیکن قدما کا عمل تو اس سے بھی بہت آگے بڑھ گیا تھا۔ اور داغ ناقابلیت غلط یا غیر محمود عقاید پر لگا دیتا تھا۔ اور اس طرح پر نہ صرف خاطی کو سزا دیتا تھا بلکہ مدعی - مدعی علیہ - مستغیث و ملزم کو بھی تباہ کر ڈالتا تھا۔ حالانکہ ان کی جان مال - و آبرو ایسے مسترد کردہ گواہ کی شہادت سے بچ سکتی تھی۔ جس کے مذہبی عقاید کو قدما نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ شر انگیز اصول قانون روما سے لیا گیا تھا۔ یا زیادہ صحت کے ساتھ دیکھیں تو قانون روما کے ان اشکال سے جو شہنشاہیت کو جاب اور ازمنہ وسطیٰ میں رائج تھے[1]۔ اس موضوع پر اکثر احکام "مجموعۂ قانون روما" کتاب ۱ عنوان ۵ میں پائے جاتے ہیں جس کے

[1] کتاب شہادت مصنفۂ بائیئے دفعہ ۱۰۵ - اور بعد-

صفحہ ۲۱ اکیسویں فرمان بابت ۳۲ء کی رو سے عام طور پر مرتد اشخاص اور یہودیوں کو راسخ العقیدہ عیسائیوں کے خلاف شہادت دینے کے ناقابل کر دیا گیا تھا۔ ہمارے قانون میں بھی سر ایڈورڈ کک نے اپنے "فرسٹ انسٹیٹیوٹ" (First Institute) میں عام طور پر قرار دے دیا ہے کہ ایک لامذہب یا کافر شخص گواہ نہیں ہو سکتا ہے[1]۔ لیکن اس کی انھوں نے کوئی سند یا دلیل نہیں دی ہے۔ اور اپنے "سکنڈ انسٹیٹیوٹ"[2] (Second Institute) میں وہ کہتے ہیں کہ براکٹن (Bracton) کے اس فقرے کا مطلب جس میں وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو غیر ملک میں پیدا ہوا ہو گواہ نہیں ہو سکتا ایک اجنبی کافر سے ہے۔ اس میں شبہہ ہو سکتا ہے کہ کیا کک نے اپنے زمانے کے تعصب کو بھی مبالغے سے نہیں ظاہر کیا ہے۔ لیکن اتنا تو یقینی امر ہے کہ ان کی وفات سے (۵۰) سال کے اندر بہت ہی مختلف تصورات پیدا ہو گئے۔ اور یہ کل مضمون اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ اگر ہم لارڈ چیف جسٹس ولس (L. C. J. Willes) کا فیصلہ مقدمہ امی چند بنام بارکر[3] (Omvchund v. Barker) میں پڑھیں۔ جہاں انھوں نے کک کے نقطہ ہائے نظر کے مغالطوں کو اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ اس مقدمے میں عدالت چانسری نے مشرقی ہند میں بعض گواہوں کا اظہار لینے ایک کمیشن جاری کیا تھا۔ کمشنروں نے تصدیق کی تھی کہ انھوں نے ہندو مذہب کے متعدد اشخاص کا اظہار لیا تھا۔ جن کی شہادت حلفیہ دی گئی تھی۔ اور جنھیں حلف معمولی اور اس اہم طریقے پر دیا گیا تھا جو کہ ہندو مذہب کے لوگوں کو حلف دینے ہمیشہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی طریقہ تھا جس کے مطابق حلف ان عدالت ہائے انصاف میں جو کلکتے میں بذریعۂ منشور شاہی قایم کی گئی ہیں دیئے جاتے ہیں اس مقدمے کی اہمیت کی وجہ سے لارڈ چانسلر ہارڈوک (Lord Chancellor Hardwicke) کے ساتھ

---

[1] کک برلٹلٹن صفحہ ۶ ب
[2] انسٹیٹیوٹ حصۂ چہارم صفحہ ۲۷۹۔
[3] ولس صفحہ ۵۴۱۔

چیف جسٹس لی (Lee, C. J.) چیف جسٹس ولس (Willes, C. J.) اور پارکر چیف بنچ (Parker, C. B) نے بھی اس مقدمے کی سماعت کی۔ اور جب ان لوگوں میں سے ایک کا اظہار بطور شہادت پڑھا جانے لگا تو مدعی علیہ کے کونسل نے اعتراض کیا کہ کسی شخص کو گواہی کے قابل بنانے کے لیے اس کو انجیل پر معمولی طریقے کے مطابق قسم کھانا چاہیے۔ اور یہ کہ قانون انگلستان میں حلف کا کوئی اور طریقہ تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ اس امر پر جانبین سے قابلانہ مباحث کیے گئے۔ اور نظائر پر پوری طرح غور کیا۔ اور ہر ایک جج نے ایک قابلانہ و جامع فیصلہ سنایا جن میں انھوں نے صاف طور پر ثابت کیا کہ حلف عیسائی مذہب کے لیے مخصوص نہیں ہیں کیونکہ ان کا مسلسل استعمال نہ صرف قدیم دنیا بلکہ ہر زمانے کے لوگوں میں رہا ہے۔ اور یہ کہ حلف کا اہم جزو تمام صورتوں میں ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک برتر طاقت سے دعا کی جاتی ہے کہ اس شخص کے بیانات کی صداقت پر گواہ رہے۔ دروغ گو سے بدلہ لینے کی اس کی فوری آمادگی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس کے اس انتقام کی دعا کی جاتی ہے۔ اس لیے حلف کا طریقہ۔ حلف کا جزو اہم نہیں ہے۔ اور اس میں گواہ کی ضمیر کے مطابق تبدیلی کرنی چاہیے۔
لیکن ججوں نے اتفاق کیا کہ بے دین و کافر شخص جو خدا پر یا سزا و جزا پر عقیدہ ۱۲۹
نہیں رکھتے ہیں۔ گواہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور گو اس مقدمے کے بعض جملوں اور دوسری کتابوں سے بھی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ گواہ کا مستقبل کی ایک حالت سزا و جزا پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن قول راجح یہ ہے کہ باطل کے منتقم پر عقیدہ کافی ہے۔ اور سزا کا وقت و مقام حالات پر

۱؎ مقدمہ فاکینا بنام سابن (Fachina V. Sabine) جو کونسل کے روبرو ۱۲ سٹروڈ (Straud) صفحہ ۳۰۱۱۔ ۱۱۔ دسمبر ۱۷۳۸ء میں پیش ہوا۔ ایک مغربی افریقہ کے مسلمان کو قرآن شریف پر حلف دیا گیا۔ اور مکلس ۱۸۸۴ء میں ایک گواہ کو جس نے انجیل کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے سے انکار کیا۔ اجازت دی گئی کہ اس کو سامنے رکھ کر اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھا کر حلف لے۔ کولٹ بنام ڈٹن ۲ سڈفرن (Sidifrin) صفحہ ۶۔
۲؎ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۳۸۲ "شہادت بہ پیروائی مقدمات جدید"

موقوف ہیں۔

دفعہ ۱۳۶: امی چند بنام پارکر میں جو اصول قرار دیے گئے وہ نہ صرف پوری طرح ہمارے قانون اور عدالتوں کے عملدرآمد[1] میں اختیار کر لیے گئے۔ بلکہ قانون حلف ۱۸۴۰ء ۲ و ۳ وکٹوریا باب ۱۰۵ میں بھی تسلیم کیے گئے جس کی رو سے حکم ہے کہ ان تمام صورتوں میں جن میں کسی شخص کو یا تو ممالک متحدہ کی کسی عدالت قانون یا نصفت کی کسی دیوانی یا فوجداری کارروائی میں بطور رکن جوری یا گواہ یا اظہار دہندہ۔ یا کسی عہدے یا نوکری پر تقرر کے وقت یا کسی اور موقع پر بطور جائز حلف دیا جا سکتا یا دیا گیا ہو تو یہ شخص اس حلف کا پابند ہوگا۔ اور ایسے ہر شخص کو عمداً جھوٹی قسم کھانے پر اسی طرح دروغ حلفی کی سزا دی جائے گی جس طرح کہ اگر حلف اس شکل میں اور ان رسومات کے ساتھ دیا جاتا جو زیادہ تر اختیار کیے جاتے ہیں۔

دفعہ ۱۳۷: ناقابلیت کے متعلق ہمارے قانون عمومی کے اصول غالباً قانون روما سے لیے گئے ہیں۔ اور فی الحقیقت ہمارے اسلاف پر یہ امر جو بنفسہٖ ظاہر بھی ہے۔ واضح تھا کہ گو مشتبہ شہادت کا فراغدلی سے ممنوع قرار دینا۔ ایک ایسے نظام میں جس میں سوالات قانونی و واقعاتی کا فیصلہ ایک ہی جج کرتا ہو مفید ہو سکتا ہے یہ ایک ایسے ملک میں بے محل و

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مصنفہ راسکو (Roscoe's Nisi Prius Evidence) عنوان "اظہار گواہان۔ ناقابلیت بربنائے عقیدۂ مذہبی" شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۶۸ الف حلد ۱ امریکی اساتذہ میں اس مضمون پر اختلاف کے لیے دیکھیے "شہادت" مصنفہ ایلیٹ ۲۲-۲۳-۲۶۹۔۔۔۲۷۰۔ اور ٹیلر حوالۂ مذکورہ پر نوٹ (۱)۔ حلف پر مزید دیکھیے مقدمہ۔ دفعہ ۵۶ اور بعد۔

[1] ہاڑن بنام کیا ما ناک ۱۸۵۱ء ۱۳ لا جرنل اکسچیکر ۱۱۰۔ ہرسٹن و ناربن صفحہ ۲۶۰۔ ملر بنام سالومن، ۱۸۵۳ء ۲۲ لا جرنل اکسچیکر ۱۶۹۔ ۸ اکسچیکر ۷۷۸۔ اکسچیکر، ۴ جس کی حکمنامہ غلطی کی بنا پر تصدیق کی گئی۔ بابت

نامناسب ہوگا۔ جہاں جج کو جوری کی بھی تائید یا تو واقعات کے جج کی حیثیت سے جیسا کہ آج کل ہوتا ہے۔ یا بطور گواہوں کے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا حاصل ہوتی ہے۔ اور عدالت کوئنس بنچ نے لارڈ ڈکن ین کے زمانے میں مستقبل کے ایک صاف اور یقینی اصول بطور قرار دیے دیا کہ کسی گواہ کو ذاتی غرض کی بنا پر ناقابل بنانے کے لیے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ یا تو مقدمے کے
۱۳۰ نتیجے میں راست دلچسپی رکھتا ہے۔ یا وہ مقدمے کے فیصلے سے فایدہ اٹھا سکتا۔ اور اس کو آیندہ کے[1] کسی موقع پر اپنے دعوے کی تائید میں بطور شہادت استعمال کر سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۱۳۸ تا ۱۴۱[3]: اس اصول کی فی الحقیقت اچھی طرح صراحت کی گئی تھی۔ اور فی الجملہ وہ اتنا ہی اچھا تھا جتنا کہ اس مضمون پر کوئی اصول ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے اطلاق کے اختلافات اور اس کی غیر مشتبہ شہادت حاصل کرنے کے اپنے مبینہ مقصد میں ناکامی بھی ظاہر تھی۔ پہلے سے وضع کردہ کسی اصول سے اس اثر کا دریافت کرنا دشوار ہوتا ہے جو مقدمہ یا مقدمے کے نتیجے میں ذاتی غرض ہونے کی وجہ سے کسی شخص کے دل پر ہوتا ہے۔ بعض قلوب پر بہت ہی تھوڑی غرض بھی اتنا اثر کرتی ہے کہ ان سے دروغ حلفی سرزد ہو جاتی ہے۔ اور دوسروں پر نہایت ہی بڑی غرض بھی بے اثر ہوتی ہے نیز چونکہ ان متعدد طریقوں کو دریافت کرنا بھی جن سے اشخاص کو کسی خاص واقعے میں غرض ہو سکتی ہے مساوی طور پر ناممکن تھا۔ اصول اخراج کو نتیجۂ مقدمہ کی قانونی غرض تک محدود کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے اشخاص گواہی دینے کے اکثر قابل رہے جن کو سچ کے بدل دینے میں قوی سے قوی

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۱۹۔
[2] بنٹ بنام بیکر ۳ ٹائمز رپورٹ ۲۷۔
[3] ان چار دفعات ۱۳۸-۱۴۱-کو سابق اڈیٹر نے ایک کر دیا۔

اخلاقی غرض ہوتی تھی۔ مثلاً ایک بہت بڑی جاگیر کا وارث اکبر ایک ایسی نالش بیدخلی میں جو پدر قابض پر کسی شخص غیر نے کی ہو اپنے باپ کی جانب سے گواہی دینے کے قابل تھا۔ لیکن قابض حین حیاتی پر ایسی ہی بے دخلی کی نالش کی صورت میں ایک وارث مابعد جس کی غرض قانونی مملکت کے صغیر ترین سکے کے مساوی ہوتی تھی۔ مدعی علیہ کی جانب سے شہادت دینے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ اخراج کا یہ اصول مختلف صورتوں میں مختلف ہوتا تھا۔ بعض صورتوں میں مثلاً جب کہ گواہ کو دروغ حلفی جعلسازی وغیرہ کے لیے سزا دی گئی ہو ــــ یہ کم سے کم ایک حد تک اس تصور پر مبنی تھا کہ اس کی گواہی غالباً جھوٹی ہوگی۔ لیکن اس اصول کی وسعت سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی ناقابلیت مثل اس ناقابلیت کے جو مذہبی عقاید کی بنا پر ہوتی تھی۔ کبھی کبھی بطور سزا عاید کی جاتی تھی۔ تاکہ گواہ کو عدالت انصاف میں شہادت دینے کے ناقابل کرنے سے وہ سوسائٹی میں انگشت نما ہو جائے اس امر کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے کہ قانون عمومی میں معافی۔ دروغ حلفی تک کے لیے معافی سے گواہ کو قابلیت دوبارہ حاصل ہو جاتی تھی۔ اور وہ اس کو ایک نیا شخص بنا دیتی تھی[1]۔ لیکن گو وجہ کچھ ہو اصول قانون تو یہ تھا کہ "بدنام شخص کا حلف قابل قبول نہیں ہوتا ہے"[2]۔ اور اس امر کا ۱۳۱
تعیین کرنے کے لیے کہ کن جرایم کو موجب بدنامی سمجھنا چاہیے ایک مصنوعی

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس و ایمس صفحہ ۹۱ وبعد۔

[2] ہم نے کہا "قانون عمومی میں" کیونکہ ناقابلیت دوامی ہوتی اگر دروغ حلفی کی سزا قانون ۵ ایلی زبتھ باب ۹ کے تحت دی جاتی۔ اس قانون کو ۲ جیمس اول باب ۲۰ دفعہ ۰ نے دوامی کر دیا لیکن قانون دروغ حلفی سنہ ۱۹۱۱ء (دیکھئے پیچھے دفعہ ۵۵) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر صورت میں ناقابلیت صرف فیصلے کا نتیجہ ہوتی تھی لیکن موخرالذکر صورت میں وہ قانون موضوعہ کی رو سے سزا کا جزو کر دی گئی تھی۔ اس مضمون کی مکمل تحقیق کے لیے دیکھئے (Jurid Argum) مصنفہ ہارگریف (Hargrave) جلد ۲ صفحہ ۲۲۱۔

[3] کوک۔ برنلٹن ۱۵۸ الف وتس ۶۶۰۔

فرق قایم کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کل نظام بہت ہی غیر مساویانہ طور پر عمل کرتا تھا۔ ہم اس فرق کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جو "قانونی بدنامی" اور "واقعی بدنامی" میں کیا جاتا تھا۔ یعنی کسی جرم کی بنفسہٖ بدنامی میں اور اس بدنامی میں جو مصنوعی طور پر قانون کسی جرم سے متعلق کرتا تھا[1]۔ کیونکہ ایک اصول یہ تھا کہ بعض جرایم "بلحاظ جرم چھوٹے" ہوتے تھے۔ لیکن "بلحاظ بدنامی بڑے" ہوتے تھے[2]۔ ان جرایم کو تفصیل سے شمار کرنا جن کو قانون موجب بدنامی سمجھتا تھا۔ تضیع اوقات ہوگا۔ یہ کہنا کافی ہے کہ بغاوت و جرم سنگین ان کے سر فہرست تھے۔ گو ۲۱ جارج سوم باب ۲۵ کی رو سے سرقۂ صغیر کو اس کے اور سرقۂ کبیر کے درمیانی فرق کو مٹا دینے سے پہلے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا[3]۔ جرم خفیف کی بنا پر سزا یابی سے عام طور پر گواہ ناقابل نہیں ہوجاتا تھا۔ لیکن اس کا عام استثنا وہ جرایم تھے۔ جو "جرایم دروغ" کی تعریف میں آتے ہیں ——— مثلاً جعلی سکّے بنانا۔ دروغ حلفی، و ترغیب دروغ حلفی۔ مختلف اقسام کی سازشیں وغیرہ[4]۔ مگر ہر جرم کا جو جھوٹ یا فریب پر مبنی ہوتا تھا۔ یہ اثر نہیں تھا۔

دفعہ ۱۴۲ و ۱۴۳ : اس موضوع پر قانون کی یہ حالت قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے نفاذ کے وقت تھی۔ اس قانون کی رو سے یہ بیان کرنے کے بعد کہ عدالت ہائے انصاف میں سچ کی دریافت میں موجودہ قانون کی ناقابلیتوں کی وجہ سے اکثر رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور یہ مناسب ہے کہ دیوانی و فوجداری دونوں مقدمات میں امور تنقیح طلب کے متعلق مکمل معلومات ان اشخاص کے سامنے پیش ہوں جو ان کے فیصلے کے لیے مقرر کئے گئے ہیں۔

[1] شہادت مصنفۂ فلپس و ایماس صفحہ ۱۲۔
[2] کک بر لٹلٹن ۶ ب۔
[3] شہادت مصنفۂ فلپس و ایماس صفحہ ۱۷۔
[4] ایضاً۔

اور یہ لوگ پیش شدہ گواہوں کے اعتبار اور ان کی گواہی کی صداقت کی نسبت اپنی رائے قایم کریں۔ یہ قرار دیا گیا کہ کوئی شخص جو بطور گواہ پیش کیا گیا ہو جرم یا ذاتی غرض کی بنا پر شہادت دینے سے باز نہ رکھا جائے۔ لیکن اس کے بعد تین مستثنیات بھی بیان کئے گئے جو یہ تھے کہ (۱) کوئی فریق مقدمہ یا فریق مقدمہ کی زوجہ یا شوہر گواہی دینے کے قابل نہ ہوگا۔ (۲) قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء۔ ولیم چہارم اور اول وکٹوریا باب ۲۶ پر اس قانون موضوعہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور (۳) سوائے منصفانہ مستثنیات کے عدالت ہائے نصفت میں مدعی علیہ کا مدعی یا کسی شریک مدعی علیہ کی جانب سے بطور گواہ اظہار لیا جاسکیگا۔ اور کوئی ذاتی غرض جو ایسے مدعی علیہ کو جس کا ایسا اظہار لیا گیا ہو مقدمہ یا مقدمے کے امور تنقیح طلب میں ہو۔ اس کی گواہی پر جائز اعتراض نہیں سمجھی جائیگی۔ ص ۱۳۲
بلکہ صرف اس کی گواہی کی وقعت پر موثر ہوگی یا موثر ہونے کا رجحان رکھے گی۔ ان تین مستثنیات میں سے پہلا استثنا جہاں تک اس کا دیوانی کارروائیوں سے تعلق تھا۔ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ (۱) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اور جہاں تک اس کا فریق مقدمہ کی زوجہ یا شوہر سے تعلق تھا۔ قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ (۱ و ۲) کی رو سے فوجداری کارروائیوں کے متعلق اب دیکھئے قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء۔ جس کا پورا متن ضمیمے میں دیا گیا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ : نہ صرف زمانۂ حال کے ججوں اور قانون سازوں کا رجحان گواہوں کی شہادت کو منظور کرنا اور اس کی وقعت کو اندازہ کرنے کے لیے جوری پر چھوڑنے کا ہے۔ بلکہ "ناقابلیت گواہان" کے عنوان کو ہمارے علم اصول قانون سے نکال دینے کی واجبیت کو قوت و قابلیت کے ساتھ پیش کیا گیا اور صاف دلی و اعتدال کے ساتھ اس کی

لہ دیکھئے فہرست قوانین موضوعہ پیچھے دفعہ ۱۲۲۔

حمایت بھی کی گئی ہے[1]۔ ان وجوہات کی بنا پر جو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کیئے گئے ہیں[2]۔ کم سے کم عام اغراض کے لیے اصول ناقابلیت کو اتفاقی شہادت سے فرق کرتے ہوئے پہلے سے مقررہ شہادت تک محدود کرنا چاہیئے۔ اور کچھ عرصے سے مقننہ اسی رائے کی طرف مائل ہے۔ ایک طرف تو اس نے تقریباً ان تمام اصولوں کو منسوخ کر دیا ہے جو اتفاقی گواہوں کو ناقابل قرار دیتے تھے۔ اور دوسری طرف اس نے بعض ایسے قواعد بنا کر مداخلت کی ہے جن کی رو سے پہلے سے مقررہ شہادت کے بعض اہم اقسام کے لیے مخصوص طریقے کی گواہی ضروری قرار دی گئی ہے۔ مثلاً قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ — جو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں قابلیت سے متعلق ذاتی غرض کی بنا پر تمام اعتراضات کو اکثر صورتوں میں اور بدنامی کی بنا پر تمام صورتوں میں دور کر دیا ہے — میں ایک صریحی استثنا ہے کہ اس قانون کے کسی حکم کی رو سے قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء ۷ ولیم چہارم اور ۱ وکٹوریا باب ۲۶ منسوخ نہیں ہوگا جس کی رو سے تمام وصیتیں تحریری ہونگی۔ اور ان پر دو یا زیادہ گواہوں کی گواہی ہوگی۔ اور اسی قانون کے دفعہ ۱۵ کی رو سے حکم ہے کہ اگر کسی وصیت نامے میں کسی گواہ حاشیہ کے لیے کوئی وصیت ہبہ بالوصیت یا ہبہ کیا گیا ہے تو وہ باطل ہوگا تاکہ وہ گواہ تکمیل وصیت نامہ کی گواہی دے سکے۔ اور قانون مدیونان ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۲۴ کی رو سے حکم ہے کہ اقبالی فیصلہ صادر کرانے دعوئ مدعی سے قبل نالش۔ یا بعد نالش جو اقبال کیا جائے۔ اس پر کسی اٹرنی (Attorney) کے دستخط ہوں گے جو اس فریق کی جانب سے کارپرداز ہو جس نے ان دستاویزات کی تکمیل کی ہو۔ اور جس نے اس کو صراحتہً نامزد کیا ہو۔

دفعہ ۱۴۵: اب ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ ناقابلیت کے ان تین

[1] مقدمہ دفعہ ۶۲۔

[2] ایضاً

اسباب پر غور کریں گے جو اب تک ہمارے قانون میں تسلیم کئے جاتے ہیں یعنی (۱) ناقابلیت بر بنائے قصور عقل و فہم۔ (۲) ناقابلیت بر بنائے قصور مذہب۔ اور (۳) ناقابلیت بر بنائے غرض۔

دفعہ ۱۴۶: ناقابلیت بر بنائے قصور عقل و فہم۔ اس ناقابلیت ۱۴۳ کے دو وجوہات ہیں :۔ قصور فہم اور فہم کا غیر پختہ ہونا۔ گواہ کی قابلیت پر پہلی وجہ کی بنا پر اعتراض بہت کم کیا جاتا ہے اور اگر یہ اس کے اظہار کے دوران میں ظاہر ہو تو جوری سے اس کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۴۷: ہماری کتابوں میں عام طور پر قرار دے دیا گیا ہے کہ "غیر سیانے حافظے" کے اشخاص اور وہ اشخاص جو عقل کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ شہادت نہیں دے سکتے ہیں[۱]۔ لیکن اس کے سبب کے متعلق ان میں پوری طرح اتفاق نہیں ہے ــــ بعض اس کو اس وجہ پر مبنی کرتے ہیں کہ ایسے اشخاص کو حلف کے وجوب کا احساس نہیں ہوتا ہے[۲]۔ اور بعض دوسرے زیادہ انصاف کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ ناقابلیت اس وجہ سے ہے کہ تمام اشخاص کو جن کا بطور گواہ اظہار لیا جائے صاحب فہم ہونا چاہیئے یعنی ایسی فہم والے کہ جن واقعات کو انھوں نے دیکھا ہے ان کو یاد رکھ سکیں اور سچ اور جھوٹ کی تمیز رکھتے ہوں[۳]۔ غالباً دونوں وجوہات کا اثر رہا ہے[۴]۔ قانون روما کی رو سے تو "مجنون شخص غیر حاضر سمجھا جاتا ہے[۵]"۔

---

[۱] ڈائجسٹ مصنفہ کمن باب گواہی عنوان الف انٹلش مصنفہ ہا گک ۲ ب شہادت مصنفہ فلپس و ایاس صفحہ ۴
[۲] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۶۵۔
[۳] شہادت مصنفہ پیک صفحہ ۱۲۱ طبع پنجم۔
[۴] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس صفحہ ۴۔
[۵] ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ ۱۲۴۔ دفعہ ۱۔ نیز دیکھئے ہا گک صفحہ ۱۲۵ ب ۱۲۶ الف۔

دفعہ ۱۴۸ : لیکن کن اشخاص کو اس طرح پر خارج کیا جاتا ہے ؟ اس اصول کی وسعت کیا ہے "غیر سیانے حافظے" کے شخص کی تعریف لٹلٹن (Littleton) نے اس طرح کی ہے کہ "یہ وہ شخص ہے جس کا دماغ ٹھیک نہیں ہوتا ہے"[1] اس کی تائید سر ایڈورڈ کک اپنی شرح میں کرتے ہیں[2]۔ اور یہ کہتے ہیں کہ "بسا اوقات مثلاً اِس وقت لاطینی لفظ سے صحیح معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ لٹلٹن یہاں اس کو سیانہ۔ دیوانہ۔ مجنون۔ پاگل۔ مخبوط۔ بدحواس وغیرہ نہیں کہتے ہیں۔ کیونکہ غیر صحیح الدماغ نہایت ہی یقینی و قانونی لفظ ہے"۔ اس کے آگے وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص جس کا دماغ ٹھیک نہیں ہوتا ہے چار قسم کا ہوتا ہے۔ ۱۔ پاگل شخص جو اپنی پیدائش سے دائمی عارضہ کی وجہ سے صحیح الدماغ نہیں ہوتا ہے۔ (۲) مجنون شخص جس میں بعض وقت سمجھ ہوتی ہے اور بعض وقت نہیں جس کو سمجھ کے وقفے حاصل ہوتے ہیں"۔ اور اسی لیے اس کو مجنون اس وقت کہتے ہیں جب اس کو سمجھ نہیں ہوتی ہے۔ (۳) وہ شخص جس کا فہم و حافظہ بیماری۔ رنج یا کسی دوسرے حادثے کی وجہ سے کلیۃً گم ہو جاتا ہے۔ اور (۴) آخر میں وہ شخص جو خود اپنے فعل بد سے عارضی طور پر اپنے فہم و حافظے سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ شخص جو خوب پی لیتا ہے۔ کچھ ایسا ہی تصنیف و تقسیم شہادت کی جدید کتابوں میں پائی جاتی ہے[3]۔ یہ چار قسم کے اشخاص اس وقت تک
ناقابل گواہ ہوتے ہیں جب تک کہ ان کی ناقابلیت کا سبب دور نہیں ہو جاتا ۱۳۴
ہے۔ مثلاً گو ایک شخص کے متعلق جو پیدائشی گونگا۔ بہرا ہو۔ قانوناً بیوقوف ہونے کا قیاس ہوتا ہے[4] لیکن اگر اس سے اشاروں اور علامتوں[5] یا تحریر[6] کے ذریعے

[1] لٹلٹن دفعہ ۴۰۵۔
[2] لٹلٹن مصنفۂ کک ۲۴۶ ب۔
[3] شہادت مصنفۂ ٹیپس دایاس صفحہ ۴۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف دفعہ ۳۶۵۔ طبع شانزدہم۔
[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل صفحہ ۳۴۔ جلد ۱۔
[5] شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۱ صفحہ ۷۔ طبع دہم ملک بنام رسٹن ۱۸۳۸ء ۲ کامن لا از لیچ صفحہ ۴۰۸۔ ۳۲ رسل و ریان ۵.۷
[6] شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۷ طبع دہم مارسین بنام انارڈ۔ ۳ کیارنگٹن و پین ۱۲۷۔

سے گفتگو ہوسکتی ہو۔ اور یہ ظاہر ہو کہ وہ ذہین ہے۔ اور حلف کی نوعیت کو سمجھتا ہے[۱] تو بطور گواہ اس کا اظہار لیا جا سکتا ہے۔ ایک مقدمے میں جب یہ معلوم ہوا کہ ایسا شخص لکھ سکتا ہے تو بسٹ چیف جسٹس نے شک ظاہر کیا[۲] کہ کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ اس کی شہادت بجائے اشاروں۔ علامتوں کے بذریعہ تحریر لی جائے۔ لیکن گو اس میں سہولت بہت ہے۔ تاہم اس کو قانون کا ایک اصول قرار دینا دشوار ہوگا۔ شہادت دینے کے یہ دونوں طریقے ایک دوسرے سے اخذ یا مستنبط نہیں کیئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ ممکن ہے کہ ایک گونگا بہرا شخص اشارے کرنے اور سمجھنے میں بہت ہوشیار اور ماہر ہو۔ لیکن تحریر کے ذریعے سے اپنے خیالات بہت ہی ناقص طور پر ادا کر سکتا ہو۔ ایک اس سے بہت زیادہ جدید مقدمے میں جو لارڈ کیمبل کے اجلاس پر فیصلہ جانے کا تھا۔ عورت گونگی۔ بہری تھی۔ لیکن لکھتی اچھا تھی۔ اور اس کے مدعی علیہ کے نام دو خط شہادت میں پیش کئے گئے تھے۔ لیکن اس کا اظہار عدالت میں زیادہ تر اشاروں کے ذریعے سے لیا گیا۔ اور کبھی کبھی جب اشارے نہیں سمجھے گئے تو بذریعۂ تحریر[۳]۔ اسی طرح ایک مجنون شخص۔ سیانگی کے وقفوں میں گواہی دینے کے قابل ہوتا ہے[۴]۔

---

[۱] طبع دوم کے اڈیٹر نے شرح ذیل لکھی ہے "موجودہ اڈیٹر نے مصنف کے اصلی الفاظ دوبارہ لکھ دیئے ہیں سابق اڈیٹر نے قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۴۔ کا حوالہ دے کر تحریر کیا تھا کہ گواہ سچ اور جھوٹ کا فرق سمجھ سکے لیکن ہماری عرض ہے کہ یہ قانون تو گونگے اور بہرے کی ایسی استثنائی شکل سے متعلق ہے جس میں وہ حلف لینے سے انکار کرے یا جس پر اعتراض کیا جائے کہ وہ حلف اٹھانے کے قابل نہیں ہے"۔

[۲] مارلیس بنام لینارڈ۔ ۲ کیا رنگٹن صفحہ ۱۲۷۔

[۳] بار تھولومیو بنام جارج کینٹ اجلاس خصوصی سال ۱۸۵۱ء قلمی نسخہ۔ ایک ایسے مقدمے کے لیے جن میں جوری کو اس لیے حلف دیا گیا تھا کہ وہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ ایک گونگا اور بہرا ملزم جو جوابدہی کرنے کے لیے کہے جانے کے باوجود کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔ کینہ سے خاموش ٹھہرا ہے یا خدا کے فعل کی وجہ سے۔ دیکھئے ملکہ بنام کوتل۔ کیمرج اجلاس سی اہی مرافعہ سال ۱۹۱۰ء جسٹس آف دی پیس ۵۰۲۔

[۴] ڈائجسٹ مصنفہ کمن عنوان گواہی صفحہ الف ۱۔ شہادت مصنفہ فلپس و اربناس صفحہ ۵۔

لیکن یہ امر کہ کیا کسی ایک خبطی شخص کی شہادت جو صرف ایک امر پر دیوانہ ہو۔ ان امور پر جو اس کی دیوانگی سے متعلق نہ ہوں۔ قابل سماعت ہے۔ اسوقت تک طے شدہ نہیں تھا جب تک ملکہ بنام ہل کی رو سے ۱۸۵۱ء میں عدالت تصفیہ کنندہ محفوظ کردہ مقدمات تاج نے اس کا فیصلہ نہیں کر دیا۔

دفعہ ۱۴۹: ملکہ بنام ہل[1] (R. V. Hill.) میں ملزم پاگل خانہ میں ایک مریض کا خدمتی تھا۔ اور اس پر الزام تھا کہ اس نے اپنے زیر نگرانی مریضوں میں سے ایک کو بے احتیاطی سے مار ڈال کر قتل انسان مستلزم سزا کا مستوجب ہوا ہے۔ یہ مقدمہ صدر عدالت فوجداری میں کولرج اور کرسول حکام (Coleridge & Cresswell JJ.) کے روبرو پیش ہوا۔ اور چالان کے
ص ۱۳۵
اس بیان پر کہ ایک گواہ ڈونل لی (Donelly) کو جو متوفی کے ساتھ اسی حجرہ میں ایک مریض تھا۔ بطور گواہ طلب کیا جائے گا۔ اس کی قابلیت کی موافقت و مخالفت میں جانبین سے شہادت پیش ہوئی۔ ایک گواہ نے بیان دیا کہ ڈونل لی کو یہ خبط ہے کہ متعدد ارواح اس کے اطراف اس سے ہمیشہ گفتگو کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ کہ یہی اس کا خبط ہے۔ اور دو طبی گواہوں نے بیان حلفی دیا کہ وہ تمام امور پر جو اس سے متعلق نہ ہوں بالکل سیانا ہے۔ اور ایک نے یہ بھی کہا کہ وہ کسی معاملے کو جو اس کے سامنے گزرے بیان کرنے کا پوری طرح اہل ہے۔ اس پر ڈونل لی کو بطور گواہ طلب کیا گیا۔ اور حلف دینے سے پہلے قیدی کے کونسل نے اس پر سوالات کئے۔ اس نے کہا کہ "میں اچھی طرح واقف ہوں کہ میں ایک روح رکھتا ہوں۔ اور بیس ہزار بھی۔ وہ سب میرے نہیں ہیں۔ اس کی مجھے تحقیق کرنی چاہئے۔ اور میں اس کی تحقیق کر سکتا ہوں۔ اور یہ جانتا ہوں کہ کتنے میرے ہیں۔ وہ جو میرے پیٹ سے میرے سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور وہ جو میرے کانوں میں

[1] ملکہ بنام ہل۔ ۲ کراون کیسس ریزروڈ۔ از ڈینی سن ۲۵۴۔

رہتے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ یہ کتنے ہیں جسم انسانی۔ اعصاب کی حرکت سے ارواح پیدا کرتا ہے۔ اور گھڑیا بائی بھی۔ اس وقت یہ تمام ارواح میرے جسم میں اور میرے سر کے اطراف ہیں۔ وہ مجھ سے مسلسل گفتگو کرتے ہیں —— خصوصاً نارات میں۔ یہ ارواح غیر فانی ہیں۔ میرے مذہب نے مجھے بچپن سے سکھایا ہے۔ چاہے اب ایمان کچھ ہو۔ یہ سب میری موت کے بعد زندہ رہتی ہیں۔ وہ بھی جو میری ہیں۔ اور وہ بھی جو میری نہیں ہیں۔ اسی طرح زندہ خدا بھی زندہ رہتا ہے۔ اسی قسم کی اور جو اس کے بعد اس نے کہا کہ وہ مجھ سے مسلسل بولتے ہیں وہ اب بھی بول رہے ہیں۔ وہ مجھ سے علیحدہ نہیں ہیں۔ وہ میرے اطراف ہیں اور مجھ سے بول رہے ہیں۔ لیکن میں خود روح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں فانی ہوں۔ وہ دیواروں اور۔ اور مقامات سے آتے جاتے ہیں جو میں نہیں کر سکتا۔ میں مروں گا وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ مجھ میں میرے ماں باپ سے مختلف ایک کمال ہو جس سے میں واقف نہیں۔ میری موت کے بعد میری روح یا تو جنت کو جائے گی۔ یا دوزخ میں رہے گی۔ میں دوزخ کو ثابت کر سکتا ہوں۔ میں رومن کیتھولک ہوں میں مورفیلڈس (Moorfields) اور چلسیا (Chelsea) کے گرجے اور لندن کے اطراف اور بہت سے گرجوں کو گیا ہوں مجھے دوزخ کا عقیدہ ہے۔ یہ مجھے بچپن اور طفولیت میں سکھایا گیا ہے۔ میں حلف لینے کے معنی سمجھتا ہوں میرے مذہبی سوال و جواب نے طفولیت میں مجھے سکھلایا ہے کہ قسم کھانا کب جائز ہے۔ وہ جائز ہے جب خدا کی عزت یا اپنا یا اپنے ہمسایہ کا بھلا اس کے متقاضی ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص قسم کھاتا ہے تو وہ کتاب دعا پر اپنے ہمسایہ یا کسی وجوب کو صحیح ظاہر کرنے کھاتا ہے جس میں بات کرتے وقت میری قابلیت مفقود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ روح میرے سر پر چڑھ جاتی ہے۔ جب میں قسم کھاتا ہوں۔ تو میں ہمہ تن خدا سے التجا کرتا ہوں۔ جائز قسم کا توڑنا یا ناجائز قسم کا کھانا دروغ حلفی ہے۔ جو ایسا کرے گا ابدالآباد جہنم میں رہے گا۔" اس کے بعد اس کو حلف دیا گیا۔ اور رپورٹ سے

ظاہر ہے کہ اس نے اس معاملے کا ایک نہایت ہی مربوط و معقول بیان دیا۔
اور اس کے متعلق کہا کہ وہ اس کا چشم دید ہے۔ اس کو ہفتہ کے اس دن
ص ۱۳۶ کے متعلق کچھ شک تھا جب وہ واقع ہوا۔ اور جرح کئے جانے پر کہا کہ
" یہ مخلوق اصرار کرتی ہے کہ وہ منگل کی رات کو ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ
وہ پیر کے دن ہوا"۔ اس پر اس سے پوچھا گیا کہ " یہ بیان جو تم نے دیا۔
تم سے ارواح کا کہا ہوا ہے۔ یا وہ خود تم کو ارواح کی مدد کے بغیر یاد ہے"؟
اور اس نے جواب دیا کہ " نہیں ارواح تو مجھے صرف تاریخ کے متعلق مدد
دیتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ پیر کا دن تھا۔ اور وہ کہتی ہیں کہ وہ کرسمس کی
رات ہے ــــ یعنی منگل۔ لیکن میں تو عینی شاہد۔ آنکھوں سے دیکھنے والا
تھا"۔ عدالت نے اس کی شہادت کو منظور کر لیا۔ اور اس کی قابلیت کے
سوال کو عدالت مرافعہ فوجداری کے لیے محفوظ کر دیا۔ ملزم کو سزا سنا دئے جانے
پر یہ مقدمے کی سماعت لارڈ کیمبل چیف جسٹس (Lord Campbell C. J.)
کولرج و ٹالفورڈ ججس (Coleridge & Talfourd JJ) اور آلڈرسن
و پلاٹ بیرنوں (Alderson & Platt B.B.) کے اجلاس پر ہوئی۔ اور ملزم
کے کونسل نے بحث کی کہ ڈونل لی صحیح الدماغ نہیں ہے۔ بلکہ مجنون کی قانونی تعریف
کے مطابق مجنون ہے۔ اور یہ کہ جونہی گواہ کی کسی دماغی خرابی کا علم ہو جائے
اس کو فوراً بطور گواہ مسترد کر دینا ضروری ہے۔ اور کونسل نے دوسرے حوالوں
کے ساتھ ڈائجسٹ مصنفہ کمن (عنوان گواہی الف ۱ (Com. Dig. Testimoigne
(A.1.)۔ کا بھی حوالہ دیا۔ لیکن عدالت نے فریق ثانی کے کونسل کی بحث سماعت
کئے بغیر فیصلہ سزا کو بحال رکھا۔ لارڈ کیمبل نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ
" یہ سوال اہم ہے۔ اور اب تک بحث کے بعد اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا
ہے۔ لیکن مجھے کوئی شبہ نہیں ہے کہ پارک بیچ نے اس مقدمے کی سماعت
کے بعد اصول کو صحیح طور پر قرار دیا ہے اور یہ قرار دینا جج کا فریضہ ہے کہ کیا
شخص مجنون کو حس مذہبی تھا۔ اور کیا وہ حلف کی نوعیت و تہدید کو سمجھتا تھا
اور اس کے بعد یہ جوری کا فرض ہے کہ اس کی شہادت کی وقعت و اعتبار کا

فیصلہ کریں۔ ان نظائر کے متعلق جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان میں الفاظ "غیر صحیح الدماغ" کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ کوئی شخص ایک معنی کرتے غیر صحیح الدماغ ہو سکتا ہے۔ لیکن تاہم وہ حلف کی نوعیت و تہدید کو سمجھ بھی سکتا ہے۔ اس خاص مقدمے میں جو عدالت میں پیش تھا میری دانست میں جج نے اس گواہ کی شہادت کو صحیح طور پر منظور کیا۔ میں بھی یقیناً ایسا ہی کرتا ـــــ بحث یہ کی جاتی ہے کہ کوئی خاص خبط جیسے عام طور پر خبط واحد کہتے ہیں۔ کسی شخص کو ناقابل کر دیتا ہے۔ اس سے بہت سی صورتوں میں جرم یا معصومی کے ثبوت میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی۔ اسی لیے میری یہ رائے ہے کہ تمام صورتوں میں جج کو قابلیت کا اور رجوری کو وقعت کا تصفیہ کرنا چاہئے۔ شخص مجنون پر اس کے حلف لینے سے پہلے جرح کی جا سکتی ہے۔ اور ان حالات کے ثابت کرنے کے لیے جن سے وہ مسترد ہو سکتا ہے۔ گواہوں کو طلب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے ثبوت کی عدم موجودگی میں اس کو بادی النظری طور پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ اور رجوری کو چاہئے کہ اس کی شہادت کو مناسب وقعت دیں۔ ٹالفورڈ جسٹس نے کہا کہ "یہ بڑی خرابی کی بات ہوگی اگر محض خبط کی بنا پر گواہوں کو مسترد کیا جا سکے۔ کیونکہ بنی نوع انسان کے بعض اعظم و بزرگ ترین اشخاص کو بھی خاص خاص خبط تھے۔" اور لارڈ کیمبل نے یہ بھی کہا ہے کہ "جس اصول کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے تو سقراط کی گواہی بھی ناقابل ادخال ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے ساتھ بھی ہمیشہ ایک روح رہتی تھی۔ جو اس کو سکھایا کرتی تھی۔"[1] ص۱۳

دفعہ ۱۵۰ : لیکن گو ہماری کتابوں سے دماغی خرابی کے وہ مختلف اسباب ظاہر ہوتے ہیں جو شہادت دینے کے ناقابل بنا دیتے ہیں۔ لیکن ان سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اس مقصد کے لیے کتنی دماغی خرابی دیکھی جاتی ہے

---

[1] وارنگ بنام وارنگ ۶ موڈی پریوی کونسل کیس ۳۴۱۔

دراصل قانون میں دماغی خرابی کے دو (اگر اس سے زیادہ نہیں) معیار ہیں۔ پہلا تو وہ جو الزام جرم سے بری کرنے کافی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ امر تصفیہ شدہ ہے کہ دماغ کی معمولی خرابی کافی نہیں —— بلکہ یہ اتنی ہونی چاہئے کہ ملزم ارتکاب فعل کے وقت یہ نہ جانتا ہو کہ وہ ایسے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے جو قانوناً ممنوع ہے[1]۔ دوسرا معیار یہ ہے کہ جنون اس درجہ کا ہونا چاہئے کہ کمیشن جنون جاری کیا جا سکے۔ لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) کے زمانے میں عدالت چانسری نے کمیشن جنون جاری کرنے کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یا یوں کہو کہ غصب کر لیا۔ کمیشن جنون ایسے اشخاص کے متعلق جاری کیا جاتا تھا "جو صحیح الدماغ" نہیں ہوتے تھے۔ یعنی ایسی دماغی حالت والے ہوتے تھے جو مجنونوں اور پاگلوں کی دماغی حالت سے جدا ہوتی تھی۔ لیکن یہ ضعفِ عقل و نااہلیت کی وہ دماغی حالت ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے امور کو انجام نہیں دے سکتے تھے[2]۔ تیسرا معیار خرابی دماغ کے ان مدارج سے متعلق تھا جن کی بنا پر معاہدات دستاویزات اور وصیت ناموں وغیرہ کالعدم قرار دئے جاتے تھے۔ اور جس کی جگہ ان دونوں کے درمیان تھی[3]۔ خاموشی سے غور کرنے پر یقین آجائے گا۔ کہ اگر ہمارے قانون میں خرابی دماغ کو ناقابلیت کے سبب بطور باقی رکھنا ہے تو اس کو ان صورتوں تک محدود کرنا چاہئے۔ جن میں گواہ سے صحیح معنی میں گفتگو نہ ہو سکتی۔ اور اس کو یہ نہیں سمجھایا جا سکتا ہو کہ وہ عدالت انصاف میں ہے۔ اور اس سے سچ کہنے کی توقع کی جاتی ہے۔

[1] دارالامرا کو ججوں کا جواب ۱۰۔ اسکاٹ۔ رپورٹ نو ۵۹۵۔ اکیا رگنگٹن وکرون ۱۴۰۔ ملک بنام ہگنسن ایضاً ۱۲۹۔ ملک بنام و ۱۰ ن۔ فوجداری مقدمات مولفہ کاکس۔ جلد ۱۔ مقدمہ ۸۰

[2] سلفورڈ بر جنون صفحہ ۵۹۴۰۔ طبع دوم۔

[3] وصیت نامہ کو باطل کرنے کس درجہ کا جنون ضروری ہے؟ اس کے متعلق اب طے شدہ قانون یہ ہے کہ موصی کا ایسا خبط جس سے اس کی عام قوتیں اور حواس بحال رہتے ہیں۔ وصیت نامہ کو باطل نہیں کرتا۔ بجز اس کے کہ وہ خبط ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے موصی نے وصیت نامہ تحریر کیا ہو۔ بانکس بنام گڈفیلو ۱۸۷۰ء ۵ کوئینس بنچ

کسی شخص کی دماغی صحت کے دوسرے انحرافات اور اس کی دوسری دیوانگیوں کا جو اس سے کم ہوں صرف یہ اثر ہونا چاہیئے کہ جوری سے کہدیا جائے کہ اس کی گواہی پر کتنا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اور یہاں ہمیشہ کے لیے یہ کہدینا بہت اہم ہے کہ ہم کو ہمارے قدیم قانون دانوں نے جو کچھ جنون پر لکھا ہے۔ پڑھتے وقت یہ نہیں فراموش کرنا چاہیئے کہ ان کے زمانے میں یہ مضمون کتنا کم سمجھا گیا تھا۔ اور مجنونوں کے ساتھ برتاؤ میں ان دنوں کتنی بڑی غلطیاں عام طور پر کی جاتی تھیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ ”ان کے جنون کے تصورات پاگل خانوں کے ایسے بدنصیب ساکنوں کے مشاہدے پر مبنی تھے۔ جن میں تازیانوں۔ زنجیروں۔ سردی اور غلاظت کی وجہ سے ص ۱۳۸ پاگلوں کی حماقت یا شیطانوں کا غیظ وغضب پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن جدید ماہرین علم اجسام کی تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ جنون ایک ایسا عارضہ نہیں ہے جو راست آسمان سے نازل ہوتا ہے بلکہ ایک جسمانی بیماری ہے جس کا اکثر پوری طرح علاج ہوجاتا ہے۔ اور یہ کہ دماغ اور تخیل کی بیماریوں اور عارضوں کے بہت سے کم درجے کے اشکال بھی ہوتے ہیں۔ جن سے ان اشخاص کے افعال بھی متاثر ہوتے ہیں جو باقی تمام لحاظات سے اپنی خبرگیری کے قابل اور امور زندگی کی انجام دہی کے ہر طرح اہل ہوتے ہیں[1]۔ بعض تو اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۹۴۵ جس نے وانگ بنام وارنگ اسمتھ بنام ٹب بٹ ۱۸۶۷ء لا رپورٹ پروبیٹ وڈیورس۔ جلد اصفحہ ۳۹۸ کے اقوال عدالتی کو منسوخ کردیا۔

[1] اس مضمون کو علم امراض جسمانی کی روشنی میں دیکھتے ہوئے ڈاکٹر بک (Dr. Beck) نے اپنے ”طبی علم اصول قانون“ (Medical Jurisprudence) (باب ۱۳۔ طبع ہفتم ایڈیشن) میں دماغی خرابی کے حسب ذیل اقسام بیان کئے ہیں: ۱۔ Mania خبط۔ ۲۔ Monomania خبط واحد جس میں melancholy اداسی بھی داخل ہے۔ ۳۔ Dementia جنون ۴۔ Incoherent madness دیوانہ پن۔ (اس کی جگہ خبط اور جنون کے درمیان ہے) ۵۔ Congenital idiotism

ایک ایسی بیماری بھی ہوتی ہے۔ جس کو وہ "اخلاقی جنون" کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی خبط نہیں ہوتا۔ لیکن مریض کے اخلاقی کردار میں انقلاب پیدا ہوجاتا ہے۔ جو اس سے اس کی مرضی کے خلاف کسی نہ رکنے والے جذبے کی بنا پر تشدد و جرم کے افعال سرزد کراتا ہے[1]۔ گو اس دماغی حالت کو ہمارے علم اصول قانون میں تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ اور اس کا فی الواقع وجود بہت ہی مشکوک ہے۔ تاہم مذکورۂ بالا دریافتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مضمون کے جو بھی حدود قانون کی جانب سے مقرر کیے جائیں گے وہ لازمی طور پہ بہت ہی ناقص اور ادھورے ہوں گے۔ اور جیسا کہ زمانۂ حال کے ایک ممتاز اہل قلم نے لکھا ہے کہ "نہ رکنے والے طوفانی جذبات کا عارضۂ جنون میں بدل جانا۔ کسی خبطی میں ایسی سخت غصہ کی ذہنی حالت پیدا ہونا جو جنون سے کم نہیں ہے۔ اور یہ امر کہ اس کے ان افعال کو کس نوعیت کا سمجھا جائے جو اس سے اس وقت سرزد ہوئے ہوں جب وہ جنون و کینے کی متبدل سرحد کے قریب ہو۔ ان تمام امور نے دنیا کے دانشمندوں و تجربے کاروں کو حیران کر رکھا ہے[2]۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ پیدائشی پاگل پن۔ علاوہ ان کی مختلف ذیلی تقسیموں کے وہ (صفحہ ۲۸۰ اور مابعد میں) مرض کے بعض اشکال بیان کرتے ہیں۔ جو جزئی یا عارضی طور پر جنون سے بہت مشابہت رکھتے ہیں یعنی بوران یا خلل دماغ Delirium of fever سودا (hypochondriasis) مرگی epilepsy گھر کی یاد (nostalgia) ہولناک لرزہ (Delirium tremens) Hallucination وغیرہ۔

[1] "طبی علم اصول قانون" مصنفۂ بک ۳۳۶ ہ۔ ۱۱۱ طبع ہفتم ڈاکٹر ایف۔ ونسلو Dr. F. Winslow کا مضمون جو ریڈیکل سوسائٹی کے کاغذات میں دیکھیے۔ جلد ا صفحہ ۵۹ وغیرہ۔

[2] "تاریخ انگلستان" از سر جیمس ماکنٹوش (Sir J. Mackintosh's Hist Eng.) جلد ۳ صفحہ ۳ مستانف۔ بین رومن فقہا کا عام اصول جس کے متعدد استثنا بھی تھے یہ تھا کہ بچے جن کی عمر بلوغ سے کم ہو گواہی دینے کے ناقابل تھے (مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوپیرس کتاب ۲۲ عنوان ۵ نوٹ ۲ میں

دفعہ ۱۵۱: اب ہم بچوں کی شہادت کے متعلق غور کریں گے۔ ظاہر ہے کہ فہم کی غیر پختگی بھی نا قابلیت کی اسی طرح وجہ ہوتی ہے۔ جس طرح کہ فہم کا قدرتی نقص یا اس سے بعد میں محرومی۔ لیکن اس مضمون کی بحث میں ایک دوسری دشواری بھی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی بچے کی سمجھ اتنی پختہ ہو کہ وہ جو کچھ دیکھے یا سنے اس کو اچھی طرح بیان کرسکے۔ لیکن وہ حلف کے وجوب یا سچ کہنے کے واجب ہونے سے ناواقف ہو۔ اور گو ایک بالغ گواہ کی
ص ۱۳۹ صورت میں ابتدائی مذہبی تعلیم[1] کی کمی۔ تجربہ اور غور و فکر سے پوری ہوسکتی ہے۔ لیکن کمسن بچے کی شکل میں اس کی توقع بیکار ہوگی۔ ان وجوہات کی بنا پر بچوں کی گواہی عدالتوں کے لیے ہمیشہ پریشانی کا باعث رہی ہے۔ اور اکثر اقوام کے قوانین نے جب بچہ ایک معین عمر سے کم ہو تو اس کی گواہی کو سرے سے نامنظور کرکے اس گرہ کو کھولنے کے بجائے کاٹ ہی دیا ہے[2]۔ یہ طریقۂ عمل کئی وجوہات سے قابل اعتراض ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ اس کی وجہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: (۴) ثبوت قطعی از ٹاسکارڈس ۱۲۵۳ ان کے بعض اساتذہ کا قول ہے کہ ۲۰ سال سے کم عمر والے نابالغ فوجداری مقدموں میں گواہی نہیں دے سکتے تھے۔ ثبوت قطعی از ٹاسکارڈس صفحہ ۱۲۲۰۔ نوٹ ۹۔ اور بعد نیز صفحہ ۱۲۵۳۔ نوٹ ۱۲ یہ اصول ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۲۔ ضمن (۱) کے ان الفاظ پر مبنی نظر آتا ہے کہ "اشخاص جن کی عمر بلوغ سے کم ہو شہری فرائض میں حصہ نہیں لیں گے"۔ اور خاص کر کتاب ۲۲ عنوان ۵ دفعہ ۳ (۵) کے ان الفاظ پر کہ "تشدد کے متعلق قانون جولیا (julian Law) کی رو سے حکم ہے کہ مدعی علیہ کے خلاف کوئی ایسا شخص گواہی نہیں دے سکے گا جو اس سے یا اس کے باپ سے علٰحدہ ہوا ہو۔ یا جو نابالغ ہو" یہ اس موقف کی نہایت ہی کمزور اساس ہوئی کہ قدیم روما کے علم اصول قانون میں نابالغوں کی گواہی عام طور پر نامنظور ہوتی تھی کیونکہ یہ قانون نابالغوں کی گواہی کو عام تشدد کے صرف چند ایسے جرائم میں نامنظور کرتا تھا جن کی سزا موت ہوتی تھی اور ایک امر کا بیان دوسرے کی نفی ہوتا ہے اور ہمارے پاس کونٹلین کی صریح شہادت بھی موجود ہے کہ اس کے زمانے میں بہت ہی کمسن بچوں کی گواہی بھی بعض وقت سنی جاتی تھی یا کم سے کم بطور ایک عادتی امر کے نامنظور نہیں کی جاتی تھی دیکھیے کتاب خطابت کتاب ۵ باب ۷۔ آخری حصہ۔ دھرم شاستر کی رو سے ۱۵ سال سے کم عمر والے نابالغوں کی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔ اس آب و ہوا کے ۱۵ سال غالباً ہمارے ہاں کے ۲۰-۲۱ سال کے برابر ہوتے ہیں۔ ترجمہ پوتی باب ۳ دفعہ ۸ جس کا ذکر مجموعۂ دھرم شاستر مصنفۂ ہالہیڈ میں کیا گیا ہے۔

بچوں کی ذات کے خلاف بعض اہم قسم کے جرائم کے لیے گویا اعلان ہو جاتا ہے کہ وہ بلا خوف سزا کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ واقعے کے متعلق ان کے بیان بغیر ان جرائم کا ثبوت تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہی عمر کے لڑکے مشاہدے و حافظے کی قوتوں میں اتنے مختلف ہوتے ہیں کہ سب کے لیے ایک اصول جو تقریباً بھی صحیح ہو وضع نہیں کیا جا سکتا۔ کم سے کم اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ "فطرت زیرکی و ہوشیاری کے ان انتظامات کا مضحکہ اڑاتی ہے۔ جن کے ذریعے سے انسانی محنت انسانی کمزوریوں کے بڑے بڑے عنوانات مقرر کرکے ان کو محدود و مقید کرنے کی کوشش کرتی ہے[1]۔"

دفعہ ۱۵۲: اس مضمون پر قدیم قانون: ہمارے اسلاف نے اس اصول کو تسلیم کیا تھا کہ "نابالغ قسم کھانے کے قابل نہیں[2]"۔ لیکن اس کے بعض استثنا بھی تھے مثلاً بارہ سال کی عمر کے نابالغ کو وفاشعاری وغیرہ کا حلف دیا جا سکتا تھا[3]۔ اور گو جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے بچوں کی شہادت اکثر مسترد کی جاتی تھی۔ لیکن وہ صرف ان کی حلف لینے کی مبینہ ناقابلیت کی بنا پر نہیں کی جاتی تھی۔ کیونکہ اسی قسم کی ایک دشواری ان کی اس عمر کے معین کرنے کے متعلق بھی محسوس کی گئی تھی جس پر ان کو قانون تعزیرات کے تحت ذمہ دار قرار دینا چاہیے ــــ یہ امر اب حسب ذیل طریقے پر پوری طرح طے شدہ ہے کہ قانون تعزیرات کے تحت ذمہ دار کرنے پوری عمر بہ چند استثنا چودہ سال ہے۔ سات سال اور چودہ سال کے درمیان نابالغ کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ ناقابل ارتکاب جرم ہے۔ لیکن اس قیاس کی تردید کی جا سکتی ہے لیکن سات سال سے کم عمر والے بچے کے متعلق (صحیح ہو کہ غلط) یہ قطعی قیاس قانونی ہوتا ہے کہ اس کی نیت مجرمانہ

صفحہ ۱۴۰

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۰۳۔
[2] گلگ بر ٹلٹن صفحہ ۱۷۲۔ ب۔
[3] ٹلٹن از گلگ صفحہ ۴۹ ب۔ ۸۰ ب۔ ۱۷۲ ب۔

نہیں ہوسکتی ہے[1]۔

دفعہ ۱۵۳: سر ایڈورڈ کک نے اپنی کتاب فرسٹ انسٹیٹیوٹ[2] میں بیان کیا ہے کہ عام طور پر جس شخص میں "اختیار تمیزی نہ ہو" وہ گواہ نہیں ہوسکتا۔ اور اسی کتاب کے ایک دوسرے حصے[3] میں انھوں نے "سنِ رُشد" کی تعریف اس طرح کی ہے کہ وہ چودہ سال کی عمر ہوتی ہے۔ تقریباً نصف صدی بعد سر ماتھیو ہیل نے اپنی کتاب پلیس آف دی کراؤن[4] میں قرار دیا ہے کہ چودہ سال سے کم عمر کے نابالغ کا ہمیشہ بطور گواہ اظہار نہیں لینا چاہیے۔ تاہم اس کی جسمانی حالت مثلاً اس کے ذہین ہونے یا نوعیت واقعہ کے لحاظ سے اس سے کم عمر نابالغ کا بھی اظہار لیا جاسکتا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عدالت نے بعض وقت اپنی معلومات کے لیے ان کا بیان بغیر حلف کے بھی سنا ہے۔ اور جس کی دوسری شہادت سے تائید ہونے کی وجہ سے غالباً کچھ وقعت بھی ہوسکتی ہے[5]۔

مقدمہ ینگ بنام سلاٹرفورڈ (Young V. Slaughterford) میں جو سنہ ۱۷۰۹ء کا ایک مرافعہ[6] قتل تھا۔ اور جس کی سماعت عدالت کے اجلاس کامل کے روبرو ہوئی تھی۔ لارڈ چیف جسٹس ہولٹ (L. C. J. Holt.) نے قرار دیا کہ بارہ سال سے کم عمر نابالغ بطور گواہ پیش ہوسکتا ہے۔ اگر وہ حلف کی ذمہ داری سے واقف ہو۔ اور چونکہ اس کا واقف ہونا ظاہر تھا۔ بطور گواہ اس کو پیش کیا گیا۔ لیکن مقدمہ ملک بنام ٹریویرس[7] (R. V. Travers.) میں جو اجلاس موسم بہار سنہ ۱۷۲۶ء کنگسٹن

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۰ و بعد اور نیچے دفعہ ۲۳۸۔
[2] لٹلٹن مصنفہ کک صفحہ ۶ ب ۔
[3] ایضاً صفحہ ۲۴۷ ب ۔
[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ - ۳۴ و ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ ۔
[5] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۴ ۔
[6] ۱۱ موڈی ۲۲۸ ۔
[7] اسٹرینج جلد ۱ صفحہ ۷۰۰ ۔

میں پیش ہوا تھا۔ اور جس میں سات سال سے کم عمر کی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کا الزام تھا۔ لارڈ چیف بیچ گلبرٹ نے اس بچی کی شہادت کو نامنظور اور ملزم کو بری کردیا۔ اس کے بعد ملزم کو دوبارہ زنا بالجبر کی نیت سے حملے کی بنا پر چالان کیا گیا۔ اور اس کی سماعت لارڈ چیف جسٹس ریمنڈ (L. C. J. Raymond) کے اجلاس پر ہوئی۔ اس اثنا میں بچی سات برس کی ہوگئی تھی۔ اور جب اس کی شہادت پر اس بنا پر اعتراض کیا گیا کہ چھ سات برس کے بچے کی اغراض شہادت کے لیے وہی حالت ہوتی ہے۔ جو مجنون یا دیوانے کی ہے۔ اس کے جواب میں چالان کے کونسل نے ایک ۱۶۹۸ء کے مقدمے کا حوالہ دیا جو اولڈ بیلی (Old Bailey) میں دائر ہوا تھا۔ اور جس میں چیف بیچ وارڈ (C. B. Ward) نے دس سال سے کم عمر کے ایک ایسے بچے کی شہادت سنی تھی جس سے حلف کی ماہیت کے متعلق سوال کئے گئے تھے اور جس کی اس نے معقول توضیح کی تھی۔ لیکن اس بحث کے بعد ہی لارڈ چیف جسٹس نے اس کمسن لڑکی کی شہادت کو نامنظور کیا۔ اور ایک شخص اسٹی ورڈ (Steward) کا حوالہ دیا جو اولڈ بیلی میں دو بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر کے الزام میں ۱۷۰۰ء میں پیش ہوا تھا۔ ایک بچی تو دس سال کی تھی۔ لیکن اس کی شہادت اس وقت تک منظور نہیں کی گئی۔ جب تک دوسری ایسی شہادت پیش نہیں ہوئی۔ جس سے مدعی علیہ کا جرم قوی طور پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور بچی نے بھی ماہیت حلف کے متعلق قابل اطمینان بیان نہیں دیا تھا۔ دوسری بچی چھ سات سال کی تھی اور متفقہ طور پر قرار دیا گیا کہ اتنی کمسن بچی کی شہادت پیش نہیں ہوسکتی۔ اور اسی لیے اس کو مسترد کردیا گیا۔ لیکن گو لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے ملک بنام ٹریورس کے پہلے مقدمے میں بچی کی شہادت کو نامنظور کردیا۔ لیکن غالباً وہ اس بنا پر تھا کہ بچی ماہیت حلف سے ناواقف تھی۔ یا اس لیے کہ وہ کم فہم تھی۔ کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب شہادت[۱] ص ۱۴۱

---

[۱] شہادت مصنفۂ گلبرٹ صفحہ ۱۴۴۔ طبع چہارم۔

میں اصول یہ قرار دیا ہے کہ "چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کی شہادت پابندی سے نہیں سنی جاتی ہے۔ تاہم بارہ برس کی عمر میں ان کو عدالت لیٹ[ع] میں وفا شعاری کا حلف دیا جاتا تھا۔ کوئی ایسی عمر مقرر نہیں ہے جس سے کم ہونے پر ان کی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔ لیکن ان کی شہادت کی صحت و معقولیت ان سوالات سے جو ان سے کئے جائیں اور ان کے جوابات[1] سے ظاہر ہونی چاہئے۔" اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ مقدمۂ ای چند بنام بارکر ۱۷۲۶ء کی بحث میں لارڈ چیف جسٹس لی نے کونسل سے جو سر ماتھیو ہیل کے مذکورۂ بالا ایک فقرے سے استناد کر رہا تھا کہا کہ اولڈ بیلی میں نہایت غور و فکر کے بعد قرار دیا گیا ہے کہ حلف دئے بغیر بچے کی شہادت نہیں سنی چاہئے۔ اور لارڈ چیف بنچ بارکر نے کہا کہ اجلاس کنگسٹن پر لارڈ ریمنڈ کے روبرو بھی یہی قرار دیا گیا ہے۔

دفعہ ۱۵۴ : ان تمام مغائر بیانیوں اور خلط مبحث میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دو اصول آہستہ آہستہ قائم ہوتے جا رہے تھے۔ (۱) اگر کمسن بچوں کی شہادت منظور کرنا ہی ہے تو اسے خود کمسن بچے ہی سے سننا چاہئے نہ کہ ایک ایسے بیان کے ذریعے سے جس میں دوسرے شخص کا بھی کچھ حصہ ہو۔ (۲) گواہ کا کمسن بچہ ہونا اس اصول میں تخفیف کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ "عدالتی کارروائیوں میں بغیر حلف کے کسی کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔" آخر کار ۱۷۷۹ء میں ان دونوں اصولوں پر ملک بنام بریسیر[2] (R. V. Brasier) کے مقدمے میں عدالتی مہر کردی گئی۔ اور

ع فوجی جاگیر، تحصیل وغیرہ کی عدالت جس میں معمولی جرایم کی سماعت ہوتی تھی۔ مترجم

[1] ۱۰۰۱ اٹکنس صفحہ ۲۹۔

[2] کروک عہد چارلس صفحہ ۴۲۔

[3] کراؤن لا مصنفۂ لیچ ("Leach's Crown Law.") جلد ا صفحہ ۱۹۹ پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ا صفحہ ۴۴۳۔ یہ کہنا چاہئے کہ چند سال قبل گولڈ جسٹس نے چھ سات سال کی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کے مقدمے میں ایسی ہی رائے ظاہر کی تھی۔ جب ملزم کو بچی کی غیر حلفی گواہی پر بری کر دیا گیا تو جج نے اس کا ذکر دوسرے

اسی لیے اس مضمون پر یہ ہدایتی مقدمہ ہے۔ ملزم پر ایک سات سال سے کم عمر بچی پر زنا یا لجبر کی نیست سے حملے کا الزام تھا۔ اور بچی کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا گیا تھا۔ اور چالان کی اہم شہادت بچی کا وہ بیان تھا جو اس واقعہ کے متعلق اس نے دو اور اشخاص سے کیا تھا۔ ملزم کو سزا سنا دی گئی لیکن
(۱۴۲ط) دوسری نوبت پر ججوں نے اس پر غور کیا اور قرار دیا کہ سزا غلط طور پر سنائی گئی تھی اور انھوں نے متفقہ طور پر قرار دیا کہ "کوئی گواہی بھی قانوناً بغیر حلف سنی نہیں جا سکتی۔ اور سات سال سے کم عمر کے بچے کو بھی فوجداری مقدمے میں حلف دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ عدالت کے اچھی طرح سوالات کرنے کے بعد ظاہر ہو کہ بچے کو حلف کی ماہیت اور نتائج کے کافی معلومات ہیں۔ کیونکہ اس عمر کے متعلق جس کے اندر بچوں کی شہادت کو نامنظور کیا جائیگا کوئی مستقل یا معین اصول نہیں ہے۔ ان کی شہادت کا قابل ادخال ہونا جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی کے متعلق ان کی عقل اور سمجھ پر موقوف ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق اطمینان ان سوالات کے جوابات کے ذریعے سے کیا جاتا ہے جو عدالت ان پر کرتی ہے۔ اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ حلف لینے کے قابل نہیں ہیں تو ان کی شہادت ناقابل ادخال ہوتی ہے"۔

دفعہ ۱۵۵: بریسیر کے مقدمے نے بچوں کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق جدید قانون اور عمل کو طے کر دیا ہے۔ جس طرح تعزیرات میں "کینے سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے"۔ اسی طرح یہاں کلیسائی فقہا کے اس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ججوں سے کیا۔ اور ان میں سے اکثر نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔

ملک بنام پاول کراؤن لا مصنفہ لیچ جلد ا صفحہ ۱۱۰۔

لہ ڈیرپر صفحہ ۱۰۴۔ ب۔ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ۲۶۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳ و ۲۱۴۔

اصول پر عمل کیا گیا کہ "عقل سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے"[1] اور آلڈرسن جج نے اس اصول کو ان الفاظ میں وضع کیا ہے کہ "یہ یقیناً قانون نہیں ہے کہ سات سال سے کم عمر بچے کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا جا سکتا۔ اگر سوالات کے بعد اس میں کافی قابلیت نظر آئے تو جج اس کو حلف لینے کی اجازت دے گا"[2] اور گو قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء اور بعد کے قوانین کی رو سے کمسن بچوں کو بطور گواہ قابل بنانے اب یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر صورت میں حلف کی ماہیت و وجوب سے واقف ہوں۔ تاہم چونکہ ان کی شہادت اب بھی ناقابل ادخال ہو گی۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ سچ اور جھوٹ کا فرق نہیں سمجھتے ہیں[3] نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جیسا کہ عدالت نے برے بیر کے مقدمے میں کہا تھا۔ ان کا قابل ادخال ہونا اب بھی موقوف ہوتا ہے۔ "جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی کے متعلق ان کی عقل اور سمجھ پر۔ جس کے متعلق اطمینان ان سوالات کے جوابات سے کیا جاتا ہے جو عدالت ان پر کرتی ہے"۔ یہ ایک امر نزاعی بنا دیا گیا ہے کہ کیا بچے کی شہادت قابل ادخال ہو گی اگر "جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی" بچے کو مقدمے کے لیے تیار کرنے کے لیے سکھلا دیے گئے ہوں۔ اور اس کی عام مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہ ہو۔ ملک بنام ولیمس[4] (R.v. Williams) میں جو ایک قتل کا مقدمہ تھا۔ ایک آٹھ سال کی بچی کو بطور گواہ طلب
کیا گیا تھا۔ متوفی کی موت تک بچی نے خدا کا نام یا مستقبل کی حالت دفعہ ۱۴۳
سزا یا جزا کا ذکر تک نہیں سنا تھا۔ نہ کبھی دعا نہیں کی تھی۔ اور حلف کی ماہیت سے واقف نہیں تھی۔ اس کے بعد دو مرتبہ ایک پادری اس سے

[1] لانسی لائس: اصول قانون کلیسائی۔ کتاب ۲ عنوان ۱۰ دفعہ ۵۔

[2] ملک بنام پرکنس کراؤن کیسیس مصنفہ موڈی (Mody) ۱۳۹۔

[3] دیکھیے نیچے دفعہ ۱۵۶۔

[4] کیا رنگٹن و پین صفحہ ۳۲۰۔ جلد ۷۔

ملا تھا۔ اور حلف کی ماہیت اور اس کے وجوب کے متعلق اس کو کچھ تعلیم دی گئی تھی لیکن اس نے عدالت میں اس کے متعلق بہت ہی پریشان بیان دیا۔ اور رپورٹ کے الفاظ میں اس کو "مذہب یا حیات آیندہ کے متعلق کچھ معلومات نہیں تھے"۔ اس کی گواہی پر اس لیے اعتراض کیا گیا کہ اگر یہ کافی ہو کہ گواہ ماہیت حلف سے سکھلانے کی بنا پر واقف ہو جائے تو گواہ کو سکھلانے کے لیے جب وہ اظہار دینے کے لیے کٹہرے میں جائے ہمیشہ ایک پادری طلب کر لیا جا سکتا ہے۔ اور جالالان کے کونسل نے ملک بنام ویڈ (R. V. Wade) (ا۔ کراؤن کیسس از موڈی صفحہ ۸۶) کا حوالہ دیا پاٹیسن جج (Patteson, J.) نے کہا کہ "مجھے اس امر کا اطمینان ہونا چاہیے کہ بچی وجوب حلف سے اپنی عام مذہبی تعلیم کی بنا پر واقف ہے۔ بچی کی ضمیر پر حلف کا اثر مستقل نوعیت کے مذہبی احساسات کی بنا پر ہونا چاہیے۔ اور ایسی تعلیم کی بنا پر نہیں ہونا چاہیے جو حال حال میں اغراض مقدمہ کے لیے صرف ماہیت حلف کے متعلق دی گئی ہو۔ اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان حالات کے واقع ہونے سے پہلے جن کے متعلق یہ گواہ گواہی دینے آیا ہے اس کو کچھ بھی مذہبی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ اور اس نے حالت آیندہ کے متعلق کچھ بھی نہیں سنا تھا۔ اور اب بھی وہ اس مضمون کو حقیقی طور پر سمجھتی نہیں ہے۔ میری دانست میں مجھے اس کی گواہی مسترد کر دینی چاہیے" لیکن گو مذکورۂ بالا مقدمے میں فیصلے کے صحیح ہونے کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس امر کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے کہ بچی کے حلف اٹھانے کی قابلیت کا تصفیہ کرتے وقت جج کو اس واقعہ پر بھی غور کرنا تھا کہ بچی کو ماہیت حلف کے متعلق اس وقت تعلیم دی گئی جب کہ ارتکاب جرم ہو چکا تھا۔ تاہم یہ اصول ـــــ اگر دراصل پاٹیسن جج کا ارادہ اس کو قرار دینا تھا کہ بچی حلف اٹھانے کے ناقابل تھی۔ کیونکہ وجوب حلف کے متعلق[لہ] اس کا احساس اس کی عام مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہیں تھا۔ دوسرے نظایر کے مغایر اور

لہ۔ شہادت مصنفہ فپین طبع ششم ۴۵۲-۴۵۳۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۳۷۷۔ نیز ان مقدمات کو

اصولاً ناقابل حمایت ہے۔

دفعہ ۱۵۶: جب کسی فوجداری مقدمے کا کوئی اہم گواہ ایک کمسن بچہ[۱]
ہو تو عمل یہ رہا ہے کہ جج اس پر اس مقصد سے سوالات کرتے ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کیا وہ حلف کی ماہیت و وجوب اور دروغ حلفی کے نتائج سے واقف ہے۔ اور اگر سماعت مقدمہ سے پہلے ظاہر ہو کہ اہم گواہ کمسن اور مذہبی معلومات سے عاری ہے۔ تو عدالت اپنی صوابدید کے لحاظ سے مقدمے کو ملتوی کر سکتی۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ اس اثنا میں اس کو اس مضمون پر مناسب تعلیم دی جائے[۲]۔ لیکن ایک حال کے مقدمے میں ایک باپ پر اپنی بارہ سالہ لڑکی کی عصمت دری کا الزام تھا آلڈرسن جج نے مقدمے کو ملتوی کرنے سے انکار کیا۔ تاکہ اس کو ماہیت حلف کے متعلق تعلیم دی جائے۔ اور یہ کہا کہ تمام ججوں کی رائے میں یہ کارروائی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص غرض کے لیے گواہ کو سکھانے پڑھانے کی کارروائی کے مشابہ ہے۔ اور اسی بنا پر سخت قابل اعتراض تھی[۳]۔ اگر اس مقدمے کی رپورٹ صحیح طور پر دی گئی ہے تو نہ صرف وہ سابقہ نظائر کے ایک سلسلے کے خلاف ہے[۴] بلکہ جیسا کہ اس کتاب میں جس میں کہ اس مقدمے کا

صفحہ ۱۴۴

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ دیکھئے جن کا نیچے حوالہ دیا گیا ہے۔

۱؎ اس مقصد کے لئے کتنی عمر کو کمسنی سمجھا جائے کہیں اس کی صراحت نہیں کی گئی ہے۔ گو نابالغیت سے متعلق عام قانون کی تشبیہ پر ۱۴ سال کی عمر میں ضروری مذہبی معلومات کا قیاس کرنا چاہئے۔ لیکن عدالت کو شبہہ ہو تو جوان شخص کے مذہبی معلومات کی بھی تحقیق کر سکتی ہے۔ نیچے دیکھئے۔

۲؎ شہادت مصنفہ اسٹارکی صفحہ ۱۱۱ طبع چہارم ’’شہادت‘‘ مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۹۔ طبع دہم۔ ’’شہادت‘‘ مصنفہ فلپس طبع ششم صفحہ ۵۲۴-۵۲۳۔ ’’کامن لا‘‘ از بیع جلد ۱ صفحہ ۳۰۴۔ نوٹ۔ الف۔ ملک بنام نکولاس ۲ کیار نگٹن و کرون صفحہ ۲۴۶۔ ملک بنام بیلیس ۴ کراؤن کیس اند کاکس ۲۳۔

۳؎ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱۔ صفحہ ۱۰ طبع دہم۔

۴؎ دیکھئے اوپر نوٹ ۲

ذکر کیا گیا ہے کہا گیا ہے کہ "اگر اس اصول کا سختی سے اطلاق کیا جائے تو ایک باپ اپنی بچی کی تعلیم کا اخلاقی فرض فراموش کر کے اس کے خلاف ایک سخت زبون جرم کے ارتکاب کی آزادی حاصل کر لے گا"۔[1]

مسٹر جسٹس اسٹیفن (Mr. Justice Stephen) کے ڈائجسٹ متعلق قانون شہادت (Digest of the Law of Evidence) کی نوٹ (۴۰) میں خوب ہی بتایا گیا ہے کہ "بچے کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے آخرت میں جھوٹ کی سزا کے متعلق اس کے عقیدے پر اصرار کرنے سے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جن سے مذہب یا عدل گستری کی عزت و عظمت میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس قابل مصنف نے بچے کی ناقابلیت کے وجوہ میں سے مذہبی عقیدے کی کمی کو حذف کر دیا ہے دفعہ ۱۰۷ میں وہ قرار دیتے ہیں کہ "گواہ ناقابل ہوتا ہے اگر جج کی رائے میں وہ نہایت کمسن ہونے یا عارضۂ دماغ یا اسی قسم کی کوئی اور وجہ سے ان امور کو جن کے متعلق وہ گواہی دیتا ہو یاد نہ کر سکے۔ اس سے جو سوالات کئے جائیں ان کو سمجھ نہ سکے یا ان کے معقول جواب نہ دے سکے۔ یا یہ نہ جان سکے کہ اس کو سچ کہنا چاہئے" نیز ان کی یہ بھی رائے ہے کہ قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸۔ جس کی رو سے گواہ کو اجازت ہے کہ "اگر اسے حلف اٹھانے سے انکار ہے یا اس کے حلف لینے کے قابل ہونے پر اعتراض کیا جائے تو بجائے حلف کے وہ اقرار کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ صدر نشین جج کو اطمینان ہو کہ قسم کی پابندی کرنے کا کوئی اثر اس کی ضمیر پر نہ ہوگا۔ بچے سے بھی اس وجہ سے متعلق ہے کہ "جب وہ شخص جو عمداً و قصداً۔ خدا و آخرت پر ہر عقیدے سے انکار کرتا ہو۔ قابل گواہ ہو سکتا ہے۔ تو بہ طریق اولیٰ بچے کو بھی جسے اس مضمون پر کوئی تعلیم نہ ملی ہو قابل گواہ ہونا چاہیئے" اس قابل مصنف کی پوری تعظیم کے ساتھ ہمیں یہ کہنا چاہئے

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس جلد ا صفحہ ۱۰ نوٹ ۳ طبع دہم۔

(۱۴۵) کہ مذکورۂ بالا قانون موضوعہ کے متعلق یہ رائے عملاً اختیار نہیں کی گئی ہے۔ نہ کسی اور مصنف کو سوجھی نہ اس کو کسی اور نے اختیار کیا ہے۔ اور گو اس کے متعلق قابل لحاظ طور پر بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن دراصل وہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بچہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتا جس کی ماہیت سے مسلمہ طور پر وہ واقف نہ ہو اور گو نحوی طور پر "اعتراض ہے" کے الفاظ کے تحت بچہ بھی آجاتا ہے۔ لیکن ان کی ترتیب کے لحاظ سے وہ صرف جوان شخص کے لیے ہی لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کی بہت ضرورت ہے کہ اس امر پر صریحی قانون سازی ہونی چاہیئے کہ یہ قانون ان تمام بچوں سے بھی متعلق ہو جائے۔ جن پر اس کا اطلاق عدالت کی رائے میں مناسب ہو۔

اس خصوص میں قانون شہادت کی ایک اہم گو جزوی ترمیم قانونِ ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ دفعہ (۴) کی رو سے کی گئی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے جو ۱۳ سال سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کو جرم سنگین اور اس کے اقدام کو جرم خفیف قرار دیتا ہے۔ حکم ہوا ہے کہ جب لڑکی جس کے ساتھ اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو۔ یا کوئی اور کمسن بچی (یا بچہ) جو بطور گواہ پیش ہو۔ عدالت کی رائے میں حلف کی ماہیت سے واقف نہ ہو تو ایسی لڑکی یا ایسے دوسرے بچے کی شہادت بغیر حلف دینے کے لی جا سکتی ہے۔ اگر عدالت کی دانست میں یہ بچے اتنے ہوشیار اور ذہین ہوں ان کی شہادت سننا جائز ہو سکے۔ اور وہ سچ کہنے کے فرض سے واقف ہوں" لیکن یہ شرط بھی اضافہ کی گئی ہے۔ کہ ایسی شہادت پر کسی شخص کو سزا نہیں دی جائے گی جب تک کہ اس کی تائید ملزم کے خلاف کسی دوسری اہم شہادت سے نہ ہو۔ اسی طرح کی ایک دوسری اہم ترمیم دفعہ (۳۰) قانون اطفال ۱۹۰۸ء ۸ ایڈورڈ ہفتم باب ۶۷ کی رو سے کی گئی ہے جس کی رو سے حکم ہے کہ اس قانون اور بعض دوسرے قوانین کے تحت کارروائیوں میں کمسن بچوں کی غیر حلفی شہادت قابل ادخال ہوگی۔ اگر عدالت کو اطمینان ہو کہ گو وہ حلف کی ماہیت سے واقف نہیں ہیں۔ لیکن ان میں

اتنی کافی سمجھ ہے کہ ان کی شہادت سنی چاہیئے۔ اور یہ کہ وہ سچ کہنے کے فرض کو سمجھتے ہیں۔ اسی قانون کے دفعہ ۲۸ و ۲۹ کی روسے نکلائے اس کو بچے کا اظہار حلفی لینے کے متعلق سہولتیں دی گئی ہیں۔ جب کہ اُن کو اطمینان ہو کہ بچے کی عدالت میں حاضری سے اس کی صحت وجان کے لیے اہم خطرہ ہو۔ اور دفعہ (۴۱) کی روسے ایسے اظہار کے اس شخص کے خلاف شہادت میں پڑھے جانے کی اجازت ہے۔ جس پر اس قانون کے تحت کسی الزام جرم کی بنا پر مقدمہ دائر ہو۔ بشرطیکہ اظہار حلفی پر جج کے دستخط ہوں۔ اور اس کے شہادت میں پیش کرنے کے ارادے کی اطلاع اور جرح کا موقع ملزم کو دیا گیا ہو۔ اس قانون کے دفعہ (۳۰) میں مزید اضافہ قانون عدل گستری فوجداری ۱۹۱۴ء دفعہ ۲۸ کی روسے کیا گیا ہے۔

ص ۱۴۶ **دفعہ ۱۵۰**: قتل کے مقدمات میں قانون کے اس عام اصول میں جس کی روسے بالواسطہ یا سنی سنائی شہادت مسترد کی جاتی ہے۔ اس حد تک کمی کی گئی ہے کہ متوفی کی وجہ موت کے متعلق بیانات قابل ادخال کئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ایسی حالت میں دیے گئے ہوں جب کہ اس کو یقین تھا کہ موت اب آرہی ہے۔ یہ استثنا کچھ تو ضرورۃً۔ اور کچھ اس بنا پر کیا گیا ہے کہ مناسب طور پر متوفی کی حالت ایسی سمجھی جاسکتی ہے کہ اس پر ایک ایسی تہدید کا اثر ہے جو حلف کی تہدید کے مساوی ہے۔ اور کچھ اس لیے کہ ایسے موقعوں پر گواہ کو شاذ ونادر ہی فریب دینے میں کچھ دلچسپی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ جب کمسن بچوں کا بطور گواہ اظہار لیا جاتا ہے تو عدالت کو ان کی ذہانت ومذہبی معلومات کی تحقیق کا موقع رہتا ہے۔ اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ برخلاف جوانوں کے بچوں کے بیانات قبل مرگ کو بادی النظر میں ناقابل ادخال قرار دینا چاہیئے۔ کیونکہ جوانوں کے بھی ایسے بیانات

لہ دیکھئے دفعہ ۵۰ نیچے۔

ناقابل ادخال ہوتے ہیں۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ متوفی ایسا شخص تھا جو جہالت یا کسی اور وجہ سے اپنی فوری آنے والی موت کے مذہبی خوف سے متاثر نہیں ہو سکتا تھا[1]۔ مقدمہ ملک بنام پائک[2] (R. V. Pike,) میں دو ملزموں پر ایک چار سالہ بچی کے قتل کا الزام تھا۔ شہادت میں بچی کے ایک ایسے بیان کو پیش کرنے کی اجازت مانگی گئی جو اس نے اپنی ماں سے اس وقت کیا تھا۔ جب وہ سمجھتی تھی کہ وہ جلد ہی مر جائے گی۔ اور جو اس برتاؤ کے متعلق تھا۔ جو ملزموں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ پارک جسٹس (Park, J.) نے (پارک بیج (Parke, B.) کے اتفاق سے) اس بیان کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ "چونکہ یہ بچی صرف چار سال کی تھی یہ بالکل ناممکن ہے کہ گو اس کا دماغ کتنا ہی قبل از وقت ترقی یافتہ ہو اس کو آخرت کا کچھ خیال ہو۔ اور یہی امر تو اس کے بیان کو قابل ادخال کرنے کے لئے ضروری تھا...... دراصل میری رائے میں ہم اس کی عمر کی وجہ سے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس کو اس قسم کا کوئی خیال نہیں تھا" لیکن اس فیصلے کی صحت پر کچھ بھی اعتراض کئے بغیر ہم اچھی طرح شبہ کر سکتے ہیں کہ کیا مذکورہ بالا قول عدالتی صحیح ہے؟ اس امر پر یقیناً کوئی قطعی قیاس قانونی نہیں ہے۔ اور گو یہ امر کتنا ہی غیر متوقع ہو کہ ایک چار سالہ بچے کو مذہب اور خدا کی جانب سے جھوٹ کہنے کی سزا دئے جانے کے متعلق صاف تصورات ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب ان واقعات کو ثابت کر دیا جائے تو اس کا بیان قبل مرگ قابل ادخال ہونا چاہئے۔ مقدمہ ملک بنام پرکنس[3] (R. V. Perkins) میں ججوں نے ایک محفوظ کردہ سوال کی بنا پر قرار دیا کہ ان حالات میں ایک دس سالہ بچے کا بیان قبل مرگ قابل ادخال ہے۔ لیکن پھر بھی سوال رہ جاتا ہے کہ کس عمر پر سمجھ کے فقدان اور مذہبی مضامین سے لاعلمی کا قیاس موقوف ہو جاتا ہے

لے۔ دیکھئے دفعہ ۵۰۵ نیچے۔

ٹے ۳ کیمار گلش وپین (۵۹۸)۔

سے کراؤن کیسس از موڈی صفحہ ۱۲۳۔ جلد ۲

اور اسی وجہ سے ان امور کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے ؟ قیاس کی بنا پر چودہ سال کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس امر پر عدالتی فیصلے خاموش ہیں۔

(ط ۱۴۷) **دفعہ ۱۵۸ :** بچوں کی شہادت جب منظور ہوتی ہے تو اس کا اثر کیا ہوتا ہے ؟ ایک مستند کتاب میں لکھا ہے[1] کہ " تہدید حلف کے بغیر بھی۔ بچوں کی گواہی ؛ ان پر جرح کئے جانے کے بعد اتنی ہی وقعت کی مستحق ہے۔ جتنی کہ جوان اشخاص کی گواہی۔ اور ذہنی قوتوں میں کامل نشو نما نہ ہونے کی تلافی فریب دینے کے وجوہ تحریک کے فقدان سے ہو جاتی ہے[2]۔ یہ صاف امر ہے کہ کسی شخص کو صرف ایسی شہادت یا دوسری شہادت سے اس کی تائید پر قانوناً سزا دی جا سکتی ہے۔ اور یہ سوال کہ کیا بچے کی شہادت کی کسی جزو میں تائید ہونی چاہیئے اور کس حد تک ہونی چاہیئے خالصاً جوری کے لیے ہوتا ہے۔ کہ وہ مقدمے کے تمام حالات اور خصوصاً بچے کی شہادت دینے کے طریقے پر غور کر کے تصفیہ کریں"۔ کوین ٹیلین (Quintilian) " بچوں کی شہادت کو جن میں سے بعض خیالی گھوڑے نہیں دوڑاتے ہیں۔ اور بعض قوت فیصلہ استعمال کر کے شہادت نہیں دیتے ہیں[3]" مشکوک شہادتوں میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن اس مقولے کو بہت سختی سے نہیں جانچنا چاہیئے۔ کیونکہ

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس دا یا اس صفحہ ۔

[2] ان (یعنی بچوں) کے لیے یہ امر موجب دلچسپی ہوتا ہے کہ بعینہ ان الفاظ پر خاص توجہ کریں جو لوگ ان کی موجودگی میں کہتے ہیں۔ وہ عموماً دوسرے اشخاص کے تصورات اور ان کی طرز ادا کو خاموشی سے قبول کرتے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ایک بڑا شخص جب وہ کوئی بیان سنتا ہے تو صرف مغز سخن یاد رکھنے اور اس میں ترمیم کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعد میں اپنے تصورات کے اصل تاثرات کا پتا چلانے میں ناکام رہتا ہے۔" Ames, Great Oyer of Poisoning صفحہ ۲۷۷۔

[3] (Inst orat.) کتاب ۵ باب ۷۔ آخر میں۔

بعض بچوں کو خیالی گھوڑے دوڑانے کی عادت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ان حالات کو بطور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جن کا وجود سوائے ان کے تخیل میں ہونے کے کہیں اور نہیں ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسا ہی نتیجہ بچوں میں اکثر بڑوں کے کہنے یا دھمکیاں دینے اور ان کے خوف اور غیر پختہ آرا پر اثر ڈالنے سے پیدا ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۵۹: (۲) ناقابلیت کے دوسرے سبب کو "ناقابلیت بر بنائے فقدان مذہب" کہہ سکتے ہیں۔ ایک انسان کے دوسرے سے سچ بیانات کرنے کی قدرتی اور اخلاقی تہدیدوں میں "حلف"[1] کی تہدید سے اضافہ کرنے کا رواج اکثر ممالک و ازمنہ میں (اگر سب میں نہیں) رہا ہے۔ یعنی بیان دینے والے کا ایک ایسی غائب و برتر ہستی کی موجودگی کو تسلیم کرنا جو سچ سے کسی انحراف کی سزا دینے کے لیے تیار اور آمادہ رہتی ہے۔ اور اس ہستی کو جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کی صداقت پر گواہ رکھنا۔ اور بعض صورتوں میں۔ یہ اگر جھوٹ ہو تو اس کے انتقام کو طلب بھی کرنا۔ اسی اصول پر اکثر اقوام کی عدالتیں حلف کو شہادت کی منظوری کی شرط مقدم قرار دیتے ہیں۔ اور خصوصاً ہماری قوم میں یہ اصول کہ "عدالتی کارروائیوں میں گواہی پر اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ حلفیہ نہ ہو۔[2] قدیم ترین زمانے سے قانون کا ایک مسلمہ اصول تھا۔ پس قانون عمومی کی رو سے ایسے گواہ کی شہادت کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ جو یا تو ایسی برتر ہستی کے وجود سے لاعلم۔ یا اس کا منکر تھا۔ یا جو صداقت شہادت کی یہ مطلوبہ ضمانت دینے سے انکار کرتا تھا۔ اور اسی لیے ناقابلیت کے اس سبب پر تین عنوانوں کے تحت غور کیا جائے گا۔ (الف) مذہبی معلومات کی کمی۔ ۱۴۸

[1] حلف پر دیکھئے پیچھے دفعہ ۵۶ و لبعد۔

[2] گرولک عہد پارلس صفحہ ۴۶۔

(ب) مذہبی عقیدے کی کمی۔ اور (ج) مذہبی ضابطوں کی پابندی سے انکار۔

دفعہ ۱۶۰: ان میں سے پہلے عنوان کو ایک جملے میں ختم کیا جا سکتا ہے مذہبی معلومات کی کمی اکثر بچوں میں پائی جاتی ہے۔ جن کی قابلیت کے متعلق غور کر لیا گیا ہے[1]۔ لیکن انھیں اصولوں کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب ایک ایسا جوان شخص بطور گواہ پیش ہوتا ہے جس میں مطلوبہ مذہبی معلومات کی کمی ہوتی ہے[2]۔

دفعہ ۱۶۱: (ب) مذہبی عقیدے کی کمی کی وجہ سے ناقابلیت۔ اس باب کے ایک پچھلے حصے میں اس پر بڑی حد تک بحث ہو چکی ہے[3]۔ جہاں ہم نے غلط عقائد یا ایسے برے حرکات کی بنا پر جن سے گواہ کی صداقت متاثر نہیں ہو سکتی۔ ناقابلیت عائد کرنے کے قدیم عمل کی ناانصافی اور لغویت کو دکھلایا تھا۔ اس مضمون پر ہماری قانونی تاریخ کی وہاں چھان بین کی گئی تھی ــــــ کہ کس طرح آہستہ آہستہ یہ بڑا اور صحیح اصول قایم ہوا کہ عدالت ہائے انصاف مذاہب دینیات نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ قانون کا مقصد حلف کے ضروری قرار دینے میں یہ ہوتا ہے کہ گواہ کی ضمیر پر قابو پا کر امر نزاعی کے متعلق سچ کو معلوم کر سکے۔ اور اسی لیے ہر اس شخص کو گواہی کے قابل قرار دینا چاہیئے جو ایک ایسی برتر ہستی پر عقیدہ رکھتا ہے۔ جو انسانوں کی دروغ گوئی و دروغ حلفی کا انتقام لینے والی ہے۔ اور جو اس امر پر راضی ہے کہ کسی پابندی عاید کرنے والی رسم

[1] اوپر دفعہ ۱۵۱ و بعد۔
[2] ملک بنام وایٹ کاسن لا ازلیج جلد ا صفحہ ۲۳۰ ۔ ملک بنام ڈیڈ کراؤن کیسیں ازمیوڈی ۸۶۔ جلد ا
[3] اوپر دفعات ۴۲ اور بعد۔

پر عمل کرکے اس طاقت کو اپنے اظہار صداقت پر گواہ رکھے۔ لیکن ان امور کے
متعلق کسی پیش نظر گواہ کی ذہنی حالت کیسے دریافت کی جائے؟ یہ بات
صاف ہے کہ خدائے تعالیٰ کے وجود اور اس کی اخلاقی حکومت سے
بدعقیدگی کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے[1]۔ ایسی بدعقیدگی ایک نفسیاتی واقعہ ہے
اور اسی لیے خود اس شخص کے اقرار یا حالات سے نتیجہ نکالنے کے سوائے
اس کو ثابت نہیں کیا جاسکتا[2]۔ ہمارے اکثر اہل قلم و اساتذہ کے نزدیک
اور عادتی عمل کے لحاظ سے مستقل و مناسب طریقہ خود گواہ پر سوالات کرنا
ہے[3]۔ اور بعض اساتذہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہی ایک طریقہ ہے[4]۔ برخلاف ص ۱۴۹
اس کے پروفیسر کرسچین (Professor Christian) کہتے ہیں کہ انھوں نے
دیوانی عدالت مقدمات جوری میں ایک قابل جج کو کہتے ہوئے سنا کہ
ججوں نے قرار دے دیا ہے کہ وہ گواہوں پر خدا و آخرت کے متعلق سوالات
کرنے کی اجازت نہیں دیں گے[5]۔" اور وہ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ "غالباً
یہی زیادہ قرین انصاف ہے کہ اس کا اس وقت تک قیاس کرلیا جائے
جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور سوال کرنے ہی سے جو بدنمائی
ہوتی ہے۔ اس سے مذہبی سے مذہبی گواہ کی توہین ہوتی ہے۔" یہ آخری دلیل
عجیب سی ہے۔ کیونکہ معزز سے معزز گواہ کی ان سوالات سے اہانت
ہوسکتی ہے۔ جن سے اس پر کسی بھی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا جاتا ہے۔

---

[1] ۲۵ لک ۶۷ الف۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ا طبع شانزدہم۔ دفعات ۲۴ اور ۳۷۰

[2] مقدمہ۔ حصہ اول دفعہ (۱۲)۔

[3] شہادت مصنفہ فلپ و میری (Ph. & M. Evid.) صفحہ ۱۲۔ مقدمہ ملک ۱۸۲۰ء ۲ براڈرپ و بنگھام ۲۸۴۔ ۲۲ رسل و ریان ۲۶۲۔ ملک بنام ٹیلر پیک جلد ا صفحہ ۱۱۔ ملک بنام وایٹ کامن لا مصنفہ لیج جلد ا صفحہ ۴۳۰۔ ملک بنام سروا۔ ۲ کیارنگٹن و کیروتن ۵۶۔ نیز دیکھئے او ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵۔

[4] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس صفحہ ۱۲۔ "تعزیراتی شہادت" مصنفہ راسکو صفحہ ۱۱ طبع یازدہم۔

[5] کرسچین بر بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۶۹۔ نوٹ ۱۴۔ (Christ Blakst)

باوجود اس کے ایسے سوالات کئے جا سکتے اور اکثر کئے جاتے ہیں۔ اور اغراض انصاف کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ ایسے سوالات کرنے کا حق حاصل رہے بعض امریکی اساتذہ پروفیسر کرسچین کی رائے کو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے وجوہات کی بنا پر۔ وہ کہتے ہیں کہ گواہوں پر ان کے مذہبی عقیدے کے متعلق سوالات کی اجازت نہیں۔ اس لیے نہیں کہ ان سے اِن کی اہانت ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ یہ ان کے ایمان وضمیر کی ایک شخصی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔ جو ایک آزاد ملک کے اداروں کے لیے مناسب نہیں۔ کیونکہ ان میں کسی شخص کو اپنے عقیدے کے اعتراف پر مجبور نہیں کیا جاتا ہے[1]۔ بعض دوسرے اساتذہ اس کا سبب یہ قرار دیتے ہیں کہ "گواہوں کو جو کچھ ان کی حلف لینے کی قابلیت کے متعلق کہا جائے اس کے اقرار یا انکار کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ یہ بہت ہی نامناسب و ناموزوں امر ہوگا کہ کسی شخص کو اس کے حلف لینے کی قابلیت معلوم کرنے کے لیے حلف دیا جائے"[2]۔ لیکن یقیناً ان رایوں میں بہت مبالغہ ہے۔ ایک طرف تو یہ بات ہے کہ اگر گواہ سے اس کے مذہبی آراء کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں تو اس مفروضے کی بنا پر کئے جاتے ہیں کہ ان کے متعلق معلومات سے عدالت کو کسی نہ کسی طرح مدد ملے گی۔ اس صورت میں وہ امور تنقیح طلب ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے متعلق ہر جائز شہادت کو منظور کرنا چاہیئے۔ گواہ کے ان مضامین کے متعلق جوابات پر عدالت کے یقین نہ کرنے کے لیے بلاشبہہ بہت ہی قوی شہادت درکار ہوگی۔ کیونکہ سوال یہ نہیں ہوتا ہے کہ کسی گزرے ہوئے زمانے میں اس کے عقاید کیا تھے۔ بلکہ یہ کہ اس گھڑی جب کہ وہ کٹہرے میں کھڑا ہوا ہے۔ اس کا مذہبی عقیدہ کیا ہے۔

---

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۷۰۔

[2] شہادت از آپلٹن صفحہ ۲۶ و ۲۷۔

دوسرے یہ مدنی و مذہبی آزادی کے بڑے اصولوں کا بیجا استعمال ہوگا کہ ایسے سوالات پر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ جبری و محتسبانہ ہیں۔ ان کا مقصد گواہ کے افکار و آرا کی بیجا کھوج کرنا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ عدالت کو اس قابل بنانا کہ وہ اس کے اعتبار کا اندازہ لگا سکے ـــــ اسی وجہ سے یہ پوری طرح قرار دیدیا گیا ہے۔ کہ اس پر کسی خاص مذہبی عقاید کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے یہ بھی دریافت نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو انجیل پر عقیدہ ہے یا توراۃ پر۔ اس کے سوا اس پر کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا کہ کیا اس کو جھوٹ کے انتقام لینے والے خدا پر عقیدہ حلف ۱۵۰
ہے۔ اور وہ حلف کا کوئی ایسا طریقہ بتا سکتا ہے جو اس کی ضمیر پر قابل پابندی ہو[1]۔ اور اگر وہ ان امور کی تکمیل کر دیتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھا جا سکتا کہ کیا اس کے نزدیک کوئی اور زیادہ پابندی عاید کرنے والا طریقہ ہے۔ کیونکہ ایسا سوال غیر ضروری اور غیر متعلق ہے[2]۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ گو ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن گواہ اگر اس کی تربیت مثل ایک عیسائی کے ہوئی ہے ان کے جوابات دینے پر مجبور نہیں ہے۔ چاہے دراصل وہ دہریہ ہو یا خدا پر یقین رکھتا ہو۔ کیونکہ جواب دینے سے ممکن ہے کہ اس کو اب تک غیر منسوخ شدہ قانون ۹ و ۱۰ ولیم سوم باب ۳۲ کے تحت (جس کو عام طور پر قانون توہین مذہب کہتے ہیں) اور شاید قانون عمومی کے تحت بھی چالان کر دیا جائے۔ اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کوئی شخص اپنے کو مجرم قرار دینے پر مجبور نہیں ہے[3]۔

[1] دیکھئے ماڈن بنام کیاٹاناک سنہ ۱۸۶۱ء۔ ۷ ہرسٹن و نارمن پورٹس ۶۰ ۳-۳۱-لا جرنل اکسچیکر صفحہ ۱۱۸-۵ لا ٹائمز ۲۸۸-۷ جورسٹ سلسلۂ نو ۱۱۰۷-۱۰ ویکلی رپورٹر ۱۱۲ -

[2] مقدمۂ ملکہ سنہ ۱۸۲۰ء ۲ براڈریب و بنگھام ۲۸۴- میں ججوں نے یہی قرار دیا۔ ۲۲ رسل و ریان ۶۶۴ -

[3] اس قانون موضوعہ پر مقدمۂ کودن بنام ملبورن سنہ ۱۸۲۷ء لا رپورٹ ۲ اکسچیکر صفحہ ۲۳۰ فیصلہ بر امول نیچ (Bramwell) دیکھئے

[4] چھپے دیکھئے دفعات ۱۲۶ و بعد۔

دفعہ ۱۶۲: انگریزی عدالتوں میں حلف کی معمولی شکل اب قانون حلف ۱۹۰۹ء ایڈورڈ ہفتم باب ۳۹ دفعہ ۲ کی رو سے منضبط ہوتی ہے جس کی رو سے حکم ہے کہ :-

(۱) حلف ذیل کے طریقے پر لیا اور دیا جائے گا۔ حلف لینے والا شخص انجیل کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں لے گا۔ یا اگر وہ یہودی ہے تو توراۃ کو اور قسم دینے والے عہدہ دار کے بعد کہے گا یا دہرائے گا "میں خدائے قادر و توانا کی قسم کھاتا ہوں کہ........ جس کے بعد حلف کے وہ الفاظ ہوں گے جو قانوناً مقرر ہیں۔

(۲) عہدہ دار (بجز اس کے کہ حلف لینے والا شخص از خود اعتراض کرے یا عملاً حلف لینے کے ناقابل ہو) کوئی سوال کئے بغیر مذکورۂ بالا شکل و طریقے پر حلف دیگا۔ بایں استثنیٰ کہ کسی ایسے شخص کی صورت میں جو نہ عیسائی ہو نہ یہودی حلف۔ کسی دوسرے طریقے پر جو اب جائز ہے دیا جائے گا۔

باقی الفاظ جن کو گواہ کہتا یا دہراتا ہے نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔

فوجداری مقدمات میں جب ملزم زیر حراست ہوتا ہے۔ حلف کی شکل حسب ذیل ہوتی ہے :-

"وہ شہادت جو میں عدالت و جوری کے روبرو دوں گا۔ اور جو ہمارے مالک اعلیحضرت بادشاہ سلامت و حاضر اجلاس قیدی کے درمیانی معاملے کے تصفیے کے لیے ہوگی۔ وہ سچ ہوگی۔ پوری سچ اور سچ کے سوائے کچھ اور نہیں ہوگی"۔

جب ملزم زیر حراست نہ ہو تو شکل یہی رہیگی بجز اس کے کہ اس کو مدعیٰ علیہ کہا جاتا ہے۔

دیوانی مقدمات میں شکل حسب ذیل ہوتی ہے :-

"وہ شہادت جو میں عدالت و جوری کے روبرو نزاعی امور کے

متعلق دوں گا وہ سچ - پوری سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں ہوگی"

"انجیل کو چومنے کی پرانی شکل[1] اگر خود گواہ کو نئے طریقے پر اعتراض ہو تو اب بھی اختیاری ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ انگلستان میں یہ ڈیڑھ سو برس سے زیادہ پرانی نہیں ہے۔ اور یہ کہ سترھویں صدی کے آخر میں انگلستان کا معمولی و مقررہ طریقہ یہ تھا کہ وہ انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا تھا۔ نیز یہ کہ انجیل کو چومنے کا طریقہ انگلستان کے لیے مخصوص ہے۔ اور کسی اور ملک میں نہیں پایا جاتا ہے[2]۔ (۱۵۱)

قانون حلف ۱۸۳۸ء ا و ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵ دفعہ (۱) کی رو سے حکم ہے کہ وہ حلف قابل پابندی ہیں جو اس شکل میں اور ان رسومات کے ساتھ دئے جاتے ہیں۔ جن کو گواہ قابل پابندی سمجھتا ہے۔ اور قانون حلف ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۵) کی رو سے حکم ہے کہ

"وہ شخص جس کو حلف دیا جا رہا ہو۔ اگر چاہے کہ وہ ہاتھ اوپر اٹھا کر اس شکل اور طریقے پر حلف لے۔ جس طرح پر کہ اسکاٹ لینڈ میں اکثر حلف

---

[1] سختی سے پوچھو تو یہ انجیل کا وہ حصہ ہونا چاہیے جس کو چار مبشرون (Evangelists) نے لکھا ہے۔ لیکن عملاً اس فرق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ انجیل کو ہاتھ میں لے کر حلف لینے کی وجہ سے اس حلف کو بعض وقت "حلف جسمانی" کہا جاتا ہے۔

[2] دیکھیے مسٹر فرانسس اسٹرنگر (Mr. Francis Strainger) کا "ٹائمز" کے نام خط مورخہ ۴ اپریل ۱۸۹۳ء مصدرہ "صدر دفتر عالیہ عدالت" [اس تاریخ کا کوئی خط نہیں ملتا ہے جس خط کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غالباً وہ ہے جو ۱۰ اپریل ۱۸۹۹ء کو ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ اور جس کے بعد ۱۸ اپریل کو اسی مصنف کا ایک اور خط بھی لکھا گیا تھا۔ مزید تحقیق سے مسٹر اسٹرنگر کا دعوی بالکل غلط ثابت ہوا ہے کہ انجیل کو چومنے کا عمل ایک جدید اختراع ہے۔ برخلاف اس کے ان تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ کم سے کم گیارہویں صدی میں رائج تھا۔ "کن ٹیمپرری ریویو" (Contemporary Review") میں جسٹس پاری (Parry. J.) کا اس موضوع پر ایک مضمون دیکھیے۔ اور اس کے بعض حصوں کا چوبن سالیسٹر جرنل میں جواب صفحہ ۲۰ [اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور بغیر کسی مزید سوال کے اس کو حلف اسی شکل و طریقے پر دیا جائے گا۔"

کمشنر حلف کی صورت میں ذیل کے طریقے پر عمل ہونا چاہیئے۔ حلف نامہ داخل کرنے والے سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا حلف نامے کے نیچے نام اس کا ہے۔ اور اس کا تحریری ہے۔ اگر وہ اثبات میں جواب دے تو انجیل کو اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں لے کر کمشنر کے بعد اس کو کہنا یا دہرانا چاہیئے کہ "میں خدائے قادر و توانا کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے اس حلف نامے کے مضامین صحیح ہیں۔"[1]

ایک مستند کتاب میں حلف کی حسب ذیل اسکاچی شکل دی گئی ہے:-

"میں خدائے قادر و توانا کی قسم کھاتا ہوں۔ (کیونکہ مجھے حشر کے دن خدا کو جواب دینا ہے) کہ میں سچ کہوں گا۔ پورا سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں کہوں گا۔"[2]

صفحہ ۱۵۲ اسکاٹ لینڈ میں گواہ کو یہ حلف خود جج دیتا ہے۔[3] انگلستان میں عدالت کے ایک عہدہ دار کو قانون حلف ۱۸۸۹ء ۵۲ و ۵۳ وکٹوریا باب ۱۰ کی رو سے یہ اختیار دیا گیا ہے اور حکم ہے کہ "ہر شخص جو کسی عدالت کا عہدہ دار ہو یا عدالت سے متعلق کوئی فرائض ادا کرتا ہو۔ اور جس کو وقتی طور پر کسی عدالت کے جج نے یا ضابطۂ عدالت کے کوئی قواعد و احکام نے مجاز کیا ہو۔ اور وہ شخص جس کو عالیہ عدالت میں کسی مقدمے یا امر کے متعلق

[1] دیکھئے "سالیسٹر جرنل مورخہ ۰ ۱ اپریل ۱۸۹۳ء (جلد ۳۷ صفحہ ۳۰۲۔ جہاں کہا گیا ہے کہ کونسل آف دی انکارپوریٹیڈ لا سوسائٹی (Council of the Incorporated Law Society) نے اس شکل کو پیش کیا ہے (نیز دیکھئے "حلف" مصنفہ اسٹرنگر طبع سوم صفحہ ۹۱۔

[2] حلف از اسٹرنگر۔ جہاں کہا گیا ہے کہ قوسین کے الفاظ کو اسکاٹ لینڈ کی عدالتیں حلف دیتے وقت اکثر حذف کر دیتے ہیں" دیکھئے طبع سوم صفحہ ۹۳

[3] زیادہ تفصیل کے لیئے دیکھیے اسٹرنگر صفحات ۸۵-۸۸۔

اظہار لینے کا حکم ہو حلف دینے یا اپنے فرائض سے متعلق کسی امر کے لیے حلف نامے کی تصدیق کرنے کا مجاز ہوگا۔[1]

جب گواہ بغیر اعتراض کے کسی بھی شکل میں حلف اٹھاتا ہے تو اس کی شہادت جھوٹی نکلنے کی صورت میں اس پر دروغ حلفی کا مقدمہ چلایا جاسکے گا۔[2]

دفعہ ۱۶۳: ہماری کتابوں میں اس اصول کے اطلاق کی متعدد مثالیں ملیں گی کہ گواہوں کو اس طریقے پر حلف دینا چاہیئے جس کو کہ وہ اپنی ضمیروں پر قابل پابندی سمجھتے ہیں۔ کلیسائے اسکاٹ لینڈ کے ارکان[3] اور دوسرے اشخاص کو جنھیں انجیل کو چومنے یا چھولنے پر اعتراض ہو۔ اس طرح پر حلف دیا گیا ہے کہ انجیل ان کے سامنے کھلی ہوتی ہے اور یہ لوگ ایک ہاتھ اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور اوپر ہاتھ اٹھا کر حلف لینے کے اسکاچی طریقے کی انگلستان و آئرستان میں بھی قانون حلف ۱۸۸۸ء ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۵ کی رو سے اجازت ہے۔ اور حکم ہے کہ جو شخص اس طرح پر حلف لینا چاہے۔ اس کو اسی طریقے پر "بغیر کسی مزید سوال" کے حلف دینا چاہیئے۔ ائیرستان میں رومن کیتھولک عیسائیوں کو ایسی انجیل پر جس کی جلد پر صلیب کا نشان بنایا ہوا ہوتا ہے حلف دیا جاتا ہے (یا کم سے کم دیا جاتا تھا)،[4] یہودیوں کو توراۃ سر پر دے کر حلف دیا جاتا ہے۔ اور حلف کے الفاظ "اس پر خدا تمھاری مدد کرے" کو بدل کر یوں کہتے ہیں کہ "اس پر (Jehovah) (خدا) تمھاری مدد کرے"۔ مسلمانوں کو قرآن شریف پر

[1] قانون حلف ۱۸۸۹ء کے دفعہ ۳ کی رو سے اس قانون کے لفظ "عہدہ دار" میں ہر وہ شخص داخل ہے جس کو حلف دینے کا باقاعدہ طور پر مجاز کیا گیا ہو۔

[2] سلس بنام ہولو (Sells v. Hoare) ۳ براڈرپ وبنگھام رپورٹس ۲۳۲ - ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵-

[3] می بنام ریڈ ۱۸۱۵ء ۱-پیک صفحہ ۲۳-۳ رسل وریان ۴۶۰-

[4] کوٹ بنام ڈٹن ۲ سٹارکن صفحہ ۶- مقدمہ ملڈرون کامن لا صفحہ ۲۱۲ جلد ا- مقدمہ داکر ایضاً ۴۹۸-

[5] "شہادت" مصنفہ ماکنل ۹۷-

حلف دیا جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ جو مقدمۂ ملکہ بنام مارگن[1] (R. V. Morgan) میں اختیار کیا گیا۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ قرآن شریف لایا گیا۔ اس پر گواہ نے پنجہ رکھا۔ اور دوسرا ہاتھ پیشانی پر۔ اور پیشانی کا اوپر کا حصہ جھکا کر قرآن شریف کو سر سے چھوا۔ اور تھوڑی دیر تک اس کو گھورتا رہا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس رسم کا اس پر کیا اثر ہوا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس پر سچ کہنا لازم ہو گیا۔ ایک بعد کے مقدمے میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا۔ عہدہ دار عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ کس طریقۂ حلف کو وہ اپنے ضمیر پر قابل پابندی سمجھتا ہے۔ اور اس نے حلف کا وہی معمولی طریقہ بتلایا بشرطیکہ اس کو قرآن شریف پر حلف دیا جائے۔ اور اس کو قرآن شریف پر حلف دیا گیا۔ ایک دوسرے مقدمے میں ایک پارسی گواہ سے بھی ایسا ہی سوال کیا گیا۔ اور اس کو بھی اسی طرح حلف دیا گیا۔ بجز اس کے کہ بجائے قرآن شریف کے اس نے ایک ایسی کتاب پر حلف لیا جس کو وہ اپنے ساتھ لایا تھا[2]۔ مقدمۂ ای چند بنام بارکر[3] کی رپورٹ کے مطابق کسی ہندو کو حلف دینے کی رسم کا ایک حصہ برہمن کے قدم چومنا بھی ہے۔ یا اگر حلف لینے والا خود برہمن ہو تو برہمن کا ہاتھ چومنا۔ لیکن اگر یہ حصہ ان کے مذہب کی رو سے حلف کی صحت کے لیے ناگزیر سمجھا جائے تو یہ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کو ان ممالک میں حلف نہیں دیا جا سکتا۔ جہاں برہمن نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے حلف کا یہی ایک طریقہ نہیں ہے[4]۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں وہاں کے

صـ ۱۵۳

---

[1] کامن لا مصنفہ بیچ۔ جلد ا

[2] یہ بیانات مسٹر کولمان (Mr. Coleman) مرحوم کی سند سے لکھے گئے ہیں۔ جو مرحوم لارڈ چیف بیچ پالک (L.C.B. Pollok.) کے سینیر کلارک تھے۔

[3] ۳ سٹار۔ ا۔ الکنز ۲۱۔ ای چند بنام بارکر کے نام کے تحت دِلّس دیکھیے صفحہ ۵۳۸۔

[4] شہادت مصنفہ گڈ ایف ۷۶۔ ۷۷ ہندو لا جلد ا۔ مصنفہ اسٹرینج صفحہ ۳۱۱۔

باشندوں کو تھہڑے سے گنگا جل پر حلف دیا جاتا ہے۔[1] ایک چینی گواہ کو اس طرح حلف دیا گیا۔[2] کٹہرے میں داخل ہونے کے بعد وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چینی کی طشتری دی گئی۔ جس کو اس نے کٹہرے کے پیتلی سلاخوں سے مار کر توڑ ڈالا۔ عہدہ دار عدالت نے اس کے بعد اس کو ان الفاظ میں حلف دیا۔ اور مترجم نے چینی زبان میں ترجمہ بھی کر دیا۔ "تم سچ اور پوری سچ کہو گے۔ طشتری توڑی گئی ہے۔ اور اگر تم سچ نہیں کہو گے تو تمھاری روح بھی اسی طرح پھوٹ جائے گی جیسے طشتری۔"[3]

کم سے کم وفاقی ممالک مالیا (Federated Malay States) کی دو مملکتوں پیراک (Perak) اور نگری سمبلانس (Negri Sembilans) میں اقرار صالح کا حسب ذیل طریقہ ہے:۔

"میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ اس معاملے میں امر نزاعی سے متعلق میں جو شہادت دونگا۔ وہ سچ۔ پوری سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں اپنے ایمان۔ عزت وجذبات خیر کا پابند ہوں اور دفعہ ۱۸۱ مجموعۂ تعزیرات مجھے یاد ہے۔"[4]

دفعہ ۱۶۴: کیا گواہوں کی ضمیر کا یہ لحاظ اس حد تک کیا جائے گا کہ حلف کے ایسے اشکال کی بھی اجازت دی جائے گی جن میں ایسے رسومات بھی ہوں

---

[1] دیکھئے اخبار لا ٹائمز مورخہ ۲۹ را پریل ۱۸۵۰ء بر صفحہ ۵۹۲۔

[2] ملک بنام انٹر ہمان ۱۸۴۲ء (R. V. Entrehmen) کیا رنگمن ومارشمان رپورٹس ۲۴۸۔ ۲۶ رسل ودریان بر صفحہ ۸۶۔

[3] ایک اخباری اطلاع کے بموجب اس شکل کی اجلاس مڈلسکس پر مقدمۂ ملک بنام سچو۔ (مورخہ ۲ را پریل ۱۸۵۵ء) میں پیروی کی گئی۔ اس اضافے کے ساتھ کہ طشتری میں نمک بھرا ہوا تھا شہادت از فلپس صفحات ۵۹-۶۰ طبع ششم۔

[4] جس دفعہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ دروغ حلفی سے متعلق ہے۔

جو ہمارے رواج کے لحاظ سے نامناسب یا فحش ہوں۔ مثلاً کسی جانور کی قربانی جو قدیم زمانے میں اکثر اور عصر جدید[1] میں کبھی کبھی کی جاتی تھی۔ یا حلف لینے والے کا حلف دینے والے کے چوتڑوں کے نیچے ہاتھ رکھنا جیسا کہ پدر سری زمانے میں رائج تھا[2]۔ —— طے شدہ امر نہیں ہے۔ ایسی تمام صورتوں میں اہم سوال یہ ہوگا کہ کیا رسم مجوزہ بنفسہٖ بری ہے۔ اور گواہ نے کسی اور طریقے پر حلف لینے کے متعلق شبہات نیک نیتی سے ظاہر کیے ہیں۔ یا ان کا بہانہ حلف کے وجوب سے بچنے اور عدل گستری کا مضحکہ اڑانے کے لیے کیا ہے۔

ص ۱۵۴

دفعہ ۱۶۵ : دہریت وکفر کے دوسرے اقسام جو سچ کی جزا اور جھوٹ کی سزا دینے کے متعلق خدائی طاقت کے منکر ہوں۔ امی چند بنام بارکر کے مقدمے[3] اور مذکورۂ بالا دوسرے مقدمات سے غیر متاثر اور ناقابلیت کے اسباب سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت سخت شبہہ محسوس کیے جانے لگا کہ کیا قانون کی اس حالت کو کم سے کم اتفاقی شہادت کی حد تک باقی رکھنا چاہیے۔ اور یہ سوال اٹھایا گیا کہ کیا یہ عقلمندی ہوگی کہ ہر شخص کو جس کا سینہ ایسی شہادت کا جو اس کے ساتھی شہریوں کی جان و مال پر موثر ہوتی ہے خزانہ شاید واحد خزانہ ہوتا ہے یہ اختیار دیا جائے کہ مذہب کے متعلق غلط خیالات رکھ کر اس شہادت کو دبا دے۔ اور فرض کیجیے کہ دہریت و لذائیت

---

[1] دیکھیے انجیل۔ پیدائش۔ ۱۵۔ آیت ۹۔ اور بعد۔ قانون جنگ و صلح' مصنفۂ گروٹیس کتاب ۲ باب ۱۳۔ دفعہ ۱۰۔ یوی کتاب ا باب ۲۲ کہتے ہیں کہ جزیرہ ہانگ کانگ میں جب سے کہ وہ برطانوی قبضے میں آیا ہے۔ چینی گواہ کو حلف دینے کی رسم کا ایک حصہ ایک زندہ مرغ یا مرغی کا سر کاٹ ڈالنا ہے۔ دیکھیے "سفر چین" مصنفۂ برن کاسل (Berncastle's Voyage to China.)-

[2] پیدائش باب ۲۴۔ آیت ۲۔ باب ۴۷۔ آیت ۲۹۔

[3] او مین بنام کیانٹاک ۱۷۴۴ء، ہرسٹن و ناریس صفحہ ۳۶۔ ۳۱ لا جرنل اکسچیکر ۱۱۸۔

(خوش بسری) پر اعتقاد کتنا ہی سچا اور غیر مصنوعی ہو۔ پھر بھی کیا اس کی بنا پر اعتراض در اصل گواہ کی قابلیت کے بجائے اس کے اعتبار پر نہیں ہوتا ہے ـــ کیونکہ اس کا اثر صرف اتنا ہوتا ہے کہ سچ کی چار تہدیدوں میں سے ایک کا گواہ کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے[1]۔ جیسا کہ خوب کہا گیا ہے کہ ایک ہی صورت جس میں "سوءِ مذہب" یا بد مذہبی گواہی کے اخراج کی جائز وجہ ہو سکتی ہے وہ ہے۔ جس میں کوئی شخص کسی ایسے مذہب کا امتی ہو جس کے خدا نے دروغ حلفی کا حکم دیا ہو[2]۔ اور وہ مذہبی دیوانہ جس کے مذہب کی رو سے خانگی حیثیت میں جھوٹ اور سرکاری موقعوں پر دروغ حلفی روا ہو[3] ٹھہرے میں کسی دوسری قسم کے کافر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ جیسا کہ لارڈ بیکن نے ۱۵۹

[1] عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۵ صفحہ ۱۲۵ - ۱۲۶ - نیز پیچھے دیکھئے دفعہ ۱۶ و بعد اور دفعہ ۵۵۔

[2] ایضاً کتاب ۹ حصہ سوم باب ۵ دفعہ ۲ -

[3] تمام معلوم مذہبی مجموعہ ہائے قوانین میں دھرم شاستر ہی ایک ایسا مجموعہ ہے۔ جس میں متن ہی میں اگر روایت صحیح ہے تو عدالتی موقع یا عدالتی اغراض کے لیے جھوٹی گواہی کی صراحۃً رخصت دی گئی ہے۔ بعض عدالتی اور بعض غیر عدالتی مقدمات فی الجملہ گوناگوں اور کافی تفصیلات کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جن میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی کو صراحۃً جائز قرار دیا گیا ہے۔ (۱) بری کرنے کا رجحان رکھنے والی جھوٹی گواہی ایسے شخص کی جانب سے جس پر کسی ایسے جرم کا الزام ہو جس کی سزا موت ہو۔ مگر اس کے تین استثناء (الف) جب کہ جرم کسی برہمن کا قتل ہو۔ یا (ب) جو ایک ہی بات ہے) قتل گائے کا ہو۔ یا (ج) جرم شراب نوشی ہو اور مرتکب اس آخری صورت میں برہمن ہو۔ دوسرے مقدمات کے بیان میں ایک لفظ بھی بغیر غلط بیانی کے خطرے کے بدلا نہیں جا سکتا۔ لفظاً بلفظٖ وہ حسب ذیل ہیں: ـــ اگر کسی شخص کا نکاح جھوٹ کہنے سے ہو جاتا ہے تو ایسی جھوٹ کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً نکاح کے دن اگر نکاح بعض اشیا کے نہیں دیے جانے کی وجہ سے نامکمل ہوتا ہے تو تین یا چار جھوٹ کہے جا سکتے ہیں۔ اور ان میں مضائقہ نہیں۔ یا نکاح کے دن کوئی شخص اپنی بیٹی کو بہت سے زیورات دینے کا اقرار کرے اور دینے کے قابل نہ ہو تو ایسے جھوٹ اگر نکاح کرانے میں ممد و معاون ہوں تو جائز ہیں۔ اگر کوئی شخص شہوت کے زیر اثر کسی عورت سے جھوٹ کہے۔ یا اگر خود اس کی جان جھوٹ نہیں کہنے کی وجہ سے ضائع ہو جائے گی۔ یا اگر اس کے گھر کا

سچ کہا ہے[1] "دہریت کے باوجود بھی انسان میں سمجھ۔ فلسفہ۔ قدرتی تقویٰ۔ پابندی قوانین اور پاس شہرت ہو سکتے ہیں۔ اور یہ سب بظاہر تو اخلاقی خوبیوں کی نشانیاں ہوتی ہیں۔ گو مذہب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن توہم پرستی سے یہ سب خوبیاں مفقود ہو جاتی ہیں اور اس کی انسانوں کے دلوں پر خود مختار بادشاہی قایم ہو جاتی ہے"۔ اور گو قبل ازیں زیر غور نا قابلیت کی موافقت میں کچھ بھی کہا جا سکتا ہو لیکن اب اس کو باقی رکھنا یکسانیت کے خلاف عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ قانون شہادت (نو آبادیات) ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۲۲ کی رو سے برطانوی نو آبادیات میں بعض وحشی و غیر متمدن اقوام کے ارکان کی غیر حلفی گواہی کو قابل ادخال قرار دیا گیا ہے۔ ان کے متعلق اس قانون میں (چاہے وہ صحیح ہو کہ غلط ہماری موجودہ غرض کے لیے یہ امر غیر اہم ہے) کہا گیا ہے کہ "وہ خدا کی معرفت اور مذہبی عقیدے سے کورے ہوتے ہیں"۔ اور قانون کی کچھ ایسی ہی تبدیلی ممالک متحدۂ امریکا کی مملکتوں میں جدید قانون سازی کی رو سے کی گئی ہے۔ اور قرار دیا گیا ہے کہ مذہبی عقیدے کی کمی سے گواہ کا اعتبار نہ کہ اس کی قابلیت قابل اعتراض ہو جاتی ہے[2]۔ اور آخر کار جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ تمام سامان تباہ ہو جائے گا۔ یا اگر اس میں کسی برہمن کا فائدہ ہو تو ایسے امور میں جھوٹ کہی جا سکتی ہے" عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد اصفحہ ۲۳۵-۲۳۶۔ مذکورۂ بالا فقرات پولی کے ترجمہ باب ۳ دفعہ ۵ جلد ا میں جس کا ذکر مجموعۂ دھرم شاستر مولفہ ہالہد میں ہے ملیں گے۔ نیز اس مضمون پر مزید دیکھئے شہادت مصنفہ گرینلیف صفحات ۱۱۴-۱۱۸ اور احکام منو باب ۸ دفعہ ۱۱۲ ترجمہ سر ولیم جونس (Ordinances of Manu, translated by Sir William Jones) ماسکارڈس قرار دیتے ہیں کہ اگر کسی پادری کا بطور گواہ اظہار اس لیے لیا جائے کہ وہ ان امور کو ثابت کرے جو اس سے اقبال مذہبی میں کہے گئے ہیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا کیونکہ جو کچھ وہ جانتا ہے خدا کی حیثیت سے جانتا ہے اور جب وہ گواہ بنایا جاتا ہے تو چونکہ اس کی حیثیت خدا کی نہیں بلکہ انسان کی ہوتی ہے۔ اس لیے اس حیثیت میں وہ زیر بحث امر سے لاعلم ہوتا ہے"۔ شہادت از ماسکارڈس سوال ۵۔ نوٹ ۵۔ و ۵۔ شہادت از گرینلیف جلد ا صفحہ ۲۴۷ طبع شانزدہم۔

[1] بیکن کا مضمون توہم پر۔

[2] شہادت مصنفہ ایلٹن ۲۷۲-۲۷۷-۲۷۸۔

خود ہماری مقننہ نے بھی ان نقطہ ہائے نظر کو اختیار کر لیا۔[1]

دفعہ ۱۶۶: تیسری وجہ کا ذکر باقی ہے: یعنی اس شخص کا جس کو بطور گواہ طلب کیا گیا ہو مذہبی ضابطوں کی پابندی سے انکار کرنا ـــــ یا بالفاظ دیگر اپنی گواہی کی صداقت کی کسی بھی شکل میں حلف لے کر ضمانت دینے سے انکار کرنا۔ ضد کے ساتھ حلف لینے سے انکار کرنا توہین عدالت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن عصر جدید میں اس واقعے کی وجہ سے بڑی دشواری پیدا ہو گئی ہے۔ کہ عیسائیوں کے بعض فرقے اور بعض دوسرے فرقوں کے چند اراکین حلف لینے پر از روئے ضمیر معترض ہوئے ہیں۔ اور ان کی حجت انجیل کا یہ حکم ہے کہ "قسم ہرگز نہ کھانا"[2] اور انھوں نے کلیسائے انگلستان کی اس تفسیر کو قبول نہیں کیا ہے کہ یہ حکم "خودستائی وزود بازی سے حلف اٹھانے" کے متعلق ہے۔[3] بعض صورتوں میں مقننہ نے اس اطمینان کے بعد کہ یہ اعتراضات نیک نیتی پر مبنی ہیں۔ دانشمندی سے ان کو تسلیم کر لیا۔ اور ان لوگوں کی سہولت کے لیے حلف کے بجائے اقرار یا اعلان صالح کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن جھوٹے اقرار یا اعلان صالح کو مثل دروغ حلفی کے قابل سزا بھی قرار دیا ہے۔ پہلے پہلے اس موضوع پر قوانین

صرف فرنڈس (Friends) کویکرس[4] (Quakers) موریوینس[5] (Moravians)

[1] دیکھیے قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء دفعہ ۴ جس کو قانون حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ نیچے دفعہ ۱۶۶۔

[2] متھیو ۵۔ ۳۴۔

[3] دفعہ ۳۹ کی رو سے اعلان کیا گیا ہے کہ "چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خودستائی پر مبنی اور زود بازانہ حلف کو ہمارے آقا عیسیٰ مسیح نے عیسائیوں کو منع کیا ہے۔ اس لیے ہم قرار دیتے ہیں کہ عیسائی مذہب کسی شخص کو مجسٹریٹ کے حکم پر کسی ایمان وخیرات کے امور کی بابت حلف لینے سے منع نہیں کرتا ہے۔ اس لیے انصاف، فیصلہ وصداقت کے ساتھ حلف لئے جا سکتے ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ کی شاید یہ تعبیر کی جا سکتی ہے کہ جس معاملے میں گواہ طلب ہوتا ہے، اس کی صداقت کے متعلق اطمینان کر لینا چاہئے۔ دیکھیے سابق اڈیٹر کا ایک خط موسومہ "لا جرنل" مورخہ ۱۰ر فروری ۱۸۹۲ء صفحہ ۴۴۔

[4] ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۹ دفعہ ۲۔

[5] ایضاً

سپریٹسٹ (Separatists) اوران لوگوں سے متعلق تھے جو پہلے ان فرقوں کے اراکین تھے۔ لیکن بعد میں نہیں رہے۔ مگراب بھی ضمیر کی بنا پر حلف لینے پر معترض تھے[۱]۔ ان قوانین موضوعہ کی رو سے اقرار صالح کے جو اشکال قرار دیئے گئے ہیں ان کا باہمی فرق کچھ عجیب ہی ہے۔ کویکرس اور موریو نیز کے لیے اقرار صالح حسب ذیل قرار دیا گیا ہے۔

"میں الف و ب فرقۂ کویکرس کا ایک رکن ہونے کی وجہ سے (یا ان اشخاص کا ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے جنھیں کویکرس کہتے ہیں۔ یا اس جماعت برادران متحدہ میں سے ہونے کی وجہ سے جن کو موریو نیز کہتے ہیں جیسی بھی صورت ہو) سنجیدگی۔ خلوص وصداقت سے اقرار و اعلان صالح کرتا ہوں کہ وغیرہ"

سپریٹسٹ کے لیے اقرار صالح کی شکل حسب ذیل ہے:۔

"میں الف و ب ہمہ تواں خدا کی موجودگی میں سنجیدگی۔ خلوص۔ وصداقت سے اقرار و اعلان صالح کرتا ہوں کہ میں فرقۂ سپریٹسٹ کا ایک رکن ہوں اور یہ کہ حلف لینا میری ضمیر اور میرے فرقے کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اور میں اسی سنجیدگی کے ساتھ اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ" وغیرہ

باقی دو صورتوں میں اقرار صالح کی شکل حسب ذیل ہے:۔

"میں الف و ب چونکہ سابق میں فرقۂ کویکرس کا ایک رکن رہ چکا ہوں (یا ان اشخاص کا ہم عقیدہ رہ چکا ہوں جنھیں کویکرس کہتے ہیں۔ یا اس جماعت برادران متحدہ کا رکن رہ چکا ہوں جن کو موریو نیز کہتے ہیں۔ جیسی بھی صورت ہو)

---

[۱] ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۸۲۔
[۲] ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۷۷۔

اور چونکہ مجھے حلف لینے پر از روئے ضمیر اعتراض ہیں۔ اس لیے
سنجیدگی۔ خلوص و صداقت کے ساتھ اقرار و اعلان کرتا
ہوں کہ" وغیرہ

دوسرے عیسائی فرقوں کے ارکان جن کے مذہبی عقاید کی رو سے حلف جائز تھے۔ فوجداری مقدمات میں حلف لینے پر مجبور کئے جا سکتے تھے۔ لیکن دیوانی مقدمات میں قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء (۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۰) کی رو سے حکم دیا گیا کہ اگر کوئی شخص جسے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو حلف لینے سے اس لیے انکار یا ناراضامندی ظاہر کرے کہ حلف لینا اس کی ضمیر کے خلاف ہے تو عدالت یا جج وغیرہ ایسے اعتراض کی سچائی کا اطمینان کر کے ایسے شخص کو بجائے حلف دینے کے حسب ذیل اقرار صالح کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں کہ :- صفحہ ۱۵۷

"میں الف و ب سنجیدگی خلوص و صداقت سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ حلف لینا میرے (مذہبی) عقیدے کی رو سے ناجائز ہے۔ اس لیے میں سنجیدگی خلوص و صداقت سے اقرار کرتا ہوں کہ وغیرہ" اس قانون کو ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶ کی رو سے فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ لیکن کویکرس مورویونیز اور سپریٹسٹ سے متعلق جو مخصوص قوانین تھے۔ انھیں منسوخ نہیں کیا گیا اور نہ یہ قانون حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے جس کا نیچے ذکر کیا گیا ہے منسوخ ہوئے۔ (گو ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶ اس کی رو سے منسوخ ہوا) اور یہ اب تک نافذ ہیں۔ کیونکہ " قوانین نظر ثانی قانون موضوعہ " نے ایک سے زیادہ مرتبہ ان سے اعراض کیا۔[1]

لیکن مذکورۂ بالا قوانین صاف طور پر ان اشخاص سے متعلق تھے۔ جنھیں مذہبی وجوہات کی بنا پر حلف لینے پر اعتراض تھا۔ اور وہ دہریوں سے متعلق نہیں تھے۔ جو حلف لینے سے انکار لامذہبی کی بنا پر کر سکتے تھے۔ کیونکہ مذہب نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ یا ان کی گواہی دینے

[1] دیکھئے مثلاً قانون نمبر (۲) نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۳ء ۵۶ و ۵۷ وکٹوریا باب ۵۱۔

کی قابلیت پر ان وجوہات کی بنا پر اعتراض کیا جا سکتا تھا۔ جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔[1]

دہریے کے متعلق پہلی دفعہ احکام۔ قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۴ کی رو سے دیے گئے۔ جو ہر اس شخص سے متعلق تھا۔ جو شہادت دینے کسی عدالت انصاف میں طلب کیا جائے۔ چاہے مقدمہ دیوانی ہو کہ فوجداری۔ اور جو حلف لینے سے انکار کرے یا جس کی حلف لینے کی قابلیت پر اعتراض کیا جائے۔ اور حکم دیا گیا کہ ایسا شخص اگر صدر نشین جج کو اطمینان ہو کہ حلف کا اثر اس کی ضمیر پر کچھ نہیں ہوگا تو حسب ذیل اقرار کر سکتا ہے کہ "میں سنجیدگی سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ جو شہادت میں عدالت میں دونگا۔ وہ سچ پوری سچ اور سوائے سچ کے کچھ اور نہیں ہوگی"[2]

ص ۵۸ لیکن چونکہ یہ قانون عہدی حلف وفا شعاری سے جو پارلیمنٹ کے اراکین کو اپنی نشستوں پر بیٹھنے سے پہلے لینا پڑتا ہے متعلق نہیں تھا۔ ایک مشہور دہریے کو رکن بننے کے بعد بڑی مشکل پیش آئی۔ وہ اقرار صالح نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اقرار صالح تو صرف وہی لوگ کر سکتے تھے جو ان صریحی استثناؤں کے تحت آتے تھے جو کویکرس سے متعلق تھے۔ اور نہ وہ حلف لے سکتا تھا۔ کیونکہ قانون عمومی کی رو سے وہ حلف لینے کے ناقابل تھا۔ یہ غیر متوقعہ صورت حال کی وجہ سے دارالعوام اور مسٹر براڈلا اس کے ایک رکن کے درمیان ایک طویل و تکلیف دہ مباحثہ پیدا ہوا۔ جس کو عام قانون حلف ۱۸۸۸ء[3] ۵۱ و ۵۲

---

[1] دیکھئے دفعہ ۱۶۵ پیچھے۔

[2] مذکورۂ بالا قانون میں لفظ "عدالت ہائے انصاف" و "صدر نشین جج" کے معنی و وسعت کے متعلق شکوک پیدا ہونے پر قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۷۰ء ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹ کی رو سے (جو قانون حلف ۱۸۸۸ء سے منسوخ ہوا) حکم دیا گیا کہ ان الفاظ کے مفہوم میں ہر وہ شخص یا اشخاص داخل ہیں جو شہادت قلمبند کرنے کے لیے قانوناً حلف دینے کے مجاز ہیں۔"

[3] کلارک بنام براڈلا ۱۸۸۱ء ۷ کوئینس بنچ ڈیویژن ۳۸۔ عدالت مرافعہ جس کو دارالامرائے نے بحال نہیں رکھا۔ لیکن صرف اس امر کی حد تک کہ ایک عام مخبر اس تاوان کے لیے نالش نہیں کر سکتا جو

دکٹوریا باب ۴۶ کو وضع کر کے ختم کیا گیا۔ اس قانون کی رو سے ۱۸۶۹ء کے قانون اور آٹھ دوسرے قوانین کو منسوخ کر کے قرار دیا گیا کہ[1] "ہر شخص کو جسے حلف لینے پر اعتراض ہو اور جو اپنے ایسے اعتراض کی وجہ یا تو یہ بتائے کہ اس کا کوئی مذہبی عقیدہ نہیں ہے۔ یا یہ کہ حلف لینا اس کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے۔ بجائے حلف کے اقرار صالح کرنے کی اجازت تمام موقعوں پر اور تمام اغراض کے لیے جہاں حلف ضروری ہو دی جائے گی۔ اور اس اقرار صالح کا وہی اثر اور قوت ہو گی جو حلف کی ہوتی ہے ——— یعنی ظاہر ہے کہ جھوٹے اقرار صالح کرنے والے اشخاص کی سزا بھی وہی ہو گی جو دروغ حلفی کی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲ کی رو سے "ایسا ہر اقرار صالح حسب ذیل ہو گا کہ" میں الف و ب سنجیدگی خلوص و صداقت سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ اور اس کے بعد حلف کے وہی الفاظ ہوں گے جو قانوناً مقرر ہیں۔ لیکن بد دعا یا خدا کو شاہد کرنے کے الفاظ ترک کر دیے جائیں گے"۔

اسی قانون کے دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ جب حلف حسب ضابطہ دیا اور لیا گیا ہو تو یہ واقعہ کہ اُس شخص کا جس کو کہ حلف دیا گیا تھا حلف لیتے وقت کوئی مذہبی عقیدہ نہیں تھا۔ صحت حلف پر کسی غرض کے لیے بھی موثر نہیں ہو گا۔

لیکن قانون حلف سے متعلق چند عملی دشواریاں ہیں۔ جیسا کہ مقدمۂ[2] ملکہ بنام مور و غیرہ (Rex v. Moore) سے ظاہر ہوا۔ یہ مقدمہ عدالت مرافعہ فوجداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ قانون حلف دار الشوریٰ (پارلیمنٹ) ۱۸۶۶ء۔ مقدمات مرافعہ ۴۲۵ کی رو سے مقرر ہے۔

[1] منسوخ شدہ قوانین حسب ذیل ہیں:۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۰۔ ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۰۲ (آئرستان) دفعات ۲۳ و ۲۴۔ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶۔ ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۹ (اسکاٹ لینڈ) ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۸۔ ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۹ (اسکاٹ جو رہیں)۔ ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۷۵ (آئرش جو رہیں) دفعہ ۴ ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۴۔ اور ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹۔

[2] ملکہ بنام مور اور ایک دوسرا شخص ۱۸۹۲ء۔ ۶۱ لاجرنل رپورٹس مجسٹریٹ کیس سلسلہ نو۔ ۸۰۔ ۶۶ لا ٹائمز ۱۲۵۔

میں اوائل ۱۸۹۳ء میں پیش ہوا تھا۔ اس میں ایک ہندوستانی کو جو گواہی دینے کے قابل تھا۔ ایک عہدہ دار نے اقرار صالح کرنے دیا تھا۔ اور جب جرح میں اس کی حلف لینے کی قابلیت ظاہر ہوئی تو حکم سزا جو اس کی شہادت پر سنایا گیا تھا۔ منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ امر صاف طور پر ظاہر تھا کہ جن شرائط پر قانون۔ حلف کے بجائے اقرار صالح کی اجازت دیتا ہے — ص۱۵۹
یعنی گواہ کا اعتراض کرنا اور کہنا کہ یا تو اس کا مذہبی عقیدہ نہیں ہے یا یہ کہ حلف لینا اس کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے ——— ان کی تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ دوسری مشکلات بھی بیجا اعتراض کرنے والے تیکی۔ یا ناراض گواہوں کے عمل سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور اس امر پر غور کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ دانشمندی نہیں ہوگی کہ اس قانون کی اس طرح ترمیم کی جائے کہ کوئی گواہ بھی بغیر وجہ بتلائے صرف خواہش ظاہر کر کے بجائے حلف کے اقرار صالح کر سکے یہ بھی اگر حلف کو باقی رکھنا ہی مناسب سمجھا جائے[1]۔

دفعہ ۱۶۷: (۳) ناقابلیت بر بنائے غرض۔ قانون شہادت ۱۸۴۳ء

۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کی رو سے امر نزاعی میں ذاتی غرض کی بنا پر ناقابلیت گواہان کی موقوفی کا ذکر ہم نے کر دیا ہے[2]۔ اور گو اس قانون اور بعد کے قوانین کی رو سے قابلیت عام قاعدہ اور ناقابلیت استثنائی شکل ہے۔ تاہم یہ

---

[1] جے۔ یم۔ (جو غالباً جسٹس ملر (Mellor, J.) آنجہانی ہیں) نے لکھا ہے کہ ایک طویل عدالتی تجربے کی وجہ سے عام طور پر حلف کے محض بیکار ہونے کے متعلق کامل طور پر یقین ہو جانے سے میں حلف کی بطور معیار صداقت موقوفی کا حامی ہو گیا ہوں"۔ کیا بہترین راہ یہ نہ ہوگی کہ ہر صورت میں بجائے حلف اقرار صالح کو ضروری کر دیا جائے۔ اور ہر سمن یا طلب نامے پر دروغ حلفی کی سزا لکھدی جائے۔ اور گواہ کے اقرار صالح کرنے سے پہلے دروغ حلفی کی سزا کو ایک دفعہ اور دہرا دیا جائے۔ وفاقی ممالک مالیا میں اقرار صالح کی مروجہ شکل ملاحظہ کیجیے دیکھیے دفعہ ۱۶۳ میں نیز دیکھئے دفعہ ۵۵ ب پیچھے۔

[2] اوپر دفعہ ۱۴۳۔

مناسب ہوگا کہ ناقابلیت بربنائے غرض کے پورے مضمون کو جیسا کہ وہ قانون عمومی میں تھا بیان کیا جائے۔ اور پھر قانون موضوعہ کی رو سے اس میں جس حد تک ترمیم ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کیا جائے۔

دفعہ ۱۶۸: پہلے فریقین مقدمہ پر غور کیجئے۔ قدیم قانون کا اصول تھا کہ "کوئی شخص اپنے مقدمے میں گواہ نہیں[1] ہوسکتا" یہ اصول دیوانی اور فوجداری کارروائیوں پر یکساں قابل اطلاق تھا[2]۔ اور اس کی واحد بنیاد بہترین اساتذہ کے نزدیک وہ ذاتی غرض تھی جو فریقین مقدمہ کو مقدمے کی بابت ہوتی تھی[3] اس لئے جب یہ ظاہر ہوتا تھا کہ انھیں کوئی غرض نہیں ہے۔ یا یہ کہ جو غرض انھیں کبھی تھی وہ اب نہیں رہی ہے۔ تو ان کی شہادت قابل ادخال ہوجاتی تھی۔ مثلاً جب متعدد مدعی علیہم میں سے ایک نے غیر حاضر رہ کر فیصلہ ہوجانے دیا ہو۔ یا اس کے متعلق مدعی نے مثل میں لکھ دیا ہو کہ اس کے خلاف کوئی دادرسی نہیں چاہی جائے گی۔ اور اس لیے وہ اس کے ساتھیوں اور مدعی کی درمیانی نزاع کے نتیجے سے بے پروا ہوگیا ہو۔ وغیرہ۔ اسی لئے جب دوران مقدمہ میں عدالت پر ظاہر ہوتا تھا کہ بعض یا متعدد مدعی علیہم میں سے کسی ایک کے خلاف کوئی شہادت نہیں ہے تو وہ اپنی صوابدید بموجب ع ۱۶۰
اس کے یا ان کے لیے دوسروں کی جوابدہی سے پہلے جوری سے فیصلہ کرا سکتی تھی[4]۔ کیونکہ وگرنہ بہت سی صورتوں میں مدعی یا چالان کنندہ تمام ان گواہوں کو

[1] ٹیلر مصنفہ گک صفحہ ۲ ب۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۱۰۔ مقدمہ قانون رومااز ہیو بیرن کتاب ۲۲۔ عنوان ۵۔ نوٹ ۲۔

[2] ملک بنام چین لا رپورٹ مقدمات فوجداری جلد ۱۔ صفحہ ۳۴۹۔

[3] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۱۳۰۔ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ فلپس وایامس صفحہ ۴۷۔ وارل بنام جونس ۷ بنگھام ۳۹۵۔ بائیپ بنام اشیل ۲ کوئنس بنچ ۳۲۷۔

[4] مقدمہ کرسوک۔ کلیٹن رپورٹس صفحہ ۳۷ قاعدہ ۴۴۔ بے نام۔ ماڈرن رپورٹس جلد ا صفحہ ۱۱۔ قاعدہ ۳۲۷

جو اس کے اصل مخالف کی طرف سے شہادت دے سکتے تھے مدعی علیہم بنا کر غیر منصفانہ فیصلہ حاصل کر سکتا تھا۔[1]

دفعہ ۱۶۹: زیر بحث اصول کے اس حصے کے متعلق قانون عمومی میں متعدد استثنا تھے۔ ہم پہلے جس استثنیٰ کا ذکر کریں گے وہ حقیقی نہیں بلکہ ظاہری تھا۔ یعنی یہ کہ چالان پیش کروانے یا فوجداری اطلاع دینے والا یا چالان کنندہ عام طور پر ملزم کے خلاف گواہ ہو سکتا تھا۔[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون کی نظر میں ایسا مقدمہ سرکاری مقدمہ ہوتا تھا۔ اور اس لیے نہیں چلایا جاتا تھا کہ اس شخص کے ضرر کی تلافی ہو جائے جس نے چارہ جوئی شروع کی۔ بلکہ اس لیے کہ خاطی کو امن شاہی و نظم معاشرت میں خلل ڈالنے کی سزا دی جائے۔ اسی لیے الزام جرم سنگین کی کارروائی میں جب تک اس کا رواج رہا الزام دہندہ ملزم کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں مقدمہ اس کا ہوتا تھا۔[3] چالان کرنے والے مستغیث وغیرہ کو عام طور پر مقدمے کے نتیجے میں کوئی راست مالی غرض نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ گو بعض قوانین موضوعہ کی رو سے اس کو اخراجات مقدمہ دلائے جا سکتے تھے لیکن یہ امر بھی جج کی صوابدید پر منحصر تھا۔ اور فیصلہ سزا کا لازمی نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ اور جیسا کہ ایک کتاب میں جو قانون شہادت ۱۸۴۳ء، ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے وضع ہونے سے پہلے شایع

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: وائٹ بنام ہل ۶ کوئینس بنچ ۴۸۷۔ ویکمان بنام لنڈسے ۱۴ کوئینس بنچ صفحہ ۶۲۵۔ اور وہ حوالے جو اگلی نوٹ میں دیے گئے ہیں۔

[1] لیر اسٹاریم جلد ۱۲ صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ مقدمہ ڈاٹوک۔ ساؤتھی رپورٹس صفحہ ۴ ۳۔ قاعدہ ۱۸۔ نیلو بنام ہانی ۲ کیا رنگٹن و کروون صفحہ ۱۰۷۔

[2] ایسی شہادت بادشاہ کے لیے قبول کی جاتی تھی۔" پلیس آف دی کراؤن از اسٹانڈ درف کتاب ۳ باب ۸ صفحہ ۱۶۳ الف۔

[3] پلیس آف دی کراؤن از ہیلس صفحہ ۲۸۱ - ۲۸۲ - جلد ۲

[4] شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۶۶۔

ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ اگرچہ عام طور پر چالان کنندہ یا فریق متضرر کو نتیجۂ چالان میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے اور اسی لیے وہ قابل گواہ ہوتا ہے لیکن بہت سے مقدمات ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جس میں کسی قانون موضوعہ کی وجہ سے ملزم کو سزا دلانے پر وہ کسی خاص نفع یا فائدے کا مستحق ہوتا ہے۔ ان مقدمات میں سزا دلانے پر چونکہ گواہ کو فوراً یہ نفع ملتا ہے۔ اس لیے وہ ناقابل گواہ ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ قانون کے عام اصول کا اس صورت میں یا تو کسی قانون موضوعہ کی رو سے یا مصلحت عامہ کے کسی اصول کی بنا پر لحاظ نہ رکھا جائے اور اس کی شہادت قابل ادخال قرار دی جائے'' اس آخری استثنا کی بہت ہی اہم مثال ص ۱۶۱
سرقہ بالجبر یا سرقے کے چالانات کی ہے۔ جس میں فریق متضرر قابل گواہ متصور ہوتا تھا۔ باوجودیکہ خاطی کو سزا ملتے ہی اس کو مال مسروقہ واپس کیا جاتا تھا۔[۱]

دفعہ ۱۷۰: قانون عمومی کے اس اصول کا جس کی رو سے امر نزاعی یا مقدمے کے نتیجے میں ذاتی غرض رکھنے والے فریقین کی شہادت نا منظور کی جاتی تھی۔ ایک نمایاں استثنیٰ پرانے نظام میں ان اشخاص کا پایا جاتا ہے۔ جس کی رو سے بغاوت یا جرم سنگین کے الزام میں انھیں سرکاری گواہ بننے دیا جاتا تھا۔ اور جس کے بجائے آج کل شریک جرم —— رومی فقہا کے شرکا و معاونین —— کی شہادت قبول کرنے کا عمل ہو گیا ہے۔ اس قسم کی شہادت قبول کرنے کی ضرورت کو تمام ممالک کے قوانین نے تسلیم کیا ہے۔ اور خود ہمارے قانون میں یہ عمل نہایت ہی قدیم ہے۔[۲] اس کے وجوہات کی ایک نہایت ہی قابل جج نے ایک اہم موقع پر اس طرح توضیح کی تھی کہ'' اگر عدل گستری میں کبھی یہ اصول

[۱] شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۶۷۔

[۲] پادشاہی گواہوں کا ذکر ایک قدیم کتاب میں موجود ہے جس کا نام ''مقالات سکاریو'' ("Dialogus de Scaceario.") ہے ۳۴ ہنری دیکھیے ۱۲۔ ایڈورڈ چہارم ۱۔ ب قاعدہ ۳۶۔ ۲ ہنری ششم ۳۔ الف۔ قاعدہ ۸۔

[۳] کمیشن خاص مورخہ ۲ مارچ ۱۸۱۶ء میں لارڈ چیف جسٹس ایبٹ کا گرانڈ جوری (Grand jury) کو خطبہ

قرار دیا جائے کہ شرکائے جرم کی شہادت کو ناقابل اعتبار سمجھ کر نامنظور کیا جائے گا تو اس کے لازمی طور پر نہایت ہی برے نتائج پیدا ہوں گے۔ کیونکہ نہ صرف بہت سے نہایت ہی ہولناک جرائم کی کوئی سزا نہیں دی جا سکے گی۔ بلکہ بداشخاص کے دلوں سے اپنے شرکا کے ذریعے سے انکشاف و سزا کا خوف دور ہونے سے انھیں بڑی ترغیب مل جائے گی۔ ان میں عام طور پر باہمی اعتماد قایم ہو جائے گا۔ اور وہ باہمی بے اعتباری باقی نہیں رہیگی جو برے اغراض میں مصروف اشخاص میں قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اور جو ان جرایم کے ارتکاب پر جن کے لیے متعدد اشخاص کا اتفاق ضروری ہوتا ہے۔ نہایت ہی موثر روک ہوتی ہے۔ کوئی ایسا اصول قانون انگلستان یا کسی دوسرے ملک کے قانون کی رو سے قرار نہیں دیا گیا ہے" بادی النظر میں یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ سے پہلے ایسے اشخاص کی گواہی پر اعتراض بُرے چال چلن کے عنوان کے تحت ہوتا ہو گا لیکن چونکہ اس قسم کے اعتراض کی تائید صرف کسی جرم کی بنا پر سزا یابی اور اس کے متعلق عدالتی فیصلے کے ثبوت سے ہو سکتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ کسی گواہ کا اقبال جرم گو وہ کتنے ہی بُرے چال چلن کے متعلق ہو صرف اس کے اعتبار کے خلاف موثر ہوتا تھا۔ اسی لیے سرکاری گواہ یا شرکائے جرم کی گواہی پر اعتراض کی صحیح بنا مقدمے میں وہ صاف غرض تھی جو ملزم کو جس کے خلاف وہ پیش ہوتے تھے سزا دلا کر اپنے کو سزا سے بچانے کے متعلق ان لوگوں کو ہوتی تھی
ص۱۶۲ سرکاری گواہوں کے قدیم قانون اور شرکائے جرم کی شہادت کو منظور کرنے کے جدید عمل کو لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) نے مقدمۂ ملک بنام رڈ[2] (R V. Rudd) میں وضاحت وجامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- نمبر ۲۲ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۶۵۹ [1] نیچے دفعہ ۴۲۔

[2] ملک بنام رڈ ۱۷۷۵ء ۱ کوپ ۳۳۱۔

"سرکاری گواہ بن جانے کا قانون جس پر قیاس کر کے یہ دوسرا عملدرآمد (یعنی شرکائے جرم کی شہادت منظور کرنے کا عملدرآمد) اختیار کیا گیا۔ اور اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس میں زیادہ سہولت دی گئی ہے۔ اب بھی نافذ اور بہت اہم ہے۔ جو شخص سرکاری گواہ بننا چاہتا ہے وہ ایسا ہونا چاہئیے کہ اسی جرم کی بنا پر اس کا چالان ہوا ہو۔ اور وہ زیر حراست لیا گیا ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اقبال جرم کرے اور اپنے شرکائے جرم پر الزام لگانے پر آمادہ ہو۔ اسی طرح حلفیہ طور پر اس کو نہ صرف اسی جرم کو ظاہر کرنا چاہئیے جس کی بنا پر وہ چالان کیا گیا ہو۔ بلکہ ان تمام بغاوتوں اور جرائم سنگین کو جن سے کہ وہ واقف ہو۔ اور ان سب امور کے بعد بھی یہ امر عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے کہ اس کے لیے کوئی کمشنر مقرر کر کے اس کو بطور سرکاری گواہ قبول کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ اگر اس کے اقبال جرم سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اصل مجرم ہے اور دوسروں کو ورغلاتا ہے تو عدالت اس کے سرکاری گواہ بننے سے انکار اور اس کو نامنظور کر سکتی ہے۔ اس کے سرکاری گواہ بن جانے کے بعد یہ ظاہر ہونا چاہئیے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہ کہ اس نے پوری صداقت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس مقصد سے کمشنر اس کی درخواست کو ترتیب دیتا ہے۔ اور جب قیدی عدالت میں دوبارہ لایا جاتا ہے۔ تو خود اس کو اپنی درخواست کو دوبارہ بغیر عدالت یا کسی تماش بین کی مدد کے دہرانا چاہئیے۔ اور اس امر پر قانون اتنا نازک ہے کہ اگر وہ کسی ایک واقعے کے متعلق بھی مختلف البیان ہوتا ہے تو اس کا کل بیان بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اس کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر اس کو گھوڑے کا رنگ یا وقت یاد نہیں رہتا ہے تو قانون اس قدر سخت ہے کہ اس کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اہم امور میں اختلاف کا تو ذکر ہی کیا ہے تب ہی سزا دی جاتی ہے اگر وہ پوری صداقت کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اور ان تمام صورتوں میں سرکاری گواہ کو سزا خود اس کے اقبالِ جرم کی بنا پر دی جاتی ہے۔ اس نظریے کی تفصیل کے لیے دیکھئے پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحات ۲۲۶ تا ۲۲۴

پلیس آف دی کراؤن مصنفہ اسٹان فورڈ (Staunforde's Pleas of the Crown) کتاب ۲ باب ۵۲ تا باب ۵۰۔ انسٹیٹیوٹ حصۂ سوم صفحہ ۱۲۹۔ ایک مزید سخت شرط یہ ہے کہ خود سرکاری گواہ کی سلامتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جوری اس پر یقین کرے۔ کیونکہ اگر اس کے شرکائے جرم کو سزا نہیں دی جاتی ہے تو خود سرکاری گواہ کو پھانسی دے دی جاتی ہے۔ سرکاری گواہی کے اس عملدرآمد کی وجہ سے بہت دشواریاں پیدا ہوئیں۔ بلاشبہ اگر مشہور مجرموں کے خلاف قانون کی تکمیل کے لیے یہ ضروری نہ ہوتا کہ شرکائے جرم کی شہادت قابل منظوری ہونی چاہئے تو اس عملدرآمد پر بہت اعتراض ہو سکتے تھے۔ اور گو اس عملدرآمد کی وجہ سے وہ قابل گواہ ہوتے ہیں لیکن جوری کے نزدیک صرف ان کی گواہی کی شاذونادر ہی اتنی وقعت ہوتی ہے کہ مجرموں کو اس کی بنا پر سزا دی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے پر الزام لگانے سے خود کا بچاؤ ہوتا ہے تو یہ امر ایک شخص کے لیے دروغ حلفی کے ارتکاب کی قوی وجہ ہوتا ہے۔ سرکاری گواہی کے اس عملدرآمد کے بجائے اب کیا ہوتا ہے؟ ایک قسم کی امید کہ شرکائے جرم اگر راست بازی سے معاملہ کریں اور پوری صداقت ظاہر اور دوسروں کو انصاف کے حوالے کر دیں تو خود ان کو سزا نہیں دی جائے گی۔ اور وہ معاف کئے جائیں گے۔ یہ اپنی ماہیت میں مثل سفارش رحم کے ہے ...... شریک جرم کو معافی کا یقین نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی شہادت ''پابہ زنجیر'' حالت حراست میں دیتا ہے۔ اور اس کا معاف کیا جانا یا پھانسی پانا اس کے استحقاق پر مبنی ہوتا ہے۔ جو اس کے عمل و برتاؤ کی وجہ سے اس کو حاصل ہو۔''

دفعہ ۱۷۱:- لیکن گو سختی سے تو (بجز ان صورتوں کے۔ جن میں قانوناً دو گواہ ضروری ہیں) جوری صرف شریک جرم کی گواہی پر سزا[1] دے سکتی ہے لیکن یہ ایک عام

[1] اس مضمون پر روی قانون کے عملدرآمد کے لیے دیکھئے ''ثبوت قطعی'' مصنفہ ماسکارڈس صفحہ ۱۵۰۔

صفحہ ۱۶۱ اور معمولی عملدرآمد کا اصول ہے کہ ـــــ اور اب اس پر اتنی پابندی سے عمل ہوتا ہے کہ اس کو تقریباً قانون کی قوت حاصل ہے ـــــ جج جوری کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ صرف شریک جرم کی شہادت پر کسی شخص کو مجرم نہ ٹھیرائیں[1]۔ لیکن جرم کی ہر شرکت سے کوئی شخص شریک جرم نہیں ہوجاتا اور نہ اس کی شہادت کی تصدیق ضروری نہیں ہوجاتی ہے[2]۔ اور ظاہر ہے کہ ہر صورت میں تصدیق کی نوعیت بڑی حد تک حالات مقدمہ پر موقوف ہوتی ہے۔ لیکن چند عام اصول بیان کیے جا سکتے ہیں۔ پہلے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ شریک جرم کے قصے کی ہر جزو میں جو وہ شہادت میں بیان کرتا ہے تائید ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ ضروری ہو تو پھر اس کو شہادت میں طلب کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی[3]۔ نیز باوجود چند پرانے مقدمات کے اس کے خلاف ہونے کے اب یہ طے شدہ امر ہے کہ تائیدی شہادت صرف نفس جرم کی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ملزم کی شناخت کے متعلق حالات بھی بیان ہونے چاہییں جن سے ملزم کی جرم میں شرکت ظاہر ہوتی ہو[4]۔ لارڈ ابنگر (Lord Abinger) کہتے ہیں کہ "جو شخص خود جرم کا مرتکب ہو واقعات جرم کو بیان کر سکتا ہے۔ اور اگر تصدیق صرف قصے کی صداقت کی بابت ہو اور اس سے اشخاص کی شناخت نہ ہو سکے تو

---

[1] مقدمہ ملک بنام باسکرول ۱۹۱۶ء ۲ کنگس بنچ ۶۵۸۔ ملک بنام ٹیٹ ۱۹۰۸ء ۲ کنگس بنچ ۶۸۰۔ ملک بنام بالڈین ۱۹۲۵ء ۔۔ ۱۸ کرمنل اپیل رپورٹس صفحہ ۱۷۵۔ (Whightman, J.) ممالک متحدہ امریکا میں شریک جرم کی گواہی کے متعلق عام اصول یہ ہے کہ جوری کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب تک مزید شہادت سے تائید نہ ہو ملزم کو مجرم نہ ٹھیرائیں لیکن یہ صرف ایک اصول عملدرآمد ہے۔ کوئی اصول قانون نہیں ہے"۔

[2] ملک بنام ہارگریو ۵ کیرنگٹن اینڈ پین صفحہ ۱۷۰۔ ملک بنام جارویس ۲ موڈی اینڈ رابنسن صفحہ ۴۰۔ ملک بنام ٹیٹ۔ اوپر ملک بنام کرکھام ۔ ۷۳ ٹائمز لا رپورٹ ۶۵۶۔

[3] ۳۱ ہورڈل اسٹیٹ ٹرائلس صفحہ ۹۸۰۔

[4] ملک بنام فارلر ۸ کیرنگٹن اینڈ پین ۱۰۶۔ ملک بنام آڈمس ۔ ۴ کیرنگٹن اینڈ پین صفحہ ۳۴۸۔ ملک بنام ولکس ۷ ایضاً ۲۷۲۔ ملک بنام ڈائیک ۸ ایضاً ۲۶۱ ملک بنام اسٹبز ا۔ ڈیرسلی کراؤن کیسس ۵۵۵۔

یہ دراصل کوئی تائیدی شہادت نہیں ہوگی[1]" شریک جرم کی بیوی کی تصدیقی شہادت کافی نہیں سمجھی جاتی ہے۔کیونکہ اس غرض کے لیے ان کو ایک شخص سمجھنا چاہیئے[2]۔ اور نہ جوری کو متعدد شرکائے جرم کی گواہی سے جو ایک دوسرے کی تائید میں گواہی دیں مطمئن ہونا چاہیئے[3]۔

دفعہ ۱۷۲: جب کوئی امر تنقیح طلب تصفیے کے لیے عدالت چانسری سے قانون کی عدالت میں بھیجا جاتا تھا۔ تو اکثر اس حکم کا ایک جزو یہ بھی ہوتا تھا کہ مدعی یا مدعی علیہ کی بھی بطور گواہ شہادت لی جائے۔ اور جب کوئی امر عدالت قانون سے سپرد ثالثی کیا جاتا تھا۔ تو معمولاً اس قاعدے کا ایک جزو یہ بھی ہوتا تھا کہ ثالث فریقین کی گواہی لینے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ ۱۷۳: فریقین مقدمہ کو گواہی کے ناقابل سمجھنے کے اصول کا پہلا عام استثنیٰ منسوخ شدہ قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء ۹ و ۱۰ وکٹوریا باب ۹۵ میں پایا جاتا ہے۔ اس قانون نے۔ عدالت ہائے اضلاع کو از سر نو بنانے اور ان کے اختیارات کو وسیع کرنے کے بعد دفعہ ۸۳ کی رو سے حکم دیا کہ۔ ص۱۶۴

"اس قانون کے تحت کسی نالش یا کسی اور کارروائی کی سماعت پر فریقین مقدمہ۔ ان کی زوجگان اور تمام دوسرے اشخاص کا مدعی یا مدعی علیہ کی جانب سے حلف یا اقرار صالح کے ساتھ اظہار لیا جا سکتا ہے۔ اقرار صالح ان صورتوں میں کیا جائے گا۔ جن میں اشخاص کو عدالت کے

---

[1] ملکہ بنام فارلر۔ ۵ کیارنگٹن و پین صفحہ ۱۰۸۔

[2] ملکہ بنام نیل، ایضاً ۱۶۸۔

[3] ۳۱ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳۔ ملکہ بنام نوکس ۵ کیارنگٹن و پین ۳۲۶ - ملکہ بنام ہاگن ایرش سرکوٹ رپورٹس ۱۸۱۴۔ ملکہ بنام گگ۔ ۲۔ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۲۲۶۔

عہدہ دار کے روبرو قانوناً بجائے حلف اقرار صالح کرنے کی اجازت حاصل ہے۔"
لیکن اس قانون کو جو عام قانون کا ایک جزو بن جانے کی وجہ سے قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۸۸ء میں دہرایا نہیں گیا ہے۔ کوئی ایسی ایجاد نہیں سمجھنا چاہئے جو پہلی دفعہ ہوئی ہے۔ کیونکہ عدالت ہائے ضمیر اور عدالت ہائے معروضات میں ایسے ہی احکام تھے۔

دفعہ ۱۷۴: فریقین مقدمہ یا کارروائی کی شہادت کو خارج کرنے والے اصول کے متعدد مستثنیات جدید قوانین موضوعہ کی رو سے وضع کئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ جہاں تک دیوانی کارروائیوں کا تعلق ہے الفاظ "ناقابلیت فریقین" قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے تقریباً موقوف کر دیے گئے۔ اس قانون موضوعہ نے پہلے اپنی دفعہ اول کی رو سے قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے استثنا کو جو شہادت فریقین مقدمہ کے اخراج کو باقی رکھا تھا۔ منسوخ کر کے دفعہ دوم کی رو سے قرار دیا ہے کہ

"کسی امر نزاعی یا کسی اور امر یا سوال یا کسی اور امر تحقیق طلب کی جو کسی مقدمہ نالش یا کارروائی میں پیدا ہو کسی عدالت انصاف یا کسی اور شخص کے روبرو جو قانوناً یا رضامندی فریقین سے سماعت منظوری و تنقیح شہادت کا مجاز ہو سماعت پر فریقین یا اور اشخاص جن کی جانب سے کوئی ایسا مقدمہ۔ نالش یا اور کارروائی کی گئی ہو۔ سوائے ان استثنائی شکلوں کے جن کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ شہادت دینے کے قابل ہونگے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے۔ یا تو زبانی طور پر یا حسب عملدرآمد عدالت مذکورۂ بالا مقدمے یا کوئی اور کارروائی کے فریقین یا کسی فریق کی جانب سے بذریعۂ اظہار حلفی۔"

دفعہ ۳ کی رو سے فوجداری کارروائیاں مستثنیٰ کی گئیں۔ دفعہ ۴ کی رو سے وہ کارروائیاں جو زنا یا خلاف ورزی اقرار نکاح کی وجہ سے پیدا ہوں

اور دفعہ ۵ کی رو سے قانون وصیت نامجات ۱۸۳۷ء بھی مستثنیٰ کئے گئے۔

دفعہ ۱۷۵: دوسرے اشخاص جو اس اصول اخراج سے متاثر ہوتے تھے وہ فریقین مقدمہ یا کارروائی کے زوجہ یا شوہر ہوتے تھے۔ ہماری کتابیں ناطق ہیں کہ" شوہر و زوجہ قانون میں ایک ہی شخص سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی ہمدردیاں اور مفاد بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے یہ ایک عام اصول قرار دے دیا گیا ہے کہ شوہر زوجہ کی مخالفت یا موافقت میں گواہی نہیں دے سکتا۔ اور نہ زوجہ شوہر کے موافق یا مخالف گواہ ہو سکتی ہے نیز اس وجہ سے بھی کہ اس سے سخت جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اتنے طرفدار اشخاص کی گواہی میں دروغ حلفی کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ اور اس معاملے میں نہایت درجہ سختی بھی ہوتی ہے"[1] یہ اصول صرف انھیں اطلاعات ص۱۶۵
کو جو ازدواجی اعتماد کی وجہ سے دیے گئے ہوں یا انھیں واقعات کو جن کا علم رشتۂ زناشوئی کی وجہ سے ہوا ہو۔ فاش ہونے سے محدود کرنے تک محدود نہیں تھا۔ بلکہ شوہر یا زوجہ سے متعلق کسی بھی واقعے کی۔ اور چاہے اس کا علم کسی بھی طرح حاصل ہوا ہو۔ گواہی دینے سے قطعاً منع کرتا تھا۔ لیکن یہ اصول صرف اسی وقت اطلاق پاتا تھا۔ جب کہ شوہر یا زوجہ اس مقدمے یا کارروائی کے فریق ہوں جس میں دوسرے کو بطور گواہ طلب کیا گیا ہے۔ اور ان ضمنی کارروائیوں سے جن میں اشخاص ثالث فریق ہوں متعلق نہیں تھا۔ ان کارروائیوں میں شوہر و زوجہ کا بطور گواہ اظہار لیا جا سکتا تھا۔ گو ایک کی گواہی کا رجحان دوسرے کی گواہی کی تصدیق یا تردید کا ہو[2]۔ اور زوجہ کے اعلانات

---

[1] مختصر شہادت از بیکن۔ الف۔ ا۔ نیز دیکھئے ڈیوس بنام ڈن وڈی (Davis v. Dinwoody) ۴ ٹائمز رپورٹ ۷۸، ہاکس ورتھ بنام شا ۸ لر ۱۲ میسن و ولز بی ۵۴۔ او کونر بنام مارجوری بنکس ۴ مانتگ و گرانگر ۴۳۵ یا ربٹ بنام آلن ۷ اکسچیکر ۶۰۹۔

[2] شہادت از فلپس صفحہ ۷۲ جلد اول طبع دہم۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۹۰۹-۹۱۰۔

جب کہ اس کی حیثیت شوہر کے جائز طور پر مقرر کیئے ہوئے کارندے کی ہوتی تھی اس کے خلاف اسی طرح قابل ادخال ہوتے تھے۔ جس طرح کسی اور جائز طور پر مقرر کیئے ہوئے کارندے کے بیانات ہوتے ہیں[1]۔ اس موضوع پر موجودہ قانون کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ (۱۸۰)۔

دفعہ ۱۷۶: اس شاخ میں بھی مستثنیات کی کمی نہیں تھی۔ جب متناکحین میں سے ایک نے دوسرے کو زدوکوب کی یا اس کی دھمکی دی ہو تو قانون شوہر و زوجہ کی فرضی وحدت کے اصول سے اس زیادہ اہم اصول کو معطل نہیں ہونے دیتا تھا کہ مملکت کا فرض ہے کہ اپنے شہریوں کی جان و اعضا کی حفاظت کرے[2]۔ مثلاً کسی شوہر کے زوجہ پر حملہ کرنے یا اس کے برعکس الزام میں فریق متضرر ہمیشہ قابل گواہ ہوتا تھا[3]۔ اور شوہر و زوجہ پر امن طریقے پر مل کر بسر کرنے کے متعلق قسم کھا سکتے تھے[4]۔ اسی طرح کسی زوجہ پر زنا بالجبر کے الزام میں شوہر دوسرے درجے کا اصل خاطی ہوسکتا تھا۔ اس صورت میں بیوی اس کے خلاف قابل گواہ ہوتی تھی[5]۔ لیکن وہ اول درجے کا اصل خاطی ان وجوہات کی بنا پر جو صاف ظاہر ہیں نہیں ہوسکتا تھا[6]۔

دفعہ ۱۷۷: ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کی صورت

---

[1] جلد ۲ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱۔ صفحہ ۸۷ و بعد طبع دہم

[2] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۱۹۔ نیز وہ قوانین موضوعہ جو قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء کے ضمیمہ میں شامل کئے گئے ہیں۔ دیکھئے نیچے ضمیمہ ب۔

[3] نیسی پریس از بلر صفحہ ۲۸۷۔ لارڈ ملک بنام آذر ۱-۱۔ اسٹرینج ۶۳۳۔

[4] بے نام ۱۲ ماڈرن رپورٹس (Modern Reports.) ۴۵۴۔ نیسی پریس از بلر ۲۸۷۔

[5] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۸۰ طبع دہم۔ ۲ پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۴۶۔ دفعہ ۱۲۔ مقدمہ لارڈ آڈلے۔ ۳ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۱۱۔ ۱۳ ہٹن رپورٹس ۱۱۵-۱۱۶۔

[6] پلیس آف دی کراؤن جلد ۱ صفحہ ۶۲۹۔

میں چند دشواریاں پیش آئی ہیں۔ پہلی زوجہ یا شوہر جیسی بھی صورت ہو ملزم کے خلاف حال حال تک قابل گواہ نہیں تھے۔ اور دفعہ ٤۔ قانون شہادت فوجداری سنہ ١٨٩٨ء ٦١ و ٦٢ وکٹوریا باب ٣٦ نے جس کی رو سے بہت سی صورتوں[1] میں زوجہ یا شوہر کو ایک دوسرے کے خلاف شہادت دینے کی اجازت دی گئی اس صورت میں قانون نے کچھ تبدیلی نہیں کی۔ کیونکہ ایک زوج کی زندگی میں ١٦٦ دفعہ
دوسرے سے نکاح کرنے کا جرم قانون جرائم شخصی سنہ ١٨٦١ء ٢٤ و ٢٥ وکٹوریا باب ١٠٠ کے ان سات دفعات (٤٨ تا ٥٥) کے تحت نہیں آتا ہے جو سنہ ١٨٩٨ء کے تحت قانون کا ضمیمہ بنائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ دفعہ ٥٧ کے تحت جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہماری کتابوں کی رو سے دوسری زوجہ یا شوہر پہلی شادی کے ثبوت کے بعد قابل گواہ ہیں کیونکہ اس ثبوت کے بعد دوسرا نکاح کالعدم ہو جاتا ہے[2]۔ اور عملدرآمد اسی کے مطابق رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان مقدمات میں دوسری زوجہ کو ملزم کے خلاف کسی بھی نوبت پر قابل گواہ تصور کرنا چاہئے۔ اور یہ انہیں وجوہات کی بنا پر جن پر کہ پھسلائے جانے کے مقدمات میں زوجہ کی شہادت قانون ٣ ہنری ہفتم باب ٢۔ و ٩ جارج چہارم باب ٣١۔ اور قانون جرائم شخصی سنہ ١٨٦١ء کے تحت منظور کی جاتی ہے[3]۔ یہ اصول مسلمہ ہے کہ عورت پر ایسے شخص کے خلاف گواہ اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو گواہی دینے کے قابل ہے۔ جس نے کہ اس کے جسم کے خلاف حقیقی یا معنوی ناجائز زبردستی کی ہو۔ اور علاوہ اس کے ایک زوج کی زندگی میں دوسرا نکاح کرنے کے فوجداری مقدمے میں متضرر عورت کی قابلیت پر اس بنا پر اعتراض کرنا کہ وہ ملزم کی زوجہ ہے۔ اقتراح المسئول یعنے بلا ثبوت اس کو بیوی تسلیم کر لینا ہے۔ کیونکہ کیا وہ اس کی جائز زوجہ ہے یا یہ کہ اس نے اس کو زوجہ بنانے کے

---

[1] دیکھئے نیچے دفعہ ٦٢٢۔ الف۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ١٣٦٥۔

[3] ایضاً دفعہ ١٨٦۔

بہانے سے قانون شکنی کی ہے۔ یہی تو امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ جب کوئی شخص جھوٹ فریب دنا پاکی سے کسی عورت کے جسم جایداد و شاید محبت پر بھی قبضہ کر لے تو اس کا منہ اس شخص کے خلاف اس بنا پر بند کر دیا جائے کہ ظاہرا وہ اس کی زوجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دوسری دلیل دوسرے شوہر کو قابل گواہ بنانے جب الزام کسی عورت پر یہ ہو کہ اس نے ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کر لیا ہے۔ اتنی قوی نہیں ہوتی ہے لیکن پہلی دلیل یعنی یہ کہ نکاح کا جائز یا ناجائز ہونا خود امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی اتنی ہی قوی ہوتی ہے۔ یہ بے قاعدگی اب قانون عدل گستری فوجداری ۱۹۱۴ء۔ ۴ و ۵ جارج پنجم باب ۵۸ کی رو سے دور کردی گئی ہے۔ اس کی دفعہ ۲۸ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ جس شخص پر ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کا الزام ہو اس کی زوجہ یا شوہر کو چالان یا جوابدہی کی جانب سے بلا رضامندی ملزم بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷۸: اس موضوع پر بغاوت سنگین کے مقدمات میں کیا اصول ہے

ایک مشتبہ امر ہے۔ بہت سے ممتاز اساتذہ قرار دیتے ہیں کہ ان صورتوں میں متناکحین کی شہادت ایک دوسرے کے خلاف قابل منظوری ہے[1]۔ کیونکہ یہ جرم نہایت درجہ برا ہے اور بادشاہ سے وفاشعاری کے تعلقات اور نظم معاشرت کو برقرار رکھنے کا وجوب شوہر و زوجہ کے تعلقات سے زیادہ اہم ہے۔ اور قانون کی نظر میں اس کو کسی اور وجوب سے بڑھ کر سمجھنا چاہئیے ۱۶۷
اس میں اس امر کا بھی اضافہ کر سکتے ہیں کہ اگرچہ نکاح قانون قدرت کا ادارہ ہے اور اسی لیے تمام قسم کی حکومتوں بلکہ خود تنظیم تمدن سے پرانا ہے[2]۔ لیکن شوہر و زوجہ

---

[1] مقدمہ میری گرگس میں عدالت نے اس طرح پر کہا (لیکن فیصلہ نہیں کیا کیونکہ یہ امر تنقیح طلب نہیں تھا) میقات میکلس ۱۲ چارلس دوم ۔ٹی۔ ریمنڈ صفحہ ۱۔ اسی امر پر دیکھئے شہادت مصنفہ گلبرٹ۔ ۱۲۳۔ طبع چہارم فسی پریس از لمبر صفحہ ۹۹ ۔ شہادت مصنفہ لیر تھمہ۔ جلد ۲ ۔ صفحہ ۲۱۱
[2] قانون قدرت و اجانب مصنفہ پوفنڈارف کتاب ۶ باب ۱۔

کی شخصیت کی مکمل وحدت ایک فرضی شے ہے۔ جس کو قانون ان صورتوں میں جہاں اغراض انصاف اس کے متقاضی ہوں نظر انداز کرتا ہے[1]۔ لیکن نہایت ہی راجح دلائل اس کی مخالف ہیں[2]۔ اور اکثر جدید اہل قلم اساتذہ ایسی شہادت کو ناقابل منظوری سمجھتے ہیں[3]۔ ان کی حجت ہے کہ جب زوجہ پر فرض نہیں ہے کہ اپنے شوہر کی بغاوت کو ظاہر کر دے[4]۔ تو مساوی دلیل کی بنا پر وہ اس کے ثابت کرنے کے لیے گواہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ ایک وجہ جس کی بنا پر زوجہ کو ایسی صورت میں ذمہ دار نہیں کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس پر شوہر سے ایک قسم کی وفاشعاری فرض ہے۔ اور یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس کے جبر و اختیار میں ہوتی ہے ــــــ گو ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ شوہر اگر وہ اپنی زوجہ کی بغاوت کو چھپائے تو جرم اخفائے بغاوت سے معاف رکھا جا سکتا ہے۔ اس ملک میں قدیم جاگیری قانون کے تحت جب اسامی اپنے جاگیردار سے وفاشعاری کا حلف اٹھاتا تھا۔ تو صراحۃً اس وفاشعاری کو مستثنیٰ کر دیتا تھا۔ جو اس کو اس کے آقائے ولی نعمت بادشاہ سے ہوتی تھی[5]۔ اور یہ غالباً اس اصول پر جس کو لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے بیان کیا ہے کہ "بادشاہ سے ہماری وفاشعاری ہماری حفاظت کے فائدے پر مبنی ہے اور اس کو ہمارے جاگیری مفاد پر جو صرف ہماری بہبودی سے متعلق ہوتا ہے۔ ترجیح ہونی چاہیئے[6]"

[1] دیکھئے اوپر دفعات ۱۷۶-۱۷۷۔

[2] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہیل صفحہ ۳۰۱ نیز دیکھئے صفحہ ۴۸۔

[3] شہادت مصنفۂ فلپس وایامس جلد اصفحہ ۱۶۱۔ شہادت از فلپس جلد اصفحہ ۷۲ طبع دہم۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد ا دفعہ ۳۴۵۔ طبع چہار دہم۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعہ ۱۳۶۷۔

[4] بے ام۔ بیانات ایسٹر۔ اجیمس اول۔ براؤنلو وگولڈس بورو پورٹس صفحہ ۴۷ "Tryals per Pais" صفحہ ۱۷۱۔ لیکن دیکھئے پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہیل جلد اصفحہ ۴۸۔

[5] نثلٹن دفعات ۸۵ تا ۹۸۔

[6] شہادت مصنفۂ گلبرٹ صفحہ ۱۳۴۔ طبع چہارم۔

لیکن یہ سوال پریشان کن ہے۔ قارئین کرام کو خود اپنی رائے قائم کرنی چاہئے۔

دفعہ ۱۷۹: اس اصول کے قانون موضوعہ کی رو سے اب کثیر التعداد استثنائیں ہیں جیمس اول کے زمانے ہی میں ۲۱ جیمس اول باب ۱۹ دفعہ ۶ کی رو سے کمشنران دیوالگی (افلاس) کو مجاز گردانا گیا۔ کہ وہ دیوالیے کی زوجہ کا اظہار حلفی لیں تاکہ دیوالیے کی جائداد۔ سامان۔ اور اشیا جو اس نے رکھی یا منتقل کی ہوں معلوم و دریافت ہو سکیں اور اس حکم کو فی الجملہ قانون دیوالگی (یا قانون افلاس) ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۷۱ دفعات ۹۶ و ۹۷۔ اور بعد میں قانون دیوالگی (افلاس) ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۲ میں دوبارہ وضع کیا گیا۔

دفعہ ۱۸۰: یہ منسوخ شدہ قانون عدالت ہائے اضلاع ۹ و ۱۰ وکٹوریا باب ۹۵ کا وہ فقرہ جس نے ان عدالتوں میں فریقین مقدمہ کو قابل گواہ بنایا تھا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں[1]۔ اُن کی زوجگان اور تمام دوسرے اشخاص سے بھی ص۱۶۸ متعلق تھا[2]۔ لیکن اعلیٰ عدالتوں میں بعد کے قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ نے گو خود فریقین مقدمہ سے تقریباً تمام صورتوں میں[3] نااہلیت کو رفع کر دیا۔ لیکن دفعہ (۳) کی رو سے صراحتہً حکم دیا کہ اس قانون کے کسی حکم کی رو سے "کسی فوجداری کارروائی میں کوئی شوہر اپنی زوجہ کے مالہ یا ماعلیہ شہادت دینے کے نہ قابل ہوگا اور نہ مجبور کیا جا سکے گا۔ اور نہ کوئی زوجہ اپنے شوہر کے موافق یا مخالف شہادت دینے کے قابل ہوگی اور مجبور کی جا سکے گی" ــــ یہ ایسے الفاظ تھے کہ ان کی وجہ سے شبہہ پیدا ہوا کہ کیا ان سے معنوی طور پر دیوانی کارروائیوں میں شوہر و زوجگان ایک دوسرے کو

---

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۷۳۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

موافقت اور مخالفت میں گواہی دینے کے قابل نہیں کئے گئے ہیں۔ اور کیا وہ شہادت دینے پر مجبور نہیں کئے جا سکیں گے۔ کچھ اختلاف رائے کے بعد اس کا تصفیہ نفی میں کیا گیا[1]۔ لیکن اس کی صحت یا عدم صحت پر اب غور کرنا فضول ہے۔ کیونکہ قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ (۴) کی رو سے۔ قانونِ شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کا استثنیٰ جس کی رو سے فریقین مقدمہ کی زوجگان و شوہران کی ناقابلیت کو جاری رکھا گیا تھا۔ منسوخ کیا گیا۔ اور ذیل کے احکام وضع کئے گئے:۔

دفعہ (۱) کسی امر نزاعی یا کسی اور امر یا سوال یا کسی اور امر تحقیق طلب کی۔ جو کسی مقدمے۔ نالش یا کارروائی میں پیدا ہو کسی عدالت انصاف یا کسی اور شخص کے روبرو جو قانوناً یا رضامندی فریقین سے سماعت منظوری و تنقیح شہادت کا مجاز ہو سماعت پر۔ فریقین کی زوجگان و شوہران۔ اور اُن کی زوجگان و شوہران جن کی جانب سے کوئی ایسا مقدمہ یا نالش یا کارروائی یا اس کی مخالفت یا جوابدہی کی گئی ہو۔ سوائے ان استثنائی شکلوں کے جن کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے۔ یا تو زبانی طور پر مذکورۂ بالا مقدمے نالش یا کوئی اور کارروائی کے فریقین یا کسی ایک فریق کی جانب سے حسب عملدرآمد بذریعۂ اظہار حلفی"۔

دفعہ (۲) "اس قانون کا کوئی حکم کسی فوجداری کارروائی یا کسی ایسی کارروائی میں جو زنا کی بنا پر چلائی گئی ہو کسی شوہر کو اپنی زوجہ کی مخالفت یا موافقت میں شہادت دینے کے قابل نہیں بنائے گا۔ اور نہ اس کی وجہ سے وہ اس پر مجبور کیا جا سکے گا۔ اسی طرح کسی زوجہ کو بھی اپنے شوہر کی موافقت یا مخالفت میں شہادت دینے کے قابل نہیں بنائے گا۔ اور نہ اس کی رو سے وہ اس پر مجبور کی جا سکے گی"۔

[1] اسٹیپلٹن بنام کرافٹس ۱۸ کوئنس بنچ ۳۶۷۔ بارٹ بنام آلن ۱۰ کمپبیکر ۶۰۹۔ کمپبل بنام ٹوئسٹن ۱۲ جورسٹ صفحہ ۶۲۔

دفعہ (۳) کسی شوہر کو ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جو اس کی بیوی نے اس کو دوران ازدواج میں دی ہو۔ اور نہ کسی زوجہ کو کسی ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور کیا جاسکے گا جو اس کے شوہر نے اس کو دوران ازدواج میں دی ہو"

اور اب قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ

"دفعہ (۲): فریقین نالش خلاف ورزی اقرار نکاح ایسی نالش میں شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن ہمیشہ اس استثنا کے ساتھ کہ کوئی مدعی نالش خلاف ورزی نکاح اپنے حق میں فیصلے کا مستحق نہیں ہوگا۔ جب تک اس مرد یا عورت کی شہادت کی تائید اس اقرار کی موافقت میں کسی اہم شہادت[1] سے نہ ہوئی ہو۔

دفعہ (۳) کسی ایسی کارروائی کے فریقین جو زنا کی بنا پر چلائی گئی ہو اور ان فریقین کے شوہر و زوجگان ان کارروائیوں میں گواہی دینے کے قابل ہونگے۔ بایں استثنا کہ کسی کارروائی میں کسی گواہ سے کو وہ فریق مقدمہ ہو یا نہیں یہ سوال پوچھا جائے گا اور نہ وہ اس کے جواب دینے پر مجبور ہوگا کہ کیا وہ زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ سوائے اس کے کہ ایسا گواہ (مرد ہو یا کہ عورت) ایسی کارروائی میں اپنے مبینہ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو" ۱۶۹

دفعہ ۱۸۱: جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں[2]۔ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۴ کی رو سے ان تمام کارروائیوں میں جو زنا کی بنا پر[3] چلائے جائیں مدعی اور مدعی علیہ کی ناقابلیت باقی رکھی گئی ہے۔ اور دفعہ ۴۸ قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ کی رو سے جہاں طلاق و مقدمات ازدواجی کی عدالت قایم کی گئی وہاں یہ بھی حکم دیا گیا کہ جن قواعد شہادت پر قانون عمومی کی اعلیٰ عدالتوں موقوعہ ویسٹ منسٹر (Westminster) پر عمل کیا جاتا ہے۔ انھیں پر اس عدالت طلاق میں تمام امور واقعاتی کی سماعت کے وقت عمل ہوگا اور انھیں کو اطلاق دیا جائیگا۔ اسی لئے قانون ترمیم

[1] اس امر پر کہ تائید کے لیے کونسی شہادت اہم ہے نیچے دیکھو دفعہ ۶۲۱۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

[3] لیکن ایک درخواست اعادۂ حقوق زناشوئی کو جس کے جواب میں زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت نہیں قرار دیا گیا۔ بلاکبورن بنام بلاکبورن اپرو بیٹ و ڈیورس ۶۴ء

مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ (۳)[1] کا اثر یہ ہے کہ اس عدالت میں زنا کی بنا پر جو کارروائیاں چلائی جائیں۔ ان کے فریقین اور فریقین کی زوجہ یا شوہر قابل گواہ ہو گئے ہیں۔

قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۹ء ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۶ کی رو سے حکم ہے کہ "جب کوئی درخواست کسی زوجہ کی جانب سے اس استدعا کے ساتھ دی جائے کہ اس کا نکاح فسخ کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کا شوہر زنا و بےرحمی یا زنا و ترک معاشرت کا مرتکب ہوا ہے۔ تو ایسی بےرحمی و ترک معاشرت کے متعلق شوہر و زوجہ شہادت دینے کے قابل ہوں گے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے" اور یہ قرار دیا گیا کہ عدالت چانسری کے درخواست گزار یا مدعی علیہ پر جس کا اس دفعہ کی تحت بےرحمی یا ترک معاشرت کی تنقیح کے متعلق اظہار لیا گیا ہو۔ زنا کے متعلق جرح کی جا سکتی ہے[2]۔ لیکن قانون ترمیم۔ مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۳ کے بعد سے کسی گواہ پر ہر چند کو کم کرنے بھی سوال زنا سے متعلق جرح نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ اس پر سوال ابتدائی نہ کئے گئے ہوں ——— اس دفعہ کے الفاظ یہ ہیں کہ "کسی گواہ سے کسی کارروائی میں (یعنی جو زنا کی وجہ سے چلائی گئی ہو) یہ سوال نہیں پوچھا جائے گا۔ اور نہ وہ اس کا جواب دینے پر مجبور ہوگا کہ کیا وہ زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ بجز اس کے کہ ایسا گواہ اسی کارروائی میں اپنے بینہ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو[3]۔

۱۷۰ف　**دفعہ ۱۸۲**: ہم دیکھ چکے ہیں کہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ نے اپنے دفعہ دوم کی رو سے عام طور پر فریقین کی ناقابلیت کو دور کرکے

[1] دیکھیے اوپر دفعہ ۱۸۰۔

[2] بورڈمان بنام بورڈمان۔ لا رپورٹ اپیر وبیٹ و ڈیورس صفحہ ۲۳۳۔

[3] ہابیج بنام ہابیج لا رپورٹ ۱ پروبیٹ و ڈیورس صفحہ ۲۲۲۔ ایوانس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ صفحہ ۳۷۸۔

اپنے دفعہ سوم کی رو سے اس شخص کی ناقابلیت کو باقی رکھا جس پر کسی فوجداری کارروائی میں کوئی الزام لگایا گیا ہو۔ قانون کی یہ حالت تھی جب ۱۸۵۴ء میں اٹرنی جنرل بنام راڈلاف[1] (Attorney v. Radloff) کا مقدمہ پیش ہوا۔ جو اکسچیکر کو اٹرنی جنرل کی جانب سے بہ بینہ خلاف ورزی قوانین مالگزاری کے متعلق ایک اطلاع تھی اور جس میں یہ سوال پیدا کیا گیا کہ کیا مدعی علیہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے قابل گواہ ہے۔ اور کیا مال کی کارروائیاں اس قانون کی تحت فوجداری کارروائیاں سمجھی جا سکتی ہیں۔ پالک چیف بیرن نے مقدمے کی سماعت کی۔ اور قرار دیا کہ یہ شہادت ناقابل ادخال ہے۔ اور فیصلہ سرکار کے حق میں کر دیا۔ لیکن مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم (اعلیٰ عدالت سے) اس بنا پر دیا گیا کہ شہادت بیجا طور پر نامنظور ہوئی تھی۔ بحث و غور کے لیے وقت لینے کے بعد بیرنس (Barons) ججوں نے جو مختلف الرائے تھے۔ علیٰحدہ علیٰحدہ فیصلے سنائے۔ پالک چیف بیرن (Pollock, C. B.) اور پارک بیرن (Parke, B.) نے قرار دیا کہ گواہ کو بجا طور پر لوٹا دیا گیا۔ اور پلاٹ اور مارٹن بیرنس (Platt & Martin BB.) نے کہ بیجا طور پر۔ اسی وجہ سے از سر نو مقدمہ چلانے کا حکم سوخت ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد اس موضوع پر قانون کو طے کرنے بہت سے قوانین وضع ہوئے[2]۔ اور سب سے آخر دفعہ ۳ قانون مقدمات تاج ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۰۴ وضع ہوا۔ اس کی رو سے ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعات ۲ و ۳ و ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳۔ اب پوری طرح مال کی کارروائیوں سے بھی متعلق ہیں۔

اصلی فوجداری کارروائیوں کا استثنیٰ جس کو اتنی احتیاط سے ۱۸۵۱ء و ۱۸۵۳ء کے قوانین موضوعہ کی رو سے باقی رکھا گیا تھا۔ ۱۸۷۲ء و ۱۸۹۳ء کے درمیان متعدد مخصوص قوانین موضوعہ کی رو سے اس سے اختلاف کرنے کے بعد قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء۔ ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ کی رو سے منسوخ کر دیا گیا۔

[1] ۱۰ اکسچیکر صفحہ ۸۴۔
[2] صفحہ ۲۰۹ کی نوٹ (۱) ملاحظہ کیجئے۔

ایک اگلے باب میں ہم اس پر غور کریں گے۔[1]

دفعہ ۱۸۳: اب ہم بعض ان اشخاص کا ذکر کریں گے۔ جو اپنے مخصوص رتبہ وو ظایف کی وجہ سے ناقابل ادائے شہادت سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں سب سے نمایاں ہستی بادشاہ کی ہے۔ یہ ایک مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ کہ کیا اس کا ہمارے عدالت ہائے انصاف میں بطور گواہ اظہار لیا جا سکتا ہے اور اگر لیا جا سکتا ہے تو یہ اظہار حسب معمول حلفی ہو گا یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اس کی شہادت حاصل کرنے کے لیے کوئی جبری احکام صادر نہیں کیے جا سکتے۔ ص ۱۷۱
ان دونوں سوالات کے جواب اثبات میں دینا چاہیئے۔ اور جدید اہل قلم[2] اساتذہ کی یہی رائے ہے[3]۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ چونکہ عدالتیں بادشاہ کی نمایندہ ہوتی ہیں۔ اسی لیے یہ ایک لغویت ہے کہ بادشاہ خود اپنے سامنے شہادت دے۔ لیکن یہ تو اس کے اپنے سامنے استغاثہ کرنے کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے۔ جو باوجود اس کے تمام فوجداری مقدمات میں ہوتا ہے۔ جن میں ایک معنی کرتے بادشاہ کی نمایندگی عدالت کرتی ہے۔ اور دوسرے معنی کرتے اٹرنی جنرل یا اس کی جانب سے دوسرے وکلا۔ مختصر رول (Rolle's Abridgement) جلد ۲ صفحہ ۶۸۲۔ میقات ہلیری (Hilary Term) صفحہ ۱۔ میں ذیل کا فقرہ پایا جاتا ہے۔ کہ "ہماری رائے میں بادشاہ اپنے مقدمے میں اپنے مہری خطوط کے ذریعے سے شہادت نہیں دے سکتا۔ اس کے برخلاف ہوبارڈ رپورٹ (Hob-ard Reports)

۱؎ "پہلی دو کوششیں مسودہ بنانے والوں میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہیں (۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۲ - دفعہ ۱۵ - ۱۸ و ۱۹ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۳۶) لیکن تیسری (۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۹۲ دفعہ ۱۴) صرف ایک حد تک کامیاب رہی" شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ہشتم دفعہ ۱۳۵۹ - ۲؎ دیکھیے دفعہ ۶۲۲ الف اور دفعات ۵۵۵ تا ۵۵۸ ۔
۳؎ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۲۸۱ - دیکھیے شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۸ ۔

کے صفحہ ۲۰۰ پر مقدمہ ابنیی بنام کلفٹن (Abignye v. Clifton) میں مرقوم ہے کہ عدالت چانسری نے اس کو روا رکھا ہے" لیکن مقدمۂ امی چند بنام بارکر[1] میں لارڈ چیف جسٹس ولس (L. C. J. Willes) نے کہا ہے کہ "کسی امر واقعاتی کے متعلق خود بادشاہ کے بھی دستخطی صداقت نامہ کو (بجز چانسری کے ایک قدیم مقدمہ ہوبارڈ صفحہ ۲۱۳ کے) ہمیشہ قبول کرنے سے انکار کردیا گیا ہے" ان کتابوں میں جس مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ عہد چارلس اول کا مقدمہ ابنیی بنام کلفٹن ہے۔ اس میں سوال اراضی سے متعلق ایک اقرار کا تھا۔ جو مدعی سمجھتا تھا کہ اس کی بیوی سے اس کے نکاح کے وقت جو لارڈ کلفٹن اور ان کی بیوی کی صاحبزادی تھی۔ کیا گیا تھا۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ "بادشاہ نے اپنے دستخطی خطوط کے ذریعے سے مرحوم لارڈ چانسلر کو لکھا کہ وہ اس اقرار کی تصدیق کرتے ہیں۔ نیز اس اقرار کے مفہوم و طریقے کی بھی جو ان سے کیا گیا تھا جس کی بابت انھوں نے لارڈ ابنیی کو اٹھارہ ہزار پونڈ سالانہ۔ ہزار پونڈ کی اراضی کے بجائے جس کا کہ لارڈ ابنیی نے اقرار کیا تھا۔ عطا کیے۔ اور یہ صداقت نامہ بلا اعتراض بجائے شہادت منظور کیا گیا" یہ مقدمہ اس نوعیت کا واحد مقدمہ ہے۔ اور اس کی اہمیت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ (۱) شہادت اعتراض نہ ہونے کی وجہ سے منظور کی گئی۔ اور (۲) اغلب یہ ہے کہ شاہی خط کے قابل ادخال ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بادشاہ کی عزت و توقیر کی وجہ سے بادشاہ کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا جا سکتا بلکہ بادشاہ کے صداقت نامہ اور اسقف وغیرہ کے صداقت نامۂ نکاح میں مشابہت تسلیم کی گئی تھی۔ اور اس نقطۂ نظر کی کچھ تصدیق اس واقعے سے ہوتی ہے۔ کہ اسی عہد حکومت کے مقدمۂ آل ساپ بنام بوٹرل (Alsop v. Bowtrell)[2] میں عدالت کنگس بنچ نے ایک ایسے صداقت نامے کو اٹرخٹ (Utrecht) میں منعقدہ ایک نکاح کا کافی ثبوت

---

[1] امی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء - ولس بر صفحہ ۵۵۰۔

[2] کروک عہد جیمس صفحہ ۵۴۱۔

قرار دیا۔ جس پر وہاں کے ایک وزیر اور اس شہر کی مہر ثبت تھی۔ اور جس سے
ظاہر ہوتا تھا کہ متناکحین کا وہاں نکاح ہوا تھا۔ اور وہ دو سال تک وہاں
مثل شوہر و زوجہ کے رہے تھے۔ اس فیصلے کو ولس چیف جسٹس (Willes, C. J.)
نے مقدمہ امی چند بنام بارکر میں ناپسند کیا۔ اور صاف طور پر یہ آج کل قانون
نہیں ہے۔ نیز چونکہ ایبنی بنام کلفٹن میں صداقت نامہ عطائے رقم سے
متعلق تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ عدالت نے اس کو منشور شاہی سمجھا ہو۔
صد ۱۷۲ بہر حال کسی بھی نقطۂ نظر سے یہ مقدمہ عدالتی طور پر یہ قرار نہیں دیتا ہے کہ بادشاہ
کی شہادت عام طور پر بغیر حلف منظور کی جاسکتی ہے سر ماتھیو ہیل کی رائے
بھی اس کے خلاف تھی۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ[1] "اگر کسی شخص پر بغاوت سنگین کا
الزام ہو تو بادشاہ اپنی مہر اعظم کے ذریعے سے یا زبانی طور پر شہادت نہیں
دے سکتا کہ وہ مجرم ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے مقدمے میں شہادت
دیگا۔ نیز گو بادشاہ بہ نفس نفیس عدالت کنگس بنچ میں نشست کر سکتا ہے۔ لیکن
بغاوت کے مقدمے میں فیصلہ نہیں سنا سکتا۔ بلکہ فیصلہ سینیر جج سنائے گا۔ کیونکہ
اپنے مقدمے میں جس طرح وہ گواہ نہیں ہو سکتا اسی طرح جج بھی نہیں بن سکتا۔
اور جرم سنگین کے لیے بھی یہی قانون اسی وجہ سے ہے۔ لیکن بعض صورتوں
میں بادشاہ کی مہر اعظم کے ذریعے سے گواہی جائز ہے۔ مثلاً معافی بربنائے کار شاہی
کا عذر عدالت میں کسی خاص دن حاضر نہ ہونے کے لیے کافی عذر ہوتا ہے۔"
اگر ہر صورت میں بادشاہ ناقابل گواہ ہو تو یہ کل فقرہ بے معنی و غیر متعلق
ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیل نے جن نظائر و اسناد کو یہ ثابت کرنے بیان کیا ہے کہ
فوجداری مقدمات میں بھی بادشاہ گواہ نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ عہد ایڈورڈ سوم
کے ان موت و ضبطی جایداد کی سزاؤں کی پارلیمنٹ میں منسوخی کے قدیم ریکارڈس (سجلات)
ہیں جو عہد سابق میں ارل لانکسٹر و مارٹیمرس[2] (Earl of Lancaster and Mortimers)

---

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔

[2] یہ ریکارڈس تفصیل سے علی الترتیب پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۴۴۔ اور ایضاً جلد ۲

کو دی گئی تھیں۔ اور جن سے یقیناً اس اصول کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ان فیصلہ جات کی منسوخی کے وجوہات خود ان سجلات سے یہ ظاہر ہوتے ہیں کہ ملزموں پہ حسب ضابطۂ قانون ان کے ہم رتبہ اشخاص کے روبرو الزام لگایا گیا تھا نہ انھیں چالان کیا گیا تھا۔ بلکہ پادشاہ کا ان کو مجرم کہنا قطعی سمجھا گیا تھا[1] ٹیلر کی شہادت میں[2] "سوانح چانسلر" مصنفۂ لارڈ کیمبل (Lord Campbell) کی سند پر کہا گیا ہے کہ "یہ سوال عہد چارلس اول میں پیدا ہوا۔ جب کہ ارل آف برسٹول (Earl of Bristol) نے جس پر بغاوت کبیر کا الزام لگایا گیا تھا۔ پادشاہ کو اس گفتگو کو ثابت کرنے جو اس کے اور پادشاہ کے درمیان چند مواقع پر ہوئی تھی بشہادت میں طلب کرنا چاہا۔ اس سوال کو ججوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ لیکن انھوں نے پادشاہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس پر کسی اظہار رائے سے عذر کیا۔ اور اب تک یہ سوال طے شدہ نہیں ہے۔" مقدمۂ اٹرنی جنرل بنام راڈلوف (Attorney-General v. Radloff) میں بارک بیج نے ضمنی طور پر۔ کیونکہ مقدمے کے فیصلے کے لیے اس کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ کہا[3] "یہ امر صاف ہے کہ پادشاہ گواہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس کو حاضری پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ صفحہ ۱۱۲ میں بیان کئے گئے ہیں۔

[1] عہد ایڈورڈ دوم کی عام بے آئینی اس صدر جہ بے ضابطگی کی ناکافی توجیہ سمجھی جائے تو اس کا ایک حل ازمنۂ وسطیٰ کے نقد ہائے نظر میں ملے گا۔ مثلاً آٹھویں صدی کی ابتدا میں قوانین وہٹ روڈ (Whitroed) شاہ کنٹ کے دفعہ ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں کہ "اسقف و پادشاہ کا قول بغیر حلف کے ناقابل تردید ہوگا"۔ اس کے متعلق دیکھئے قانون قدرت و اجانب مصنفۂ پوفنڈارف کتاب ۴ باب ۲ دفعہ ۴۔ آخر میں۔ اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۲ نوٹ ۱۔ طبع پنجم۔

[2] دفعہ ۱۳۴۲۔ طبع چہارم۔

[3] ۱۰ ایکچیکر ۹۳-۹۴۔

مجبور کرنے کے کوئی ذرائع نہیں ہیں"۔ لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ یہ قول عدالتی ۱۷۳
بجز اس کے کہ اس کو بادشاہ کے حاضر عدالت ہونے پر مجبور کرنے تک
محدود کریں صحیح قانون نہیں ہے۔ اور بادشاہ شہادت دینے کے قابل
ہے گو حلف اٹھانے کے بعد۔ مقدمہ برکلے پیریج[1] (Berkeley Peerage)
کا یہ فیصلہ کہ شہادت میں جارج چہارم کا ایک ایسا خط منظور نہ کیا جائے۔
جس پر اس نے اپنی زندگی میں دستخط کئے تھے۔ اس سوال پر موثر نہیں ہے۔
اب صرف یہ کہنا رہ جاتا ہے کہ بادشاہ پر گولیاں چلانے اور پتھر وغیرہ
پھینکنے کے ان متعدد مقدمات میں جو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہے ہیں[2]۔
بادشاہ کو بطور گواہ طلب نہ کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ کیونکہ حملہ
یا ضرر شخصی کی دوسری کارروائیوں میں قانوناً یہ ضروری نہیں ہے کہ فریق
متضرر کو خانۂ شہادت میں بلایا جائے۔ اس کی غیر حاضری پر صرف توجہ
دلائی جاسکتی ہے۔ اور بادشاہ کی صورت میں اس کی پوری توجہ اس
تکلیف سے ہوجائے گی جو ایسے گواہ کو دوسری قابل اطمینان شہادت
کی موجودگی میں بلانے سے ہوگی۔

دفعہ ۱۸۴: دوسرے اشخاص جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کہ وہ
بادی النظر میں شہادت دینے کے قابل نہیں ہوتے ہیں وہ کسی مقدمے کے
کونسل اور سالیسٹر ہوتے ہیں۔ نیز وہ جج و جوری بھی جو اس مقدمے کی سماعت
کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کے متعلق کوئی دشواری نہیں ہے۔ کیونکہ
یہ طے شدہ قانون اور روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ سالیسٹر اپنے موکل کی
موافقت و مخالفت میں گواہی دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔ گو نہ
سالیسٹر اور نہ کونسل کو اجازت ہوگی کہ بغیر منظوری موکل ان امور کو فاش کردیں

[1] دیکھئے اخبار لا جرنل مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۱ء
[2] دیکھئے مقدمہ ہاڈفیلڈ ۱۸۰۰ء۔ ۲۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس۔ ۱۲۸۲۔ اور مقدمہ کالنس ۱۸۳۲ء مکیا رنگش

جن کی اطلاع انھیں بہ رازداریٔ پیشہ دی گئی ہو۔ لیکن سابق میں اس سوال کے متعلق شبہ تھا کہ کیا کونسل یعنی وکلائے مقدمہ میں گواہی کی قابلیت ہوتی ہے۔ مقدمہ اسٹونس بنام بیرن (Stones v. Byron) میں جو ایک شریف کے سامنے سنا گیا تھا۔ مدعی اپنے مختار کے ذریعے سے جو اس کے وکیل کا کام کرتا تھا۔ حاضر ہوا تھا۔ اور جس نے دونوں جانب کے گواہوں کے اظہار لیے جانے کے بعد جواب میں ایک تقریر کی۔ اور جوابدہی کی تردید میں اپنے کو بطور گواہ پیش کرنا چاہا۔ اس پر اعتراض کیا گیا۔ لیکن شریف نے اس کی منظوری دے دی۔ اور مقدمے کو از سرِ نو چلانے کی اجازت کا حکم اظہار وجہ اس بنا پر حاصل کر لینے کے بعد کہ اس شہادت کو نامنظور کرنا چاہئے تھا۔ یہ مقدمہ عدالت ضمانت میں پاٹیسن جج (Patteson, J.) کے سامنے بحث کے لیے پیش ہوا۔ اور حکم اظہار وجہ کی تائید میں بحث کی گئی کہ یہ عملدرآمد نہایت خطرناک نتائج کا حامل ہوگا۔ اگر کسی مختار یا کسی اور شخص کو جو بحیثیت وکیل کسی شخص کی جانب سے کام کر رہا ہو اجازت دی جائے کہ وہ بعد میں ان بیانات کی تائید میں جو اس نے اپنی تقریر میں کئے ہوں اپنے کو بطور گواہ جوری کے روبرو پیش کرے۔ وکیل و گواہ کی حیثیتوں کو سختی کے ساتھ الگ رکھنا چاہئے۔ ۱۷۴
ایک تو وہ شخص ہوتا ہے جو سرگرمی و جوش سے اپنے موکل کے مفاد کی حمایت کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو حلف دیا جاتا ہے۔ کہ انصاف و غیر جانب داری سے۔ فریقین کے ساتھ کسی تعصب یا طرف داری کے بغیر جو کچھ اس نے دیکھا یا سنا ہو وہ سچ سچ کہہ دے۔ جوری کو کافی دشواری آن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہین صفحہ ۳۰۵۔ نیز مقدمہ ارل آف اکسفورڈ ۱۸۴۲ء وایضاً ۵۲۵ وغیرہ۔

[1] دیکھیے دفعہ ۱۸۵۔

[2] ۱۸۴۴ء ۲ ڈاولنگ ولاونڈس رپورٹس (D & L, ie Dowling & Lownde's Reports).

۲۹۳-۱۶ لا جرنل کوئینس بنچ ۲۲-۲۵ رسل دریان ۱۸۸-

بیانات کو علیحدہ کرنے میں پیش آئے گی۔ جو انھوں نے وکیل سے بحیثیت وکیل اور پھر اسی شخص سے بحیثیت گواہ سنے ہوں۔ جن اسناد کا حوالہ دیا گیا نہ صرف سر تھامس مور (Sir Thomas More) کے مقدمے کی نظیر تھی[1] جس میں اس وقت کے سالیسیٹر جنرل نے جو چالان کی طرف سے پیروی کر رہے تھے۔ وکلا کی جگہ چھوڑ دی اور تاج کی جانب سے گواہی دی۔ اس فعل کے متعلق مقدمہ اسٹو نس بنام پیرن کے کونسل نے لارڈ کیمبل کے الفاظ کو ان کی سوانح چانسلری سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ "یہ اس عدالت کی ابدی ذلت ہے جس نے شایستگی کو اس حد تک ترک کر دیا" اور عدالت کنگس بنچ کے مقدمات ملک بنام برائس[2] (R. V. Brice) میں ارشادات جن کی رو سے قرار دیا گیا کہ کسی چالان کے مستغیث کو جوری کو مخاطب کرنے اور ان سے مقدمے کے حالات بیان کرنے کی اجازت منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ سے نہیں کہ "مستغیث عام طور پر گواہ ہو سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ گواہ ہو۔ اور یہ امر نامناسب ہے۔ کہ اس کو جوری سے ان امور کو حلف لیے بغیر بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔ جن کو وہ بعد میں حلفیہ طور پر بیان کرے گا۔" لیکن ملک بنام ملنی (R. V. Milne) کے مقدمے میں جس کی رپورٹ ملک بنام برائس کی ایک نوٹ کے ساتھ کی گئی ہے۔ لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے قرار دیا کہ ایسے مستغیث کو بھی جوری کو مخاطب کرنے کی اجازت نہیں۔ جس نے کہ شہادت دینے کے اپنے حق سے دست برداری کر لی ہو۔ اس عملدرآمد کی صحیح وجہ بلاشبہ یہ ہے کہ قانون کی نظر میں ایسا مقدمہ سرکاری مقدمہ ہوتا ہے۔ اور مستغیث کو اس میں کسی دوسرے گواہ سے زیادہ غرض نہیں ہوتی ہے[3]۔ زیر غور مقدمے میں

---

[1] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۳۸۶-۳۹۰-جلد ۱

[2] ملک بنام برائس ۱۸۱۹ء ۲ بارن وال اور اڈالفس صفحہ ۶۰۶۔

[3] مختصر رول۔ جلد ۲ صفحہ ۶۸۸ "گواہیاں" صفحہ ۸۔ ملک بنام برائس ۲ بارن وال واڈالفس صفحہ ۶۰۶۔

پائیمن جج نے مدعی علیہ کے کونسل کی رائے کو اختیار کرلیا۔ اور مقدمے کو ازسرنو چلانے کے حکم اظہار وجہ کو قطعی کردیا۔ اور یہ کہا کہ ان کی رائے میں سماعت مقدمہ پہ جو طریق کارروائی اختیار کیا گیا۔ وہ اغراض عدل گستری کے لیے نامناسب تھا۔ اور یہ کہ مختار کی شہادت کو منظور نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور چونکہ وہ منظور کی گئی تھی۔ اس لیے دوبارہ سماعت ہونی چاہئے۔ اور عدالت ضمانت ہی میں ایک بعد کے مقدمہ ڈان بنام پاپک وڈ[1] (Dann v. Packwood) میں دوبارہ سماعت کے لیے حکم اظہار وجہ کی درخواست اس بنا پر دی گئی کہ مدعی کے مختار نے اس مقدمے میں بحیثیت کونسل کام کیا اور پھر بے ضابطگی سے بحیثیت گواہ گواہی دی۔ بحث میں مقدمۂ اسٹونس بنام بیرنس کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن اس کو اس بنا پر ممیز کرنے کی کوشش کی گئی کہ زیر بحث مقدمے میں مختار نے صرف اپنے موکل کا مقدمہ بیان کیا۔ اور اس کے بعد ہی اپنے کو بطور گواہ پیش کیا۔ اور فریق ثانی کی شہادت پر کوئی تنقید نہیں کی۔ جس طرح کہ مختار نے مقدمہ سٹونس بنام بیرنس میں کی تھی۔ لیکن ارل جسٹس (Erle, J.) نے مقدمے کو ازسرنو چلانے کے حکم اظہار وجہ کو قطعی کردیا اور یہ کہا کہ "میری دانست میں یہ نہایت ہی قابل اعتراض عمل ہے کہ مختار اس مقدمے میں شہادت دے۔ جس میں کہ وہ بحیثیت وکیل کام کر رہا ہو" اور عدالت ضمانت کی رپورٹس کی رو سے انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس اصول پر مرحوم لارڈ ٹن ٹر ڈن (Lord Tenterden) نے بھی عمل کیا تھا۔ اور میری دانست میں وہ صحیح ہے۔" یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہ دونوں مقدمات واحد ججوں کے فیصلے ہیں۔ اور ان کے الفاظ سے بطور ایک عالمی اصول کے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ کسی بھی حالت میں کسی کونسل یا اڈوکیٹ کا اس مقدمے میں جس میں کہ یہ لوگ

ص ۱۷۵

[1] ڈن بنام پاک ووڈ ۱۸۴۹ء ۱۱ جورسٹ ۲۴۴ مقدمات منتخبہ۔ مقدمہ ڈین بنام پاک ووڈ اونگ لا اڈس ۳۱۵۔ نوٹ ب۔ ۵۵ رسل وریان ۵۰۳۔ نوٹ۔

اس حیثیت سے کام کر رہے ہوں بطور گواہ اظہار نہیں لیا جا سکتا۔ ہماری دانست میں کسی ایسے موقف کی مدافعت دشوار ہوگی۔ کیونکہ بعض مقدمات ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں اڈووکیٹ ہی نہایت اہم شہادت کا واحد حامل ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اگر وہ اس واقعہ سے واقف تھا۔ تو اس کو اس مقدمے میں بحیثیت کونسل کام نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ کیونکہ اکثر خصوصاً فوجداری مقدمات میں واقع ہوتا رہتا ہے کہ امر تنقیح طلب سے متعلق واقعات کا علم دوران مقدمہ میں ہوتا ہے۔ گو ابتدا میں ان کے متعلق ہونے کو محسوس کرنا ناممکن تھا۔ فرض کرو کہ مقام الف پر قتل کا ایک الزام لگایا گیا ہے۔ جس کی جوابدہی ایک جھوٹے عذر عدم موجودگی سے کی جاتی ہے ــــــــ مثلاً اس عذر سے کہ ملزم اس دن اور اس گھنٹہ ایک دوسرے مکان کے ایک حجرہ مقام ب میں تھا۔ اور ممکن ہے کہ کونسل منجانب چالان اس دن اور اس گھنٹہ اس حجرے میں تنہا ہو۔ اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر جانتا ہو کہ ملزم اس وقت وہاں نہیں تھا تو کیا اس کی شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرایا جائے گا؟

اسٹونس بنام بیرن۔ اور ڈان بنام پایک۔ ڈ کے مقدمات سے زیادہ سے زیادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل اپنے موکل کی جانب سے گواہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور ان سے یہ سوال تشنہ رہ جاتا ہے کہ کیا وہ فریق ثانی کی جانب سے بھی قابل گواہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ملحوظ رکھئے کہ یہ امر نہایت ہی خطرناک ہوگا کہ کسی فریق کو جو جانتا ہو کہ اس کے خلاف اہم۔ اور شاید واحد طور پر یہ اہم شہادت کوئی اڈووکیٹ دے سکتا ہے۔ اجازت ہو کہ اس کا منہ اس کو وکیل بنا کر بند کر دے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کسی کونسل کو ان حالات کے تحت وکالت منظور نہیں کرنی چاہئیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سوال یہ نہیں ہے کہ عزت وکلا کس امر کی متقاضی ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ قانون کس امر کی اجازت دیتا ہے۔ پیشہ وری استحقاقات کا بیجا استعمال ہو سکتا ہے۔ اور ایک ایسے پیشے کے ہر رکن کی معصومی جس میں

کثیر التعداد لوگ ہوں۔ قانون سازی کی غیر محفوظ بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتا دینا مناسب ہے کہ قانون شہادت ۱۸۴۳ئہ (۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵) کے پہلے۔ پرانے قانون کے تحت جب کسی گواہ کی نامنظوری کا سبب نتیجۂ مقدمہ میں غرض ہوتی تھی۔ تو اس اصول کا اطلاق ایسی صورت میں نہیں ہوتا تھا۔ جس میں کہ یہ غرض فریبانہ طور پر ناقابلیت پیدا کرنے کے لیے پیدا کی جاتی تھی۔[۱]

دفعہ ۱۸۵: بات یہ بھی نہیں ہے کہ اس امر پر نظائر و اسناد اتنے کم ہیں جتنے کہ عدالت ضمانت کے فیصل کردہ دو مقدمات میں تصور کر لیا گیا ہے۔ مختصر شہادت مصنفۂ بیکن صفحہ الف ۳ میں مرقوم ہے کہ "یہ بہت بڑی تکلیف ہوگی کہ کونسل کو بطور گواہ استعمال ہی نہ کیا جا سکتا ہو۔ کیونکہ اس طریقے پر ہر ایسے شخص کی گواہی فیس دینے سے روک دی جا سکتی ہے۔" مقدمہ کٹس بنام پکرنگ[۲] (Cuts v. Pickering) میں عدالت نے بطور قول عدالتی قرار دیا کہ گواہی دینے کی قابلیت کے متعلق قانون کونسل یا مختار کے لیے بھی ایک ہی ہے اور سر جان ہالس (Sir John Hawles) جیمس دوم[۳] کے سرکاری مقدمے پر اپنے تبصرے میں کہتے ہیں کہ "ہر شخص جانتا ہے کہ کونسل کو اپنے موکل کے خلاف شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ موکل کی جانب سے کوئی راز کی اطلاع نہ ہو۔" اور یہی اس کتاب میں بھی مرقوم ہے جس کا نام "مقدمات[۴] جوری" ہے۔ اور مقدمات والڈرن بنام وارڈ (Waldron v. Ward)

---

[۱] فلپس و امیاس صفحہ ۱۴۴۔

[۲] ونٹرس رپورٹس (Ventri's Reports,) جلد ۱ صفحہ ۱۹۷۔

[۳] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۹۵۴۔ جلد ۱۱۔

[۴] صفحہ ۵۰۸۔

[۵] اسٹائلس رپورٹس (Styles Reports) ۴۴۹۔

صفحہ ۱۷۶

اور اسپارک بنام مڈلٹن[1] (Sparke v. Middleton) میں ایک فریق کے کونسل کا اظہار لیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کسی مقدمے کے کونسل کو بطور گواہ طلب کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ اور جہاں کہیں ممکن ہو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ قانوناً جج کو اس کے نامنظور کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ گو تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اگر عدالت بالادست کی رائے ہو کہ ایسے گواہ کو منظور کرنے سے کوئی عملی خرابی ہوئی ہے تو وہ اپنی صوابدید کے مطابق از سر نو سماعت مقدمے کا حکم اگر بطور استحقاق نہیں تو اختیار تمیزی سے دیگی۔

دفعہ ۱۸۶: ان نقطہ ہائے نظر کی توثیق مقدمہ کابٹ بنام ہڈسن (Cobbet v. Hudson) سے ہوگئی[2]۔ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے فریقین مقدمے کے گواہ بننے کو جائز رکھنے کے بعد چونکہ تمام اشخاص جو کسی عدالت انصاف میں دعویٰ یا جوابدہی کرتے ہیں اگر چاہیں تو بغیر قانونی مدد کے خود اپنا مقدمہ چلا سکتے ہیں۔ یہ امر صاف ہوگیا کہ یہ سوال کہ کیا جو شخص اس طرح پر خود اپنا مقدمہ چلائے شہادت بھی دیسکے گا بہت جلد فیصلے کے لیے پیش آئے گا۔ اور آخرکار یہ سوال مقدمۂ مذکورۂ بالا میں پیش ہوا۔ لارڈ کیمبل چیف جسٹس کے اجلاس پر مدعی جو بصیغۂ مفلسی نالش کر رہا تھا۔ اپنا مقدمہ خود چلایا۔ لارڈ چیف جسٹس نے اس سے کہا کہ اگر وہ جوری کو بحیثیت وکیل کے مخاطب کرے گا تو بطور گواہ شہادت نہیں دے سکے گا۔ مدعی نے صرف بحیثیت وکیل کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور فیصلہ بحق مدعی علیہ کر دیا گیا۔ اس پر مقدمے کو از سر نو چلانے کی اجازت کے لیے حکم اظہار وجہ اس بنا پر مانگا گیا کہ مذکورۂ بالا حکم صحیح نہیں ہے۔ اور اس حکم کو

---

[1] کیمبل رپورٹس ۵۰۵۔ نیز دیکھئے مایع رپورٹس ۸۳۔ قاعدہ ۱۳۶۔

[2] کابٹ بنام ہڈسن ۱۸۵۲ء ا۔ ایلس و بلاکبرن ۱۱۔ ۲۲ لا جرنل کوئینس بنچ ۱۱۔

عدالت کوئینس بینچ (لارڈ کیمبل چیف جسٹس ۔ کولرج (Coleridge) و ٹمان
(Wightman) اور ارل جسٹس (Erle, J. J.) نے قطعی کر دیا ۔ لیکن ایک ۱۷۷ص
مدلل فیصلے میں خود مدعی کے اڈوکیٹ و گواہ دونوں ہونے کو سخت
ناپسند کیا ۔

لیکن کونسل (یا اڈوکیٹ کی حیثیت میں سالیسٹر) کے اسی عدالت کے روبرو جس کے سامنے وہ بطور وکیل کام کر رہا ہو ۔ اپنے موکل کے موافق یا مخالف شہادت دینے کے متعلق گو قانون کچھ ہو ۔ لیکن اس میں تو شبہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایسی شہادت ایک دوسری عدالت کے سامنے سابقہ مقدمے میں جو کچھ گزرا ہو ۔ اس کی توضیح کرنے کے لیے دی جا سکتی ہے ۔ یہ صاف قانون ہے کہ جب موکل کی کونسل کو دی ہوئی صاف ہدایات پر کہ مقدمے میں صلح کر لی جائے کونسل کوئی صلح غلطی سے کر لیتا ہے ۔ مثلاً ایک امر پر راضی ہونے کے بجائے وہ نادانستگی سے دوسرے امر پر راضی ہو جاتا ہے ۔ یا جب فریقین کے وکلا متفق نہیں ہوتے ہیں ۔ تو نہ کونسل اور نہ موکل اس صلحنامے کے پابند ہوتے ہیں ۔ اور عدالت اس کو منسوخ کر دیگی ۔ عدالت مرافعہ نے اس اصول پر مقدمۂ ہکمان بنام برنس[1] (Hickman v. Berens) میں عمل کیا ۔ اس میں اور دو جدید مقدمات[2] میں عدالت نے کونسل کے بیانات پر عمل کیا ۔ لیکن ایسی شہادت لینے کے طریقے مختلف رہے ہیں ۔ ہکمان بنام برنس میں کونسل نے وکالت نامہ داخل کیا تھا اور اس نے ایک بیان دیا جس پر اس سے سوالات نہیں کئے گئے ۔ کیمپ شل بنام ہالینڈ[2] (Kempshall v. Holland)

[1] ہکمان بنام برنس ۱۸۹۵ء ۲ چانسری ۶۳۸-۶۳۰، ۷۳ لاٹائمز ۳۲۳ عدالت مرافعہ ۔ کیکیوچ جسٹس کے فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے ۔ اور کیمپ شل بنام ہالینڈ کے مقدمے کے متعلق دیکھئے اخبار لاٹائمز مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۵ء ۔ ۹۸ لاٹائمز ۴۰۹ ۔ یہ ایک خلاف ورزی اقرار نکاح کا مقدمہ تھا ۔ اور اس کا سمجھوتہ ان شرائط پر کیا گیا تھا ۔ کہ مدعیہ کو ہزار پونڈ اور اس کے سالیسٹر کو دو سو پونڈ اخراجات کی بابت دئے جائیں گے ۔ اور مدعیہ یہ اقرار کریگی کہ وہ مدعی علیہ کو نہیں چھیڑیگی اور اس کے خطوط واپس کر دے گی ۔

[2] کیمپ شل بنام ہالینڈ ۱۸۹۵ء ۱۴ آر (Rie, Rawle's Reports) ۳۲۶ ۔ عدالت مرافعہ اور

میں کونسل عدالت میں ایک تحریری بیان لے کر آیا تھا۔ جس کے متعلق اس پر حلف دینے کے بغیر سوالات کئے گئے۔ اور مقدمہ ولڈنگ بنام سانڈرسن (Wilding v. Sanderson) میں گو برن جسٹس (Byrne J.) غیر حلفی بیانات منظور کر لینے پر آمادہ تھے۔ لیکن کونسل مدعی کے یہ کہنے پر کہ اگر مقدمہ عدالت بالا دست تک گیا تو ان کی غیر حلفی شہادت نامنظور ہوگی۔ کونسل کو حلف دیا گیا۔ اور اس نے اپنا اظہار اپنے مقام پر اپنے جُبّہ میں کھڑے ہو کر دیا۔ مقدمۂ کیمپ بل بنام ہالینڈ میں لارڈ ایشر (Lord Esher) کے اس قول کے متعلق کہ ان صورتوں میں عدالت کبھی حلف نامہ طلب نہیں کرے گی۔ بلکہ کونسل کی عزت پر اعتماد رکھے گی۔ ہماری یہ عرض ہے کہ عام طور پر غیر حلفی بیان کافی ہے۔ لیکن اکثر صورتوں میں ایسے بیان کا تحریری ہونا اور کونسل کا عدالت میں اس کو پڑھ کر سنانا ضروری ہے۔ اور چند صورتوں میں (جن کا تصفیہ سماعتِ مقدمہ پر عدالت کرے گی) ایسا بیان حلفی بھی ہوگا۔

دفعہ ۱۸۷ : اب ارکان جوری کے متعلق غور کیجئے۔ یہ امر پوری طرح طے شدہ ہے کہ ایک رکن جوری اس مقدمے کے کسی فریق کی جانب سے جس کی کہ وہ سماعت کر رہا ہو گواہ ہو سکتا ہے[1]۔ ایسا ہونا ناگزیر ہے۔ ص ۱۸۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ مقدمۂ ولڈنگ بنام سانڈرسن ۱۸۹۷ء ۲، لا ٹائمز ۲۶۴، ۳۔ (برن جسٹس)

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہاکنز جلد ۲۔ باب ۴۶ دفعہ ۱۷۔ ملک بنام ریڈنگ، ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۷۔ ملک بنام ریڈنگ، ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۷، ملک بنام سمتھ ۱۸۔ ایضاً ۱۲۳۔ بنٹ بنام دی ہنڈرڈ آف ہارٹفرڈ (Bennet v. The Hundred of Hartford). اشارٹس ۲۲۳۔ ملک بنام ہاسر ۲۔ کیارنگٹن و پین ۴۸۴۔ ۲۔ مانلی بنام شا۔ کیارنگٹن و مارشن (Car & M.) ۳۶۱۔ امریکا میں بھی یہی قانون ہے۔ ڈنبار بنام پارکس ۲ ٹائلر (Tyler Rep.) ۲۱۷۔ اسٹیٹ بنام پاول ۲ ہالسٹڈ (Halsted) نیوجرسی لا رپورٹس (N. J) ۲۴۴۔ ہاسر بنام دولت عامہ اہ پن سلوانیہ اسٹیٹ

کیونکہ بصورت دیگر وہ اشخاص جو قیمتی شہادت دے سکتے ہیں جوری میں شریک کیئے جانے کی وجہ سے محروم ہوجائیں گے۔ بلکہ ان کی شہادت کو خارج کرانے فریبانہ طور پر جوری میں شریک کرا دئے جائیں گے۔ لیکن یہاں ایک اہم فرق ملحوظ رکھنا چاہئے۔ یعنی عام معلومات اور خاص ذاتی علم کا فرق۔ اس مضمون کے ایک مصنف نے اصول کو یوں بیان کیا ہے[۱] کہ ''اب یہ پوری طرح طے شدہ ہے کہ کوئی رکن جوری اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ کیا فیصلہ شہادت کے مطابق تھا یا اس کے مخالف۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ یقین کے خانگی وجوہات قانونی شہادت کی حد تک نہ پہنچتے ہوں۔ اور اگر ایسی شہادت خانگی طور پر ایک رکن باقی دوسروں کو بیان کرے تو اس میں تہدید حلف کی کمی ہوگی۔ اور اس پر جرح بھی نہیں ہوسکے گی۔ اسی لیے اگر کسی رکن جوری کو امر تنقیح طلب سے متعلق کوئی اہم شہادت معلوم ہو تو اس کو بطور گواہ حلف دینا چاہئے۔ اور اس پر جرح ہونی چاہئے۔ اور اگر وہ خانگی طور پر ایسے واقعات بیان کرے تو یہ مقدمہ کی دوبارہ سماعت کی بنا ہوگی۔ ذیل[۲] کے مقدمات سے اس فرق کی اچھی توضیح ہوگی۔ مقدمۂ ملک بنام راسٹر (R. V. Rosser) میں ملزم پر ایک مکان مسکونہ سے ایک گھڑی اور مہر میں مالیتی سات پونڈ کے سرقہ کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور چالان کے ایک گواہ کے حلف اٹھانے کے بعد کہ اس کی رائے میں وہ مال اس قیمت کا ہے جج نے مقدمے کا خلاصہ جوری کو سنادیا۔ اس کے بعد جوری نے دریافت کیا کہ کیا وہ خود بھی اس مال کی کوئی قیمت لگا سکتے ہیں۔ وان جسٹس (Vaughan, J.) نے جواب دیا کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ رپورٹس ۳۳۲ (Pa. St) ماک کین بنام لاف وہل سلکٹ کیس (Hill S. C.) ۵۰۶۔ وصیت نامہ فاسٹر ۳۴ مچیلن رپورٹس (Mich. Rep.) ۲۱۔

[۱] شہادت مصنفۂ اسٹارکی طبع چہارم ۱۲۸۔

[۲] ملک بنام راسر ۱۸۳۶ء ۷ کیا رنگٹن و پیں ۶۴۸۔

"اگر تمھیں اس کے متعلق شہادت دینے پر شبہہ کرنے کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ تو تم ایسا کرسکتے ہو۔ اس مضمون سے متعلق اگر تمھیں کچھ معلومات ہوں تو تم ان کو استعمال کرسکتے ہو۔ تم میں سے بعض غالباً اس کی تجارت کرتے ہوں گے۔ اور پارک جج (Parke, B.) نے اضافہ کیا کہ" اگر کوئی صاحب اس کی تجارت کرتے ہیں تو ان کو بطور گواہ کے حلف دیا جانا چاہیئے۔ عام معلومات جو کوئی شخص بھی اس مضمون کے متعلق رکھتا ہے وہ بغیر حلف استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ معلومات اس تجارت کے علم کی وجہ سے ہیں تو ان صاحب کو حلف دیا جائے گا"۔ اور مقدمۂ مان لی بنام شا[1] (Manley v. Shaw) میں دعویٰ ایک ہنڈی کے قبول کنندہ کے خلاف تھا۔ اور مدعی علیہ کے دستخط کے ثبوت کے بعد ایک رکن جوری نے ہنڈی کو دیکھ کر کہا کہ اس کا اسٹامپ جعلی ہے۔ اور عدالت سے بیان کیا کہ بہت سے معزز گھرانوں میں بڑی مقدار میں جعلی اسٹامپ پائے جاتے ہیں۔ اس پر

صـ ۱۷۹ ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C. J.) نے فرمایا کہ "ان رکن جوری کو جو کہتے ہیں کہ اسٹامپ جعلی ہے بطور گواہ حلف دیا جائے تاکہ وہ اپنے ساتھی دوسرے ارکان جوری کے روبرو قبل اس کے کہ وہ ان کی رائے پر عمل کریں شہادت دیں"۔ اور ان صاحب سے کہا کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو ان کا اظہار بطور گواہ حلف دینے کے بعد جعل ثابت کرنے لیا جائے گا۔ اس رکن جوری نے اس سے انکار کیا۔ اور کوئی اور شہادت نہ ہونے کی وجہ سے جج نے مدعی کے لیے فیصلے کی ہدایت کردی۔

دفعہ ۱۸۸: اب آخر میں ججوں کے متعلق غور کیجیئے۔ باوجود ان الفاظ کے جو گاسکاین چیف جسٹس[2] (Gascoigne, C. J.) سے متعلق کئے جاتے ہیں

[1] کیارنگٹن و مارشمان صفحہ ۲۷۱۔
[2] ہنری چہارم ۱۴ الف۔ یبقات السمر ینز دیکھئے بلیوڈن ۸۲۔

یہ امر صاف ظاہر ہے کہ کسی گواہ کی قابلیت پر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جس منشور کے ذریعے سے کوئی عدالت قایم ہوئی ہو۔ اس میں وہ بھی ایک جج مقرر ہوا ہو[۱]۔ لیکن اگر اسی کے اجلاس پر مقدمہ سماعت کے لیے پیش ہو تو فرق کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۶۶۰ء میں بادشاہ کے قاتلوں میں سے ایک پر جب مقدمہ ایک خاص کمیشن کے روبرو سماعت کیا جا رہا تھا۔ تو اس کمیشن کے دو ججوں نے اجلاس سے اتر کر شہادت دی۔ اور جب تک مقدمہ ختم نہیں ہو گیا۔ اجلاس پر پھر نہیں گئے[۲]۔ لیکن شاید یہ شائستگی کی وجہ سے ہو۔ جب کسی امیر پر مقدمے کی دارالامرا سماعت کرتا ہے تو ہر امیر قابل گواہ ہوتا ہے[۳]۔ لیکن ایسے موقعوں پر تو ہر امیر بحیثیت جج و جوری نشست کرتا ہے۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے جج کی گواہی دینے کی قابلیت پر اعتراض اگر ہو سکتا ہے تو وہ اس بنا پر تو نہیں ہو سکتا۔ کہ اسی کو مقدمے پر رائے قایم کرنی ہوتی ہے ـــ اس حجت سے تو ارکان جوری بھی خارج ہو جائیں گے۔ لیکن وہ کچھ ایسے ہی وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے جیسے کہ کونسل کی قابلیت پر کئے جاتے ہیں یعنی اس دشواری کی بنا پر جو جوری کو اس کی گواہی۔ اور امور قانونی کے متعلق اس کی ہدایت اور دوسرے گواہوں کی شہادت پر اس کی تنقید میں فرق کرنے میں پیش آئے گی۔ اور اس کا جواب بھی وہی ہوگا کہ ممکن ہے کہ صدر نشین جج بھی اہم شہادت کا واحد حامل ہو۔ اور امر تنقیح طلب سے

---

[۱] ایپلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہاکنز باب ۴۶ دفعہ ۱۷۔ مختصر شہادت مصنفۂ بیکن الف ۲۔ ملک بنام ہاکر۔ جے کیلنگ رپورٹس (J. Kely. Rep.) ۱۲ تبصرۂ سر جان ہالس بر مقدمہ ۱۸۔ ہوول سٹیٹ ٹرائلس ۴۵۹۔

[۲] شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۳۸۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد ا دفعہ ۳۶۴۔ طبع چہاردہم۔

[۳] ملک بنام ہاکر۔ جے کیلنگ رپورٹس ۱۲۔

[۴] مقدمہ لارڈ اسٹافورڈ ۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۸۴۔ ۱۴۵۸۔ ۱۵۵۲۔ مقدمہ ارل آف ماکلس فیلڈ ۱۶ ایضاً ۱۲۵۲۔ ۱۳۹۱۔

اس شہادت کے متعلق ہونے کا اس وقت تک شبہہ بھی نہ ہو سکتا ہو۔ جب تک کہ مقدمہ اچھی طرح نہ چل جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ فریقین مقدمے کو انتخاب جج میں کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر کوئی اعتراض تحکمی طور پر یا وجہ ظاہر کرکے نہیں کر سکتے ہیں۔

اس جج کے متعلق جو نہ مقدمے کی سماعت کر رہا ہو۔ اور نہ کمیشن میں اس کا نام ہو۔ کہا گیا ہے کہ یہ امر مشکوک ہے کہ کیا اس کو اس امر کے متعلق شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکے گا جس کا اس کو بحیثیت جج علم ہوا ہو۔[1] لیکن غالباً وہ گواہی دینے کے قابل ہے۔ گو اس کے متعلق بھی شک کیا گیا ہے۔ یہ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ ان امور کے متعلق جن کا علم اس کو بحیثیت جج کے نہ ہو جج گواہی کے قابل اور گواہی دینے پر اسی طرح مجبور کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کوئی اور گواہ حال حال میں کم سے کم صفحہ ۱۸۱

---

[1] ڈائجسٹ مصنفہ اسٹیفن بحوالہ مقدمۂ ملک بنام گیا زرڈ۔ ۸ کیا رنگٹن وپین ۵۹۵۔ اس مقدمے میں پاٹسن جج نے بڑی جوری کو مشورہ دیا کہ اجلاس سہ ماہی کے سرزشین کا اُس امر کے متعلق جو کسی شخص نے اس کی عدالت میں سماعت مقدمے کے وقت گواہی میں بیان کیا ہو اظہار نہ لیں۔ "ان اشخاص کے متعلق جو عہدۂ ججی پر فائز ہوتے ہیں یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان کے عمل کو جرح و تنقید کا موضوع بنانے کے متعلق اہم اعتراضات ہیں۔ اور چونکہ ہر امر جس کو یہ لوگ ثابت کر سکتے ہیں دوسروں کے ذریعے سے بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ قانون کی عدالتیں ناپسند کرتی ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ منع کرتی ہیں کہ ان لوگوں کا اظہار نہ لیا جائے۔" از کلیسی بیرن (Cleasby B.) بمقدمۂ ڈیوک آف بیوفورٹ بنام کرڈ پالیٹن بورڈ آف ورکس۔ نیچے۔ نیز دیکھئے مقدمہ ملک بنام ہاردی ۰ کاکس مقدمات فوجداری بر صفحہ ۱۰۲ جہاں بالیس جج نے کہا کہ اگر انھیں اپنے نوٹس پیش کرنے کے لیے بہ ذریعۂ طلب نامہ تعزیری (سمن) طلب کیا جائے تو وہ جانے سے انکار کریں گے۔ لیکن عدالت ہائے تحت کے ججوں کے متعلق یہ اعتراض نہیں عائد ہوتا۔" کسی جج کو خود اس کی عدالت سے بلا لینے کی تکلیف عامہ۔ اس کو زبانی شہادت دینے پر مجبور نہ کرنے کی ایک قوی حجت معلوم ہوتی ہے۔ مقدمہ اگر دیوانی ہو تو ممکن

عدالت عالیہ کے چھ جج بطور گواہ پیش ہوئے ہیں۔
یہ امر طے شدہ ہے۔ اور اب اس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ ایک حکم یا ثالث اس مقدمے میں جو اس کے فیصلے کو نافذ کرانے کیا گیا ہو بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس کے سامنے کیا گزرا۔ اور کون سے امور اس کے غور کرنے کے لیے پیش کئے گئے تھے۔ لیکن اس سے یہ نہیں پوچھا جا سکتا۔ کہ ان امور کے متعلق جو اس کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ اپنا اختیار تمیزی استعمال کرتے وقت اس کے ذہن میں کیا خیالات گزرے تھے[ے]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہے کہ حکم سی ہفتم قاعدۂ اول کا اطلاق ہو۔ اس کی رو سے کسی گواہ کا جس کی عدالت میں حاضری کسی کافی وجہ کی بنا پر معاف کی جا سکتی ہے سوال بندوں کے ذریعے سے اظہار لیا جا سکتا ہے۔
ہ کولرج چیف جسٹس جب کہ وہ مہر مجلس انگلستان تھے ۱۸۸۱ء میں کسٹ (سپرد) کرنے والے ججوں کے سامنے فریب کے مقدمے میں بطور گواہ آئے تھے۔ جسل ماسٹر آف رولس (Jessel. M. R) ڈینمان جسٹس۔ بالک بیچ لوپس جسٹس (Lopes, J.) اور ڈین جسٹس (Deane. J.) اور دیکھئے "لا جرنل" مورخہ ۲۸ مئی ۱۸۸۱ء بر صفحہ ۵۱۴۔
ے ڈیوک آف بکلیوک بنام میٹروپالیٹن بورڈ آف ورکس ۱۸۷۲ء (Duke of Buccleuh v. Metropolitan Board of Works) لا رپورٹ ۵ دارالامرا ۴۱۸۔ ۴۱ لا جرنل اکسچیکر ۱۳۷۔ لا ٹائمز ۔ دارالامرا کے اس فیصلے نے (ججوں کو طلب کرنے کے بعد جن میں سے چھ دارالامرا میں حاضر ہوئے) عدالت اکسچیکر چیمبر کے فیصلے کو جو چار ججوں کی موافقت اور تین کے اختلاف کے ساتھ دیا گیا تھا۔ منسوخ کر دیا۔ اور عدالت اکسچیکر کے متفقہ فیصلے کو بحال کر دیا۔ اس مقدمے میں قانون حصول اراضی کے تحت ایک ثالثی کا مقدمہ تھا۔ ایک حکم (مسٹر ماتھیوس کیو سی Mr Mattnews Q.c جو بعد میں لارڈ للانڈراف (Llandaff) ہوئے) نے ڈیوک کو اس نقصان کے معاوضے میں جو ٹیمز کے بند کی تعمیر کی وجہ سے مانٹیگو ہاوس کو ٹیمز کے سامنے نہ رہنے اور خلوت و تنہائی باقی نہ رہنے۔ نیز گرد و آواز کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ آٹھ ہزار تین سو پچیس پونڈ دلایا تھا۔

ص ۱۸۱

باب سوم

گواہی پر شبہہ کرنے کے وجوہات

دفعہ ۱۸۹: سر ماتھیو ہیل[1] کہتے ہیں کہ گواہ کے اعتبار پر اعتراضات اس کو حلف اٹھانے کے بالکل ناقابل نہیں کردیتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی گواہی کی وقعت کو کم کردیتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں گواہ کو گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی گواہی کے اعتبار کو جوری پر چھوڑا جاتا ہے۔ جو واقعات کے جج ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح گواہ اور اس کی گواہی کے اغلب یا غیر اغلب۔ قابل اعتبار یا ناقابل اعتبار ہونے کے بھی۔ اور

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحات ۲۷۶ - ۲۷۷۔

یہ اعتراضات اتنے بہت سے اقسام کے اور اتنی کثرت سے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو آسانی سے اصولوں یا مثالوں کے تحت نہیں لایا جاسکتا۔" ان میں قابل لحاظ اضافہ قوانین شہادت ۱۸۴۳ء، ۱۸۵۱ء اور ۱۸۵۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ اور ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کی رو سے ہوا ہے۔ کیونکہ نتیجۂ مقدمہ میں غرض اور چال چلن کی بدنامی جو ان قوانین سے پہلے گواہ کی قابلیت پر اعتراضات تھے۔ اب جوری کے سامنے گواہ کے اعتبار پر اعتراضات کی شکل میں پیش کئے جاسکتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۱۹۰: سر ایڈورڈ کک (Sir Edward Coke) کہتے ہیں[۲]۔ کہ "گواہوں کو حلف اٹھانے کے لیے بغیر سیکھے پڑھے آنا چاہئیے اور ان کو اسی فریق کی کامیابی مطلوب ہونی چاہئیے۔ جو حق پر ہو۔ اور انھیں انصاف رسانی کا متمنی ہونا اور دل سے کہنا چاہئیے کہ" میں نہ سکھایا گیا ہوں۔ نہ پڑھایا۔ نہ میں کامیابی کا متمنی ہوں۔ میں صرف چاہتا ہوں کہ انصاف کیا جائے[۳]"۔ لیکن یہ اچھی ذہنیت بہت کم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی ایسی ممکنہ وجہ تحریک یا غرض نہیں ہے جو بعض حالات میں انسانی گواہی میں کذب یا غلط بیانی کی آمیزش نہ کردے۔ ظاہر ہے کہ بہت کچھ گواہ کی جسمانی ساخت۔ اس کے اخلاقی و مذہبی کردار پر موقوف ہوتا ہے۔ بعض اشخاص کسی بھی درجے کی تحریص سے بالا ہوتے ہیں۔ بعض جو بہت دیر تک مستقل رہتے ہیں۔ آخر میں شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض تھوڑے ہی دباؤ پر جھوٹ کہہ دیتے ہیں۔ اور بعض مشکل سے کسی تحریص کا انتظار کرتے ہیں۔ ان اغراض یا وجوہائے تحریک کو شمار کرنا فعل انسانی صفحہ ۱۸۰

[۱] انسانی گواہی کی عام طور پر وقعت کے لیے دیکھئے دفعات ۲۱ تا ۲۶۔

[۲] انسٹیٹیوٹ حصہ چہارم صفحہ ۲۷۹۔

[۳] دیکھئے اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوِس کتاب ۲۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۱ طبع پنجم۔ اڈیٹر۔

کے سرچشموں کو شمار کرنا ہوگا[1]۔ لیکن ذیل کے اغراض یا وجوہائے تحریک اپنی اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں :۔

دفعہ ۱۹۱ : سب سے پہلے مالی غرض کو لیجئے۔ جو بہت ہی ظاہر ہے۔ یہ پہلے ناقابلیت کی وجہ تھی[2]۔ اور اس کی وقعت کا اندازہ لگانے گواہ کے حالات زندگی اور اس کی حیثیت کو اگر ممکن ہو تو دریافت اور ان پر غور کرنا چاہئے۔ افلاس کی وجہ سے جو دروغ حلفی کی ترغیب ہوتی ہے وہ کسی تنقید کی محتاج نہیں۔

"غریب شخص کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ قوانین
ساموتھریشینیز (Samothracian) ہمارے مندروں۔
بادل کی گرجوں اور "خداؤں کو حقارت کی نظر سے
دیکھتا ہے۔ اور خود دیوتا بھی اس سے اعراض کرجاتے ہیں[3]"
"سخت غریبی میں سخت ایمانداری نہیں ہوتی[4]"

مگر ایسے جملوں کو اگر لغوی معنوں میں سمجھا جائے تو وہ فطرت انسانی کے ازالۂ حیثیت عرفی ہیں۔ اور امیر و غریب سبھی اپنے اپنے ہوا و حرص کے بندے ہوتے ہیں[5]۔

دفعہ ۱۹۲ : ثانیاً جھوٹی گواہی کا ایک بڑا ماخذ عورت و مرد کے باہمی تعلقات میں ملے گا۔ قانون شہادت سنہ ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کے

---

[1] اس مضمون پر مزید دیکھئے عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ کتاب ۱۰ باب ۲ و بعد۔

[2] اوپر دفعہ ۱۳۴ و بعد۔

[3] جونیال Juvenal ۳-۵۵ صفحہ ۱۴۴ و بعد

[4] "کتاب شہادت" از بائنٹ دفعات ۱۹۰ و ۲۰۳۔

[5] نیچے۔

پہلے بہت سے دیوانی مقدمات میں شوہر و زوجہ ایک دوسرے کی موافقت یا مخالفت میں گواہی دینے کے ناقابل تھے۔ جیسا کہ وہ اب بھی بعض فوجداری مقدمات میں ہیں[1]۔ ان کا یہ اخراج ان کی باہمی محبت پر اتنا مبنی نہیں تھا۔ جتنا کہ ان کی شخصیت کی مصنوعی وحدت پر جو مصلحتِ قانونی کی بنا پر قائم کی گئی تھی۔ لیکن اسی قسم کے اور تعلق کی موجودگی ——— مثلاً اس تعلق کی جو کسی مرد اور اس کی داشتہ میں ہوتا ہے۔ وغیرہ۔ صرف گواہ کے اعتبار پر موثر ہوتی ہے۔ یہ سوال کہ کیا کسی شخص کی زوجہ یا اس کی داشتہ اس کے لیے جھوٹی گواہی دیں گے حالات پر موقوف ہوتا ہے۔ زوجہ کی صورت میں تو قانوناً ایک ناقابل تقسیم وحدتِ شخصیت ہے جس کے ساتھ اکثر وحدتِ مفاد بھی ہوتی ہے۔ لیکن تاہم اس میں ممکن ہے کہ محبت ہو یا نہ ہو۔ اور داشتہ کی صورت میں تعلق۔ کم سے کم مرد کی جانب سے غالباً کچھ محبت کی وجہ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن وہ کسی بھی گھڑی اس کو ختم کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی صورتوں میں عورتوں کے ذرائع معاش جاتے رہتے ہیں۔ اور ان کی نیک نامی تو ضائع ہو ہی چکی تھی۔

دفعہ ۱۹۳: ثالثاً۔ وہ غرض ہے جو گھریلو اور دوسرے معاشری تعلقات سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ماخذ یا تو محبت یا خواہش انتقام ہوتی ہے یا خوف ظلم و زیادتی۔ بعض ممالک کے قوانین میں خونی قرابت چند درجوں کے اندر ناقابلیت کی ایک وجہ قرار دی گئی ہے[2]۔ اور کسی ایک فریق مقدمہ سے دوستی یا دشمنی کی وجہ سے انصافاً شہادت پر شبہہ کیا جا سکتا ہے[3]۔ لیکن عنہ ۱۸

[1] دیکھئے پیچھے دفعات ۱۰۵ تا ۱۸۲۔

[2] ڈائجسٹ "کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۴ و ۵۔ " قوانین روما" از ڈوما۔ حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ ۳ ذیلی دفعہ (۱۰)۔

[3] "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۳۔ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۲۴ و ۲۵۔ ڈوما کی

شاید یہ بھی دروغ کے عظیم ترین وجوہائے تحریک نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی پدر خاندان۔ فوجی کلیسائی۔ سرکاری یا جاگیری برتر شخص اکثر بغیر اپنے کو خطرے میں ڈالے یا خود شرمندہ ہوئے تقریباً غیر محدود ضرر ان لوگوں کو پہنچا سکتا ہے جو اس کے زیر اقتدار رہوتے ہیں۔ "وہ اشخاص گواہی کے ناقابل ہوتے ہیں جن پر گواہ بننے کے لیے اثر ڈالا جا سکتا تھے[1]" قانون روما کا مقولہ تھا۔ مگر ہمارے قانون میں یہ امر صرف گواہ کے اعتبار کے خلاف موثر ہے۔

دفعہ ۱۹۴: رابعاً۔ دروغ حلفی کا ارتکاب اکثر قسم کھانے والے کی نیک نامی کو محفوظ کرنے کیا جاتا ہے اس کی ایک مثال ان صورتوں میں ملے گی جو اکثر پیش آتے ہیں۔ اور جن میں کسی شخص سے اس کو بطور گواہ طلب کرکے اس کے کسی سابقہ موقعے پر دئے ہوئے بیانات کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں تو وہ ان بیانات کو واپس لینے ڈرتا اور شرماتا ہے۔

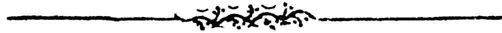
دفعہ ۱۹۵: خامساً تعصب کے جس آخری ماخذ کا ہم ذکر کریں گے وہ دوسروں سے دلچسپی یا ان سے محبت کے جذبے پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک شخص جو کسی جماعت میں شریک ہوتا ہے۔ یا جو کسی خفیہ انجمن کا رکن ہوتا ہے۔ جس کے قوانین سے بنی نوع انسان عموماً ناواقف ہوتی ہے۔ عدالت میں دوسروں کے جذبات سے لدا ہوا آتا ہے۔ اور ان پر طرّہ خود اس کے جذبات بھی ہوتے ہیں[2]۔ اس عنوان کے تحت وہ صورتیں آتی ہیں جن میں جھوٹی گواہی ہمدردی کی وجہ سے جو زندگی میں ہم حیثیت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کتاب مقام مذکورہ۔ ذیلی دفعہ ۱۱ و ۱۲۔

[1] ڈائجسٹ کتاب ۲۲۔ عنوان ۵۔ دفعہ ۶۔

[2] پیچھے دفعہ ۲۰۔

ہونے یا معاشری۔ سیاسی یا مذہبی آرا، وغیرہ کے ایک سے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ دی جاتی ہے۔ یہ صورتیں اکثر ان گواہوں میں پائی جاتی ہیں جو سماج کے اعلیٰ درجوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فریق ثانی کے اڈووکیٹ کو ایسے گواہوں پر سوالات کرنا آسان نہیں ہوتا ہے ـــــ کیونکہ گو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عدالت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا رتبہ اور وجاہت دونوں ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے یہ کہنا مفید نہیں ہوتا ہے کہ وہ دروغ حلفی کے مرتکب ہو رہے ہیں[1]۔



[1] اگر تمہارا مخالف کم گواہ طلب کرے تو تم کو ان کی قلت پر حملہ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ بہت گواہ طلب کرے تو ان کی سازش پر۔ اگر وہ ادنیٰ درجے کے گواہ طلب کرے تو ان کی غیر اہمیت پر۔ اور اگر وہ طاقتور گواہوں کو لائے تو ان کے داستان انداز پر" کوانٹیلین Inst orat یعنی کتاب خطابت۔ کتاب ۵ باب ۷۔

ص۵۴

حصّۂ دوم

مادی شہادت

صفحات اصل کتاب　صفحات ترجمہ

صفحات اصل کتاب　صفحات ترجمہ

دفعہ ۱۹۶: "مادی شہادت" — یا رومی فقہا کی شہادتِ اشیاء و واقعات[1] — سے مراد وہ شہادت ہے جس کا ماخذ قسم اشیا سے کوئی شے ہوتی ہے۔ نیز اشخاص بھی ان خواص کے لحاظ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے اس میں داخل ہیں[2]۔ مثلاً جب کسی جرم یا توہین کا عدالت کی موجودگی میں ارتکاب کیا جاتا ہے۔ تو عدالت کو اس واقعے کی بلا واسطہ مادی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح سابق میں کسی

[1] شہادت مصنفہ ماسکارڈس سوال م۔ لغت قانونی مصنفہ کالون۔ اور فیصلہ لارڈ اسٹوول بمقدمہ ایوانس بنام ایوانس۔ ہاگرڈ کنسٹری رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۱۰۵۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۶۔ ایضاً جلد ۱ صفحہ ۵۴۔ [مادی شہادت کی مفصل تحقیق اور بنتھم بسٹ گلسن چیمبرلین وغیرہ کی آرا کی تنقید کے لیے نیچے ضمیمہ الف دیکھیے]۔

استغاثۂ جرم قطع و برید اعضا میں بعض وقت عدالت زخم کا معاینہ کرتی تھی۔ تاکہ یہ دیکھے کہ کیا وہ جرم قطع و برید اعضا ہے یا نہیں[1] اور اگر یہ جرم صاف ظاہر ہو۔ مثلاً جب کسی شخص کا ہاتھ اڑا دیا جائے تو ایسی صورت میں شہادت مادی

صـ ۱۸۵ و بلا واسطہ ہوتی ہے۔ لیکن اکثر صورتوں میں مادی شہادت اپنی ماہیت کے لحاظ سے قراینی ہوتی ہے[2]۔ یعنی ایسی شہادت ہوتی ہے۔ جس سے اصل واقعے کے وجود کا نتیجہ تعقل کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۹۷: مادی شہادت یا تو بلا واسطہ ہوتی ہے یا خبری[3]۔ بلا واسطہ مادی شہادت وہ ہے۔ جس میں وہ شے جو ماخذ شہادت ہوتی ہے۔ جو اس عدالت کے سامنے موجود ہوتی ہے[4] اور تمام شہادت میں یہ سب سے زیادہ قابل اطمینان و یقین آفریں ہوتی ہے ——— "جب شہادت اشیا موجود ہو تو پھر الفاظ کی کیا ضرورت ہے[5]"۔ لیکن جیسا کہ

---

[1] ۲۰ لبر اسساریم قاعدہ ۵۔ ۲۲۔ ایضاً قاعدہ ۹۹۔ ۲۷۔ ایضاً قاعدہ ۹۔ "شہادت" مصنفۂ ماسکارڈس سوال ۰۔ نوٹ ۱۰۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۵۵۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۳۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۳۔ (کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں یہی تقسیم شخصی و مادی شہادت سے بھی متعلق نہ کی جائے۔ دیکھیے ضمیمہ الف۔)

[4] اگر کھلی عدالت میں مادی شہادت کے پیش کرنے میں ناشائستگی ہوتی ہو تو جوری خلوت میں اس کا معاینہ کر سکتی ہے۔ جیسا کہ لارڈ ہیل کے سامنے ایک مقدمے میں ہوا تھا۔ جس میں ایک شخص نے الزام زنا بالجبر کی کامیاب جواب دہی کی۔ کیونکہ اس نے دکھلا دیا کہ اس کو ایک خوفناک زخم تھا۔ پلیس آف دی کراون جلد ۱ مصنفۂ ہیل صفحہ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ نیز دیکھیے کتاب شہادت از بانٹے۔ دفعہ ۱۱۔

[5] بلسٹروڈ جلد ۲ صفحہ ۵۳۔ اس موضوع پر ماسکارڈس (شہادت۔ سوال ۰۔ نوٹ ۲۰) اور بانٹے (کتاب شہادت دفعہ ۱۵) آرس پوئیٹکہ مصنفہ ہوریس (Ars Poetica of Horace) کی مشہور بیت نقل کرتے ہیں کہ "جو کچھ ہم کانوں سے سنتے ہیں وہ دل میں پریشانی پیدا کرتا ہے۔ لیکن جن چیزوں

کہا گیا ہے یہ شاذو نادر ہی پائی جاتی ہے۔ کم سے کم اصل واقعات کی حد تک۔ اور قانون اس کی اہمیت فائقہ سے اتنا واقف ہے کہ بعض صورتوں میں بعض قسم کی مادی شہادت ہی کو پیش کرنا تحکمی طور پر لازمی قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے تمام عوضیوں کو ناقابل ادخال کر دیا ہے۔ مثلاً یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ملزم کو قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی'' جب تک کہ اس واقعے کا ارتکاب ثابت نہ ہو یا کم سے کم جب تک کہ نعش نہ پائی گئی ہو[1]۔ اسی طرح کارونر (Coroner) کی تحقیقات وجہ موت۔ جو کسی ایسے شخص کی وجہ موت دریافت کرنے کی جاتی ہے۔ جس کا اچانک انتقال ہو گیا ہو۔ نعش پر یعنی نعش کو دیکھتے ہوئے ہونا ضروری ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح جب عدالت میں کوئی صلح نامہ لکھا جاتا تھا۔ تو قدیم قانون ۱۸۔ ایڈورڈ اول فقرہ ۱ ۔ ''طریق صلح نامہ جات'' کی رو سے ضروری تھا۔ کہ فریقین ججوں کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں تا کہ وہ دیکھ سکیں کہ کیا وہ پوری عمر اور اچھے حافظہ وغیرہ کے ہیں[3] اور یہی حال مجلکہ لینے یعنی اس تحریری معاہدہ کا تھا جو عدالت سے کیا جاتا تھا[4]۔ اور جو ہمیشہ اس وقت کیا جاتا تھا۔ جب کہ فریق خود اصالتاً اس جسٹس کے سامنے حاضر ہوتا تھا جس سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ان کا یقین آجاتا ہے''۔

[1] پلیس آف دی کراون از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔ اس امر پر کہ'' واقعہ'' کے ارتکاب کے ثبوت کے لیے کیا امر کافی ہو گا تاکہ نعش کے پائے جانے کو ثابت کرنا ضروری نہ رہے۔ دیکھئے مقدمہ ملک بنام ہنڈمارش۔ [illegible] جلد ۲ صفحہ ۶۶۹۔

[2] قانون کارونر ۱۸۸۷ء دفعہ ۴۔ ملک بنام فرانڈ ۱۸۹۲ء۔ بارنوال ۱۸ الڈرسن جلد ۳ صفحہ ۳۶۰۔ ۲۲ رسل دریان ۳۶۳۔

[3] اسی بنا پر جو صلح کسی مجنون یا پاگل وغیرہ نے عدالت میں کی ہو وہ جائز تصور کی جاتی تھی کیونکہ قیاس کیا جاتا تھا کہ جج اس کو صلح کرنے نہیں دیتا جب تک کہ اس کا صحیح الدماغ ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ دیکھئے مقدمہ بیورلی۔ کک جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ ب۔ مقدمہ مانسفیلڈ۔ ایضاً جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۴۔ اور مقدمہ مولٹن بنام کامرکس ۲۔ اسپکر ۴۸۴۔ کی بحث۔

[4] مقدمہ بیورلی۔ کک جلد ۴۔ صفحہ ۱۲۴۔ الف۔ رائے پارک جج مقدمہ مولٹن بنام کامرکس ۲۔ اسپیکر ۴۸۱۔ ۴۹۲۔

۱۸۶ یہ معاہدہ کیا جاتا تھا۔ بڑی حد تک اسی اصول پر انگریزی عدالت[1] کا وہ منصفانہ و صحیح قاعدہ مبنی ہے جس کی رو سے عام طور پر گواہوں کا اصالتاً عدالت میں حاضر ہوکر گواہی دینا ضروری ہے ـــــ کیونکہ ان کے طرز ادن ڈھنگ سے جو مادّی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ وہ دروغ حلفی و فریب کے خلاف نہایت ہی قوی تحفظات میں سے ایک تحفظ ہوتی ہے۔
اسی طرح اور بھی صورتیں ہیں جن میں مادی شہادت کا پیش کرنا ازروئے عملدرآمد ضروری ہے مثلاً سرقے کے الزام میں جب مال مسروقہ برآمد کیا جائے تو عدالت معمولاً اس کو جوری کے روبرو دلائے جانے پر اصرار کرتی ہے۔گو جب مال مسروقہ تلف ہونے والا ہو تو یہ اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ اور نہ اس کے پیش کئے جانے کا حکم دیا جائے گا اگر یہ ظاہر ہو کہ غالباً وہ تکلیف دہ یا ناگوار ثابت ہوگا۔ مثلاً جب گوشت چرایا گیا ہو اور وہ بہت کچھ سڑ گیا ہو۔ وغیرہ۔ لیکن مقدمات میں مادی شہادت اکثر پیش ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ تو قانون کے کسی اصول اور نہ عملدرآمد کی رو سے اس کا پیش ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس قسم کی قیمتی شہادت بعض وقت صحیح و مصدقہ نمونہ جات یا جن کو کسی اصطلاح میں "معاینہ موقع" کہا جاتا ہے کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یعنی ان میں جوری بہ ذات خود مقام واردات کا معاینہ کرتی ہے ـــــ اور یہ ایسی کارروائی ہے جس کی بعض فوجداری[2] و نیز دیوانی کارروائیوں میں قانون عمومی کی رو سے اجازت تھی۔ اور اس میں ذیل کے قوانین کی رو سے بہت وسعت بھی پیدا کی گئی ہے۔
قانون ۴ این (Anne) باب ۱۶ دفعہ ۸۔ قانون جوری ۱۸۲۵ء۔ ۶ جارج چہارم

[1] فرانس کا بھی یہی قانون ہے۔ دیکھئے کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعہ ۵۵۔

[2] ملکہ بنام مارٹن ۱۸۷۲ء۔ ۱۲ لاجرنل۔ مجسٹریٹ کیسس ۱۱۳۔

[3] Natura Brevium از فزہربرٹ Fitzhérbert. ۱۲۳ (ج) ۱۲۸ ب۔ ۱۰۴۔ ۵ سالگڈ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵۔ ولیم سانڈرس (Wms. Saund. ie. William's Notes to Saunder's Reports.)

باب ۵۰۔ دفعہ ۲۳۔ قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۳ء۔ ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶ دفعہ ۱۱۴۔ اور قانون ضابطہ عمومی ۱۸۵۴ء۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۵۸۔ ان قوانین کی رو سے عدالت یا جج کو مجاز کیا گیا ہے کہ فریقین مقدمہ میں سے کسی کی درخواست پر جبری۔ یا خود اپنے یا گواہوں کے کسی ایسی ارضی یا شخصی جایداد کے معاینہ کا حکم یا منظوری دے جس کا معاینہ امر نزاعی کے تصفیہ مناسب کے لیے اہم ہو۔ اور اب قواعد عالیہ عدالت[1] کی رو سے عدالت یا جج۔ فریقین مقدمہ یا کارروائی میں سے کسی کی درخواست پر اور ان شرائط کے ساتھ جو منصفانہ ہوں کسی جائداد یا مقدمہ یا کارروائی کی زیر بحث شے یا ایسی شے جس کے متعلق کوئی نزاع ہو سکتی ہے۔ کے حبس۔ حفاظت یا معاینہ کے لیے حکم دے سکتا ہے۔ اور مذکورۂ بالا تمام یا بعض اغراض کے لیے کسی شخص یا اشخاص کو مجاز کر سکتا ہے۔ کہ کسی اراضی یا عمارت میں جو کسی فریق مقدمہ یا کارروائی کے قبضے میں ہوں۔ داخل ہوں۔ یا کوئی ایسے نمونے لیں یا تجربے کریں جو مکمل معلومات حاصل کرنے یا شہادت بہم پہنچانے کے لیے ضروری یا مبنی پر مصلحت ہوں۔

دفعہ ۱۹۸: خبری مادی شہادت وہ ہے۔ جس میں ماخذ شہادت کا علم عدالت کو راست حواس کے ذریعے سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی موجودگی کا علم گواہوں یا دستاویزات کے ذریعے سے ہوتا ہے[2]۔ اس قسم کی شہادت اپنی ماہیت ہی کے لحاظ سے بہ نسبت بلا واسطہ مادی شہادت کے کم یقین پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ ''خبر دہندہ گواہ کے نزدیک اگر اس کی خبر صحیح ہو تو وہ دراصل بلا واسطہ و خالص مادی شہادت ہوتی ہے ۱۵۸

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ الف نوٹ ۴۔

[1] قواعد عالیہ عدالت حکم ۵۲۔ قاعدہ ۳۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۳۔

لیکن عدالت کے نزدیک تو وہ خبری مادی شہادت ہوتی ہے۔ یہ فرق محض نظری نہیں ہے۔ بلکہ عملدرآمد میں بھی اس کا لحاظ ضروری ہو جاتا ہے۔ خبری مادی شہادت سنی سنائی شہادت کے مشابہ ہے۔ اور اس میں کم و بیش ساری کمزوریاں اس مرمّمہ شخصی شہادت کی ہوتی ہیں جو شخصی شہادت و بلاواسطہ شہادت سے مرکب ہوتی ہے — یعنی مادی شہادت و معمولی شخصی شہادت (شہادت جو بذریعۂ گفتگو دی جاتی ہے) سے مرکب ہوتی ہے۔ اور ان دونوں کی کمزوریاں اس میں ہوتی ہیں۔ مادی شہادت سے جو روشنی حاصل ہوتی یا ہو سکتی ہے۔ وہ ان واسطوں کی وجہ سے جن میں سے وہ گزرتی ہے کمزور ہو جا سکتی۔ اور اس کے رنگ میں فرق آ جا سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۱۹۹: قراینی مادی شہادت اس حد تک تمام دوسری قراینی شہادت کی ہم ماہیت ہوتی ہے کہ اس سے جو ظن حاصل یا جو نتائج مستخرج ہوتے ہیں۔ وہ بعض وقت لازمی اور بعض وقت صرف قیاسی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ اس طریق ثبوت کے فواید و خطرات فوجداری کارروائیوں ہی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم اس باب کے باقی حصے میں انھیں کارروائیوں میں اس کی شہادتی وقعت اور اس کے مضعف مفروضات پر غور کریں گے ''مضعف واقعہ'' یا مفروضہ سے مراد کوئی واقعہ یا مفروضہ ہے جو گو کسی اصل واقعے کی تردید یا اس کے غیر اغلب ہونے کو ثابت کرنے کے لیے بنفسہٖ ناکافی ہوتا ہے۔ لیکن اصل واقعے کے کسی شہادتی واقعہ یا اس کی شہادتی وقعت کو کمزور کرنے کا رجحان رکھتا ہے[2]۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۴۔
[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱۴۔

دفعہ ۲۰۰: صحیح معنی میں لازمی نتائج کے متعلق کوئی مضعف واقعات یا مفروضات نہیں ہو سکتے۔ مثلاً جب ایک عورت ایک حجرے میں مردہ پائی گئی۔ اور سارے علامات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ قتل کی گئی تھی تو موقعہ واردات پر ایک دوسرے شخص کی موجودگی۔ مقتولہ کے بائیں بازو پر بائیں ہاتھ کے خونی نشانات سے قطعی طور پر ثابت کردی گئی تھی[۱] اور جب ایک شخص گولی سے مرا ہوا پایا گیا۔ اور اس کے بازو ایک چلایا ہوا تمنچہ تھا۔ تو اس کے اس تمنچے سے خودکشی کرنے کے مفروضے کی نفی اس ثبوت سے ہوگئی کہ جس گولی سے وہ مرا اس تمنچے کے لیے بہت بڑی تھی[۲]۔

دفعہ ۲۰۱: اس قسم کے مقدمات شاذونادر واقع ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پیش آتے ہی ہیں۔ تو واقعات اتنے صاف ہوتے ہیں کہ کسی شرح کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن اکثر صورتوں میں کسی قرائنی مادی شہادت سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ صرف اغلب یا قیاسی ہوتا ہے۔ مثلاً قتل کے الزامات میں۔ اس ہتھیار کی نوعیت جس سے مہلک ضرب لگائی گئی ہو کمینے کے دعوے یا اس کے قیاس کرنے کے لیے بہت اہم ہوتی ہے۔ زنا بالجبر کے الزامات میں اس بیّنہ زیادتی کے وقت عورت نے جو کپڑے پہنے ہوں۔ اور ان کا پھٹا ہونا۔ اور ان پر دھبے پائے جانا یا ان کا پھٹا ہوا نہ ہونا اور ان پر دھبے نہ پائے جانا۔ الزام کے ثبوت یا تردید میں قوی قیاس پیدا کرتے ہیں۔ مادی انطباقات یا عدم مشابہات سے جو اکثر نہایت ہی ۱۸۵۱

[۱] مقدمہ نارکوٹ بغیر ہم۔ ہارگریف اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۱ ضمیمہ نمبر ۱ صفحہ ۲۹۔ ملک بنام اوکمان۔ ۱۲ اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۲۱-۱۳۲۱۔ اور اس نام کے دوسرے مقدمات۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس۔ طبع ششم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱۔
[۲] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ ۲ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۱۴۱۔

عجیب و غریب ہوتے ہیں بسا اوقات مرتکبین جرایم کا پتا چل جاتا ہے۔ یا معصوم اشخاص کی جن پر غلط الزام لگایا گیا تھا معصومیت ظاہر ہوجاتی ہے۔ "قانون شہادت" مصنفۂ اسٹارکی (Starkie) میں اول الذکر کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں[1]۔ مثلاً نقب زنی کے ایک مقدمے میں— جس میں چور ایک گھر میں ایک کھڑکی چاقو سے کھول کر داخل ہوا تھا۔ اور اس کوشش میں چاقو ٹوٹ گیا تھا—— چاقو کے پھل کا ایک حصہ کھڑکی کے فریم میں پایا گیا۔ اور ایک ٹوٹا ہوا چاقو جس کا باقی پھل اس پھل سے جڑتا تھا جو کھڑکی کی چوکھٹ میں ملا تھا۔ ملزم کے جیب میں پایا گیا۔ اسی طرح ایک اور مقدمے میں ایک شخص تمنچے کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ اس کے زخم میں بھرا ہوا نظم کا ایک حصہ ملا۔ اور اس نظم کا باقی حصہ ملزم کے جیب میں پایا گیا۔ قتل کے ایک دوسرے مقدمے میں ملزم کے پائجامہ (بریچیس) کا ایک پیوند زمین کے اس نقش کے مطابق نکلا جو مقتول کی نعش کے پاس پایا گیا تھا۔ ایک سرقہ بالجبر کے مقدمے میں مستغیث نے جب اس پر حملہ کیا گیا تو سارق کے منھ پر ایک کنجی سے مارا تھا۔ اور ملزم کے منھ پر کنجی کے نشانات کے مطابق نشان پائے گئے تھے۔ ماسکارڈس (Mascardus) ایک اور مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک چار دیواری میں جہاں میوے کے درخت تھے۔ رات میں نقب لگائی گئی۔ اور بہت سے پھل کھائے گئے جن کے ٹکڑے اور چھلکے پڑے ہوئے پائے گئے۔ ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ ان کو ایک ایسے شخص نے کترا تھا جس کے سامنے کے دو دانت ضایع ہوگئے تھے۔ اور اسی وجہ سے شبہہ محلے کے ایک ایسے شخص پر ہوا جس کے سامنے کے دو دانت ضایع تھے۔ اور اس نے چوری کا الزام لگانے پر اقبال جرم کرلیا[2]۔ بعض صورتوں میں

---

[1] قانون شہادت مصنفۂ اسٹارکی صفحہ ۵۶۲۔ طبع سوم صفحہ ۸۴۴ طبع چہارم جلد ا

[2] شہادت مصنفۂ ماسکارڈس سوال ۸۔ نوٹ ۲۸۔

ملزم کا بائیں ہاتھ والا (ڈکورا) ہونا اس کے خلاف تائیدی شہادت بہم پہنچاتا ہے یعنی جب جرم کے حالات سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کا مرتکب کوئی ڈکورا شخص ہونا چاہیئے[1]۔ جعلی دستاویزات بنانے کے جرم کی دریافت میں آنو ڈامینی واٹر مارک (Anno Domini water mark) سے زیادہ شاید ہی کسی اور شے نے مدد کی ہو۔ اور ایک پرانے مقدمے میں ایک مجرمانہ منصوبے کا اس طرح پتا چل گیا کہ خط جو وینس (Venice) سے لکھا ہوا ظاہر ہوتا تھا وہ انگلستان کے بنے ہوئے کاغذ پر لکھا گیا تھا[2]۔ ۱۸۹

اس قسم کے انطباقات اور عدم مشابہتیں گو بلا شبہہ بہت قوی ہوتے ہیں لیکن جب وہ تنہا ہوں تو انھیں قطعی وقعت دینے میں ہمیں احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جن اشخاص کے قبضے میں ٹوٹا ہوا چاقو اور تلم کا کچھ حصہ پایا گیا۔ بالخصوص موخر الذکر شخص ممکن ہے کہ اصل مجرموں نے ان کو پھینکنے کے بعد اٹھا لیا ہو۔ اور وہ شخص جس کے گھٹنے کا نشان مقتول کی نعش کے پاس پایا گیا تھا ممکن ہے کہ کوئی راستہ چلنے والا ہو جو گھٹنے کے بل یہ دیکھنے جھکا ہو کہ کیا روح واقعی پرواز کر چکی ہے۔ یا ابھی مقتول کو امداد کی ضرورت ہے۔ اور سامنے کے دانتوں کا ضائع ہونا۔ یا بائیں ہاتھ والا ہونا غیر معمولی امور نہیں ہیں۔ اور ان میں اس امر کا بھی اضافہ کیجیئے کہ بعض اشخاص "دودستی" ہوتے ہیں۔ یعنی دونوں ہاتھ آسانی سے چلا سکتے ہیں[3]۔ اور کاغذ کے آنو ڈامینی واٹر مارک میں بھی غلطی ہو سکتی ہے کیونکہ کاغذ بنانے والے اکثر سنین آیندہ کو نقش کر دیتے ہیں[4]۔ اور

---

[1] دیکھیئے مقدمہ سنڈیلیم رچرڈسن ضمیمہ نمبر ا۔ اور مقدمہ پلچ۔ طبی علم اصول قانون از ایک صفحہ ۳۸۵ طبع ہفتم۔

[2] موٹر صفحہ ۱۷۸

[3] طبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر (Tayler Medical Jurisprudence.) صفحہ ۲۲۰ طبع سوم۔

[4] قرائنی شہادت مصنفۂ ولس طبع ششم ۴۵۔ ۴۶۔ ۲۲۱۔ ۲۴۲۔

کم سے کم آج کل کی دنیا میں کسی شخص کا ویلس میں انگلستان سے لائے یا درآمد کئے ہوئے کاغذ پر لکھنا کوئی غیر اغلب امر نہیں ہو سکتا۔ اور کنجی کا نشان بھی جو چہرے پر پایا گیا تھا ممکن ہے کہ اُسی یا اس جیسی کنجی سے کسی اور وقت[1] مارنے کی وجہ سے ہوا ہو۔ یا ممکن ہے کہ وہ ایک قدرتی نشان ہو۔ واقعات کو منطبق کرنے کے رجحان پر نظر احتیاط رکھنے کی ایک نہایت ہی اچھی مثال ایک شخص فٹر (Fitter) کے مقدمے سے ملتی ہے جس پر ۱۸۴۳ء کے اجلاس وارِوک (Warwick Assizes) میں ایک عورت کو قتل کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ یہ شخص ایک موچی تھا۔ اور اس کے چمڑے کے پیش بند پر بہت سے گول نشانات چھیلنے اور کاٹ ڈالنے کے تھے۔ جن کے متعلق سمجھا گیا کہ وہ خون کے نشانات کو چھیلنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی جانب سے جوابدہی میں یہ امر قابل اطمینان طریقے پر ثابت کیا گیا کہ اس نے ان کو ایک ہمسائے کے لیے پٹی بنانے کاٹا تھا[2]۔

مادی انطباقات اور عدم مشابہتیں زیادہ تر جب دوسری شہادت کے ساتھ پائے جائیں تو قابل وقعت ہوتے ہیں۔ اور وہ مجرم کے خلاف خوفناک طریقے پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی موجودگی سزادہی کے لیے قوی دلیل ہوتی ہے تو ان کی عدم موجودگی بھی برأت کے لیے کم سے کم مساوی طور پر قوی دلیل ہوتی ہے۔ سر ماتھیو ہیل ایک شخص کی ایک عجیب مثال دیتے ہیں کہ اس نے زنا بالجبر کے الزام کی تردید یہ دکھلانے سے کی اسے ایک خوفناک زخم
تھا جس کے باعث عورت سے جماع کرنا اگر قطعاً نہیں تو تقریباً ناممکن تھا[3] ص ۱۹۰

[1] شہادت مصنفہ گذایف ۳۹۔

[2] قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۲۶۷۔

[3] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ا صفحہ ۶۳۵-۶۳۶۔

مگر یہ ایک پرانا مقدمہ ہے۔ اور اگر اب کوئی ایسا ہی مقدمہ آئے تو زخموں کے باندھنے میں جو کمال پٹیاں باندھنے والوں نے پیدا کیا ہے ایک ایسا مضعف واقعہ ہوگا۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔

دفعہ ۲۰۲: مادی شہادت سے متعلق مضعف مفروضات کا مضمون

اتنا اہم مضمون ہے کہ اس کو سرسری ذکر کے بعد نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نظری طور پر مادی شہادت جو بادی النظری طور پر جرم کی علامت ہوتی ہے۔ اپنی مجرمانہ شکل کے لیے۔ اتفاق۔ جعل۔ یا ملزم کے کسی فعل جائز کی ممنون ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ بعض وقت نہایت ہی معصوم شخص بھی اس کو مجرم بنانے والے واقعات کی توضیح یا کچھ بھی توجیہ نہیں کر سکتا۔ اور تقریباً ہر شخص کے تجربے میں ایسے غیر معمولی واقعات آئے ہوں گے جن کا سبب کم سے کم اس کی حد تک کلیتہً ایک راز و معمّٰی ہوتا ہے۔

۱۔ اتفاق۔ ملزم یا مشتبہ شخص کے کپڑوں پر خون کے دھبے پائے جانے کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اندھیرے میں کسی خون بہتے ہوئے جسم سے قریب ہوا یا ملا ہو[1]۔ اسی عنوان کے تحت وہ مقدمات بھی آتے ہیں جن میں خون کی موجودگی کسی غیر ذمے دار عامل کی وجہ سے ہوتی ہے۔

---

[1] دیکھئے مقدمہ جوناتھن براڈفرڈ۔ نظریۂ ثبوتِ قیاسی ضمیمہ مقدمہ (د)۔ نیز اڈنبرا جرنل مولفۂ چیمبر (Chamber's Edinburgh Journel.) مورخہ ۱۱ مارچ ۱۸۳۷ء میں بھی ایک مقدمہ ہے۔ جس میں ایک شخص کے خلاف جس پر قتل کا الزام تھا۔ شہادت کا ایک جزو یہ تھا کہ اس کے شب خوابی کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ اور جس کی توجیہ سے اس نے اپنی ناقابلیت ظاہر کر دی تھی۔ اور جن کے متعلق بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ اس شخص کے ساتھ سونے والے شخص کے زخم سے جس سے وہ ناواقف تھا لگے تھے۔

مثلاً جب وہ ایسا فعل ہو جس کو سوتے میں کسی شخص نے کیا ہو[1]۔ یا جیسا کہ فرانس کے اس بدقسمت شخص کی صورت میں ہوا۔ جس کو چور قرار دے کر اس بنا پر قتل کر دیا گیا کہ چاندی کے چند چیزیں ایک ایسی جگہ پائی گئیں جہاں صرف وہی جاتا تھا لیکن جن کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں ایک مینائے لا رکھے تھے[2]۔

دفعہ ۲۰۳ : عدالتی شہادت کے پرانے بیان میں کوئی مضمون ایسا نہیں ہے۔ جو مادی شہادت کے جعلی بنانے سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے یہ ایک حد تک شخصی شہادت کو جھوٹا بنانے کے مشابہ ہے۔ کیونکہ یہ اشیا ص ۱۹۱
یا مادی اشیا کی ماہیت کو بدل دینا اور منقلب کر دینا ہوتا ہے تاکہ وہ زبان حال سے جھوٹ بولنے لگیں[3]۔ مادی شہادت کو جعلی بنانے سے جو قیاس جرم پیدا ہوتا ہے وہ ایک دوسرا مضمون ہے۔ اور اس مقولے پر مبنی ہے کہ "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر چیز

---

[1] اس قسم کے مقدمات ہوئے ہیں۔ دیکھئے طبی علم اصول قانون متعلق جنون۔ مصنفہ رے۔ دفعات ۲۹۵-و-۲۹۶۔ مقدمہ قانون تعزیرات از ماتھیو باب ۲ دفعہ ۱۳ (Matth. de Criminib) اور طبی علم اصول قانون مصنفہ بیک جلد ۹، ۸-۹۰۰۔ طبع چہارم۔ (Prolegomena) دو شخص جو دن میں شکار کر رہے تھے رات میں یکجا سوئے۔ ان میں سے ایک نے خواب میں پھر شکار کرنا شروع کیا۔ اور سمجھ کر کہ وہ ہرن کی موت کے وقت موجود ہے پکار اٹھا کہ "میں اس کو مار ڈالوں گا۔ میں اس کو مار ڈالوں گا" دوسرا شخص اس کی یہ آوازیں سن کر بچھونے سے اٹھ گیا۔ اور چاندنی میں دیکھا کہ سونے والے نے بچھونے کے اس حصے پر جس کو اس کے ساتھی نے ابھی چھوڑا تھا۔ چاقو سے کئی ضرب لگائے شبانہ تفکرات مصنفہ ہاروی (Hervey's Meditations on the Night.) فرض کیجئے کہ اس طرح پر لگائی ہوئی کوئی ضرب مہلک ہوتی۔ اور یہ ظاہر ہوتا کہ سونے سے پہلے ان دونوں نے جھگڑا کیا تھا

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۹۔ کتاب شہادت مصنفہ بالنئے دفعہ ۶۴۷۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۰۔

کا قیاس ہوتا ہے[1]" اور صرف اس کی وقعت بطور ایک مادی شہادت کو تقویت دینے والے مفروضے کے ہی اس وقت زیر بحث ہے۔

دفعہ ۲۰۴: مادی شہادت کو جعلی بنانے کا ماخذ ذیل کے اسباب میں سے کوئی ایک سبب ہو سکتا ہے۔ (الف) اپنے کو بری کرنے کا خیال۔ (ب) ملزم یا کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے کا ارادہ جو کینے پر مبنی ہوتا ہے۔ (ج) کھیل یا کسی اخلاقی مقصد کے حصول کا خیال۔

دفعہ ۲۰۵: (الف) اپنے کو بری کرنے کے خیال سے مادی شہادت کو جعلی بنانا۔ اس ماخذ سے خطرے کی ایک بہترین مثال سر ماتھیو ہیل نے ایک فقرے میں بیان کی ہے۔ جس کو اکثر نقل کیا جاتا ہے۔ یہ کہنے کے بعد کہ مال مسروقہ کے جدید و غیر توضیح شدہ قبضے سے سرقے کا قوی قیاس پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک مقدمے کا ذکر کرتے ہیں جو بقول ان کے ایک نہایت ہی قابل و محتاط جج کے روبرو پیش ہوا تھا۔ اور جس میں ایک شخص کو گھوڑا چرانے کے الزام پر سزا سنائی اور سولی دے دی گئی تھی۔ کیونکہ وہ اسی دن گھوڑے پر سوار پایا گیا تھا۔ لیکن جس کا معصوم ہونا بعد میں اصل چور کے اقبال جرم سے ظاہر ہو گیا کہ اس نے یہ دیکھ کر کہ اس کا تعاقب سرگرمی سے کیا جا رہا ہے۔ اس بدقسمت شخص سے درخواست کی تھی کہ اس کے گھوڑے پر تھوڑی دیر جب تک کہ وہ رفع حاجت کر لے سوار رہے۔ اور اس طرح پر وہ خود بچ گیا تھا[2]۔ اس قسم کا جعل صرف مجرموں ہی تک محدود نہیں۔ بعض وقت

---

[1] پیچھے دفعہ ۷۷۔ نیچے دفعہ ۴۱۱ تا ۴۱۵۔

[2] پلیس آف دی کراؤن ارہیل جلد ۲ صفحہ ۲۸۹۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں ایک ایسا ہی مقدمہ سرے (Surrey) میں واقع ہوا لیکن نوبت سولی تک نہیں پہنچی ملک بنام گل۔ قراینی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۹۴ نیز دیکھیے مقدمہ جان جیننگس نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ (۱) اور مقدمہ ڈومولان (Du Moulin)

ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی معصوم شخص گو بے خطا ہوتا ہے۔ لیکن حالات کو اپنے خلاف پاکر۔ اور شہادت کو ناجائز طور پر دبا دینے کے اقدام میں پکڑے جانے کے خطرے کو مناسب وقعت نہ دے کر مادی شہادت کو اس طرح ضایع کر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ شبہ اس پر نہ ہو یا کسی دوسرے پر ہو جائے۔ اس کی ایک نہایت ہی موزوں مثال الف لیلیٰ میں ملتی ہے جس میں ایک شخص کی نعش کو جو اتفاق سے ایک ہمسائے کے گھر میں مرا تھا۔ اس کے ہمسائے نے ــــ اس خوف کی وجہ سے کہ اس پر قتل کا شبہہ ہوگا اگر نعش اس کے گھر میں پائی جائے گی ــــ دوسرے ہمسائے کے ص۱۹۲
گھر پہنچا دی۔ اور وہ بھی اس کو اپنے گھر میں پاکر اسی خوف سے اس کو ایک تیسرے ہمسائے کے گھر میں پہنچا دیا۔ اس نے نعش کو ایک چوتھے ہمسائے کے گھر رکھ دیا۔ اور یہاں وہ عہدے داران عدالت کے ہاتھ لگی۔

دفعہ ۳۰۶: (ب) یہ ہو سکتا ہے کہ مادی شہادت کو جعلی اس کمینہ تر مقصد کی وجہ سے بنایا گیا ہو کہ کسی معصوم شخص پر مصیبت ڈھائی جائے۔ اس کی نہایت ہی بدیہی مثال وہ صورت ہے (اور جو اس سے زیادہ کثیر الوقوع ہے جتنی کہ سمجھی جاتی ہے) جس میں مال مسروقہ کو چھپا کر کسی معصوم شخص کے گھر حجرے یا صندوق میں رکھ دیا جاتا ہے تا کہ اس پر سرقے کا شبہہ ہو۔ اور اسی طرح قتل کا شبہہ خونیں ہتھیار کے چھپانے سے پیدا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: روزنامچہ اڈنبرا۔ از چیمبر مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۱۸۳۷ء۔

لہ عدالتی شہادت از منتھم جلد ۲ صفحہ ۳۲۶۔ جس قصے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مشہور کوزہ پشت کا قصہ ہے۔

کہ مسٹر ایبٹ ناٹ کی رپورٹس عدالت فوجداری مدراس۔ مدراس ۱۸۵۱ء کے دیباچے کے صفحہ ۵۳ پر ذیل کا فقرہ ملے گا: "اس ملک کے انصاف تعزیری کی تاریخ میں مادی شہادت کی اس قسم کے جعل کی مثالیں کم نہیں ہیں۔ اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ پولس کے دیسی عہدے دار ملزموں کے گھر میں

کیا جا سکتا ہے۔ لی برون[1] (Le Brun) کے مقدمے میں ملزم پر ایک معزز خاتون کو جس کا وہ ملازم تھا قتل کر ڈالنے کا الزام تھا۔ انصاف کے عہدے داروں پر اس کے وکلا کی جانب سے الزام تھا کہ انھوں نے ایک معمولی کنجی کو جو اس کے قبضے میں پائی گئی تھی۔ ایک بڑی کنجی سے بدل دیا تاکہ سماعت مقدمے کے وقت ظاہر ہو کہ اسے ارتکاب قتل کا موقعہ حاصل تھا۔ حالانکہ ایسی کوئی کنجی اس کے پاس نہیں تھی۔ مسٹر اربٹ ناٹ (Mr. Arbuthnot) اپنی کتاب "رپورٹس عدالت فوجداری مدراس" کے دیباچے میں کہتے ہیں کہ "ایک دوسری عجیب مثال اس رپورٹ میں ملتی ہے جو کولمبو (سیلون) کے ویلیکڈ جیل (Wellicade Jail) کے متعلق حال میں شایع ہوئی ہے۔ ایک شخص مسمی سلپا چٹی نے جو نٹا کوئی ذات والا تھا۔ اور جس کے متعلق مشہور تھا کہ بہت دولت مند ہے۔ اور بڑی تجارت کرتا ہے۔ اپنے ہمسائے پر ایک ملا بار کے قلی کے قتل کا الزام لگایا کہ اس نے اس کو جلا کر اور اس کے ساتھ اور طرح برا برتاؤ کر کے قتل کر ڈالا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ شخص قدرتی موت مرا تھا۔ اور جالان کنندہ نے ایک قرابت دار اور نوکر کو لے کر نعش کو کئی جگہ جلانے کے بعد ملزم کے احاطہ میں رکھدیا تھا۔ اور پولس کو اطلاع دے کر اس معصوم شخص پر قتل کا الزام لگایا تھا۔ جرم صاف ظاہر تھا۔ اور ملزم پر قتل کا مقدمہ چلایا جاتا۔ اگر ڈاکٹر تحقیقات وجہ موت میں جلے ہوئے حصوں کی غیر معمولی وضع سے ص ۱۹۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ، مال مسروقہ رکھدیتے ہیں تاکہ الزام سرقہ پر سزا دلانے میں آسانی ہو۔ نیز پولس کا ملزموں کے مکانات سے مال کو مسروقہ بتلا کر برآمد کرنا حالانکہ وہ در اصل ملزموں کا مال ہوتا ہے۔ اور یہی زیادہ پایا جاتا ہے۔

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ ۱۰۔

[2] عدالتی شہادت از مصنف جلد ۳ صفحہ ۶۰۔

[3] صفحات ۵۱ و ۵۲۔

مشتبہ نہ ہو جاتے۔ اور آخر کار دریافت نہیں کر لیتے کہ تمام زخم موت کے بعد لگائے گئے تھے"۔ وہ متعدد مقدمات جن میں لوگوں نے اپنے پر زخم لگا لیے[۱]۔ بسا اوقات سخت قسم کے ــــ بعض صورتوں میں ان لوگوں پر الزام لگانے کے قابل ہوئے جن سے ان کو نفرت[۲] تھی۔ اور بعض صورتوں میں محض جنون کی وجہ سے[۳] ــــ عدالتوں کے لیے خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں۔ کیونکہ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جعلی مادّی شہادت کے متعلق بہت ہوشیار اور باخبر رہنا ضروری ہے۔

اس قسم کے جعل کا حسب ذیل اطلاق ان ممالک میں کیا جا سکتا ہے جہاں شہادت کے صحیح اصول یا تو اچھی طرح سمجھے نہیں گئے ہیں۔ یا ان کی پابندی نہیں کی جاتی ہے۔ ہمارا اشارا اس حیلے کی طرف ہے جس میں اس شخص کو جسے نقصان پہنچانا مقصود ہو خطوط بھیجے جاتے ہیں جن میں یا تو کسی جرم کے طریق ارتکاب سے بحث کی جاتی ہے یا ایک فرضی جرم کی طرف جس کا ارتکاب ہو چکا ہے۔ اشارا کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس شخص کو ایسے حالات میں گرفتار کرایا جاتا ہے کہ یہ خطوط اس کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ مثلاً "میرے پیارے دوست فلاں موقع پر (اس کا نام لیا جاتا ہے) تم اپنی مہم میں ناکام رہے۔ اور اس مہم کی تفصیل سرقہ

---

[۱] طبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر صفحہ ۲۰۴ و بعد۔ طبع سوم۔ طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۳۲ و بعد طبع ہفتم۔

[۲] ٹیلر بمقام مذکورہ۔ اخبار ٹائمز مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۴۲ء میں ریڈنگ (Reading) کی ایک لڑکی کا مقدمہ ملے گا۔ جس نے ایک شخص کے اس کے ساتھ رہنا چھوڑنے پر سخت غصہ ہو کر اپنا حلق بری طرح کاٹ لیا۔ اور پھر اس پر اقدام قتل کا الزام لگایا۔

[۳] دیکھئے مثلاً مقدمہ بروکس (Brooks) جس کا اپنے اعضا کی قطع و برید کرنا۔ اور دو معصوم شخصوں کے خلاف جھوٹا الزام لگانا اسٹافورڈ سے ۱۸۵۸ء میں ان دو اشخاص کو دس سال کے لیے حبس دوام میں بھجوا دیا۔ اس کو تفصیل سے نیچے دفعہ (۵۰۷) میں بیان کیا گیا ہے۔

سرقہ بالجبر، قتل، بغاوت وغیرہ کے حالات سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ "فلاں دن ایسا ایسا کرو۔ اور تم کو کامیابی ہوگی"[1]۔ اس طرح پر اگر مجرم بنانے والی شہادت کا قبضہ جرم ہے تو یہ ہر شخص کے اختیار میں ہے کہ جرم کی قرائنی شہادت کسی بھی شکل میں کسی دوسرے شخص کے خلاف مہیا کر دے[2]۔

دفعہ ۲۰۷: بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ مادی شہادت اس دوگونہ مقصد سے جعلی بنائی جاتی ہے کہ اپنے کو بچا لیا جائے۔ اور کسی دوسرے شخص پر جس سے نفرت ہے شبہہ پیدا کر دیا جائے[3]۔ اور آخر میں ملحوظ رکھیے کہ اس قسم کا جعل جبر سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور فریب سے بھی۔ مثلاً تین اشخاص ایک معصوم شخص کے خلاف سازش کر سکتے ہیں۔ ایک شخص اس کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ دوسرا اس کے جیب میں کوئی مال مسروقہ رکھ دیتا ہے۔ اور تیسرا گویا اتفاق سے اس جھگڑے کے وقت ادھر سے گزرتا ہے۔ اور اس شخص کو چوری کے الزام میں عدالت انصاف کے حوالے کر دیتا ہے[4]۔

دفعہ ۲۰۷: (الف) بعض وقت مادی شہادت محض فریب دینے کے لیے جعلی بنائی جاتی ہے۔ مثلاً ملکہ بنام ویرونس[5] (Reg v. Vreones) کے

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۴۴ - جلد ۲

[2] ایضاً۔

[3] دیکھئے "پانچ مشہور مقدمات" صفحہ ۲۴۴ - اڈیٹر رچر - مطبوعہ اسٹرڈم ۱۸۶۲ء میں مقدمہ فلیمش پارسن۔

[4] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۹ -

[5] ملکہ بنام ویرونس ۱۸۹۱ء - اکوینس بنچ صفحہ ۳۶۰ - اس میں اناج کی صفت یا کیفیت کے متعلق نزاع تھی۔ اور اس کے صحیح نمونوں کو تھیلوں میں ڈال کر مہر کر دی گئی تھی۔ مدعی علیہ نے ان تھیلوں کو

صفحہ ۱۹۴ مقدمے میں جو ایک نہایت ہی سخت مقدمہ ہے۔ کیونکہ اس میں جعلی شہادت کی محض تیاری کو قانون عمومی کی رو سے جرم خفیف قرار دیا گیا ہے۔ اس میں "ثالثی کے نمونہ" اناج کو بدل دیا گیا تھا۔ لیکن ثالثوں نے اس اناج کو فی الواقع استعمال ہی نہیں کیا۔ اور فریب نہیں کھایا تھا۔

دفعہ ۲۰۸: (ج) مادی شہادت کا جعلی بنانا کھیل یا کسی اخلاقی مقصد کے حصول کے خیال سے۔ اس کی مثال یوسف علیہ السلام کے اس قصے سے دی جا سکتی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے خطا کار بھائیوں کے دل میں اپنے ساتھ لڑکپن میں ان کی حرکت کے متعلق خوف و تاسف پیدا کرنے کے لیے ان کے ایک تھیلے میں چاندی کا ایک پیالہ چھپا کر رکھوا دیا۔ اور جب وہ تھوڑی دور سفر کر چکے تو بطور چوروں کے ان کو پکڑوا بلوایا۔[۱]

دفعہ ۲۰۹: (د) مادی شہادت سے متعلق آخری مضعف مفروضے کا ذکر باقی ہے۔ یعنی جو فعل بظاہر مجرمانہ نظر آتا ہے اس کو ملزم کسی جائز بلکہ قابل تعریف ارادے سے کرتا ہے۔ اس کی بہترین مثال سرقے کے ان مقدمات سے ملتی ہے۔ جن میں مال مسروقہ ایک ایسے شخص کے قبضے میں ملتا ہے جو یہ جان کر یا اس شبہے سے کہ یہ مال مسروقہ ہے۔ اس کو اپنے قبضے میں اس خیال سے لیتا ہے کہ اصل مالک کو تلاش کر کے واپس کر دے گا۔ یا چور کو انصاف کے حوالے کرے گا۔ لیکن اس کے اس خیال کے پورے ہونے سے پہلے مال مسروقہ کے اس کے قبضے میں پائے جانے یا اس کے خلاف مخبری ہونے کی وجہ سے خود اس پر شبہہ ہونے لگتا ہے۔[۲] نیز ان مقدمات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کھول کر ان میں زیادہ اچھا اناج بھر دیا تھا۔

[۱] پیدائش ۴۴۔۲ و بعد۔ عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۷۔ ۵۲۔

[۲] مصنف کو ذیل کے دورے کے مقدمے کا کچھ خیال سا ہے کہ ایک گھڑی والا ایک شراب خانے میں

میں جن میں قتل کا شبہہ ہوتا ہے۔ ملزم یا مشتبہہ شخص کے جسم یا لباس پر خون کے دھبے بہت سے وجوہات سے پڑ سکتے ہیں[1]۔ مثلاً کسی جانور کے ذبح کرنے یا نکسیر[2] پھوٹنے یا کسی عمل جراحی[3] سے وغیرہ۔

دفعہ ۱۲: مادی شہادت گو عام طور پر صحیح معنی میں جرم کی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن کیفیت جرم کے متعلق مغالطہ آمیز ہوسکتی ہے۔ مثلاً مال مسروقہ کا جدید قبضہ۔ سرقے کی۔ نہ کہ ملزم کے مال مسروقے کو مسروقہ جان کر لینے کی قیاسی[4] شہادت سمجھا جاتا ہے[5]۔ اور اس میں شبہہ نہیں ہوسکتا کہ بہت سے اشخاص کو اول الذکر جرم کی سزا دی گئی ہے۔ حالانکہ ان کا جرم موخر الذکر قسم کا تھا۔ اور برخلاف اس کے بسا اوقات انصاف کو اس کے برعکس طریقے پر بھی ناکامی ہوئی ہے۔ یعنی اس شخص کو جو مال مسروقے کو مسروقہ جان کر لیا ہو سرقے کے الزام میں چالان کیا گیا ہے[6]۔ ہمارے قانون تعزیرات کی ص۱۹۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: پی کر مدہوش ہوگیا۔ اور ایک شخص جو وہاں موجود تھا اس گھڑی کو لے لیا تاکہ اس کے نشہ کے اتر جانے کے بعد وہ گھڑی اس کے حوالے کردے۔ اس کے اس نیک ارادے کا صلہ یہ ملا کہ سرقے کا الزام اس پر لگایا گیا۔

[1] کوا نٹیلین کتاب ۵ باب ۱۲۔

[2] ایضاً کتاب ۵۔ باب ۹۔

[3] دیم تاکے مقدمے میں جو بمقام اڈنبرا ۱۸۲۱ء میں اپنی لڑکی کے جس نے کر در اصل خودکشی کی تھی فرضی قتل کی بنا پر پھانسی پر چڑھایا گیا۔ ایک واقعہ جو اس کے بہت خلاف تھا یہ تھا کہ اس کا قمیص خونی تھا۔ لیکن یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ چند روز قبل اپنے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا۔ اور پٹی کھل گئی تھی۔ نظر برثبوت قیاسی ضمیمہ۔ مقدمہ ۸۔

[4] ملک بنام بنام ڈنسلی (Densley). ۶ کیرا ینگٹن رپین ۳۹۹۔ ملک بنام آڈی۔ ۲ ڈینی سن کراون کیسیس ۲۷۳۔ از الڈرسن بیج۔ دیکھئے ملک بنام لانگ میڈ۔ لیھ وکیف (L. & C.) Leigh & Cave Crown Cases.) ۴۲۷-۴۲۹

[5] ملک بنام کو لیسر ۲ جورسٹ ۷۰۳۔

اس خامی کی قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۳۔ اور قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء۔ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۹۲ کی رو سے اصلاح کی گئی۔ اور اجازت دی گئی کہ چالان میں سرقے کے فقرات کے ساتھ مال مسروقہ جان کر لینے کے فقرات بڑھائے جا سکتے ہیں[1]۔ اسی طرح جب کوئی شخص مقتول پایا جائے۔ اور اس کا سامان بھی لوٹ لیا گیا ہو تو اس سامان کے کچھ حصے کے قبضے سے کسی شخص کے خلاف قتل کا شبہہ پیدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ اس کا اصل جرم صرف سرقہ بالجبر ہو[2]۔

دفعہ ۲۱۱: مادی شہادت کی ایک نوع ایسی ہے جو خاص توجہ کی محتاج ہے۔ یعنی سرقے کا قیاس جو ملزم کے کل یا جزو مال مسروقہ کے قبضے سے پیدا ہوتا ہے۔ سرقے کی یہ قیاسی شہادت نہ صرف دوسرے حالات کی شہادت کے ساتھ بلکہ بنفسہٖ بھی اتنی قوی تصور کی جاتی ہے کہ بہت سی صورتوں میں اس کی وجہ سے ملزم پر اس امر کا بار ثبوت عاید ہو جاتا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ مال مسروقہ اس کے قبضے میں جائز طور پر آیا تھا۔ اور اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے تو جوری اس کو سارق قرار دے سکتی ہے۔ یہ قیاس نہ صرف ان تمام مفصلہ مفروضات کے تحت ہوتا ہے جو عام طور پر مادی شہادت پر موثر ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی ضرورت مسلسل پیش آنے اور اس پر اندھا دھند عمل کرنے میں

---

[1] دیکھیے قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۱۲۔ اور قانون چالانات سنہ ۱۹۱۵ء۔ ۵ و ۶ جارج پنجم باب ۵۰ دفعہ ۴۔ جس کی رو سے ایک سے زیادہ جرم سنگین یا جرم خفیف یا دونوں جرم سنگین و سنگین ایک ہی چالان میں ساتھ ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔ قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء کا دفعہ ۹۱ (جس کا متن میں ذکر کیا گیا ہے) قانون سرقہ سنہ ۱۹۱۶ء کی رو سے منسوخ کیا گیا دیکھیے نیچے دفعہ ۲۵۵۔

[2] دیکھیے ملکہ بنام ڈاؤننگ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم ۲۸۹-۲۹۱۔

علانیہ خطرہ ہونے کی وجہ سے ججوں کی توجہ اس طرف منعطف ہوگئی ہے اور انھوں نے اس کے عمل پر چند عملی قیود لگانے کی کوشش کی ہے۔ خصوصاً جب ملزم کے خلاف صرف وہی ایک شہادت ہوتی ہے۔ اور اس خصوص میں سب سے پہلے یہ صاف طور پر طے شدہ امر ہے کہ ملزم پر جوابدہی کا بار ڈالنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مال مسروقہ پر اس کا قبضہ جدید ہو۔[1] گو کس قبضے کو جدید سمجھا جائے گا۔ اس کا تصفیہ نوعیتِ اشیائے مسروقہ کے لحاظ سے کیا جائے گا۔ یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ ص ۱۹۶
کیا وہ اس نوعیت کے ہیں کہ جلد جلد دست بدست منتقل ہوتے ہیں۔ یا ایسے ہیں کہ ملزم جائز طور پر اپنے موقف زندگی یا پیشے کے لحاظ سے ان کا قبضہ پا سکتا تھا۔[2] مثلاً ایک غریب آدمی سے چاندی کے برتن۔ جواہرات یا نادر کتابوں کے قبضے کے متعلق نسبتاً زیادہ مدت کے بعد بھی توجیہ طلب کی جائے گی۔ لیکن اگر اشیائے مسروقہ اس کے حسب حیثیت یا اغذیہ۔ یا آلات ہوں۔ تو سرقے کی اتنی ہی مدت[3] بعد اس سے توجیہ طلب نہیں کی جا سکے گی۔ اس مضمون پر پہلے مقدمے میں جس کی رپورٹ کی گئی ہے۔ بیلی جسٹس (Bayley, J.) نے بری کر دینے کی ہدایت کی۔ کیونکہ ملزم کے خلاف صرف یہی شہادت تھی کہ مال مسروقہ (جس کی نوعیت رپورٹ میں بیان نہیں کی گئی ہے) اس کے قبضے میں سرقے کے سولہ مہینوں کے بعد پایا گیا تھا۔ لیکن جب ستر بکرے ۱۸ جون کو ایک چراگاہ میں چھوڑے گئے۔ لیکن نومبر تک ان کا گم ہونا معلوم نہ ہوا۔ اور

۱ شہادت مصنفہ اسٹارکی۔ جلد ۲ طبع سوم۔ ۵ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۶۵۷۔ ملک بنام کاکن۔ "کراؤن کیسس" از لیون (Lewin, C. C. ie, Crown Cases.) ص ۲۳۵ اور وہ مقدمات جو بعد کے نوٹس میں دئے گئے ہیں۔

۲ ملک بنام پارٹرج۔ ۷ کیارنگٹن و پین ۵۵۱۔ ملک بنام کاکن "کراؤن کیسس" از لیون ۲۳۵۔ نوٹ جلد ۲۔

۳ بے نام۔ ۲ کیارنگٹن و پین ۴۵۹۔

ان میں سے چار اکتوبر میں ملزم کے قبضے میں تھے۔ اور مزید ۱۹ / ۲۳ / نومبر کو۔ تو اسی جج نے ان دونوں کے قبضے کی شہادت پیش کرنے کی اجازت دی[۱]

اور ایک بعد کے مقدمے ملک بنام آڈمس (R. V. Adams)[۲] میں ملزم کا چالان ایک کلہاڑی۔ آرے۔ اور رکھاوڑے کے سرقے کے الزام میں کیا گیا تھا۔ اور شہادت صرف یہی تھی کہ وہ ان کے قبضے میں گم ہونے کے تین مہینوں کے بعد پائے گئے تھے۔ پارک جج (Parke. B) نے بری کردینے کی ہدایت کی۔ اور ملک بنام کرٹن ڈن[۳] (R. V. Cruttenden) کے زیادہ جدید مقدمے میں ایک بیلچہ چوری جانے کے چھ سات مہینوں بعد ملزم کے مکان میں جب وہ گھر میں نہیں تھا۔ پایا گیا تھا۔ گرنی جج (Gurney, B.) نے قرار دیا کہ صرف اسی شہادت پر ملزم سے جوابدہی نہیں کروائی جائے گی لیکن ملک بنام پاٹرج (R. V. Partridge)[۴] کے مقدمے میں ملزم پر الزام اونی کپڑوں کے دو تھان (تقریباً بیس بیس گز کے) کے چرانے کا تھا۔ اور جو اس کے قبضے میں سرقے کے دو مہینوں کے بعد پائے گئے تھے۔ بہت مدت گزر جانے کا اعتراض کیا گیا۔ لیکن پاٹمین جج (Patteson, J.) نے اس کو نامنظور کردیا۔ اور ملزم کو سزا دی گئی۔ بعد میں ملک بنام ہیولٹ (R. V. Hewlett)[۵] کے مقدمے میں ملزم پر الزام تین چادروں کے چرانے کا تھا۔ اور اس کے خلاف شہادت صرف یہی تھی کہ وہ اس کے بچھونے پر سرقے سے تین مہینے بعد پائے گئے۔ اس کے وکیل نے اعتراض کیا کہ ملک بنام آڈمس کی نظیر کے لحاظ سے ملزم سے

---

[۱] ملک بنام ڈیو ہرسٹ۔ شہادت مصنفہ ارشار کی جلد ۲ صفحہ ۶۱۴۔ نوٹ۔ د طبع سوم۔

[۲] کیارنگٹن ویین صفحہ ۶۰۰۔ جلد ۲۔

[۳] ۶ جورسٹ، ۲۶۷۔ اور نسخہ اجلاس خصوصی عدالت میقاتی (کنٹ) ۱۸۴۲ء۔

[۴] کیارنگٹن وپین ۵۵۱۔ جلد ۷۔

[۵] سالپ اجلاس موسم بہار (Salop Spring Ass.) ۱۸۴۳ء۔

جواب دہی بھی طلب نہیں کی جانی چاہئیے۔ لیکن وٹمان جسٹس نے کہا کہ کوئی مستقل اصول اس عرصے کے متعلق جس کے اندر ملزم سے مال مسروقہ کے
ص ۱۹۷ قبضے کی توجیہ طلب کی جائے گی قرار دینا ناممکن ہے۔ اور گو اس مقدمے میں شہادت بہت کم ہے۔ لیکن جوری کو اس کا تصفیہ کرنا چاہئیے کہ اس کی کیا وقعت ہے۔ ملزم کو بری کر دیا گیا۔ ملک بنام کوپر[1] (R. V. Cooper) کے مقدمے میں ایک گھوڑی جو ۱۱ ر ڈسمبر کو کھو گئی تھی۔ اگلے سال کے بیس جون اور بائیس جولائی کو پائی گئی۔ اس کے خلاف کوئی اور شہادت نہیں تھی۔ ماآل جسٹس نے قرار دیا کہ قبضہ اتنا جدید نہیں ہے کہ ملزم کی جواب دہی ضروری ہو۔ اس بحث میں یہ ملحوظ رکھنا چاہئیے کہ جرم کا احتمال زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیاے مسروقہ کی تعداد۔ اور ان اشیاء کی تعداد میں جو ملزم کے قبضے سے برآمد ہوتی ہیں۔ تطابق زیادہ ہوتا ہے ـــــ بہت سے اشیاء مسروقہ میں سے ایک کا قبضہ بہ نسبت سب کے قبضے کے آسانی سے اتفاق یا جعل پر محمول کیا جاسکتا ہے[2]۔

دفعہ ۲۱۲: لیکن اس قیاس کے پیدا ہونے کے لیے مال مسروقہ کا قبضہ نہ صرف جدید ہی ہونا چاہئیے بلکہ بلا شرکت غیرے بھی۔ مثلاً اگر مال مسروقہ خود ملزم کے جسم یا اس کے مقفل مکان یا حجرہ یا ایسے صندوق میں سے جس کی کنجی اس کے پاس ہو برآمد ہو تو اس سے جواب طلب کرنے کی انصافاً وجہ ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ اشیا کسی ایسے مکان یا حجرے سے برآمد ہوں جہاں وہ دوسروں کے ساتھ رہتا ہو۔ اور جو سب مساوی طور پر چوری کرنے کے قابل ہوں۔ یا اگر وہ کسی ایسے صندوق

[1] ۳ کیا رنگٹن دکیرودن۔ ۳۱۸۔
[2] ''جرائم'' از رسل جلد ۲ صفحہ ۲۷۸۔ طبع پنجم۔ ملک بنام براون۔ نسخۂ اجلاس گرا کنٹ ۱۸۵۱ء۔ از ارل جسٹس۔

ہیں ملیں جس تک دوسروں کی بھی رسائی ہو تو اس سے جرم کا کوئی مستقل قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے[1]۔ لیکن اس کا ایک استثنیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی جب ملزم اس مکان کا قابض ہو جس میں مال مسروقہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ قیاس کرلینا چاہئے کہ اس کی مکان پر ایسی نگرانی تھی کہ کوئی شے بغیر اس کی اجازت کے مکان میں لائی یا باہر لے جائی نہیں جاسکتی تھی۔ دیوانی ذمے داری کی اساس بطور یہ بھوت صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا کہ مالک مکان جرم سنگین کا مرتکب اس دوگونہ قیاس کی وجہ سے ہے کہ (۱) مال مسروقہ جو اس کے مکان سے برآمد ہوا اس کا رکھا ہوا تھا۔ یا اس کے اعراض کی وجہ سے وہاں لایا گیا تھا۔ نیز (۲) یہ بھی فرض کرتے ہوئے کہ ایسا ہوا تھا۔ باوجود کسی تائیدی شہادت کے نہ ہونے کے یہ بھی قیاس کرنا کہ چور بھی وہی تھا۔ یقیناً مصنوعی یقین پر عمل کرنے سے زیادہ نہ ہوگا[2]۔

۱۹۸ص **دفعہ ۲۱۳**: دراصل اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عملدرآمد میں اس قیاس کے حدود جائز سے بعض وقت تجاوز کیا گیا ہے۔ بنتھم کہتے ہیں کہ "قبضے سے زیادہ یقین دلانے والا کوئی اور امر نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس کی تائید مجرم کرنے والے دوسرے حالات سے ہوتی ہے۔ اور اس سے زیادہ کوئی امر غیر قطعی نہیں ہوتا ہے اگر صرف قبضہ ہی ہوتا ہے ظروف ایک کے اندر ایک ہوسکتے ہیں۔ مثلاً چور صندوقوں کی شکل میں-

[1] شہادت مصنفۂ اسٹارکی۔ جلد ۲۔ صفحہ ۶۱۴۔ طبع سوم۔ نوٹ (جی)

[2] یہ ایک سخت ناانصافی ہوگی کہ اس شخص کو مجرم سمجھیں جس کے مکان میں کوئی مال دیکھا یا پایا جائے۔ روما تک میں یہ جنایت کے دیوانی تاوان کی وجہ سمجھی جاتی تھی۔ جرم کا قیاس ایسے حالات کی بنا پر کرنا جو اتفاقی ہو سکتے ہیں ایک بہت بڑا قدم اٹھانا ہے۔ جو قانون فوجداری کی طفولیت ہی میں اٹھایا جاسکتا ہے۔" کتاب شہادت مصنفۂ بانتے دفعہ ۶۷۵۔ نیز دیکھئے قانون تعزیرات

یا جواہر ڈبیہ میں ہو سکتا ہے۔ ڈبیہ صندوقچہ میں۔ صندوقچہ خانہ میں۔ خانہ میز میں۔ میز حجرے میں۔ حجرہ مکان میں۔ مکان کسی کھیت میں۔ اس طرح پر جواہر۔ کا واقعی قبضہ ایک ہی وقت میں چھ مختلف اشخاص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس سے پیشتر کے قبضے کے متعلق تو یکے بعد دیگرے ممکنہ قابضین کی تعداد غیر محدود ہو سکتی ہے[1]۔ واقعۂ قبضے کا حقیقی فایدہ یہ ہے۔ اور اپنی اسی نوعیت کے لحاظ سے وہ قابل غور ہے کہ وہ دوسرے مجرم بنانے والے قراین کے ساتھ ایک قرینہ ہوتا ہے گو وہ جدید ہو کہ قایم مشترک ہو کہ بلاشرکت غیرے۔ لیکن گو شہادت کسی قسم کی ہو۔ جوری کو ملزم کے مجرم ہونے کا اخلاقی یقین ہونا چاہئیے اور ملزم کو کسی مصنوعی قیاس یا حجت کی بنا پر چاہے وہ نظری طور پر کتنی ہی صحیح و منصفانہ ہو سزا نہیں سنانی چاہئیے۔

دفعہ ۲۱۴: جب ملزم کے خلاف مقدمہ اتنا قوی نظر آئے کہ اس سے جواب طلب کیا جا سکے۔ تو مال مسروقہ کے اس کے قبضے میں آنے کی جو توجیہ وہ کرے۔ چاہے اس کی تائید شہادت سے ہوتی ہو یا نہیں۔ جوری ہی کو اس پر غور کرنا چاہئیے۔ بہت سے مقدمات میں ایسے اقوال عدالتی پائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے صداقتِ توجیہ کو ثابت کرنے کا بارِ ثبوت ملزم پر ہوتا ہے۔ لیکن مقدمۂ ملک بنام شاما[2] (R. V. Schama) میں۔ جو۔ اب اس امر پر ہدایتی مقدمہ ہے قرار دیا گیا کہ ملزم کو یہ ثابت کرنا نہیں ہوتا ہے کہ مال اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اسکاٹ لینڈ از ہیوم جلد ا صفحہ ۱۱۱۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۹ و ۴۰۔

[2] ۸۴ لا جرنل کنگس بنچ ۳۹۶-۱۱۲۔ لا ٹائمز ۴۸۰۔ ۱۱ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۴۵ دیکھئے شہادت مصنفۂ فپسن طبع ششم صفحہ ۳۵ و ۱۳۰۔

قبضے میں جائز طور پر آیا۔ بلکہ چالان کو اس کے برعکس ثابت کرنا ہوتا ہے اور جب ملزم کوئی ایسا توجیہی بیان دیتا ہے جس کو ارکان جوری سچ سمجھ سکتے ہیں ـــــ گو ان کو اس کے سچ ہونے کا یقین نہ ہو۔ تو ان کو چاہیئے کہ ملزم کو بری کر دیں۔ کیونکہ اصلی بار ثبوت (یعنی جرم کو اس حد تک ثابت کرنے کا بار ثبوت کہ اس کے بعد کوئی معقول شبہہ نہ رہے) مقدمے کے کل دوران میں چالان پر رہتا ہے۔ اور اس صورت میں وہ پورا نہیں ہوگا۔



۱۹۹

حصۂ سوم

دستاویزات

باب اول

دستاویزی شہادت عام طور پر

صفحات اصل کتاب۔ صفحات ترجمہ

تاوان ادا کرنے پر قابلِ ادخال ہوتے ہیں ۲۱۴-۳۷۰	ناقابلِ ادخال ہیں ۲۱۴-۳۷۰
غیر اسٹامپ شدہ دستاویزات ضمنی دیوانی غرض کے لیے	اسٹامپ لگانے کا "ذمہ لینا" ۲۱۵-۳۷۰
	غیر اسٹامپ شدہ معاہدے کی نقل کا مصرف ۲۱۵-۳۷۰

دفعہ ۲۱۵: شہادت کے باقی "آلات" دستاویزات ہیں۔ اور اس لفظ کے مفہوم میں صحیح طور پر تمام وہ مادی اشیا آتے ہیں۔ جن پر انسانوں کے خیالات تحریر یا کسی اور قسم کے رسمی نشان یا علامت سے ظاہر کئے جاتے ہیں[1]۔ مثلاً لکڑی کے تختیاں جس پر نان بائی یا گولی وغیرہ لکیروں کے ذریعے سے رڈھیوں کی تعداد یا دودھ کی مقدار جو گاہکوں کو مہیا کی گئی ہو ظاہر کرتے ہیں۔ یا اکسچیکر (خزانہ) کی قدیم دندانہ دار لکڑیاں[2] وغیرہ —— بھی اسی طرح دستاویزات ہیں جس طرح نہایت ہی اعلیٰ درجے کے بیع نامے صنہ۲۰

[1] ٹاک بنام ڈے۔ ۱۹۰۰ء ہونگنس بیچ ۳۲۲۔ ڈارلنگ جسٹس (Darling, J.) نے دستاویز کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "کوئی تحریر یا چھاپہ جو شہادت ہو سکتا ہو۔ چاہے وہ کسی بھی شے پر منقوش ہو"۔

[2] یہ دندانہ دار لکڑیاں سرکاری قرضوں کی ادائی بطور اور بعض دوسرے اغراض کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ دو فیٹ لانبی لکڑی کو ایک خاص کھردری شکل میں کاٹا جاتا تھا۔ اور اس پر چھوٹے بڑے مختلف لکیریں مختلف سکون کو ظاہر کرنے کی جاتی تھیں سب سے بڑی لکیر ہزار پاؤنڈیں (£) کو ظاہر کرتی تھی۔ جن سے سو۔ دس۔ اور ایک پونڈ کا مفہوم ادا ہوتا تھا۔ اور ان کے بعد اور بھی چھوٹی لکیریں شلنگ اور پنس کو ظاہر کرنے ہوتی تھیں۔ اس لکڑی کو بعد میں بیچ میں سے اس طرح کاٹا جاتا تھا کہ لکیریں بیچ میں سے کٹتی تھیں۔ ایک ٹکڑے کو محاسب وغیرہ کو دیا جاتا تھا۔ اور اس کو دندانہ دار لکڑی کہتے تھے اور دوسرے کو چیمبرلین رکھ لیتا تھا اور اس کو "مثنیٰ" کہتے تھے دندانے دار لکڑی کے کھردرے ہونے۔ و نیز لکڑی کے قدرتی ریشوں کی وجہ سے جعلی بنانا سخت مشکل ہوتا تھا۔ قانون ۲۳ چارج سوم باب ۸۲۔ اور ۴ و ۵ ولیم چہارم باب ۱۵۔ کی رو سے دندانے دار لکڑیاں

یا رہن نامے وغیرہ - بلا شبہ بعض صورتوں میں دستاویزی و مادی شہادت میں فرق بہت کم ہوتا ہے - مثلاً نقوش یا وغیرہ کے جوڑنے سے بنے ہوئے نمونہ جات یا دستی تصاویر کی صورت میں جو صاف طور پر مادی شہادت ہوتے ہیں - لیکن زیر بحث دستاویزی شہادت سے وہ اس طرح پر فرق کئے جا سکتے ہیں کہ ان سے امور شہادتی کی واقعی نہ کہ علاماتی نمایندگی ہوتی ہے -

دفعہ ۲۱۶: دستاویزات چونکہ غیر ذی روح اشیا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان سے عدالت انسانی گواہی کے ذریعے سے واقف ہوتی ہے - اسی وجہ سے بعض قدیم اساتذہ ان کو "مردہ شہادت" کہتے ہیں - بمقابل گواہوں کے جن کو "زندہ شہادت" کہا جاتا ہے۔ جب مطلوبہ دستاویزات فریق مخالف کے قبضے میں ہوں - تو ان کے پیش کرنے کی اطلاع پیشی سے کافی پہلے اس کو دینی چاہیئے - اور اگر وہ ان کو پیش نہ نہ کرے تو ان کے مضامین کی ثانوی یا جیسا کہ اس کو اصطلاحی طور پر کہتے ہیں "منقولی" شہادت دی جا سکتی ہے - اور جب دستاویزات شخص ثالث کے قبضے میں ہوں - تو اس کو طلب نامۂ حاضری و پیشی دستاویزات بھیجا جاتا ہے - یعنی مقدمے میں بطور گواہ حاضر ہونے اور دستاویزات اپنے ساتھ لانے کے سمن بھیجے جاتے ہیں - شخص ثالث جس کو ایسا سمن ملے تعمیل پر مجبور ہوتا ہے - یعنی پیشی پر حاضر ہونے اور دستاویزات کو اپنے ساتھ لانے کی حد تک لیکن ان اصولوں پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: موقوف کی گئیں - اور ان کے بجائے رسائد مقرر کئے گئے - اور ان لکڑیوں کو موخر الذکر قانون کے تحت جلانے سے اس وقت کے ایوان پارلیمنٹ بھی اتفاقاً جل گئے -

۱ براکٹن (Bracton) کتاب ۵ صفحہ ۴۰۰ ب ٹلٹن مصنفۂ لٹلک صفحہ ۶ (ب) -

قیاس کرتے ہوئے جن کو بیان کیا جا چکا ہے[۵۱]۔ اس کو پیش کرنے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ان کے فاش ہونے سے وہ کسی جرم۔ تاوان یا ضبطیٔ جائداد کا مستوجب ہوتا ہے[۵۲] اسی طرح کوئی فریق اپنے اراضی کے اسناد پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا[۵۳]۔ اور نہ اس کا سالیسیٹر جس کے سپرد وہ کئے جاتے
۲۰۱ ہیں گے[۵۴]۔ اور دونوں صورتوں میں ان کے مضامین کی منقولی شہادت پیش ہو سکے گی[۵۵]۔

دستاویزات کا شہادت میں قابل ادخال ہونا۔ اور تمام وہ ابتدائی سوالاتِ واقعاتی جن پر ان کا قابل ادخال ہونا موقوف ہوتا ہے۔ اور پیش ہونے کے بعد ان کی قانونی تعبیر۔ ان سب کا تصفیہ جج کو کرنا ہوتا ہے۔ ان کے متعلق سوالات کا تصفیہ جوری کرتی ہے۔

دفعہ ۲۱۷: گو دستاویزی شہادت اکثر تحریری شکل میں پیش ہوتی ہے۔ لیکن الفاظ "تحریر" و "تحریری شہادت" کے قانون میں ایک محدود و ثانوی معنی ہو گئے ہیں۔ جن میں وہ گو ہمیشہ نہیں لیکن اکثر استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان محدود یا الفاظ کے اس طرح پر ذو معنی ہونے کی وجہ سے بہت کچھ پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ اس امر کو ایک نہایت ہی ممتاز فرانسیسی قانون دان کے حسب ذیل فقرے سے زیادہ وضاحت کے ساتھ

---

۵۱ دیکھیے دفعہ ۱۲۶ تا ۱۳۱۔

۵۲ ... بنام ... ۱۵ ... مقدمات ملاقہ ... ۱۔ اور پوری تفصیل کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فیلپس طبع ششم صفحہ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔

۵۳ ہیروڈ بنام ... ۱۸۴۰ ... ۲۔ اسپیکر ۱۱۔ ... بل دریان ۴۷۴۔ ۵۶ رسل دریان ۶۳۹۔ ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ... مین ... ۱۰۲۔ ولانے بنام ... ۱۳ کامن بنچ ۲۴۱۔ برسل بنام ٹرنر ۱۲ کوئینس بنچ ڈیویژن ۱۔

۵۴ ... بنام ... ۱۳ ایلس ... ۶۵۸۔ ۶۶۸ کالکرافٹ بنام گسٹ ۱ کوئینس بنچ ۷۵۹۔ عدالت مرافعہ۔

۵۵ دیکھیے دفعہ ۵۰ اور نوٹ۔

نہیں بیان کیا جا سکتا۔ "تحریری شہادت کی قوت اس میں ہوتی ہے کہ انسان اس امر پر متفق ہوتے ہیں کہ گزرے ہوئے امور کی یاد کو جن کو وہ یا تو اپنی ہدایت کے اصولوں یا اپنی تحریر کی مستقل شہادت بطور یاد رکھنا چاہتے ہیں محفوظ کر دیں۔ اس طرح پر معاہدے ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں تا کہ جو کچھ معاہدین نے اپنے لیے مقرر کر دیا ہو۔ اس کی یاد محفوظ ہو جائے اور جو معاہدہ ہوا ہو۔ نہ ان کے لیے ایک معین و ناقابل تبدیل قانون بن جائے۔ اسی طرح وصیت نامے لکھے جاتے ہیں تا کہ جو کچھ کہ اس شخص نے جس کو اپنی جائداد پر تصرف کا حق تھا۔ حکم دیا ہو۔ یاد رہے۔ اور اس کے وارث اور موصی لہم کے لیے قاعدہ بن جائے۔ یہی حال تحریری احکام سزا ڈگریات۔ فراین۔ احکام وغیرہ کا ہے۔ جن کے متعلق مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ سند یا قانون کا اثر رکھیں...... تحریر بلا کسی تبدیلی کے جو کچھ اس کے حوالے کیا جاتا ہے۔ محفوظ رکھتی ہے۔ اور فریقین کے ارادے کو ان کی گواہی سے بھی ثابت کرتی ہے[1]"۔ پس ملحوظ رکھئے کہ ہماری کتابوں[1a] میں مذکورۂ بالا جیسے دستاویزات کے متعلق ہی "تحریر" یا "تحریری شہادت" کے الفاظ عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ رومن و کلیسائی فقہا ایسے سب دستاویزات یا تحریرات کو "انسٹرومنٹس" ("Instruments") یعنے

ص ۲۰

[1] قانون روما مصنفۂ ڈوما۔ حصّہ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ ۲۔ اور پر مقدمہ حصّہ دوم دفعہ ۶۰ میں اصل دیکھئے۔ اسی لیے دستاویزات میں عام طور پر لکھا جاتا ہے کہ "اب یہ تحریری معاہدہ شاہد ہے کہ" وغیرہ۔ اور وہ ختم ہوتے ہیں "جس کی گواہی کر لیے"۔ وغیرہ اور اقرارات میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "بذریعہ ہذا اقرار کیا جاتا ہے کہ" وغیرہ۔ لفظ[1a] "تحریر" (Writing) اور نارمن فرنچ لفظ "نسق" (escript) اس معنی میں قدیم سے استعمال ہوتے ہیں۔ دیکھئے ٹلٹن دفعہ ۳۶۵۔ ٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف۔ کک جلد ۵ صفحہ ۲۶ الف اسی طرح ۲۔ ایڈورڈ چہارم ۳۔ اے و بی (A&B)

دستاویزات کے عام نام سے موسوم کرتے تھے[1]۔ لیکن ہماری زبان میں یہ لفظ سرکاری تحریرات کے لیے معمولاً نہیں بولا جاتا ہے۔ انسٹرومنٹ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دو یا زیادہ فریقوں کے درمیان ہو۔ وہ یک جنبی بھی ہوسکتا ہے۔ اور دو یا زیادہ فریقون کے درمیان بھی۔ مثلاً مہری دستاویز یک جنبی۔ یا وصیت نامہ بھی "اسی طرح ایک "انسٹرومنٹ" ہے۔ جس طرح کہ کوئی نہایت ہی پیچیدہ متعدد فریق والی دستاویز[2]"

دفعہ ۲۱۸: اس معنی میں "تحریر" کے دو اقسام ہیں۔ "سرکاری"۔ و "خانگی"۔ اول الذکر کے تحت تمام قوانین پارلیمنٹ فیصلے جات اور افعال عدالت۔ چاہے وہ اختیاری یا نزاعی اختیار سماعت کے ہوں اعلانات۔ سرکاری کتب وغیرہ آتے ہیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ "عدالتی"[3] و "غیر عدالتی" و نیز "سجلاتی تحریرات" و غیر سجلاتی تحریرات"۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں کہ "سجلات (ریکارڈس) مقننہ و بادشاہ کی عدالت ہائے انصاف کی یادداشتیں ہوتے ہیں۔ اور اتنے مستند کہ ان کی کسی قسم کی کوئی تردید نہیں ہوسکتی[4]۔ ان کو "صداقت" کی یادگاریں اور قدیم نشانات[5] کہتے ہیں۔ نیز شاہی

---

[1] ہینکس برپانڈکٹس (Heinec ad Pand) ۔حصہ چہارم دفعات ۱۲۶ - ۱۲۷ - نیز دیکھیے قانون اصول کلیسائی مصنفہ ڈیوش (Devot. Inst. Canon.) کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۲۰ -

[2] ہینکس برپانڈکس۔ حصہ چہارم دفعہ ۱۲۸ -

[3] اوپر نوٹ (۱۲) شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۱۔ طبع دہم۔

[4] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۲ صفحہ (۱) - طبع دہم

[5] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۷ طبع چہارم۔ نیز دیکھیے پلاؤڈن ۴۹۱ ہ ۔ لٹلٹن مصنفہ کک صفحہ ۲۶۰ الف۔ کک جلد ۴ ۱، الف قانون مصنفہ پیچ ۲۲۱ - ایسٹ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ ۔ باران وال واڈلنس جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ -

[6] لٹلٹن مصنفہ کک صفحہ ۱۱۰ الف ۲۹۲ ب۔ رولس کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ -

خزانہ بھی[1]۔ لیکن فیصلے جات عدالت عام طور پر ان اشخاص کے خلاف جو ان کے فریق یا قایم مقام فریق نہ ہوں۔ شہادت میں قابل ادخال نہیں ہوتے ہیں گو بعض صورتوں میں قانون مصلحت کی وجہ سے ان کو تمام دنیا پر قابل پابندی قرار دیتا ہے۔ مثلاً فیصلہ جات بالتعمیم کی شکل میں[2]۔ عدالتی نوعیت کے سرکاری دستاویزات میں جو از قسم سجلات (ریکارڈ) نہیں ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کی عدالتی تحقیقات بیانات اظہارات سوالات ابتدائی جیج وغیرہ حکمنامجات۔ پلیڈنگس وغیرہ داخل ہیں۔ اور غیر عدالتی سرکاری دستاویزات[3] میں ایوان ہائے پارلیمنٹ کے روز نامجات۔ بنک انگلستان کی کتابیں۔ پیدائش۔ نکاح و موت کے رجسٹر تشخیصوں کی کتابیں۔ ہیرالڈ کے ورود کی کتابیں۔ مختلف چھوٹے بڑے پادریوں کی کتابیں وغیرہ۔

دفعہ ۲۱۹: سرکاری تحریرات کے قابل ادخال ہونے کے اصول کو شہادت مصنفہ اسٹارکی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

"سرکاری نوعیت و اقتدار کے دستاویزات عام طور پر قابل ادخال ہوتے ہیں۔ گو ان کی توثیق صداقت کے معمولی و مادی معیاروں سے نہیں ہوتی ہے یعنی ان اشخاص کو جن کی بنا پر دستاویز کی صداقت موقوف ہوتی ہے نہ حلف دیا جاتا ہے۔ اور نہ ان پر جرح کی جاتی ہے۔ ایسے دستاویزات پر یہ غیر معمولی اعتبار زیادہ تر اس واقعے

[1] ۱۱ ایڈورڈ چہارم ۱۔

[2] نیچے دفعات ۵۸۸ تا ۵۹۵۔

[3] ان پر دیکھئے مقدمہ اسٹرلا بنام فرکیا (Sturla v. Freccia.) ۵ مقدمات مرافعہ ۶۲۳۔ از لارڈ بلاکبرن۔ اور مرسر بنام ڈن (Mercer v. Denne) (۱۹۰۵ء) ۲ چانسری ۵۳۸۔ عدالت مرافعہ۔

۲۰۳ پر مبنی ہوتا ہے کہ وہ ایسے اشخاص کے ذریعے سے تیار کئے جاتے ہیں جو اس مقصد کے لیے مجاز و مختار کئے جاتے ہیں۔ اور کچھ اس لیے کہ جس موضوع سے وہ متعلق ہوتی ہیں وہ مشہور ہوتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس لیے بھی کہ وہ قدیم ہوتے ہیں۔ جب خاص واقعات کی تحقیق کی جاتی ہے اور عوام کے فایدے کے لیے ان کو ریکارڈ کیا جاتا ہے (یعنی ان کے سجل بنائے جاتے ہیں) تو وہ اشخاص جن کو ایسی تحقیقات اور یادداشتیں مرتب کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے تمام افرادِ عوام کے کارندے ہوتے ہیں اور قوم کے ہر رکن کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس تحقیقات کا فریق تھا۔ اس لیے اس اعتبار کی وجہ سے جو اس طرح پر مجاز کئے ہوئے کارندوں پر ہوتا ہے اور خود ان واقعات کی سرکاری نوعیت کی وجہ سے یہ دستاویزات غیر معمولی اعتماد کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی توثیق سچ کے معمولی معیاروں سے کی جائے۔ یا یہ کہ ان کے لیے ان کی تہدید ہو۔ نیز سرکاری نوعیت کے واقعات کو گواہوں کے بیانات حلفی کے ذریعے سے ثابت کرنا نہ صرف مشکل بلکہ قطعاً ناممکن ہوگا۔[له]

اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ سرکاری تحریرات کے مضامین ہر غرض کے لیے شہادت میں قابل ادخال ہیں۔ ہر سرکاری دستاویز صرف انھیں امور کو ثابت کرنے قابل ادخال ہوتی ہے۔ جن کی یاد کو محفوظ کرنے

له شہادت مصنفہ اسٹارکی ۲۷۲-۳-۲۷۳-اسی پر دیکھیے ڈرک بنام ڈیکلی-۸-ایڈالفس و ایلیس ۱۱۰-۱۱۴ رسل و ریان ۵۴۴-ڈوڈلی فراتس بنام اینڈریوس-۱۵ کوئینس بینچ ۷۵۹-ازارل جسٹس جینکبس بر پانڈیکٹس حصہ چہارم دفعات ۱۲۷-۱۲۹-اور اصول قانون کلیسائی کتاب ۳-عنوان ۹-دفعہ (۲۰)-

وہ عالم وجود میں لائی گئی تھی۔ بعض سرکاری تحریرات مثل ریکارڈ کے ہوتی ہیں یعنی ساری دنیا پر قابل پابندی۔ لیکن عام طور پر وہ اس نوعیت کے نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ معمولاً وہ صرف اسی وقت تک صحیح ہوتے ہیں۔ جب تک کہ ان کی تردید نہ کی جائے۔

دفعہ ۲۲۰: خانگی دستاویزات میں۔ دستاویزات مہری اہم ترین ہوتے ہیں۔ یہ وہ تحریریں ہیں "جو مہری ہوتے اور حوالے کئے جاتے ہیں"[1] اور ان میں اور کم درجے کی دوسری دستاویزات میں فرق یہ ہے کہ مہری دستاویزات کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بدل کی بنا پر لکھی گئی ہیں۔ اور اس قیاس کی تردید نہیں ہوسکتی[2] بجز اس کے کہ اعتراض یہ ہو کہ وہ فریب پر مبنی ہیں[3]۔ برخلاف اس کے معاہدات غیر مہری میں بدل کو بیان کرکے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[4]۔ ازمنہ ماضیہ میں دستاویزات مہری پر شاذونادر ہی دستخط کئے جاتے تھے۔ ان کی اصل خصوصیت یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ ان پر مہر کی جاتی اور وہ حوالے کئے جاتے ہیں۔ قدیم ترین زمانے سے یہ اصول چلا آتا ہے کہ

"معاہدات معمولاً شے۔ الفاظ۔ تحریر۔ تراضیٔ طرفین وحوالگی۔ اور ان تمام ضوابط کے ساتھ کئے جاتے ہیں[5]"

---

[1] شلٹن مصنفہ کک ۱۷۱ ب۔ قانون مصنفہ فنچ صفحہ ۱۰۸۔

[2] پلوڈن صفحہ ۳۰۹۔ "شہادت" از اسٹارکی صفحہ ۳۹۰۔ طبع سوم۔ ایضاً صفحہ ۷۰۴۔ طبع چہارم نیچے دفعہ ۲۲۹ لیکن دیکھئے شہادت از فیپن طبع ششم صفحات ۵۸۶-۵۸۷۔

[3] ایضاً

[4] "معاہدات" از چٹی ("Chitty on Contracts") طبع چہاردہم بحوالہ ران بنام ہیوز ۱۷۷۸ء۔ ۷ ٹائمز رپورٹ ۳۶۰۔ نوٹ اور دوسرے مقدمات۔

[5] براکٹن کتاب ۲ باب ۵ صفحہ ۱۶ ب پلوڈن ۱۶۱ ب۔ شلٹن از کک ۳۶ الف۔

"کسی دستاویز مہری۔ منشور۔ یا تحریر میں دستاویز مہری کی قوت نہیں ہوتی
جب تک کہ اس پر مہر نہ ہو[1]" اور "حوالگی دستاویز مہری کو گویا کر دیتی ہے[2]" ص ۲۰۴
دستاویز مہری کے شاہد اکثر گواہ حاشیہ ہوتے ہیں جو اس پر اپنا نام لکھ دیتے
ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ دستاویز مہری کی تکمیل ان کی موجودگی میں ہوئی[3]۔ قدیم
زمانے میں گواہوں کی تعداد زمانۂ حال سے زیادہ ہوتی تھی۔ اور جب
کسی دستاویز مہری کی تکمیل کو امر تنقیح طلب بنایا جاتا تھا تو گواہان حاشیہ کو
طلب کیا جاتا تھا جو عدالت میں حاضر ہونے کے بعد بعض لحاظات سے
جوری کے فرایض ادا کرتے تھے[4]۔ اگر وہ سب فوت ہو گئے ہوتے تو اس کا
تصفیہ جوری کرتی تھی۔ "جب گواہ (حاشیہ) مر چکے ہوں تو دستاویز مہری کی
صحت کا فیصلہ ضرورۃً جوری کو کرنا چاہیے[5]"۔ جدید عملدرآمد کی رو سے
دستاویز مہری کی تکمیل کم سے کم ایک گواہ حاشیہ کی گواہی سے ثابت
کی جانی چاہیے[6]۔ اگر سب گواہان حاشیہ فوت یا مجنون ہو گئے ہوں۔ یا
عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہوں یا مستعدی سے ڈھونڈھنے پر
بھی نہ ملتے ہوں تو ان کے دستخط ثابت کئے جا سکتے ہیں[7]۔ لیکن اشخاص ثالث
کی گواہی گو یہ لوگ تکمیل دستاویز کے وقت موجود بھی ہوں ثبوت دستاویز
کے لیے ناقابل ادخال تھی۔ لیکن گواہان حاشیہ کی گواہی کی تردید کے لیے

[1] انسٹیٹیوٹ حصۂ سوم صفحہ ۱۹۹۔

[2] کاک جلد ۲ صفحہ ۱۔ الف۔ "مقولات" از لانٹ ۱۵۹-۱۸۸۔

[3] شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۳۰۷۔

[4] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸ لٹلٹن مصنفۂ کاک صفحہ ۶ ب۔

[5] لٹلٹن مصنفۂ کاک صفحہ ۶ ب۔

[6] نیچے دفعہ ۵۲۷۔

[7] ان مقدمات کو دیکھیے جو شہادت مصنفۂ اسٹارکی میں صفحہ ۵۱۲ تا ۵۲۱ میں جمع کیے گئے ہیں۔ اور شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ و بعد۔ طبع دہم۔

ان کی شہادت بنی جا سکتی تھی[۱]۔ گو پہلے اس کے متعلق بھی شبہہ تھا[۲]۔ اور اس اصول کو یہاں تک بڑھایا گیا تھا کہ فریق کے تکمیل دستاویز سے اقبال کے باوجود بھی عام طور پر گواہان حاشیہ کے ذریعے سے ثبوت دستاویز ضروری ہوتا تھا[۳]۔ لیکن جب دستاویز تیس سال یا اس سے زیادہ قدیم ہوتی۔ اور غیر مشتبہ حفاظت سے پیش ہوتی۔ تو گواہ حاشیہ کو طلب کرنا۔ یا کوئی گواہی بھی دلانا ضروری نہیں ہوتا تھا۔ سوائے اس کے کہ شاید دستاویز میں کوئی حروف مٹائے جاتے یا کوئی اور خامی اس کے کسی اہم جزو کے متعلق ہوتی[۴]۔

دفعہ ۲۲۱: غیر مہری دستاویزات پر بھی بعض وقت گواہوں کی گواہی ہوتی ہے۔ ان صورتوں کے متعلق قرار دیا گیا تھا کہ مثل مہری دستاویز کے گواہ حاشیہ کو طلب کرنا یا اس کے دستخط کو ثابت کرنا ضروری ہوتا تھا[۵]۔ لیکن قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۶۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۷ کے بعد سے نہ دیوانی اور نہ فوجداری کارروائیوں میں گواہ حاشیہ کے ذریعے سے کسی ایسی دستاویز کو ثابت کرنا ضروری ہے۔ جس کی صحت کے لیے گواہوں کی گواہی ضرور قرار نہیں دی گئی ہے۔ اور ایسی دستاویز کو سوائے　ص ۲۰۵

۱؎ بلرٹن بنام ٹون (Blurton v. Toon.) ہولٹ۔ ۲۹۰۔ مقدمہ ہڈسن اسکنر رپورٹ ۱۹۔ لو بنام جولف۔ ولیم بلاکسٹن ۳۶۶ جلد ۱۔ پایک بنام باڈمیرنگ جس کا اسٹرینج جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۶ میں حوالہ دیا گیا ہے۔ جیکسن بنام تھیوماسن ۱۔ بسٹ و اسمتھ ۵۴۷۔

۲؎ از آلڈرسن بیرن بمقدمہ واایمان بنام گارتھ ۱۸ امپیکر ۱۰۳۔

۳؎ نیچے دفعہ ۵۲۷۔

۴؎ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ طبع دہم۔

۵؎ ارل آف فالمتھ بنام رابرٹس ۱۸۴۲ء۔ ۹ میسن و ولزبی ۴۶۹۔ ۲ رسل دریان ۷۹۰۔

یکطرفہ کارروائیوں کی صورت[1] کے بذریعۂ اقبال یا اور طرح پر اسی طرح ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ کوئی گواہ حاشیہ نہ ہونے کی صورت میں ثابت کیا جاتا۔ اور اسی طرح قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۹۴ء ۵۷-۵۸ وکٹوریا باب ۶۰ دفعہ ۶۹۴ (جس میں ۱۸۵۴ء کے منسوخ شدہ قانون کے دفعہ ۵۲۶ کو دہرایا گیا ہے) کی رو سے کوئی دستاویز جس کے متعلق اس قانون میں حکم ہے کہ اس کی تکمیل یا اس کی گواہی حاشیہ کسی گواہ یا گواہوں کے ذریعے سے کی جانی چاہیے کسی ایسے شخص کی شہادت سے ثابت کی جا سکتی ہے جو مطلوبہ واقعات کی گواہی دینے کے قابل ہو۔ اور گواہ یا گواہان حاشیہ کو یا ان میں سے کسی کو طلب کرنا ضروری نہیں رہتا ہے۔

جب کوئی گواہ حاشیہ نہیں ہوتا ہے تو ثبوت دستاویز کا معمولی طریقہ فریق کے دستخط ثابت کرنا ہوتا ہے۔ دستخط کا ثبوت اس قدر مخصوص اور اہم ہے کہ اس پر علٰحدہ غور کیا جائے گا[2]۔

دفعہ ۲۲۲: اب وصیت نامہ جات کو لیجئے۔ قانون عمومی کی رو سے (سوائے خاص رواج کے) اراضی کی وصیت نہیں کی جا سکتی تھی۔ ہنری ہشتم کے قانون وصیت ناموجات (۳۲ ہنری ہشتم باب ۱) نے جس کی رو سے اراضی پہلی مرتبہ عام طور پر قابل وصیت ہوئیں تحریر ضروری قرار دی تھی۔ دستخط کو ضروری نہیں گردانا تھا۔ دستخط اور کم سے کم تین قابل اعتبار گواہوں کی گواہی کو پہلی دفعہ قانون انسداد فریب ۲۹ چارلس دوم باب ۳ کی رو سے ضروری قرار دیا گیا۔ اس قانون کے تحت شخصی جائداد کے وصیت ناموجات کی وہی حالت رہی جو قانون عمومی کے تحت تھی۔ اور ان کے لیے کسی گواہ کی ضرورت نہیں تھی۔ اور دفعہ ۲۲ (جس کو سر لیولین جنکنز (Sir Leoline Jenkins)

---

[1] بہ درخواست رایس۔ ۳۲ چانسری ڈیویژن ۳۵۔

[2] دیکھیے دفعات ۲۳۲ تا ۲۴۸ - آگے۔

لئے رومی قانون سے لیا) کی رو سے صراحتاً قرار دیا گیا کہ یہ قانون جائداد منقولہ اجرت۔ اور شخصی جائداد کے تصرف کی حد تک ان سپاہیوں کے وصیت ناموں سے جو میدان جنگ پر ہوں۔ یا اُن ملاحوں کے وصیت ناموں سے جو سمندر پر ہوں۔ متعلق نہیں ہوگا۔ لیکن قانون وصیت نامجات ۱۸۳۷ء، ولیم چہارم۔ اور ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۲۶ کی رو سے قانون انسداد فریب کا یہ حصہ منسوخ کیا گیا۔ اور دفعہ ۹ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ "کوئی وصیت نامہ صحیح نہیں ہوگا جب تک وہ تحریری نہ ہو۔ اور اس طریقے پر تکمیل نہ پایا ہو جو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اس کے نیچے یا آخر میں موصی یا موصی کی موجودگی اور اس کی ہدایت سے کسی اور شخص کے دستخط ہوں گے۔ اور ایسے دستخط کو وقت واحد میں دو یا زیادہ گواہوں کی موجودگی میں موصی خود کرے گا یا تسلیم کرے گا۔ اور ایسے گواہ موصی کی موجودگی میں ایسے وصیت نامے پر دستخط کریں گے اور گواہی ثبت کریں گے لیکن اس حاشیہ کی گواہی کی کوئی خاص شکل ضروری نہیں ہوگی۔" باوجود اس قانون اور اس کی ترمیم کرنے والے قانون ۱۸۵۲ء کے عدالت مرافعہ نے مشہور۔ نادر و عجیب مقدمہ سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس (Sugden v. Lord St. Leonards) میں اقرار دے دیا کہ ایک گم شدہ وصیت نامے کو اس کے مضامین کی منقولی شہادت کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔[۲] سگڈن کے اس مقدمے میں سابق لارڈ چانسلر لارڈ سینٹ لیونارڈ کے گم شدہ[۱] مکمل وصیت نامے کو صرف ص۲۰۶

[۱] اس وصیت نامے سے متعلق متعدد ضمیمہ جات عدالت کے سامنے پیش تھے۔ مس سگڈن سالہائے سال سے ہر روز موصی کے ساتھ رہتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تمام مواقع پر جب کہ متوفی نے وصیت کے کاغذات دیکھے اور تصرفات کئے ان کے ساتھ تھیں۔

[۲] سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس ۱۸۷۶ء۔ ا پروبیٹ ڈویژن ۱۵۴۔ عدالت مرافعہ اور دیکھئے گولڈ بنام لیکس ۲ پروبیٹ ڈویژن ۱۔ وڈورڈ بنام گولسٹون ۱۸۸۳ء۔ ۱۱ مقدمات مرافعہ ۹ ۶ ۴۔ جس میں دارالامرا نے عدالت مرافعہ کے ایک فیصلے کی جو برٹ جسٹس کے اس فیصلے کو منسوخ کرتا تھا کہ

ان کی صاحبزادی کے ذریعے سے ثابت کیا گیا تھا ہانن جسٹس (Hannen, J.) نے اس مقدمے کی سماعت بلا شرکت جوری کی تھی۔ اور انھوں نے اس صاحبزادی کے متعلق کہا تھا کہ وصیت نامے کو اسی شکل میں ثابت کرنے میں" جو اس کے بیان کے بموجب اس کی اصل شکل تھی۔" اسے بہت دلچسپی تھی۔"

بہت سے وصیت ناجات جو باقی تمام لحاظات سے درست اور حسب ضابطہ تھے۔ نادانستہ طور پر قانون ۱۸۳۷ء کے ضابطے کی پابندی نہ ہونے سے بے اثر قرار دئے گئے۔ اس کی اصلاح کے لیے قانون ترمیم قانون وصیت ناجات ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ دفعہ ۱ نافذ کیا گیا اور جس نے پہلے قانون ۱۸۳۷ء کے دفعہ (۹) کو دہرانے کے بعد نہایت ہی جامع و مکمل طریقے پر قرار دیا کہ" ہر وصیت نامہ بہ لحاظ موصی کے دستخط کے مقام کے صحیح سمجھا جائے گا۔ چاہے دستخط وصیت نامے کی عبارت کے نیچے برابر۔ مقابل۔ بعد میں یا اس کی آخری سطر کے سرے میں کئے جائیں بشرطیکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ موصی ایسے دستخط سے اس تحریر کو بطور اپنے وصیت نامے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: گم شدہ وصیت نامے کی نقل معدقہ اس کے مضامین کی زبانی شہادت دیگر حاصل کی جاسکتی ہے توثیق کی تھی۔ اور اسی مقدمے میں دارالامرا نے سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس کے مقدمہ (جس کو ابھی دارالامرا کو منسوخ کرنا ہے) کے اصل فیصلے پر تو کچھ شکوک ظاہر نہیں کئے لیکن جو وجوہات اس فیصلے کے بیان کئے تھے ان پر بہت شکوک ظاہر کئے تھے۔ سگڈن والے مقدمے کی صحت پر اعتراض کے وجوہات کے لیے دیکھو" شہادت" از ٹیلر طبع ششم صفحہ ۴۲۴ - ۴۲۵ - نیز دیکھو وہرم بنام وہرم (Wharram v. Wharram) ۱۸۶۳ء ۳۳ لا جرنل فلپ و میری بر صفحہ ۷۷ - از وایلڈ جسٹس (Wilde, J.) (جو بعد میں لارڈ پنزانس (Lord Penzance) ہوئے) جہاں بتایا گیا ہے کہ نفاذ کا رجحان قانون وصیت ناجات کے بعد بھی بغیر اس کا کچھ لحاظ کرنے کے حسب سابق رہا۔" اور یقیناً اس امر کی بابت اس کے اثر پر تو کچھ بہت زیادہ اختلاف نہیں رہا۔"

کے موثر ٹھیرانا چاہتا ہے۔۔ اور کوئی ایسا وصیت نامہ اس وجہ سے بے اثر نہیں ہوگا کہ دستخط وصیت نامے کی عبارت ختم ہوتے ہی۔ یا بالکل اس کے بعد ہی[1]۔ وغیرہ نہیں کیے گئے تھے[2]۔

لیکن فوجی مہم پر گئے ہوئے سپاہیوں (جن میں فوجی عہدے دار بھی شامل تھے) کی وصیتیں اب بھی (مثل قانون ۱۸۳۷ء سے پہلے کے) ایسی تحریر کے ذریعے سے جس پر کوئی گواہی ثبت نہ ہوئی ہو یا کافی گواہوں کی موجودگی میں زبانی طور پر ثابت کی جا سکتی تھیں (اور اس طرح کی وصیت کو "زبانی وصیت" کہتے تھے) اور قانون ۱۸۳۷ء کے دفعہ ۱۱ کی رو سے قانون انسداد فریب کے مذکورۂ بالا دفعہ ۲۳ کو دہراتے ہوئے قرار دیا گیا کہ "کوئی سپاہی جو واقعی فوجی خدمت پر ہو یا کوئی بحری سیلر[3] یا ملاح جو سمندر پر ہو اپنی شخصی جائداد کو اسی طرح منتقل کر سکتا ہے جس طرح کہ وہ اس قانون کے وضع ہونے سے پہلے کر سکتا تھا۔" اس قسم کے ص۲۰۰
وصیت نامے کی جو دستخطی ہوتا تھا لیکن جس پر گواہی ثبت نہیں ہوتی تھی۔ نقل مصدقہ بغیر دستخط کو ثابت کرنے کے نہیں دی جا سکتی تھی۔ جیسا کہ اس مقدمے سے ظاہر ہوا۔ جس میں رائل انجینیرس (Royal Engineers) کے ایک لفٹننٹ نے اپنے ہاتھ سے ایک وصیت نامہ لکھا تھا۔ جس کی تاریخ ۱۸۵۵ء کیمپ روبروے سیباسٹاپول" (Sebastopol) تھی۔ اور جس کی صحت کے لیے وغیرہ جانب دار اشخاص کا حلف نامہ دستخط کے ثبوت کے لیے ضروری قرار دیا گیا[4]۔ بارکس میں نوکری کے لیے جانے سے کوئی شخص فوجی نوکری کے استثنیٰ کے تحت آجاتا ہے۔

---

[1] دیکھیے ہنٹ بنام ہنٹ۔ لا رپورٹ ا پروبیٹ وڈیورس ۲۰۹۔

[2] دیکھیے مقدمات دی گڈس آف ڈٹن لا رپورٹ ۳ پروبیٹ وڈیورس صفحہ ۱۵۹۔

[3] ان دی گڈس آف نیول ۸ الاجرنل فلپ ویری ۶۲۔

[4] ان دی گڈس آف ہسکاک ۱۹۰۱ء پروبیٹ ۷۸۔

دفعہ ۲۲۳ : گو دستاویزات عدالت کے سامنے لازمی طور پر زبانی شہادت کے ذریعے سے پیش ہوتے ہیں لیکن ضرور ہے کہ اس شہادت کے ذریعے سے صرف ایسی عام تفصیل بیان کی جائے جو شناخت دستاویز کے لیے کافی ہو۔ اور اس کی ظاہری حالت کی مادی شہادت تک محدود ہو مثلاً محافظ ریکارڈس (سجلات) ان کی حالت کو بیان کرسکتا ہے۔ لیکن ان کے مضامین کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا[۱]۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "زبانی شہادت تحریری شہادت سے کمتر (یا ثانوی) درجے کی ہوتی ہے" اور یہ کہ "تحریری شہادت زبانی سے بہتر ہوتی ہے[۲]" وغیرہ لیکن ان اصول ہائے متعارفہ کو بہت ترمیم و تخفیف کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ بطور ایک عام اصول کے اس امر کی تائید نہیں کی جاسکتی کہ صحیح معنی میں تحریری شہادت زبانی شہادت سے زیادہ قابل اطمینان ہوتی ہے۔ فرض کیجیے کہ کوئی شخص کسی معاملے کو دیکھنے اور گھر جانے کے بعد اس کو ضبط تحریر میں لاتا۔ اور اس کاغذ پر اپنی مہر کر دیتا اور پچاس اشخاص کو گواہ بھی بنا دیتا ہے۔ تب بھی یہ سوال کیا اس کا حافظہ یا وہ کاغذ اس معاملے کی زیادہ قابل اعتبار شہادت ہے۔ حالات پر موقوف ہوگا۔ یعنی مثلاً اس کے حافظے کی قدرتی قوت پر۔ نیز اس امر پر کہ کیا وہ معاملہ اس نوعیت کا تھا کہ اس کے دل پر نقش چھوڑ سکتا تھا۔ اور اس مدت پر جو اس کے وقوع کے بعد گزری ہو وغیرہ۔ یہ صحیح ہے کہ تحریر کو یہ فوقیت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دوامی ہوتی ہے۔ اس کو مثل گواہ کے حافظے کے جلد زوال نہیں ——— "سنی ہوئی بات فنا ہو جاتی ہے۔ مکتوبی لفظ باقی رہتا ہے" لیکن برخلاف اس کے گواہ پر جرح ہوسکتی ہے۔ اور اس کو مجبور کیا جاسکتا ہے کہ جو کچھ اس نے سنا یا دیکھا ہو اس کو تفصیل سے بیان کرے۔ اور تحریر صرف اسی امر کو محفوظ رکھتی ہے۔ جو پہلے مرتبہ اس کے

---

[۱] لیٹن بنام لیٹن (Leighton v. Leighton). اسٹرینج جلد ا صفحہ ۲۱۰۔

[۲] "تحریری شہادت کے مقابلے میں مکتوبی شہادت کی کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے۔" مجموعۂ قانون روما کتاب ۴

حوالے کردیا جاتا ہے۔ اس میں اضافہ یا اس کی توضیح نہیں ہوسکتی [1] ــــــ " بے اعتباری کم ہوتی ہے جہاں دستخط کرنے والے کم ہوتے ہیں [2]" "اعتبار گواہوں کے اوصاف پر ہونا چاہیئے نہ کہ محض ان کے الفاظ پر [3]" ان میں اس امر کا بھی اضافہ کیجیئے کہ گواہ کی شہادت تعداد [4] حلف کے تحت دی جاتی ہے۔ اسی طرح محض شہادتی قوت کے لحاظ سے تو جج کے وہ نوٹس جو اس نے دوران سماعت میں لیے ہوں۔ اجلاس پر گزرے ہوئے واقعات کی بہترین شہادت ہوسکتے ہیں۔ لیکن وہ شہادت میں قابل ادخال تاک نہیں ہیں۔ (بجز اس کے کہ ان پر اس وقت غور کیا جاتا ہے جب دیکھنا یہ ہو کہ کیا مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں)۔ عدالت عالیہ کا جج صرف اپنی ذاتی سہولت کے لیے نوٹس لیتا ہے۔ کسی قانون کی رو سے اس کو ایسا کرنا ضروری نہیں ہے [5]۔ (اگو دفعہ ۱۲۰ - قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۸۸ء جس میں دفعہ ۲ قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۷۵ء کا اعادہ کیا گیا ہے۔ کی رو سے عدالت ہائے اضلاع کے ججوں پر لازم ہے کہ سوالات قانونی و واقعاتی کے نوٹس ان مقدمات میں لیں جن میں حق مرافعہ ہوتا ہے اور فریقین میں سے کسی نے اس کی خواہش ظاہر کی ہو)۔ دراصل زمانہ ماضی میں جج یا تو نوٹس لیتے ہی نہیں تھے یا آج کل کی نسبت کہتے مختصر نوٹس لیتے تھے۔ اور خصوصاً پراٹ چیف جسٹس (Pratt, C. J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کبھی کوئی نوٹس نہیں لئے [6]۔ صفحہ ۲۰۸

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ، عنوان ۲۰ دفعہ ۱۔

[1] کوانٹیلین .. Inst. orat. کتاب ۵ باب ۷۔

[2] قانون تعزیرات اسکاٹلینڈ مصنفہ برنٹ (Burnett's Crim. Law of Scotland) صفحہ ۴۹۵

[3] از لارڈ ابنگر چیف بیرن۔ بمقدمہ بیچ بنام سیمین ۱۸۳۹ء۔ ۵ میسن و ولزبی ۳۰۹-۳۱۱-

[4] رسل در بیان ۳۰ ، ۷ ۔

[5] ۱۷، ایڈورڈ اسٹیٹ ٹرائیلس صفحہ ۲۰۴ انوٹ

عام طور پر جب کوئی تحریری معاہدہ ہوتا ہے تو معاہدے کے وقت متعاہدین کی درمیانی زبانی گفتگو قابلِ ادخال شہادت نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اچھی طرح ان فیصلے جات سے ظاہر ہے جو قانون سفاتج (ہنڈیات) (The Bills of Exchange Act) ۱۸۸۲ء سے پہلے کے ہیں[1]۔ اور ان سے بھی جو اس قانون کے بعد کے ہیں[2]۔ اور جن میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہنڈی کو لکھتے وقت اس کو دوبارہ تازہ کرنے کا زبانی معاہدہ ناقابلِ ادخال شہادت ہے۔ اس موضوع پر جو اصول ہیں ان کے ایک سے زیادہ اطلاقات ہیں۔ (۱) ریکارڈس اور دوسرے دستاویزات کی جن کے متعلق قانون نے مصلحتاً تحریر اور دوسرے ضوابط ضروری قرار دیے ہیں کوئی نکسوپی اور اسی لیے کوئی لفظی یا دوسری زبانی شہادت پیش نہیں ہو سکتی[3]۔ جب تک کہ اصل تحریر کی موجودگی کو ثابت نہ کیا جائے۔ اور نہ عام طور پر ان کے مضامین کی تبدیلی۔ تردید۔ اضافہ یا اخراج کے متعلق کوئی زبانی یا خارجی شہادت پیش ہو سکتی ہے۔ (۲) ایسا ہی قاعدہ ان صورتوں میں بھی ہے جن میں قانوناً تو تحریر ضروری نہیں ہوتی ہے۔ لیکن فریقین اس کو زیادہ اہمیت و تحفظ کی خاطر اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص ادائی رقم کے لیے دستاویز لکھ دیتا ہے۔ حالانکہ اس امر کے لیے ایسی تحریر بھی کافی ہوتی جس پر گواہوں کی گواہی ثبت نہیں ہوتی۔ یا جب کوئی معاہدہ دس پونڈ سے کم مالیت کی اشیا کا (اور اسی لیے وہ قانون انسداد فریب

---

[1] ینگ بنام آسٹن لا رپورٹ ۴ کامن پلیس ۵۵۳۔

[2] نیو لنڈن کریڈٹ سنڈیکیٹ بنام نیل ۱۸۹۸ء ۲ کوئینس بنچ ۴۸۷۔ عدالت مرافعہ۔

[3] یہی ایک مثال اس امر کی نہیں ہے کہ جس میں ہمارے (انگریزی) قانون میں لفظ "زبانی" (Parol) "لفظی" (Verbal) "یا تقریری" (Oral) سے سوا معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً غیر مہری تحریری معاہدات بھی "زبانی معاہدات" کہے جاتے ہیں۔ مثلاً ر ان بنام ہیوس ۱۷۷۸ء، ٹائمز رپورٹ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ نوٹ۔ دیکھئے شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ششم صفحہ ۵۶۶ - ۵۱۵۔

عـ ۲۰۹ کے تحت نہیں ہوتا ہے) ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔ وغیرہ[۱] (۳) جب کسی دستاویز کے مضامین یا تو راست امر تنقیح طلب ہونے یا ذیلی اصل واقعہ ہونے کی وجہ سے زیر نزاع ہوں تو خود دستاویز ہی اپنے مضامین کی صحیح شہادت ہوتی ہے۔ لیکن جب کوئی تحریر یا کسی قسم کی کوئی دستاویز خود امر تنقیح طلب نہ ہو۔ بلکہ صرف کسی فعل کے ثابت کرنے کے لیے بطور شہادت پیش کی جائے تو اس کے مضامین کی دوسری شہادت بھی پیش ہو سکتی ہے مثلاً گو ادائی رقم کی بابت رسید دے دی گئی ہو۔ لیکن واقعۂ ادائی کو کسی ایسے شخص کی شہادت سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جس نے اس کو دیکھا ہو[۲]۔ یا فرض کیجیے کہ کسی شخص نے دستاویز یا ریکارڈ کے ذریعے سے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے شخص کو قتل کر ڈالنے یا اس کے سرقہ بالجبر کرنے کا ارادہ ظاہر کر دیا ہو۔ تو اس کی وجہ سے یہ زبانی شہادت ناقابل ادخال نہیں ہو جائے گی کہ اس نے ایسا ہی ارادہ زبانی طور پر بھی ظاہر کیا تھا۔ اسی طرح جب کسی سیاہے کے مضامین زیر تنقیح ہوں تو ان کی زبانی یا کوئی اور شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہے۔ لیکن واقعۂ نکاح کو کسی ایسے شخص کی شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے جو نکاح کے وقت موجود رہا ہو۔ اس فرق کی بہترین تمثیل مقدمۂ ہارن بنام نول[۳] (Horn v. Noel) میں مل سکے گی۔ اس مقدمے میں مدعی علیہ کی جوابدہی

---

[۱] مقدمۂ بلامی ۲ کاکس صفحہ ۳۰ میں جو فرق "دستاویزات بربنائے حکم قانون" اور "دستاویزات بربنائے دور اندیشی انسان" میں کیا گیا ہے ملاحظہ ہو نیز دیکھیے ۲۱ ہنری ہفتم صفحہ ۵ ب۔ فقرہ ۲۔ بکسٹن بنام کارٹش ۱۸۴۲ء۔ ۱۲ میسن و ولزبی ۴۲۶۔ ۶۷۔ ۴۲۸ رسل و ریان ۳۳۸۔ نایٹ بنام باربر ۱۶ ایضاً ۶۶۔ اور ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ دفعہ ۴ و ۵۔

[۲] دیکھیے دفعات ۴۷ تا ۴۹۔

[۳] رامبرٹ بنام کوہن ۱۸۰۲ء ۴ اسپیناس ریپورٹس ۲۱۳۔ ۲ رسل و ریان صفحہ ۴۰۵۔

[۴] ہارن بنام نول۔ ۱ کیمبل ریپورٹس ۶۱۔

یہ تھی کہ نکاح ہوا ہے۔ اور اس کی تائید دو گواہوں کی گواہی سے کرنے کی اجازت چاہی گئی۔ ان گواہوں نے اپنے اظہار میں کہا کہ وہ کنیسے میں جہاں مدعی علیہ کی ایچ۔ین (H. N.) سے شادی ہوئی تھی۔ موجود تھے۔ مدعی کے کونسل کی بحث تھی کہ یہ شہادت ناکافی ہے۔ مدعی علیہ کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ نکاح یہودیوں کے رسومات کے مطابق ہوا۔ اور یہ کہ یہودیوں کے رسومات کے مطابق کنیسے میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ایک سابقہ تحریری معاہدے کی توثیق ہوتی ہے۔ اور چونکہ صحت نکاح کے لیے یہ معاہدہ ضروری ہے۔ اس کو پیش کرنا اور ثابت کرنا چاہیے[1]۔ جب وہ عبرانی معاہدہ پیش کیا گیا۔ اور مترجم کے ذریعے سے اس کا ترجمہ کرایا گیا اور مدعی کے متعلق فیصلہ کر دیا گیا کہ اسے کوئی حق نہیں ہے۔

دفعہ ۲۲۴: لیکن دستاویزی شہادت حلف یا اس کی مساوی تصدیق کے نہ ہونے۔ یا اس کے اس فریق سے تعلق ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے جس کے خلاف وہ پیش کی جاتی ہے۔ عدالت میں قابل منظوری نہ ہو۔ لیکن اس کے دوام کے فوائد انصاف کے لیے ہمیشہ ضایع نہیں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گواہ جس نے کوئی تحریری بیان ضبط تحریر میں لایا ہو۔ یا کسی معاملہ یا امر کی تحریری یادداشت تیار کی ہو۔ اظہار دیتے وقت ان سے اپنا حافظہ تازہ کر سکتا ہے۔ اس امر پر ایک اہم[2] و قوی فوجداری مقدمہ صـ۲۱۰

---

[1] ملک بنام التھوسن ۱۷ اکاس ۲۳۰۔ اور اس مضمون پر دیکھئے قانون کلیسائی مصنفہ روجرس (Roger's Eccl. Law) صفحہ ۷۵۹۔ طبع دوم۔

[2] ہگہام بنام معبارڈ ۱۸۲۸ء۔ ۸ بارن وال و کرسول رپورٹس صفحہ ۱۴۔ ۲ رسل وریان رپورٹس ۲۴۸۔ ڈوڈی چرچ بنام پرکنس ۳ ٹائمز رپورٹ ۷۴۹۔ برٹن بنام پلمر ۱۸۳۵ء ۲ اڈالفس و ایلس ۳۴۱۔ ۱ رسل وریان ۴۵۰۔ نیچ بنام جونس ۵ کامن بنچ ۷۶۶۔ اسمتھ بنام مارگن ۲ موڈی و رانس ۲۵۷۔ ڈائر بنام بسٹ ۴ ہرلسٹون و کولمانس رپورٹس ۱۸۹۔ اور دیکھئے شہادت از فیبن طبع ششم ۴۶۹ تا

ملکہ بنام لانگٹن (Reg v. Laugton) کا ہے۔ اس میں قیدی ایک کوئلوں کی کمپنی کا محافظ وقت اور محاسب کا منشی تھا۔ ہر پندرہ روز کو قیدی کا فریضہ تھا کہ مزدوروں کی مزدوری کی تعداد ایام کو ایک منشی کے سامنے پیش کرے جو اس کو اور ان کی مزدوری کو ایک کتاب میں درج کرتا تھا۔ اجرت کے دن قیدی کا فرض تھا کہ محاسب کے سامنے ہر مزدور کے ایام اجرت کو پڑھے۔ جن کے مطابق محاسب اجرت تقسیم کرتا تھا۔ اور قیدی کے ان کو پڑھتے وقت محاسب اس کتاب کے اندراجات کو دیکھتا جاتا تھا۔ ملزم پر دغا سے روپیہ حاصل کرنے کی بنا پر مقدمہ چلایا جانے کی بنا پر قرار دیا گیا کہ محاسب ان رقومات کے ثابت کرنے کے لیے جو اس نے مزدوروں کو دئیے تھے۔ اس کتاب کے اندراجات کو دیکھ کر اپنا حافظہ تازہ کر سکتا ہے۔ اس مقدمے اور دوسرے مقدمات سے ظاہر ہے کہ یادداشت کا گواہ کے خط میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ اس کے سامنے لکھی گئی ہو۔ یا وہ اس کو اس وقت جب کہ واقعات اس کے حافظے میں تازہ ہوں صحیح تسلیم کر لیا ہو[۲]۔ لیکن گواہ ایسی یادداشت کی نقل سے اپنا حافظہ تازہ نہیں کر سکتا۔ بجز اس کے کہ اس نے نقل اس وقت لی۔ یا اس کی مطابقت کر لی ہو جب کہ واقعات اس کے حافظے میں تازہ ہوں۔ یا سوائے اس کے کہ اصل تلف یا گم ہو اور نقل کو صحیح ثابت کیا گیا ہو[۳]۔

دفعہ ۲۲۵ : اس موضوع سے متعلق اس اصول متعارفہ کا بھی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۳۷۴۔ نیز وہ مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[۱] ملکہ بنام لانگٹن ۱۸۷۶ء ۲ کوئینس بنچ ڈیویژن ۲۹۶۔ کراون کیس رزرو فڈ

[۲] شہادت مصنفہ فپس طبع ششم صفحات ۴۶۹۔۴۷۰۔

[۳] جونس بنام اسٹرود ۲ کیبا رنگٹن و پین ۱۹۶۔ ٹاپھام بنام ماگ گریگر ۱ کیارنگٹن و کروان ریپورٹس ۳۲۰۔

ذکر کر دینا چاہئے کہ ''کوئی امر قدرتی انصاف سے اتنا مطابق نہیں ہے جتنا یہ امر کہ ہر معاہدے کو انھیں ذرائع سے فسخ کرنا چاہئے جن سے وہ کیا گیا تھا'' اور اسی لیے قانون عمومی میں دستاویز کو دستاویز ہی کے ذریعے سے فسخ کیا جاتا تھا۔ زبانی طور پر یا غیر مہری معاہدے کے ذریعے سے بھی فسخ نہیں کیا جا سکتا تھا[۱]۔ لیکن نصفت کا یہ اصول نہیں تھا[۲]۔ اور کسی بھی صورت کے لیے یہ اصول نہیں ہے[۳]۔

دفعہ ۲۲۶: ہم کہہ بھی چکے ہیں[۴]۔ اور در اصل زیر بحث اصول کی یہ ایک بدیہی شاخ بھی ہے کہ ''زبانی'' یا جسے یہاں زیادہ صحت کے ساتھ ''خارجی شہادت'' کہہ سکتے ہیں عام طور پر تحریری دستاویزات کی تردید تبدیل اضافہ یا اخراج کے لیے قابل ادخال شہادت نہیں ہوتی ہے۔ ہماری ایک قدیم کتاب میں لکھا ہے کہ ''یہ امر بہت ہی تکلیف دہ ہوگا کہ وہ امور جو مشورہ و غور کے بعد ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں۔ ص ۲۱۱
اور جو مختتم طور پر فریقین کے معاہدے کے متعلق یقینی صداقت کے حامل ہوں۔ فریقین کے زبانی بیانات سے متاثر ہو سکیں۔ اور ناپائدار حافظے

۱ انسٹیٹیوٹ کتاب ۲۔ صفحات ۳۲-۴۲-۵۷۔ ایضاً کتاب ۴ صفحہ ۲۸۔ ۲ گک ۵۳ الف ۴ ایضاً ۱۵ ب۔ ۵ ایضاً ۲۶ الف — ۶ ایضاً ۴۴ ب۔ جنک سنٹ ۴۔ مقدمہ ۲۵۔ ''اصول متعارفۂ قانون'' از بروم طبع ہفتم ۶۶۴۔

۲ کے بنام واگھاران ۱۸۹۵ء اٹلانٹن ۴۲۸۔

۳ وب بنام ہیوڈٹ ۱۸۵۷ء ۳ کے وجانسن رپورٹس ۴۳۸۔

۴ اشٹیڈس بنام اشٹیڈس ۱۸۹۹ء ۲۰ کوینس بینچ ڈیویژن ۵۳۰۔ از ہڈلسٹن بیج و ولس جسٹس (Huddleston, B. & Wills, J.) جہاں قانون عمومی کے اصول کو کلیتہً ضابطہ پسندی کا نتیجہ کہا گیا ہے جس میں قانون عقلی یا انصاف ذرہ برابر بھی نہیں ہے''۔

۵ اوپر دفعہ ۲۲۳

کی غیر یقینی گواہی سے ثابت کیے جا سکیں[1]۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں ایسی شہادت کی نامنظوری معراج نا انصافی بلکہ لغو بھی ہوگی۔

(۱) سابق میں دستاویزات کی تعبیر کے متعلق دو اصول رائج تھے۔ "الفاظ کے ابہام جلی کو شہادت سے دور نہیں کیا جا سکتا[2]۔ الفاظ کے ابہام خفی کی شہادت سے توضیح کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جو ابہام خارجی واقعات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے انھیں سے دور کیا جا سکتا ہے"۔ اور موخر الذکر اصول پر لارڈ بیکن کی حسب ذیل توضیح اس مضمون سے متعلق قانون کی مسلمہ بنیاد سمجھی جاتی تھی[3]۔ "الفاظ کے ابہام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابہام جلی اور دوسرا ابہام خفی جلی وہ جس میں ابہام خواہ دستاویز ظہری یا دستاویز میں ہوتا ہے۔ خفی وہ جس میں جہاں تک دستاویز ظہری یا دستاویز کا تعلق ہے کوئی ابہام نہیں ہوتا ہے۔ لیکن دستاویز سے باہر کوئی ضمنی امر ایسا ہوتا ہے جس سے ابہام پیدا ہوتا ہے" لیکن عرصہ ہوا کہ یہ اصول اور فرق تعبیر دستاویزات میں شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق کوئی قابل اعتبار معیار نہیں رہے ہیں۔ اور تعبیر دستاویزات کے مضمون پر دوسری کتابوں میں اتنے مقدمات ہیں کہ ان پر تفصیلی بحث اس کتاب کے دائرے سے باہر ہے[4]۔

دفعہ ۲۲۷: اس اصول کے جس سے تحریری دستاویزات سے متعلق خارجی شہادت نامنظور ہوتی ہے۔ اور بھی بعض مستثنیات ہیں۔ ان میں

---

[1] ۵ ھ لک ۲۶ الف

[2] اصول متعارفہ قانون مصنفہ لانٹ ۲۴۹۔

[3] اصول متعارفہ قانون مصنفہ بیکن قاعدہ ۲۳

[4] دیکھئے تفصیل سے "شہادت" از فپسن طبع ششم ۶۰۵ - ۶۶۵ - تعبیر وصیت ناموں میں خارجی شہادت" مصنفہ وگرام طبع چہارم ("'Extrinsic Evidence in the Interpractation of Wills by Wigram.")

سب سے پہلی وہ صورتیں ہیں۔ جن میں تحریری دستاویزات پر اعتراض اس بنا پر کئے جاتے ہیں کہ وہ جبر[1]۔ دھمکی[2]۔ فریب خفیہ معاہدہ یا سازش[3] کی بنا پر حاصل کیے گیے ہیں۔ اور جن کے متعلق اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ تمام افعال کو خواہ وہ کتنی ہی سنجیدگی و اہمیت سے کیوں نہ کئے گئے ہوں۔ بلکہ عدالتی بھی[4] کیوں نہ ہوں بے اثر اور کالعدم کردیتے ہیں۔" جو شخص[5] دھمکیوں کے تحت کوئی تبدیلی کرتا ہے۔ رضامندی سے نہیں کرتا ہے[6]" "دھوکا اور فریب کسی کو محفوظ نہیں کرتے[7]"۔ "حق و ناحق کبھی ایک نہیں ہوتے[8]"۔ "جو شخص فریبانہ عمل کرتا ہے۔ بے کار کرتا ہے[9]"۔ "فریب پیچیدہ طریقوں سے رفع نہیں ہوجاتا[10]"۔ ایسی صورتوں میں زبانی یا دوسری خارجی شہادت کو نامنظور کرنا زیر بحث اصول کو ایسی غرض کے لیے استعمال کرنا ہوگا جو ہرگز مقصود نہیں تھی۔ اور اس سے ایسی حرکات کی حفاظت کرنا ہوگا جن کو مسدود کرنا قانون کا مقصد ہوتا ہے۔ لیکن فریق دستاویز

۱؎ ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۱۲۔ پرکنس (Perkins) دفعہ ۱۶۔ اصول متعارفۂ قانون از بیکن قاعدہ ۲۵۔ ۶۔ مقدمات دارالامرا۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۱۱کوینس بینچ ۱۱۲۔ ۲ اکسچیکر ۳۹۵۔ ۶۰ اکسچیکر ۶۷۔

۲؎ ڈائجسٹ حوالۂ مذکورۂ بالا۔ اصول متعارفہ قانون از بیکن۔ قاعدہ ۲۲۔ چیمبر دیج اسٹون ۶۱-۱۱۔ اڈالفس و ایلیس ۹۹۰۔ ۶ کوینس بینچ ۲۸۰۔

۳؎ ڈائجسٹ کتاب ۴۴۔ عنوان ۴۔ مقدمہ مجموعۂ قانون کلیسائی از گلبرٹ۔ حصۂ آخری صفحات ۲۷ و ۲۸۔

۴؎ اس امر کے متعلق کہ عدالتی افعال پر فریب کی بنا پر اعتراض کئے جاسکتے ہیں۔ دیکھئے نیچے دفعہ ۹۵۔

۵؎ اصول متعارفہ قانون از بیکن قاعدہ ۲۲۔

۶؎ میثاق میگنس ۳۰ ایڈورڈ سوم ۳۲۔ ۱۴ ہنری ہشتم صفحہ ۸۔ الف۔ ۲۹ ہنری ششم ۵۰۔ قاعدہ ۱۵۔ اکیبل رپورٹس ۵۴۶۔

۸؎ ۱۰ الک ۵۴ الف۔

۹؎ ۲ ردلس رپورٹس ۴۷۔

۱۱؎ اصول متعارفہ قانون از بیکس قاعدہ (۱)۔

خود اپنے فریب کو پیش کرکے دستاویز کو بے اثر امر مانع تقریر مخالف کی وجہ سے نہیں کرسکتا[۱]۔ اور نہ وہ لوگ کروا سکتے ہیں جو اس کے ذریعے سے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور جبر یا دھمکیوں کی شکل میں بھی یہی اصول[۲] ہے۔ ہمارے قانون کے علاوہ دوسرے ممالک کے قوانین میں بھی یہی اصول پائے جاتے ہیں[۳]۔

کوئی قانون اس سے زیادہ منصفانہ نہیں کہ جرائم پیشہ خود اپنے افعال ہی سے ہلاک ہو جائیں۔

دفعہ ۲۲۸ : ایک دوسرا استثنیٰ رواج کی شہادت کا قابل ادخال ہونا ہے۔ "رواج سے تمام معاملات کی توضیح ہوتی ہے[۴]"۔ "رواج معاملات کا بہترین ہادی ہوتا ہے[۵]"۔ "مقامی رواج کی پابندی کرنی چاہئے[۶]"۔ اس موضوع کے اکثر مقدمات اصول متعارفہ قانون مصنفہ بروم[۷] میں یکجا ملیں گے۔ اور وہ عام اصول جن کی بنا پر یہ قابل ادخال ہے وضاحت کے ساتھ

۱؎ "شہادت" مصنفہ غلیس جلد ۲ صفحہ ۳۰۶۔ نیچے دفعات ۲۵۴ تا ۲۵۶۔

۲؎ براکٹن کتاب ۲ باب ۵ صفحہ ۱۵ ب۔ ڈایر صفحہ ۱۴۳ ب۔ قاعدہ ۵۶۔ پلوڈن صفحہ ۱۹۔ شیپرڈ ٹچ اسٹون ۶۰ و ۶۱ اگلی بنام ہاک ہاوس ۲ میسن و ولزبی صفحہ ۶۵۰۔ از پارک جج۔

۳؎ ڈائجسٹ کتاب ۴ عنوان ۲۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۸ عنوان ۴۵ دفعہ ۲۔ اصول قانون کلیسائی از لانسی نوٹس کتاب ۲۔ عنوان ۲۵۔ دفعہ ۱۳۔ قانون روما از ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۲ ضمن ۵ مجموعۂ قانون فرانس کتاب ۳۔ عنوان ۳ باب ۶ دفعہ ۳۔ (۲) فقرہ ۱۳۵۳۔ کتاب شہادت از بانیئے دفعہ ۲۴۲ وغیرہ۔

۴؎ ہنری بلاکسٹن جلد ۱ صفحہ ۵۵۸۔

۵؎ انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ صفحہ ۲۸۲ اصول متعارفہ قانون طبع ہفتم صفحہ ۸۹۹۔ مصنفہ بروم

۶؎ تثلیث از کک صفحہ ۲۲۹۔ ب

۷؎ کک ۶۷۔ الف، ایضاً ۵ الف۔ ۱۰ ایضاً ۱۴۔ الف۔

۸؎ صفحات ۸۸۲ - ۸۹۶ طبع چہارم۔

شہادت مصنفۂ فلپس (Phillips) میں اس طرح قرار دیے گئے ہیں:-

"تحریری دستاویزات کی تعبیر کے لیے رواج کی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی ہے۔ یہ شہادت ان الفاظ کی توضیح یا تکمیل کے لیے منظور کی جاتی ہے۔ جو تجارتی معاہدات یا دستاویزات بیمہ۔ دستاویزات قابل بیع وشری یا اسی قسم کی دوسری تحریرات میں مستعمل ہوتے ہیں ـــــ اور جن کو گو فریقین اور وہ تمام اشخاص جو تجارتی معاملات میں ان پر عمل کرتے ہیں اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن جو ایک عام شخص کے لیے ناقابل فہم اور بعض وقت تو ایک غیر زبان معلوم ہوتے ہیں۔ جن پر فریقین کا عمل کرنا فرض کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح پر تعبیر کیے جانے کے بعد الفاظ کے جو معنی ہوتے ہیں انھیں کو وہ صحیح و مناسب معنی سمجھنا چاہئے جو فریقین کے مقصود تھے"۔[1]

لیکن رواج کے قابل ادخال ہونے کے اصول کو ہمیشہ اس ترمیم کے ساتھ قبول کرنا چاہئے کہ اس کی شہادت تحریری معاہدے کے مغایر یا مخالف نہیں ہے۔ اس کی رو سے کبھی تحریری دستاویز میں تبدیلی یا اس کی تردید صراحتاً ہو کہ معناً نہیں ہونے دینی چاہئے۔ اسی لیے جب قدیم منشورات کی زبان قدامت کی وجہ سے دشوار یا اس کی تعبیر مشکل ہو جائے تو گو ان کے تحت جو مسلسل و یاد سے باہر عمل و رواج رہا ہو۔ اس سے مدد لی جاتی ہے۔ لیکن منشور کے صریحی احکام کی تردید یا تجدید میں ایسے ۲۱۳

---

[1] شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۷۰۰، طبع دہم۔ نیز دیکھئے شہادت از اشار کی صفحہ ۳۹۱ طبع سوم۔ کرکنر بنام وینس-۱۲ مور پریوی کونسل کیسیز صفحات ۳۶۱-۳۹۹ تعبیر دستاویزات میں رواج کے اطلاق کے متعلق مقدمات اور موجودہ قانون کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فین صفحہ ۶۲۹-۶۳۰-۶۶۱-۶۶۴ اور رواج کے دوسرے اغراض کے لیے قابل ادخال ہونے کے لیے دیکھو ایضاً صفحہ ۷۰۱۔

[2] پایک بنام آنگلے۔ ۱۰ کوئنس بنچ ڈیویژن ۵۰۷۔ عدالت مرافعہ

رواج کی شہادت کبھی منظور نہیں ہو سکتی[۱]۔ اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ معاہدے سے جو قانونی نتیجہ متعلق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اگر وہ غیر معقول یا ناجائز ہوتا ہے تو رواج کی شہادت کے ذریعے سے معاہدے سے متعلق نہیں کیا جا سکتا[۲]۔

دفعہ ۲۲۹: یہ ہر ملک کے علم اصول قانون کا اصول معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز کے علانیہ خامیوں یا نقایض سے مثلاً سطروں کی درمیانی لکھت یا اس کے حروف مٹانے سے دستاویز بے اثر نہیں ہو جاتی ہے[۳]۔ سوائے اس کے کہ یہ خامیاں اس کے کسی جزو اہم سے متعلق ہوں۔ ہماری ایک قدیم کتاب میں قرار دیا گیا ہے کہ "سطروں کی درمیانی لکھت کے متعلق اگر اس کے خلاف کچھ شبہہ نہ ہوتا ہو تو قیاس کیا جائے گا کہ وہ تحریر دستاویز کے وقت کے ہیں۔ بعد کے نہیں[۴]"۔ دوسرے اساتذہ اس نظریے کو حروف مٹانے کی حد تک بھی وسیع کرتے ہیں[۵]۔ اور عدالت کوینس بینچ (Court of Queen's Bench) نے ان دونوں قراردادوں کی توثیق

---

[۱] نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی بنام ہیسٹنگس سنہ ۱۹۰۰ء مقدمات مرافعہ صفحہ ۲۶۰۔

[۲] بلاکیرن بنام بیسن ۲۸ لاٹائمز ۱۰۸۔ پری بنام برنٹ ۱۵ کوینس بینچ ۳۸۸۔

[۳] ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۲۵۶-۲۸۴۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ لانسی لوٹس کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۳۴۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۲۱ طبع پنجم۔ فلٹیا کتاب ۲۔ باب ۴۳ دفعہ ۵۔ ٹیلٹن از کاک صفحہ ۱۰۰ ب۔ ۱۰ الک ۹۲ ب کروک عہد چارلس ۳۹۹۔ قانون شہادت یہ اسکاٹ لینڈ مصنفہ ڈکسن صفحہ ۱۷۹ مقدمہ پیگاٹ (۱۱ الکس رپورٹ ۲۶۶) کہ اس قدیم اصول کو کہ اس شخص کے ہاتھ سے دستاویز میں تبدیلی گو یہ غیر اہم الفاظ ہی میں کیوں نہ ہو جو دستاویز سے مستفید ہوتا ہے دستاویز کو کالعدم کر دیتی ہے۔ قانون نہ ہونا قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے آلڈس بنام کارنول۔ لا رپورٹ ۳ کوینس بینچ ۵۷۳-۵۷۹۔)

[۴] ٹروول بنام کاسل۔ ا کیبل ۲۱ (۵) (Trowel v. Castle, I Keb. 21) — جس میں کتاب "کاک بر ٹیلٹن" اڈیٹر ٹیلر کے صفحہ ۲۲۵ ب۔ نوٹ (۱) کو تسلیم کر لیا گیا۔

[۵] شپہرڈ ٹچ اسٹون ۵۳ نوٹ (۱) طبع ہشتم۔

کردی ہے۔ لیکن کسی مشتبہ مقام پر حروف کی تبدیلی یا مٹنے کی توضیح اس فریق کو کرنی چاہیئے جو دستاویز کی تعمیل کرانا چاہتا ہو۔ یہ قدیم ترین زمانے سے قانون رہا ہے۔ اور اس اصول کو آج کل بھی پوری طرح تسلیم کیا جاتا ہے خصوصاً جب کہ تبدیلی سے دستاویز کے مطلوبہ اسٹامپ پر اثر پڑتا ہو۔ لیکن اس کل مضمون پر بہت سی بندشات و قیود لگائے گئے ہیں اور وصیت ناموں میں تو ۲۱۴
قیاس برعکس ہی ہوتا ہے ــــ اور اصول یہ ہے کہ قانون وصیت نامجات ۱۸۳۷ء، ۷ ولیم چہارم ۱۰۔ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۲۱ کا لحاظ کرتے ہوئے بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے۔ جو وصیت نامے کی عبارت میں کسی تبدیلی سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ وہ ایسی شہادت پیش کرے جس سے جوری نتیجہ نکال سکے کہ عبارت میں یہ تبدیلی تکمیل وصیت نامے سے پہلے ہوئی تھی۔

دفعہ ۲۳۰ : مختلف قوانین پارلیمنٹ ــــ جن کو پہلے قانون اسٹامپ ۱۸۷۰ء ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۹۷ اور پھر قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء ۵۴ و ۵۵

۱؎ ڈو ڈی ٹاٹم بنام کیٹامور (Doe d. Tatum v. Catomore) ۱۶ کوینس بنچ ۷۴۵۔ نیز دیکھئے از لارڈ کرانورتھ وائس چانسلر بمقدمہ سمنز بنام روڈل یمین رپورٹس سلسلۂ نو صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶ - جلد ا -

۲؎ ۷ ایڈورڈ سوم ۲۸ قاعدہ ۴۳ - اور ۲۷ قاعدہ ۱۳ -

۳؎ ارل آف فالمتھ بنام رابرٹس ۱۸۴۲ء۔ ۹ میسن و ولزبی ۴۶۹ - ۱۰ رسل دریان ۶۹۰ -

۴؎ نایٹ بنام کلیمنٹ ۸ اڈالفس و ایلس صفحہ ۲۱۵ - ۷ رسل و ریان ۵۶۳ -

۵؎ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۸۱۹ تا ۱۸۲۰ - ڈاویڈسن بنام کوپر ۱۱ میسن و ولزبی ۷۷۸ - ۱۳ - ایضاً ۳۴۳ - ۶۷ رسل دریان ۶۳۸ -

۶؎ ڈو ڈی شل کراس بنام پامر - ۱۶ کوینس بنچ ۷۴۷ - ۵۵ ان دی گڈس آف سائکس (In the goods of Sykes.) لا رپورٹ ۲ پروبیٹ دڈیورس ۲۶ سمنز بنام روڈل ایمین سلسلۂ نو ۱۲۲ - لیکن شہادت بلا واسطہ نہ ہونے کی وجہ سے عدالت عبارت میں تبدیلی کی نوعیت اور خود دستاویز کی داخلی شہادت پر غور کرنے سے باز نہیں رکھی جا سکتی۔ از دا یلڈ جسٹس بمقدمہ ان دی گڈس آف کیاچ

وکٹوریا باب ۳۹[1] نے مدوّن کیا ــــ کی رو سے اکثر دستاویزات کے قابل ادخال ہونے کی شرط مقدم مملکت کے پہلے سے ایک رقم کی ادائی ہے۔ جس کی رسید "اسٹامپ" سے ظاہر ہوتی ہے۔ چار امور کو ذہن نشین رکھنا چاہئے:-

(۱) اس دستاویز کے متعلق جو گم ہوگئی ہے[2]۔ یا جو اطلاع دینے کے باوجود پیش نہیں ہوئی ہے[3]۔ اگر اس کے خلاف شہادت نہ ہو تو قیاس ہوتا ہے کہ اس پر حسب ضابطہ اسٹامپ تھا[4]۔

(۲) جس اسٹامپ کے دستاویز پر چسپاں کرنے کا حکم ہوتا ہے وہ "وہ اسٹامپ ہوتا ہے۔ جو تکمیل دستاویزات کے وقت قانوناً[5] ضروری تھا۔

(۳) فوجداری کارروائیوں میں اسٹامپ ضروری نہیں ہوتا ہے[6]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: لا رپورٹ اپروبیٹ و ڈیورس ۵۴۳-۵۴۵۔

[1] دیکھئے قوانین موضوعہ از حیثی عنوان اسٹامپ۔

[2] پولی بنام گاڈون۔ ۴ اڈولفس و ایلس ۹۴۔ ہارٹ بنام ہارٹ ۱۔ ہیر۔ املک بنام باشندگان لانگ بک بی ۱۸۶۰ء ۱ ایسٹ ۵۴۔ ۸ رسل و ریان ۵۹۵۔

[3] کلاسماڈیوک بنام کیارل (Closmadeuc v. Carrel) ۱۸ کامن بنچ ۳۶۔ نیز دیکھئے مقدمہ براڈلا بنام ڈی رن۔ لا رپورٹ ۲ کامن پلیس ۴۸۶۔ اس قیاس کے متعلق جو دستاویز اسٹامپ شدہ ہوتی ہے اس پر اسٹامپ مناسب اور صحیح وقت پر لگایا جاتا ہے۔

[4] اگر اس امر کی قابل اطمینان شہادت دی جاتی ہے کہ تکمیل کے بعد کسی وقت وہ دستاویز غیر اسٹامپ شدہ تھی تو یہ قیاس ختم ہو جاتا ہے۔ میرین انوسمنٹ کمپنی بنام ہیوی سائیڈ (Marine Investment Co v. Heaviside.) ۱۸۷۲ء۔ لا رپورٹ ۵ دار الامرا ۶۲۴۔

[5] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۴ ۱۸۷۰ء کے قانون سے پہلے قانون جداگانہ تھا۔ دیکھئے ڈیکن بنام نپیال (Deakin v. Penniall). ۲ اکسچیکر ۳۲۰۔

[6] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۴۔

(۴) چونکہ معمولاً از روئے قانون یہ ضروری ہوتا ہے کہ دستاویزات پر ان کی تکمیل کے وقت اسٹامپ لگائے جائیں۔ اس لیے قبل اس کے کہ غیر اسٹامپ شدہ دستاویزات شہادت میں قبول کیے جائیں۔ اسٹامپ کے علاوہ دگنا۔ اور بعض صورتوں میں سہ گونہ تاوان ادا کرنا لازم ہے[1]۔

قانون اسٹامپ ۱۸۷۹ء اور اس سے ماقبل قوانین کے تحت کوئی غیر اسٹامپ شدہ دستاویز بعض اغراض کے لیے شہادت تصور کی جاتی تھی۔ مثلاً کسی ایسے معاملے میں فریب یا کوئی خلاف قانون امر ثابت کرنے کے لیے جس کا جزو یہ دستاویز بھی ہوتی تھی[2]۔ لیکن قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء کی رو سے یہ نیا حکم ہے کہ سوائے فوجداری کارروائیوں کے غیر اسٹامپ شدہ دستاویز کسی بھی غرض کے لیے شہادت میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ صفحہ ۲۱۵

لیکن اس حکم کے سخت الفاظ کے باوجود اب یہ طے شدہ عملدرآمد ہے کہ ایک غیر اسٹامپ شدہ دستاویز شہادت میں ایسی صورت میں قابل ادخال ہوتی ہے جس میں فیصلے کے بعد کوئی حکم دیا جاتا ہے۔ اگر فریقین مقدمہ نہیں بلکہ سالیسٹرس جو عہدہ دار عدالت ہوتے ہیں شخصی طور پر ذمہ لیتے ہیں کہ حکم کی تیاری سے پہلے اس پر اسٹامپ لگا کر پیش کریں گے[3]۔ اور ایک مقدمے میں اسٹامپ کی مالیت زیر تصفیہ تھی۔ قرار دیا گیا کہ ایک غیر اسٹامپ شدہ معاہدے کی نقل پر عدالت نظر ڈال سکتی ہے۔ اس کو معاہدہ

---

[1] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۳۵۔

[2] کالک بنام باڈرم ہیسن وولزلی ۲۶۱۔

[3] ان ری کولگارڈی گولڈ فیلڈس محدود (Coolgardie Goldfields Ltd.) ۱۹۰۰ء اپاٹری ۴۷۵۔ از کزنس ہارڈی جسٹس (Cozens-Hardy, J.)

تصور کرتے ہوئے نہیں بلکہ صرف شرائط معاہدہ کا مسودہ سمجھتے ہوئے[1] اسی طرح ایک غیر اسٹامپ شدہ معاہدہ گواہ کے حافظے کو تازہ کرنے کے لیے بھی منظور کیا گیا ہے[2]۔



لہ پین بنام موٹر ٹراکشن کمپنی ۱۹۰۱ء اچانسری ۴۱۰ م۔ از بکلے جسٹس (Buckley, J.)۔
لہ برچل بنام بلتو ۱۸۹۶ء ا کوئنس بنچ ۳۲۵۔

ص ۲۱۶

باب دوم

ثبوت خط

صفحات اصل کتاب - صفحات ترجمہ

دفعہ ۲۳۲: اس باب میں ہم ایک ایسی قسم کے ثبوت پر غور کریں گے جو ناگزیر طور پر عدالتی کارروائیوں میں بہت درکار ہوتا ہے۔ جس میں دشواریاں بہت ہیں اور جو ہر زمانے میں قانون سازوں، مقننوں و اہل پیشہ حضرات کے لیے پریشانی کا باعث رہا ہے یعنی ثبوت خط ہم ان صورتوں کا ذکر نہیں کر رہے ہیں۔ جن میں یہ واقعہ کہ کوئی خاص

لہ اس باب کا بڑا حصہ مسٹر بیسٹ کے اُس مضمون سے لیا گیا ہے جو انھوں نے "منتھلی میگزین" جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ میں لکھا تھا۔

"خط سے متعلق قانون روما کے اصول ناول ۴۹ باب ۲ میں مرقوم ہیں اور جس کی تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس واسطے وضع ہوا تھا کہ جعلی خط بنائے جاتے تھے اور آرمینیا میں ایک نہایت ہی مشکل مقدمہ پیش آیا تھا رومیوں کے عملدرآمد کے لیے قاری کو حسب ذیل کتابوں کی ہدایت کی جاتی ہے۔ کوجیکیس (Cujacius) ناول ۷۳، میں۔ مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوبیریس کتاب ۲۲ عنوان ۴ نوٹ ۱۶ و ۲۰۔ (Voet et. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۴ نوٹ ۱۱۔ ثبوت قطعی مصنفہ ماسکارڈس صفحہ ۲۸۵-۳۳۰-۲۳۱- اور آرڈو جوڈیسیر مصنفہ آگٹن (Oughton, Ordo Judicior.) عنوان ۲۲۵- ۵ اضعان مجموعۂ قانون نپولین کو بھی اس مضمون کی دشواریوں کا پورا احساس تھا۔

ص۲۱۱ دستاویز تحریر کی گئی۔ گواہان رویت یا اقبال فریقین سے[1] ثابت کیا جاتا یا حالات سے منتج ہوتا ہے۔ بلکہ ان صورتوں کا جن میں کسی خاص دستاویز کے کسی خاص شخص کے خط میں ہونے یا نہ ہونے کے متعلق رائے اس مشابہت یا مغائرت پر موقوف ہوتی ہے جو اس شخص کے خط اور دستاویز کے مبینہ کاتب کے خط میں ہوتی ہے۔ اور جس سے واقفیت دستاویز سے سوا ذرایع سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ قراینی مادی شہادت کی ایک نوع ہے[2] اور مثل دوسرے انواع قراینی شہادت کے شہادت بلا واسطہ کے مقابلے میں ثانوی درجہ نہیں رکھتی ہے[3]۔ اسی لیے زیر بحث قسم کی شہادت اچھی طرح قابل ادخال ہوتی ہے۔ گو مبینہ دستاویز کے کاتب کا اس امر کی بابت اظہار نہیں لیا جاتا ہے کہ کیا اس نے وہ دستاویز لکھی ہے یا نہیں[4] اور یہ اس صورت میں بھی جب وہ عدالت میں موجود ہو۔ گو اس کے اظہار نہ دلوانے کا واقعہ جوری کو اچھی طرح جتلا دیا جائے گا۔ کوئی دستاویز جو کلیتہً کسی فریق کے خط میں ہوتی ہے۔ "خود خطی یا خود تحریری" دستاویز کہلاتی ہے۔ اور جب وہ کسی دوسرے شخص کے خط میں ہوتی ہے تو اس کو صرف "دستخطی" کہتے ہیں۔ اور جب اس پر صرف صلیب کی یا کوئی اور علامت بنائی جاتی ہے[5]۔ تو علامتی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اور انھوں نے گو مقابلے کے ذریعے سے ثبوت خط کو تسلیم کیا ہے لیکن جس نمونے سے مقابلہ کیا جائے گا اس کی صحت کے یقینی ہونے کے متعلق بہت سی احتیاطیں وضع کی ہیں۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی حصہ اول کتاب ۲ عنوان ۱۰ دفعہ ۲۰۹ تا ۲۱۳ "متعلق تصحیح خط یا تحریر"۔

۲ہ عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۶۰۔

۳ہ لوکس بنام ولیمس ۱۸۹۳ء ۲ کوئینس بنچ ۱۱۳۔

۴ہ ملک بنام ہیوبس ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۱۰۰۲۔ ملک بنام ماک گوائیر۔ ایضاً دی بنک پراسیکیوٹرز رسل وریان۔ کراؤن کیس ۳۷۸۔

۵ہ عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔

دفعہ ۲۳۳: نظری نقطۂ نظر سے یہ امر صاف طور پر واضح ہے کہ کسی خط کے اصلی ہونے کے متعلق رائے جو اس کے بینہ کاتب کے خط سے مشابہت یا مغایرت پر مبنی ہوتی ہے۔ ذیل کے کسی ایک طریقے سے قایم کی جاتی ہے:۔ (۱) اس شخص کے خط کی عام نوعیت کے متعلق سابقہ مواقع، پر اس کو لکھتا دیکھ کر ذہن میں ایک معیار قایم کر لیا جاتا ہے۔ جس سے نزاعی دستاویز کے خط کا ذہنی طور پر مقابلہ کیا جاتا ہے۔ (۲) کوئی شخص جو دستاویز کے بینہ کاتب کو کبھی لکھتا ہوا نہ دیکھا ہو ایسا ہی ایک معیار اس سے تحریری مراسلات کرنے یا ایسی تحریروں کو دیکھنے سے جن کے متعلق اس کی تحریر ہونے کا قیاس کرنے کی معقول وجہ ہوتی ہے۔ ذہن میں قایم کر لیتا ہے۔ (۳) کسی دستاویز کے خط کے اصلی ہونے کے متعلق رائے (بغیر کسی سابقہ معلومات کے) اس کا اور دوسرے دستاویزات کے خط کا جن کے متعلق اچھی طرح معلوم ہے یا جن کے متعلق اقبال کیا گیا ہے کہ وہ فریق کے لکھے ہوئے ہیں۔ (لیکن جواب پہلی دفعہ گواہ کے سامنے پیش ہیں) مقابلہ کرنے سے۔ ثبوت کے ان تین طریقوں کو۔۔۔ جن کی وقعت اور قابل ادخال ہونے پر ہم اسی ترتیب سے غور کریں گے۔۔۔ صحیح طور پر علی الترتیب موسوم کیا گیا ہے کہ وہ "خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس" "کاتب کو دیکھنے کے بغیر اس کے خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس"، "خط کے مقابلے سے قیاس" ہوتے ہیں[1]۔ ص۲۱۸

دفعہ ۲۳۴: "خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس" کے ذریعے سے ثبوت کا اصول صاف اور طے شدہ ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی شخص بھی جس نے کبھی دستاویز کے بینہ کاتب کو ایسا لکھتا دیکھا ہو کہ اس کے خط کی عام نوعیت

[1] عدالتی شہادت مصنفہ جفتم جلد ۲ صفحہ ۵۹۸-۵۹۹۔

کے متعلق اس کے ذہن میں ایک معیار قایم ہو گیا ہو۔ اس امر کے متعلق گواہی دینے کے قابل ہے کہ آیا اس کو یقین ہے کہ نزاعی دستاویز کا خط اسی شخص کا خط ہے یا نہیں[1]۔ فریق کو صرف ایک وقت لکھتے دیکھنا[2] چاہیے یہ کتنی ہی مدت پہلے[3] ہو یا صرف اس کو دستخط کرتے ہوئے دیکھنا[4] یا بلکہ صرف اپنا سر نام (خاندانی نام) لکھتے دیکھنا[5] بھی شہادت کو قابل ادخال کر دینے کافی ہے بکر ظاہر ہے کہ یہ شہادت کمزور ہوگی۔ اس کا تذکرہ جوری سے کر دینا چاہیئے۔ جب کوئی شخص جس کو لکھنا نہ آتا ہو۔ دستاویز پر دستخط کرنا چاہتا ہے تو دوسرا شخص اس کا نام لکھ دیتا ہے۔ اور اس کو وہ شخص اس کے قریب کوئی علامت معمولاً صلیب کا نشان بنا کر اپنے دستخط کر لیتا ہے۔ یہاں ظاہر ہے کہ ثبوت کی دشواریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ بنتھم کہتے ہیں[6]۔ کہ دستخط کے علامتی طریقے میں دوسرے دو طریقوں کے جو بھی تحفظ (یعنی خود خطی طریقے میں جزاً یا کلاً جعلی ہونے اور دستخطی طریقے میں کلاً جعلی ہونے کے خلاف تحفظات) ہوتے ہیں وہ علانیہ طور پر مفقود ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے بنائے ہوئے صلیب کے نشان (معمولی علامت) میں اور کسی دوسرے شخص کے بنائے ہوئے

---

[1] مقدمہ ڈی لاموٹ ۲۱ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۸۱۰۔ ایگلٹن بنام کنگسٹن ۸ ویسی ۴۷۴۔ بیوس بنام سایپیو۔ ۱ موڈی و مالکن رپورٹس (M & Mie,Moody & Malkin Rep.) ۳۹ وِلمان بنام وارل ۸ کارنگٹن و پین ۴۸۰۔ نیز گارلیس بنام الگزنڈر ۴ اسپنیاس ۷۰۳۔

[2] وِلمان بنام وارل ۸ کارنگٹن و پین ۴۸۰۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس ۲ و ۶۹ نیز دیکھئے وارن بنام اینڈرسن ۸ اسکاٹ ۳۸۴۔

[3] ملک بنام ہارن ٹوک ۲۵ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۰ و ۱۲۷ ایگلٹن بنام کنگسٹن ۸ ویسی ۴۷۴۔ از لارڈ ایلڈن۔

[4] گارلیس بنام الگزنڈر ۴ اسپنیاس ۷۰۳۔ وِلمان بنام وارل حوالہ مذکور۔

[5] بیوس بنام سایپیو ۱ موڈی و مالکن رپورٹس ۳۹۔ اس کی رو سے پاول بنام فورڈ ۲۔ اسٹارکی ۱۶۴ منسوخ ہوا۔

[6] عدالتی شہادت از بنتھم جلد (۲) صفحہ ۱۶۷۔

نشان صلیب میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور اسی لیے اس میں مادی
شہادت کا جزو مفقود ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس طریق تصدیق کا اطلاق
سوائے عمل کو تسلیم کرنے کے کچھ نہیں۔ لیکن بنتھم نے اس بیان میں کسی قدر
مبالغہ ضرور کیا ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی ایسا امر موجود نہ ہو جو اس
نشان کو اس شخص کا بنایا ہوا شناخت نہ کردے۔ یہ شہادت ہی
ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ دراصل اصولاً اس طریق ثبوت کو "خط کو
دیکھنے کی بنا پر قیاس" کے دوسرے اشکال سے فرق کرنا دشوار ہے۔
ایک مقدمے میں[1] ایک ہنڈی کی تحریر ٹھہری کو جو اے۔ ایم (A. M.)
نے ایک علامت کے ذریعے سے کی تھی ثابت کرنے کے لیے ایک
گواہ کو طلب کیا گیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس نے اے۔ ایم (عورت)
کو نشان یا علامت بناتے اور اس طرح سے دستاویزات پر
دستخط کرتے ہوئے اکثر دیکھا ہے۔ اور اس نے علامت کی کوئی
خصوصیت بھی بیان کی ٹینڈل جسٹس (Tindal, J.) نے تھوڑے سے دہ ۲۱۹
پس و پیش کے بعد اس شہادت کو کافی قرار دیا۔ عدالت نصفت
میں بھی ایک متوفی شخص کے ذمے ایک شخص ڈبلیو۔ پی۔ (W. P.) کے
قرض کو ثابت کرنے اور قرض کو قانون میعاد سماعت کی میعاد سے محفوظ
کرنے متوفی کے تحریر کردہ رسائد پیش کیے گئے۔ جن پر ڈبلیو۔ پی۔ کے
عیسائی و خاندانی نام تحریر اور ان کے درمیان ایک نشان صلیب تھا۔
ایک حلف نامہ بھی پیش کیا گیا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ۔ پی۔ علامات
کے ذریعے سے دستخط کیا کرتا تھا۔ اور یہ کہ نزاعی دستاویزات پر علامات
یا نشانات ڈبلیو۔ پی۔ کے علامات یا نشانات تھے۔ جن کو وہ بجائے دستخط
استعمال کرتا تھا۔ شاڈول وائس چانسلر (Shadwell, V. C.) نے دستخط

---

[1] جانسن بنام سرے۔ امُوڈی و مالکن ۵۱۶۔ دیکھئے فیصلہ پارک بیج بمقدمہ سایر بنام گلاسب ۱۸۴۹ء
۱۲ جورسٹ ۴۶۵ - ۶، رسل و ریان ۴۲۳ -

کے اس ثبوت کو کافی سمجھا[1]۔

دفعہ ۲۳۵: مقدمہ ڈو ڈی مڈ بنام سکرمور (Dœ d. Mudd v Suckermore.) میں پاٹیسن جسٹس (Patteson, J.) نے "لکھنے والے کو دیکھے بغیر اس کے خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس کے عملدرآمد کو وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے کہ:۔

"وہ علم (یعنی خط کا) اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ گواہ نے خطوط یا اور دستاویزات اس فریق کے خط میں دیکھے ہیں۔ اور بعد میں ان خطوط یا دستاویزات کے مضامین کے متعلق اس فریق سے ذاتی طور پر مراسلت کی ہے۔ یا اور طرح سے ان پر عمل کیا ہے۔ تحریری جوابات بھیجے ہیں۔ جن سے مزید مراسلت ہوئی ہے یا ان سے متعلق کسی امر کی بابت فریق نے خاموشی سے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ یا یہ کہ گواہ نے ان خطوط سے متعلق فریق کا کوئی کام انجام دیا ہے۔ یا فریق اور گواہ کے درمیان کسی اور طریقے پر مراسلت ہوئی ہے۔ جن سے کاروبار زندگی کے معمولی طریقے پر یہ معقول قیاس پیدا ہوتا ہے کہ وہ خطوط یا دستاویزات فریق کے خط میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر گواہ کو فریق سے ذاتی واقفیت نہ ہو تو فریق کے شناخت کی شہادت

---

[1] پیری بنام ڈکر ۱۳ جورسٹ ۷۹۹۔ نیز دیکھئے بیکر بنام ڈننگ ۱۸۳۳ء اڈالفس وایلس ۹۴ - ۴۷۔ رسل ور یان ۲-۵۰۲- ان دی گڈس آف برایس ۲ کرٹس ۳۲۵۔

[2] ۵ اڈالفس وایلس ۳-۷۰۳ - ۴۴ رسل وریان ۳-۵۴۳- نیز دیکھئے لارڈ فیرس بنام شرلے۔ فٹز جیرالڈ ۱۹۵۔ کیری بنام پٹ ۲ پیک ۱۳۰-۴ رسل وریان ۸۹۵۔

علیحدہ دی جائے گی۔"

لیکن جہاں تک شہادت کے قابل ادخال ہونے[1] کا تعلق ہے فریق کے لکھے ہوئے کاغذات کی تعداد کلیتہً غیر اہم ہوتی ہے۔ اور نہ اس مقصد کے لیے یہ قطعاً ضروری ہے کہ اس مراسلت[2] کی بنا پر گواہ نے کوئی فعل کیا یا کوئی کام انجام دیا ہو۔ مقدمہ ڈو ڈی[3] مذ بنام سکرمور میں لارڈ ڈنمان (Lord Denman) نے کہا کہ "منشی جو ہمیشہ خطوط پڑھتے رہتا ہے اور دلال جس سے ان کے متعلق مشورہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس امر کا فیصلہ کرنے کے قابل ہیں کہ کیا کوئی دوسرے دستخط ان خطوط کے لکھنے والے کے ہیں۔ جس طرح کے وہ تاجر قابل ہوتا ہے جس کو یہ خطوط لکھے جاتے ہیں۔ نوکر کو جو دوسروں کے نام میرے خطوط عادتہً لے جایا کرتا ہے میرے خط کے پہچاننے کا موقع حاصل رہتا ہے گو اس نے مجھے کبھی لکھتا نہ دیکھا ہو۔ اس کو میں نے کبھی کوئی خط نہ لکھا ہو۔" ص ۲۲۰

دفعہ ۲۳۶: لیکن خط کے مذکورۂ بالا کسی بھی طریقۂ ثبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ واقفیت اس خاص موقع کے لیے حاصل نہیں کی جانی چاہئے جس پر شہادت دی جاتی ہے[4]۔ ایک مقدمے میں سوال یہ تھا کہ کیا ایک ہنڈی کی تحریر جس سے اس کو مدعی علیہ کا قبول کرنا ظاہر ہوتا تھا اصلی ہے یا نہیں۔ ایک گواہ کی شہادت پیش ہوئی کہ اس نے مقدمے سے پہلے مدعی علیہ کو متعدد مرتبہ اپنا نام لکھتے ہوئے دیکھا ہے ---- اور مدعی علیہ نے اپنا نام اس لیے لکھا تھا کہ گواہ کو اپنا نام لکھنے کا صحیح طریقہ

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس وا یا س ۱۹۳۔

[2] ایضاً شہادت مصنفہ اسٹارکی صفحہ ۴ ۵۔ نوٹ (ایم) طبع سوم۔ جلد دوم

[3] ۱۸۳۶ئ ۵ اڈ انفس و ایلس ۷۰۳۔ ۴۴ رسل وریان ۵۳۳

[4] دیکھئے فیصلہ جات پاٹیسن ذکولریج جسٹس بمقدمۂ ڈو ڈی مذ بنام سکرمور۔ بحوالۂ مذکورہ۔

بتلائے تاکہ وہ ہنڈی کی مبینہ قبولیت سے اس کو فرق کر سکے لارڈ کن ین (Lord Kenyon) نے اس شہادت کو نامنظور کر دیا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مدعی علیہ نے اپنا نام عمداً معمولی طریقے سے جدا طریقے پر لکھا ہو۔[ف] اسی طرح جب چالان ایک تحویف آمیز خط کے لکھنے کا تھا۔ اور اس خط کو ملزم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ثابت کرنے والا گواہ وہ پولس کا جوان تھا جس کو خط کی وصولی اور شبہے کے پیدا ہو جانے کے بعد انسپکٹر نے ملزم کے پاس اس کو کچھ روپیہ دینے اور رسید حاصل کرنے بھیجا تھا۔ تاکہ وہ اس کو لکھتا دیکھ کر اس کے خط سے واقف ہو جائے۔ مال جسٹس (Maule, J.) نے اس جوان کی شہادت کو اس بنا پر نامنظور کر دیا کہ "جو واقفیت ایسے خاص مقصد کے لیے اور ایسے تعصب کے ساتھ حاصل کی گئی ہو ایسی نہیں ہوتی ہے کہ اس کی بنا پر کوئی شخص مثل ماہر کے گواہی دینے کے قابل ہو جائے"[ع]

دفعہ ۲۳۷: ایک مسئلہ یہ ہے کہ کیا کسی گواہ کو جو لکھتا دیکھنے یا اور طور پر خط سے واقف ہو جانے کے باعث کسی فریق کے خط سے واقف ہو گیا ہو۔ لیکن جو مدت دراز گزر جانے کی وجہ سے کسی قدر فراموش کر دیا گیا ہو اظہار دیتے وقت اجازت ہوگی کہ ایسی یادداشتوں کو دیکھ کر اپنا حافظہ تازہ کرلے جن کا فریق کے خط میں ہونا ثابت کر دیا گیا ہو۔[ع] ڈالس جسٹس (Dallas, J.) نے ایک دیوانی مقدمہ جوری میں اس کی اجازت ایک گواہ کو دی تھی لیکن پائیسن جسٹس نے مقدمہ ڈوڈی مڈ بنام سکرمور ٹین

ف ہ ا سٹانگر بنام سرل۔ ۱۔ اسپیناس صفحہ ۱۴۔

ع ہ ملک بنام کرنیج ۴ کاکس مقدمات فوجداری ۱۶۳۔ ملک بنام رکارڈ۔ ۱۳ رپورٹ مقدمات فوجداری صفحہ ۱۴۰۔

ع ہ بنام ہار پر ۱۸۱۲ء ہولٹ نیسی پرلیس کیسیس (دیوانی مقدمات جوری) صفحہ ۲۰۴۔ ۱۰ رسل وبیان ۲۵۶۔

ع ہ ۵ ڈالس ۵ ایس صفحہ ۲۰، ۴۔ ۴ رسل وریان ۵۲۳۔

اس فیصلے کے صحیح ہونے سے انکار کر دیا۔ اور انصافاً بھی ایسے عمل کی صحت پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۲۳۸: اب ہم اس مضمون کے تیسرے حصے پر غور کریں گے کہ کیا اور کن حالات میں کسی فریق دستاویز کے خط کو ایسے دوسرے دستاویزات سے جن کا اس کے خط میں ہونا ثابت یا فرض کر لیا گیا ہو مقابلہ یا موازنہ کرنے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ قانون عمومی کے عام اصول کے لحاظ سے ایسی شہادت ناقابل ادخال تھی[1]۔ اور اس کے ہماری کتابوں میں تین وجوہات بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ مقابلے کے لیے جو تحریریں پیش کی جاتی ہیں ممکن ہے کہ وہ مصنوعی ہوں۔ اور اسی لیے قبل اس کے کہ ان میں مقابلہ کیا جائے۔ ان کے اصلی ہونے کے متعلق ایک ضمنی امر تنقیح طلب کا تصفیہ کیا جانا چاہیئے یہی نہیں۔ بلکہ اگر اصل دستاویز کی اصلیت کو دوسروں سے مقابلہ کر کے ثابت کرنا روا ہو تو ان موخرالذکر دستاویزات کو اور دوسرے دستاویزات سے مقابلہ کر کے ثابت کرنا بھی روا ہونا چاہیئے۔ اس طرح پر یہ تحقیقات لاتناہی ہو جائے گی۔ جس سے جوری کی توجہ حد درجہ بٹ جائے گی اور عدل گستری میں بے حد تاخیر ہو گی[2]۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ نمونوں کا انتخاب منصفانہ نہ ہو[3]۔ اور تیسرے یہ کہ ارکان جوری ناخواندہ ہو سکتے ہیں۔ اور اسی لیے ایسا مقابلہ نہیں کر سکتے[4]۔ اس آخری وجہ کے متعلق یہ کوئی قابل اطمینان

صـ ۲۲۱

---

[1] ڈوڈی مڈ بنام سکرمور۔ (حوالۂ مذکورہ)۔

[2] از کولرج جسٹس بمقدمۂ ڈوڈی مڈ بنام سکرمور ۱۸۳۶ء ۵ اڈ الفس وایلس ۷۰۴ - ۲۲ رسل وریان ۵۳۲۔

[3] ایضاً۔ اور از ڈلاس چیف جسٹس بمقدمۂ بربنام ہارپر ۱۸۱۶ء ہولٹ دیوانی مقدمات جوری ۲۴۰۔ ۱۷ رسل وریان ۶۵۶۔

[4] از ڈلاس چیف جسٹس بمقدمۂ بربنام ہاربر ۱۸۱۶ء۔ حوالۂ بالا نیز از ییٹس جسٹس (Yates . J ,)

حجت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ ایسی جوری کو جو پڑھ سکتی ہو۔ تحقیق صداقت کے اس ذریعے سے اس بنا پر باز رکھا جائے کہ دوسری جوریاں تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتی ہیں ـــــ اگر بعض اشخاص اندھے ہیں تو یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ باقی تمام اشخاص کی آنکھیں نکال دی جائیں۔ اور نہ دوسرا اعتراض کچھ بہت زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ غیر منصفانہ نمونے حاصل کرنا ہر وقت آسان نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر بالفرض ایسے نمونے پیش کئے جائیں تو فریق مخالف صحیح نمونے پیش کر سکتا ہے۔ لیکن پہلا اعتراض یقیناً بہت وقیع تھا۔ خصوصاً جب اس پر عملدرآمد قانون عمومی کے عام اصولوں کے ساتھ غور کیا جائے۔ جب تک فریقین کو آغاز سماعت مقدمہ تک اپنی شہادت کو مخفی رکھنے کی اجازت تھی۔ اس وقت تک یہ امر نہایت ہی خطرناک ہوتا اگر ان میں سے کسی کو مقابلے کے لیے خط کے متعدد نمونے من ملنے پیش کرنے کی اجازت ہوتی۔ اور جن کی فریق مخالف ان کے پیش کئے جانے کی کوئی سابقہ اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے نہ جوابدہی کر سکتا تھا۔ اور نہ تردید ـــــ اور ممکن تھا کہ ان نمونوں کے انتخاب میں انصاف سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ وہ اس فریق کے لکھے ہوئے ہی نہ ہوں جن سے کہ وہ منسوب کئے جاتے ہیں۔ تاہم مقابلے کے ذریعے سے خط کے ثبوت کا روا نہ ہونا قابل اطمینان امر نہ تھا[۱]۔ اور اگر کم سے کم اصلی نمونوں کے حاصل کرنے کے کوئی عملی ذرائع وضع کئے جائیں تو ہر اصول کے لحاظ سے اس طریقۂ ثبوت کو جائز رکھنا چاہئے۔ اس لیے عصر جدید میں مقننہ نے اس امر کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے[۲]۔ ۲۲۲

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بمقدمۂ بروکبارڈ بنام وو ڈلے اپیک ۲۰ نوٹ الف۔ از لارڈ ایلڈن چانسلر (Lord Eldon) بمقدمۂ انگلش بنام ٹنگسٹن ۰ ویسی ۴۰۷۔

[۱] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ طبع سوم۔ شہادت مصنفۂ فلپس و ایاس ۶۹۰۔

[۲] دیکھئے قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعات ۲۷ و ۱۰۳ اور

دفعہ ۲۳۹: اس اصول کے کہ مقابلے کے ذریعے سے خط کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ قانون عمومی میں بہت سے مستثنیات بھی ہیں۔ پہلا استثنا یہ ہے کہ جج وجوری کسی نزاعی دستاویز کے خط کا دوسری دستاویزات سے جو مقدمے میں بطور شہادت پیش ہوئی ہیں۔ اور جن کے متعلق یا تو ثابت ہے یا اقبال کیا گیا ہے کہ وہ بینہ کاتب کے لکھے ہوئے ہیں[1]۔ خود مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس استثنا کی وجہ بعض وقت یہ بتلائی جاتی ہے کہ چونکہ دستاویزات جوری کے سامنے ہوتے ہیں۔ انھیں ذہنی طور پر مقابلہ کرنے سے باز نہیں رکھا جا سکتا[2]۔ لیکن دوسری اور بہتر وجہ یہ ہے کہ اس طریقۂ ثبوت میں وہ خطرات نہیں ہیں جو خطوں کے مقابلے میں ہیں یعنی ضمنی امور تنقیح طلب کا قایم ہو جانا اور جوری کا جھوٹے نمونوں سے گمراہ ہونا۔

دفعہ ۲۴۰: ایک دوسرا استثنا قدیم دستاویزات کا ہے۔ جب کوئی دستاویز اتنا پرانا ہو کہ معقول طور پر یہ توقع نہ کی جا سکے کہ ایسے اشخاص مل سکتے ہیں جو اس کے کاتب کے خط سے یا تو اس کو لکھتا ہوا دیکھنے یا اس سے مراسلت کرنے کی وجہ سے واقف ہیں۔ تو قانون اس اصول پر عمل کرتے ہوئے کہ "قانون ناممکن امر پر مجبور نہیں کرتا[3]" اجازت دیتا ہے کہ نزاعی دستاویزات کا ایسی قدیم دستاویزات سے مقابلہ کیا جائے جن کے متعلق ثابت ہو کہ وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ اینچے دفعہ ۲۴۵۔

[1] گرفتہ بنام ولیمس اکرامپٹن وجروس رپورٹس (Crompton & Jervis Reports). ۳۷۔
ڈوڈی پری بنام نیوٹن ۱۵ اڈ الفس و ایلس ۵۱۴۔

[2] ڈوڈی پری بنام نیوٹن حوالۂ مذکورہ۔

[3] ہوبارڈ رپورٹس باب ۹۶۔

مستند سمجھے جاتے رہے ہیں اور جن کی باقاعدہ حفاظت ہوتی رہی ہے[1]۔ یہ امر آسان نہیں ہے کہ ٹھیک اس قدامت کا اندازہ لگایا جا سکے جس سے ایسی شہادت قابل ادخال ہو جاتی ہے۔ مقدمۂ رو ڈی برون بنام رالنگس[2] (Rœ d. Brune v. Rawlings.) میں بینہ کاتب کو مر کر ساٹھ برس ہو چکے تھے۔ اور مقدمۂ ڈو ڈی ٹلمان بنام ٹارور[3] (Dœ d. Tilman v. Tarver.) میں تحریر تقریباً سو برس قدیم تھی۔ اور مقدمۂ ڈو ڈی جنکنز بنام ڈیوس[4] (Dœ d. Jenkins v. Davies) میں وہ چوراسی سال پرانی تھی اور یہ بھی صاف طور پر طے شدہ نہیں ہے کہ یہ مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ بلر کی کتاب نیسی پرئیس[5] (Buller's Nisi Prius) (دیوانی مقدمات جوری) میں ایک مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے[6] جس کا لارڈ ہارڈویک (Lord Hardwicke) نے ڈسمبر ۱۷۴۶ء میں تصفیہ کیا تھا۔ اور جس میں ایک خط کو ثابت کرنے ایک پادری کی کتاب پیش کی گئی تھی۔ پادری کو انتقال کرکے عرصہ ہوا تھا۔ اور ایک گواہ کو جس نے اس پادری کے علاقے کی تمام کتابوں کا معائنہ کیا تھا۔ اور جن میں اسی پادری کا نام تھا۔ خطوں کی مشابہت پر حلف اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اسپارو بنام فاررانٹ (Sparrow v. Farrant) کے مقدمے میں ہالرائڈ جسٹس (Holroyd, J.) کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے[7] اس غرض ۲۲۳

---

[1] شہادت مصنفۂ فلپس دوایاس ۱۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ - ۵۱۷ طبع سوم۔ دیوانی مقدمات جوری نمبر ۲۲۶۔ رو ڈی برونس بنام رالنگس ۷ ایسٹ ۲۸۲ نوٹ الف۔ ڈو ڈی ٹلمان بنام ٹارور۔ رسل وملنی ریپورٹس ۱۴۱۔ ڈو ڈی مڈ بنام سکرمور ۱۸۲۶ء بحوالہ جات مذکورہ۔ ڈو ڈی جنکنز بنام ڈیوس ۱۸۴۷ء ۱۰ کوئینس بنچ ۳۱۴ - ۱۴ رسل وریان ۲۹۹

[2] ۷ ایسٹ ۲۸۲ - نوٹ (الف)۔

[3] رسل وملنی ریپورٹس ۱۴۱۔

[4] ۱۰ کوئینس بنچ ۳۱۴۔

[5] دیوانی مقدمات جوری مصنفۂ بلر ۲۳۶۔

[6] شہادت مصنفۂ اسٹارکی ۵۱۷ - نوٹ ای طبع سوم۔ اجلاس خصوصی ۱۷۴۶ء ڈیون - جلد ۲

کے لیے قدیم دستخطوں کے قابل ادخال ہونے ضروری ہے کہ ایسا گواہ پیش کیا جائے جو ایسے ہی کئی دستخطوں کو دیکھنے کی وجہ سے یہ حلف اٹھانے کے قابل ہو کہ اس کو ان کے خط سے اتنی واقفیت ہوگئی ہے کہ وہ بغیر مقابلے کے بھی دستخط کو پہچان سکتا اور اس کے متعلق اپنے یقین کا اظہار کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ڈوڈی ٹلمان بنام ٹارور۔ کا مقدمہ پیش آیا[۱]۔ جس میں بیدخلی کی نالش کی گئی اور اس کی سماعت ۱۸۴۲ء میں ہوئی تھی۔ اس مقدمے میں ایک مقام کو جسے یارڈ فارم (Yard Farm) کہتے تھے۔ مانر (فوجی جاگیر) کا حصہ ثابت کرنے کے لیے شہادت میں ایک کاغذ پیش کیا گیا۔ جس کو متوفی داروغہ کے قایم مقاموں نے مانر (Manor) سے متعلق دوسرے کاغذات کے ساتھ موجودہ داروغہ کے حوالے کیا تھا۔ اور جس کا عنوان تھا کہ یہ بیان ای۔ ایچ (E. H.) (جو فوجی جاگیر کے کاغذات وکتب سے ظاہر ہوا کہ داروغہ تھا) کا ہے۔ جو جزیرۂ وایٹ (Isle of weigth) جاگیر لیڈی ایف (F.) کا دو سال کے لیے جو مکلس (اکتوبر) ۱۷۲۷ء میں ختم ہوئے مہتمم رہا ہے" اور اس کاغذ میں یارڈ فارم سے متعلق ایک اندراج تھا۔ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ای۔ ایچ (E. H.) کے خط کو ثابت کرنے کے لیے لارڈ چیف جسٹس ابٹ نے کاغذ پیش کرنے والے شخص کو ہدایت کی کہ اس کا فوجی جاگیر کے دوسرے کاغذات میں جو ای۔ ایچ کی تحریر موجود ہے اس سے مقابلہ کرے۔ اور پھر حلف اٹھا کر کہے کہ اس کی رائے میں دونوں تحریریں ایک ہی شخص کے ہیں"۔ اور میر مجلس نے یہ بھی اضافہ کیا کہ جسٹس لارنس (Lawrence, J.) نے ایک مرتبہ ایسا ہی کیا تھا۔

دفعہ ۲۴۱: نظائر کی اس حالت میں فٹزوالٹر پیریج[۲] (Fitzwalter Peerage)

---

[۱] رسل دہلی رپورٹس ۱۴۱۔

[۲] مقدمہ فٹزوالٹر پیریج ۱۸۴۳ء۔ ۱۰ کلارک وفنلے رپورٹس ۱۹۳۔

کا مقدمہ دارالامرا کی کمیٹی امتیازات[1] کے روبرو پیش آیا۔ اور ہم اس کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ کیونکہ وہ خط کے موضوع پر اہم ترین مقدمات میں سے ایک ہے۔ اور زیر بحث امر سے بھی بہت ہی متعلق۔ یہ امارت کا ایک دعویٰ تھا۔ جو سنہ ۱۷۵۹ء میں خالی ہوئی تھی۔ اور جس کے متعلق درخواست کی سماعت سنہ ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔ دعویدار نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے چند خاندانی شجرے جو حفاظت جائز سے پیش کیے گئے تھے۔ شہادت میں پیش کرنا چاہا ان سے ظاہر تھا کہ ان کو ای۔ ایف (E. F.) نے جو سنہ ۱۷۵۱ء میں انتقال کر گیا لکھا تھا۔ اور وہ دعویدار کے اسلاف کے راست سلسلۂ نسب میں ہوتا تھا۔ اور اسی لیے اگر وہ شجرہائے نسب ای۔ ایف کی تحریر ثابت ۲۲۴ ص
ہوجاتے۔ تو وہ شہادت میں بطور بیان متوفی متعلق حالت خاندان وقرابت قریبہ قابل ادخال ہوتے۔ تحریک کی گئی کہ ای۔ ایف کے خط کو دفتر امتیازات شاہی سے اس کے وصیت نامے کو برآمد کرکے جو پہلے دوسرے اغراض کے لیے شہادت میں پیش ہو چکا تھا۔ و نیز چار اور دستاویزات کے ذریعے سے جن کا اس کی تحریر ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ ثابت کیا جائے وہ چار دستاویزات حسب ذیل تھے۔ ایک راز کا خط جو اس نے اپنی فوجی جاگیر کے داروغہ کو لکھا تھا۔ ایک دوسرا خط جس کی رو سے اس نے ایک محافظ شکار کا تقرر کیا تھا۔ ایک یادداشت جو اس نے ایک حساب کی کتاب میں لکھی تھی۔ اور ایک دستاویز جس کی رو سے اس فوجی جاگیر کی جایداد کا اس نے بندوبست کیا تھا۔ یہ ایک قلمدان سے نکالے گئے۔ جس میں دعویدار کے خاندانی اسناد تھے۔ جن میں فوجی جاگیر و جایداد کے جو اس کی دادی کے ذریعے سے اس کو ترکے میں ملے تھے اسناد حقیت بھی داخل تھے۔ یہ ثابت کیا گیا کہ دستاویز بندوبست پر متعدد مرتبہ

[1] لارڈ لنڈہرسٹ لارڈ چانسلر و لارڈ بروہام (Lord Lyndhurst, L. C. & Lord Brougham.)

اور حال حال میں عمل کیا گیا۔ اور یہ کہ تمام دستاویزات پر ای۔ ایف کے اصلی دستخط موجود تھے۔ اس کے بعد ان دستاویزات پر دستخط کرنے والے اور ان شجرہ ہائے نسب کو لکھنے والے کے ایک ہی ہونے کو موخر الذکر کے خط کے مثبتہ دستاویزات کے دستخطوں سے مقابلے کے ذریعے سے ثابت کرنے کی اجازت چاہی گئی۔ اور اس غرض کے لیے صدر ٹکٹ چھاپ خانے کے ناظر فرانکس (Franks = قسم زر) کو جسے خطوں کے پہچاننے کا بہت تجربہ تھا۔ طلب کیا گیا۔ اور رپورٹ سے ظاہر ہے کہ "جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نے ان تین دستاویزات یعنی دستاویز بندوبست وصیت نامے اور تقرر نامۂ محافظ شکار کے دستخطوں کو جو اس کے سامنے پیش کیے گئے تھے غور سے دیکھا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس نے وصیت نامے کے دستخط کو دفتر امتیازات شاہی میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ اور خط اور ای ایف کے دوسرے دستاویزات کی دستخطوں کو چار یا پانچ مرتبہ دیکھا ہے۔ اور اندراجات کتب حسابی کی تحریر کو بھی۔ و نیز دعویدار کے سالیسٹر کے دفتر میں خاندان کے شجرے پر تحریر کردہ سوالات کو بھی دیکھا ہے۔ اور ان معاینوں کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس شخص کے خط سے جس نے کہ یہ دستاویزات لکھے یا ان پر دستخط کئے ہیں۔ اتنا واقف ہو گیا ہے کہ فوری مقابلے کے بغیر وہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی اور دستاویز اسی شخص کے خط میں ہے یا نہیں۔ اور اس کی رائے میں ان تمام دستاویزات پر ایک ہی شخص کے دستخط ہیں۔ اور اس نے اپنی رائے محض دستخطوں ہی کی بنا پر قایم نہیں کی ہے۔ بلکہ حروف کی جو اس کی رائے میں ایک قابل لحاظ طریقے پر لکھے گئے تھے۔ عام مشابہت کی بنا پر"۔ اس شہادت پر اٹرنی جنرل نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ گواہ کی خط سے واقفیت کاروبار کے معمولی اثنا میں حاصل نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ خط کا مطالعہ اس غرض سے کیا گیا ہے کہ کاتب کے ایک ہی ہونے کی گواہی دی جائے۔ شہادت کی تائید میں دعویدار کے کونسل نے بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا۔

ص ۲۵۰

اور منجملہ ان کے ڈوڈی ٹلمان بنام ٹارور اور اسپارو بنام فارانٹ کا۔ ان کا جواب یہ دیا گیا کہ عدالت کوئینس بنچ کا عمل ان مقدمات کے بعد سے زیادہ سخت ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ یہ مقدمات زیادہ تر دیوانی مقدمات جوری ہیں۔ یا دورے پر تصفیہ پائے ہیں۔ کمیٹی نے شجرے کی شہادت کو نامنظور کر دیا۔ اور لارڈ بروہام نے کہا کہ تقریباً پانچ سال پہلے کوئینس بنچ کے میر مجلس نے ان سے اس قسم کی شہادت کے متعلق مشورہ کیا تھا۔

اور ان کا منشہ کہ خیال یہ ہے کہ اگر ڈوڈی ٹلمان بنام ٹارور اور اسپارو بنام فارانٹ کی روایت صحیح طور پر کی گئی ہے تو ان میں اصول کے دائرے کو نامناسب وسعت دی گئی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ" موجودہ مقدمے میں وہ اور لارڈ چانسلر (لنڈ ہرسٹ) کی صاف طور پر یہ رائے ہے کہ انھیں کسی شخص کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ دو یا تین دستاویزات ـــــ بلکہ دو ہی یعنی دستاویز بندوبست اور وصیت نامے ہی اصلی اور ای۔ ایف کی تحریر بطور قابل تسلیم تھے۔ ـــــ کے معائنے سے یہ کہہ سکے کہ وہ ان کے خط کو ثابت کر سکتا ہے۔ بلا شبہہ ایسی شہادت اکثر منظور کی گئی ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا۔ کوئی گواہ کسی شخص کے خط کے متعلق ٹھیک طور پر گواہی دے سکتا ہے۔ اگر وہ اس کے خط سے متعدد دستاویزات کو اکثر دیکھتے رہنے سے واقف ہو جاتا ہے۔ کسی شخص کے سالیسٹر یا داروغہ کو اسی بنا پر اس کے خط کو ثابت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔" اس پر دعویدار کے کونسل نے مقدمہ گڈ ٹائٹل ڈی ریوٹ بنام براہام[1] (Goodtitle d. Revett v. Braham) کا حوالہ دیا۔ جس میں ٹپے خانے کے ایک ناظر فرانکس کو شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی مہارت اور رائے سے کہے کہ کیا جو نام وصیت نامے پر بطور دستخط لکھا گیا تھا

[1] ۴ ٹائمز ریپورٹس، ۴۹۰۔

وہ اصلی خط میں تھا یا مصنوعی خط میں۔ لارڈ برو ہام نے اس پر اپنے سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "ہاں صحیح ہے۔ وہ تو ایک پیشے کی مہارت کا سوال ہے لیکن وہ کسی گواہ کو کسی شخص کے اصلی خط کے متعلق چند دستاویزات کے جو اس کے سامنے پیش کیے گئے ہوں دستخط کو دیکھ کر شہادت دینے کی اجازت عطا کرنے کی وجہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بھی کاتب کی شناخت کرنے کے لیے" اس کے بعد ایک ایسے شخص کو بطور گواہ طلب کیا گیا۔ جس نے کہا کہ وہ دعویدار کا تیس سال سے خاندانی سالیسٹر رہا ہے۔ اور اس سے قبل وہ اپنے چچا کا منشی تھا۔ جو اس خاندان کا چالیس سال تک سالیسٹر تھا۔ اس گواہ نے سوالات کے جواب میں کہا کہ وہ ای۔ الف کے خط کی نوعیت سے کثیر تعداد میں دستاویزات مہری۔ کتب حسابی اور دوسری دستاویزات کے اپنے موکل کے جو اس وقت جاگیر الیف کا مالک تھا اثنائے کاروبار میں وقتاً فوقتاً دیکھنے کی وجہ سے واقف ہو چکا ہے۔ اس گواہ کو شجرۂ نسب کے خط کو ثابت کرنے گواہی دینے کی اجازت دی گئی۔ اور اس نے کہا کہ اس کو یقین ہے اور کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ کل شجرہ ای۔ الیف کی تحریر ہے۔ بہ استثنا چند حروف جو بائیں میں لکھے گئے تھے اور جن کو اس نے بتلا دیا تھا۔ ص ۲۲۶

دفعہ ۲۴۲: مقدمۂ فٹزوالٹر پیریج کے بعد ڈوڈی جنکنز بنام ڈیوس[ا] کے مقدمے کا عدالت کوئینس بنچ نے فیصلہ کیا۔ اس مقدمے کی ۱۸۴۵ء میں سماعت پر برسٹول (Bristol) کے کلیسائی حلقے کے ایک محرر نے اس حلقے کا ایک رجسٹر بابت ۱۷۶۱ء پیش کیا۔ اس میں نکاح کا ایک داخلہ تھا۔ اور یہ بعینہٖ ایک صداقت نامے مورخہ ۱۷۶۱ء کے مطابق تھا۔ اور دونوں پر "ڈبلیو۔ ڈی" (W. D.) کے دستخط تھے۔ گواہ نے کہا کہ وہ

[ا] ۱۰ کوئینس بنچ ۳۱۴۔

ساڑھے سات سال سے محرّر ہے۔ اور اس اثنا میں "ڈبلیو۔ڈی" کے خط سے رجسٹر کے متعدد دستخطوں کو دیکھنے کی وجہ سے وہ واقف ہو گیا ہے۔ اور اس کی رائے ہے کہ رجسٹر کے زیر بحث دستخط اور صداقت نامے کے دستخط دونوں ڈبلیو۔ڈی کے ہاتھ ہی کے ہیں۔ کولٹمان جسٹس (Coltman. J.) نے اس شہادت کو پادری کے خط کے ثبوت کے لیے منظور کیا۔ اور ان کے فیصلے کی عدالت نے بھی توثیق کر دی۔

دفعہ ۲۴۳: لیکن اس سوال کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے ہوا ہے کہ کیا جدید دستاویزات کے خط کو ایسے گواہوں کی گواہی سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جن کی نوعیت۔ خط کے متعلق رائے ایسے نمونوں کی بنا پر قایم ہوئی ہو جن کو اصلی تسلیم کر لیا گیا ہو۔ اور جو ان کو ایسی رائے قایم کرنے کی غرض سے دکھلائے گئے ہوں۔

اس کل مضمون کی مکمل دریافت مقدمہ ڈوڈی مڈ بنام سکر مور[1] میں کی گئی۔ جس میں خط سے متعلق قواعد شہادت پر بہت بحث ہوئی۔ لیکن عدالت مساوی طور پر مختلف الرائے رہی۔

دفعہ ۲۴۴: یہ بھی ایک سوال پیدا کیا گیا تھا کہ جب کوئی گواہ کسی خط کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر دے تو کیا اس کے معلومات کا امتحان ایسی دوسری دستاویزات کے اس کو دکھلانے سے جو شہادت میں پیش نہ ہوئے ہوں اور نہ اصلی ثابت کیئے گئے ہوں۔ لیا جا سکتا اور اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا وہ بھی اسی ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے کہ نزاعی دستاویز لکھی ہے[2]

[1] ڈوڈی مڈ بنام سکر مور ۱۸۳۶ء ۵ اڈ الفس وایلس ۷۰۳۔ ۲۲ رسل وریان ۵۳۳۔

[2] دیکھئے ہیوس بنام روجرس ۸ میسن وولز بی ۱۲۳۔ گرف فتس بنام ایوری۔ ۱۱ اڈ الفس وایلس ۳۲۲۔

دفعہ ۲۴۵: قانون ضابطۂ قانون عموعی ۱۸۴۵ء - ۱۰ و ۱۱ وکٹوریا باب ۱۲۵ نے دیوانی مقدمات میں ذیل کا طریقہ لطور اصلاح تجویز کیا۔ اور دفعہ ۲۷ کی رو سے حکم دیا کہ :-

ص ۲۲۷ "گواہوں کے ذریعے سے نزاعی تحریر کا مقابلہ کسی ایسی تحریر سے کر دیا جا سکتا ہے جو جج کے نزدیک قابل اطمینان طور پر اصلی ثابت کی گئی ہو اور ایسی تحریریں اور ان کی نسبت گواہوں کی شہادت نزاعی تحریر کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کی شہادت لطور رنج وجوری کے سامنے پیش کی جا سکینگی۔"

دفعہ ۱۰۳ کی رو سے یہ حکم ہر دیوانی اختیار سماعت کی عدالت سے متعلق کیا گیا ہے۔ قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۶۵ء - ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۸ نے اس کو فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کر دیا۔ اور دیوانی مقدمات سے اس کے متعلق ہونے کو دوبارہ دہرایا اسی لیے قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۲ء نے ۱۸۵۴ء کے قانون کے دفعات ۲۷ اور دوسرے دفعات کو منسوخ کر دیا۔ کیونکہ وہ ۱۸۶۵ء کے قانون کی وجہ سے غیر ضروری ہو گئے تھے۔

دفعہ ۲۴۶: خط کی تردید کرنے کے لیے اکثر ایسے اشخاص کی شہادت پیش کی جاتی ہے جنھوں نے کہ اس کو اپنا خاص مضمون بنا لیا ہو۔ اور جو کہ مبینہ کاتب کے خط سے ناواقف ہوتے ہیں لیکن مضمون سے واقفیت کی بنا پر یہ کہنے کا ذمہ لیتے ہیں کہ آیا کوئی زیر بحث تحریر مصنوعی خط میں ہے یا نہیں۔ اس قسم کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔ لارڈ کن ین اور عدالت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ڈینگ بنام ہونر ۲ موڈی و راجنس ۵۳۶ -

کوینس بینچ نے گدٹائٹل ڈی رپورٹ بنام براہام[1] کے اہم مقدمے میں ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرایا تھا۔ لیکن کیری بنام پٹ[2] (Carey v. Pitt) میں اسی بنچ نے ایسی شہادت کو اس بنا پر نامنظور کیا کہ گواہوں نے اس کو مقدمۂ سابق میں منظور کیا تھا۔ لیکن جوری سے خطاب کے وقت اس پر زور نہیں دیا تھا۔ لیکن ایسی شہادت کو بعد میں ہوتھام بنچ نے ملک بنام کیٹر[3] (Hotham, B., in R. V. Caton) میں منظور کیا۔ اور وہ کلیسائی عدالتوں[4] میں بھی منظور کی گئی ہے۔[5] اس مضمون پر بڑا مقدمہ گرنی بنام لانگ لینڈس (Gurney v. Langlands) کا ہے۔ اس میں ایک امر تنقیح طلب یہ بھیجا گیا تھا کہ ایک مختار نامے کے خط کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کی دریافت کی جائے۔ اس مقدمے میں ایک ناظر فرانکس کو بطور گواہ طلب کیا اور پوچھا گیا کہ ”کیا تمہارے خط کے معلومات کی بنا پر تم کہہ سکتے ہو کہ نزاعی دستخط اصلی دستخط ہیں یا مصنوعی“۔ وڈ بنچ (Wood, B.) نے اس شہادت کو نامنظور کردیا۔ اور مقدمے کو از سر نو چلانے کے حکم اظہار وجہ کی درخواست پر ابٹ جسٹس نے کہا کہ ”میری عرصے سے یہ رائے ہے کہ اس قسم کی شہادت گو وہ قانوناً قابل ادخال ہو یا نہ ہو اگر منظور بھی لی گئی ہے تو اس کو کچھ زیادہ وقعت نہیں دینی چاہئے۔۔۔۔۔۔ اس مقدمے میں دوسری شہادت اتنی وقیع تھی کہ اس کی بنا پر جوری ایسا فیصلہ کرسکتی تھی۔ جو اس جج کے لیے جس نے مقدمے کی سماعت کی تھی قابل اطمینان تھا۔ اور میں بھی ایسی وقیع شہادت

---

[1] ۴ ٹائمز رپورٹ ۴۹۷۔

[2] کیری بنام پٹ ۱۷۹۷ء ۲ پیک ۱۳۰۔ ۴ رسل دریان ۸۹۵۔

[3] ۴ اسپنیاس ۱۱۷۔

[4] ساپ بنام انگلش کلیسائی رپورٹس از آڈمس جلد ا صفحہ ۲۱۶۔ یومانٹ بنام پرکنس اعلی مورہ ۷۸۔

[5] گرنی بنام لانگ لانڈس ۱۸۲۲ء ۵ بارن وال بنام الڈرسن رپورٹس ۳۳۰۔ ۲۴ رسل دریان ۳۹۶۔

پر کئے ہوئے جوری کے فیصلے کی بنا پر زیادہ اطمینان سے اپنا فیصلہ مبنی کر سکتا
ہوں۔ جو بصورت دیگر یعنی ایسی شہادت کے منظور ہونے اور جوری کا
فیصلہ بھی دوسرا ہی ہونے کی صورت میں مجھے حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں
ص ۲۲۸ اس شہادت کو جج یا جوری کے عدالتی فیصلے کی بنیاد ہونے کے لیے
بہت ہی کمزور سمجھتا ہوں"۔ لارڈ جسٹس نے کہا کہ "مجھے بہت شبہہ
ہے کہ آیا یہ قانونی شہادت ہے۔ لیکن میری قطعی رائے ہے کہ اگر یہ
قابل ادخال بھی ہو تو اس کی وقعت کچھ نہیں ہے"۔ بیلی اور بسٹ
ججوں نے اتفاق کیا۔ اور مقدمے کی دوبارہ سماعت کے لیے حکم
اظہار وجہ کی درخواست نامنظور کی گئی۔ کتاب ڈاکٹرس کامنز
(Docter's Commons) میں بھی کچھ ایسا ہی خیال پایا جاتا ہے۔ اس میں
سر۔ جے نکول (Sir J. Nicholl) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے
ایک بڑی قوت کے شیشے کو جو اس قسم کے گواہ خط پر غور کرنے اور
یہ دیکھنے کہ آیا حروف نقشی ہیں استعمال کرتے ہیں نامنظور کیا۔ اور یہ کہا
کہ ان کی رائے میں حروف کا نقشی ہونا بنفسہ ایک نہایت معمولی
درجے کا واقعہ ہے[1]۔ یہ حد سے آگے بڑھنا۔ اور قانون عمومی کی عدالتوں کی
معمولی عادت سے تجاوز کرنا ہے۔ جو شیشوں یا چراغوں کو جب
ان سے دریافت صداقت میں مدد ملتی ہو۔ کبھی نامنظور نہیں کرتی ہیں۔
زیر بحث قسم کی سائنٹفک شہادت کا چیف جسٹس ایبٹ کے
الفاظ میں "عدالتی فیصلے کی بنیاد ہونے کے لیے بہت ہی کمزور ہونا"
ممکن ہے کہ صحیح ہو۔ لیکن اس کو بطور امدادی شہادت ناقابل ادخال
قرار دینا سخت طرز عمل اختیار کرنا ہے۔ فی الحقیقت ایسی شہادت کا قابل ادخال
ہونا فطرۃً واضح ہے[2]۔ ٹریسی پیئریج[3] (Tracy Peerage)

[1] رابن بنام راک ۲ کلیسائی رپورٹس از ڈاڈس ۸۸-۹۸۔ نیز دیکھیے کانسٹیبل بنام اسٹیبل ۱۰۱ ہاگرڈ نیو رپورٹس ۶۱ و ۶۲۔ اور ان دی گڈس آف اوین ہیم ۱۷ جورسٹ ۳۰۶۔
[2] ۱۰ کلارک و فنلے صفحہ ۱۹۸۔
[3] ایضاً ص ۱۵۱۔

اور نیوٹن بنام ریکٹس[1] (Newton v. Ricketts) کے جدید مقدمات میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اور جدید عملدرآمد کی رو سے یہ کسی اعتراض کے بغیر قابل ادخال شہادت ہے۔ مقدمۂ ٹریسی پیریج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اشخاص کی شہادت جو اپنے پیشے کی وجہ سے مختلف ازمنہ کے قلمی نسخوں سے واقف ہوتے ہیں کسی خاص خط کے کسی خاص زمانے کے ہونے کی بابت قابل ادخال ہوتی ہے۔

دفعہ ۲۴۷: خط کے ثابت کرنے کے ان مختلف طریقوں کی جن سے اس باب میں بحث کی گئی ہے باہمی مقابلہ کرنے پر ان کی اضافی قدر وقیمت گو کچھ ہو لیکن یہ امر تو یقینی ہے کہ یہ تمام طریقہ ہائے ثبوت ان کی بہترین اشکال میں بھی خطرناک اور اکثر نہایت ہی خطرناک ہوتے ہیں[2] "دو کسی فراموش کردہ امر کے متعلق ہم مشکل ہی سے اپنے خطوں میں فرق کر سکتے ہیں[3]۔" خوب کہا گیا ہے کہ "بہت سے اشخاص کا خط ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ ان کا استاد ایک ہی ہوتا ہے۔ ایک ہی دفتر میں وہ کام کرتے ہیں۔ ایک ہی خاندان کے ہوتے ہیں ـــــ ان تمام امور سے خط میں مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو معمولی صورتوں میں معمولی دیکھنے والوں سے آسانی سے تمیز نہیں کی جا سکتی۔ ایک ہی شخص کا خط بھی اس کی زندگی کے مختلف مدارج پر بدلتا رہتا ہے۔ اس پر ۲۲۹ عمر۔ عارضے یا عادت کا اثر ہوتا ہے[4]۔ ذیل کے دو مثالوں سے اس

[1] و مقدمات دارالامرا ۲۶۲۔

[2] مقدمۂ قانون رومانی مصنفۂ ہیو پیرس کتاب ۲۲ عنوان ۴۔ نوٹ ۱۶۔ ترامیم شہادت مصنفۂ ٹولس ۲۲۷۔ ۲۴۱ طبع ششم و نیز دیکھیے فیصلہ سر جے نکول بہ مقدمۂ رابسن بنام راک ۲ کلیسیائی رپورٹس از آدمس ۷۹۔

[3] طولقہ تایٹ ایکٹ ۲ سین ۳۔

[4] از آدمس دوران بحث میں بہ مقدمہ ملک بنام مسٹر جسٹس جانسن ۲۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۷۵۔

قسم کی شہادت کی گمراہ کن نوعیت ظاہر ہوتی ہے۔ پہلی مثال لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) نے مقدمہ ایگلٹن بنام کنگسٹن[1] (Eagleton v. Kingston) میں دی ہے۔ ایک مقدمے میں ایک دستاویز مہری جس پر دو گواہوں کی گواہی ثبت تھی پیش ہوئی۔ ان میں سے ایک گواہ لارڈ ایلڈن تھے۔ دستاویز کے اصلی ہونے پر سخت اعتراض کئے گئے۔ لیکن پیش کنندہ فریق کے سالیسیٹر کو جو ایک نہایت ہی معزز شخص تھے۔ گواہان حاشیہ پر کامل اعتماد تھا۔ اور انھوں نے خصوصاً لارڈ ایلڈن کے دستاویز پر دستخط کا مقابلہ بلیڈنگس کے دستخط سے کیا تھا۔ لیکن لارڈ ایلڈن نے اپنی عمر میں کسی دستاویز پر دستخط نہیں کئے تھے۔ دوسرا مقدمہ اسکاٹ لینڈ میں پیش آیا تھا۔ جس میں بنک نوٹس کو جعلی بنانے کے ایک مقدمے میں بنک کے ایک محرّر نے جس کا نام ایک جعلی نوٹ پر تھا صراحتہً حلف اٹھایا کہ وہ اس کے دستخط ہیں۔ اور اپنے اصلی دستخط کے متعلق اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: نیز دیکھئے از سر جے نکول بمقدمۂ کانسٹبل بنام اسٹیبل (۱) ہاگرڈ نمبر پوڈس ۶۱۔ "وقت سے خط میں اکثر فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک نوجوان و قوی شخص مثل ایک ضعیف و لرزہ براندام شخص کے نہیں لکھتا ہے۔ نیز بیماری سے بھی ہاتھ میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور در اصل ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قلم و سیاہی کے فرق سے بھی ہر صورت میں مشابہت کی صفائی پر اثر پڑتا ہے۔" ناول ۶۳ - مقدمہ۔ نیز اڈنبرا جرنل مولفہ چیمبر مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۴۵ء ایک قابلانہ مضمون "آٹا گرافی" پر ملاحظہ ہو۔ جہاں کہا گیا ہے کہ "کاروباری شخص کی تحریر میکانکی قسم کی ہو جاتی ہے۔ جس سے تمام قدرتی خصوصیتیں محو ہو جاتی ہیں۔ بجز اس کے بعض صورتوں میں خصلت اتنی مخصوص ہوتی ہے کہ وہ انبوہ میں ملتی نہیں۔ آج کل تمام عورتیں ایک ہی نمونے کی تعلیم یافتہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے ایک بڑے حصے کا خط اس خاص نمونے کا ہوتا ہے" وغیرہ۔ ہم اکثر یہ بھی پاتے ہیں کہ خط کی وضع موروثی ہوتی ہے" وغیرہ۔

[1] ۸ ویسی ۴۷۶۔

پس و پیش تھا[1]۔ ثبوتِ خط کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی ہو بنفسہٖ بہت کم وقعت رکھتا ہے۔ فوجداری مقدمات میں تو اس کی وقعت کچھ بھی نہیں ہوتی ہے ـــــ کیونکہ ان کی اصلی قدر و قیمت گواہی کے معاون ہونے کی وجہ سے ہے۔ تاہم اگر مدعی علیہ کی جانب سے مدعی کی پیش کردہ شہادت کی کوئی تردید نہ ہو تو اس سے مدعی کی موافقت میں ایک اور قیاس ہوتا ہے۔ ادنیٰ شہادت جس کی تردید نہ کی جائے وقیع ثبوت ہو جاتی ہے۔

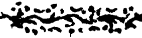
فقرہ ۲۲۸ ہمارے قدیم قانون داں "خط کے مقابلے یا مشابہت" کے حیلے کو اس کے زیادہ صحیح یا وسیع معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ یعنی مشابہت کے ذریعے سے خط کے قیاسی ثبوت کے کسی نوع کے معنوں میں ـــــ جو مشابہت یا تو ایک ایسے معیار سے مقابلے پر منحصر ہوتی تھی جو لکھتا ہوا دیکھنے یا کاتب کو دیکھے بغیر اس کے خطوط دیکھنے یا (لفظ کے جدید معنوں میں) راست مقابلے سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے ـــــ نیز وہ لوگ ثبوت کے ان طریقوں میں سے ص ۲۳۰
کسی طریقے کو بھی دیوانی مقدمات میں قابل ادخال سمجھتے تھے[1]۔ اور فوجداری مقدمات میں کسی کو بھی قابل ادخال نہیں سمجھتے تھے[2]۔ اس آخری فرق کو عصر جدید میں نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ قانون ضابطہ

---

۱ مقدمۂ کار رسول۔ گلاسگو ۱۷۹۱ء۔ جو قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ مصنفہ ہیرنٹ میں مذکور ہے۔ دیکھئے صفحہ ۵۰۲۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۲۴۳۔

۲ دیکھئے مقدمۂ ڈوڈی مدبنام سکر مور ۱۸۳۶ء۔ ۱۵ ڈالفس و ایلس ۷۰۳۔ ۷۵۲ ۴ ہم رسل و ریان ۵۴۳۔ ۵۷۰ کی نوٹ۔ اور بظاہر اسی اصول پر الگرنان سڈنی کی دار العوام کے ذریعے سے سزایابی کو قانون موضوعہ کی رو سے منسوخ کر دیا گیا۔ ان کا مقدمہ اور یہ قانون موضوعہ ۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۸۱۷۔ ۹۹۶ میں ملیں گے۔

قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء[1] کی رو سے جزءاً اس کا احیا کیا گیا۔ لیکن قانون ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۸ کے بعد سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کو کلیتہً ختم کر دیا گیا ہے۔



[1] ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۷۔ اور دفعہ ۲۴۵۔

صـ ۲۳۱

کتاب سوم

اصول جو شہادت کے قابل ادخال ہونے اور اس کے اثر کو منضبط کرتے ہیں

اصلی و ثانوی اصول ہائے شہادت

دفعہ ۲۴۹: اصول جو شہادت کے قابلِ ادخال ہونے اور اس کے اثر کو منضبط کرتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں — اصلی و ثانوی۔ اول الذکر امر ثبوت طلب سے متعلق ہوتے ہیں اور موخر الذکر طریقۂ ثبوت سے۔ ان پر علحٰدہ حصوں میں غور کیا جائے گا۔

حصۂ اوّل

اصلی - اصول شہادت

دفعہ ۲۵۰: اصلی اصول شہادت کو تین عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا

ہے۔ اور انھیں کے تحت ہم ان پر غور کریں گے۔

(۱) شہادت کن امور کے متعلق اور کن تک محدود ہونی چاہئیے۔

(۲) بار ثبوت یا ثابت کرنے کا بار۔

(۳) کتنا ثابت ہونا چاہئیے۔

یہ اصول جیسا کہ اس کتاب کے ایک پچھلے حصے میں کہہ دیا گیا ہے[1]۔ قدرتی عقل و انصاف کے عالمی طور پر مسلمہ اصولوں پر مبنی ہیں۔ لیکن جس شکل میں وہ واقعی طور پر پائے جاتے ہیں اور جس حد تک وہ رائج ہیں وہ قانون کی مصنوعی عقل و مصلحت پر موقوف ہوتے ہیں۔



---

[1] لہ پیچھے دفعہ ۱۱۱۔

بابِ اول

شہادت کن امور کے متعلق اور کن تک محدود ہونی چاہیئے

۲۳۲ دفعہ

دفعہ ۲۵۱: قانون شہادت کے تمام اصولوں میں سب سے زیادہ عالمی اور سب سے زیادہ ظاہر اصول یہ ہے کہ ـــــ شہادت پیش شدہ امور نزاعی یا موضوع تحقیقات سے متعلق اور انھیں تک محدود ہونی چاہئے اس اصول کی معقولیت پر نظری لحاظ سے شبہہ نہیں ہو سکتا۔ گو اس کے اطلاق میں کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ ہوں۔ عدالت اسی لیے قایم ہوتی ہے کہ ان امور کا تصفیہ کرے جو یا تو نزاعی ہوتے ہیں یا اور طور پر ثبوت طلب ہیں۔ اور جو امر کہ نہ بلا واسطہ اور نہ بالواسطہ طریقے پر ان امور سے متعلق ہو اس کو فوراً الگ چھوڑ دینا اور عدالت کے اختیار سماعت سے باہر قرار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے عدالت کی توجہ بٹ جاتی اور اس کا وقت ضایع ہوتا ہے۔ "جو امر غیر متعلق ہو اس کا ثابت کرنا فضول ہے"[1]

دفعہ ۲۵۲: شہادت کو ایک یا دو وجوہات کی بنا پر غیر متعلق سمجھ کر مسترد کیا جا سکتا ہے۔ (۱) یہ کہ اصل و شہادتی واقعات میں تعلق بہت بعید و خیالی ہے۔ (۲) اور یہ کہ وہ یا تو پلیڈنگس یا مشابہ پلیڈنگس بیانات کی وجہ سے ناقابل ادخال یا اس فریق کے اقبالات کی وجہ سے جس کے خلاف وہ پیش ہوتی ہے۔ غیر ضروری ہو جاتی ہے۔ پلیڈنگس یا متنازع فریقین کے دوسرے ایسے ہی بیانات کا فائدہ یہ ہے کہ عدالت یہ معلوم کر سکتی ہے کہ کونسے امور نزاعی ہیں

[1] اصول تعارفۂ قانون مصنفۂ ہالکرٹن صفحہ ۵۰۔ "واقعات کو بیان اور ثابت کرنے کی آزادی تمام قسم کے واقعات کو بلا کسی امتیاز کے ثابت کرنے تک وسیع نہیں ہے۔ کیونکہ جج اس شہادت کو قبول نہیں کرتا جو متعلق نہیں ہوتی ہے یعنی اس سے وہ نتایج نہیں نکالے جا سکتے جو اس شخص کے حق کو قائم کر سکیں جو ان واقعات کو بیان کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جج اس شہادت کو بھی مسترد کرتا ہے جو گو سچ ہوتی ہے لیکن فضول

اور فریقین پیش از پیش واقف ہو جاتے ہیں کہ انھیں کن امور پر حملہ کرنے یا کن امور کی جواب دہی کرنے کے لیے تیار ہو کر آنا ہوتا ہے۔ اسی لیے گو کسی شہادت سے اگر صرف اسی کو دیکھا جائے تو کوئی قانونی استغاثہ الزام یا جواب دہی ثابت ہو سکتی ہو۔ لیکن چونکہ فریق مخالف کو پہلے سے اس استغاثے وغیرہ کے وجوہات پر اصرار کئے جانے کا علم نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے متعلق شہادت پیش کرنا۔ اس کو اچانک اور بے خبری کی حالت میں پکڑنا اور اس طرح پر اس کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ اسی لیے پلیڈنگ کا اصول یہ ہے کہ اس کی تمہید۔ بیان۔ بنیاد۔ اور شہادت جو عدالت میں پیش ہو گی معین ہونی چاہیئے[1]۔

خاص خاص نالشات کی مختلف پلیڈنگس کے تحت شہادت کے قابل ادخال ہونے کی بحث کلیتہً اس کتاب کے منصوبے کے مغایر ہو گی۔ اسی لیے ہم اپنے کو صرف عام سوال تک محدود رکھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بعض امور ایسے ہیں کہ ان کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا: (۱) امور جن کا عدالت کو بحیثیت عدالت علم ہوتا ہے۔ (۲) امور جو مشہور سمجھے جاتے ہیں۔ "قانون ان امور کا ثبوت ضروری نہیں سمجھتا جو عدالت پر ظاہر ہوتے ہیں[2]۔" "جو امر عدالت کے نزدیک اس کے علم کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے اس کے لیے گواہوں کی مدد ضروری نہیں[3]۔"

دفعہ ۲۵۳: ۱۔ ان امور کو شمار کرنا جن کا عدالتوں کو قانون عمومی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ و بیکار ہوتی ہے۔" قانون دیوانی وغیرہ از ڈوما حصہ اول کتاب ۲ عنوان ۶ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۰۔ دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۱۱۔

[1] اسٹیفن مصنفہ لگ صفحہ ۳۰۲ الف۔ نیز دیکھئے ۵ لگ صفحہ ۶۱۔ الف۔ جنگ سنٹ ۲۔ مقدمہ ۶۴۔

[2] ۹ لگ صفحہ ۴۵ ب۔

[3] انسٹیٹیوٹ حصہ دوم ۶۶۲۔

یا قانون موضوعہ کی متابعت میں بہ حیثیت عہدہ علم ہوتا ہے یہاں بے محل ہوگا۔[1] یہ کہنا کافی ہوگا کہ علاوہ فطرت کی معمولی تبدیلیوں۔ موسم۔ وقت وغیرہ کو نوٹ کرنے کے عدالتیں مختلف سیاسی عدالتی و معاشری امور سے بھی واقف رہتی ہیں۔ مثلاً وہ ہماری حکومت کے سیاسی دستور سے واقف ہوتی ہیں۔ اس کے واقعی اقتدار اور اختیارات سماعت کے حدود ارضی۔ دوسری آزاد مملکتوں کے وجود اور حقوق۔ اعلیٰ عدالتوں اور عام اختیار سماعت کی عدالتوں کے اختیار سماعت۔ اور قانون یا رواج شاہراہ سے کہ گھوڑے اور گاڑیوں کو بائیں جانب سے چلانا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام صورتوں میں اگر کوئی امر جج کو یاد نہ ہو تو وہ ایسی دستاویزات اور کتب دیکھتا ہے جو نزدیک ہوں اور جن پر اس کی دانست میں اعتماد کیا جاسکتا ہے۔[2] اس غرض کے لیے مطبوعہ جنتری ہنری ہفتم کے عہد حکومت میں بھی استعمال ہوئی تھی۔[3] اور قانون تقویم (طرز جدید) ۱۷۵۰ء ۲۴ جارج باب ۲۳ اپنی حد تک قطعی ہے۔ اور اسی طرح تقویم کتاب دعا بھی۔[4] قانون (صراحت وقت) ۱۸۸۰ء ۴۳ و ۴۴ وکٹوریا باب ۹ کی رو سے حکم ہے کہ "جب کبھی قانون موضوعہ پارلیمنٹ یا دستاویز مہری یا اور دستاویز میں کسی وقت کا ذکر ہو تو جب تک

[1] مفصل فہرس کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۴ تا ۲۰۔ شہادت مصنفہ فیپسن طبع ششم ۱۹ تا ۲۶۔ اڈلسٹی ین بنام شولر ۱۹۰۲ء ۲ کنگس بنچ ۴۴۱۔ ۷۱ لاجرنل کنگس بنچ ۴۴۱-۷۱ لاجرنل کنگس بنچ ۵۷۲۔ جہاں بگھام جسٹس نے قرار دیا کہ انگریزی ممالک یا ممالک غیر کے بیرر بانڈس (bearer bonds) کے قابل بیع دستی ہونے کو اب ثابت کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے قابل بیع دستی ہونے کا رواج اتنے مرتبہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ اب اس کو قانون کا ایسا جزو تصور کیا جاسکتا ہے جس کی عدالت کو خود عدالتی اطلاع ہونی چاہیے۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۲۱۔

[3] میقات ہلیری ۹ ہنری ہفتم ۱۴ ب قاعدہ ۱۔

[4] دیکھو ٹلٹن بنام ڈارک ۳۰ لاجرنل اکسچیکر ۲۷۱۔

اس کے خلاف، صراحتہً ذکر نہ کیا جائے اس سے مراد برطانیۂ عظمیٰ میں گرین وچ معیاری وقت اور آیرستان میں ڈبلن معیاری وقت ہوگی۔

دفعہ ۲۵۴ ۔ قانون انگلستان بعض امور کو اتنا مشہور تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ثبوت کی ضرورت نہ ہو بہت سست ہے۔ اور ان امور کے[1] متعلق کوئی اصول قرار دینا آسان نہیں ہے۔ مقدمۂ رچرڈ باکسٹر (Richard Baxter's Case) سنہ ۱۶۸۵ء میں مدعی علیہ پر ایک باغیانہ توہین کے شایع کرنے کا الزام تھا۔ اور جیفریس چیف جسٹس (Jefferies, C. J.) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے جوری سے کہا کہ "یہ اچھی طرح مشہور و معلوم ہے کہ بادشاہ و قوم کو تباہ کرنے کا ایک منصوبہ باندھا گیا تھا پرانی سازشیں پھر شروع کر دی گئی ہیں اور یہ شخص (مدعی علیہ) اصل آگ لگانے والا ہے۔"[2] جوری سے ایسے خطاب کی ناانصافی اگر اس کو صحیح طور پر روایت کیا گیا ہے کسی تشریح یا تنقید کی محتاج نہیں۔ مقدمۂ آرنسٹ جونس (Ernest Jones) میں وائلڈ چیف جسٹس (Wilde, C. J.) کے الفاظ سے اس مضمون پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس شخص پر جلسۂ عام میں ایک باغیانہ تقریر کرنے کا الزام تھا۔ لارڈ چیف جسٹس نے جوری سے کہا کہ ان کو ان الفاظ کے استعمال کے وقت ملک و معاشرے کی جو حالت معلوم تھی اس پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ امن و چین کے زمانے میں جو الفاظ صرف ناپسندیدہ قرار دیے جا سکتے ہیں۔ دوسرے وقت جب دوسرے قسم کے احساسات پائے جاتے ہوں سخت خطرناک ہو جاتے ہیں لیکن جوری اس خاص جلسے کے جس میں یہ الفاظ کہے گئے ہوں۔ خاص واقعات پر جب تک یہ ثابت نہ کئے جائیں غور نہیں کر سکتی۔[3]

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۳۰۔

[2] ہووَل اسٹیٹ ٹرائلس ۸۰۰، جلد ۱۱۔

[3] صدر عدالت فوجداری سنہ ۱۸۴۸ء قلمی نسخہ۔

دفعہ ۲۵۵ :- ہم نے ایک دوسری جگہ بتلا دیا ہے کہ شہادت کے بعید ہونے یا اصل و شہادتی واقعات میں معقول رشتہ نہ ہونے کی بنا پر نامنظوری ہماری قانون کے اس بنیادی اصول کی ایک شاخ ہے۔ جس کی رو سے بہترین شہادت کا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ اس اصول کے اطلاق کا کوئی محل نہیں ہوتا ہے۔ جب شہادت پیش شدہ یا تو بلا واسطہ یا گو قرائنی ہوتی ہے۔ لیکن امر تنقیح طلب کے متعلق لازمی طور پر قطعی۔ لیکن یہ سوال کہ کیا کسی خاص قیاسی شہادت کو اس بنا پر منظور یا نامنظور کرنا چاہئے اکثر کافی مشکل ہوتا ہے۔ اس کی توضیح کے لیے چند مثالیں دی جا چکی ہیں[2]۔ جن میں ذیل کی مثالوں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ زمیندار و کاشتکار کے درمیان ان شرائط کے متعلق نزاع میں جن پر اراضی اٹھائی گئی ہو گو یہ جاننے سے مدد مل سکتی ہے کہ معمولاً زمیندار نے دوسرے کاشت کاروں کو جنھیں زیر بحث کاشت کار سے تعلق نہ ہو کن شرائط پر اراضی اٹھائی ہیں لیکن یہ شہادت بہت ہی بعید ہونے کی بنا پر ناقابل منظوری ہوگی[3]۔ اسی طرح سامان کے فروخت و حوالے کر دینے کی نالش میں جس کی جواب دہی یہ کی گئی تھی کہ بیع ایک شرط کے تابع تھی۔ قرار دیا گیا کہ مدعی علیہ یہ ثابت کرنے گواہوں کو طلب نہیں کر سکتا کہ مدعی نے دوسرے اشخاص کے ساتھ معاہدے اسی شرط کے تحت کئے تھے[4] گو یہ گواہی پیش ہو سکتی ہے کہ اس نے ان سب سے

۲۳۵ ص

---

[1] دیکھیے دفعات ۸۰ - ۹۰ و بعد۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۰۹۔

[3] کارٹر بنام پریک۔ پیک رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۹۵۔

[4] ہالنگہام بنام ہڈ ۱۸۵۸ء ۴ کامن بنچ (سلسلہ جدید) ۳۸۸ - ۲۷ لاجرنل کامن پلیس ۱۴۱ ء ۲۔

اسی شرط کے ساتھ معاہدے کیے ہیں[۱]۔ اور ایک نالش میں جو یہ استقرار کرانے لائی گئی تھی کہ اراضی شرکت میں خریدی گئی ہے۔ سوال بند زیر بحث اراضی کے علاوہ دیگر مختلف اراضی کو مدعی علیہ و بینہ شریک کے تل کے خریدنے کے متعلق کیے گئے تھے۔ لیکن وہ غیر متعلق و تکلیف دہ قرار دیے گئے۔ اور اسی بنا پر ان کی اجازت نہیں دی گئی[۲]۔ لیکن ب کے حکم کی بنا پر مدعی نے جو چند مکانات کی مرمت کی تھی۔ اس کی اجرت وصول کرنے کے لیے الف کے خلاف نالش میں سوال یہ تھا کہ کیا الف یا ب بحیثیت اصل مالک کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ الف نے مدعی کے سوا دوسرے اشخاص کو انھیں مکانات کی مرمت کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ شہادت قابل ادخال قرار دی گئی[۳]۔

لیکن افعال جو زیر بحث فعل سے متعلق نہ ہوں تفصیلاتی واقعات مثلاً نیت کو ثابت کرنے کے لیے اکثر قابل ادخال ہوتے ہیں[۴]۔ مثلاً ایک جعلی بنک نوٹ کو چلانے کے الزام میں یہ شہادت کہ ملزم نے اور بھی جعلی بنک نوٹ چلائے تھے۔ قابل ادخال ہوتی ہے[۵]۔ کسی شخص کو زہر دینے کے الزام میں یہ شہادت کہ ملزم نے سابق میں[۶] یا بعد میں[۷] دیگر اشخاص

---

[۱] دیکھیے اسپنلے بنام ڈی ولٹ۔ ۷ ایسٹ ۱۰۸۔

[۲] کینڈی بنام ڈاڈسن ۱۸۹۵ء ۲ چانسری ۳۴۳۔ عدالت مرافعہ۔

[۳] ڈوڈ بنام نکانن ۱۸۵۸ء لار پورٹ ۵ کوینس بنچ ۴۸۵۔ اور وہ مقدمات جن کا شہادت مصنفہ فپسن طبع ششم بر صفحات ۱۵۰ تا ۱۷۱ میں تختہ بنا دیا گیا ہے۔

[۴] ملک بنام وکیس (۱) لیہ و کیف (Leigh & Cave) ۱۰۔

[۵] ملک بنام وائلی ۳ بیج ۹۸۳۔

[۶] ملک بنام گارنر ۳ فاسٹر و فن لے رپورٹس ۶۸۱۔

[۷] ملک بنام گیرنگ ۱۸ لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۲۱۵۔ ملک بنام آرمسٹرانگ ۱۶ رپورٹ مرافعۂ فوجداری ۱۴۹

کو زہر دیا ہے۔ قابلِ ادخال ہے۔ اس کے اصول کی وضاحت ذیل کے مقدمات سے ہوتی ہے۔ مقدمۂ ملک بنام فرانسیس (Rv. Francis) میں چالان دغا سے روپیہ حاصل کرنے کا تھا۔ اور ملک بنام ویٹ (Rv. Wyatt) میں رہائش کے لیے حجرے دینے والے سے فریب دیکر ادھار حاصل کرنے کا الزام تھا۔ جب یہ ثابت کردیا گیا کہ قیدی نے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کا اس پر الزام لگایا گیا تھا اور صرف سوال یہ تھا کہ کیا فعل کے ارتکاب کے وقت اس کو اس کے مجرمانہ ہونے کی اطلاع تھی یا یہ کہ اس نے غلطی سے ایسا کیا تھا۔ تو یہ ثابت کرنے یہ شہادت قابل ادخال قرار دی گئی۔ کہ وہ اس وقت مسلسل ایسے افعال کر رہا تھا جس سے یہ قیاس پیدا ہوسکتا ہے کہ زیر بحث فعل کے وقت بھی اس نے غلطی سے اس فعل کو نہیں کیا تھا۔ قانون سرقہ ۱۸۶۱ء کی رو سے چھ مہینوں کے اندر تین سرقوں کو ایک ہی ساتھ چالان کیا جاسکتا ہے۔ اور قانون سرقہ ۱۹۱۶ء کی رو سے داشتن مال مسروقہ کے الزام میں تاریخ جرم سے بارہ مہینوں کے اندر ملزم کے قبضے سے دوسرے اموال مسروقہ کے برآمد ہونے کی شہادت دی جاسکتی ہے ——— اس قسم کی شہادت قانون عمومی کی رو سے ملک بنام اوڈی (Rv. Oddy) کے مقدمے میں ناقابل ادخال قرار دی گئی تھی۔

ه اجلاس کاملہ۔ ملک بنام فرانسس ۱۸۷۴ء لا رپورٹ ۲ کامن کیسیس ۱۲۸-۱۳۱- ۴۳ لا جرنل مجسٹریٹس کیسیس ۹۷-۱۰۰- ملک بنام ویاٹ ۱۹۰۴ء ۱ کنگس بنچ (K. B.) ۱۰۹-۱۰۸ ۷۳ لا جرنل کنگس بنچ ۱۵-۲۰ ٹائمز لا رپورٹ ۶۸ کراؤن کیسیس ریزروڈ (C. C. R. ie, Crown cases Reserved) جس میں ماکن بنام اٹارنی جنرل آف نیو ساؤتھ ویلز ۱۸۹۴ء مقدمات موقعہ بر صفحہ ۶۵ کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

ه ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۵۔ نیز دیکھئے قانون چالانات ۱۹۱۵ء شڈول ۱۔ قاعدہ ۳۔

ه ۶ و ۷ جارج پنجم باب ۵۰ دفعہ ۴۳۔

ه ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیس ۲۶۴۔

دفعہ ۲۵۶: زیر بحث اصول کے مفید اطلاق کی ایک قوی ترین مثال ان قواعد میں ملتی ہے جو چال چلن کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق ہیں۔ کسی فریق مقدمہ یا گواہ کی عام شہرت اور سابقہ چال چلن کا بطور قدرتی یا اخلاقی شہادت اکثر بہت وقیع ہونا صاف ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان سے قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اس کی نالش یا جواب دہی بجا یا بیجا ہے یا یہ کہ اس کی شہادت سچی یا جھوٹی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف ہر شخص کی جو عدالت ہائے انصاف میں آتا ہے ہر فعل کی کھلی عدالت میں جانچ پڑتال کرانے سے اکثر اشخاص عدالت میں آنے سے باز رہیں گے۔ چال چلن کی شہادت کو ہر صورت میں منظور کرنا یا ہر صورت میں نامنظور کرنا مساوی طور پر انصاف کے حق میں مہلک ثابت ہوگا اور کوئی حد مقرر کرنا ——— یعنی ٹھیک ٹھیک ان صورتوں کی صراحت کرنا جن میں اس کو منظور کرنا اور جن میں اس کو نامنظور کرنا ——— اتنا ہی مشکل سوال ہے جتنا کہ کوئی اور سوال جو کسی قانون ساز سے حل کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے[۲]۔

دفعہ ۲۵۷: فریقین مقدمہ کے چال چلن کے متعلق قانون انگلستان

اس مشکل کا حل ان صورتوں میں فرق کرنے سے کرتا ہے جن میں کہ ان کے چال چلن کو امر تنقیح طلب سمجھا جا سکتا ہے۔ اور جن میں ایسا نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اس عام اصول کے مطابق جو غالباً بحیثیت مجموعی منصفانہ ہے عدالتی کارروائیوں کے فریقین کے نہ عام چال چلن اور نہ ایسے خاص واقعات کی جو امر تنقیح طلب نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے ص ۲۳۷

---

[۱] قانون تحریرات مصنفہ فاسٹر ۲۴۳۔ اور دیکھئے فلسفہ شہادت از گلسن دفعہ ۵۰۶۔

[۲] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۹۲۔ بنتھم بھی اس مضمون کی مشکلات کے قائل تھے۔ اور کہتے تھے کہ بعضوں کا تو سوائے گارڈین حل (تعبدی حلہ) کے شاید ہی کوئی حل ہو۔

شہادت دی جاسکتی ہے کہ اس سے ایک فریق کے موافق یا دوسرے کے مخالف کوئی قیاس پیدا ہو سکے[1]۔ اس اصول میں یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ ایک شخص جرم کے استغاثے میں ملزم کے اقبال کی شہادت کہ وہ ایسے جرایم کے ارتکاب کا عادی ہے۔ غیر متعلق قرار دی جا کر نامنظور کی گئی[2]۔

دفعہ ۲۵۸: لیکن جب کارروائیوں کی نوعیت ایسی ہو کہ فریقین میں سے کسی کا چال چلن امر تنقیح طلب ہو جائے تو لازماً ایک دوسرا اصول قابل اطلاق ہو جاتا ہے۔ اور نہ صرف اس امر تنقیح طلب سے متعلق فریقین کے عام چال چلن کی شہادت دی جا سکتی ہے بلکہ ایسے خاص خاص واقعات کی بھی جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے[3]۔ مثلاً ایک عام حرام خانہ یا قمار خانہ کھولنے کے الزام میں مستغیث مدعیٰ علیہ کے کسی بھی افعال کی جن سے عام الزام کی تائید ہوتی ہو شہادت دے سکتا ہے[4]۔ اور جنون کے ثبوت کے لیے خاص مجنونانہ افعال گنائے جاسکتے ہیں[5]۔ پھسلائے جانے کی نالش[6] میں عورت کا عصمت سے متعلق چال چلن راست امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اور اس پر اعتراض برے حرکات کی عام شہادت یا مخصوص افعال کی شہادت سے کیا جا سکتا ہے۔ اسی مقدمے

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس ۴۸۸-۴۹۱۔ شہادت مصنفہ فلپس ۵۰۲-۵۰۸ طبع دہم لمک بنام فرانسیس ۳ اسپیناس ۱۱۷۔ از لارڈ کن ین۔

[2] ملک بنام کول میقات میکلس سنہ ۱۸۱۸ء تمام ججوں کا فیصلہ شہادت از فلپس و ایاس ۴۹۹۔ شہادت مصنفۂ فلپس جلد ا صفحہ ۵۰۸ طبع دہم۔

[3] دیوانی مقدمات جدری از ٹیلر صفحہ ۲۹۵۔

[4] کلارک بنام پیریام ۱۲ انگلز ۳۳۹۔

[5] ایضاً صفحہ ۲۴۰۔

[6] حوالہ کے لیے دیکھئے نوٹ ۱۔ حاشیہ صفحہ ۴۱۰۔

میں عورت کے اچھے چال چلن کی شہادت بھی اگر اس پر اعتراض کیا گیا ہو دی جا سکتی ہے۔ لیکن ایک مقدمے میں کہا گیا ہے کہ ایسی شہادت صرف اسی وقت دی جا سکتی ہے جب کہ فریق کے چال چلن پر گواہوں نے خود اعتراض کیا ہو[1]۔ اور ایک دوسرے مقدمے میں کہا گیا ہے کہ صرف اسی صورت میں جب کہ اس پر حملہ جرح میں کیا گیا ہو[2]۔ یہ خوب کہا گیا ہے کہ موخر الذکر صورت ہی حصول انصاف میں زیادہ ممد و معاون ہوتی ہے۔ کیونکہ جب اس عورت کے چال چلن پر جس کو پھسلا لیا گیا ہے۔ جرح کرتے وقت اعتراض کیا جاتا ہے تو گو وہ عورت ان مفنوی الزامات سے انکار کرے لیکن جوری کو اکثر یقین آجاتا ہے۔ کہ ان الزامات میں کچھ صداقت ضرور ہے۔ تا وقتیکہ ان کے خلاف گواہوں کو طلب کرکے ان کا جھوٹ ہونا ثابت نہ کر دیا جائے[3]۔ اسی طرح زنا بالجبر[4] یا زنا بالجبر کی نیت[5] سے حملے کے الزام میں عورت کی عصمت اس حد تک امر تنقیح طلب ہو جاتی ہے کہ ملزم اس خصوص میں اس کے سابقہ برے چال چلن بلکہ خود اپنے ساتھ اس کے مجرمانہ تعلق ہونے کی شہادت دے سکتا ہے[6]۔ اس کے دوسرے مردوں کے ساتھ عصمت فروشی کے خاص خاص افعال کے متعلق سوال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان سے انکار کرے تو ۲۲۸

[1] بام فیلڈ بنام میسی ۱ کیمپبل صفحہ ۴۶۰ ۔ ڈاڈ بنام نارس ۱۸۱۴ء ۳ کیمپبل ۵۱۹ ۔ ۱۴ رسل وریان ۸۳۲ ۔

[2] ڈاڈ بنام نارس ۳ کیمپبل ۵۱۹ ۔ از لارڈ ایلن برو چیف جسٹس (Lord Ellenborough, C. J.)

[3] بیٹ بنام ہل ۱۸۲۳ء ۱ کیار نگٹن و پین صفحہ ۱۰۰ ۔ ۲۰ رسل وریان ۷۶۶ از پارک جسٹس (Park, J.)

[4] بیٹ بنام ہل ۱۸۲۳ء ۲۰ رسل وریان ۷۶۶ ۔

[5] شہادت مصنفہ فلپس و ایامس ۴۸۹ ۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۵ طبع دہم ۔ ملکہ بنام مارٹن ۶ کارنگٹن و پین ۵۶۲ ۔ ملکہ بنام بارکر ۳ کیار نگٹن و پین ۵۸۹ ۔

[6] شہادت مصنفہ فلپس و ایامس ۴۹۵ ۔ ۱ شہادت مصنفہ فلپس صفحہ ۵۰۵ طبع دہم ۔ ملکہ بنام کلارک ۲ اسٹارکی ۲۴۱ ۔

[7] ملکہ بنام مارٹن ۶ کیار نگٹن و پین ۵۶۲ ۔ ملکہ بنام اسپنیال شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۵۲ ۔ طبع سوم ۔

اور شہادت سے ان کو ثابت کیا جا سکتا اور ملزم کو ان کا پابند ہونا ہوتا ہے[1]
اور توہین تحریری کی نالش میں اسکاٹ بنام سامپسن[2] (Scott v. Sampson)
کے احتیاط سے غور کئے ہوئے مقدمے سے ظاہر ہے کہ ہرجے کو کم کرانے مدعی کے
عام برے چال چلن کی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن توہین
تحریری کے شایع کرنے سے پہلے کے افواہوں کی شہادت کہ ملزم نے
اُس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ اور یہ
شہادت کہ ملزم اس قسم کے جرایم کے ارتکاب کا عادی ہے۔ بہت
بعید ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہے۔

دفعہ ۲۵۹: گو عام طور پر فوجداری چالانات میں ملزم کا چال چلن پہلی
مرتبہ امر تنقیح طلب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن تاہم ان تمام مقدمات میں
جن کی کارروائیوں کا راست مقصد جرم کی سزا دینا ہوتا ہے ــــ مثلاً
بغاوت۔ جرم سنگین۔ یا جرم خفیف کے چالانات میں[3] ــــ اور محض تاوان
کا حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی جواب دہی الزام کی نوعیت کا خیال
رکھتے ہوئے اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کر کے کر سکتا ہے۔
ایک بہت ہی مشہور کتاب[4] قانون شہادت میں لکھا ہے کہ "سرقے کے
الزام میں ملزم کی وفا شعاری یا انسانیت کے متعلق تحقیق غیر متعلق و لغو
ہوگی۔ اور اسی طرح بغاوت سنگین کے الزام میں ملزم کی خانگی کاروبار
میں ایمانداری اور وقت کی پابندی کے متعلق تحقیق بھی لغو ہوگی۔ ان

[1] ملک بنام ہوس ۱۲ اکاکس ۱۲۷۔
[2] اسکاٹ بنام سامپسن ۱۸۸۲ء کوینس بنچ ڈویژن ۴۹۱۔
[3] شہادت از شارکی جلد ۲ صفحہ ۳۰ بطبع سوم۔ شہادت از فلپس و ایاس صفحہ ۴۹۰۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۱ طبع دہم۔
[4] شہادت از فلپس و ایاس ۴۰۸۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۲ طبع دہم۔ نیز دیکھئے اٹرنی جنرل بنام ہاؤلف ۱۰ اکسچیکر ۹۴۔
[5] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس ۴۹۰ و ۴۹۱۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۶۰۶ طبع دہم۔

امور کی شہادت اخلاقی عمل کے ایسے اصولوں سے متعلق ہوتی ہے جو گو دوسرے موقعوں پر کیسا ہی عمل کریں زیر تنقیح موقع پر عمل ہی نہیں کرتے ہیں۔ اس شہادت سے ذرا بھی قیاس نہیں پیدا ہوتا ہے کہ قیدی نے وہ جرم نہیں کیا ہوگا جس کے لیے وہ چالان کیا گیا ہے۔ اور وہ اسی لیے زیر بحث امر سے کلیتہً غیر متعلق ہوتی ہے"۔

دفعہ ۲۶۰: شاید ہی کسی اور مضمون کے متعلق چال چلن کی شہادت سے زیادہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے۔ مثلاً الف کے پاس سے سرقہ کرنے کے چالان میں یہ شہادت کہ دوسرے موقعوں پر جو زیر بحث معاملے سے کلیتہً الگ تھے۔ ملزم نے ب اور ج کے ساتھ معاملات میں مثل ایک ایماندار بلکہ فیاض و عالی منش شخص کی طرح برتاؤ کیا تھا ــــ یہ بھی فرض کر لینے کے بعد کہ اس سے اس کا الف کے ساتھ مجرمانہ بے ایمانی سے عمل کرنا غیر اغلب ہوجاتا ہے ــــ اتنی بعید و غیر اہم ہوجاتی ہے کہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوسکتی۔ دریافت یہ ہونی چاہیئے کہ ان لوگوں میں جو اس کو جانتے ہیں اس کا عام چال چلن کیسا ہے تاکہ یہ ظاہر ہوسکے کہ ایمانداری کے لیے اس کی عام شہرت ایسی ہے کہ جس چال چلن کو اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ غیر اغلب ہوجاتا ہے۔ کسی گواہ کی ذاتی رائے بھی جو ملزم کے خاص طبیعت کے ذاتی تجربے پر مبنی ہوتی ہے ناقابل ادخال شہادت ہوتی ہے[1]۔ مقدمۂ ملکہ بنام راؤٹن (Reg. v. Rowton) کا یہی اثر ہے اور یہ وہ مقدمہ ہے جس پر عدالت کراؤن کیسیس ریزروڈ (Court for Crown Cases Reserved) میں دو وقت بحث کی گئی قیدی کو حملۂ فعل خلاف وضع فطری کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اچھے چال چلن کی شہادت پیش ہونے پر چالان نے　ص ۲۳۹

[1] ملکہ بنام راؤٹن ۱۸۶۵ء؁ ۳۴ لا جرنل مجسٹریٹس کیسیس، ۱۰ ایلیہ کیمف ۵۲۰۔ از کاکبرن چیف جسٹس (Cockburn, C. J) مخالف عنہ ارل چیف جسٹس و ولس جسٹس (Earle, C.J & Willes, J.)

ایک ایسے گواہ کی شہادت سے اس کی تردید کی جس نے بیان کیا کہ وہ محلے کی رائے کے متعلق تو کچھ نہیں جانتا۔ لیکن خود اس کی رائے میں ملزم کا چال چلن ایسا ہے کہ وہ "ایک ایسا شخص ہے جو فحش سے فحش اور سخت سے سخت خلاف اخلاق فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے۔" برخلاف دو کے گیارہ ججوں نے قرار دیا کہ ایسی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ اور (چونکہ جوری نے قیدی کو مجرم قرار دے دیا تھا) اس حکم سزا کو منسوخ کر دینا چاہیے[1]۔ فلپس (Phillipps) کہتے ہیں کہ "یہ اکثر واقع ہوتا رہتا ہے کہ گواہ قیدی کے چال چلن کے متعلق عام رائے کو ظاہر کرنے کے بعد اس کی ایمانداری کے متعلق اپنے ذاتی تجربے و آرا کو بھی بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب یہ بیان منظور کئے جاتے ہیں تو یہ قیدی پر ایک مہربانی ہوتی ہے۔ وہ عام چال چلن کی شہادت بطور منظور نہیں[2] کیے جاتے ہیں۔"

دفعہ ۲۶۱: جب کبھی کسی فریق کے چال چلن کو معرض بحث میں لایا جا سکتا ہے تو اس کو بھی اجازت ہوتی ہے کہ شہادت پیش شدہ کی

---

[1] اس مقدمہ پر شہادت مصنفۂ اشٹفن نوٹ ۵۵ میں سختی سے تنقید کی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "اس نقطۂ نظر کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ایک گواہ پوری صداقت کے ساتھ اس شخص کی ایمانداری اور اچھے چال چلن پر حلف لے سکتا ہے جس کے متعلق وہ برسوں سے جانتا ہے کہ وہ داشتن مال مسروقہ کا مرتکب ہے۔ اگر اس نے خوش قسمتی سے اپنے جرائم کو اپنے ہمسایوں سے مخفی رکھا ہو۔ کامیاب منافقت کا کمال یہ ہے کہ بری خصلت کے ساتھ شہرت اچھی ہو۔ اس مقدمے پر شاذ و نادر ہی اگر کبھی عمل ہوتا ہے۔ گواہ سے ہمیشہ جو سوال کیا جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ ایمانداری اخلاق و انسانیت میں جیسی بھی صورت ہو۔ ملزم کا چال چلن کیسا ہے۔ گواہ کو متنبہ نہیں کیا جاتا ہے کہ شہادت کو ملزم کی شہرت تک محدود رکھنا چاہیے۔ عام گواہوں کو اس فرق کا سمجھانا آسان نہ ہوگا۔" گو اس مقدمہ سے اچھے چال چلن کی شہادت کے مسئلے کا بالواسطہ طریقے پر تصفیہ ہوا ہے۔ لیکن سندی فیصلہ ہوا ہے۔

[2] شہادت از فلپس دایاس ۴۹۱ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۶ طبع دہم۔

صـ ۲۴۰ تردید میں شہادت پیش کرے[1]۔ اور گو کسی فوجداری مقدمے میں پہلی دفعہ شہادت نہیں دی جا سکتی ہے کہ ملزم کا چال چلن برا ہے۔ لیکن اگر وہ الزام عاید کردہ کی جوابدہی میں اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کرتا ہے تو وہ چال چلن کو امر تنقیح طلب بنا دیتا ہے۔ اور چالان کنندہ اس کی شہادت کی تردید یا تو جرح یا تردیدی شہادت سے کر سکتا ہے[2]۔

ملک بنام ووڈ (Rv. Wood) میں قیدی نے جس پر شاہ راہ عام پر سرقہ بالجبر (یعنی قاطع الطریق ہونے) کا الزام تھا۔ ایک گواہ کو پیش کیا جس نے حلفی شہادت دی کہ وہ اس کو برسوں سے جانتا ہے۔ اور اس تمام مدت میں اس کا چال چلن اچھا رہا تھا۔ اس گواہ سے جرح میں یہ پوچھنے کی اجازت مانگی گئی کہ چند سال پہلے محلے میں جو ایک سرقہ بالجبر ہوا تھا۔ اس کے ارتکاب کا شبہہ ملزم پر ہوا تھا۔ اس سوال پر اعتراض کیا گیا کیونکہ اس سے ایک ضمنی امر تنقیح طلب قایم ہو جاتا ہے۔ لیکن پارک بیرن (Parke, B) نے اس اعتراض کو نامنظور کیا اور کہا کہ "سوال یہ نہیں ہے کہ کیا ملزم اس سرقہ بالجبر کا مرتکب ہوا ہے بلکہ صرف یہ کہ کیا اس پر اس کے ارتکاب کا شبہہ کیا گیا تھا۔ کسی شخص کا چال چلن چھوٹے چھوٹے متعدد واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن میں اس پر کسی بڑی حرکت کے کرنے کا شبہہ ہونا بھی ایک واقعہ ہوتا ہے" اسی لیے وہ سوال کیا گیا۔ اور قیدی کو سزا دی گئی[3]۔

لیکن جس طرح ملزم اپنے اچھے چال چلن کے خاص واقعات کی

---

[1] ملک بنام مرفی ۱۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۷۲۴۔ دیوانی مقدمات جوری' از جلد ۲ ۶۹۹ ملک بنام کلارک ۲ اسٹارکی ۲۴۱۔ یام فیلڈ بنام میسی ۸ کیمپبل ۴۶۰۔ ڈاڈ بنام نارس ۳ کیمپبل ۵۱۹۔

[2] ملکہ بنام روڈن ۴ مولا جنرل مجسٹریٹس کیس ۵۰۔ لیہ و کیف ۵۲۰۔ دیکھو اوپر۔ اس مقدمے نے ملک بنام بیٹ ۵ مقدمات فوجداری از کاکس ۲۸۴ کو منسوخ کیا۔

[3] اجلاس موسم بہار۔ کننٹ ۱۸۴۱ء۔ قلمی رپورٹس۔ اور ۵ جورسٹ ۲۲۵۔

شہادت نہیں دے سکتا - اسی طرح چالان کنندہ بھی عام طور پر اس کے بُرے حرکات کے خاص واقعات کی شہادت نہیں دے سکتا - اس اصول کے استثنیٰ صرف وہی ہیں - جو قانون سزا یابی سابق ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۱۱۱ کی رو سے قرار دیے گئے ہیں - کہ کسی شخص پر کسی بعد کے جرم سنگین کے ایسے مقدمے میں جس کی سزا موت نہ ہو اگر وہ اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دے تو یہ جائز ہوگا کہ تردید میں اس کی جرم سنگین کے لیے سابق میں سزا یابی کی شہادت دی جا سکے۔ اور قانون سرقہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۱۱۶ - و قانون جرائم سکہ ۱۸۶۱ء - ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۳۷ کی رو سے ان صورتوں میں جن سے یہ قوانین متعلق ہیں یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ چاہے چال چلن کی شہادت ملزم کے گواہوں نے دی ہو یا وہ چالان کے گواہوں پر جرح کرنے سے حاصل ہوئی ہو - دونوں صورتوں میں وہ قانون ۱۸۳۶ء کے تحت آئے گی۔[1] لیکن عملدرآمد یہ ہے کہ اچھے چال چلن کی تردید میں شہادت شاذونادر ہی پیش کی جاتی ہے - گو اغراض انصاف کے لیے ایسی شہادت اکثر پیش کرنا شاید زیادہ بہتر ہوتا۔

دفعہ ۲۶۲: فریقین کے چال چلن کے گواہوں کے ساتھ عام طور پر بڑی نرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ شاید یہ حد سے زیادہ ہی ہوتا ہے مثلاً یہ وکلا کا عملدرآمد ہے کہ ایسے گواہوں پر جرح نہ کی جائے جب تک کہ کوئی صریحی الزام ایسا نہ ہو کہ جس پر جرح کو مبنی کیا جا سکے۔[2] یا کم سے کم ۲۲۱

---

[1] ملک بنام شرمیٹن ۲ ڈینی سن کراؤن کیس (Den. C C) ۳۱۹ - مکمل بحث کے لیے دیکھیے شہادت' مصنفہ ٹیلر طبع ششم ۱۸۷ - ۱۸۹ -

[2] ملک بنام ہاجکس، کیا رنگٹن و پین ۲۹۸ -

ان کو جرح کرنے کے ارادے کی اطلاع نہ دی جائے۔ جج بھی اس امر کو ناپسند کرتے ہیں کہ چالان کے کونسل اپنے یقینی حق[1] کو استعمال کر کے ان کی گواہی کا جواب دیں۔ اور غلط طور پر نیک چال چلن بیان کرنے میں دروغ حلفی سے روزانہ یا تو اعراض کیا جاتا ہے یا تھوڑی سی زجر و توبیخ کے بعد درگزر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ یقیناً بے محل رحم ہے۔ اگر اس شکل میں دروغ کو ناپسند نہ کیا جائے تو عدالتیں یا تو چال چلن کی تمام شہادت کو شبہے کی نظر سے دیکھیں گے یا اس کو کچھ بھی دقعت نہ دیں گے۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں معصوم سے معصوم شخص کے پاس کسی الزام کا جواب سوائے اپنی اچھی شہرت کے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اس شہرت کو اس کی جائز وقعت کے کسی حصے سے محروم کرنا۔ ایماندار و راست باز شہری کو اس کے اچھے چال چلن کے جائز صلے سے محروم کرنا ہوگا۔ اس صورت میں مثل اور بہت سی صورتوں کے قدیم قانونی اصول کہ جو مجرم پر رحم کرتا ہے معصوم پر ظلم کرتا ہے[2] صحیح نکلتا ہے۔ اسی لیے یہ واقع ہوا ہے کہ جج تجربہ سے یہ جان کر کہ چال چلن کی جو شہادت اکثر پیش ہوتی ہے۔ اس کی وقعت کتنی کم ہوتی ہے۔ بعض وقت جوریوں سے کہتے ہیں کہ چال چلن کی شہادت پر غور نہ کرنا چاہئے بجز اس کے کہ دوسری شہادت پر کچھ شبہ ہو — یہ موقف ایسا ہے جو بالکل صحیح ہے اگر واقعات کی بنا پر جوری ملزم کو مجرم سمجھتی ہو کیونکہ اس صورت میں ملزم کو اچھے چال چلن کی بنا پر رہا کر دینا صحیح نہ ہوگا۔ اور رہا کر دینے پر جوری اپنے حلف کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوگی۔ لیکن یہ موقف بالکل غلط اور خلاف قانون ہے اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ چال چلن کی شہادت پر غور نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ واقعات سے ملزم کا معصوم یا مجرم

[1] ملک بنام اسٹان نارڈ۔ ۱کیارنگٹن و پین ۳، ۶۱۔ حق جواب کے وجود کے لیے دیکھو یہ مقدمہ۔ اور ججوں کی قرارداد مندرجہ ۱کیارنگٹن پین ۶، ۷۶ قرارداد نمبر (۴) نیز ملک بنام واٹننگ، کیارنگٹن و پین ۱، ۷۱۔

[2] ہام لک ۴۵ الف۔ نیز جنک سنٹ ۳۔ مقدمہ ۵۴۔

ہونا ظاہر نہ ہو جائے۔ چال چلن کی شہادت کا فائدہ یہ ہے کہ ملزم کے خلاف جو شہادت پیش ہوتی ہے اس کی وقعت کا اندازہ لگانے میں جوری کی مدد کرے۔ اور ہم اس مضمون کو ختم نہیں کرسکتے جب تک چیف جسٹس ہولٹ (C. J. Holt) کے زیر کانہ مشاہدات کی طرف توجہ نہ دلائیں[1] "کوئی شخص پیدائشی بدمعاش نہیں ہوتا۔ بدمعاش بننے کے لیے وقت چاہیئے۔ اور نہ بدمعاش بنتے ہی فوراً اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص اس سال قابل مشہور ہو جاتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ سال آیندہ وہ فقیر ثابت ہو۔"

دفعہ ۲۶۳: گواہوں کا چال چلن[2]۔ گواہ کا اعتبار ہمیشہ امر تنقیح طلب ہوتا ہے اور اسی لیے یہ عام شہادت قابل ادخال ہوتی ہے کہ اس کا چال چلن ایسا ہے کہ حلف لینے کے بعد بھی اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا لیکن حال حال تک اس غرض کے لیے خاص واقعات یا خاص معاملات ۲۴۲
کی شہادت ناقابل ادخال تھی دونوں ان وجوہات کی بنا پر جو بیان کردئے گئے ہیں[3]۔ نیز اس لیے کہ ایسی شہادت سے ایک ضمنی امر تنقیح طلب پیدا ہو جاتا ہے یعنی ایسا امر تنقیح طلب جو اس مقدمے سے سوا ہوتا ہے جس کی عدالت سماعت کر رہی ہو[4]۔ گواہ سے ان واقعات یا معاملات کے متعلق سوال کئے جاسکتے تھے لیکن وہ جواب دینے پر مجبور نہیں تھا۔

[1] ملک بنام سونڈسن ۱۴ ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۵۹۶۔

[2] نیز دیکھئے دفعہ ۱۳۰ و ۶۴۴۔

[3] ملک بنام براؤن لا رپورٹ ۱ چانسری کیس ۷۰۔

[4] دیکھئے دفعات ۲۵۷-۲۶۰-۲۶۱

[5] ۱۴ ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۲۱۱-۱۱۶ ایضاً ۲۴۶-۲۴۷-۱۳۲ ایضاً ۴۹۰-۴۹۵ دیوانی مقدمات جوری مصنفہ تیلر ۲۹۲ شہادت از اسٹارکی ۲۳۷-۲۳۸ طبع چہارم ملک بنام برک Cox, cr. cos. کالم ۱ مقدمات فوجداری ۴۴۔

اور اگر وہ جواب دیتا تو سوال کرنے والے فریق کو اس جواب کو قبول کرنا ہوتا تھا۔ اور وہ اس کی تردید میں شہادت طلب نہیں کر سکتا تھا[1]۔ لیکن اس موضوع پر قانون میں دیوانی مقدمات کی حد تک قانون ضابطۂ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۲ء باب ۱۲۵ دفعہ ۲۵ کی رو سے ترمیم کی گئی۔ اور حکم دیا گیا کہ گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو کسی جرم کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور اگر وہ انکار کرے یا جواب نہ دے تو فریق ثانی کے لیے جائز ہوگا کہ ایسی سزایابی کو ثابت کرے۔ بعد میں اس حکم کو قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۶ کی رو سے فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ اور یہ دفعات "تمام عدالت ہائے انصاف سے فوجداری بھی اور دوسری بھی۔ اور تمام اشخاص سے جو قانوناً یا فریقین کی رضامندی سے شہادت کی سماعت منظوری اور تنقیح کے مجاز ہوں" متعلق قرار دیے گئے۔ اور سنہ ۱۸۵۴ء کے قانون کا پچیسواں دفعہ اور شہادت سے متعلق دوسرے وہ دفعات بھی جو فی الجملہ سنہ ۱۸۶۵ء کے قانون کے دفعات کے مطابق تھے۔ قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ سنہ ۱۸۹۲ء ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۱۹ کی رو سے "کتاب قوانین موضوعہ" سے خارج کر دیے گئے۔ اور نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ کے طبع دوم میں شایع نہیں ہوئے[2]۔ قانون سنہ ۱۸۶۵ء کے دفعہ ۶ کی رو سے حکم ہے کہ

"گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور یہ سوال کیے جانے پر اگر وہ

---

[1] پیچھے دفعات ۱۲۵ تا ۱۳۱

[2] قانون ضابطۂ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء دفعات ۱۲ تا ۲۷ اور قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء کے پورے متن کے لئے دیکھئے "دی اسٹاٹیوٹس آف پراکٹیکل یوٹیلٹی" مصنفہ چٹی ("Chitty's Statutes of Practical Utility") جلد ۴ "عنوان شہادت"

اس واقعے سے انکار یا اس کا اقبال نہ کرے یا جواب نہ دے تو جرح کرنے والے فریق کے لیے جائز ہوگا کہ ایسی سزایابی کو ثابت کرے۔ اور ایک صداقت نامہ جس میں صرف چالان کا خلاصہ اس کا اثر (حصۂ ضابطہ کو چھوڑ کر) اور جرم کی سزا درج ہوگی۔ و نیز جس پر اس عدالت کے جہاں ملزم کو سزا دی گئی ہو کے محرر یا محافظ دفتر یا محرر یا محافظ دفتر کے نائب کے دستخط ہوں گے۔ (اور جس صداقت نامے کے لیے پانچ شلنگ اس سے زیادہ نہیں فیس طلب یا وصول کی جائے گی) اس شخص کی شناخت کے ثبوت کے بعد سزایابی کی کافی شہادت ہوگی۔ اور اس شخص کے دستخط یا سرکاری حیثیت کا ثبوت ضروری نہیں ہوگا جس کا اس پر دستخط کرنا ظاہر ہوتا ہو"[1]

دفعہ ۲۶۳۔ الف لیکن کسی گواہ کی سزایابی یا اس کے بُرے چال چلن یا اس کے کسی بُری حرکت کے مرتکب ہونے کے ثبوت سے اس کی شہادت قابل ادخال ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ بلکہ صرف اس کا اعتبار کم ہو جاتا ہے۔ ایسی شہادت کو "رنگین یا مشتبہہ شہادت" کہتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے کے لیے معمولاً دوسری شہادت سے اس کی قوی تائید ضروری ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ شریک جرم کی گواہی میں جس پر ہم غور کر چکے ہیں ہوتا ہے[2]۔ لیکن ایک صورت ایسی بھی ہے جس میں یہ شہادت (ایک قانون موضوعہ کی رو سے جس کی صراحتہً تشریح عمل میں نہیں آئی ہے) قطعاً اور ابتدا ہی سے ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ اور یہ وہ صورت ہے

۲۴۳

[1] دیکھو "سالیسٹر جرنل" مورخہ ۳۰۔ دسمبر ۱۹۰۵ء بر صفحہ ۱۳۰۔

[2] پیچھے دفعات ۱۷۰۔ ۱۷۱۔

جس میں کہ گواہ کو دروغ حلفی کی بنا پر سزا دی گئی ہو۔ بلاحظہ ہو قانون عہد ملکۂ ایلی زبتھ (Elizebethan Act) بابت ۱۵۶۲ء ۵ ایلی زبتھ[1] باب ۹ دفعہ ۲ جس کا یہی اثر ہے۔ اس کی رو سے

"اگر کوئی شخص یا اشخاص ترغیب ناجائز سعی یا پھسلانے یا کسی اور ذریعے سے یا خود اپنے فعل رضامندی یا اقرار کی وجہ سے مذکورہ بالا عدالتوں[2] میں یا جب کہ ان کا اظہار کسی امر کو دواماً محفوظ کرنے کے لیے لیا جا رہا ہو۔ اپنے بیانات حلفی میں عمداً یا خلاف راست بازی کسی بالعمد دروغ حلفی کے مرتکب ہوں تو ہر شخص جو اس طرح پر مجرم ہو اور اس کو سزا سنائی جائے یا قانون ملک کے تحت مجرم قرار دیا جائے...... بیس پونڈ جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ اور ایسے شخص یا اشخاص کا حلف انگلستان یا ویلز (Wales) یا ان کی سرحدوں کی کسی عدالت ریکارڈس میں قابل منظوری نہ ہوگا۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ فیصلہ جو ایسے شخص یا اشخاص کے خلاف کیا گیا ہو۔ دارالعوام کے فیصلے کے ذریعے سے یا اور طرح پر منسوخ نہ کر دیا جائے۔"

لیکن قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷، وکٹوریا باب ۸۵ (دیکھئے پیچھے دفعات ۲۴۲ و ۳۴۲) نے اس کے بعد حکم دیا ہے کہ کوئی شخص جو بطور گواہ پیش ہو جرم یا ذاتی غرض کی ناقابلیت کی بنا پر شہادت

---

[1] قوانین موضوعہ مولفہ جیمی عنوان "قانون تعزیرات۔ (جرائم خلاف انصاف) نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ طبع دوم جلد ۱۔ صفحہ ۴۹۹)۔

[2] یہ عدالتیں حسب ذیل ہیں۔ ملکۂ معظمہ کے عدالت ہائے ریکارڈس یا کسی قصبے کی عدالتیں۔ یا فرانکس پلیج یا قدیم ڈیمین کورٹس۔ عدالت تحصیل۔ ہیرن کورٹ یا ڈیون یا کارنوال کی عدالت اسٹانری

دینے کے ناقابل نہیں گردانا جائے گا۔ بلکہ ہر شخص جو اس طرح پر پیش ہو شہادت دینے کے قابل سمجھا جائے گا باوجودیکہ وہ سابق میں کسی جرم یا خلاف قانون فعل کی بنا پر سزا پا چکا ہو۔ اور ہم یہ عرض کرتے ہیں (گو کسی قدر شبہے کے ساتھ) کہ جہاں تک سزا یافتہ دروغ گو حلفی کی مستقبل میں گواہی دینے کی ناقابلیت کا تعلق ہے۔ وہ اس عام اور جامع نفی سے معناً دور کردی گئی ہے۔

دفعہ ۲۶۴: کسی مقدمے کے امور نزاعی سے شہادت کے متعلق ہونے کا تصفیہ کرتے وقت یہ یاد رکھنا نہایت اہم ہے کہ سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا وہ شہادت پیش کردہ کسی بھی امر تنقیح طلب سے متعلق ہے۔ کیونکہ جو شہادت ایک نقطۂ نظر سے یا ایک مقصد کے لیے ناقابل ادخال ہوتی ہے وہ دوسرے نقطۂ نظر یا مقصد کے لیے پوری طرح قابل ادخال ہوتی ہے۔ (۱) شہادت جو بعض امور تنقیح طلب یا امور نزاعی کے ثابت کرنے ناقابل ادخال ہوتی ہے بعض دوسروں کو ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال ہوسکتی ہے۔ شہادت جو مقدمے میں ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ مقدمے سے سوا اغراض کے لیے نہایت ہی قیمتی ہوسکتی ہے۔ اور جو شہادت واقعات نزاعی یا گواہوں کے اعتبار وغیرہ کو جانچنے کے لیے ناقابل منظوری ہوتی ہے۔ مدعی کے ہرجے کی مقدار ظاہر کرنے کے لیے اہم ہوسکتی ہے۔ (۲) جو شہادت پہلی مرتبہ قابل ادخال نہ ہو بعد کے واقعات کی بنا پر قابل ادخال ہوسکتی ہے۔ مثلاً الف و ب کے درمیانی مقدمے میں ج کے افعال و بیانات ب کے خلاف شہادت نہیں ہوتے۔ اور ناقابل منظوری ہیں۔ لیکن اگر یہ ظاہر کیا جائے کہ ج ب کا جائز طور پر مقرر کیا ہوا۔ یا تو عام طور پر یا خاص امر نزاعی کے لیے مختار تھا۔ تو اس کے افعال و بیانات اس کے اصل مالک کے خلاف شہادت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک فریق مقدمہ اپنے مقدمہ

ص ۲۴۳

چلانے کے طریقے سے کسی امر کو اپنے مخالف کے حق میں شہادت بنا دے سکتا ہے۔ جو بصورت دگر شہادت نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی شخص کا کوئی زبانی یا تحریری بیان خود اس کے لیے شہادت میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر فریق مخالف اس کو اس کے خلاف شہادت میں پیش کردے تو اس کو حق ہو جاتا ہے کہ مکمل بیان کو ثابت کرے۔ اور جوری اس کے کسی ایسے حصے کے اغلب ہونے پر بھی جو اس کے مفید ہو غور کر سکتی ہے (۴) شہادت ایک درمیانی اصل واقعے کو ثابت کرنے قابل ادخال ہو سکتی ہے۔ جو خود بلا واسطہ امر تنقیح طلب کو ثابت کرنے قابل ادخال نہ ہوتی۔ ظاہر ہے کہ ایسی شہادت بہترین شہادت پیش کرنے کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش ہو سکے گی۔ کیونکہ درمیانی اصل واقعہ اور آخری شہادتی واقعے کے درمیان تعلق اتنا ہی صاف نمایاں و غیر قیاسی ہونا چاہئے۔ جتنا کہ درمیانی اصل واقعہ اور راست امر تنقیح طلب کا تعلق ہوتا ہے۔ کیا ہی خوب کہا گیا ہے کہ تمام صورتوں میں آخری قیاس ان واقعات پر مبنی ہونا چاہئے۔ جو بالواسطہ یا بلاواسطہ شہادت سے ثابت کئے گئے ہوں[1]۔

---

[1] شہادت مصنفہ ہو ہیے جلد ۲ صفحہ ۳۳۲۔

صـ ۲۴۵

بابِ دوم

بار ثبوت

دفعہ ۲۶۵ : بار ثبوت یا ثابت کرنے کے بار کے چند اصول ہیں۔

جن کی بنیاد قدرتی عقل کے اصولوں پر ہے۔ اور جن میں قانون کی عقل و مصلحت نے مصنوعی وقعت کا اضافہ کیا ہے۔ اس مضمون کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے اس پر نظری نقطۂ نظر سے غور کیا جائے۔ اور پھر اس کے علم اصول قانون سے متعلق ہونے کی حیثیت سے۔

دفعہ ۲۶۶ : ہر نزاع کا آخری خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ متنازع فریقین میں سے ایک بعض واقعات یا قضیات کو بیان کرتا ہے جن سے دوسرا انکار کرتا۔ یا کم سے کم اس کو ان کا اقبال نہیں ہوتا ہے۔ جب پہلے سے فرض کر لینے کے کوئی وجوہات نہیں ہوتے ہیں کہ جو کچھ ایک فریق بیان کر رہا ہے وہ غالباً دوسرے کے انکار سے زیادہ صحیح ہے۔ اور وسایل ثبوت فریقین کو مساوی طور پر حاصل ہوتے ہیں تو وہ فریق جو کسی واقعے یا قضیہ کو بیان کرتا ہے۔ اسی کو اس کو ثابت بھی کرنا چاہئیے۔ــــــ اس کا بار ثبوت یا ثابت کرنے کا بار اسی پر ہوتا ہے۔ اور اس فریق پر جو اس واقعے یا قضیے سے انکار کرتا ہے اپنے انکار کو ثابت کرنے کے لیے کسی شہادت یا وجہ کو پیش کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ تا وقتیکہ اس کا مخالف اس کے بیان پر یقین کرنے کے کچھ وجوہات نہ پیش کر دے۔ اس کا سبب عیاں ہے۔ تمام امور جو وجدانی یا حسی علم کے موضوع نہیں ہیں۔ جو یا تو ثابت نہیں کئے جا سکتے یا ثابت نہیں کئے گئے ہیں اور جو عقل و تجربے سے قرین قیاس نہیں ہو جاتے ہیں۔ ایسے امور ہوتے ہیں

[1] مقدمہ دفعہ ۲۴۔

کہ ذہن انسانی ان سے اس وقت تک اتفاق نہیں کرتا جب تک کہ ان کا ثبوت پیش نہ کیا جائے۔ اور جب کسی فریق کے اختیار میں ثبوت کے موثر طریقے ہوں۔ اور وہ ان کو پیش کرنے سے انکار یا پیش کرنے میں غفلت برتتا ہے۔ تو اس سے قدرتی طور پر یہ قیاس پیدا ہوتا ہے ۲۴۶ع
کہ یہ ثبوت اگر پیش کئے جاتے تو اس کے خلاف ہوتے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی پیچیدہ نزاع میں بعض امور نزاعی کو ثابت کرنے کا بار ایک فریق پر اور باقی کو ثابت کرنے کا بار دوسرے فریق پر ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۲۶۷: انسان ساختہ قانون کے لیے شہادت کے مصنوعی قواعد کے ناگزیر ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ عدالتوں سے عجلت مقصود ہوتی ہے[1]۔ کامل انصاف کرنے کے لیے عدالتوں کو قانوناً ایسے اصول مہیا کئے جانے چاہییں۔ کہ وہ ان کے مطابق تمام سوالات کا جو ان کے سامنے پیش ہوں ایک نہ ایک فیصلہ کر سکیں — گو کارروائی کی نوعیت کچھ ہو۔ اور گو اصل صداقت کی دریافت کتنی ہی مشکل ہو۔ چونکہ قانون فطرت کو اپنا نمونہ بناتا اور جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرتا ہے۔ اس لیے اس مقصد کے حصول کا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ بار ثبوت کے قدرتی اصولوں کو مصنوعی وقعت دی جائے۔ اور ان پر دوسرے مباحث سے زیادہ سختی سے عمل کیا جائے۔ اور اسی لیے اس شخص کو جو دوسرے کو عدالت میں کھینچتا ہے اپنے حق کی قوت اور اپنی شہادت کی وضاحت پر بھروسا کرنا چاہئے نہ کہ اپنے فریق کے فقدان حق یا کمزوری شہادت پر[2]۔ اسی بنا پر قانون کا یہ بڑا اصول ہے۔ جس کو ذیل کے اصولوں میں مختلف طریقوں سے ادا کیا گیا

---

[1] مقدمہ دفعہ ۱۳ و ۲۲۴۔

[2] مڈلینیٹڈ ایل کمپنی بنام براملی۔ ۱۷ کامن بنچ ۲۷۲۔ ڈوڈی ولس بنام لانگمہ۔ فیلڈ ۱۶ ایڈیشن دولزلی ۴۹۷۔

ہے کہ "بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے[1]" "ثبوت مدعی پر ہوتا ہے[2]" "اگر مدعی ثابت کرنے میں ناکام رہے تو مدعی علیہ بری الذمہ ہوتا ہے[3]" "ہمیشہ ثبوت اسی پر ہوتا ہے جو دعویٰ کرتا ہے[4]" جس امر کا اقرار بیان کیا جاتا ہے۔ اگر مدعی اس کو ثابت نہ کرے تو چونکہ وہ اپنے سے قائم نہیں ہو سکتا ہے بے اثر رہتا ہے[5]" "ثبوت میں کمی ہونے کی وجہ سے مدعی علیہ کی حالت وہی رہتی ہے جو اقرار سے پہلے تھی[6]" وغیرہ۔ مدعی پر لازم ہے کہ پہلے کم سے کم ایک بادی النظری مقدمہ ثابت کرے اور اگر اس میں اس سے کمی ہوتی ہے تو عدالت اس کی مدد نہیں کرتی۔ "مدعی علیہ کی حالت مدعی سے بہتر ہوتی ہے[7]" "مدعی علیہ کا موقف قوی تر ہوتا ہے[8]" "جب مقدمہ مشکوک ہو تو فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں کیا جانا چاہیئے نہ کہ مدعی کے حق میں[9]" "مبہم امور میں کم مبہم امر پر عمل کرنا چاہیئے[10]" وغیرہ مثلاً جب ایک تاجر شراب کی فروخت و حوالگی اشیا کی نالش میں شہادت صرف یہ تھی کہ بہت سی بوتلیں (کس قسم کی شراب کے یہ ظاہر نہیں تھا) مدعی علیہ کے مکان پر پہنچائی گئیں۔ لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے ۲۴۷

[1] ہو لٹ ۱/۱ ب۔

[2] ہوبارڈ (Hobard) ۲-۱۔

[3] کتاب شہادت مصنفۂ بانٹے دفعات ۳۹-و ۴۴۔

[4] انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ دفعہ ۴۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۱۔

[5] مجموعۂ قانون روما کتاب ۲ عنوان ۱۔ دفعہ ۴۔

[6] مقدمۂ مجموعۂ قانون کلیسائی از گہرٹ حصۂ آخر۔ عنوان ۷، باب ۲ دفعہ ۱۱ نمبر ۷۔

[7] انسٹیٹیوٹ حصۂ چہارم ۱۸۰۔

[8] کوپر ۲۳۲ وہٹن رپورٹس (Wheaton Rep) امریکی ۱۹۵۔

[9] ہینکس پر پانڈکٹس حصۂ چہارم صفحہ ۱۴۴۔

[10] فرامین پاپائی از سکسٹس کتاب ۵ عنوان ۱۲۔ De Reg Jur. Reg 31

جوری کو ہدایت کی کہ وہ قیاس کریں کہ ان میں سب سے ارزاں ترین شراب جو مدعی بیچتا تھا۔ بھری ہوئی تھی[1]۔ اسی طرح ایک قرض کی نالش میں شہادت سے ظاہر ہوتا تھا کہ مدعی علیہ کے مدعی سے کچھ قرض مانگنے پر مدعی نے ایک بنک نوٹ اس کے حوالے کی تھی۔ جس کی مالیت ثابت نہیں کی جاسکتی تھی تو عدالت اکسچکر (Court of Exchequer) نے قرار دیا کہ جوری کو صحیح طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ قیاس کریں کہ وہ نوٹ مروجہ نوٹوں میں کم سے کم مالیت والی تھی[2]۔ لیکن جب مدعی علیہ یا فریقین مقدمہ میں سے کوئی جو کچھ اس کے خلاف بیان کیا جا رہا ہے۔ اس سے انکار کرنے کے بجائے کسی نئے امر پر بھروسا کرتا ہے جو اگر صحیح ہو تو اس کا جواب ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بار ثبوت بدل کر اس پر آجاتا ہے۔ اور اب اس کی باری ہوتی ہے کہ کم سے کم ایک بادی النظر ہی مقدمے کا ثبوت دے۔ اور اگر وہ اس میں کمی کرتا ہے تو عدالت اس کی مدد نہیں کرتی ہے "جو شخص تازہ امور پر بھروسا کرتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت مدعی کی کر دیتا ہے۔ کیونکہ تازہ امور کے لحاظ سے مدعی علیہ مدعی ہوتا ہے[3]۔" "مدعی علیہ عذرداری کرنے سے مدعی ہو جاتا ہے[4]۔" "عام طور پر جو شخص بھی کسی امر کو بیان کرتا ہے۔ چاہے وہ مدعی ہو کہ وہ مدعی علیہ اسی کو اس امر کو ثابت کرنا چاہئیے[5]۔" اس اصول کو کہ "قیاس ہمیشہ منفی کا ہوتا ہے[6]۔" اور اس جملے کو کہ "قانون ہمیشہ مدعی کے

---

[1] کلونس بنام پذمی ا۔ کیمپبل ۸۔

[2] لاٹن بنام سویتی ۸ جورسٹ ۹۶۴۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۴۴۔ عنوان ا۔ دفعہ ا۔

[4] کتاب شہادت مصنفہ لانئے دفعات ۱۵۲۔ ۲۲۰۔ نیز دیکھو اصول قانون کلیسائی از ڈیوٹس کتاب ۲ عنوان ۹ دفعہ ۲۔

[5] شہادت از ماتھیوس باب ۸ نوٹ ۴۔

[6] ملک بنام ملنس ۱۸۴۴ء ۱۰ کلارک و فنلے ۵۳۴ میں اس کو اطلاق دیا گیا۔ ۵۹ رسلی وریان ۱۲۴۔ اس میں دارالامرا میں مساوی طور پر اختلاف رائے تھا۔

مطالبات کے خلاف قیاس کرتا ہے۔[1] اسی معنی میں سمجھنا چاہیئے۔ اور گو بار ثبوت پہلی مرتبہ ان امور تنقیح طلب سے جو پلیڈنگس یا ان بیانات سے جو عدالت کے عملدرآمد دنوعیت مقدمہ کے لحاظ سے مشابہ پلیڈنگس ہوتے ہیں۔ متعین ہوتا ہے۔ لیکن دوران مقدمہ میں وہ بدل سکتا۔ اور اکثر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک توہین تحریری کے چالان میں جس کی مدعی علیہ "مجرم نہیں" سے جواب دہی کرتا ہے۔ بار ثبوت پہلی مرتبہ چالان کنندہ پر ہوتا ہے لیکن یہ ثابت کرنے کے بعد کہ موضوع چالان دستاویز میں ایسے امور ہیں جو بنفسہ اہانت آمیز ہیں۔ مدعی علیہ نے الف۔ ب نامی شخص کو یہ دستاویز دکھلادی اور اس طرح پر اس کی اشاعت کردی ہے۔ قانون یہ قیاس کرلیتا ہے کہ یہ اشاعت کینے پر مبنی ہے۔ اور مدعی علیہ پر اس قیاس کی تردید کا بار ثبوت ڈالتا ہے۔ اگر مدعی علیہ اپنی جواب دہی میں یہ ثابت کردے کہ اس نے وہ دستاویز الف۔ ب کو ایسی حالات میں دکھلایا تھا۔ جن سے وہ اس کو ایک راز کی اطلاع کی سمجھا تھا۔ تو بار ثبوت پھر بدل جائے گا۔ اور چالان کنندہ پر لازم ہوگا کہ واقعی کینہ ثابت کرے۔ ص ۲۴۸

دفعہ ۲۶۸: یہ طے کرنے کے لیے کہ فریقین مقدمہ میں سے بار ثبوت کس پر ہے ذیل کا معیار آلڈرسن بیج (Alderson B.) نے مقدمۂ ایماس بنام ہیوس (Amos v. Hughes) ۱۸۳۵ء میں تجویز کیا کہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ "اگر قطعاً کوئی شہادت نہ دی جائے تو کون فریق کامیاب ہوگا"[2] اس معیار کو اس قابل بیرن (baron) نے بعد کے مقدمات میں اطلاق دیا۔[3] اور

[1] کلونس بنام پیزی کیمپبل صفحہ ۸۔ جلد ۱

[2] ا۔ موڈی ورابنسن ۴۶۴۔ اسی جج کے ارشادات کو ہگمان بنام فرنی ۱۸۴۳ء۔ ۲ میسن وولزلی ۵۰۵ میں دیکھیے ۶۴ رل دریان ۶۹۰۔ اور رلس بنام بار بر ایضاً ۴۲۵۔

[3] بلچر بنام ماکنتوش ۸ کیا رنگٹن وپین ۷۲۰۔ رجوے بنام ایورانک ۲ موڈی ورابنسن ۲۱۷۔ گیج بنام انگل

دیوانی مقدمات جوری میں دوسرے ججوں نے بھی اس کو اختیار کیا۔[1] اعلیٰ عدالتوں میں بھی اس کو اکثر تسلیم کیا گیا ہے۔[2] لیکن چونکہ بارِ ثبوت کا سوال دوران مقدمہ میں کسی وقت بھی پیش آسکتا ہے۔ سختی سے دیکھا جائے تو اس معیار کو اس طرح پر بیان کرنا چاہئیے کہ دیکھنا یہ چاہئیے کہ "کونسا فریق کامیاب ہوگا اگر قطعاً کوئی شہادت یا کوئی مزید شہادت پیش نہ ہو جیسی بھی صورت ہو۔[3]" اور ظاہر ہے کہ یہ بارِ ثبوت منضبط کرنے والے اصولوں پر موقوف ہوتا ہے۔ ان پر اب ہم زیادہ دقتِ نظر سے غور کریں گے۔ لیکن پہلے یہ کہہ دیں گے کہ بارِ ثبوت۔ بہت سی صورتوں میں خاص فریقوں پر قانون موضوعہ کی رو سے عائد ہوتا ہے۔[4] مثلاً قانون جعل ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۸ دفعات ۹ و ۱۰۔ اور دوسرے دفعات کی رو سے۔ یا قانون جرایم سکہ سازی ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعات ۶ و ۷۔ اور دوسرے دفعات کی رو سے اور بھک سے اڑ جانے والے اشیا کے قانون ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۳ دفعہ ۴ کی رو سے۔

دفعہ ۲۶۹: عام اصول یہ ہے کہ بارِ ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو امر تنقیح طلب یا امر نزاعی کے وجود کو بیان کرتا ہے۔ قدیم مقولۂ قانونی بھی یہی ہے کہ "بارِ ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو بیان کرتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۲ ایسن و ولنر بی ۱۰۰۔

[1] اُسبرن بنام تھامپسن ۲ موڈی و رابنسن ۲۵۴۔ ڈوڈی اور سٹر ٹیشنر بنام ر: لانڈس و کیا رنگٹن و پین ۴۲۵۔

[2] باری بنام بٹلن ۲ مور پریوی کونسل کیسس ۴۸۴۔ بیٹ بنام گریشام لائف انشورنس سوسائٹی ۱۵ جو رسٹ ۱۶۱ وغیرہ دیکھئے فیصلہ ڈوڈی کا لڈیکاٹ بنام جانسن، مانٹگ د گرینگر رپورٹس ۱۰۴۷۔

[3] بیکر بنام ہاٹ ۲ مور پریوی کونسل کیسس ۳۱۷-۳۱۹۔ [اس مضمون کی بہت سی شکلات پیش نظر رکھنے سے حل ہو جائیں گے کہ بارِ ثبوت دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو پلیڈنگس یا ان کے مساوی بیانات سے پیدا ہوتا ہے اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اور دوسرا وہ جو شہادت کو پیش کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور دوران مقدمہ میں برابر بدلتا رہتا ہے (ابتدائی کتاب شہادت از تھیر شہادت از فیپن طبع ششم ۳۰-۳۱۔

[4] ایک کثیر تعداد میں ان کے مجموعے کے لیے دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۲، ۳۔ نوٹ۔

اس پر نہیں جو انکار کرتا ہے[1]" یہ ایسا اصول ہے کہ اس سے نبی نوع انسان کی ۲۶۹
فہم سلیم فوراً اتفاق کرتی ہے۔ اور گو اس کی عملدر آمد میں کبھی کبھی خلاف ورزی
ہوئی ہے۔ لیکن اسے علم اصول قانون میں ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے[2]۔

دفعہ ۲۷۰: اس مضمون کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی و پریشانی ان غیر مناسب

الفاظ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جن میں مذکورۂ بالا اصول کو ادا کیا گیا ہے۔
متن قانون روما ناطق ہے کہ" فطرت اشیا ہی کی رو سے منفی امر کا ثبوت
نہیں دیا جا سکتا[3]" اور ہمارے قدیم قانون دانوں نے وسعت کے ساتھ
قرار دیا ہے کہ" یہ ایک قانون کا مسلّمہ اصول ہے کہ گواہ منفی امر کی گواہی
نہیں دے سکتے۔ بلکہ صرف مثبت امر کی گواہی دے سکتے ہیں[4]"۔ ایسے ہی
جملوں سے زود بازانہ طور پر اخذ کر لیا گیا اور اکثر کہا جاتا ہے کہ" کوئی منفی
امر قابل ثبوت نہیں ہوتا ہے" —— یہ ایسا موقف ہے جس کو اگر
غیر مشروط طور پر سمجھا جائے تو اس کی بالکل مدافعت نہیں کی جا سکتی۔
عقل و متن فقرہ مجموعۂ قانون روما دونوں سے ظاہر ہے کہ" فطرت اشیا"
وغیرہ کے جملے سے اس سے زیادہ مقصود نہ تھا کہ اس یقینی صداقت

---

[1] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۱۔ شہادت از اسٹارکی صفحہ ۴۱۰ طبع سوم صفحہ ۵۸۶ طبع چہارم۔
شہادت مصنفۂ فلپس والاس صفحہ ۸۲۷۔

[2] کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ۔ اعلم اصول قانون از ونیاس (Vinnius. Jurisp Voct. Ad. Pand.
Contract) معاہدہ کتاب ۴۔ باب ۲۴۔ قانون روما مصنفہ ڈوما حصۂ اول۔ کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۱۔
ضمنی دفعات ۶ و ۷۔ کتاب شہادت از ماسئے دفعہ ۲۹۔ ٹلسٹن ازگلک صفحہ ۲ ب۔ انسٹیٹیوٹ کتاب دوم صفحہ ۲۶۲۔
شہادت ازگلبرٹ صفحہ ۱۴۵ طبع چہارم۔ شہادت از اسٹارکی صفحہ ۵۸۵ و ۵۸۷ طبع چہارم۔

[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۲۳۔

[4] ٹلسٹن ازگلک صفحہ ۶ ب۔ انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ صفحہ ۶۶۲ نیز دیکھو انسٹیٹیوٹ کتاب ۴
صفحہ ۲۷۹۔ ٹاؤر ایریوم از فرز ہربرٹ صفحہ ۱۰۷۔

کی طرف اشارا کیا جائے کہ معمولاً بارِ ثبوت کو اس فریق پر نہ ڈالنا چاہئیے جو کسی امر کے وجوہ سے انکار کرتا ہے۔ اس کا سبب اوپر بیان کر دیا گیا ہے[1]۔ ایک دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ محض منفی امر بہت ہی غیر متعین ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا ثبوت بہت مشکل ہوتا ہے۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ[2] (L. C. B. Gilbert) نے کہا ہے کہ "الفاظ واقعے کے صرف مظہر ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے جب یہ کہا جائے کہ کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے تو کچھ ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ "منفی امر سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا"[3]۔ "منفی امر سے کچھ ثابت نہیں ہوتا"[4]۔ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ نہیں کہتا ہے کہ وہ کب کہاں اور کن حالات میں وقوع پذیر ہوا۔ میں اس کی کیسے تردید کر سکتا۔ اور دوسروں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ واقعہ کسی وقت کسی مقام اور کسی حالات میں کبھی واقع نہیں ہوا۔ "غیر متعین شے عالمی ہوتی ہے"[5]۔ اکثر صورتوں میں جو ممکنہ طور پر یا زیادہ سے زیادہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس مبینہ واقعے کا غیر اغلب ہونا دکھلایا جائے۔ اور اس کے لیے بھی بہت سی قیاسی شہادت ضروری ہوگی۔ اسی لیے یہ مشہور و معروف اصول ہے کہ مثبت شہادت عام طور پر منفی شہادت

صـ ۲۵۰ سے بہتر ہوتی ہے[6]۔ لیکن جب کوئی منفی امر محض منفی نہیں رہتا ہے

[1] اوپر دفعہ ۲۶۸ –

[2] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۴۵ طبع چہارم۔

[3] لبراسیبیا ایم ایریکبس (Ass. Pl.) حصۂ پنجم قاعدہ ۵۔ لانگ کوئنٹ ایریکبس (Long. Quint) صفحہ ۲۲ الف

[4] ۱۸۔ ایڈورڈ سوم ۔ ۴۴۔ بی ۔ قاعدہ ۵۰ –

[5] ونٹرس رپورٹس (Vent. ie. Ventris Rep.) جلد ا صفحہ ۲۶۰۔ نیز دیکھئے اصول متعارفہ از براینج غیر متعین قضیہ" Propositis iudeprita وغیرہ –

[6] ۸ موڈی ۱۰ – ۲ کرٹس کلیسائی رپورٹس ۴۴۴۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۲۴۴ ۰ ۲۵۰۔ شہادت

یعنی جب وہ وقت مقام۔ حالت سے مقید ہو جاتا ہے۔ تو یہ اعتراض بہت کچھ رفع ہو جاتا ہے۔ اور معقول طور پر کسی منفی امر کو ثابت کرتے کہا جا سکتا ہے۔ جب مقید کرنے والے حالات دست امر تنقیح طلب ہوں۔ یا جب مثبت امر بنفسہ اغلب ہو۔ یا اس کی قیاس سے تائید ہوتی ہو۔ یا جب ثبوت کے خاص ذرایع اس فریق کے پاس ہوں جو کسی منفی امر کے وجوہ کو بیان کرتا ہو۔

دفعہ ۲۷۱: لیکن یہاں دو امور پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔ پہلے تو یہ کہ منفی اقرارات یا بیانات کو اثباتی بیانات کے انکار سے مخلوط نہیں کرنا چاہئے[1] اور دوسرے یہ کہ امر تنقیح طلب کے اثبات یا منفی سے مراد اس کی حقیقی اثبات یا منفی مراد ہوتی ہے۔ صرف جملے کی ترکیب کے لحاظ سے ظاہری اثبات یا منفی مراد نہیں ہوتی ہے[2]۔ اول الذکر کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی فریق کسی مثبت امر کو بیان کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کے مقدمے کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ بعض واقعات کا وجود نہیں ہے۔ یا یہ کہ کوئی خاص امر کسی خاص مقصد کے لیے کافی نہیں ہے۔ وغیرہ تو یہ امور گو منفی امور کے مشابہ ہوتے ہیں۔ در اصل منفی امور نہیں ہوتے ہیں۔ اور در اصل وہ مثبت بیانات ہوتے ہیں۔ اور جو فریق ان کو کرتا ہے۔ اسی پر ان کا ثبوت لازم ہوتا ہے۔ مثلاً عدالت چانسری سے یہ امر تنقیح طلب قائم کر کے بھیجا گیا تھا کہ دریافت کیا جائے کہ کیا چند خاص اراضی ایک ہبہ بالوصیت دینے کے لیے ناکافی ہیں۔ اور جہاں نزاع ناکافی ہونے کے متعلق ہی تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ادا اشارکی، ۶۷۔ طبع چہارم بیکن دیکھو ملک بنام ہاؤس ۱۱۰ رپورٹ مقدمات فوجداری ۴۹۔

[1] برلی بنام ڈارمر ۱۲ میوڈی ۶۲۲۔ ہارودی بنام ٹورس ۱۵ جورسٹ ۴۴۲۔ ۵۴۵ از الڈرسن بیرن۔

[2] نیچے دفعہ ۲۷۲۔

ایک فریق بیان کرتا تھا کہ وہ ناکافی ہیں اور فریق ثانی کہتا تھا کہ وہ ناکافی نہیں ہیں۔ عدالت (ہولٹ چیف جسٹس صدر نشین تھے) نے قرار دیا کہ ناکافی ہیں کہنا ایسا[۱] مثبت جملہ ہے کہ گو اس کے معنی منفی بیان کے ہوتے ہیں۔ لیکن "در اصل اس سے بارِ ثبوت اس فریق پر عاید ہوتا ہے جو اس کو بیان کرتا ہے۔ اگر وہ اس طرح کہتا کہ زمین اس مالیت کی نہیں ہے۔ اور دوسرا فریق کہتا کہ وہ اس مالیت کی ہے تو اس صورت میں بارِ ثبوت اس دوسرے فریق پر ہوتا[۲]۔ اسی طرح ایک کرایہ دار کے خلاف نالش معاہدہ میں۔ جس میں خلاف ورزی معاہدہ کے الفاظ میں یہ ہو کہ مدعی علیہ نے ختم مدت پر مکان کو حالت مرمت میں نہیں رکھا ہے تو خلاف ورزی کو ثابت کرنے کا بارِ ثبوت مدعی پر ہوگا[۳]۔

دفعہ ۲۷۳: نیز جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ بارِ ثبوت کے عاید ہونے کا تصفیہ جملے کے فی الحقیقت مثبت ہونے کے[۴] لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اس کی ظاہرا مثبت شکل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا۔ اس کا تصفیہ کہ کون شخص کسی امر کو بیان کر رہا ہے اور کون اس سے انکار کر رہا ہے۔ اتنا الفاظ کی ظاہری شکل سے نہیں کیا جاتا ہے۔ جتنا کہ ان کے معنی اور ماہیت مقدمہ کے لحاظ سے[۵]"۔ اماس بنام ہیوس[۶] اور سووارڈ بنام لگاٹ[۷] (Soward v. Leggatt)　　ص ۲

[۱] برلی بنام دارمر۔ ۱۲ موڈی ۴۲۶ ۵۔

[۲] شہادت از فلپس وا یاس ۲۸ ۰۔ بارڈی بنام ٹورس ۵ اجورسٹ ۳۴ ۵۔ ۵۴ ۵۔ از یلاٹ پیرن۔ نیز دیکھئے کرافٹ بنام لیلے ۲ مقدمات دارالامرا ۶۷۲۔

[۳] اماس بنام ہیوس ا موڈی درابنسن ۶۲۔ رجوے بنام ایوبنک موڈی درابنسن ۲۱۷۔ اسمتھ بنام ڈیوس ۷ کارنگٹن و پین ۳۰۷۔

[۴] موافق قانونی از ہیوبیرس دفو پنڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۰۔ نیز دیکھو اسی مضمون پر (syntag. Jur. Civ) از اسٹرودیس۔ خلاصہ ۲۰ ۔دفعہ ۶۔ علم اصول قانون از وہنس معاہدہ کتاب ۴ باب ۴۲۔

[۵] اماس بنام ہیوس اموڈی درابنسن ۶۴۔

[۶] سووارڈ بنام لگاٹ ۱۸۳۶ء، کارنگٹن و پین ۶۱۳۔

کے مقدمے اس کی اچھی تمثیلات ہیں۔ اماس بنام ہیوس میں جو معاہدے کی بنا پر ذمہ داری کی نالش تھی۔ اقرار یہ تھا کہ کالیکو (Calico) پر بیل کاریگری سے نکالی جائے گی۔ اور خلاف ورزی معاہدہ یہ تھی کہ مدعی علیہ نے بیل اس طرح پر نہیں کاڑھی تھی۔ بلکہ برے اور غیر کاریگرانہ طریقے پر نکالی تھی جواب دہی میں مدعی علیہ نے بیان کیا تھا کہ اس نے بیل کاریگرانہ طریقے پر نکالی ہے۔ اور یہی امر تنقیح طلب قرار پایا۔ آلڈرسن بیج نے قرار دیا کہ اس قسم کے سوالات کا تصفیہ صرف جملے کی ظاہر اثبت ترکیب دیکھ کر نہیں کرنا چاہیئے۔ اور فرض کیجیئے کہ جانبین سے کوئی شہادت پیش نہیں ہوتی تو فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں ہوتا۔ کیونکہ یہ فرض نہیں کر لیا جاسکتا کہ وہ کام بری طرح نکالا گیا تھا۔ اسی لیے بار ثبوت مدعی پر تھا۔ سووارڈ بنام لگاٹ کے مقدمے میں نالش معاہدۂ اجارہ کی ایک شرط کی بنا پر تھی۔ جس کی روسے مدعی علیہ نے ایک مکان کی مرمت کرنے اور اس کو رنگ کرنے کا اقرار کیا تھا۔ اور مدعی نے خلاف ورزیاں یہ بیان کی تھیں کہ مدعی علیہ نے مکان کی مرمت کی اور نہ اس کو رنگ کیا۔ مدعی علیہ کا بیان تھا کہ اس نے مرمت بھی کی تھی اور رنگ بھی۔ ان پلیڈنگس پر ہر فریق نے مقدمے میں ابتدا کرنے کے حق کا مطالبہ کیا۔ کہ بار ثبوت اس پر ہے۔ لارڈ ابنگر۔ چیف بیرن (Lord Abinger, C. B.) نے کہا کہ "ان امور کو عقل سلیم کی روشنی میں دیکھتے ہوئے ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ مثبت واقعہ کونسا ہے۔ اور کس فریق کو اس کا ثابت کرنا ضروری ہے۔ امر نزاعی کی شکل کو اتنا نہیں دیکھنا چاہیئے جتنا کہ اس کے مغز و اثر کو۔ بہت سی صورتوں میں کوئی فریق پلیڈنگس میں تھوڑے سے تغیر سے اس کی من مانے مثبت یا منفی شکل کر دے سکتا ہے۔ میں خود اپنی رائے سے امر نزاعی کی تہ (ماہیت) تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ اور انھوں نے قرار دیا کہ ابتدا کرنے کا حق مدعی کو ہے۔ کیونکہ بار ثبوت اس پر ہے

دفعہ ۲۷۳: (۲) بار ثبوت قابل تردید قیاسات قانونی - قوی قیاسات

واقعاتی اور ہر قسم کی ایسی شہادت سے جو کسی فریق کے خلاف ایک بادی النظری
مقدمہ قایم کر سکے ایک فریق سے دوسرے فریق پر بدل جاتا ہے جب
کوئی قیاس کسی ایسے فریق کی موافقت میں ہوتا ہے جو کسی منفی امر
کو ثابت کرتا ہے۔ تو یہ ایک مزید وجہ اس کے مخالف پر بار ثبوت
عاید کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اس فریق کی موافقت میں
ہوتا ہے جو کسی مثبت امر کو بیان کرتا ہے تب ہی بار ثبوت کا بدلنا
نمایاں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت فریق مخالف کو اپنا منفی امر
ثابت کرنا ہوتا ہے۔ قیاسات کے مضمون پر عام طور سے بحث ۲۵۲ ص
اس کتاب کے حصۂ دوم میں کی جائے گی[1]۔

دفعہ ۲۷۴: (۳) ایک تیسرا واقعہ بھی ہے جو بار ثبوت پر موثر ہو سکتا

ہے۔ یعنی فریقین مقدمہ کی شہادت دینے کی قابلیت۔ ایک ہماری
قدیم کتاب[2] میں لکھا ہے کہ "قانون کسی شخص کو اس امر کے ثابت کرنے
پر مجبور نہیں کرتا جس کا قانوناً اس کو علم نہیں ہوتا ہے"۔ لاطینی مقولہ
ہے کہ "قانون کسی کو اس امر کے ظاہر کرنے کے لیے نہیں کہتا۔ جس کے
نہ جاننے کا قانون اس کے متعلق قیاس کر لیتا ہے[3]۔ ماہیت امر نزاعی
کے لحاظ سے ہی تمام یا تقریباً تمام شہادت جو اس کے متعلق پیش
ہو سکتی ہے۔ لازماً متنازعین میں سے کسی ایک کے قبضے میں یا اس کے لیے

---

[1] آگے دفعات ۲۹۶—۴۷۱۔

[2] بیوڈن ۴۹ - ای پر دیکھو بیوڈن صفحات ۵۴-۵۵-۱۲۳-۱۲۸-۱۲۹ - قانون مصنفۂ فینچ-۴۸-۴۹ گک ۱۱۰-
احد میقات ٹرینٹی ۱۳ - ایڈورڈ دوم - عنوان معاہدہ۔

[3] اصول متعلقہ قانون - ازلاٹ ۵۲۹۔

سہولت سے قابل حصول ہوتی ہے۔ اور اسی لیے وہ اس کو پیش کر کے مقدمہ بازی کو فوراً ختم کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے مخالف سے محض اس لیے کہ مثبت جملہ اس کو ثابت کرنا ہے۔ یا اس لیے کہ کوئی قیاس قانونی اس کے خلاف ہے خواہش کرنا کہ اپنا مقدمہ ثابت کرے۔ اگر ناانصافی کا موجب نہیں تو کم سے کم صرف اور تاخیر کا باعث ہوگا۔ اسی کے انسداد کے لیے قانون شہادت کا یہ عام اصول قرار دے دیا گیا ہے کہ بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اپنے مقدمے کی تائید کسی ایسے واقعۂ خاص سے کرنا چاہتا ہے جو بالخصوص اسی کے علم میں ہوتا ہے۔ یا جس سے اس کا واقف ہونا فرض کر لیا جاتا ہے[1] مثلاً دیوالیے کے امنا کی جانب سے ایک نالش میں جو جائداد دیوالیہ کے ایک قرضے کے متعلق کی گئی تھی۔ مدعی علیہ چاہتا تھا کہ قرض کی مجرادہی چند ایسے نوٹس سے کرے جو دیوالیے نے نقدی کے عوض میں لکھے تھے اور جو حامل کو قابل ادائی تھے۔ اور جن پر دیوالگی سے پہلے کی تاریخ تھی۔ قرار دیا گیا کہ مدعی علیہ پر لازم ہے کہ ان کا اس کے ہاتھ میں تاریخ دیوالگی سے پہلے آنا ثابت کرے[2]

دفعہ ۲۷۵: (۴) اس اصول کا اطلاق بہت ہی عام ہے۔ اس پر اس وقت بھی عمل ہوتا ہے جب کہ امر نزاعی کے ثبوت کے لیے چاہے کسی مثبت جملے کا ثبوت ضروری ہو کہ منفی جملے کا۔ بلکہ اس کو قیاس قانونی پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔ لیکن اس امر پر کہ اس کو کس حد تک وسعت دینی چاہیئے۔ نظائر میں اختلاف ہے۔ مقدمۂ ملک بنام ٹرنر (R.V. Turner)

---

[1] ڈکسن بنام ایوانس سنہ ۱۷۹۳ء ۶ ٹائمز رپورٹس ۵۰۔ ۳ رسل و ریان ۱۱۹۔ ۲ از آشہرسٹ جسٹس (Ashhurst. J) کالڈر بنام رتھرفورڈ ۳۔ بیلی آن بلس ۲۰۲ (B.&.B. ie, Baily on Bills.) سٹنڈرلینڈ مرین انشورنس کمپنی بنام کرنی۔ ۱۶ کوئینس بنچ ۹۲۵۔

[2] ڈکسن بنام ایوانس سنہ ۱۷۹۳ء ۶ ٹائمز رپورٹس ۵۰۔ ۳۔ رسل و ریان ۱۱۹

میں بیلی جسٹس (Bayley, J.) نے کہا کہ "میں اس کو ہمیشہ ایک اصول سمجھا کیا کہ جب کوئی فریق کسی منفی جملے کو بیان کرے جو بالخصوص دوسرے فریق کے علم میں ہو۔ تو یہ دوسرے فریق جس کے علم میں وہ ہوتا ہے۔ اور جو مثبت جملہ بیان کرتا ہے۔ وہی اس کو ثابت کرے گا نہ کہ وہ فریق جو منفی جملہ بیان کرتا ہے[1]"۔ لیکن ایلکن بنام جانسن (Elkin v. Janson) کے
۲۵۳ مقدمہ میں آلڈرسن بیچ نے اس قول عدالتی کے پیش کئے جانے پر کہا کہ "بطور ایک عام اصول کے مجھے شبہہ ہے کہ آیا یہ جملے بہت سخت تو نہیں ہیں۔ جہاں تک وقعت شہادت کا تعلق ہے۔ یہ صحیح ہیں لیکن بار ثبوت دوسرے فریق پر عاید کرنے کے لیے پہلے کچھ شہادت دی جانی چاہیئے[2]" اور ملک بنام برڈٹ (Rv. Burdett) میں ہالرایڈ جسٹس نے نہایت ہی واضح الفاظ میں کہا کہ زیر بحث اصول سے "کسی مدعی علیہ کے خلاف الزام جرم کی ضروری شہادت چاہے وہ بلاواسطہ ہو کہ قراینی پیش کئے جانے کی کمی پوری نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جب ایسی شہادت پیش کردی جاتی ہے تو یہ اصول اس کے خلاف بلاواسطہ یا قراینی شہادت کی وقعت کا اندازہ لگانے کام آتا ہے کہ جو واقعہ بلاواسطہ یا قراینی طور پر اس شہادت سے ثابت ہوا اگر صحیح نہیں ہوتا تو اس کی مخالفت تردید یا تضعیف تردیدی شہادت سے جو مدعی علیہ پیش کرسکتا تھا۔ پیش کرکے کرتا[3]"

دفعہ ۲۷۶: اگر یہی صحیح اصول ہو۔ جیسا کہ غالباً وہ ہے تو کتابوں میں چند ایسے بھی مقدمات ہیں جو اس سے متجاوز ہیں۔ ان میں

---

[1] ۵ مال وسلون رپورٹس ۲۰۶-۲۱۱۔

[2] ایلکن بنام جانسن ۱۸۴۵ء ۱۳ میسن وولزبی ۶۵۵-۶۶۲-۷۰ رسل وریان ۷۷۱۔

[3] ملک بنام برڈٹ ۱۸۲۰ء ۴ بارنوال واڈالفس ۹۵-۱۴۰-۲۲ رسل وریان ۵۳۹۔

سب سے اول قوانین شکار کے مختلف فیصلے ہیں[1] - اور خصوصاً ملک بنام ٹرنر (R.V. Turner) جس میں دو نظائے امن نے ایک باربردار کو شکار کے اس کے قبضے میں پائے جانے کی وجہ سے قانون ۵ این (Ann) باب ۱۴ دفعہ ۲ کے تحت سزا دی[2] - اور جس میں عدالت کو ئنس بنچ نے یہ کافی قرار دیا کہ مستثنیات قانون ۲۲ و ۲۳ چارلس دوم - دفعہ ۴ کی چالان اور فیصلے سے نفی ہو جائے - گو شہادت سے ان کی نفی نہ ہو - یہ فیصلہ کلیتہً زیر غور اصول اور دلیل مشقت خاصہ پر مبنی تھا کہ مدعی علیہ اگر استثنا کے تحت آتا تو وہ اس سے ضرور واقف ہوتا - برخلاف اس کے اگر ان کا بار ثبوت چالان کنندہ پر ڈالا جائے تو اس کو ان دس یا بارہ مستثنیات کی نفی کرنا ہوگا جن کا قانون چارلس میں ذکر ہے ---- اور جس کو عدالت نے تقریباً ناممکن قرار دیا - اسی طرح مقدمہ اپوتھی کیریس کمپنی بنام بنٹلے (The Apothecaries Co. v. Bentley) میں ---- قانون دوا فروشان ۱۸۱۵ء ۵۵ جارج سوم باب ۱۹۴ کے تحت تاوان کے لیے نالش ایک دوا فروش پر اس لیے کی گئی تھی کہ اس نے دوا فروشی کا پیشہ اس قانون کے تحت سند لیے بغیر شروع کر دیا تھا ---- قرار دیا گیا کہ بار ثبوت اس امر کا کہ مدعی علیہ نے سند لی تھی مدعی علیہ پر تھا - لیکن ان فیصلہ جات کے اصول کو عالمی اطلاق ۲۵۴

[1] ان میں سے بہت سے مقدمات کا ذکر ملک بنام ٹرنر میں کیا گیا ہے ۵ ماں ویلون ریپورٹس صفحہ ۲۰۶ -

[2] ۵ ماں ویلون ریپورٹس صفحہ ۲۰۶ -

[3] اس قانون کو ۱ و ۲ ولیم چہارم باب ۳۲ کی رو سے منسوخ کیا گیا لیکن بیالیسویں دفعہ کی رو سے اعلان کیا اور قرار دیا گیا ہے کہ اس قانون کے تحت کسی شخص کے خلاف کارروائی میں ضروری نہ ہوگا کہ کسی صداقت نامے رخصت اجازت پروانگی یا استثنیٰ - یا جواب دہی کی کسی اور امر کی شہادت سے نفی کی جائے بلکہ جو فریق کسی صداقت نامے وغیرہ یا استثنیٰ یا جواب دہی کے کسی اور امر سے مستفید ہونا چاہتا ہے - اسی کو ان کو ثابت کرنا ہوگا -

[4] ریان موڈی ۱۵۹ -

نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ مقدمۂ ڈو ڈی برجر بنام وائٹ[۱] (Doe d. Bridger v. Whitehead) سے ظاہر ہے۔ یہ ایک مالک مکان کی کرایہ دار کے خلاف بے دخلی کی نالش تھی کیونکہ کرایہ دار نے کرائے نامے کے اس فقرے کی خلاف ورزی کی تھی کہ مکان کا بیمۂ آتش زدگی لندن یا لندن سے قریب کسی کمپنی میں نہیں کرایا تھا۔ اور اس میں حجت کی گئی کہ مدعی علیہ ہی کو ثابت کرنا چاہئے کہ اس نے کہاں بیمہ کرایا ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ بالخصوص اسی کے علم میں ہے۔ دلیل مشقت خاصہ پر بہت زور دیا گیا کہ مدعی لندن یا اس کے قرب وجوار کی ہر بیمہ کمپنی کے اشخاص کو یہ دکھلانے طلب نہیں کر سکتا کہ مدعی علیہ نے ان کے پاس بیمہ نہیں کرایا ہے۔ اور ملک بنام ٹرنر[۲] اور ایوٹی کیریس کمپنی بنام ہنٹ لے[۳] اور چند اسی قسم کے دوسرے مقدمات کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن لارڈ ڈنمان چیف جسٹس (Lord Denman, C. J.) نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ "قانون شکار کے متعلق جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے میں ان پر شبہہ نہیں کرتا۔ لیکن ان میں پہلے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ مدعی علیہ نے ایک ایسا فعل کیا تھا جو بجز اس کے کہ وہ ثابت کرے کہ اس میں اس فعل کو کرنے کی قابلیت تھی خلاف قانون تھا اور اسی لیے اس قابلیت کو ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر تھا۔ اس مقدمے میں مدعی کرایہ دار کے کسی فعل کے کرنے یا اس کے روا رکھنے پر بھروسا کرتا ہے اور اسی لیے اس کا بار ثبوت اسی پر ہوگا۔ یہ ثابت کرنا مشکل ہو سکتا ہے خصوصاً جب کہ یہ واقعہ بالخصوص مدعی علیہ کے علم میں ہو۔ لیکن اس کی وجہ سے قانون کا اصول بدل نہیں سکتا" اور اسی مقدمے میں لٹل ڈیل جسٹس (Littledale, J.) نے کہا کہ "شکار کے

---

[۱] ۸ ایڈالفس و ایلس ۵۷۱۔

[۲] ایضاً ۵۷۸۔

[۳] ایضاً ۵۷۹۔

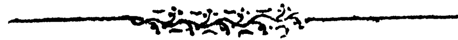
ان مقدمات میں جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مدعی علیہ کو اپنے کو قانون موضوعہ کی حفاظت کے تحت لانا تھا۔ اور مقدمہ اپوتھی کیریس بنام ہنٹ لے کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس مقدمے میں جب مکان دار کرایہ دار کے حق کو باطل کرتے نالش لاتا ہے تو اس کا بار ثبوت مدعی ہی پر ہوگا" اور اس قرارداد کو بعد کے مقدمات میں برقرار رکھا گیا ہے۔[1]

یہ بھی ملحوظ رکھیئے کہ قانون تحقیقات سرسری ۱۸۴۸ء و ۱۸۷۹ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعہ ۱۴۔ اور ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۴۹۔ دفعہ ۳۹ ذیلی دفعہ (۲) سرسری کارروائیوں میں "کسی ایسی معافی۔ استثنا۔ شرط۔ عذر یا رخصت" کو جو مدعی علیہ کے موافق ہوں مخبروں یا مستغیثوں کے ذریعے سے ثابت کرنا ضروری نہیں قرار دیتے ہیں۔

دفعہ ۲۷۷: یہ کہنا باقی رہ جاتا ہے کہ اس اصول کو فوجداری مقدمات پر اطلاق دینے کی دشواریاں مثل یہاں کے ممالک متحدہ امریکا میں بھی محسوس کی گئی ہیں جیسا کہ مقدمہ دی کامن ولتھ بنام تھرلو (The Commonwealth v. Thurlow) (۲۴ پکرنگ رپورٹس ۳۷۴) سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس میں چالان اجازت نامے کے بغیر شراب فروخت کرنے کا تھا۔ عام سوال کا تصفیہ کئے بغیر عدالت کی رائے ۲۵۵

[1] دیکھئے ٹولمان بنام پورٹ بری ۱۸۷۱ء لا رپورٹ ۵ کوینس بنچ ۲۸۸۔ اسپجکر چانسری۔ دجوڈ بنام ہارٹ ۲ جورسٹ سلسلۂ نو ۲۸۸۔ پرایس بنام ورد ڈ ۴ ہرسٹون ونارمن ۵۱۲۔ ابراٹھ بنام نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی ۱۱ کوینس بنچ ڈیویژن ۴۴۰۔ ۴۵۷ میں بوون لارڈ جسٹس نے اس اصول کے عالمی ہونے سے انکار کیا کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جس کو نزاعی امر کے جاننے کے خاص وسائل ہوتے ہیں۔ اور کہا کہ مقدمات قانون تمسکار کی یہ توضیح کردی جاسکتی ہے کہ ان کے خاص

تھی کہ چالان کنندہ پر بادی النظری شہادت پیش کرنا کہ مدعی علیہ کے پاس اجازت نامہ نہیں ہے۔ لازمی تھا۔ اور چونکہ اس واقعے کی کوئی شہادت نہیں دی گئی تھی۔ اس فیصلے کو کالعدم قرار دینا چاہئے۔



بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وجوہات سے نیز مزید دیکھئے شہادت از فپسن طبع ششم ۲۶ - ۳۷۔

ص ۲۵۶

باب سوم

کتنا ثابت کرنا چاہیے۔ تبدیل و ترمیم

دفعہ ۲۷۸: یہ معقول و منصفانہ اصول کہ عدالتوں کو پلیڈنگس یا فریقین مقدمہ کے دوسرے بیانات کے معنی نہ کہ الفاظ کو دیکھنا چاہیے۔ بار ثبوت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ خود ثبوت سے بھی متعلق ہے۔

قدیم ترین زمانے سے قانون کا اصول رہا ہے کہ تنقیحات کا فی الجملہ ثابت ہونا کافی ہے[1]۔ درحقیقت یہ ایک اور بھی عام اصول کی جو ہر معقول نظام علم اصول قانون میں پایا جاتا ہے ایک شاخ ہے کہ ——— قانون فضول امور کو نظر انداز کرتا ہے[2]۔ "فضول امور سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا[3]"۔ "مفید امر بیکار امر سے باطل نہیں ہو جاتا"۔

دفعہ ۲۷۹: اس اصول کا واضح ترین اطلاق کلیۃً غیر متعلق بیانات کی شکل میں ہوتا ہے۔ تمام ایسے بیانات جن کو پلیڈنگس کی صحت پر اثر ڈالے بغیر مِثل سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ سماعت مقدمہ کے وقت نظر انداز کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے بیانات مِثل پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اور ان کا ثبوت بھی اتنا ہی غیر متعلق ہوتا ہے۔ جتنا کہ وہ خود[4]۔ اور اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ یہی اصول اُن بیانات سے بھی متعلق ہے صـ ۲۵۷ جو پلیڈنگس کے سوا اور طرح پر کئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۲۸۰: لیکن جس امر کو بیان نہیں کرنا چاہیئے تھا اگر وہ کسی اہم

---

[1] لثلٹن دفعات ۴۳۳-۴۸۴-۵۸۴ پر لثلٹن مصنفہ کک ۲۲۷ الف - ۲۸۱ ب - ۲۸۲ الف - اور ۴۱ تا ۴۲ ٹرائیس پر پے (یعنی سماعت بذریعۂ جوری) (Trials per pais, صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۶۶۵ء شہادت از ٹیلس جلد ۱ صفحہ ۵۰۰ طبع دہم شہادت از اسٹار کی جلد ۱۔ کتاب ۱ حصۂ دوم دفعہ ۱۱۱۔ نوٹ (جی)۔

[2] جنک سنٹ ۳ مقدمہ ۶۷۔

[3] جنک سنٹ ۴ مقدمہ ۴۷ سنٹ ۸ مقدمہ ۴۱۔

[4] لثلٹن مصنفہ کک ۳ الف - ۲۲۷ الف - ۳۷۹ الف - ۳۰ ک ب - ۱۰ الف - ۱۰ ک - ۱۱ الف ہوبارڈ رپورٹس ۱۷۱-۲ سانڈرس رپورٹس ۳۴۹۔ شہادت از اسٹار کی ۳۲۲ طبع سوم۔ ایضاً ۶۲۵ طبع چہارم "غیر اہم امور چاہے کتنے ہی ہوں۔ اہم تحریری امور کو باطل نہیں کر سکتے" ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۹۴ "مفید امر کو بیکار امر سے باطل نہیں ہونا چاہیئے" فرامین پوپ از بکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. Reg. صفحہ ۳۷

[5] شہادت از ٹیلس ۵۵۰-۵۶۷-۵۶۸ طبع دہم۔ شہادت از اسٹار کی ۳۲۲ طبع سوم۔ ایضاً ۶۲۶

امر سے متعلق ہو تو مضر بلکہ مہلک بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی فریق ایسے امور کو بیان یا ثابت کر سکتا ہے جن کے بیان یا ثابت کرنے پر وہ مجبور نہ تھا لیکن جن کے بیان کرنے یا ثابت کر دینے کے بعد اس کا مقدمہ خارج ہو جاتا ہے[1] مثلاً قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶، دفعہ ۶۴ سے پہلے ایک مقدمے میں ایک فریق نے مبالغہ کرتے ہوئے اپنے مخالف کی حقیقت کو بجائے ناقص کہنے کے صحیح کہا اس لیے موخر الذکر خود اول الذکر کے بیان کی وجہ سے اپنے حق میں فیصلے کا مستحق ہو گیا[2]۔ اسی لیے یہ ایک اصول ہے کہ بیانات کو جو غیر ضروری طور پر کیے گئے ہوں مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ وہ اہم امور کی تفصیل ہوں یا اُن کے حدود کو ظاہر کرتے ہوں[3]۔ شہادت کے ایک ممتاز مصنف نے کہا ہے[4] کہ "اس قسم کا بیان اپنی ماہیت میں کتنا ہی فضول ہو کبھی غیر اہم نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب کہ اس سے کسی اہم امر کی شناخت ہوتی ہو"۔

دفعہ ۲۸۱ تا ۲۸۳[5]: اس اصول سے صرف غیر متعلق امر کو ثابت کرنا ہی غیر ضروری نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا اطلاق اس سے زیادہ عام ہوتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ طبع چہارم۔

[1] یکم ایڈورڈ ہنجم ۳ قاعدہ ۵۔ کیلوے رپورٹس Kailwy Reports ۱۲۵ ب قاعدہ ۲۔ پلوڈن ۳۳-۳۴-۸۴۔ "قانون" از فنچ ۶۵۔ لش بنام رسل ۱۵ اکسیچیکر ۲۰۳۔

[2] پلیڈنگس از اسٹیفن ۲۴۵ طبع چہارم۔

[3] شہادت از اسٹارکی جلد اصفحہ ۴۴۳ طبع سوم۔ شہادت از فلپس وایامس ۸۵۳۔ شہادت از فلپس ۵۷۴ طبع دہم۔ وب بنام پاس ۵ جورسٹ سلسلہ نو۔ ۱۲۶-۱۲۷۔ از مارٹن بج۔

[4] شہادت از اسٹارکی ۴۴۳ طبع سوم۔

[5] ان واقعات کو سابق اڈیٹر نے گک ولکنسن کے بعض فقرات کو حذف کر کے مختصر کر دیا ہے۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالت سماعت کنندہ فریقین یا ان کے وکلا کی مثل یا بیانات کی جیسی بھی صورت ہو قانونی نقطۂ نظر سے جانچ کریگی تا کہ ان کے درمیانی اصل نزاعی سوال کو معلوم کر سکے۔ کتابوں میں اس اصول کے اثر کی بہت سی مثالیں ہیں[1]۔ مثلاً دستاویز قرض کی بنا پر نالش میں "بروقت ادائی" کے عذر کی تائید قبل از وقت ادائی کے ثبوت سے ہوتی ہے۔ کیونکہ امر تنقیح طلب اسی قسم کی ادائی ہوتی ہے تا کہ اس سے تاوان کی ذمہ داری نہ آئے۔ اسامی کے خلاف نالش اتلاف میں کہ اس نے اتنے درخت کاٹ ڈالے۔ یہ ثابت کرنے سے بھی کہ اس نے کم تعداد میں درخت کاٹے امر نزاعی قایم رہتا ہے[2]۔ اور گو معاہدات کی نالش میں معاہدے کو ٹھیک ٹھیک بیان کرنا اور اسی طرح ثابت کرنا چاہیئے۔ لیکن ہر روز کے عملدرآمد سے ظاہر ہے کہ سادہ معاہدات و نیز ٹارٹ کی نالشات میں مدعی عرضی دعوے میں بیان کردہ رقم سے کم رقم بھی پا سکتا ہے اور ٹارٹ کی نالشات میں یہ عام طور پر کافی ہے کہ مداخلت بیجا یا دوسری شکایات کا ایک کافی حصہ ثابت کیا جائے۔

دفعہ ۲۸۴: زیر بحث اصول دیوانی مقدمات تک محدود نہیں[3]۔ یہ ص۲۵۸ اصول پورے تعزیرات کے قانون میں پایا جاتا ہے کہ چالان کا اتنا حصہ ثابت کرنا کافی ہے جس سے ملزم کے خلاف فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے[4]۔

---

[1] قدیم کتابوں میں جو دوسری مثالیں ملتی ہیں ان کے لیے دیکھو مختصر رولس جلد ۲ صفحہ ۶۸۱۔ شہادت۔ ڈی۔

[2] شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۶۔ شہادت از فلپس ۵۵۹۔ طبع دہم۔ جلد ۱۔

[3] ٹیلر مصنفہ لک ۱۲۰۲۔ الف شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۷۔

[4] لک پر ٹیلر ۱۲۰۲ الف۔ شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۹۔ شہادت از فلپس ۵۶۲ طبع دہم جلد ۱

[5] شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۵۶۲ طبع دہم۔ ملک بنام ہنٹ ۲ کیمپبل ۵۸۴۔

اور چالان کے کون سے بیانات ایسے ہوتے ہیں کہ باقی بیانات سے ان کو علیحدہ اور جدا کر لینے۔ اور ان کو ثابت نہ کرنے سے کل بیانات کالعدم نہیں ہو جاتے ہیں پیشے کے ایک اہم عنوان ہیں۔ مثلاً کسی مکان میں نقب و سرقے کے چالان میں نقب و سرقے کے بیانات کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ اگر نقب زنی ثابت نہ کی جا سکے تو ملزم کو سرقے میں سزا دی جا سکتی ہے[1] نیز ملزم کو بھی سزا سرقہ بالجبر کے الزام میں بھی دی جا سکتی ہے۔ جب کہ یہ ظاہر ہو کہ مال جبر کے ساتھ نہیں لیا گیا تھا[2] اور قتل کے چالان میں ملزم کو قتل انسان مستلزم سزا کی دی جا سکتی اور (اکثر) دی جاتی ہے۔ کیونکہ عاید کردہ الزام کا اہم جزو ناجائز طور پر قتل کرنا ہوتا ہے[3]۔

متعدد جدید قوانین موضوعہ کی رو سے ایک ایسے ہی اصول کو ان مختلف جرایم تک وسیع کیا گیا ہے جن کا الزام چالان میں نہیں لگایا جاتا ہے۔ مثلاً قانون جرایم خلاف جسم انسان ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۶۰ کی رو سے کوئی شخص جس پر بچے کے قتل کا الزام لگایا گیا ہو۔ گو اس قتل سے بری قرار دیا جائے۔ لیکن پیدائش کو چھپانے کے جرم خفیف کی بنا پر سزایاب ہو سکتا ہے۔ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۹ کی رو سے کسی شخص کو جس پر جرم سنگین یا جرم خفیف کا الزام لگایا گیا ہو بجائے ان جرایم کا مرتکب ثابت قرار دینے کے ان کے اقدام کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔ قانونِ سرقہ ۱۸۶۱ء باب ۹۶ دفعہ ۴۱ کی رو سے کوئی شخص جس پہ سرقہ بالجبر کا

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۵۵۹۔

[2] ایضاً ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ مقدمۂ ہاران۔

[3] خلاصہ از بروک کرون (Brs. Ab. Corone) قاعدہ ۲۲۱۔ ۲ تشفن ماز کلس ۲۰۴ مبادی شہادت از گلبرٹ ۲۶۹۔ طبع چہارم۔

الزام ہو سرقہ بالجبر کی نیت سے حملے کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور دفعہ ۲۷ کی رو سے کوئی شخص جس پر خیانت مجرمانہ یا فریبانہ تصرف یا استعمال وغیرہ کا الزام ہو سرقے کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح جس شخص پر سرقے کا الزام ہو وہ خیانت مجرمانہ وغیرہ کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ قانون اب قانون سرقہ ۱۹۱۶ئہ ۶ و ۷ جارج پنجم باب ۵۰ کی رو سے منسوخ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دفعہ ۴۴ میں یہی احکام فی الجملہ دوبارہ وضع کیئے گئے ہیں۔

دفعہ ۲۸۵ تا ۲۹۱ الف: اس طرح پر قانون گو اصل امور نزاعی کو دیکھنے کے لیے ان کی ظاہری شکل نظر انداز کرنے میں فیاضی سے کام لیتا ہے۔ لیکن پلیڈنگ اور اس کی تائید میں پیش شدہ ثبوت میں کوئی صریح اختلاف عرصۂ دراز تک مہلک ہوتا تھا — یہ اصول اس لیے ضروری سمجھا جاتا تھا کہ اچانک اطلاع ہونے سے مبادا فریق مخالف کے ساتھ ناانصافی ہو جائے اور کل نظام پلیڈنگ ایک دام ثابت ہو۔ لیکن یہ اصول گو بنفسہٖ مفید تھا۔ مگر بہت آگے بڑھایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت ہی غیر اہم تبدیلیوں سے بھی مقدمات اکثر ضایع ہو جاتے تھے۔

ص ۲۵۹ آخر کار مقننہ کی توجہ اس مضمون کی طرف منعطف ہوئی۔ اور ضابطے کا موجودہ اصلاح شدہ نظام۔ قوانین موضوعہ کے ایک طویل سلسلے سے آہستہ آہستہ بنایا گیا۔ چنانچہ ۹ جارج چہارم باب ۱۵ کی رو سے ججوں کو اختیار دیا گیا کہ جب شہادت میں پیش شدہ کسی تحریری یا طبع شدہ امر اور اسی کے پلیڈنگ میں ذکر میں کوئی اختلاف نظر آئے تو پلیڈنگ کو بدل دیں۔ اور قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ئہ۔

لہ قوانین موضوعہ کو تفصیل سے بیان کرنے کے بجائے ان دفعات کو ان کا خلاصہ دے کر

۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶ دفعہ ۲۲۲ کی روسے دیوانی مقدمہ جوری کی سماعت کرنے والے ہر جج کو اختیار دیا گیا کہ دیوانی مقدمات کی ہر کارروائی کے نقائص یا اغلاط کی اصلاح کریں چاہے اصلاح کے لیے کوئی تحریر ہو یا نہ ہو۔ اور چاہے غلطی یا نقص اُس فریق کا ہو یا نہ ہو جو اصلاح کا خواستگار ہو۔ اور آخر میں عالیہ عدالت کے قواعد کی روسے[1] "عدالت یا جج کسی بھی نوبت کارروائی پر کسی فریق کو اپنی تحریر ظہری یا پلیڈنگ میں ترمیم یا تبدیلی کی ایسے طریقے اور ایسے شرائط پر اجازت دے گی جو منصفانہ ہوں۔ اور تمام ایسی ترمیمات کی جاسکیں گی جو فریقین کی درمیانی نزاع کے اصل سوالات کے دریافت کرنے میں ضروری ہوں"۔

اول الذکر قانون ۹ جارج چہارم[2] باب ۱۵ جرایم خفیف سے بھی متعلق تھا۔ لیکن قوانین ضابطۂ قانون عمومی دیوانی مقدمات تک محدود تھے۔ اور "قوانین عدالتی"[3] اب بھی ان تک محدود ہیں۔ عام طور پر فوجداری مقدمات میں ترمیم کی اجازت قوانین ضابطۂ فوجداری ۱۸۴۸ء و ۱۸۵۱ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۴۔ اور ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۱۔ کی روسے دی گئی۔ اور کوارٹر سشنز (اجلاس سہ ماہی) کی حد تک قانون اجلاس سہ ماہی (Quarter Sessions Act) ۱۸۴۹ء ۱۲ و ۱۳ وکٹوریا باب ۴۵ دفعہ ۱۰ کی روسے۔ یہ تمام قوانین۔ قانون چالانات ۱۹۱۵ء ۵ و ۶ جارج پنجم باب ۹۰ دفعہ ۵ کی روسے منسوخ کئے گئے۔ اور اس دفعہ کی روسے حکم دیا گیا کہ "جب سماعت مقدمہ سے پہلے یا سماعت مقدمہ کی کسی نوبت پر عدالت پر

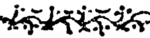
بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ مختصر کر دیا گیا ہے۔

[1] قواعد عالیہ عدالت حکم ۲۸ قاعدہ ۱۔

[2] قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۰ء کی روسے یہ قانون منسوخ کیا گیا۔

[3] Judicature Acts

ظاہر ہو کہ چالان میں نقص ہے تو عدالت اس کی ترمیم کے لیے وہ حکم دے سکتی ہے۔ جو حالات مقدمہ کے لحاظ سے ضروری ہو۔ بجز اس کے کہ نظر بر حقوق مقدمہ مطلوبہ ترمیم ناانصافی کے بغیر نہ کی جا سکتی ہو۔ اور ترمیم کی ضرورت کی وجہ سے جو اخراجات لاحق ہوں۔ ان کی ادائی کے لیے عدالت وہ حکم دے سکتی ہے جو مناسب ہو۔"



صفحہ ۲۶

حصہ دوم

ثانوی اصول شہادت

دفعہ ۲۹۲: جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ثانوی اصول شہادت وہ اصول ہوتے ہیں جو طریق ثبوت یعنی ثبوت طلب امر کو ثابت کرنے کے طریقے سے متعلق ہوتے ہیں[1]۔ اور زیادہ تر شہادت مقدمہ ہی پر موثر ہوتے ہیں[2]۔ اس مضمون پر قانون عمومی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ بہترین شہادت پیش ہونی چاہئے — یہ وہ اصول ہے جس کے عام معنی کو اس کتاب کے ایک پچھلے حصے[3] میں بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں ثبوت کے خاص طریقے قانون موضوعہ کی رو سے یا تو مقرر کئے گئے ہیں۔ یا ان کو جائز رکھا گیا ہے۔ ہم اس کل مضمون پر ترتیب ذیل میں غور کریں گے:۔

(۱) شہادت بلاواسطہ و قرائنی شہادت۔

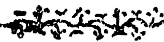
---

[1] دیکھیے دفعہ ۶۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۴۹۔

[3] دیکھیے دفعات ۷۰ و بعد۔

(۲) قیاسی شہادت۔ قیاسات ومفروضات قانونی۔
(۳) اصلی ومنقولی شہادت۔
(۴) مکتوبی شہادت عام طور پر۔
(۵) شہادت جو اشخاص ثالث کے افعال سے بہم پہنچتی ہے۔
(۶) رائے کی شہادت۔
(۷) اپنے مفید شہادت۔
(۸) شہادت جو مصلحت عامّہ کی بنا پر نامنظور کی جاتی ہے۔
(۹) امر فیصل شدہ کا اقتدار۔
(۱۰) شہادت مطلوبہ کی کمیت۔



صہ ۲۶۱

باب اوّل

بلاواسطہ و قراینی شہادت

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ		صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ	
عدالتی شہادت کی دو قسمیں۔	۲۶۱-۴۵۲	دونوں قسم کی شہادت مساوی طور پر قابل ادخال ہوتی ہے ...	۲۶۲-۴۵۵
شہادت بلاواسطہ	۲۶۱-۴۵۲	بلاواسطہ و قیاسی شہادت	۲۶۲-۴۵۵
قراینی شہادت	۲۶۱-۴۵۲		

دفعہ ۲۹۳: تمام عدالتی شہادت یا تو بلاواسطہ ہوتی ہے یا قراینی۔

بلاواسطہ شہادت سے مراد وہ شہادت ہوتی ہے جس میں اصل واقعہ یا واقعۂ ثبوت طلب کی گواہی۔ گواہ۔ اشیا یا دستاویزات سے راست یا بلاواسطہ طریقے پر دی جاتی ہے۔ شہادت کے باقی تمام اقسام کو "قراینی شہادت" کہتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ وہ گواہ۔ اشیا یا دستاویزات کے ذریعے سے بالواسطہ شہادت کی وہ مرتمہ شکل ہے جس کو قانون اصل واقعے یا واقعۂ ثبوت طلب سے اتنا کافی قریب سمجھتا ہے کہ اس کو اس کے شہادتی واقعے کے طور قابل ادخال قرار دیتا ہے[1]۔

---

[1] عام طور پر قراینی شہادت کے لیے دیکھئے "قراینی شہادت" مصنفہ ولس۔ جس کو مصنف کے

دفعہ ۲۶۱ اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں قطعی و قیاسی۔ قطعی جب کہ اصل و شہادتی واقعات

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ فرزند مسٹر جسٹس ولس نے شائع کیا ہے۔ نیز دیکھیے شہادت مصنفۂ گلسن (Gulson on Proof) سنہ ۱۹۰۵ء دفعات ۱۹۹-۲۱۲- میکالے (Macaulay) کے مضمون- "وارن ہیسٹنگس" (Warren Hastings) کا فقرۂ ذیل جو عرصے سے پریشان کن اور ابھی تک حل طلب سوال کا کہ کیا سر فلپ فرانسس (Sir Philip Francis) خطوط جونیس (Junius) کا مصنف ہے۔ اثبات میں جواب دیتا ہے۔ قراینی شہادت کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوگا:-

"نئے کونسلروں میں قابل ترین بلا کسی شبہے کے فلپ فرانسس تھے۔ اس قابل شخص کا ذکر کرنے کے بعد یہ غیر ممکن ہے کہ لمحہ بھر کے لیے اس سوال پر غور نہ کیا جائے جو اس کے نام سے ہر ذہن میں فوراً پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ خطوط جونیس کا مصنف تھا۔ ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ وہ تھا۔ اس کے متعلق شہادت ایسی ہے کہ ہماری دانست میں اس کی بنا پر کسی دیوانی بلکہ فوجداری کارروائی میں فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے۔ جونیس کا خط فرانسس کا مخصوص خط ہے جس کو کسی قدر چھپایا گیا ہے۔ جونیس کے موقف مشاغل اور تعلقات کے متعلق ذیل کے نہایت اہم واقعات صاف طور پر ثابت سمجھے جا سکتے ہیں۔ وہ دفتر سکرٹری آف اسٹیٹ (Secretary of State) کے فنی ضوابط سے واقف تھا۔ وہ دفتر جنگ کے کاروبار سے اندرونی اور گہری واقفیت رکھتا تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ سنہ ۱۷۷۰ء میں دارالامرا کے مباحث میں شریک تھا۔ اور تقریروں خصوصاً لارڈ شاتھم کی تقریروں کے نوٹس لیتا تھا۔ چوتھے اس کو مسٹر شامیر کے نائب وزیر جنگ مقرر کئے جانے پر سخت رنج و غصہ تھا۔ اور پانچویں وہ لارڈ ہالینڈ اول کے ساتھ کسی گہرے رشتے میں منسلک تھا۔ اب دیکھیے کہ فرانسس نے سکرٹری آف اسٹیٹ کے دفتر میں چند سال گزارے تھے بعد میں وہ دفتر جنگ کے محرر اعلیٰ تھے۔ انھوں نے متعدد دفعہ کہا تھا کہ انھوں نے سنہ ۱۷۷۰ء میں لارڈ شاتھم (Lord Chatham) کی تقریریں سنی تھیں۔ اور یہ کہ بعض انکی تقریریں انھیں کے نوٹس سے شایع ہوئے تھے۔ انھوں نے دفتر جنگ میں اپنے عہدہ کو مسٹر شامیر (Mr. Chamier) کے تقرر پر رنج و غصے کی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔ لارڈ ہالینڈ ہی نے ان کو سرکاری ملازمت میں پہلی مرتبہ داخل کرایا تھا۔ دیکھیے یہاں پانچ ایسے علامات ہیں جن سب کو جونیس میں

یعنی واقعۂ ثبوت طلب اور واقعۂ ثبوتی میں تعلق قوانین فطرت کا ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ پایا جانا چاہیے۔ اور یہ سب فرانسس میں پائے جاتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان میں سے دو سے زیادہ بھی کسی دوسرے شخص میں پائے جاتے ہیں۔ اگر اس جہت سے اس سوال کا تصفیہ نہیں ہوتا ہے تو قرائنی شہادت سے تمام استدلال کا خاتمہ ہے۔" مضامین مکالے جلد ۳ ریویو آف گلیگ وارن ہیسٹنگس (Review of Gleig's Warren Hastings") سنہ ۱۸۴۱ء۔ نیز مزید دیکھیے "قومی سوانح عمری" میں مسٹر لیسلی اسٹیفن (Leslie Stephen) کا مضمون فرانسس، کہ ان خطوط کے مصنف ہونے پر۔ اور خط کے مشابہت کی توثیق بھی ٹو سلٹن (Twisleton) کی دو جلدوں سے سنہ ۱۸۷۱ء میں ہوئی لیکن سنہ ۱۸۱۲ء کے اصل اڈیشن میں جس کو جی۔ وڈفال "G. woodfall" نے ریونگٹن لانگ مینز مرے اور دوسروں (Rivingtons Longmans, Murray & others") اور دوسروں نے چھاپا اور جس کے مقدمے میں متعدد اشخاص کے جونیس ہونے کے امکان کا ذکر ہے ان میں فرانسس نہیں ہے۔

مسٹر اے ہیوڈ مرحوم کوئینس کونسل (Mr. A. Hayward, Q.C.) نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سنہ ۱۸۸۱ء میں اپنے مبسوط مضمون (عنوان جونیس) میں کہا ہے کہ ان خطوط کا مصنف ایک راز ہے اور ان کے سرصفحہ کے لیے عنوان "مصنف پردۂ راز" میں ہی بہتر عنوان ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ خطوط کسی اخبار نویس کی تصنیف ہوں جس پر ان کے مصنف ہونے کا شبہہ نہیں ہوا ہے۔ اور اس کو معلومات مشتبہ اشخاص یا ان میں سے بعض نے بہم پہنچائے ہوں لیکن اس راز کا حل چاہے کچھ ہو ہماری غرض یہ ہے کہ مکالے کی مذکورۂ بالا پر اعتماد رائے غلط ہے اور مذکورۂ بالا نظریے کو کہ ان خطوط کا مصنف فرانسس تھا۔ اب ترک کر دینا چاہیے۔ اس مباحثے پر مسٹر فریزر رائے (Fraser Rae) کے "دی اتھینیم (The Athenaeum) کے متعدد مضامین ——— جو سنہ ۱۸۸۸ء تا سنہ ۱۸۹۲ء و سنہ ۱۸۹۴ء تا سنہ ۱۸۹۵ء ——— میں لکھے گئے تھے ۴ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کا مضمون ملاحظہ ہو۔ جس کا عنوان ہے "جونیس کون تھے؟ فرانسس خارج"۔ اس مباحثے پر ایک جدید مضمون لارڈ ہالینڈ کی کتاب ریکلکشنز (Lord Holland's Recollections) کے ضمیمے میں ہے۔ اس کتاب کو سنہ ۱۹۰۵ء میں لارڈ سٹاورڈیل Lord Stavordale نے شائع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ ہالینڈ کی رائے جو فرانسس سے ایک گفتگو پر مبنی تھی یہ تھی کہ ان خطوط کو چارلس لائیڈ Charles lloyd لارڈ گرنویل

لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب ملزم یہ دکھلائے کہ بوقت ارتکاب جرم وہ کسی دوسرے مقام پر تھا۔ وغیرہ۔ "قیاسی" جب کہ ثبوتی یا شہادتی واقعے سے اصل واقعے کا نتیجہ صرف اغلب قسم کا ہوتا ہے۔ اور جو ظن کہ اس سے پیدا ہوتا ہے وہ کسی بھی درجے کا ہو سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۲۹۴: قابل ادخال ہونے کے لحاظ سے بلاواسطہ و قراینی شہادت

کی عام طور پر مساوی حیثیت ہوتی ہے۔ بادی النظری طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ موخرالذکر خصوصاً جب کہ وہ قیاسی شکل میں ہو اول الذکر سے کمتر یا ثانوی درجے کی ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اس اصول پر قیاس کرتے ہوئے جس کی رو سے دوسرے واسطے کی شہادت خارج ہوتی اور منقولی شہادت[2] ملتوی رکھی جاتی ہے اس کو نامنظور کر دینا چاہئے۔ کم از کم جب شہادت بلاواسطہ حاصل ہو سکتی ہو۔ لیکن قانون ایسا نہیں ہے۔ اور تھوڑی سی فکر سے ان صورتوں کا فرق ظاہر ہوگا۔ منقولی یا دوسرے واسطے کی شہادت اس لیے خارج کی جاتی ہے کہ اس کی قوت اس شہادت سے حاصل ہوتی ہے جس کو روک رکھا جاتا ہے اور جس کے پیش نہ کرنے سے قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ پیش کی جاتی تو اس فریق کے خلاف ہوتی جو اس کو پیش نہیں کرتا اور روک رکھتا ہے۔ لیکن قراینی شہادت۔ قطعی ہو کہ قیاسی اپنی ماہیت میں اتنی ہی اصلی یا ابتدائی ہوتی ہے جتنی کہ بلاواسطہ شہادت۔ یہ دونوں جدا جدا قسم کے ثبوت ہیں جن کا عمل گویا متوازی خطوط پر اور ایک دوسرے سے قطعاً آزادی کے ساتھ ہوتا ہے۔ الف کے خلاف ب کو قتل کرنے کے ایک چالان کو لیجئے جس میں موت کی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ Lord Grenvilla کے معتمد نے لکھا تھا۔ اور یہ کہ فرانس نے ان کی طبع کے لیے محنت کی تھی۔

[1] مقدمۂ حصّہ اول دفعہ ۲۷۔

[2] دیکھو نیچے باب ۳ و ۴۔

ظاہری وجہ تلوار کا ایک زخم ہو۔ اگر ج الف کو اس وقت دیکھے جب کہ وہ ب کو تلوار[1] سے قتل کر رہا ہو تو اس کے متعلق اس کی شہادت بلاواسطہ شہادت ہو گی۔ برخلاف اس کے اگر قتل سے کچھ دیر پہلے د الف کو تلوار کھینچے ہوئے اس مقام کی طرف جاتے دیکھے جہاں نعش پائی گئی۔ اور اتنا وقت گزر جانے کے بعد جس میں قتل کا ارتکاب ہو سکتا ہے اس کو خونی تلوار لیے ہوئے واپس ہوتے دیکھے تو یہ حالات کلیۃً ج کی شہادت سے آزاد ہوتے ہیں —— انھیں اس سے کوئی قوت حاصل نہیں ہوتی۔ اور جب ان کے ساتھ اسی قسم کے اور واقعات ہوں تو ان سے بھی جرم کا اتنا ہی قوی ظن پیدا ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس اصول سے کہ واقعات کو بلاواسطہ گواہی سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے اور قراین سے بھی۔ مجرم یا بے ایمان فریقوں کے گواہوں یا شہادت کے دوسرے آلات کو لا لینے یا دبا دینے پر ایک قسم کی روک رہتی ہے۔ جو ان پر نہ ہوتی اگر وہ جانتے کہ قانون جو شہادت ان کے خلاف قبول کرے گا وہ صرف چند ایسے اشخاص پر مشتمل ہے جن کو آسانی سے دریافت کر لیا جا سکتا ہے۔ اور کسی فریق کا ایسی بلاواسطہ شہادت کو پیش نہ کرنا جو وہ پیش کر سکتا تھا جوری کو توجہ دلانے کے قابل امر ہوتا ہے[1]۔ جیسا کہ ہر قسم کی شہادت کو دبا دینا بھی ایک اسی طرح توجہ دلانے کے قابل امر ہوتا ہے۔ اور یہاں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی اصل یا درمیانی واقعے کو شہادت سے مستنبط کرنے کا عمل کم و بیش پیچیدہ طویل یا مختصر ہو سکتا ہے۔ نتیجہ ایک شہادتی واقعے سے نکالا جا سکتا ہے یا شہادتی واقعات کے ایک مجموعے سے جس کو معمولاً مگر بغیر بہت زیادہ صحت کے ایک سلسلہ[2] یا زنجیر کہا جاتا ہے۔ ۲۶۱

[1] شہادت از ٹیلر جلد ۱ صفحہ ۷، ۸ طبع سوم ایضاً ، ۸ طبع چہارم شہادت از بوتھیے جلد ۳ صفحہ ۲۱۷، ۳ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ و نیز عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۲۴۔

[2] کہا جاتا ہے کہ قرائنی شہادت کو ایک زنجیر یا سلسلہ سمجھنا چاہیے اور شہادت کے ہر جزو کو اس زنجیر کی

اور واقعات جن سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ عدالت کے نزدیک قابل اطمینان حد تک یا تو خود ثابت کئے جاتے ہیں یا وہ اس طرح پر ثابت شدہ واقعات کے لازمی یا اغلب (جیسی بھی صورت ہو) نتائج ہوتے ہیں[1]۔

دفعہ ۲۹۵: جیسا کہ دکھلایا جا چکا ہے بلا واسطہ اور قرائنی شہادت (ان کے اصطلاحی معنوں میں) ثبوت کے جدا جدا طریقے ہیں۔ نظری نقطۂ نظر سے قیاسی شہادت بلا واسطہ شہادت سے کمتر درجے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بلا واسطہ شہادت کا ایک بدل ہوتی اور اس امر کو جو بصورت دگر ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا تھا ثابت کرنے کا ایک بالواسطہ طریقہ ہوتی ہے[2]۔ اسی لیے قابل اعتبار بلا واسطہ شہادت کا
ص۲۶۴ کوئی جزو اسی واقعے کی قابل اعتبار قیاسی شہادت کے ایک مساوی جزو سے ہمیشہ بہتر ہوگا۔ لیکن ماہیت اشیا ہی کی رو سے سوائے شاذ و نادر مخصوص صورتوں کے یہ عملاً ناممکن ہے کہ کسی واقعے کی خصوصاً جب وہ مجرمانہ قسم کا ہو بلا واسطہ شہادت ایک نہایت ہی محدود جزو سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ اور بلا واسطہ شہادت کے ایک ایسے محدود جزو کی شہادتی وقعت سے شہادتی واقعات کے ایک سلسلے کی جن کے مجموعے کو قیاسی شہادت کہتے ہیں۔ شہادتی وقعت کا مقابلہ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ ایک کڑی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں اگر ایک کڑی ٹوٹ جائے تو پوری زنجیر ٹوٹ جاتی ہے۔ قرائنی شہادت ایک رسی سے جس کی بہت سی ڈوریاں ہوتی ہیں زیادہ مشابہ ہے۔ رسی کی ایک ڈوری ممکن ہے کہ وزن نہ اٹھا سکے۔ لیکن تین کو ملا کر جب بٹ دیا جائے تو وہ کافی مضبوط ہو جاتے ہیں۔" از پالک چیف جج بمقدمہ ملکہ بنام اکسال ۴ فاسٹر و فنالن رپورٹس ۹۲۲-۹۲۹۔

[1] شہادت از پوتھے جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ عدالتی شہادت از منقم جلد ۲ صفحہ ۳۔

[2] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۵۰۔ طبع چہارم۔ ملک بنام برڈٹ ۱۸۲۰ء ۴ بارن وال و اڈالفس ۹۵-۱۲۳۔

کیا جا سکتا ہے۔ جب ثبوت بلاواسطہ ہوتا ہے مثلاً جب وہ ایک یا دو گواہوں کی گواہی پر مشتمل ہوتا ہے تو امور ثابت شدہ امر تنقیح طلب سے بہت قریبی ہوتے یا صحیح پوچھو تو خود اس کے بعینہٖ واقعات ہی ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان میں غلطیوں کے صرف دو موقع ہی ہوتے ہیں — یعنی وہ جو گواہوں کی غلطی یا ان کی دروغ بیانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے محض قیاسی شہادت کی تمام صورتوں میں چاہے اسکی زنجیر کتنی ہی طویل اور بظاہر مکمل ہو غلطی کا ایک تیسرا موقع بھی ہوتا ہے یعنی واقعات ثابت شدہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ غلط ہو سکتا ہے[1]۔ علاوہ اس کے جرائم خصوصاً ایسے جرائم کی جو مذموم و سنگین ہوں یا جن کے حالات عجیب و غریب ہوں دریافت و انکشاف کے لیے ایک قسم کی بیچینی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے گواہ اکثر غلطیاں یا مبالغے کر جاتے ہیں۔ اور عدالتیں نتائج اخذ کرنے میں عجلت پسندی سے کام لیتی ہیں۔ نیز ذہن انسانی میں ایک فطری رجحان اشیا میں اس سے زیادہ نظم و ترتیب فرض کر لینے کا ہوتا ہے جتنا کہ ان میں دراصل موجود ہوتا ہے۔ اور اسی طرح منتشر واقعات سے نتائج نکالنے میں ایک قسم کے غرور یا خود پسندی کو بھی دخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے فیصلہ غلط ہو جاتا ہے[2]۔ نیز بعض وقت مقدمات میں عجلت بھرے اور غلط نتائج سہل انگاری یا ہمیشہ بدلنے والے اور نازک جزئیات پر صبر و صحت سے غور کرنے سے نفرت کی وجہ سے نکالے جاتے ہیں[3]۔ اسی لیے ہماری کتابوں کے ان جملوں کے کہ جرائم سنگین کی تمام شہادت قیاسی کی جانچ احتیاط سے کی جائی اور اس کو قبول بھی ہوشیاری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۲۲۳ رسل دریان ۲۸۴۔ نظریۂ ثبوت قیاسی صفحہ ۵۵۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۴۹ شہادت از فلپس دا ایماس ۴۵۹۔ کتاب شہادت از بانیے ۶۳۷۔

[2] Nov. Organ مصنفۂ بیکن مقولہ ۴۵۔ ملک بنام ۲ ج ۲ لیون کراؤن کیسس ۲۲۷۔ از آلڈرسن جج۔ شہادت از فلپس دا ایماس ۴۵۹۔ قرائنی شہادت از برل ۲۰۷ نیز دیکھئے نیچے دفعات ۴۳۹ تا ۴۵۱۔

[3] قرائنی شہادت از برل (Burrill Circumstantial Evidence.) صفحہ ۲۰۷۔

سے کرنا چاہئیے وغیرہ صحیح معنی یہ نہیں ہیں کہ ایسی شہادت اتنا یقین پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی ہے جتنا کہ بلا واسطہ گواہی سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہ قیاسی شہادت کی صورت میں عدالتوں کو اس کے مخصوص خطرات سے جن کو ابھی بیان کیا گیا ہے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہئیے۔ اس کے نقائص تو یہ ہوئے لیکن برخلاف اس کے قیاسی شہادت کے ایک سلسلے کو محدود تعداد میں گواہوں کی بلا واسطہ شہادت پر چند کھلی فضیلتیں بھی ہیں۔ جن کو بنتھم نے وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے[1]:

صـ ۲۶۵

"۱۔ جانبین کی شہادت کے مجموعے میں قرائنی شہادت کے ایک جزو کے داخل ہو جانے سے اگر وہ مجموعہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹے ثابت ہونے کے احتمال بڑھ جاتے ہیں۔ ہر جھوٹے بیان کی تردید ایسے مشہور صحیح واقعے سے ہونے کا احتمال ہوتا ہے جس سے وہ مغائر ہوتا ہے۔ اور ان جھوٹے واقعات کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی ان کے مجموعے کے غلط ثابت ہونے کے احتمال زیادہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ قرائنی شہادت کے مجموعے کی یہ ایک خاصیت ہے کہ واقعات کے بڑے سے بڑے مجموعے کو عدالت کے سامنے پیش کرلے۔ ۲۔ اس مزید مجموعۂ واقعات میں جو اس طرح پر قرائنی شہادت کے ذریعے سے عدالت میں پیش ہوں گے ایسے اجزا بھی ہوں گے جن کی تعداد کم و بیش بہت ہی ہوگی جو مختلف حلفیہ بیان دینے والے گواہوں کے ذریعے سے پیش ہوں گے لیکن گواہی دینے والے

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲۔ نیز دیکھو "اخلاقی فلسفہ" مصنفہ پالی Paleys Moral Philosophy کتاب ۲ باب ۹۔

گواہوں کی تعداد جتنی زیادہ ہو گی اتنا ہی یہ کم واقع ہو گا کہ کوئی سازش اور وہ بھی کامیاب ایسی کی جا سکے جس سے جھوٹی گواہی دینے کا منصوبہ پورا ہو۔ کیونکہ اس کی تکمیل کے لیے مختلف گواہی دینے والے متعدد گواہوں کو ہموار کرنا ضروری ہو گا۔ ۲۔ جب کسی جھوٹے فریب کے منصوبے کو جامۂ عمل پہنانے صرف بلا واسطہ شہادت ہی قراینی شہادت سے کسی قسم کی مدد کے بغیر کافی سمجھی جاتی ہے۔ تو اصل سازشی اپنے سامنے نسبتہً ایک وسیع دائرہ دیکھتا ہے جس میں اس کو کوئی جھوٹا گواہ یا جھوٹے گواہوں کی کوئی جماعت جو اس غرض کے لیے کافی ہو مل سکتی ہے۔ لیکن جب اس کے منصوبے کی کامیابی کے لیے قراینی شہادت کے کسی جزو کو جعلی بنانا یا تباہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے تو اس کے پسند کے میدان کی وسعت ایسی مزاحمتوں سے مسدود ہو جاتی ہے کہ جن پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔"

تاکہ ان لحاظات پر بہت زیادہ بھروسا نہ کیا جائے یہ کہنا ضروری ہے کہ قراینی شہادت میں ہمیشہ نہ تو بہت سے قراین ہوتے ہیں۔ اور نہ ایسے واقعات جن کی گواہی بہت سے گواہ دیتے ہیں۔ و نیز یہ بھی کہ کوئی واقعہ جتنا غیر اہم ہو گا اتنا ہی احتمال ہو گا کہ اس کو نہ ٹھیک طور پر دیکھا گیا اور نہ صحیح طور پر یاد رکھا گیا ہے[1]۔ لیکن ہر ممکن تخفیف کے بعد بھی اس سے انکار کرنا ممکن نہیں کہ جو نتیجہ محض قیاسی شہادت کے مجموعے پر اچھی طرح تعقل کرنے سے نکلتا ہے وہ اتنا ہی اور بعض صورتوں میں اس سے زیادہ یقین

[1] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۱۹ صفحہ ۴۴۔ نوٹ۔

آفرین ہو سکتا ہے۔ جتنا کہ وہ نتیجہ جو شہادت بلا واسطہ کے ایک محدود حصے سے نکلتا ہے[1]۔



[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ایسٹ (East) جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔ انتخلے بنام دی ارل آف انگلیسہ ۱۷۔ ہیوول اسٹیٹ ٹرائلیس بہ ۱۴۳۰۔ از مونٹنی بیخ (Mountenay, B) فلسفۂ اخلاق انہ پالے کتاب ۶ باب ۹۔

صـ ۲۶۶

باب دوم

قیاسی شہادت۔ قیاسات ومفروضات قانونی

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

دفعہ ۲۹۶: بلاواسطہ وقراینی شہادت کی ماہیت اوران کے قابل ادخال ہونے پہ پچھلے باب میں غور کرلیا گیا ہے۔ اب ہم موخرالذکر اور اس کے مماثل مضامین قیاسات ومفروضات قانونی کی زیادہ تفصیل کے ساتھ تحقیق کریں گے۔

دفعہ ۲۹۷: وہ اجزا یا کڑیاں جن سے قیاسی شہادت کی زنجیر بنتی ہے

چند اخلاقی و جسمانی تطابقات ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک اصل واقعے پر دلالت کرتا ہے۔ اور کل کی شہادتی وقعت ان اجزائے ترکیبی کی تعداد۔ وقعت آزادی و توافق پر مبنی ہوتی ہے۔

متعدد قراین جن میں سے ہر ایک بنفسہٖ کمزور ہوتا ہے لیکن جو باہم اس طرح مطابق ہوتے اور ایک دوسرے کی اس طرح توثیق کر سکتے ہیں کہ ان کا رجحان جس امر کو قایم کرنے کا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں رہتا۔ کمزور شہادتوں کی تعداد زیادہ ہونی ضروری ہے۔ .... منفرداً وہ کمزور و بے وقعت ہوتے ہیں۔ لیکن مجموعۃً ان سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثل بجلی کے نہیں بلکہ مثل اولوں[1] کے۔ زیادہ تعداد کا ذکر تو چھوڑ دیجیے۔ قراینی شہادت کے صرف دو جزو لیجیے۔ اور دیکھیے کہ ان میں ہر ایک منفرداً پر سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ ان کو ملاتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کسی خاطی کے خلاف مثل سنگ آسیا کے وزنی ہو جاتے ہیں[2]۔ مثلاً ایک بنک نوٹ کو جعلی جانتے ہوئے چلانے کے چالان میں یہ شہادت کہ ملزم نے ایک جعلی نوٹ چلائی کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ کسی بھی معصوم شخص کے قبضے میں ایک جعلی نوٹ ہو سکتی ہے جس کو وہ ادائی میں دے سکتا ہے۔ لیکن فرض کیجیے کہ مزید شہادت پیش ہوتی ہے کہ اس نے زیر بحث معاملے سے کچھ پہلے ایک دوسرے مقام پر ایک
صفحہ ۲۶۷ دوسرے شخص کو بھی اسی صنعت کی ایک دوسری نوٹ ادائی میں دی تھی تو مجرمانہ علم کا قیاس قوی ہو جاتا ہے[3]۔ اور اسی اصول کو کسی دوسرے

---

[1] Inst. Orat: کتاب خطابت مصنفہ کوانٹیلین کتاب ۵ باب ۱۲۔

[2] عدالتی شہادت از مینھم جلد ۳ صفحہ ۲۴۲۔

[3] ملک بنام وائلی یا وہیلی (R v. Wylie or Whiley) ۱۔ نیو رپورٹ ۹۲۔ کراؤن لا از لیچ جلد ۲ صفحہ ۹۸۳۔ ملک بنام بال ۱۸۰۸ء کیمپبیل ۳۲۴۔ ۱۰ رسل و ریان ۱۹۵۔ ملک بنام گرین ۳

ایسے مقدمے میں بھی اطلاق دیا جائے گا جس میں یہ ثابت کردیا گیا ہو کہ ملزم نے وہ فعل کیا ہے جس کا کہ اس پر الزام لگایا گیا تھا۔ اور صرف یہ سوال باقی رہ گیا ہو کہ کیا ارتکاب فعل کے وقت اس کو فعل کی کیفیت یا نوعیت سے آگاہی تھی؟[1]

دفعہ ۲۹۸ : لیکن یہ ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ پہلے تو یہ کہ اگر تمام متہمہ قراین کا ایک ہی ماخذ ہو تو وہ ایک دوسرے سے آزاد نہیں ہوتے ہیں۔ و نیز ایسی صورت میں قراین کی تعداد میں اضافہ ہونے سے مفروضہ زیادہ قرین قیاس نہیں ہوجاتا ہے[2]۔ ثانیاً جب متعدد قایم بالذات قراین ایک ہی نتیجے پر دلالت کرتے ہیں تو اس نتیجے کے حق ہونے کا امکان ان منفرد احتمالات کا مجموعہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ان سب کا مرکب نتیجہ[3]۔ اور ثالثاً یہ کہ قراین کا جن سے یہ زنجیر بنتی ہے باہم متوافق ہونا ضروری ہے۔ یہ ایسا اصول ہے جو خود صاف ہے اور جس کی آیندہ بھی مثالیں دی جائیں گی[4]۔

دفعہ ۲۹۹ : لفظ "قیاس" کی اس کے وسیع اور نہایت جامع معنوں میں اس طرح تعریف کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی مشکوک واقعے یا قضیے کی صداقت یا بطلان کے ثبوت یا تردید کا ایک نتیجہ ہے[5] جو کسی ثابت شدہ یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ بکارنگٹن وکراؤن رپورٹس ۲۰۹۔ نیز دیکھئے ملک بنام جارڈس ۱۔ ڈرسلی کراؤن کیس ۵۵۲ اور ملک بنام فائٹر ایضاً ۵۶۴۔

[1] ملک بنام فرانسس ۱۸۷۴ء لا رپورٹ ۲ کامن کیسس ۱۲۸۔۱۳۱۔ لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۴۳۔۹۷۔۱۰۰۔

[2] (Dei Delitti e delle Pene) مصنفہ بیکاریہ دفعہ ۱۴ شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۰۲ طبع سوم ۸۵۱

[3] شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۷۰ طبع سوم ایضاً ۵۳۰ طبع چہارم۔ شہادت از بونیئے جلد ۲ صفحہ ۲۴۲۔

[4] دیکھئے دفعات ۳۲۹۔ ۴۵۱۔

[5] "قیاس کچھ نہیں ہے بجز ایک نتیجے کے جو عقل سلیم کے مطابق ان واقعات سے جو معمولاً واقع ہوتے ہیں

یا تسلیم کردہ امر سے قرین احتمال حجت کے ذریعے نکالا جاتا ہے۔ لیکن علم اصول قانون میں اس وسیع معنی کے ساتھ اس کا شاذ و نادر ہی استعمال کیا جاتا ہے[۱]۔ مثل "قیاسی شہادت" کے اس کے بھی یہاں ایک محدود قانونی معنی ہوگئے ہیں۔ اور اس سے مطلب ایک نتیجہ ہے۔ جس سے کوئی ایسا واقعہ ثابت یا اس کی تردید ہوتی ہے جس کو کوئی عدالت ایک قرین احتمال حجت کے ذریعے سے کسی دوسرے واقعے سے نکالتی ہے۔ اس دوسرے واقعے کی یا تو اس کو عدالتی اطلاع ہوتی یا وہ مقبلہ ہوتا یا وہ عدالت کے حسب اطمینان قانونی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے[۲]۔ ٢٦٨ صفحہ

دفعہ ۳۰۰: لیکن انگریزی لفظ "(Presumtion)"۔ یا لاطینی لفظ (Præsumptio) کو مقننوں اور قانون دانوں نے متعدد مختلف معانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ یا ایسا متصور ہوتے ہیں نکالا جاتا ہے"۔ تعزیرات از اتھیس بحوالہ ڈائجسٹ عنوان ۵ا باب ۹ نوٹ ا۔ قیاس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک رائے ہے جو انسان کسی امر کی صحت کے متعلق کسی دوسرے امر سے بطور نتیجہ اخذ کرکے قایم کرتا ہے۔ یہ نتائج ان امور پر مبنی ہوتے ہیں جو عام طور پر اور معمولاً واقع ہوتے رہتے ہیں"۔ کتاب وجوبات مصنفہ پوتھیے "Pothier, Traite des Obligations". حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۲ ذیلی دفعہ ۹ ۴ ۸۔ نیز دیکھیے کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۳۵ "کسی واقعہ کا قیاس صحیح معنی میں اس واقعے کو دوسرے معلوم واقعات سے بطور نتیجہ اخذ کرنا ہوتا ہے۔ اور تمام مضامین میں علم انسانی کا اکثر حصہ اسی ماخذ سے حاصل ہوتا ہے۔ ان امور میں جو اعمال انسانی سے متعلق ہوتے ہیں ریاضی کے سے یقینی تجربات کی نہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور نہ ان کی توقع کی جاتی ہے" از ابٹ چیف جسٹس بمقدمہ ملک بنام بروٹ ۱۸۳۳ء ۴ بارن دال واڈالفس ۹۵-۲۲ رسل وریان ۵۲۹۔ "جب کسی واقعے کی موجودگی سے کسی دوسرے واقعے کا فرض کرلینا لازم اور قطعی ضروری ہوجاتا ہے تو "قیاس کا" لفظ جائز طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا" شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ نیز دیکھیے "فہم انسانی" از لاک کتاب ۴ باب ۱۴ دفعہ ۴۔

[۱] دیکھیے پیچھے دفعات ۲۷۰-۲۹۳۔

[۲] قوانین روما از ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶ مقدمہ دفعہ ۲۔ شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۳۲۔

میں استعمال کیا ہے۔ توجہ سے تحقیق کی جائے تو یہ سات پائے جائیں گے۔
(۱) ابتدائی یا اصلی مفہوم جس کا پچھلے دفعہ میں ذکر کیا گیا ہے۔
(۲) اس کے وہ محدود قانونی معنی جو وہاں بیان کئے گئے۔
(۳) ایک عام حد جس میں ہر قسم کے قابل تردید قیاس داخل ہوتے ہیں یعنی قابل تردید قیاسات قانونی۔ قوی قیاسات واقعاتی بجملہ قیاسات یا بلا واسطہ قیاسی شہادت کے مجموعے۔ جس سے بار ثبوت فریق مخالف پر بدل جاتا ہے۔ صرف اسی معنی میں یہ مشہور و معروف اصول کہ "قیاس کے قایم ہوجانے سے مخالف امر کو ثابت کرنا ہوتا ہے" صحیح ہے۔ اور یہاں لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کے الفاظ[1] پر توجہ کرنا ضروری ہے جو کہتے ہیں کہ رومی فقہا نے قیاس کی تعریف یہ کی ہے کہ "وہ اندازہ ہے جو یقینی علامات سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے خلاف شہادت پیش نہیں ہوتی ہے تو اس کو صحیح سمجھا جاتا ہے" یہ قول صحیح نہیں ہے یہ تعریف غالباً الکیاٹس و منوچیس (Alciatus and Menochius) کی ایسی ہی تعریف قیاس قانونی سے لی گئی ہے[2] لیکن وہ قطعی قیاس قانونی پر بھی کلیتہً نا قابل اطلاق ہے۔ ـــــ کیونکہ ان کی ماہیت ہی میں داخل ہے کہ جن امور کو وہ صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے خلاف کوئی شہادت[3] پیش نہیں ہوسکتی ـــــ اور ان قیاسات واقعاتی پر بھی جو بار ثبوت بدل دینے کے لیے بہت کمزور و ناکافی ہوتے ہیں۔ (۴) ایک بڑی عام حد کے معنی میں جو یقینی نتائج پر بھی قابل اطلاق ہوتی ہے اور مشروط پر بھی[4]

[1] شہادت از گلبرٹ ۱۵۰ و ۱۵۱۔ طبع چہارم۔

[2] الکیاٹس بر قیاسات ("Alciat de Praes.") حصہ سوم نوٹ ۱۔ منوچیس بر قیاسات (Menoch-de Praes.) کتاب ۱ مسئلہ ۸ نوٹ ۱۔

[3] منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۳ و مسئلہ ۷ نوٹس ۲ و ۳۔ شخصی قانون از ٹیٹیس (Titius, Jus Privat) کتاب ۲ باب ۱۱ دفعہ ۱۴ وغیرہ شہادت از اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۲۷۔ طبع سوم۔

(۵) برخلاف اس کے قیاس کا لفظ ناقابل تردید قیاس کے لیے بھی محدود کردیا گیا ہے[۱]۔ (۶) زعم۔ تکبر۔ کورچشمانہ و بلند آہنگانہ اعتماد یا غیر واجبی طور پر فرض کرلینے کے عامیانہ معنی ہیں[۲]۔ (۷) لاطینی لفظ "قیاس" کے کم سے کم ایک زمانے میں ایک دوسرے معنیٰ رہے ہیں۔ قوانین ہنری اول ۱۰۔ دفعہ ۱۔ میں یہ جملہ تھا کہ "شاہی زمین یا مال پر مداخلت" جس میں "پرے زمپٹیو" (Præsumptio) کا لفظ 'حملے' 'مداخلت' یا غصب کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے[۳]۔ قیاس کے بعض دوسرے معانی شہادت مصنفۂ ماسکارڈس (Mascard. de Prob.) سوال (۱۰) اور اسٹروویس (Struvius) کی کتاب "مجموعۂ قانون روما (Syntag. jur. Civ.) منتخبہ ۲۸۔ دفعہ ۱۵ پر ملر (Müller) کی نوٹ (الف) میں ملیں گے۔ ایک ہی لفظ کے اتنے بہت معانی ہونے کی وجہ سے جو پریشانی لازمی طور پر ہوتی ہے۔ اور عدالتی قیاسات کے مضمون کی قدرتی دشواری

ص ۲۶۹

[۱] گراؤنڈس اینڈ رڈیمنٹس آف لا "Grounds & Rudiments of Law." صفحہ ۱۸۶۔ طبع دوم۔ اصول متعارفۂ قانون از برانچ (Branch Maxims) صفحہ ۱۰۷۔ طبع پنجم۔ اور اصول متعارفہ از ہالکرسٹن (Halkerston's Maxims) صفحہ ۷۹۔

[۲] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ باب ۲۶۔ لٹلٹن رپورٹس ۲۲۷۔ کک بر لٹلٹن مطبوعہ ہارگریف ۱۵۵۔ ب۔ لاطینی لفظ "پرے زمپٹیو" کو براکٹن نے اسی معنی میں اکثر استعمال کیا ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۰۔ ب۔ دفعات ۷ و ۱۶۰ الف دفعہ ۵۔ ۲۲۱ ب دفعہ ۲۔) اسی طرح رومی دکلیسائی فقہا نے بھی کیا ہے۔ شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۱۰ نوٹس ۱۔ ۵۔ ۶ الکیاٹس برثبوت حصہ دوم نوٹ ۱۔ وغیرہ نیز دیکھیے نمونہ حکمنامۂ امن۔ کنٹری جسٹس از ڈالٹن۔ ۱۶ و ۱۸ جسٹس آف دی پیس از آرچ بولڈ (Archbold Justice of the Peace)

[۳] دیکھیے دی اینشنٹ لاز اینڈ انسٹیٹیوٹس آف انگلینڈ (The Ancient Laws & Institutes of England.) ۱۸۴۰ء جلد ۱ صفحہ ۵۱۹۔ نوٹ ب وشرح۔

اور عظیم اہمیت الکیاٹس[1] کے اس قول کو بالکل جائز کر دیتے ہیں کہ "یہ نہایت ہی مفید امر ہے جس سے روزانہ سابقہ پڑتا ہے لیکن جو عام طور پر الجھا ہوا۔ اور پیچیدہ ہے۔"

دفعہ ۳۰۱: آگے بڑھنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بعض ان الفاظ کی طرف اشارہ کریں جن کو رومی و کلیسائی فقہا ثبوت کے مختلف اقسام اور ان سے پیدا شدہ مختلف مدارج کے یقین کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور جو گو اب بڑی حد تک متروک ہو گئے ہیں۔ لیکن توجہ کے غیر مستحق نہیں ہیں۔ یہ الفاظ حسب ذیل ہیں "دلیل"، "علامت"، "نشان"، "خیال"، "شبہہ"، "وتائید"۔ "دلیل" سے مراد بالواسطہ شہادت سے مستنبط شدہ ہر قسم کے نتیجے سے تھی چاہے اس کی نوعیت قطعی ہو کہ قیاسی[2]۔ "علامت" فرانسیسی قانون میں بھی اسی کا مشتق مستعمل ہے ـــــ سے جو مراد لی جاتی تھی۔ اس کی مثال ہمارے نظام کی قرائنی شہادت کی وہ قسم ہوگی جو صرف قیاسی ہوتی ہے۔ یہ لفظ زیادہ تر نتیجے کے بجائے اس واقعے کو ظاہر کرنے استعمال ہوتا تھا جس سے کہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اسی عنوان کے تحت مال مسروقہ کے جدید قبضے۔ مقام واردات جرم سے قربت زندگی و حالات کے یکا یک تغیر[3] وغیرہ کو شمار کیا جاتا تھا۔ "نشان" سے مراد وہ بالواسطہ شہادت

---

[1] الکیاٹس بر قیاسات حصہ اول نوٹ ۱۔ Indicium argumentum Signum Conjectura Suspicio adminiculum)۔

[2] دیکھیے تعزیرات ماتھیس بر کتاب ۴۸ ڈائجسٹ عنوان ۱۵۔ باب ۲ و ہوٹ ۱۔ اور علم اصول قانون معاہدہ مصنفہ وینیس کتاب ۴۔ باب ۲۵ و ۲۶۔

[3] شہادت مصنفہ ماسکارڈس کتاب ۱ سلہ ۱ منوچیس برقیاسات کتاب ۱ سلہ ۷۔ انسائیکلو پیڈیا میتھوڈیک عنوان جو رسپروڈنس مضمون انڈیسیس Encyclopedic Methodi-que, tit. Jurisprudence. Art. Indices.) کتاب شہادت ازبا ۱ بدفعات ۴ و ۳ - ۶۳۔

ہوتی تھی جس کا حواس کو شعور ہوتا ہے۔ مثلاً اس شخص کے لباس پر خون کے دھبے جس پر قاتل ہونے کا شبہہ ہو۔ کسی جرم کا الزام لگانے پر دہشت وخوف کے علامات[1]۔ ''خیال'' و ''شبہے'' سے زیادہ تر مراد ثبوت کے طریقوں سے نہیں بلکہ اس ظن سے تھی جو شہادت سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اول الذکر کی اچھی تعریف کی گئی ہے کہ '' وہ صداقت کی خفی لیکن معقول علامت ہوتا ہے۔ جس کو عقلا کی رائے بے نقاب کردیتی ہے[2]'' یا وہ اعتبار کا بہت ہی کم درجہ ہوتا ہے جو اتنی کمزور یا
بعید شہادت سے پیدا ہوتا ہے جس سے یقین بلکہ گمان بھی پیدا صنہ ۲۷
نہیں ہو سکتا۔ علامتی شہادت ہی کی حیثیت سے انگریزی قانون میں اس کی کوئی جگہ ہے[3]۔ ''شبہہ'' ایک زیادہ قوی لفظ ہے ــــ[5] ایسا خیال جو دوسرے سے پیدا ہوتا ہے کمزور نہیں ہوتا[4]'' ــــ مثلاً کوئی شخص مسمی اے۔ بی (A. B.) مقتول پایا جاتا ہے۔ سی۔ ڈی (C. D.) ایک برے چال چلن کا شخص ہے۔ جس کو اس کی موت میں دلچسپی یا غرض ہے۔ اس سے 'خیال' ہو سکتا ہے کہ وہی قاتل ہے۔ لیکن اگر اس میں اس امر کا بھی اضافہ ہو کہ قتل سے کچھ پہلے وہ اس مقام پر پایا گیا تھا جہاں سے کہ نعش برآمد ہوئی تھی تو اس کے جرم کے متعلق خیال شبہے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ ''تائید'' سے مراد کوئی بھی شہادت ہے جو بنفسہ بیکار ہوتی ہے۔ لیکن دوسری شہادت کی تائید بطور کارآمد ہوتی ہے[5]۔ یہ فرق ہمیں نزاکتیں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سے

[1] Inst. orat. کوانٹلین کتاب ۵ باب ۹۔ منوچیس بر ثبوت کتاب ۱ مسئلہ ۱۔ نوٹس ۱۳ تا ۲۷۔

[2] شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۱۴۔ نوٹ ۱۴۔

[3] دیکھو پیچھے دفعہ ۹۲۔

[4] منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۸۔ نوٹ ۱۴۔

[5] ایضاً۔ نوٹس ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔

وجوہات کی بنا پر جن نظامات میں یہ پائے جاتے ہیں۔ ان میں فائدوں سے خالی نہیں ہیں۔ تمام سوالات قانونی و واقعاتی کا تصفیہ ایک ہی جج کے ذمے ہوتا تھا۔ جس کے اختیار پر بہت ہی کم قیود ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک قید یہ تھی کہ ملزم کو جب تک اس کے خلاف ایک خاص مقدار میں شہادت نہ ہو اذیت نہیں پہنچائی جا سکتی تھی[1]۔ اس اہم مضمون پر ہم ترتیب ذیل میں غور کریں گے:-

(۱) قیاسی شہادت۔ قیاسات عام طور پر اور مفروضات قانونی۔

(۲) قیاسات قانونی و واقعاتی۔ اور قانون و واقعات سے مخلوط قیاسات جو عملدرآمد میں معمولاً پائے جاتے ہیں۔

(۳) قیاسات و قیاسی شہادت تعزیرات میں۔

فصل اوّل

قیاسی شہادت۔ قیاسات عام طور پر اور مفروضات قانونی

دفعہ ۳۰۳: یہ بات صاف ہے کہ قیاسی شہادت اور وہ قیاس جو اس سے پیدا ہوتا ہے اپنی شہادتی وقعت کے لیے قانون صریح کے رہین منت نہیں ہیں۔ ایک واقعے کا دوسرے واقعے سے نتیجہ نکالتے وقت (یہ فرض کرتے ہوئے کہ نتیجہ صحیح نکالا گیا ہے) عدالتیں اس نے

[1] فرامین پاپائی مصنفہ گریٹین (Decret, Gretian). کتاب ۵ عنوان ۴۱۔ باب ۶۔ ماتھیس بر شہوت باب ۲ نوٹ ۸۰۔

زیادہ کچھ نہیں کرتی ہیں کہ تہدید قانون کے تحت اسی طرح تعقل کرتی ہیں۔ جس طرح کہ کسی ذہین آدمی کا ذہن ایسے ہی حالات میں خود اپنے طور پر کرتا۔ اور جس کی قوت کلیتہً فطرت کے طریقے۔ ذہن انسانی کی ساخت۔ انسانی عمل کے سوتوں اور معاشرے کے رواجات وعادات کے تجربے ومشاہدے پر موقوف ہوتی ہے[1]۔ ایسے تمام نتائج کو ہمارے قانون داں "قیاسات واقعاتی" یا قدرتی قیاسات کہتے ہیں۔ اور رومی فقہا اس کو "قیاسات انسانی"[2] کہتے ہیں۔ تاکہ ان کو دوسرے فنی قسم کے قیاسات سے جو کم وبیش علم اصول قانون کے ہر نظام میں پائے جاتے ہیں۔ اور "قیاسات قانونی" یا "قانونی قیاسات"[3] کہلاتے ہیں فرق کیا جا سکے ان دو اقسام میں ایک تیسری قسم کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کو ایک حد تک دونوں کے ہم ماہیت ہونے کی وجہ سے "مخلوط قیاسات" یا "قیاسات مخلوط" یا قانون وواقعات کے مخلوط قیاسات" کہہ سکتے ہیں۔ اور چونکہ قیاسات واقعاتی۔ تعداد میں غیر محدود اور اپنی ماہیت کے لحاظ سے علم قانون کے اپنے موضوع نہیں ہوتے ہیں۔ جتنے کہ قیاسات قانونی[4] ہمارا قصد ہے کہ مثل شہادت کے دوسرے مصنفوں کے موخر الذکر اور اس کے ہمجنس مضمون مفروضات قانونی سے پہلے بحث کریں۔ اس کے بعد ہم اول الذکر اور مخلوط قیاسات کی بحث چھیڑیں گے اور یہ فصل متضاد قیاسات کے ایک مختصر ذکر پر ختم ہوگی۔ صفحہ ۲۷۱

[1] "کینے سے قتل کرنے کا قیاس جو ہلاک ہتھیار کے استعمال کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور کسی جانور کی آبی عادتوں کا قیاس جو اس کے پاؤں پر جالے ہونے سے ہوتا ہے۔ ایک ہی فلسفے سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرق صرف تمثیل کا ہے۔ اطلاق کے اصول کا نہیں ہے۔" شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱۔ دفعہ ۱۴۔ طبع شانزدہم۔

[2] بیکن "ثبوت قطعی" مصنفہ ماسکارڈس صفحہ ۱۲۲۶۔ میں ماسکارڈس نے قدرتی قیاس کے لفظ کو ان قیاسات تک محدود کیا ہے جو فطرت کے معمولی طریقے سے مستنبط کئے جاتے ہیں۔"

[3] دیکھئے مقدمہ دفعات ۴۲ و ۴۳۔

[4] شہادت مصنفہ فلپس وایاس ۴۵۷۔

ذیلی فصل (۱)

قیاسات قانونی۔ اور مفروضات قانونی

دفعہ ۳۰۴: قیاسات قانونی یا جیسا کہ ان کو "ارادات قانونی" بھی کہتے ہیں۔ اور جن کو رومی فقہا "قیاسات یا موافق قانونی" کہتے تھے۔ قانون عمومی یا قانون موضوعہ کے مقرر کردہ نتائج یا موافق ہیں۔ صہ ۲۷۲ اور جیسا کہ اس کتاب کے

مقدمے[1] میں تبلایا گیا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کا دہرانا غیر ضروری ہے وہ ہر باقاعدہ نظام علم اصول قانون کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں۔ وہ قیاسات واقعاتی اور مخلوط قیاسات سے دو نہایت اہم امور میں مختلف ہوتے ہیں۔ (۱) موخر الذکر میں نتیجہ نکالنے کا کم و بیش اختیار تمیزی عدالتوں کو دیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے زیر غور قیاسات میں جب کبھی وہ واقعات ہوتے ہیں۔ جن کو قانون نتیجہ اخذ کرنے کی اساس تصور کرتا ہے۔ وہ تحکمی طور پر حکم دیتا ہے کہ فلاں نتیجہ نکالا جائے[2]۔ اسی لیے اگر کوئی جج جوری کو کسی قیاس قانونی کے خلاف ہدایت کرے تو قانون عمومی کی رو سے استحقاقاً مقدمے کی از سر نو سماعت ہو سکتی تھی۔ اور اگر کوئی جوری یا یکے بعد دیگرے کئی جوریاں بھی کسی ایسے قیاس کا لحاظ نہ کریں تو گو یہ کتنے ہی مرتبہ ہو مقدمے کی سماعت استحقاقاً از سر نو ہو سکتی تھی[3] لیکن جب کسی اور نوع کے قیاس کو نظر انداز کیا جاتا یا اس سے قطع نظر کی جاتی ہے تو مقدمے کی دوبارہ سماعت کی منظوری ہمیشہ عدالت کی صوابدید پر منحصر ہوتی تھی جو اس امر پر اتنی ہی کم یا زیادہ فیاضی سے کام لیں گے جتنا کہ قیاس قوی یا کمزور ہوگا۔ ۲۔ (اور اسی خصوص میں مختلف اقسام کے قیاسات

---

[1] مقدمہ دفعات ۲۴۲ و ۲۴۳۔

[2] لفظ نتیجہ Inference کے اس استعمال پر جس کو آسٹن (Austin) و اسٹیفن نے بھی اختیار کیا ہے پروفیسر تھے یر Prof Thayer) نے سخت تنقید کی ہے اور تبلایا ہے کہ نتیجہ نکالنا صرف منطق ہی کا وظیفہ ہے اور یہ کہ جبری نتیجہ نکالنا نقیض نفلی ہے۔ (ابتدائی کتاب شہادت صفحات ۳۱۴-۳۱۷-۲۱۵) اس تنقید کو سرایف۔ پالک (۵) لا کوارٹرلی ریویو (Law Quarterley Review صفحہ ۸۶۔ اور فیپن نے شہادت طبع ششم صفحہ ۳۵ میں پسند کیا ہے۔

[3] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس صفحات ۴۵۹-۴۶۵-ہیرباہارسن بنام ولسن ۱۸۲۹ء ۹ بارنوال و کرسول ۶۴۳-۲۳ رسل و ریان ۲۸۴۔ ٹنڈل بنام براؤن ۱۸۸۵ء ا ٹائمز لاء رپورٹ ۱۶۷۔

میں فرق نہایت نمایاں ہے) چونکہ قیاسات قانونی دراصل اصول قانون اورخود قانون کا جزو ہیں۔ اسی لیے عدالت جب کبھی مطلوبہ واقعات اس کے سامنے پیش ہوتے ہیں نتیجہ نکال سکتی ہے[1]۔ برخلاف اس کے دوسرے قیاسات میں چاہے وہ کتنے ہی صاف وعلانیہ ہوں چونکہ واقعات سے نتائج نکالے جاتے ہیں قانون عمومی میں جوری کی مدد بغیر نتائج نہیں نکالے جا سکتے تھے۔

دفعہ ۳۰۵: قیاسات قانونی کے وجوہات مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض تو محض قدرتی قیاسات ہیں جن کو قانون تسلیم کرتا اور نافذ کراتا ہے مثلاً یہ قانونی اصول کہ ہر شخص کے متعلق قیاس کرلیا جائے کہ اس نے اپنے فعل کے قدرتی نتائج کا ارادہ کیا تھا۔ اوراسی لیے وہ شخص جس نے کسی عمارت کو آگ لگائی ہو اس کے مالک کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا[2]۔ اور جو شخص دوسرے کو زہر دے یا بھرے ہوئے اسلحہ اس پر چلائے۔ اس کی موت یا ضرر جسمانی کا ارادہ رکھتا تھا ـــــ محض قانون بطور ایک ایسے اصول کو قایم کرنا ہے جس سے عقل انسانی فوراً اتفاق کرلیتی ہے۔ لیکن اکثر زیر بحث قیاسات میں نتیجے کو عقل جزءً ہی پسند کرتی ہے ـــــ کیونکہ قانون مصلحۃً ان واقعات کو جن سے وہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قدرتی رجحان سے بڑھ کر تعین پیدا کرنے کا ایک مصنوعی اثر دیتا ہے۔ مثلاً رقم کی دستخطی ومہری رسید سے قدرتی طور پر ادائی ص ۲۸۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۷۱ رسل دریان جلد ۱ ص ۱۷۱ قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۹ قاعدہ ۶ کے تحت ایسی صورت میں دوبارہ سماعت نہیں کی جائے گی۔ جب تک عدالت کی رائے میں اس بعینہ غلط ہدایت سے مقدمے کی سماعت میں کوئی اہم خلاف قانون فعل یا ناانصافی نہ ہوئی ہو۔

[1] پلیڈنگس از اسٹیفن ۳۹۱-۳۹۲۔ طبع پنجم۔ پلیڈنگس ازچیٹی جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ طبع ششم۔

[2] ملک بنام شیپرڈ۔ رسل دریان ۱۹۹۔ ملک بنام فارنگٹن ایضاً صفحہ ۲۰۷۔ ملک بنام میدر سنہ ۱۹۰۹ء

کا قیاس پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے ادائی لازماً ثابت نہیں ہوتی۔ اور اس رسید کو قطعی اثر دینا قانون کا پیدا کردہ ہوتا ہے[۱]۔ اسی طرح وہ اصول جس کی رو سے اس شخص کے متعلق جس نے کسی دوسرے کو قتل کر دیا ہو۔ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ اس نے اس کو کینے سے قتل کیا ہے کچھ قدرتی نصفت اور کچھ مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ ان میں ایک تیسری قسم کا بھی اضافہ کیجئے۔ جس میں مصلحت قانونی کے اصول کو اتنی وسعت دی گئی ہے اور ایسے نتائج قایم کر دیے گئے ہیں جو عقل میں نہیں آتے۔ بلکہ شاید عقل کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً جب قانون ان بتفسہ بڑے جرایم کی بھی سزا اس مفروضے کی بنا پر دیتا ہے کہ مملکت کے تمام اشخاص چاہے وہ اصلی باشندے ہوں کہ غیر ملکی قانون عمومی اور تمام قانون موضوعہ سے واقف ہوتے ہیں تو علانیہ وہ ایک ایسے امر کو فرض کر لیتا ہے جس کا قطعاً کوئی وجود نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ ظالمانہ اصول نہایت حکیمانہ مصلحت کی رو سے ضروری ہو۔

دفعہ ۳۰۶: قیاسات قانونی میں ایک ہی نہایت اہم فرق ہے —— وہ یہ کہ بعض مطلق و قطعی ہوتے ہیں اور ان کو قانون عمومی کے فقہا ناقابل تردید قیاسات اور رومی فقہا قطعی قیاسات قانونی کہتے ہیں۔ اور بعض دوسرے مشروط۔ غیر قطعی و قابل تردید ہوتے ہیں۔ اور ان کو رومی فقہا سادہ قیاسات قانونی یا صرف قیاسات کہتے ہیں رومی فقہا نے اول الذکر کی نہایت صحت کے ساتھ تعریف کی ہے کہ قیاس قانونی "وہ طریقہ ہے جس میں قانون کسی امر کو فرض کر لیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ایلگنس بنچ ۸۹۵۔ دیکھو نیچے دفعہ ۳۴۴۔

[۱] شہادت از گلبرٹ ۱۵۸ طبع چہارم۔

اور قیاس سے آگے بڑھ کر اس کو قایم قرار دیتا ہے۔" وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "قیاس کو قانونی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ قانون کا قایم کردہ ہوتا ہے۔ اور قطعی اس لیے کہ اس سے آگے بڑھ کر وہ اس کو ثابت قرار دیتا اور صحیح تصور کرتا ہے[1]۔ مختصر یہ کہ وہ ایسے نتایج ہوتے ہیں کہ قانون ان کو ایسے حکمی طور پر نکالتا ہے کہ کسی تردیدی شہادت سے گو وہ کتنی ہی قوی ہو ان کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً جب کسی مقدمے کا ایک مرتبہ کسی آخری و مجاز عدالت میں باضابطہ فیصلہ ہو جائے تو وہ اب امر فیصل شدہ ہو جاتا ہے۔ اور انھیں فریقین کے درمیان بعد کی کارروائیوں میں اس فیصلے کو غلط ثابت کرنے کو کوئی شہادت قبول نہیں کی جائے گی[2]۔ ص۲۷۴
سات سال سے کمسن بچے کے متعلق نہ صرف یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ اس سے جرم سنگین سرزد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کینے و ارادے کی صاف سے صاف شہادت سے بھی اس کی تردید کی اجازت نہیں ہوتی ہے[3]۔ اسی طرح کسی دستاویز قرض یا تمسک کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کی تکمیل اخلاقی بدل کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اور اس کے خلاف کوئی شہادت منظور نہیں ہوتی ہے[4] بجز اس کے کہ اس دستاویز پر فریب کا اعتراض کیا جائے[5]۔ دستخطی و مہری رسید ادائی رقم کی قطعی شہادت ہوتی ہے[6]۔ اور

---

[1] الکیاٹس بر قیاسات حصۂ دوم نوٹ ۳۔ منو جیبس بر قیاسات کتاب ۱۔ مسئلہ ۳ نوٹ ۱۱۔ وجوہات' از پوتھیے دفعہ ۸۰۷۔

[2] پیچھے دفعات ۵۸۵ تا ۵۹۵۔

[3] بیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۷۔۲۸۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳۔

[4] پلوڈن ۳۰۸۔۳۰۹۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۹۳۰ طبع سوم۔ ایضاً، ۴، طبع چہارم لیکن دیکھیے نوٹ ۶ نیچے۔

[5] اسٹارکی حوالۂ مذکورہ دیکھیے پیچھے دفعات ۲۲۵۔۲۲۷۔

[6] شہادت مصنفۂ گلبرٹ ۱۵۸۔ طبع چہارم [اس بیان اور آخری جملے کے بیان دونوں میں آج کل کے قانون کی رو سے تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دستاویزات مہری میں جن رسید کا

قدیم جاگیری حقیتوں کے زمانے میں یہ ایک ناقابل تردید قیاس قانونی تھا کہ اکیس سال سے کمسن شخص نایٹ سروس (Knight Service) کو انجام نہیں دے سکتا تھا۔[1]

دفعہ ۳۰۷: یہ قطعی قیاساتِ قانونی ہماری قانونی تاریخ کے دوران میں بہت کچھ بدلے ہیں۔ بعض قیاسات جو قدیم زمانے میں ناقابل تردید سمجھے جاتے تھے۔ بعد کے ججوں کی رائے کے مطابق زیادہ وسیع تجربے پر عمل کرتے ہوئے یا تو محض قیاسات قانونی قرار دے دیے گئے ہیں۔ یا صرف قیاسات واقعاتی جن کا کرنا جوری کی صوابدید پر منحصر ہوتا ہے۔[2] فی الجملہ انصاف کی جدید عدالتیں قیاسات کو ناقابل تردید تسلیم کرنے میں تامل کرتی ہیں۔ اور ان کا رجحان ان کی تعداد کو گھٹانے کا ہے۔ بڑھانے کا نہیں ہے۔ کسی فریق کو ایک جابرانہ اصول کی بنا پر ایسی شہادت کے پیش کرنے سے باز رکھنا جو اگر منظور کی جاتی تو فیصلہ مجبوراً اس کے حق میں ہوتا ایک ایسا فعل ہے جو صاف مصلحت وحکیمانہ تدبر ہی کی بنا پر جائز ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے بعض قیاسات کو مصلحت و تدبر سے کوئی تعلق ہونا پایا نہیں جاتا۔

دفعہ ۳۰۸: لیکن قطعی قیاسات قانونی بھی اپنے فواید سے خالی نہیں جب ان کو جائز حدود میں رکھا جائے تو عدل گستری پر ان کا اثر بہت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ذکر ہوتا ہے وہ قطعی نہیں ہوتے ہیں۔ باستثنا ان منتقل الیہم کے جنھوں نے حقیت کو بغیر رسید کی اطلاع اور دستاویز پر بھروسا کرکے لیا ہو۔ بکرٹن بنام واکر ۳۱ چانسری ڈیویژن صفحہ ۱۵۳۔ نیز تفصیل شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ششم ۵۷۷۔ ۵۸۲۔ ۵۸۹۔ میں دیکھئے]۔

[1] لٹلٹن دفعہ ۱۰۳۔ گک برلٹلٹن صفحہ ۷۰ ب۔

[2] شہادت مصنفہ فلپس وایماس صفحہ ۴۶۰ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۴۶۹ طبع دہم۔

مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ ان سے پریشان کن مقدمہ بازی کی راہ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ اور جہاں اچھی اور شبہے سے بالا شہادت نہیں ہوتی ہے۔ تحقیقات مسدود کردی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مفید ترین قیاسات ص ۲۷۵
میں اس اصول کو بھی سمجھنا چاہئے جو امر فیصل شدہ کے اقتدار کو قایم رکھتا ہے۔ اور جوری کے فیصلوں کی تائید میں عدالتوں کے احکام۔ اور نظریے امر مانع تقریر مخالف (جیسی کہ اس کی عصر جدید میں توضیح کی گئی ہے) کا شمار بھی انھیں مفید قیاسات میں ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۰۹: "مفروضات قانونی"۔ ناقابل تردید قیاسات قانونی سے بہت قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ "مفروضے میں خلاف واقعہ کسی امر کو فرض کیا جاتا ہے۔ اس امر کا وجود گو ممکن ہوتا ہے۔ لیکن دراصل ہوتا نہیں ہے۔ اور فرض کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس سے اغراض انصاف پورے ہوتے ہیں[1]"۔ بالفاظ دیگر اس میں قانون کسی امر کو جو غلط لیکن ناممکن نہیں ہوتا ہے بطور واقعہ تسلیم کرلیتا۔ اور اس کی تردید کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ مفروضات قانونی اور قطعی قیاسات قانونی میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر حکمی نتائج ہوتے ہیں جو ممکن ہیں کہ صحیح یا غیر صحیح ہوں۔ لیکن مفروضات قانونی میں مفروضہ واقعے کے غلط ہونے کا اعتراف واقبال ہوتا ہے[2]۔ مفروضہ اس امر کے متعلق ہوتا ہے جو یقیناً غلط ہوتا

[1] گوتھوفرڈ (Gothofred.Not.) نوٹ ۳۔ بہ کتاب ۲۲۔ ڈائجسٹ عنوان ۳۔ پرنسپیا جورس مصنفہ ویسٹن برگس (Westenberguis, Principia juris) بر کتاب ۲۲۔ ڈائجسٹ عنوان ۳ دفعہ ۲۰۔ مواقعت قانونی از ہیوبرس بر کتاب ۲۲ ڈائجسٹ عنوان ۳ نوٹ ۲۵ منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۸۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۳ نوٹ ب نیز دیکھو ۲ رول ۵۰۲۔ اور پامر رپورٹس ۳۵۴۔

[2] مقدمۂ قانون روما از ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۔ (Voet ad Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۹۔ الکیاٹس بر قیاسات حصۂ اول نوٹ ۴۔

ہے۔ قیاس اس امر کے متعلق جس کا یقیناً صحیح ہونا معلوم نہیں[1]۔ مثلاً یہ قطعی قیاس قانونی کہ سات سال سے کمسن بچے جرایم سنگین کے اغراض کے لیے مجرمانہ ارادہ رکھنے کے ناقابل ہوتے ہیں[2]۔ غالباً عام طور پر صحیح ہے۔ گو خاص صورتوں میں غلط ہوتا ہے۔ لیکن جب وسٹ منسٹر (Westminster) کی عدالتوں کو اختیار سماعت دینے کے لیے قانون کسی معاہدے کو جو دراصل سمندر پر کیا جاتا تھا۔ انگلستان کے کسی حصے میں کیا گیا تصور کرتا تھا تو یہ مفروضہ علانیہ غلط ہوتا تھا۔ اور لفظ کے پورے معنی میں مفروضہ تھا۔

دفعہ ۳۱۰ : جیسا کہ مسٹر جسٹس بلاکسٹن (Mr. Justice Blackstone) نے کہا ہے[3]۔ کہ مفروضاتِ قانونی گو پہلے پہلے ناپسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن غور کرنے پر نہایت ہی مفید و کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن مثل مصنوعی قیاسات کے ان کے بھی بیجا استعمال اور خرابیاں ہیں۔ کیونکہ بعض وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کسی ملک کے علم اصول قانون میں کافی وجہ بغیر داخل کئے جاتے ہیں۔ یا اس میں ان کے افادے کے ختم ہوجانے کے بعد بھی باقی رکھے جاتے ہیں۔ رومی فقہا کہتے ہیں کہ ان کو اس لئے ایجاد کیا گیا ہے کہ "قانون کی نزاکتوں میں نصفت و عقل کو بھی شامل کریں[4]"۔ اور یہ قانون عمومی کا بہت ہی مشہور اصول ہے کہ "مفروضاتِ قانونی میں ہمیشہ نصفت ہوتی ہے[5]"۔ اور اسی اصول کے　ص ۲۷۶

---

[1] گو تھو فرڈ نوٹ ۳۔ بہ کتاب ۲۲ ڈائجسٹ عنوان ۳۔

[2] پلیس آف دی کراؤن ازہیل جلد ۱ صفحہ ۲۷ تا ۲۸۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۲۔

[3] ایضاً بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۰۱۰۷ انسٹیٹیوٹ کتاب ۴ صفحہ ۱۳۴۔

[4] ایضاً بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۳۔

[5] Vœt ad Pand کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۹۔

[6] شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۳۴ کک بر لٹلٹن صفحہ ۱۵۰۔ الف۔۔ اکک صفحہ ۴۰۔ الف ۱۱۔ کک ۱۵۰ لفہ

مدنظر ذیل کے دو قاعدے وضع کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۳۱۱ : اولاً یہ کہ مفروضات صرف ضرورۃً ہی بنائے جائیں[1]۔

اسی لیے اس کی کبھی اجازت نہیں دینی چاہئے کہ ان سے کسی معصوم شخص کو ضرر یا نقصان پہنچے[2] وہ مفروضات قانونی کا عمل مضر یا نقصان رساں عمل نہیں ہوتا ہے[3]۔ مثلاً جب کوئی شخص جو کسی اراضی کا پٹہ دار قابض ہوتا ہے نکاح کرتا ہے۔ اور پٹے کو کسی دوسرے کو منتقل کرتا ہے جو منتقل کنندہ اور اس کی بیوی اور ورثا کو لگان سے کچھ سالیانہ عطا کرتا ہے۔ منتقل کنندہ فوت ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیوی نصف اراضی معاوضۂ مہر میں بر بنائے رواج حاصل کر لیتی ہے ـــــ تو وہ صرف نصف لگان کے لیے ضبطی لا سکتی ہے۔ کیونکہ گو مفروضۂ قانونی کی رو سے اس کا حق مہر لگان سے بالا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس مفروضے پر اس حد تک عمل ہونے دیا جائے کہ وہ پورے لگان کے لیے ضبطی لا سکے تو اس سے ایک تیسرے شخص کو نقصان پہنچے گا۔ جس کی قانون اجازت نہیں دیتا ہے[4]۔ اسی طرح کامن ریکوری (Common Recovery) کی نالش اراضی میں ضامن مفروضۂ قانونی کی وجہ سے اس حد تک اسامی اراضی سمجھا جاتا تھا کہ وہ دعویدار سے مقدمہ کا سمجھوتہ کر سکتا یا اس کے سمجھوتے یا بری کرنے کو قبول کر سکتا تھا۔ تاہم چونکہ ضامن کو اراضی میں دراصل کوئی حقیت نہیں ہوتی تھی اس لیے اگر وہ کسی غیر سے سمجھوتہ کرتا یا کوئی غیر شخص اس سے اس اراضی کی بابت

---

[1] ۳ کک۔ ۳۰ الف مقدمۂ بٹلر و بیکر۔

[2] ایضاً ۲۲۔ ۱۱ کک ۵۱ الف۔ ۳ کک ۲۱ الف۔

[3] پامر رپورٹس (Palmer Rep.) ۳۵۴۔ نیز دیکھو ۳ کک ۳۶۔ الف ۲ رول ۵۰۲۔ ۱۹ کیمچیکر۔ ۴۵۔

[4] کک برٹلٹن صفحہ ۱۵۰۔ الف۔

سمجھوتہ کرتا تو یہ معاملات باطل ہوتے تھے"[1]

دفعہ ۳۱۲: ثانیاً یہ کہ یہ ایک اصول سمجھا جاتا تھا کہ جس امر کو فرض کیا جائے وہ ممکن ہونا چاہیے[2]" "قانون غیر ممکن امر کو فرض نہیں کرتا ہے[3]" "قانون ناممکن امر کا تصور نہیں کرتا ہے[4]" "کسی ناممکن امر کا قیاس نہیں کیا جانا چاہیے[5]" ص ۲۷۷ مثلاً ہیوبیرس (Haberus) کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص وصیت کے ذریعے سے کوئی جائداد اس شرط پر چھوڑتا ہے کہ موصی لہ کوئی فعل موصی کی وفات سے ایک معینہ وقت کے اندر کرے تو

[1] کک برٹنٹن صفحہ ۲۶۵ ب ۳ کک ۲۹ ب۔

[2] مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۲ "ر الکیاٹس بر قیاسات" حصّہ اول نوٹ ۵۔ اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۸، ۲ نوٹ ۲۔ طبع پنجم۔ "یہ مفروضات قانونی کسی ممکن امر کے متعلق ہوتے ہیں ناممکن امر کے متعلق نہیں کیونکہ قانون فطرت کی نقل کرتا ہے" از ڈاڈرج جسٹس (Doddridge, J.) بمقدمۂ شیفلڈ بنام راٹکلف ۲ رول ۱۰۵۔ اس اصول کے وجود سے انکار کیا گیا ہے خصوصاً ٹیس نے انکار کیا ہے (خصوصی قانون وغیرہ کتاب ۱ باب ۹ دفعات ۱۳۱) جو عام طور پر مفروضات کے متعلق کہتے ہیں کہ "مفروضات کے یہ کل آلات نہ صرف غیر ضروری ہیں بلکہ بیکار اور لغو بھی" اور وہ ان ناممکنات کی مثالیں بطور جن کو قانون نے ممکن تصور کیا ہے" شہنشاہ لیو (Leo) کے ۲۶ ویں فرمان کا ذکر کرتے ہیں جس کا عنوان تھا کہ مخنث بھی متبنیٰ لے سکتے ہیں۔ اور یہ واقعہ کہ جنین کے متعلق بہت سے حقوق کے لیے تصور کر لیا جاتا ہے کہ وہ پیدا ہو چکا ہے لیکن موخرالذکر صورت میں تو کوئی ناممکن امر فرض نہیں کیا جاتا ہے بلکہ مفروضہ کا عمل صرف وقت سے متعلق ہوتا ہے اور اول الذکر کے متعلق زیر بحث فرمان کے مقدمے ہی سے ظاہر ہے کہ وہاں بیان کردہ حالت والے لوگوں کو یہ حق جو دیا گیا ہے وہ بطور عنایت دیا گیا ہے اور بچہ جننے کی قوت کی طرف کوئی اشارا نہیں ہے۔

[3] ۱۲ کک ۸۹۔

[4] ٹلٹن از کک ۹۲۔ الف ۔ ۲۳۱۔ ب ۔ ۹ کک ۳، الف۔ ہوبارٹ رپورٹس ۹۶۔

[5] کک برٹلٹن ۸، ب۔

جب تک یہ وقت مقررہ شرط کی تعمیل بغیر نہ گزر جائے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متوفی بعدم وصیت فوت ہوا ہے۔ کیونکہ شرط کی تعمیل ہونے پر اس کا اثر موت کے وقت تک استقدامی ہوگا۔ لیکن جب مقررہ وقت کو شرط کی تعمیل بغیر گزر جانے دیا جائے تو کسی بعد کی تعمیل کا تعلق موت کے وقت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا کرنے میں لغویت یہ ہوگی کہ ایک ایسے شخص کے متعلق جو بہ عدم وصیت فوت ہوا ہے۔ تصور کیا جائیگا کہ اس نے اپنی موت کے بعد وصیت کی ہے[1]۔

دفعہ ۳۱۳: مفروضات قانونی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مثبت یا صریحی مفروضات۔ منفی مفروضات اور اضافی مفروضات[2]۔ مثبت مفروضات میں کوئی ایسا امر فرض کر لیا جاتا ہے۔ جس کا حقیقت میں وجود نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء سے پہلے بیدخلی کی نالش میں اجارہ۔ قبضہ و بیدخلی کا مفروضہ۔ یہ قدیم مفروضہ کہ اسپیکر کی قانونی شاخ کے تمام مقدمات میں مدعی محاسب تاج ہوتا ہے[3]۔ اور حکمنامجات میں "دینیز" کا فقرہ جس کی رو سے عدالت کنگس بنچ نے قانون ۴۳ چارلس دوم باب ۲ فقرہ ۲[4] کے نافذ ہونے کے بعد بھی مقدمات قرضہ جات میں اپنے اختیار سماعت

---

[1] مستند منقانوردا مصنفۂ ہیو برس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۹۔

[2] معمولاً تین قسمیں مقرر ہیں ۱۔ مثبت صریحی یا استقرائی جس میں کسی ایسے امر کو قرار دے دیا یا اس کا نتیجہ نکال لیا جاتا ہے جس کا درحقیقت وجود نہیں ہوتا ہے۔ ۲۔ منفی یا خصوصی جس میں کسی موجود امر کو معدوم فرض کر لیا جاتا ہے۔ ۳۔ اضافی جس میں کوئی امر جو ایک میں موجود ہوتا ہے دوسرے کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پرنسیپیہ جوریس مصنفۂ دسٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۹۔

[3] شروحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۶۔

[4] ایضاً صفحہ ۲۸۷-۲۸۸۔

کو باقی رکھا وغیرہ۔ منفی مفروضات میں اس کے برخلاف کوئی امر جس کا دراصل وجود ہوتا ہے۔ غیر موجود سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بیدخل شدہ شخص بازیابی قبضۂ اراضی کے بعد اس کی بیدخلی کے زمانے میں جو مضرت پہنچی ہو اس کی بنا پر نالش مداخلت بیجا اس اصول پر لا سکتا ہے کہ جہاں تک بے دخل کرنے والے اور اس کے نوکروں کا تعلق ہے یہ سمجھا جائے گا کہ اراضی بے دخل شدہ شخص کے قبضے سے کبھی باہر گئی ہی نہیں[1]۔ اضافی مفروضات چار قسم کے ہیں[2]: (۱) جس میں ایک شخص کا فعل دوسرے شخص کا فعل تصور کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب نوکر کا فعل یا قبضہ مالک کا فعل یا قبضہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی جرم سنگین کا ارتکاب ایک شخص دوسروں کی موجودگی میں جو اس کی مدد و تائید کر رہے ہوں کرتا ہے تو اس ایک شخص کا فعل قانون کی دانست میں ان تمام اشخاص کا فعل ہوتا ہے[3]۔ "اس شخص کے متعلق جو کسی دوسرے شخص کے ذریعے سے عمل کرتا ہے فرض کیا جاتا ہے کہ اس نے خود یہ فعل کیا ہے[4]۔" (۲) جب کوئی فعل جو کسی ایک شے کے متعلق کیا جاتا ہے وہ اضافی طور پر کسی دوسری شے کے متعلق کیا گیا فرض کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب زمین کا قبضہ حوالگی سی سن (Seisin) (قبضہ) سے منتقل کیا جاتا ہے۔ یا زمین کا رہن اسناد حقیت کی حوالگی سے کیا جاتا ہے۔ (۳) مفروضات متعلق مقام۔ مثلاً معاہدے کی صورت میں جس کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اور جس میں جو معاہدہ کہ سمندر پار یا غیر ملک میں

ص ۲۷۹ (margin)

[1] اا کک ۱۵۔ الف مقدمہ لغورڈ۔ نیز دیکھئے بارنٹ بنام ارل آف گلڈفورڈ۔ ااا یکسچیکر ۱۹۔

[2] منتقل کیا جاتا ہے ایک شخص سے دوسرے شخص کو۔ ۲۔ ایک شے سے دوسری شے کو۔ ۳ ایک مقام سے دوسرے مقام کو۔ ۴ ایک وقت سے دوسرے وقت کو۔ پرسنی پیہ حجہ رس مصنفہ وسٹن برگس کتاب ۲۲۔ عنوان ۳ دفعہ ۲۰۔

[3] ہیس آف دی کراؤن ازہیل جلد اصفحہ ۴۴۲۔

[4] ٹلٹن ازکک ۲۵۸ الف۔ دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۴۳ عنوان ۱۶ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۲۔

کیا جاتا تھا۔ اس کے متعلق فرض کیا جاتا تھا کہ وہ انگلستان میں کیا گیا ہے۔ وقس علی ذلک[1]۔ اس کی ایک عجیب مثال قانون روما میں ملتی ہے۔ جس میں رومن شہری جو دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جاتے تھے۔ چھوٹ کر گھر واپس آنے پر ان کے متعلق فرض کیا جاتا تھا کہ وہ قیدی بنائے ہی نہیں گئے تھے۔ اور اسی طرح شہری حقوق کے مستحق سمجھے جاتے تھے کہ گویا وہ اپنے شہر سے باہر ہی نہیں گئے تھے[2]۔ (۴) چوتھی اور آخری قسم مفروضات متعلق وقت کی ہے۔ مثلاً جب کوئی پٹہ حوالگی قبضے کے ذریعے سے دیا جاتا تھا۔ تو اسامی کی بعد کی پٹے کی منتقلی وقتِ حوالگی قبضے سے متعلق سمجھی جاتی تھی۔ اسی اصول پر کسی وصی یا مہتمم ترکہ کی حقیت وقتِ موت سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اور محض نقل مصدقہ وصیت نامہ یا وثیقہ اہتمام ترکہ کی عطا سے موثر شمار نہیں ہوتی ہے[3]۔ یہ متوفی کی جائداد کو خرد برد سے بچانے کے لیے ایک نہایت ہی کار آمد اصول ہے۔ اور یہ ایک مستقل اصول ہے کہ کارندہ کے افعال کی توثیق فعل کے کئے جانے کے وقت سے متعلق ہو جاتی ہے[4] ——— ہر توثیق کا اثر استقدامی اور اول سے حکم دینے کے مانند ہوتا ہے[5]۔ یہ ایسا اصول ہے جس کی چند جدید مقدمات میں اچھی توضیح ہوئی ہے[6]۔ اور جو

[1] شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۱۰۷۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۴۹ عنوان ۱۵۔ دفعہ ۱۲ ذیلی دفعہ ۲۔

[3] کک جلد ۳ صفحہ ۲۹ الف۔

[4] تھارب بنام اسٹاوڈ میں جمع کردہ مقدمات دیکھئے۔ ۵ مانگ وگرینگر (Manning & Granger.) ۷۶۰۔ ۱۲ رسل دیلان ۳۷۴۔

[5] لٹلٹن از کک صفحہ ۱۸۰ ب۔ ۳۰۷۔ الف۔ ۲۴۵۔ الف ۲۵۸۔ الف ۹ کک ۱۰۶۔ الف ۴ انسٹیوٹ ۳۱۷۔ اولیم سانڈرس ۲۶۴۔ ب نوٹ ای طبع ششم ۳۔ بی مور ۶۱۹۔ ۱۶ اسکاٹ نیو رپورٹ ۸۹۶۔ ۱۲ ایکسچیکر ۱۸۵۔ اور ۱۸۸۔ ۴ ایضاً ۷۹۰۔ ۷۹۸۔ ۷ ہرلسٹون ونارمن ۶۹۳۔

[6] ولسن بنام ٹنمان ۶ اسکاٹ نیو رپورٹ ۸۹۴۔ ۶ مانگ وگرینگر ۲۳۶۔ برڈ بنام براؤن ۴ ایکسچیکر ۷۸۶۔ بیوران بنام دنمان ۲ ایکسچیکر ۶۱

قانون روما میں بھی متعارف تھا[1]۔ ایک ایسے ہی اصول کی بنا پر پارلیمنٹ کا
کوئی قانون اس کے نفاذ کے دن سے قانون بن جاتا ہے اور جو کچھ
اس دن واقع ہوتا ہے۔ (قانوناً) اسی قانون[2] کے تحت واقع ہوا سمجھا جاتا ص ۲۷۹
ہے۔ اور کسی مقدمے کے اثنا میں عدالتی افعال کو اس دن کی ابتدا سے
متعلق کر دیا جاتا ہے۔ گو اس اصول کا اطلاق کسی فریق کے افعال سے
متعلق نہیں ہوتا ہے[3]۔

دفعہ ۳۱۴: دوسری قسم کے قیاسات قانونی کی جن کو ہم نے قابل
تردید قیاسات قانونی کہا ہے۔ رومی فقہا نے صحت کے ساتھ یوں تعریف
کی ہے کہ " اس قیاس کو قانونی کہتے ہیں جس کو قانون قایم کرتا ہے۔ اور
اس وقت تک صحیح تصور کرتا ہے۔ جب تک کہ وہ شہادت یا زیادہ
قوی قیاس سے مغلوب نہ ہو جائے[4]" اس جملہ کا ہر لفظ قابل توجہ ہے۔
پہلے تو یہ کہ مثل پہلی قسم کے یہ قیاسات قانون کے بنائے ہوئے ہوتے
ہیں لیکن برخلاف ان کے یہ صرف اسی وقت تک برقرار رہتے ہیں

---

[1] ڈائجسٹ کتاب ۴۰ عنوان ۲ دفعہ ۱۲۔ ذیلی دفعہ ۴ ایضاً کتاب ۳۴ عنوان ۱۲ دفعہ ۱ ذیلی دفعہ ۱۴۔ کتاب ۳ عنوان ۵ دفعہ ۶ ذیلی دفعہ ۹۔ مجموعہ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۸۔ دفعہ ۷۔

[2] ٹاملسن بنام بلک ۱۸۷۹ء ۴ کوئینس بنچ ڈیویژن ۲۳۰۔

[3] ایڈورڈس بنام رگینہ ۹ ایکسچیکر ۶۲۸۔ اور کلارک بنام براڈلا۔ (عدالت مرافعہ) ۱۸۸۱ء ۸ کوئینس بنچ ۶۳۔ موخرالذکر مقدمہ میں مدعی علیہ نے ناکام بحث کی کہ عدالت اس امر کی تحقیقات نہیں کر سکتی کہ حکمنامہ طلبی اس کے خلاف دن کے کس وقت جاری کیا گیا۔

[4] (Vœt ad. Pand.) کتاب ۲۲۔ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۵۔ ایک دوسرے زیادہ قدیم رومی فقیہ نے قیاس کی تعریف کی ہے کہ وہ " ارادہ واضعان قانون ہوتا ہے صحیح سمجھ کر اس کو اطلاق دیا جاتا ہے یا بار ثبوت اس سے بدل جاتا ہے" (Baldus, In Rubr. Cod. de. Probat.) نوٹ ۸۔

جب تک کہ ان کی تردید نہ کر دی جائے۔ مثلاً گو قانون قیاس کرتا ہے کہ تمام ہنڈیاں اور پراییسری نوٹس اچھے بدل کے معاوضہ میں دی گئی ہیں۔ اور ان کی تحریر ٹھہری بھی اسی طرح کی گئی ہے۔ لیکن بعض اشخاص جن پر ان قیاسات کا مضر اثر پڑتا ہے۔ شہادت سے ان کو غلط ثابت کر سکتے ہیں[له]۔ اسی طرح کسی ایسے بچے کی صحیح النسبی کی جو دوران نکاح میں پیدا ہوا ہو جماع کے موقع کے موجود نہ ہونے کو ثابت کر کے تردید کی جاسکتی ہے[ـه]۔ اسی طرح گو قانون سات اور چودہ سال کے درمیانی عمر کے بچہ کو مجرمانہ ارادے کے نا قابل قرار دے کر کسی سنگین جرم کے ارتکاب کے نا قابل سمجھتا ہے۔ تاہم برے ارادے کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ "کینہ سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے[ـه]" اور چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کو سزائے موت دیے جانے کی بہت سی مثالیں ہیں۔ معصومی و سیانگی کی موافقت اور فریب کی مخالفت میں جو مشہور و متعارف قیاسات ہیں وہ بھی اسی قسم سے متعلق ہیں۔ اسی طرح ان قیاسات کا بھی کہ قانونی افعال حسب ضابطہ مقررہ قانون کئے جاتے ہیں۔ اور ہر شخص ان فرائض اور وجوہات کو ادا کرتا ہے جو قانوناً اس پر عائد ہوتے ہیں[عه]۔ وغیرہ اس نوع کے قیاسات کی تعریف کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان کی تردید بواسطہ شہادت سے ہونے کے علاوہ قیاسی شہادت سے بھی ہوسکتی ہے۔ اور یہ کہ کمزور قیاس قوی قیاس کے سامنے قایم نہیں رہتا ہے[شه]۔

ـه شہادت از اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۳۰ طبع سوم۔ ایضاً ۷۴۲ طبع چہارم۔ بائیس آن بلس باب ۱۰ طبع ہفتدہم۔

له دیکھئے پیچھے دفعہ ۳۴۹۔

ٰه میبس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۶۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳۔ بیبرآسلائیم قاعدہ ۱۲ صفحہ ۸۰۔

عه دفعات ۳۴۵ – ۳۶۵۔ پیچھے۔

شه پیچھے دفعات ۳۰۸ تا ۳۲۲۔

صفحہ ۲۸۰

ذیلی فصل (۲)

قیاسات واقعاتی و مخلوط قیاسات

دفعہ ۳۱۵: اب ہم قیاسات انسانی یا قیاسات واقعاتی کی زیادہ تفصیلی بحث پر لوٹ آئے ہیں جس میں ہم امور ذیل پر غور کریں گے:- ۱۔ وجوہات و ماخذ جن سے وہ اخذ کئے جاتے ہیں۔ ۲۔ ان کی شہادتی وقعت۔ اس کے بعد ہم مختصراً مخلوط قیاسات یعنی واقعات و قانون سے مخلوط قیاسات کی توضیح کریں گے۔ اور آخر میں قیاسی نتائج نکالنے میں جوریوں کی صوابدید پر جس حد تک عدالت ہائے انصاف کی نگرانی ہوتی ہے اس کا ذکر کریں گے۔

دفعہ ۳۱۶: قیاسات واقعاتی کے وجوہات و ماخذ ظاہر ہے کہ ان گنت ہیں ـــــ وہ تعداد میں ان جسمانی و نفسیاتی واقعات کے مساوی ہیں جو کبھی نہ کبھی عدالت ہائے انصاف میں شہادت ہو سکتے ہیں[۱]۔ لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے قیاسات اشیاء اشخاص و ذہین کارندوں کے افعال و خیالات سے متعلق ہوتے

---

[۱] قیاسات۔ اشخاص۔ اسباب مقام۔ وقت کیفیت۔ خاموشی۔ میل جول۔ فرار۔ غفلت۔ قربت تاریکی حالت حیثیت۔ کمیت۔ عمر۔ سمت۔ دوستی وغیرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ بیتھوبیل بر ثبوت باب ۲۔ نوٹ ۱۔

ص ۲۸۱ ہیں[1]۔ ان میں سے پہلے کے متعلق یہ ایک مقررہ اصول ہے کہ قدرت کے معمولی طریقوں سے مطابقت کا ہمیشہ قیاس کیا جائے گا۔ مثلاً موسموں کی ترتیب و تبدیل۔ اجسام فلکی کے طلوع۔ غروب و رفتار۔ اور مادے کے معلوم خواص سے مادی اشیا کے متعلق نہایت اہم قیاسات پیدا ہوتے ہیں۔ اشخاص سے بھی یہی اصول متعلق ہے۔ مثلاً ان کیفیتوں۔ طاقتوں اور خاصیتوں کے خلاف جو بنی نوع انسان کے عام طور پر لوازمات ہیں کبھی قیاس نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً بغیر غذا کے طویل عرصہ تک زندہ رہنے کے ناممکن امر کا کبھی قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ معمولی عمروں کے اندر قوت تولید کے نہ ہونے کا۔ یا خاصۂ عقل اور انسان کی عام و معمولی فہم کے نہ ہونے کا قیاس کیا جائے گا[2]۔ اسی عنوان کے تحت انسان کی مدت عمر۔ مدت حمل وغیرہ کے متعلق وہ قیاسات بھی آتے ہیں۔ جن کو کرنے بعض وقت جوری سے کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم —— یعنی ذہین کارندوں کے افعال و خیالات —— کے تحت منجملہ دوسرے واقعات کے تمام نفسیاتی واقعات آتے ہیں۔ اور یہاں بنی نوع انسان کے معمولی عمل۔ اور فطرت انسان کے قدرتی جذبات و احساسات سے نہایت اہم نتائج نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق قیاس نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اپنی جائداد ضائع کر دی ہے مثلاً ایسے قرض کے ادا کرنے سے جو واجب الادا نہیں ہوا ہے[3]۔ اور اسی طرح یہ ایک اصول ہے کہ ہر شخص کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ اپنی اولاد کو دوسرے شخص کی اولاد سے زیادہ چاہتا ہے[4]۔ اس قسم کے

[1] مقدمۂ قانون روما از ہیو میرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۷۔

[2] ایضاً کتاب ۲۲۔ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۷۔

[3] (Vœt ad Pand) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعہ ۲۵۔

[4] لٹلٹن از کک ۳۴۳۔ الف۔ نیز دیکھو ۲ انسٹیٹیوٹ ۵۶۴۔

بہت سے قیاسات سماج کے رواج و عادات پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ قیاس کہ ایک شخص جس کو دوسرے شخص سے بہت سے قرضے نکلنے ہیں پہلے اس قرض کا مطالبہ کرے گا جو سب سے زیادہ پرانا ہے[1]۔

دفعہ ۱۳۱ : ۲۔ قیاسی استدلال کے اتنے وسیع میدان پر پھیلے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان قیاسات کو جو اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی شہادتی وقعت کے مدارج کے لحاظ سے معین اقسام میں تقسیم کرنے کی کوشش بے سود ہوگی۔ لیکن عام طور پر بعض اقسام میں سہولت پائی گئی ہے[2]۔ اور ایک قسم تو ایسی ہے جو بعض بلند پایہ اساتذہ کی رائے میں ہمارے قانون شہادت کا جزو ہو گئی ہے۔ سرایڈورڈ کک کہتے ہیں کہ "بسا اوقات دوسرے امور کے ساتھ قیاسات کا بھی جوریوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جن کی تین قسمیں ہو سکتی ہیں۔ یعنی شدید۔ احتمالی و کمزور یا عارضی۔ شدید قیاس نہایت ہی مکمل ثبوت ہوتا ہے۔ قیاس احتمالی بہت کم کیا جاتا ہے۔ لیکن کمزور یا عارضی قیاس تو کیا ہی نہیں جاتا[3]۔" "شدید قیاس قانون میں تسلیم کیا جاتا ہے[4]۔" ایسے شدید قیاس کی جو مکمل ثبوت ہو۔ سرایڈورڈ کک[5] ——— جن کی اس امر میں متعدد ممتاز اساتذہ تتبع کرتے ہیں[6] ——— ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو ایک گھر میں تھا۔ اور جس کو تلوار سے ۲۸۲

[1] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۵۷-۱۵۸ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۸۱۲۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۱۰۔ عنوان ۲۲۔ دفعہ ۳۔

[2] منیچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۲۔ میں ان کی ایک بڑی تعداد جو متقدمین رومی فقہا سے لی گئی ہے جمع کی گئی ہے۔

[3] ٹلٹن از کک صفحہ ۶ ب۔

[4] جنک سنٹ ۲۔ مقدمہ ۳۔

[5] کک بر ٹلٹن صفحہ ۶ ب۔

[6] بیلیس آف دی کراؤن باب ۴۶۔ دفعہ ۲۴۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۶۲۔ طبع سوم

بھونک دیا گیا تھا۔ اور جو فوراً اسی زخم سے مرگیا تھا۔ اس کے بعد ہی ایک دوسرا شخص اس مکان سے نکلتا ہوا دیکھا گیا جس کے ہاتھ میں ایک خونیں تلوار تھی۔ اور اس گھر میں اس وقت کوئی دوسرا شخص نہیں تھا۔ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں[۱] کہ "یہ ایک شدید قیاس اس کے قاتل ہونے کا ہے۔ کیونکہ خون۔ تلوار۔ اور تیزی سے فرار سب اس ہولناک واقعے کے لازمی نتائج ہیں۔ اور خود اس واقعے کو دیکھنے کے بعد کے درجے کا ثبوت ان حالات کا ثبوت ہے جو لازمی طور پر اس واقعے کے ساتھ ہوتے ہیں" شدید قیاس کی اس تمثیل کو باوجود اتنے اساتذہ کی اس پر صاد ہونے کے سخت وجائز تنقید کا موضوع بنادیا گیا ہے۔ اگر ان اساتذہ کا جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا واقعات کو اس شخص کی معصومی سے جس کو گھر سے باہر آتا ہوا دیکھا گیا مطابق کرنے کا طریقہ نہیں ہے تو یہ بہت ہی غلط ہے! ذیل کے کسی بھی مفروضے سے اس کی معصومی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور غالباً اور بھی مفروضات بتائے جاسکتے ہیں۔ پہلے تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ متوفی نے خودکشی کے خیال سے تلوار بھونک لی ہو۔ اور ملزم وقت پر اس کو روک نہ سکا ہو۔ تلوار نکالی اور پریشان ہو کر جرّاح کو بلانے دوڑا ہو[۲]۔ یہ بھی ممکن ہے کہ متوفی و ملزم دونوں تلواروں سے مسلح تھے۔ متوفی نے غصے سے مغلوب ہو کر ملزم پر حملہ کردیا۔ اور ملزم دیوار سے قریب ہونے کی وجہ سے کہیں بھاگ نہ سکا اس کو صرف تلوار نکالنے کا وقت تھا تاکہ متوفی کو روک سکے۔ اور متوفی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ایضاً ۳۴۰ طبع چہارم۔ شہادت از گلبرٹ ۱۵۷ طبع چہارم۔

[۱] شہادت از گلبرٹ حوالۂ مذکور۔

[۲] عدالتی شہادت از بنھم جلد ۳ صفحہ ۲۳۶۔ قانون تعزیرات انگلستان از برنٹ صفحہ ۵۰۰۔

نے اس کی تلوار کو نہ دیکھ کر اپنے کو اس پر جھونک دیا اور اس طرح پر قتل ہو گیا۔[1] تیسرا مفروضہ یہ ہو سکتا ہے کہ متوفی در اصل قتل کیا گیا۔ اور اصل قاتل تلوار کو جسم میں بھونکا ہوا یا قریب پڑا ہوا چھوڑ کر فرار ہو گیا اور ملزم اندر آ کر تلوار کو لیا اور قتل کی ہولناک اطلاع دینے بھاگا نکلا۔[2] چوتھے یہ بھی ممکن ہے کہ تلوار کو پہلے متوفی نے ملزم پر حملہ کرنے استعمال کیا ہو۔ لیکن ملزم نے اس کو چھین لیا اور متوفی پر بھینچ یا اور طرح پر حملے کے خوف سے استعمال کر دیا ہو۔[3] لیکن شاید سر ایڈورڈ کاک اور چیف بیرن گلبرٹ[4] کا مطلب صرف یہ تھا کہ مذکورۂ بالا واقعات سے ایک بادی النظری مقدمہ قایم ہوتا ہے۔ جو ملزم سے جواب دہی کرنے کے لیے کہتے۔ اور اس کی جانب سے کچھ توضیح نہ ہونے کی صورت میں اس کو مجرم قرار دینے کافی ہو۔ ص ۲۸۳

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳۔

[2] شہادت مصنفۂ گلبرٹ ایف ۳۲۔

[3] "ایضاً۔"

[4] مونٹنی جج (Mountcney, B.) نے مقدمہ انس لی بنام ارل آف انگلیشہ (۱۷) ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۳۰ ۱۴۲۔ میں ان الفاظ کا یہی مطلب سمجھا۔ لیکن مسٹر اسٹارکی کہتے ہیں کہ حالات تمام مفروضات کو سوائے ایک کے لازماً و کلیتہً خارج کرتے ہیں۔ (شہادت از اسٹارکی ۸۶۲۔ طبع سوم۔ ایضاً ۸۴۳ طبع چہارم) سر ایڈورڈ کاک نے شدید قیاس کی جو مثال دی ہے وہ بہت پرانی ہے اور متقدمین رومی فقہا اور فقہائے قانون عمومی دونوں کی بہت پسندیدہ رہی ہے۔ اس کو چودھویں صدی میں بارٹولس (Bartolus) نے اور اسی صدی اور بعد کے زمانے کے دوسرے مصنفین نے قتل کی مکمل شہادت و کامل ثبوت قرار دیا ہے۔ ڈائجسٹ ۹۔ بیان سرقہ ۱۲۱۔ الف۔ طبع لگڈن (Lugden) ۱۵۴۷ء پر شرح بارٹولس۔ اور خود ہمارے قانون میں قتل کے واقعات حلف و جنگ کی جوابی عذرداری کی تائید کرنے کافی سمجھے جاتے تھے۔ اور اس طرح پر مدعی علیہ کو خدائی فیصلہ طلب کرنے کا حق نہیں رہتا تھا۔ اسٹاٹفورڈ پلیس آف دی کراؤن

دفعہ ۳۱۸ : قیاسات واقعاتی کی شدید۔ احتمالی۔ ضعیف میں تقسیم کا افادہ مشکوک ہے[1]۔ لیکن اگر ان کا باقی رکھنا مناسب سمجھا جائے تو ذیل کی ایک اچھی مثال ایک مشہور و معروف تعزیرات کی کتاب سے اضافہ کی جاسکتی ہے۔ مکان مسکونہ میں سرقے کے ایک چالان میں اگر مدعی علیہ باہر کے دروازے سے چند گز کے فاصلے پر گرفتار کیا جائے اور مال مسروقہ اس کے پاس سے برآمد ہو تو اس کے سرقہ کرنے کا قوی و شدید قیاس ہوگا۔ لیکن اگر وہ سرقے کے چھ ہفتے بعد اس کے مکان میں پائے جائیں اور وہ ان کے قبضے کی توضیح کرنے سے انکار کرے تو یہ امر اس ثبوت کے ساتھ کہ وہ مال مسروقہ ہے ایک شدید نہیں بلکہ صرف احتمالی قیاس پیدا کرے گا لیکن اگر مال سرقے کے بعد زمانۂ قریب میں نہ پایا جائے بلکہ مثلاً سولہ مہینوں بعد پایا جائے تو یہ ایک ضعیف اور عجلت آمیز قیاس ہوگا۔ جو کسی وقعت کا مستحق نہ ہوگا[2]۔

دفعہ ۳۱۹ : قیاسات واقعاتی کی اصولاً زیادہ صحیح اور عملاً زیادہ مفید تقسیم بارِ ثبوت پر ان کے اثر کے لحاظ سے ہوگی جس کے عام اصول و قواعد اس کتاب کے حصۂ اول میں بیان کر دئے گئے ہیں[3]۔ قیاسات انسانی یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اینڈ پری راگیٹو کتاب ۳۔ باب ۱۵۔ جنگ کی جوابی عذر دیہیان براکٹن کتاب ۳۔ جلد ۱۳۷۔ نیز دیکھو برٹن جلد ۴، ۱۔ لیکن ان کا غیر قطعی ہونا کک سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانے کے بعض زیادہ روشن خیال فقہا پر واضح ہو گیا تھا دیکھئے مسائل از بوریس (Bœrius, Quæstiones V[illegible]t ad Pand) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۴ وغیرہ۔

[1] گرانڈ رسل رپورٹش (Gr. Russ.) جلد ۲ صفحہ ۷۷۱ اس کو اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹش میں باقی رکھا گیا ہے۔ کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۳۰۔ پارس سنہ ۱۸۵۲ء

[2] فوجداری پلیڈنگس از آرچبولڈ طبع نہم صفحہ ۲۵۹۔

[3] دفعات ۲۶۵۔ ۲۷۷۔ دیکھئے

قیاسات واقعاتی کی خفیف وقوی میں تقسیم ان کے وقعت کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ کہ کیا وہ اس قدر ہے کہ اس سے بارِ ثبوت بدل جاتا ہے[1]۔ خفیف قیاسات گو شبہہ پیدا کرنے یا جو واقعات وہ ظاہر کرتے ہیں۔ ۲۸۴
ان کی صداقت کا خیال پیدا کرنے کافی ہیں۔ لیکن بنفسہٖ نہ تو ثبوت ہوتے اور نہ بارِ ثبوت کو بدل دیتے ہیں۔ مثلاً سرقے کے ایک طویل عرصے کے بعد مالِ مسروقہ کے بعینہٖ مجرم کے قبضے سے نکلنے سے۔ گواس کے خلاف اچھی طرح شبہہ پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن بنفسہٖ یہ اس امر کے لیے بھی ناکافی ہے کہ جوابدہی کرنا اس پر لازم آئے[2]۔ یہی صورت اس وقت بھی ہوگی جب رقم چوری جائے اور اسی تعداد اور اسی قسم کے سکے ایک دوسرے شخص کے قبضے میں پائے جائیں۔ لیکن کسی بھی سکے کی شناخت نہ ہو۔ اور اس شخص کے خلاف دوسری اور کوئی شہادت نہ ہو[3]۔ اور قانون روما میں جب کوئی دلی جس کی ابتدا میں کوئی ذاتی جایداد نہ ہو۔ اثنائے ولایت میں مالدار ہوجائے۔ تو یہ واقعہ بنفسہٖ بے ایمانی کا ایک بادی النظری مقدمہ بھی اس کے خلاف قایم کرنے کے لیے ناکافی سمجھا جاتا تھا[4]۔ مجموعۂ قانون روما منصفانہ طور پر کہتا ہے کہ "اور نہ محنت ومشقت وگوناگوں مواقع سے فائدہ اٹھا کر جایداد کے اضافہ کو غربا پر ممنوع قرار دینا چاہیے[5]"۔ جرم کا قیاس جو کسی خاص شخص کے

---

[1] قیاسات انسانی اتیج طور پر خفیف وقوی میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ خفیف شبہہ پیدا کرتے ہیں۔ عدالت ان کی طرف مائل ہوتی ہے لیکن بنفسہٖ کوئی قانونی اثر نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ بارِ ثبوت کو کمزور کرتے ہیں۔ مقدمہ قانون روما مصنفہ میو ہیرس کتاب ۱۲ عنوان ۴ نوٹ ۵ اتیز دیکھیے ماتھیس بر ثبوت باب ۲ نوٹ ۱ و ۵۔ پنپسیہ جورس از وٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعات ۲۶ و ۲۷۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۱۴۔

[3] شہادت از اسٹارکی جلد اصفحہ ۳۹ طبع سوم۔ ایضاً ۸۵ طبع چہارم۔

[4] (Voct. ad. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۴۔ شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۴۵۔

[5] مجموعۂ قانون روما کتاب ۵ عنوان ۱۵۔ دفعہ ۱۰۔

نقش قدم سے مشابہ نقوش کے برف[1] یا زمین پر موقع واردات جرم کے قریب ملنے سے پیدا ہوتا ہے اسی قسم سے متعلق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سابقہ جھگڑوں کی بنا پر قتل کا قیاس[2] یا متوفی کی موت میں ملزم کو کوئی غرض ہونے سے قیاس[3]۔

دفعہ ۳۲۰: لیکن گو اس قسم کے قیاسات کی اگر ان کو بنفسہٖ دیکھیں تو کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے۔ تاہم نہ صرف وہ زنجیرِ شہادت کی اہم کڑیاں ہوتی۔ اور اکثر ایسی شہادت کو مکمل کر دیتی ہیں۔ جو بصورت دیگر ناقص ہوتی بلکہ جب ان کی ایک کثیر تعداد باہم متوافق ہوتی ہے۔ (ہر ایک احتمال کا اپنا حصہ فراہم کرتی ہے) تو اس سے نہ صرف بارِ ثبوت بدل جاتا ہے۔ بلکہ وہ نہایت ہی یقینی قسم کا ثبوت بھی ہو جاتے ہیں[4]۔ اسقف بٹلر کہتے ہیں[5]۔ کہ ایک شخص کے موج کے جزر و مد کو آج دیکھنے سے ایک نہایت ہی کمتر درجے کا قیاس پیدا ہوتا ہے۔ ص ۲۸۵
کہ جزر و مد کل بھی ہوگا۔ لیکن اس واقعے کا اتنے دنوں۔ مہینوں۔ اور قرنوں تک بنی نوع انسان کا مشاہدہ ہمیں کامل یقین دلاتا ہے کہ وہ کل بھی ہوگا۔" جرائم سزائے موت کی بھی ایسی شہادت کی بنا پر ہمیشہ سزائیں

[1] کتاب شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۰ نوٹ ۱۱ تا ۲۳۔ ملک بنام برٹن افا شرو فناسن رپورٹس ۴۵۳۔
[2] قانون روما از ڈوما جلد اول کتاب سوم عنوان ۶ مقدمہ۔
[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۰۔
[4] شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ مقدمہ قانون روما از ہیو ہرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹس ۴ و ۱۶۰۔ ایضاً موافقت قانونی بہ پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۲۔ نوٹ ۱۹۔ ماتھیس بر قانون فوجداری بر حاشیہ ۴۸ ڈائجسٹ عنوان ۵ باب ۹ Vœt. ad Pand. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۸۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۱۰ طبع سوم۔ ایضاً ۸۵۵ طبع چہارم۔
[5] انالوجی آف ریلیجن از بٹلر (Butler's Analogy of Religion.) مقدمہ۔

صادر ہوتی رہتی ہیں[1]۔ اور رتن قانون روما سے دیوانی مقدمہ کی اچھی ذیل کی مثال پوتھیے (Pothier) نے دی ہے[2]۔

"ایک بہن پر یہ ذمے داری عاید کی گئی تھی کہ بھائی کو ایک رقم ادا کرے۔ بھائی کی وفات کے بعد سوال تھا کہ کیا اس کے قایم مقام کو یہ رقم اب بھی واجب الادا ہے پاپی نین (Popinian) نے فیصلہ کیا[3]۔ کہ قیاس کرنا چاہئے کہ بھائی نے بہن کو اس رقم کی ذمے داری سے سبکدوش کردیا ہے۔ اور انھوں نے اس قیاس کو تین واقعات پر مبنی کیا۔ (۱) بہن اور بھائی کے باہمی اتفاق پر جو ان میں پایا جاتا تھا۔ (۲) بھائی کے مطالبہ کرنے کے بغیر ایک عرصے تک زندہ رہنے پر۔ (۳) اس واقعے پر کہ بہن اور بھائی کے درمیانی معاملات کی بہت سی کتابیں پیش کی گئی تھیں۔ جن میں سے کسی میں بھی اس کا ذکر نہیں تھا ان میں سے ہر ایک واقعہ اگر اس کو منفسہٖ دیکھا جائے تو ایک سادہ قیاس ہوتا۔ جو یہ قرار دینے ناکافی ہوتا کہ بھائی نے بہن کو ذمے داری سے برات دیدی ہے۔ لیکن ان کا اتفاق پاپی نین کی دانست میں اس برات کا کافی ثبوت تھا[4]۔"

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۴۳۱-۱۷۴۔

[2] شہادت از پوتھیے جلد ا۔ دفعہ ۸۱۹۔

[3] پوتھیے مترجمۂ ایوانس (Evans) میں لفظ "انکار کیا" صاف طور پر غلط چھپا ہے۔

[4] یہی قانون پروکیولا (Procula) ہے جو ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۶ میں ملے گا۔ سر ڈبلیو۔ ڈی ایوانس۔ پوتھیے کے اپنے قابل قدر اڈیشن میں اس فقرے کے متعلق کہتے ہیں کہ قانون سے جس طرح کی وہ ڈائجسٹ میں دیا گیا ہے یہ کافی طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ بھائی کوئی طویل عرصہ تک

دفعہ ۳۲۱: لیکن قوی قیاسات واتفاقی بار ثبوت کو بدل دیتے ہیں اس وقت بھی جب کہ ان کی تردیدی شہادت میں کسی منفی امر کو ثابت کرنا لازم آتا ہے[1]۔ وہ شہادتی واقعہ جس سے ایسا قیاس پیدا ہوتا ہے۔ اس اصل واقعے کی جس کی یہ واقعہ شہادت ہوتا ہے بادی النظری شہادت سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً قبضہ ملکیت جایداد کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے۔ اور مال مسروقہ کا جدید قبضہ ملزم سے یہ کہنے کی کہ وہ بتائے کہ مال مسروقہ اس کے قبضے میں کس طرح آیا کافی شہادت سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے قابل اطمینان طور پر ایسی توضیح نہ کرنے کی صورت میں اس نتیجے کو بھی جائز ثابت کرتا ہے کہ ملزم ہی وہ چور رہے جس نے وہ

۲۸۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ زندہ تھا۔ یا یہ کہ اس میں اور اس کی بہن میں اتفاق تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے فقرے 'Quamdiu vixit' اور یہ خاص جملے desideratum کو نظر انداز کر دیا۔

[1] دیکھئے مقدمۂ برن بنام اوڈل ہرسٹون کولٹمان رپورٹس (Harlstone & Coltman Reports) ۲۲۔۷ کرنی بنام لندن و برائٹن ریلوے کمپنی (Kearney v. Landon & Brighton Railway Co.) لاء رپورٹ ۵ کوینس بنچ ۴۱۱۔ مقدمات منتخبہ (ورکیمرا اسکاک کیمبرا اکسچیکر چیمبر) ۶ ایضاً ۷۵۹۔ "قیاس کو قوی اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ وہ جج کو کسی امر کے ایک طرح پر ہونے کا یقین کرنے کے لیے راغب کرے۔ حالانکہ اس کا خیال ہو کہ وہ کسی دوسری طرح ہوا ہے۔ اور اسی لیے اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ بار ثبوت دوسرے فریق پر بدل دیتا ہے۔ اور اس وقت تک صحیح سمجھا جاتا ہے۔ جب تک کہ فریق مذکور اس کی تردید نہیں کرتا ہے" مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۶۔ نیز دیکھو ہینکس برانڈکس حصۂ چہارم دفعہ ۱۲۴۔ ماتھیس بر ثبوت باب ۲۔ نوٹ ۵۔ بہ نسبت چورس از دسٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۷۔

مال چرایا ہے[1]۔ اسی طرح جس لگان کی نالش کی گئی ہو اس کے بعد کے لگان کی رسید اس امر کی بادی النظری شہادت ہے کہ رسید کے وقت تک کا تمام لگان ادا کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ غیر اغلب ہے کہ زمیندار زیادہ قدیم قرض کا مطالبہ پہلے نہیں کرے گا۔

دفعہ ۳۲۲: اس قسم کے قیاسات بہت وقعت کے مستحق ہوتے اور جب کوئی اور شہادت نہ ہو تو دیوانی مقدمات میں فیصلہ کن ہوتے ہیں[2]۔ فوجداری مقدمات میں اور خصوصاً اُن مقدمات میں جن کی سزا موت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ زیادہ احتیاط ضروری ہوتی ہے اور بار ثبوت کو منضبط کرنے والے فنی اصولوں کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی ہے[3]۔

دفعہ ۳۲۳: غیر قطعی قیاسات قانونی و قوی قیاسات واقعاتی کی مشابہت ضرور جاذب نظر ہوئی ہوگی کہ دونوں کا اثر کسی امر کو صحیح فرض کرنے کا ہوتا ہے جب تک کہ اس کی تردید نہیں کی جاتی ہے۔ اور دراصل قانون روما اور دوسرے ایسے نظامات میں جہاں قانون و واقعات کا تصفیہ ایک واحد جج کے سپرد کیا جاتا ہے عملدرآمد میں ان کا فرق تقریباً غیر محسوس ہو جاتا ہے۔ لیکن قانون عمومی میں اس کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں جج و جوری کے

---

[1] نیز دیکھو پیچھے دفعات ۲۱۱ تا ۲۱۴۔ اور اس مقولے کی جدید ترین ترمیم متن دفعہ ۲۱۴ میں ملاحظہ ہو۔

[2] شہادت از گلبرٹ، ۱۵۷ طبع چہارم۔ مقابلہ کرو قانون انتقالات ۱۸۸۱ء دفعہ ۳۔

[3] مقدمۂ قانون روما از ہیو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۶۔

[4] ایضاً۔ دیکھئے ملک بنام ہاڈ فیلڈ، ۳ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۲۸۲-۱۳۵۳۔

فرائض معمولاً علیحدہ رکھے گئے ہیں[1] لیکن بدقسمتی سے مختلف انواع قیاسات کے باہمی فرق کو مطلوبہ صحت کے ساتھ ہمیشہ ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جج ایک ہی قیاس کو بعض وقت قیاس قانونی۔ بعض وقت قیاس واقعاتی۔ بعض وقت ایسا قیاس جس کے کرنے کا جوری کو مشورہ دینا چاہیئے۔ اور بعض وقت ایسا کہ جس کا کرنا جوری پر لازم ہوتا ہے۔ کہا کرتے ہیں[2]۔

دفعہ ۳۲۴: اب "ہم مخلوط قیاسات" یا ان قیاسات کی جن کو قانون و واقعے کے مخلوط قیاسات" یا "قیاس واقعاتی تسلیم کردۂ قانون" کہتے ہیں۔ بحث پر غور کریں گے۔ ان کی جگہ اول الذکر دونوں قیاسات کے درمیان ہے۔ اور زیادہ تر وہ بعض ایسے قیاسی نتائج پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو اپنی قوت۔ اہمیت یا کثیر الوقوع ہونے کی وجہ سے گویا قانون کی توجہ اپنے طرف منعطف کرتے ہیں۔ اور چونکہ جج ہمیشہ ان کی سفارش کرتے اور جوریاں ان پر ہمیشہ عمل کرتی ہیں بمرور زمانہ کے بعد وہ عدالتوں میں ایسے ہی متعارف ہو جاتے ہیں جیسے قیاسات قانونی۔ اور عدل گستری میں ان کی جگہ بھی اتنی ہی اہم ہو جاتی ہے جتنی کہ قیاسات قانونی کی۔ اور بعض تو قانون موضوعہ کی رو سے قائم یا تسلیم کئے گئے ہیں۔ دراصل وہ ایک قسم کے مائل قیاسات قانونی ہی ہوتے ہیں اور مثل صحیح معنی میں قیاسات قانونی کے تین قسموں میں منقسم کئے جا سکتے　　　　ص ۲۸۰

[1] ان مثالوں میں جو قوی ہوتی ہیں ہم ان کو بھی قیاسات کہتے ہیں۔ جو اکثر قانونی وقعت رکھتے ہیں لیکن جن کے متعلق اس امر کو (اس مقدمے میں) نظر انداز کیا گیا ہے۔ تاہم یہ فرق مفید ہونے کی وجہ سے قابل لحاظ ہے۔ مقدمہ قانون روما از ہیوبرس کتاب ۲۲ نوٹ ۱۸ عنوان ۳۔ نیز دیکھو شہادت بعدالت نصفت از گریسلے "(Gresley, Ev. in Equitly)" ۴۸۳-۴۸۴ طبع دوم۔

[2] شہادت از فلپس وا یاس ۴۶۰۔ ۴۶۔ شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۴۰ طبع دہم شہادت از ٹیلر طبع

ہیں :- (۱) وہ جن میں نتیجہ ایسا ہے کہ جس کو خود عقل سلیم نکالتی۔ (۲) وہ جن میں شہادتی وقعت کو ان کے محض قدرتی رجحان سے زیادہ مصنوعی وقعت دی جاتی ہے۔ اور (۳) وہ جن میں نری قانونی مصلحت کی بنا بر جوری سے سفارش کی جاتی ہے کہ محض مصنوعی نتائج اخذ کریں۔ موخر الذکر اقسام اکثر ان صورتوں میں ملتے ہیں جن میں ایسے حقوق جو عرصہ دراز سے قایم ہوں اصطلاحی اعتراضات کی بنا پر یا عرصہ دراز پہلے گزرے ہوئے ہونے کی وجہ سے ثبوت نہ ہونے کی بنا پر معرض خطر میں پڑ جاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں ججوں کا یہ عملدرآمد روزمرہ ہے کہ جوری کو اکثر باضابطہ دستاویزات مثلاً منشورات عطایا اور دوسرے سرکاری دستاویزات و نیز مختلف اقسام کے خانگی انتقالات کو بغیر ثبوت تسلیم کر لینے کا مشورہ دیتے ہیں[1]۔

دفعہ ۳۲۵ : اس قسم کے مصنوعی قیاسات کو احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے

اور ہمیں اس کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عملدرآمد کے جائز حدود سے اکثر بہت کچھ تجاوز کیا گیا ہے[2]۔ کتابوں میں بہت سے ایسے مقدمات ہیں۔ جن کو اب قانون نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور بعض تو لغویت کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ مثلاً قوانین شکار کے تحت ایک نالش میں کہا گیا کہ بندوق میں جس سے مدعی علیہ نے فیر کیا گولیاں نہیں تھیں۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ یازدہم دفعہ ۱۱۱۔

[1] نیچے دفعات ۲۹۶-۲۹۹۔

[2] ڈوڈی خنوک بنام ریڈ سنہ ۱۸۲۱ء بارنوال و اڈالفس ۲۳۲-۲۴۲ رسل و ریان ۳۴۸- از ایبٹ چیف جسٹس۔ ہارموڈ بنام اگلاینڈ ۸ سیمی ۱۰۲-۱۰۳ نوٹ الف۔ از لارڈ ایلڈن چانسلر۔ ڈے بنام بلیمس ہکراپٹن و جروس ریورٹس ۳۶۰-۳۶۱۔ از نزیلی منج۔ ڈوڈی شیون بنام روٹ ۵ ایسٹ

پرندہ غالباً خوف سے مرا ہوگا۔ جوری نے مدعیٰ علیہ کی موافقت میں فیصلہ کیا۔ اور عدالت نے مقدمے کی از سرِ نو سماعت کا حکم دینے سے انکار کیا۔[1] ایک دوسرے مقدمے میں لارڈ ایلن برو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے لارڈ کن یِن کے اس جملے کا پسندیدگی کے ساتھ ذکر کیا کہ جب دستاویزی شہادت نہ ہو تو جدید قبضے کی موافقت میں اگر ضرورت ہو تو دو سو انتقالات کا قیاس کریں گے۔[2] اسی طرح ولکنسن بنام پین (Wilkinson v. Payne) کے مقدمے میں ایک پرامیسری نوٹ پر نالش تھی۔ جس کو مدعیٰ علیہ نے مدعی کو اس کے مدعیٰ علیہ کی بیٹی سے نکاح کرنے کے معاوضے میں دیا تھا۔ جوابدہی یہ تھی کہ نکاح جائز نہ تھا۔ کیونکہ فریقین کا نکاح اجازت نامے کی بنا پر مدعی کی کمسنی میں ہوا تھا۔ اور اس کے والدین یا اولیا کی رضامندی حاصل نہیں کی گئی تھی۔ ص ۲۸۸
شہادت سے ظاہر تھا کہ نکاح کے وقت اس کے والدین مرچکے تھے اور کوئی قانونی ولی نہ تھا۔ لیکن مدعی کی ماں نے جو مدعی کے باپ کے بعد زندہ تھی۔ اپنے بسترِ مرگ پر ایک دوست سے خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کے بیٹے کا ولی ہو جائے۔ اور یہ شادی اسی کی پسندیدگی سے ہوئی تھی۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ جب مدعی اکیس سال کا ہوا۔ اس کی بیوی بسترِ مرگ پر سخت تکلیف میں پڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے کوئی تین ہفتوں کے بعد مرگئی لیکن اس کی زندگی میں اس کو اور مدعی کو مدعیٰ علیہ اور اس کا خاندان ہمیشہ شوہر و زوجہ سمجھتا تھا۔ ان واقعات کی بنا پر گروس جسٹس (Grose, J.) نے جوری کو ہدایت کی کہ وہ قیاس کرلیں کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۲۰ ۱ ۳ ۔ گینس بنام کلارک، جیمس دولیم ۱۵۹-۱۶۱۔ نوٹ الف۔

[1] لارڈ کن یِن نے اس کا ذکر ولیم بنام پین ۴ ٹائمز رپورٹ ۴۰۸۔ ۴۰۹ میں کیا۔

[2] کونسل آف ڈارتموتھ بنام رابرٹس ۱۶۔ ایسٹ ۳۳۴۔ ۳۳۹۔

[3] ۴ ٹائمز رپورٹ ۴۰۸۔

بعد میں جائز طور پر نکاح کر لیا گیا - جوری نے ایسا قیاس کر لیا - مدعی کے لیے فیصلہ کر دیا گیا - اور عدالت نے دوبارہ سماعت سے انکار کیا[1] - اس مقدمے پر سر ڈبلیو - ڈی - ایوانس (Sir W. D. Evans) نے سختی سے تنقید کی ہے[2] - اور فی الحقیقت اس قول سے اتفاق نہ کرنا ممکن نہیں ہے کہ ایسی ہدایتوں سے جوری کو اپنی قسموں کو حقیر سمجھنے کی ترغیب و تحریص ہوتی ہے - کیونکہ ان سے ایسے واقعات کو صحیح قرار دینے کی خواہش کی جاتی ہے جو اگر صاف نہیں تو بہ گمان غالب غلط ہوتے ہیں[3] - سالہائے حال میں زیادہ صحیح نقطہ ہائے نظر پیدا ہو گئے ہیں - اور بہت سے جدید مقدمات میں ججوں نے بعض مصنوعی قیاسات کے کرنے سے انکار کر دیا ہے[4] - جب اس طرح پر ان کو ان کے جائز حدود میں رکھا جائے تو اس قسم کے قیاسات فائدے سے خالی نہیں ہیں - کسی مقدمے کی ضرورت کو پورا کرنے کسی لغویت کو فرض کرنے میں ہمیشہ خطرہ ہوگا - لیکن صورت ہی جدا ہوتی ہے جب ایک مقررہ اصول عملدرآمد کے مطابق کسی جوری کو

---

[1] صرف یہی نہیں ہیں جو دی جا سکتی ہیں - دیکھیے ہادل بنام ملبانک کو بر ۱۰۳ - نوٹ جس میں لارڈ ناٹنگھم نے جوری کو مشورہ دیا کہ تاج سے عطا کا قیاس تاج سے چرائے ہوئے دو اسناد کے تحت قبضہ و تمتع کی بنا پر کر لیں - اس مقدمے کو لارڈ ایلڈن چانسلر نے ہارموڈ بنام آگلانڈر میں غلط ٹھہرایا - ۸ ویسی ۱۰۶ - ۱۳۰ نوٹ (۱) اور مقدمہ گبسن بنام کلارک اجبیس دولیم ۱۵۹ - ۱۶۱ - نوٹ الف میں ایر چیف - بیرن (Eyre, C. B.) نے اس کے متعلق کہا کہ "یہ مجنونانہ قیاس ہے"

[2] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ - نیز دیکھیے "شہادت بہ عدالت نصفت" از گریسلے - ۵ - ۴ ۶۰ - ۴ ۸ - طبع دوم - اور از پارک جج بہ مقدمہ ڈوڈی ڈیوس بنام ڈیوس ۷ بی اینڈ سی ۲۶ - ۲ میسن و رلزلی ۵۱۱ - ۴۶ رسل وریان ۷۰۵

[3] شہادت از اشارکی جلد ۲ صفحہ ۹۳۳ - طبع سوم - ایضاً طبع چہارم ۵۴ - اور دیکھو آنگس بنام ڈالٹن سنہ ۴ کوئنس بنچ ڈیویژن بہ صفحہ ۱۰۵ - از کاکبرن چیف جسٹس اور ڈالٹن بنام آنگس سنہ ۱۸۸۱ء ۶ مقدمات مرافعہ بہ صفحہ ۸۱۲ از لارڈ بلاکبرن -

[4] ڈوڈی فن دک بنام ریڈ سنہ ۱۸۲۱ء ۵ بارن وال و اڈالفس ۲۴۲ - ۲۴ رسل وریان ۳۴۸ - ڈوڈی ہامنڈ

ہدایت کی جاتی ہے کہ قدیم دستاویزات کے وجود یا باضابطہ دستاویزات کے تلف ہونے کا قیاس کرلے۔ یا یہ کہ دوسرے قیاسات ایسے مضامین پر کرے جو لازماً معمولی سمجھ میں نہیں آتے لیکن جن کے متعلق اصول قانون متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں اور تصفیہ پائیں۔ جج و جوری اکثر وقت قانون میعاد سماعت اور سخت قیاساتِ قانونی کے تحت مجبور ہوتے ہیں کہ وہ ایسے واقعات کو صحیح تسلیم کرلیں جو دراصل صحیح نہیں ہوتے ہیں۔ اور اغراض انصاف ایک ایسے ہی طریقے کو اُن مخلوط قیاسات کی شکل میں بھی ضروری قرار دیسکتے ہیں۔ جو گو اصطلاحی طور پر نہ سہی دراصل قانون ہی کے قایم
۲۸۹
کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض اہم قیاسات کو عصر جدید میں مقننہ نے قانونی اصول بنا دئے ہیں[۱]۔

دفعہ ۳۲۶: جن الفاظ میں قیاسات واقعاتی و مخلوط قیاسات کی طرف جوری کو عدالت توجہ دلاتی ہے۔ وہ ان کی قدرتی یا اصطلاحی وقعت پر موقوف ہوتے ہیں۔ جب قیاس ایسا ہو کہ جس کا کرنا مصلحت قانون و اغراض انصاف کی رو سے ضروری ہو۔ مثلاً رواجی یا دوسرے قدیم یادسے باہر حقوق کے مسلسل و زمانۂ حال تک استعمال سے قیاس کی صورت میں جوری سے کہنا چاہئے کہ ان حقوق کا قیاس کریں جبتک کہ تردیدی شہادت پیش نہ ہو۔ اور اس کو ان کی صوابدید پر نہیں چھوڑنا چاہئے[۲]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بنام گک ۱۸۲۹ء ۲ بنگھام ۱۷۴-۳۱ رسل وریان ۱۲۴۔ رائیٹ بنام اسمتھس ۱۸۳۷ء ۱۰ الیسٹ ۹-۴۔ ارسل ایلان ۳۳۷۔ ملک بنام دی چاپٹر آف اگزیٹر ۱۲ اڈالفس والیس ۵۱۲۔

[۱] دیکھئے ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۴۔ دفعہ ۲۔ نیچے دفعات ۳۶۶ تا ۳۶۹ و ۲ و ۳ ولیس چہارم ابواب ۷۱ و ۱۰۰۔ نیچے دفعات ۵۰۴ تا ۵۱۰۔

[۲] سیپہرڈ بنام بیئن (یہ کیمیرا اسکاک کیمریا) ۱۲ کامن بنچ سلسلۂ نو ۲۳۲۔ ۱۴۳ الارنس بنام ... (بہ کیمرا

اسی اصول کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب قیاس بہت قدرتی وقعت رکھتا اور کثیر الوقوع ہوتا ہے۔ مثلاً جب قبضۂ مال مسروقہ سے سرقے کا نتیجہ نکالا جاتا ہے[1]۔ لیکن اس سے کم قوی قیاسات کی شکل میں ایسی ہدایت نامناسب ہوگی۔ اور شاید بہترین اصول یہ ہے کہ ان صورتوں میں جوری کو قیاس کرنے کا محض مشورہ دینا یا اس کی صرف سفارش کرنی چاہئے۔ تمام صورتوں کے لیے اصول مقرر کرنا ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔ لیکن عدالتوں کے الفاظ سے جو خاص خاص قیاسات سے متعلق فیصل کردہ مقدمات میں استعمال کئے جائیں۔ عام طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ آیندہ کے مقدمات پر جن میں ایسے ہی قیاسات پیدا ہوں قابل لحاظ اثر ڈالیں گے[2]۔

دفعہ ۳۲۷: ہم بیان کر چکے ہیں[3] کہ قیاسات قانونی اور سادہ یا مخلوط قیاسات واقعاتی میں یہ ایک مخصوص فرق ہے کہ جب جوری اول الذکر کا لحاظ نہیں کرتی ہے تو مقدمے کی دوبارہ سماعت بطور استحقاق منظور کی جاتی ہے۔ لیکن موخر الذکر کو نظر انداز کرنے کی صورت میں چاہے وہ کتنے ہی قوی و علانیہ ہوں مقدمے کی دوبارہ سماعت عدالت کی صوابدید پر منحصر ہوتی ہے[4]۔ اور گو سوالات واقعاتی کا تعلق خاص طور پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اسکاک (کیمریا) لا رپورٹ ۳ کوئینس بنچ ۵۲۱۔ جنکنس بنام ہاردی۔ کرائیٹن بیسن دراسکو۔ رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۸۷۷۔ پائلٹس آف نیوکاسل بنام براڈلے ۲ ایلیس وبلاکرن رپورٹس ۴۳۱۔ لیکن دیکھئے فیصلہ لارڈ ڈنمان بہ مقدمہ ۴ کوئینس بنچ ۵۴۲۔ ۵۵۲۔

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۳۲۳۔

[2] ملک بنام جوینف ۲۰ بارنوال وکرسول ۴۸۔

[3] شہادت از ٹیلس، ماپاس ۱۱۶۴ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۴۷۰ طبع دہم

[4] دیکھئے دفعہ ۳۰۴۔

[5] شنڈل بنام براڈن ٹائمز رپورٹ ۱۶۷-۱- رسل دریان ۱۶۷۔

جوری ہی سے ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ دادرسی و عدل گستری سے متعلق ہر امر پر
عدالتوں کی نگرانی ہوتی ہے[1]۔ اس لیے وہ مقدمے کی دوبارہ سماعت کو
منظور کر لیتی ہے۔ اگر کسی اہم قیاس واقعاتی یا مخلوط قیاس کو جوری نظر انداز ص۲۹
کر دیتی ہے۔ لیکن جب یکے بعد دیگرے متعدد جوریوں نے ایسے قیاس
کو نظر انداز کیا ہو تو دوبارہ سماعتیں ہمیشہ منظور نہیں کی جاتی ہیں۔ ایک
عام اصول بطور کہا جا سکتا ہے کہ ایک یا دو۔ دوبارہ سماعتوں سے
زیادہ منظور نہیں کی جاتی ہیں[2]۔ لیکن بعض مخلوط قیاسات ایسے ہیں کہ ان کا
کرنا مصلحتِ قانون سہولت و انصاف کی رو سے اتنا ضروری ہے کہ
عدالتیں ان کے لیے اس سے زیادہ عمل کریں گی۔ ان میں سب سے اہم
طویل و مسلسل قبضے سے حق قدامت پر مبنی قدیم حقوق و عطاؤں کے وجود
کا قیاس ہے[3]۔ لیکن شبہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا ان صورتوں میں بھی اصول
وہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے[4]۔ یعنی اگر جوری جج کی سفارش کو ــــ کہ
ایسی شہادت پر یہ قیاس کرنا چاہئے ــــ نظر انداز کرے تو عدالت
اتنے ہی مرتبہ دوبارہ سماعت کا حکم دے گی جتنے مرتبہ کہ جوری ایسی سفارش
کو نظر انداز کرے گی۔ ایسا کرنا جوری کے ذریعے سے سماعت مقدمے کو
بالائے طاق رکھنا ہوگا۔ اور جب یکے بعد دیگرے مختلف جماعتوں نے

---

[1] گڈ بنام گینس ۴ برووس ۸۰-۲۱۔ برٹن بنام تھامپسن ۲ برووس ۶۶۴۔

[2] فاسٹر بنام اسٹیل ۳ بنگھام سلسلۂ نو ۸۹۲۔ سونرٹن بنام دی مارکوئیس آف اسٹافرڈ (Swinnerton v. The Morquis of stafford) ۳ ٹانٹن ۲۳۲۔ فاسٹر بنام آلبنی (Allenby)
۵ ڈاولنگ ریورٹس ۶۱۹ ڈیوس بنام روبر ۲ جورسٹ سلسلۂ نو ۱۶۷۔

[3] جکلتر بنام ہاردی۔ ا۔ کرامپٹن۔ میسن ورا سکو ریورٹس ۸۷۷-۸۹۵۔ از الڈرسن بیرن۔ گبسن بنام مسکٹ
(Gibson v. Muskett.) ۲ اسکاٹ نیو ریورٹس ۴۱۹۔

[4] حقوق آرائش از گیل (Gale on Easements) طبع پنجم ۱۲۲۔ جس میں مذکورہ مقدمہ جکلتر
بنام ہاردی کا حوالہ دیا گیا۔

حلف لینے کے بعد ایک ہی خاص طریقے پر فیصلہ کیا ہو تو یہ قیاس کرنا زیادہ صحیح ہوگا کہ انھوں نے معقول وجوہات بغیر ایسا نہیں کیا ہوگا۔ اعلیٰ عدالتوں نے دوبارہ سماعتوں سے اپنی ناپسندیدگی اکثر ظاہر کی ہے[1]۔

ذیلی فصل (۳)

متضاد قیاسات

دفعہ ۳۲۸: جو کچھ کہا جا چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس اصول کو کہ قیاس قائم ہو تو مخالف امر ثابت کرنا ہوتا ہے[2]: بہت کچھ قید و بند کے ساتھ قبول

---

[1] قلیس بنام ہلمن ۱۸۶۵ء ۱۳ مقدمات رافعہ ۱۹۳ ایمیرشو بیالیشن ریلوے کمپنی بنام رائٹ ۱۸۵۸ء ۱۱ مقدمات رافعہ ۱۵۲۔

[2] ولسن مصنفہ لک ۳، ۲۱۳ ب۔ ۲ لک مصنفہ ۱۴۵ الف و لک ۳، ب ہوبارڈ رپورٹس ۲۹۱ جنگ سنٹ ۱

صـ ۲۹۱ کرنا چاہئے۔ یہ اصول نہ تو ناقابل تردید قیاسات (قطعی قیاسات قانونی) پر قابل اطلاق ہے۔ جن کی ماہیت ہی یہ ہوتی ہے کہ ان کے خلاف کوئی شہادت پیش ہی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ان قیاسات واقعاتی پر جن کو خفیف قیاسات کہتے ہیں۔ اور اسی لیے یہ اصول لازماً قانون و واقعات کے ایسے مخلوط قیاسات اور قیاسی شہادت کے کثیر التعداد ایسے اجزا تک محدود ہوتا ہے جن سے بار ثبوت ان فریقوں پر جا پڑتا ہے۔ جن کے خلاف یہ قیاسات وغیرہ ہوتے ہیں۔

دفعہ ۳۲۹: کسی بھی قسم کے قابل تردید قیاسات کی تردید بلا واسطہ شہادت سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور قیاسی شہادت سے بھی[۱]۔ اور عدالت کو کسی قیاس کی جو بصورت دیگر مسلسل جدید رواج کی وجہ سے پیدا ہوتا تردید کے لیے کسی واقعے کی ازخود عدالتی اطلاع بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً نکاح کی فیس مقرر کرتے وقت قیمت زر میں اضافے کی[۲]۔ نیز اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی واقعات کو جب مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھا جاتا ہے تو وہ متضاد قیاسات کی اساس بن جاتے ہیں۔ اور ان دونوں صورتوں میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان متضاد قیاسات کی اضافی وقعت کا تصفیہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ متضاد قیاسات قانونی کی اضافی وقعت کا تصفیہ عدالت یا جج کرتا ہے ــــ جس کے فرائض میں یہ بھی داخل

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مقدمہ ۶۲۔ شروحات بلاکسٹن ۳۷۱۔ جلد سوم

[۱] براڈی بنام کیوبٹ اڈگاس ۳۰۹۔۳۱۰۔ از لارڈ مانسفیلڈ عین بنام پرائس ۵ ٹانٹن ۳۲۶۔۳۲۸۔ از ہیت جسٹس۔ رکرڈوس بنام ممفورڈ (Rickards v. Mumford) ۲ فلپس ۲۴ و ۲۵۔ از سر جان نکلس ڈوڈی ارلیس بنام اہیبن ۴ کامن بنچ ۲۴۶۔ سیمپسن بنام ڈینڈی (Simpson v. dendy) ۸ کامن بنچ (سلسلہ نو) ۴۳۳۔ منوچہیں بر قیاسات کتاب مسئلہ ۳۰۲۹۔۳۱۔ ثبوت قطعی از اسکارڈس ۱۳۱۔۱۳۲۔

[۲] برانٹ بنام فٹ ۱۸۶۲ء لا رپورٹ ۲ کوئینس بنچ ۱۶۱۔ جس کی تصدیق ۱۳ ایضاً ۴۹۶ میں کی گئی۔

داخل ہوتا ہے کہ جوری کی توجہ پلیڈنگ کی وجہ سے متعینہ بار ثبوت اور مقدمے کی شہادت کی طرف منعطف کرائے۔ اور گو سوالات واقعاتی کا تصفیہ جوری کا مخصوص دائرہ ہوتا ہے لیکن ان کو چاہیئے کہ دیوانی مقدمات میں بار ثبوت اور متضاد قیاسات کی وقعت کے ان اصولوں سے ہدایت حاصل کریں۔ جن کو قانون تسلیم کرتا ہے۔ اور جن کا ماخذ قدرتی نصفت و سہولت میں پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہر قیاس قانونی لفظ ہی کی وجہ سے ہر قیاس انسانی یا مخلوط قیاس سے قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ دراصل اس امر کا تصفیہ کہ ان دو قیاسات میں سے کس کو ترجیح ہونی چاہیئے ہر ایک کی ماہیت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً قیاس معصومی قیاس قانونی ہے۔ لیکن روزانہ کے عملدرآمد سے ظاہر ہے کہ اس کی کامیابی سے تردید اس قیاس سے ہوتی ہے جو مال مسروقہ کے جدید قبضے سے پیدا ہوتا ہے[1]۔ اور جو زیادہ سے زیادہ صرف مخلوط قیاس ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۳: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متضاد قیاسات کے مضمون پر انگریزی قانون کے مصنفین نے کچھ توجہ ہی نہیں کی لیکن رومی فقہا نے اس کے متعلق بہت سے اصول قرار دئے ہیں۔ ان میں سے بعض قابل ۲۹۲
اعتراض ہیں[2]۔ لیکن حسب ذیل اصولاً صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ اور بشرطیکہ

---

[1] دیکھیے دفعات ۲۱۱-۲۱۳-۲۱۴۔

[2] علاوہ ان اصولوں کے جن کا اس باب میں ہم نے ذکر کیا ہے منوچیس نے حسب ذیل اصول بیان کئے ہیں بمنوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۹ و ۱۰ ونیز دیکھیے ایضاً دی اربٹ ریریئس جوڈیسم (de Arbitrarus Judicum) کتاب ۲ مقدمہ ۲۷۴ (۱) جو قیاس کہ اصل شے کو ثابت کرتا ہے اس سے قوی ہوتا ہے جو ضابطے سے متعلق ہوتا ہے۔ (۲) جو قیاس قانوناً کیا جاتا ہے۔ وہ اس قیاس سے قوی ہوتا ہے۔ جو تبرعاً کیا جاتا ہے۔ (۳) جو قیاس قانوناً کیا جاتا ہے وہ ان قیاسات سے زیادہ

ان کو صرف عام ہدایت کے اصول سمجھا جائے۔ عالمی وجوب کے اصول تصور نہ کیا جائے وہ عملدرآمد میں بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۳۳۱: (۱) خاص قیاسات عام قیاسات پر ترجیح رکھتے ہیں[1]۔ یہ بڑا اصول ہے اور غالباً یہ اس سے زیادہ عام اصول کی کہ "خاص قانون کے لیے عام قانون سے انحراف کیا جاتا ہے[2]" ایک شاخ ہے۔ یہ اس وا ضح اصول پر مبنی ہے کہ چونکہ تمام عام نتائج کی (ظاہر ہے کہ باستثنائے قطعی قانونی نتائج کے) بلا واسطہ شہادت سے تردید کی جا سکتی ہے۔ قدرتاً ان پر ان واقعات کا بھی اثر پڑے گا جو ان سے قریب تر ہیں۔ یعنی ایسے خاص قریبی واقعات و حالات کا جن سے وہ خاص نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قوی و مضبوط ہوتا ہے جو عام قانون سے متعلق ہوتے ہیں لیکن یہ خاص قانون کے قیاس سے کمزور ہوتا ہے (۴) وہ قیاس زیادہ صحیح و قوی ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ صداقت سے مطابق ہوتا ہے۔ (۵) وہ قیاس جو حائل قبضے سے متعلق ہوتا ہے اس قیاس سے زیادہ قوی ہوتا ہے جو کسی شے کو قبضے سے آزاد تصور کرتا ہے۔ (۶) منفی قیاس مثبت قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے۔ (۷) قدرتی عقل پر مبنی قیاس قانونی۔ قانونی عقل پر مبنی قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے۔ (۸) وہ قیاس زیادہ مضبوط و صحیح سمجھا جاتا ہے جو بنویت اور عدم مساوات یا ناانصافی کو ظاہر کرتا ہے۔ (۹) قیاس جو کسی واقعے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے جو کسی عدم واقعہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (۱۰) جو قیاس حالات ذہنی کو ظاہر کرتا ہے وہ زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ذہنی حالت کے ثبوت بغیر کسی جرم کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے۔

[1] منوچس بر قیاسات کتاب ۱ اشلہ ۲۹۔ نوٹ ۱، ۹۰۔ ایضاً دی اڈبر بریس جو ڈیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۱۲۴۔ نوٹ ۴ وغیرہ مقدمۂ قانون رومامصنفۂ ہوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۳۰۔ ایضاً موافقت قانونی مطابق پانڈکٹ (Id. Positiones Juris sec. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۴۔ ثبوت قطعی از ماسکاردس ۱۲۳۱۔ نوٹ ۶ و ۷۔ شہادت از پوتھیے۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳۲۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۸۰۔ نیز دیکھئے فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ متعلق قواعد

خاص صورت میں عام قیاس کے اطلاق کی نفی کرتے ہیں۔ مثلاً کسی اراضی کی حقیت مستقل کا مالک ان دھاتوں کا بھی مستحق سمجھا جاتا ہے جو اس میں پائے جائیں۔[۱] لیکن اس قیاس کی تردید اس قیاس سے ہوتی ہے جو اس کے اس تمتع نہ کرنے اور دوسروں کے اس سے تمتع ہونے سے پیدا ہوتا ہے[۲] اسی طرح گو اراضی کا قبضہ اور لگان کا وصول کرنا اس کی حقیت مستقل کی شہادت ہوتی ہے تاہم ایک مقدمے میں جب دعویدار نے ایک حکمنامۂ حق کے تحت ایک کئی پشت اوپر کے دادا سے حق پہنچنے کا اظہار کیا تھا قرار دیا گیا کہ اس قیاس کی یہ ثابت کرنے سے تردید ہوگئی کہ دعویدار اور اس کا باپ جس کے سلسلۂ نسب کو مذکورۂ بالا حد تک پہنچایا گیا تھا۔ عرصۂ دراز تک اشخاص غیر کو اسی اراضی پر قابض رہنے دیئے۔ حالانکہ وہ خود قریب رہتے تھے۔ اور اس امر سے لازماً واقف تھے[۳] کسی دریا میں موج کا ہونا اس کے قابل جہاز رانی ہونے کی قیاسی شہادت ہے[۴] لیکن اس قیاس کی تردید اس شہادت سے ہوسکتی ہے۔ کہ نہر تنگ تھی یا نالہ گہرا نہیں تھا۔ یا خانگی افراد نے مالکانہ افعال کئے جو عام حق جہاز رانی کے منافی تھے[۵]۔ قیاس معصومی نہایت عام و پسندیدہ قانون قیاس ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں جرم کو قیاسی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے۔ جب توہین تحریری کی اشاعت ثابت کردی جائے تو

۲۹۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قانونی قاعدہ ۳۴۔

[۱] رد ایکام بنام ولسن ۸ مقدمات دارالامراء ۳۴۸۔

[۲] رو بنام برنٹن (Rowe v. Brenton) ۸ بارن وال ایکرسول رپورٹس ۷۳۱۔ ۳۲ رسل و ریان ۵۴۴ رو بنام گرن فل۔ رسل ریان رپورٹس ۲۹۶۔

[۳] جیمن بنام اپرایس ۱۸۵۲ء ۵ ٹانٹن ۳۲۶۔ ۱۶ رسل و ریان ۵۱۸۔

[۴] ایلس بنام روس ۱۸۱۳ء ۵ ٹانٹن ۷۰۵۔ ۱۵ رسل و ریان ۶۲۳۔

[۵] ایلس بنام روس۔ ۵ ٹانٹن ۷۰۵۔ ۱۵ رسل و ریان ۶۲۳۔ ملک بنام مائٹنگ ۴ بارنول ڈکرسول

کینے کا قیاس کر لیا جائے گا[۱]۔ جیسا کہ الزام قتل میں بھی واقعۂ قتل سے کینے کا قیاس کر لیا جاتا ہے[۲]۔ اسی طرح جب کسی توہین تحریری کو کوئی ملازم اپنے اپنے معمولی فرایض کی ادائی میں فروخت کرتا ہے تو ـــــ کم از کم قانون توہین تحریری ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۷ کے بعد سے ـــــ تو مالک کے توہین کو شایع کرنے کی یہ صرف قیاسی شہادت ہوتی ہے[۳]۔ اسی طرح یہ کلیسائی عدالتوں کا اصول سمجھا جاتا رہا ہے کہ جب ناجائز تعلقات کا وجود ثابت کر دیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا اس وقت تک کیا جائے گا۔ جب تک فریقین ایک ہی مکان میں رہیں[۴]۔ لیکن ہر واقعہ یا خاص نتیجہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے قانون یا واقعے کے عام قیاس کو ترک کر دیا جا سکے۔

دفعہ ۳۳۲: (۲) قیاسات جو طریق فطرت سے اخذ کئے جاتے ہیں وہ اتفاقی قیاسات سے زیادہ قوی ہوتے ہیں[۵]۔ یہ ایک نہایت ہی عام اصول ہے جو فطرت کے کاموں کی یکسانیت و پائداری سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور جو اس امر کو قرینِ قیاس کر دیتا ہے کہ انسانی گواہیاں یا خاص حالات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۵۹۸ مسٹر آف لن بنام ٹرنر۔ کوپر ۸۶۔

[۱] ہیریا ہاریس بنام وسن ۱۷۹۵ء وبار نوال وکرسول رپورٹس ۳۳ ۶-۳۳ رسل وریان ۲۸۴۔

[۲] کریون لاز خامسہ ۲۵۵-۱۹۰ پلیس آف دی کراؤن از نہیل جلد ۱ صفحہ ۲۵۵-ایلیس آف دی کراؤن لنز ایسٹ ۲۲۴

[۳] ملک بنام والٹر ۱۸۳۹ء ۱۲ ایپناس ۲۱-۲ رسل وریان ۸۰۸۔ ملک بنام گیج (۱) موڈی وماکن ۴۳۷۔

[۴] ٹرش بنام ٹرش ۳ ہاگرڈ مقدمات نو۔ ۳۵۰۔

[۵] منوہیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۲۹ نوٹ نو ایضاً ہی ار بٹر ریس جوڈیسیم کتاب ۱ مقدمہ ۲۲ نوٹ ۱۹۔ شہادت مصنفہ ماسکارڈس مسئلہ ۱۰ نوٹ ۱۸۔

اور ثبوت قطعی ۱۲۳۱- نوٹ ۱۷ - ۱۸- مقدمۂ قانون روما از میو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۸۔ ایضاً موقف قانونی حسب پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۴۔

جو ایسے نتیجے کی طرف ہدایت کرتے ہیں جو خلاف قوانین فطرت ہوتا ہے۔ وہ اس خاص صورت میں مغالطہ آمیز ہوتے ہیں۔ "عظیم ترین قوت فطرت کی ہوتی ہے"۔ مثلاً ایک سا گوانی کندے کے چالان سرقے میں قیاسی شہادت کی کسی زنجیر یا بلکہ کسی عینی شاہد کی صریحی گواہی کا یہ غالباً کافی جواب سمجھا جائے گا کہ زیر بحث کندا اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ قوی سے قوی دس آدمی بھی اس کو ہلا نہیں سکتے تھے۔[1] سرقہ بالجبر کے الزام کی جو کوئی قوی آدمی کسی لڑکی یا بچے پر یا زنا بالجبر کے الزام کی جو کوئی ورزشی عورت کسی بڈھے یا لاغر آدمی پر لگائے اسی طرح تردید کی جائیگی اسی طرح یہ بھی ایک حد تک مصلحت عامہ کے اصول پر مبنی ہے[2] کہ سیانگی کا ہمیشہ قیاس کرلیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی جب کہ ملزم پر کوئی ایسا الزام ہو جس کی سزا موت ہوتی ہے۔ اسی عنوان کے تحت وہ مثالیں بھی آتی ہیں جن میں دیکھا گیا ہے کہ قیاسات جو قدرتی جذبات محبت سے مستنبط ہوتے ہیں وہ دوسرے قیاسات پر اور منجملہ ان کے ان قیاسات پر جو قبضے سے پیدا ہوئے ہیں ترجیح رکھتے ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے سے جس کا ذکر کردیا گیا ہے۔ ظاہر ہے۔ اسی طرح جب ماں یا باپ بچے کو کوئی رقم دیتے ہیں تو ہبہ نہ کہ قرض دینے کا قیاس کیا جاتا ہے[3] اور ضمنی ضمانت کا تحت نظریہ بھی ایک حد تک ۲۹۴

---

[1] ۲ انسٹیٹیوٹ ۴۲۶ ہ بیلوڈن ۳۰۹۔

[2] منو جیسی برادریٹر یہ بیں جوڈیشیم کتاب ۲ مقدمہ ۲۷۴ نوٹ ۲۱۔

[3] دیکھیے دفعات ۳۴ تا ۳۸ ۲۴۔

[4] داروالامرا کو بجوں کا جواب ۱۰ اسکاٹ رپورٹ تو ۵۹۵۔ اکیارنگٹن وکرون ۱۳۱۔ ملک بنام اسٹوکس ۳ کیارنگٹن وکرون ۵ ۱۰۔ دیکھو شہادت از ٹیلر طبع ششم ۲۸۰۔

[5] کنگس ۳۔ ۱۶۔ اوپر ذیلی فصل ۲۔

[6] ڈائجسٹ کتاب ۱۔ عنوان ۱ فقرہ ۵ وہیٹن بر پانڈ کنٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵۔ آخر میں

اسی اصول کے ایک کھینچے تانے ہوئے اطلاق پر مبنی تھا[۱]۔

دفعہ ۳۳۳: (۳) وہ قیاسات پسندیدہ ہیں جو افعال کو صحیح گردانتے ہیں[۲]

اس اصول پر کہ "ہر امر کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ باضابطہ طور پر کیا گیا" آیندہ غور کیا جائے گا[۳] اور یہاں صرف ان چند مثالوں کو بیان کر دینا کافی ہے جن میں اس قیاس کو دوسرے پسندیدہ قیاسات پر مثلاً قیاس معصومی پر ترجیح دی گئی ہے۔ کسی پولس والے کے الزام قتل پر یہ واقعہ کہ اس نے علانیہ پولس کے جوان کی حیثیت سے کام کیا ہے اس کے پولس سے تعلق کا کافی ثبوت ہے۔ اس کے تقرر کے کاغذات کو پیش کرنا ضروری نہیں[۴]۔ اور دروغ حلفی کے چالان میں کہ ایک ماتحت کلیسائی جج کے سامنے جھوٹا حلف اٹھایا گیا۔ بادی النظر میں یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ حلف دینے والے نے اسی حیثیت سے حلف دیا تھا[۵]۔

دفعہ ۳۳۴: (۴) قیاس معصومی پسندیدۂ قانون ہے[۶]۔ یہ ایک بہت ہی مشہور و متعارف اصول ہے۔ اور کل تعزیرات میں پایا جاتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ازبیلی جسٹس بمقدمۂ ہک بنام کیٹس ۲ بار نوال و کرسول ۶۹-۷۱۔

[۱] لٹلٹن از کک ۳، ۴۔ الف۔

[۲] مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۷، ۱۔ ایضاً موافق قانونی حسب پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۴۔ موجبیں بر قیاسات کتاب اسکہ ۲۹۔ نوٹ ۳۔ ایضاً ڈی ار ڈریس جوڈیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۲، ۴۔ نوٹ ۲۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۱۲۳۱ نوٹس ۲۰ و ۲۳

[۳] نیچے دفعات ۳۵۳-۳۶۵۔

[۴] ملک بنام گارڈن۔ ایلیچ کراؤن لا-۵۱۵۔

[۵] ملک بنام دیرسٹ ۴ کیمبل ۴۳۲-۱۴ اس دریان ۵۷۷۔

[۶] مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۷، ۱۔ ایضاً موافق قانونی حسب پانڈکٹس

اسی طرح وہ دیوانی کارروائیوں میں بھی کارفرما ہے۔ ملک بنام باشندگان
ٹوئیننگ[1] (Rv. the Inhabitants of Twyning) میں جو متضاد قیاسات
کے مضمون پر ایک ہدایتی مقدمہ ہے۔ سشن سے بھیجے ہوئے ایک مقدمے ۲۹۵ص
سے ظاہر تھا کہ ایک فقیر عورت نے اس زمانے سے سات سال پہلے
ایک شخص رچرڈ ونٹر (Richard Winter) سے نکاح کیا تھا۔ اور اس کے
ساتھ چند ماہ رہی۔ جس کے بعد وہ سپاہیوں میں بھرتی ہو کر بیرون ملک
فوجی نوکری پر چلا گیا۔ اور پھر اس کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔
اس کے جانے کے بارہ مہینوں بعد ہی اس عورت نے فرانسس برنز
(Francis Burns) سے نکاح کر لیا۔ اس شہادت پر عدالت کوئنس بنچ
نے جو بیلی و بسٹ جسٹس (Bayley & Best JJ.) پر شامل تھی قرار دیا کہ
دوسرے نکاح کی اولاد کو صحیح النسب سمجھنا چاہیئے۔ اور اول الذکر جج نے
کہا کہ[2] "یہ ایک متضاد قیاسات کا مقدمہ ہے اور سوال یہ ہے کہ کس کو
ترجیح ہونی چاہیئے۔ قانون زندگی کے جاری رہنے کا قیاس کرتا ہے لیکن
وہ ارتکاب جرائم کے خلاف بھی قیاس کرتا ہے۔ اور دیوانی مقدمات میں
بھی جب تک اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے یہی قیاس ہوتا ہے
۔ ۔ ۔ ۔ واقعات یہ ہیں کہ فقیرہ کا فرانسس برن کے ساتھ نکاح ہوا ہے جو
بادی النظر میں صحیح ہے۔ لیکن اس نکاح سے ایک سال پہلے وہ رچرڈ ونٹر
کی بیوی تھی۔ اور اگر وہ دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھا تو یہ نکاح ناجائز تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کتاب ۲ عنوان ۳ نوٹ ۴۲۔ منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ سوال ۲۹ ملاحظہ نوٹ ۱۱۔
ایضاً ڈی آر بٹر یرس جوڈیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۴۰۴۔ نوٹ ۲۵۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۱۲۳۱۔
نوٹ ۹ - ۴۰۔ وغیرہ مُڈلیٹن بنام بارنڈ ۴ کیمپکیر ۴۱ - ۲۔ ممالک متحدہ امریکا میں قیاس معصومی تمام دوسرے قیاسات
پر رائج رہتا ہے۔ بسٹ از مارگن صفحہ ۶۰۲ بحوالہ ویسٹ بنام اسٹیٹ اڈیسکنن رپورٹس و دوسرے مقدمات۔
[1] ایارن وال واڈالفس ۳۸۶ - ۲۰ رسل وریان ۴۸۰۔
[2] بارن وال واڈالفس ۳۸۸۔

اور عورت ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کی مرتکب تھی۔ لیکن کیا ہم کو وہ شوہر کے اس وقت زندہ ہونے کا قیاس کرنا چاہیئے؟ اگر فقیر عورت کو ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم پر چالان کیا جاتا تو صاف طور پر یہ ناکافی ہوتا۔ اور ثابت کرنا ہوتا کہ وہ شخص دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھا۔ حجت کی جاتی ہے کہ اس کی موت کو ثابت کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ قانون کا قیاس یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں تھا۔ اگر اس کے زندہ فرض کرنے سے کوئی دوسرا شخص کسی جرم کا مرتکب ٹھیرتا ہے۔ اس لیے میری دانست میں سشن نے صحیح فیصلہ کیا ہے کہ دوسرے نکاح کو صحیح قرار دیا ہے۔ بجز اس کے کہ پہلے شوہر کو دوسرے نکاح کے وقت زندہ ثابت کیا جاتا" یہ الفاظ مقدمے کی ضرورت سے زیادہ ہیں۔ اور یقیناً ان کی پوری طرح تائید نہیں کی جاتی جیسا کہ بعد کے مقدمہ ملکہ بنام باشندگان ہاربورن (R. v. The Inhabitants of Harborne) سے ظاہر ہے[1]۔ اس مقدمے میں ایک فقیر عورت مسماۃ این اسمتھ (Ann Smith) کے حکم اخراج کی تائید میں ثابت کیا گیا کہ ۱۱ اپریل ۱۸۳۱ء کو اس نے ایک شخص ہنری اسمتھ (Henry Smith) سے نکاح کیا تھا۔ جس نے اس کو بعد میں چھوڑ دیا۔ اس کے جواب میں ثابت کیا گیا کہ ہنری اسمتھ نے اس سے قبل اکتوبر ۱۸۲۱ء میں ایک دوسری عورت سے نکاح کیا تھا جس کے ساتھ وہ ۱۸۲۸ء تک رہا۔ اور اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا اور یہ کہ وان ڈیمن لاینڈ (Van Diemen's Land) سے اس موخر الذکر عورت کے متعدد خطوط وصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو پیش کیا گیا۔ اور جس کی تاریخ دوسرے نکاح سے پچیس دن قبل کی تھی۔ سشن نے اس شہادت پر

[1] ملکہ بنام ہاربورن ۲ اڈالفس وایلس ۵۴۰۔

قیاس کیا کہ پہلی بیوی دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھی۔ اور حکم
۲۹۶ط اخراج کو منسوخ کر دیا۔ جب مقدمہ بحث کے لیے عدالت کوئنس بنچ
کے سامنے پیش ہوا تو بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا گیا۔ اور
ملک بنام ٹوئینگ پر سند بطور اعتماد کیا گیا کہ جو فریق پہلی بیوی کو
زندہ اور اسی لیے شوہر کو مجرم ظاہر کرتا تھا۔ اس پر لازم تھا کہ
دوسرے نکاح کے وقت تک اس کا زندہ رہنا ثابت کرے اور
یہ کہ اس مقدمے میں قانونی قیاس کا جو اصول قرار دے دیا گیا ہے
اس کی وجہ سے عدالت نکاح کے وقت تک زندگی کے باقی
رہنے کو فرض نہیں کر سکتی۔ لیکن عدالت (لارڈ ڈنمان چیف جسٹس اور
لٹل ڈیل و ولیمس جسٹس (Lord Denman, C. J. Littledale & Williams,
(JJ.) نے قرار دیا کہ عدالت سشن نے جو نتیجہ شہادت سے اخذ کیا ہے
وہ صحیح ہے۔ لارڈ ڈنمان نے اثنائے فیصلہ میں اپنے خیالات کا یوں
اظہار کیا۔ کہ "ایک ہی امر جس سے میرے ذہن میں کچھ شبہہ پیدا ہوتا
ہے وہ مقدمۂ ملک بنام لوئینگ میں بیلی جسٹس کا قرارداده نظریہ ہے
لیکن اس مقدمے میں عدالت سشن نے قرار دیا تھا کہ مدعی کا انتقال
ہو گیا ہے۔ اور اس عدالت نے صرف یہی طے کیا کہ مقدمے سے
کوئی قیاس ایسا نہیں پیدا ہوتا ہے۔ جس سے عدالت سشن کی
قرارداد میں تبدیل کی جائے۔ بیلی وبسٹ قابل ججس نے یقیناً اس
مقدمے کو بہت عام الفاظ میں فیصل کیا ہے۔ لیکن غالباً جس اصول
پر انھوں نے عمل کیا وہ اس مقدمے کے فیصلے کے لیے ضروری نہیں
تھا۔ میں اس موقع سے یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ
کوئی لغو تصور نہیں ہو سکتا کہ ایسے سوالات واقعاتی کے متعلق بلالحاظ
ان کے ساتھی حالات ـــــ مثلاً عمر و صحت فریق کے ـــــ کوئی
غیر تبدیل پذیر قیاس قانونی ہو سکتا ہے۔ ایسا کوئی اٹل قیاس قانونی
نہیں ہو سکتا . . . . . میں واقف ہوں کہ بیلی جسٹس نے اپنے فیصلے کو

متضاد قیاسات کی اساس پر مبنی کیا ہے۔ لیکن میری دانست میں ایسی صورتوں میں سوال صرف یہی ہوتے ہیں کہ کونسی شہادت قابل ادخال ہے اور اس سے انصافاً کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرض کرو کہ ایسا کوئی شخص دوسرے نکاح سے چند گھنٹوں قبل تک زندہ تھا۔ تو کیا اس وقت کوئی قیاس نہیں ہوگا۔ قیاس معصومی اس مفروضہ قیاس جیسے قیاس کو روک نہیں سکتا۔ میری دانست میں کوئی شخص بھی ان حالات میں قیاس نہ کرے گا کہ وہ فریق دوسرے نکاح کے وقت زندہ نہیں تھا۔ عدالت کے دوسرے ارکان نے بھی ایسے ہی فیصلے کیے۔ ملک بنام باشندگان ٹوٹینگ اور ملک بنام باشندگان ہاربورن کے مقدمات کے فیصلوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور نہ اس اصول کے متعلق جو ان دونوں فیصلوں میں پایا جاتا ہے کوئی حقیقی دشواری ہے۔ قیاس معصومی قیاس قانونی ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک اس کی تردید نہ کی جائے۔ ملک بنام ٹوٹینگ قرار دیتا ہے کہ قیاس واقعۂ تسلسل زندگی جو یہ ثابت کرنے سے پیدا ہوا تھا۔ کہ پہلا شوہر دوسرے نکاح سے ایک سال پہلے تک زندہ تھا۔ عدالت سشن یا جوری کے اندازے میں اول الذکر قیاس سے زیادہ دقیع نہ ہونا چاہئیے۔ اور ملک بنام
ص ۲۹۷ ہاربورن طے کرتا ہے کہ یہ مدت اگر بارہ مہینوں سے کم کرکے ۲۵ دن کردی جائے تو صورت حال جدا ہوگی۔ اور یہ کہ سشن یا جوری اپنی صوابدید بموجب قیاس کرسکتی ہے کہ پہلا شوہر ابھی زندہ ہے۔ ان مقدمات کے متعلق اس نقطۂ نظر کی توثیق دارالامرا کے فیصلے سے جو بعد کے مقدمۂ لاپسلے بنام گریرسن[1] (Lapsley v. Grierson) میں کیا گیا ہوتی ہے۔ ایک دوسرا عجیب مقدمہ ملکہ بنام ولشیر[2] (Reg. v. Willshire)

[1] لاپسلے بنام گریرسن۔ ۱۔ مقدمات دارالامرا صفحہ ۹۴-۳۰۴، رسل وریان ۱۳۲۔

[2] ملکہ بنام ولشیر سنہ ۱۸۸۱ء کوئنس بنچ ڈیویژن ۳۶۶۔ کراؤن کیسیں اینوٹیٹد۔

کا ہے۔ اس مقدمے میں ملزم نے جس کو ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے سنہ ۱۸۸۸ء میں نکاح کرنے کے الزام پر سنہ ۱۸۸۸ء میں چالان کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۴ء میں نکاح کیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں اس کو ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم پر سزا دی گئی تھی۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں اس نے پھر نکاح کیا تھا۔ اور سنہ ۱۸۸۸ء میں اور ایک دفعہ جب تک وہ عورت جس سے اس نے سنہ ۱۸۶۴ء میں نکاح کیا تھا زندہ تھی۔ اس طرح پر سنہ ۱۸۷۹ء کے نکاح کا معصومی کے ساتھ کئے جانے اور اسی لیے صحیح ہونے کا قیاس پیدا ہوا لیکن قیدی کے ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے فیصلۂ سزا کو شہادت میں پیش کرنے سے ثابت ہوا کہ سنہ ۱۸۶۴ء میں ایک ایسی عورت سے جو کم از کم سنہ ۱۸۶۸ء تک زندہ تھی۔ اس کا ایک صحیح نکاح ہوا تھا۔ اس طرح پر ایک قیاس تسلسل زندگی —— یعنی اس عورت کی زندگی کے تسلسل کا جس سے اس نے سنہ ۱۸۶۴ء میں نکاح کیا تھا —— پیدا ہوا۔ اور قرار دیا گیا کہ یہ ایک جوری کے لیے سوال واقعاتی ہے کہ وہ بتائے کہ آیا سنہ ۱۸۶۴ء کی بیوی اس وقت جب کہ اس نے سنہ ۱۸۷۹ء میں نکاح کیا تھا۔ زندہ تھی یا نہیں۔ اور فیصلۂ سزا کو اس بناء پر منسوخ کر دیا گیا کہ یہ سوال جوری پر نہیں چھوڑا گیا تھا۔ اس مقدمے سے متعلق ملحوظ رکھیے کہ (۱) اگر مقدمے کی سماعت جوری کو مناسب ہدایت کے ساتھ ہوتی۔ تو قیدی کی برأت اگر اس کو بری کیا جاتا تو اس بناء پر ہوتی کہ جوری اس کو ایک ایسے جرم کا مجرم سمجھتی تھی جس کے لیے اس کو چالان نہیں کیا گیا تھا۔ (۲) فوجداری پلیڈنگ کی سختی کی وجہ سے علی سبیل البدل چالان نہیں ہو سکتا تھا۔ (۳) فوجداری ضابطے کی سختی کی وجہ سے جوری کو مناسب ہدایت دے کر دوبارہ سماعت نہیں ہو سکتی تھی۔ اور (۴) گو قیدی نے اپنی بیوی کے تسلسل زندگی کا قیاس اتنے بہت سے نکاحوں کی بناء پر چالان کے جواب میں جو کہ بیوی سے نکاح کے بعد ان عورتوں میں سے کسی کی زندگی میں نکاح کرنے پر مبنی تھے پیش کر سکا۔

لیکن باوجود اس کے اس بیوی کی زندگی میں پھر نکاح کرنے کی وجہ سے چالان ہونے پر اس نے اس کی سات سالہ عدم موجودگی سے فائدہ اٹھایا۔

فصل دوم

قیاسات قانونی و واقعاتی جو معمولاً عملدرآمد میں پائے جاتے ہیں

دفعہ ۳۳۵: قصد ہے کہ اس فصل میں ان قیاسات قانونی و واقعاتی پر جو عملدرآمد میں معمولاً پائے جاتے ہیں غور کیا جائے۔ ان پر ترتیب ذیل میں غور کیا جائے گا:-

۱۔ لاعلمی قانون کے خلاف قیاس۔
۲۔ قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کیے جاتے ہیں۔
۳۔ فعل بیجا کے خلاف قیاس۔
۴۔ حلت یا جواز افعال کی موافقت میں قیاس۔ ص ۲۹۸
۵۔ قیاسات جو قبضہ و استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔
۶۔ قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل۔ معاشرے کے عادات و دستور تجارت سے پیدا ہوتے ہیں۔
۷۔ اشیا کے اسی حالت میں باقی رہنے کا قیاس جن میں کہ وہ ایک مرتبہ تھیں۔
۸۔ قیاس خلاف مرتکب فعل ناجائز (غاصب)۔
۹۔ قیاسات قانون بین قومی۔
۱۰۔ قیاسات قانون بحری۔
۱۱۔ متفرق قیاسات۔

ذیلی فصل (۱)

قیاس خلاف لاعلمی قانون

دفعہ ۳۳۶: قانون اپنے احکام سے لاعلمی کے خلاف قطعی قیاس کرلیتا ہے۔ یہ ایک قطعی و ناقابل تردید قیاس قانونی ہے کہ تمام اشخاص (بشمول اجانب[1]) کے متعلق بھی جو کسی ایسے قانون کے ماتحت ہوں جو حسب ضابطہ نافذ کیا گیا ہے یا جو اپنی تاثیر و قوت یاد سے باہر قدیم رواج سے حاصل کرتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کر دیا گیا ہے[2] سمجھا جائے گا کہ وہ قانون سے اس حد تک واقف ہیں کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی پر سزا کے مستوجب ہوتے اور اپنے تمام افعال کو ان کے قانونی اثرات و نتائج کی واقفیت کے ساتھ

---

[1] ملک بنام ایسپ، کیا ر نگٹن دبین ۵۶ م۔

[2] پیچھے دفعہ ۴۵ م۔

کرتے ہیں[1] ۔ [2] قانون سے ہر شخص کے واقف ہونے کا قیاس ہوتا ہے۔ اس سے لاعلمی کسی کو معاف نہیں رکھتی ہے[3]۔ اسی اصول کی بنا پر جو رقم قانون کی غلطی کی بنا پر دی جائے واپس نہیں لی جاسکتی ہے[4]۔ گو جو رقم واقعے کی غلطی کی بنا پر دی جائے واپس لی جاسکتی ہے۔

قوانین پارلیمنٹ اس دن سے نافذ ہوتے ہیں۔ جس دن کہ انھیں شاہی منظوری حاصل ہوتی ہے۔ بجز اس کے کہ خود قانون ہی میں جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا حکم ہو[5]۔ اور اس صورت میں وہ اس روز سے
صہ ۲۹۶ نافذ ہوتے ہیں۔ جس روز سے کہ اس طرح پر ان کے نافذ ہونے کے متعلق حکم ہوتا ہے۔ ازمنۂ ماضیہ میں ان کو اکثر اعلان شاہی کے ذریعے سے شایع کیا جاتا تھا۔ ازمنۂ جدیدہ میں ان کو ہمیشہ سرکاری مطبع میں چھاپا جاتا ہے۔ لیکن یہ کسی شخص کا بھی قانونی فرض نہیں ہے کہ ان کو چھاپ کر شایع کرے۔ اور نہ کسی سرکاری مطبع کی نقل کسی عام قانون کے مضامین کی شہادت ہوتی ہے۔ گو قانون شہادت ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳۔ دفعہ ۳ کی رو سے وہ کسی مقامی قانون کے مضامین کی شہادت ہوتی ہے۔ کسی عام قانون کے مضامین کی واحد شہادت پارلیمنٹی رول (یا کاغذات) ہوتی ہے۔ اور شاہی منظوری کی پارلیمنٹ کو اطلاع

[1] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ا۔ باب ۲۶ مکالمہ ۲۔ باب ۱۶ و ۴۶ ۔ پلوڈن ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ اکلس ۱۷۷ ب ۷۸ کک ۳ ب۔ ۶ کک ۵۴ الف ۔

[2] شرحات بلاکسٹن ۲۷ ۔

[3] بلبی بنام ملے ۱۸۰۲ء ۲ ایسٹ ۴۶۹ - ۶ رسل دریان ۴۷۹ ۔

[4] ملنس بنام ڈنکن ۱۸۲۶ء ۶ بارنوال دکرسول ۶۷۱ - ۳۰ رسل و ریان ۴۹۸ ۔

[5] قانون آغاز قوانین پارلیمنٹ ۱۷۹۳ء ۳۳ جارج سوم باب ۱۳۔ قوانین موضوعہ از جٹی طبع پنجم عنوان قانون پارلیمنٹ ۔ اس قانون سے پہلے ایک لغو و غیر منصفانہ مفروضۂ قانونی کی بنا پر قوانین اس اجلاس کے پہلے دن سے نافذ سمجھے جاتے تھے۔ جس میں کہ وہ وضع ہوتے تھے۔ - لا ٹس

اس کو بغیر کسی مزید اعلان کے قانوناً واجب العمل کرنے کے لیے کافی ہے[۱]
بہت سے جماعت ہائے عامۂ کو منشور یا قانون موضوعہ کی رو
سے ذیلی قوانین۔ قواعد وضوابط یا احکام وضع کرنے کا اختیار ہے۔
ان کے نافذ ہونے کے لیے محض ان جماعتوں کی قرارداد دیں کافی نہیں
ہیں۔ باہر کی دنیا کے لیے ان کا کچھ نہ کچھ اعلان ضروری ہے[۲]۔ اور طریقۂ
اعلان بسا اوقات، گو ہر وقت نہیں اس منشور یا قانون موضوعہ کی رو
سے مقرر کیا جاتا ہے جس سے ذیلی قوانین وغیرہ بنانے کا اختیار حاصل ہوتا
ہے۔ اگر اس طریقۂ اعلان کی پابندی کی جاتی ہے تو وہ ذیلی قانون وغیرہ
قابل پابندی ہوتا ہے[۳] چاہے فی الواقع وہ معلوم ہو کہ نہیں۔ اور اگر اس
طریقۂ اعلان کی پابندی نہیں کی جاتی ہے تو وہ ذیلی قانون وغیرہ ناقابل
پابندی ہوجاتا ہے۔ گو فی الواقع وہ معلوم ہو۔ اور اگر کسی طریقۂ اعلان کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بنام ہومس ۱۸۴۶ء، ۹ ہائوز رپورٹ ۶۶۔

[۱] [اس جملہ سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ عام قوانین کے وجود و مضامین کی ہمیشہ عدالتی اطلاع رہتی ہے اسی لیے ان کے وجود کی کوئی شہادت ضروری نہیں ہوتی ہے۔ گو عدالتیں سہولت کی خاطر اپنے حافظے کو کسی سرکاری یا ماثل سرکاری طور پر چھپی ہوئی نقل سے تازہ کر سکتی ہیں۔ قانون شہادت ۱۸۴۵ء نے سرکاری چھپی ہوئی نقول کو مقامی قوانین کی شہادت بطور قابل ادخال ٹھیرایا کیونکہ ان کی عدالتی اطلاع نہیں ہوتی تھی اس لیے وجود و مضامین کی کوئی معمولی شہادت ضروری تھی۔ لیکن اب قانون تعبیرو اطلاق قوانین ۱۸۸۹ء (۵۲ و ۵۳ وکٹوریا باب ۶۳) دفعہ ۹ کی رو سے تمام قوانین کی جو ۱۸۵۰ء کے بعد سے وضع ہوں چاہے ان کی نوعیت کچھ ہو۔ عدالتوں کو از خود اطلاع ہوتی ہے۔" اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

[۲] دیکھئے ذیلی قوانین از لملے "Lumley on Bye-Laws" جہاں ان قوانین موضوعہ کی جو ذیلی قوانین کی اجازت دیتے ہیں ایک مکمل فہرست دی گئی ہے۔

[۳] دیکھئے سونڈرام بنام ایسٹرن کونٹیس ریلوے کمپنی، کامن بنچ سلسلۂ نو ۵ جس میں عدالت نے (بہ اختلاف ولیمس جسٹس) اس قانون (۸ و ۹ وکٹوریا باب ۲۰) کے متعلق ایک فیاضانہ نقطۂ نظر اختیار کیا

صراحت نہ کی گئی ہو تو یہ کہنا مشکل ہے کہ کس طریقے سے وہ ذیلی قانون قابل پابندی ہوگا۔ بلاکسٹن عام طور پر اعلان قوانین کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "چاہیے کوئی طریقہ استعمال کیا جائے۔ مشتہرین پر لازم ہے کہ اس کو نہایت ہی صاف واضح طریقے پر کریں اور مثل کالیگولا (Caligula) کے نہیں ہیں۔ جس نے (حسب بیان ڈیوکیسیس (Dio Cassius) اپنے قوانین کو نہایت ہی چھوٹے حروف میں لکھا۔ اور اس کو اونچے مناروں پر لٹکا دیا۔ تاکہ لوگوں کو زیادہ سہولت کے ساتھ دام میں لاسکے۔" ہماری رائے میں یہ امر کہ کیا کوئی اعلان کافی تھا۔ ایک سوال قانونی ہے یہ سوال واقعاتی نہیں اور اسی لیے اس سوال پر غور نہیں کرنا چاہیے کہ کیا کوئی خاص شخص جس کے خلاف کسی ذیلی قانون کے تحت کارروائی کی گئی ہو۔ اس سے واقف تھا بھی اور اس امر پر نظائر و احکام نہیں ہیں اور وہ بہت مشکل سوال ہے۔

فیکٹری و ورکشاپ ایکٹ (The Factory and Work Shop Act) سنہ ۱۹۰۱ء یکم ایڈورڈ ہفتم باب ۲۲ میں دفعہ ۱۲۸ کی رو سے حکم ہے کہ اس کا ایک خلاصہ ہر کارخانے و ورکشاپ کے دروازے پر اس شکل و موقع سے لٹکانا چاہیے کہ سارے اجیر اشخاص اس کو آسانی سے پڑھ سکیں ۲۰۰ اور قانون قرض دہندگان سنہ ۱۹۱۰ء ۲ و ۳ و ۶ و کٹوریا باب ۵۱ دفعہ ۳ کی رو سے کمشنران محاصل داخلی کو قرض دہندوں کے رجسٹر کرنے کے لیے ضوابط بنانے اور ان کے رجسٹر نہ ہونے کی صورت میں ان پر تاوان مقرر کرنے کا مجاز گردانا گیا۔ حسب کمشنروں نے جو قواعد بنائے ان کا اعلان اس طرح کیا کہ مملکت متحدہ کے تمام ڈاکخانوں میں جن کی تعداد چودہ ہزار تھی ان کو آویزاں کر دیا۔

اب تک غیر منسوخ شدہ قانون جس کا عنوان ہے کہ "تو بجانے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جس کی رو سے اعلان ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قیام اور ناجائز کھیلوں کو منع کرنے کے لیے قانون "۔ ۳۳ ہنری ہشتم باب[1] ۹ کی رو سے کوئی کاشتکار۔ مزدور۔ مچھلیارا۔ یا وہ دوسرے اشخاص جن کا اس قانون میں ذکر ہے۔ گنجفہ یا دوسرے کھیل جن کی ایکٹ میں صراحت کی گئی ہے۔ سوائے کرسمس کے کسی دن نہیں کھیل سکتے۔ اور کرسمس کے دن بھی صرف کھیل اپنے مالکوں کے مکان اور ان کی موجودگی میں کھیل سکتے ہیں۔ ذیل کا دفعہ بھی ہے:۔

"اس غرض سے کہ ہر شخص کو اس ایکٹ کا علم ہو جائے۔
اور وہ اس کے خطرات و تاوانات سے محفوظ رہ سکے۔
حکم دیا جاتا ہے کہ تمام ہیرلڈ۔ بیلیف۔ شریف اور
تمام دوسرے بڑے عہدہ دار سال میں چار مرتبہ یعنی
ہر سہ ماہ کو ایک مرتبہ اس قانون کا ان کے حدود
کی ہر مارکٹ میں اعلان کر دیں۔ نیز نظمائے عدالتی نظمائے
محبس و نظمائے امن بھی اس قانون کا اپنے اپنے حدود
اور اجلاسات پر اعلان کرا دیں"۔

اس قانون کا یہ دفعہ حرف غلط ہے۔ لیکن خود قانون پر بہت دن ہوئے کہ اسٹافرڈشیر (Staffordshire) میں عمل کیا گیا ہے۔

اختیاری قوانین یعنی ایسے قوانین کے لیے جن کا اطلاق خاص مقامات میں وہاں کے باشندوں یا عہدہ داروں کے ان کو اختیار کرنے پر۔ اور صرف اسی حد تک جس حد تک کہ وہ اختیار کئے جاتیں۔ ہوتا ہے۔ لازماً کچھ نہ کچھ اعلان و اشتہار ضروری ہوتا ہے۔ قانون یہاں

---

[1] دیکھئے قوانین نظرثانی شدہ طبع دوم جلد ا بر صفحہ ۴۷۵۔ قوانین موضوعہ از چھٹی طبع پنجم ہم عنوان کھیل اور قمار" (Games and Gaming) اس قانون کو مہارت کے کھیلوں کی حد تک قانون قمار ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۰۹ دفعہ ا کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ حال حال میں اس قانون کو اسٹافرڈشیر میں اتوار کے دن گنجفہ کھیلنے کے خلاف نافذ کیا گیا۔

خانۂ کلیسا (The Vestries Act) سنہ ۱۸۳۱ء - ۱ و ۲ ولیم چہارم باب ۶۰ - (جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ اختیاری قوانین میں سب سے پہلا قانون ہے) کے دفعہ ۸ کی رو سے حکم ہے کہ اختیار کرنے کے واقعے کی اطلاع کو لنڈن "گزٹ" اور ایک یا زیادہ مقامی اخبارات میں شایع کریں - نیز اس کے علاوہ گرجہ کے دروازوں پر بھی اس کو آویزاں کردیں - دو جدید اختیاری قوانین صحت عامّہ — قانون انسداد امراض متعدی سنہ ۱۸۹۰ء اور قانون ترمیم قوانین صحت عامّہ سنہ ۱۸۹۰ء — کی رو سے بھی ایسی ہی اخباری اطلاعات (باستثنائے اطلاع گزٹ) اور ایسی ہی گرجہ کے دروازوں پر اطلاعات ضروری ہیں - نیز حکم ہے کہ اختیار کرنے والی قرارداد کے اثر پر کوئی اعتراض اس کے اچھی طرح مشتہر نہیں کئے جانے کی بنا پر پہلے مشتہر کیے جانے کی تاریخ سے تین مہینوں کے بعد نہیں کیا جاسکے گا -

ص ۳۰۱ **دفعہ ۳۳۷**: عدالت ہائے انصاف کے متعلق بھی قیاس ہوتا ہے کہ وہ قانون سے واقف ہوتی ہیں لیکن ایک دوسرے معنی میں - خانگی اشخاص کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ قانون سے صرف اپنی شخصی ہدایت کی حد تک واقف ہوتے ہیں - لیکن عدالتوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس سے اس حد تک واقف ہوتی ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو عدل گستری میں اس کو اطلاق دے سکیں[1] - اور اسی وجہ سے پلیڈنگ میں امور قانونی کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے[2] -

---

[1] دیکھئے مال حبش کا فیصلہ بمقدمہ مارٹن ڈیل بنام فاکز ۲ کامن بنچ ۷۱۹ - ۲۰ء اور دیکھئے بحث اٹرنی جنرل (سر جے بعد میں لارڈ کیمبل) بمقدمہ اسٹاکڈیل بنام ہانسارڈ (Stockdale v. Hansard) سنہ ۱۸۳۹ء ۹ اڈالفس و ایلس ۱ - ۱۳۱ - ۲۸ء رسل وریان بر صفحہ ۳۳۵ -

[2] پلیڈنگس از اسٹیفن (Stephen's Pleadings) ۳۸۳ - طبع پنجم پلیڈنگ - از چٹی ۲۱۶ طبع ششم جلد ۱

بادشاہ کے متعلق بھی قیاس ہوتا ہے کہ وہ قانون سے واقف ہے "بادشاہ کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ تمام قوانین کو اپنے سینے میں محفوظ رکھتا ہے[1]" تاہم بعض صورتوں میں یہ دکھلانے کی اجازت ہوتی ہے کہ تاج کے بعض عطا قانون کی غلطی کی وجہ سے کئے گئے ہیں[2]۔

ذیلی فصل (۲)

قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کیے جاتے ہیں

[1] کک رٹلٹن ۹۹-الف

[2] پلوڈن صفحہ ۵۰۲-۵۰۳۔ شرحات بلاکسٹن ۴۴۴۔ ملک بنام کلارک افریان رپورٹس ۱۲۲ دیکھئے مقدمہ لنکاٹ ۱۰ الک ۱۰۹۔

دفعہ ۳۳۸: قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کئے جاتے ہیں ان کی نسبت عام طور پر کہدیا گیا ہے کہ وہ ان قیاسات سے جو اتفاقی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ زیادہ وقعت کے مستحق ہوتے ہیں[1]۔ "فطرت عظیم ترین قوت ہے[2]" اور ان کو مادی و اخلاقی میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول الذکر کی مثالیں یہ ہوسکتی ہیں کہ قانون اجسام فلکی کی رفتار۔ موسموں کے تغیرات اور دوسرے مادی مظاہر کو بمتابعت اصول کہ "قانون طریق فطرت کا لحاظ کرتا ہے[3]" ملحوظ رکھتا ہے۔ لٹلٹن (Littleton) کہتے ہیں[4] کہ "اگر کسی اسامی کا لگان ایک گل یا گلدستہ ہو جو یوم جشن سنٹ جان باپٹسٹ (St. John the Baptist) کو واجب الادا ہو۔ اور اگر ایسا اسامی سرما میں مرجائے تو زمیندار لگان کے لیے ضبطی نہیں لاسکتا جب تک کہ گلاب کا موسم نہ آجائے اور پھول لگنے نہ لگیں"۔ اسی طرح قانون قیاس کرتا ہے کہ تمام اشخاص میں بنی نوع انسان کی طاقتیں اور خصوصیتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً فہم معمولی۔ معمولی عمروں میں قوت تولید[5] وغیرہ۔ اسی لیے ۳۰۲

---

[1] اوپر دفعہ ۳۳۲۔

[2] ۲ انسٹیٹیوٹ ۵۶۴۔ پلوڈن صفحہ ۳۰۹ پیچھے دفعہ ۳۳۲۔

[3] لٹلٹن مصنفہ کک ۲۹ الف۔ ۱۹۷ ب۔

[4] دفعہ ۱۲۹۔

[5] مقدمۂ قانون روما از میوہیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۷۔ عطا بہ قید اولاد کی صورت میں عورت کبھی اتنا بوڑھا نہیں سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اولاد نہیں ہوسکتی ہے جو عطا کے تحت وارث ہوگی تلیس وایماسم ۲۲ ۴۶۳۔ نیز دیکھو رینالڈس بنام رینالڈس ۱۔ ڈک ۴۷۳۔ اور لانگ بنام ہاجن جیمس ۵۰۵۔ مبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر صفحہ ۴۸۱ طبع ہفتم میں بہت سی مثالیں ایسی عورتوں کی دی گئی ہیں جو ۵۰ بلکہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد بچے جنی ہیں۔ و نیز دیکھئے مقدمۂ ڈگلاس جس کو انھوں نے ۴۰۲ صفحے پر بیان کیا ہے۔ کراکسٹن بنام مے ۱۸۸۲ء (Croxton v. May) ۹ چانسری ڈیویژن ۳۸۰۔ میں عدالت مرافعہ نے ایک ساڑھے چھپن سالہ عورت کے متعلق جس کو

پاگل پن. جنون وغیرہ کا قیاس کبھی نہیں کیا جاتا ہے . یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہے کہ سات سال سے کمسن بچے ارتکاب جرم سنگین کے ناقابل ہوتے ہیں[۵۰]۔ اور یہ کہ چودہ سال سے کم عمر والے مرد جماع کے ناقابل ہوتے ہیں[۵۱]۔ اور چودہ سال سے کم عمر کے مرد اور بارہ سال سے کم عمر کی عورتیں نکاح پر رضامندی ظاہر نہیں کرسکتے[۵۲]۔ اسی طرح سات اور چودہ سال کی درمیانی عمر کے بچے جرم سنگین کے ناقابل سمجھے جاتے ہیں لیکن ان میں کینہ توز فہم کا ثبوت دیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں کہا جاتا ہے کہ ”کینے سے عمر کی کمی پوری ہوجاتی ہے[۵۳]“

دفعہ ۳۳۹: اسی عنوان کے تحت جنین انسانی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مدت حمل کے اہم و مشکل سوال آتے ہیں —— یہ ایسے سوال ہوتے ہیں. جن میں بہت اہمیت و نزاکت ہوتی ہے۔ اور جن پر کسی غلط فیصلے سے نہ صرف اشخاص کے حقوق تلف ہوجاتے ہیں بلکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ. کبھی بچے نہیں ہوئے تھے لیکن جس کی شادی ہوکر صرف ساڑھے تین سال ہوئے تھے یہ تعین کرنے سے انکار کردیا کہ اس کی عمر بچے ہونے کی نہیں رہی. مجرد عورتوں یا ایسی عورتوں کی صورت میں جن کو شادی کے بعد بغیر بچہ ہونے کے عرصہ گزر گیا ہو بچہ ہونے کی انتہائی عمر ۴۵ تا ۵۰ سال معلوم ہوتی ہے. دیکھئے ہینس بنام ہینس (Haynes v. Haynes) ۱۸۶۶ء ۳۵ لا جرنل چانسری ۳۰۳ اور اس مقدمے کی نوٹ جن میں بہت سے ایسے مقدمات بیان کئے گئے ہیں جن میں عدالت چانسری نے رقوم مانتی اس قیاس کی بنا پر حوالے کردی ہیں کہ عورتوں کو اب بچے نہیں ہوتے۔ ان ری وایٹ (In Re white) ۱۹۰۱ء ۱ چانسری ۵۷۰۔ ان ری تھارن ہل ۱۹۰۴ء ویکلی نوٹس ۱۱۲۔ عدالت مرافعہ۔

[۵۰] الپیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۷۔ ۴ شرحات بلاکسٹن ۲۳۔

[۵۱] الپیس آف دی کراؤن از ہیل ۶۳۰۔ ملک بنام فلپس ۸ کیارنگٹن وپین ۷۳۶، ملک بنام ہمیلو وایضاً ۷۳۶۔

[۵۲] شرحات بلاکسٹن ۴۳۶ - جلد ۱

[۵۳] الپیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۶۔ ۴ شرحات بلاکسٹن ۲۳۔

عورتوں کی عصمت تباہ اور خاندانوں کا چین خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ
طبی و قانونی مضامین ہیں۔ جن پر ان صورتوں میں جہاں ہم کسی قانون
کے اصولوں سے پابند نہیں ہیں ماہرین علم اجسام و اطبا کے آرا کو لازماً
بہت وقعت حاصل ہوتی ہے۔ انتہائی مدت حمل ـــــ حسب بیان
سر ایڈورڈ کک "مدت مقرر کردہ قانون زیادہ سے زیادہ نو مہینے یا
چالیس ہفتے ہوتی ہے"۔ اس پر وہ ایڈورڈ اول کے عہد حکومت کے　ص ۳۰۲
پرانے مقدمے رابرٹ راڈول (Robert Rodwell) کا حوالہ دیتے ہیں[1]
اور کتاب اسڈراس (Book of Esdras) کے ایک فقرے سے[2]
اپنے موقف کو قوی بنانے کی کوشش کرتے ہیں[3]۔ لیکن یہ نظریہ قدیم اساتذہ[4] کی
رائے کے بموجب بھی صاف طور پر صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ اور عصر جدید کے
اساتذہ نے اس سے اختلاف کیا ہے[5]۔ اور وہ تجربے کے بھی خلاف
ہے۔ اکثر ممتاز اساتذہ کے قول کے بموجب معمولی مدت حمل نو شمسی مہینے
ہوتی ہے[6]۔ لیکن دوسرے اساتذہ اس مدت کو دس قمری مہینے مقرر
کرتے ہیں جو ۲۸۰ دن یا نو شمسی مہینے اور تقریباً ایک ہفتے کے مساوی
ہوتی ہے[7]۔ ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ تجربہ کار مرد دائیوں کی

[1] لٹلٹن از کک ۱۲۳۔ ب۔

[2] ۲ اسڈراس ۴۔۴۰۔۴۱۔

[3] مسٹر ہارگریو نے لٹلٹن مصنفہ کک کے اپنے اڈیشن میں ان کو جمع کیا اور قابلیت سے ان پر تنقید کی ہے۔

[4] رننگٹن ان ایجکٹ منٹ (Runnington on Ejectment) صفحہ ۳۸۳ و بعد۔

[5] لٹلٹن مصنفہ کک مطبوعہ ہارگریو ۱۲۳ ب نوٹ ۲ طبی علم اصول قانون از چٹی ۔ ۴۰۵۔

[6] طبی علم اصول قانون از بک (Beck's Medical Jurisprudence) ۳۵۶ طبع ہفتم

[7] نو شمسی مہینے ۲۷۳ یا ۲۷۵ دن ہو سکتے ہیں۔ لیکن دس قمری مہینے ۲۸۰ دن ہوتے ہیں۔ گاسکل بنام گاسکل ۳۸ ٹائمز رپورٹ ۱ سنہ ۱۹۲۰ء میں لارڈ برکن ہڈ لارڈ چانسلر نے بچے کے شوہر کے

گواہی کے بموجب عورت کی اوسط مدت حمل استقرار نطفہ سے ۳۸-اور ۴۰ ہفتوں کے درمیان ہوتی ہے[1]۔ لیکن سب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ مدت حمل میں چند دنوں یا شاید چند ہفتوں کا بھی فرق یا دیری ہو سکتی ہے۔کیونکہ مادی و اخلاقی بہت سے ایسے وجوہات ہیں۔ جن سے وضع حمل قبل از وقت یا بعد از وقت ہو سکتا ہے۔لیکن کیا قوانین قدرت ایسے مظاہر کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ جن میں مدت حمل معمولی مدت سے ہفتوں بلکہ مہینوں زیادہ ہوتی ہے ایک غیر طے شدہ امر ہے[2]۔ اس میں تو شبہہ نہیں کہ بہت سی ایسی صورتیں صحیح کہ غلط پیش آئی ہیں جن میں مدت حمل اس کی معمولی مدت سے بہت زیادہ طول کھینچی تھی۔ قدیم مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں ممالک خارجہ کی عدالتوں نے حقیقی یا مبینہ دس گیارہ۔ بارہ۔تیرہ۔اور چودہ بلکہ اس سے زیادہ مدت حمل کے بچوں کو صحیح النسب قرار دیا ہے[3]۔ فی الجملہ ہم مناسب طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ مذکورۂ بالا مدت حمل طول کھینچ سکتی ہے۔اس کی صحیح صورتیں بہت شاذ ہوتی ہیں[4]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ آخری جماع سے ۳۳۱ دن بعد پیدا ہونے پر زوجہ کے مرتکب زنا ہونے کا قیاس کرنے سے انکار کیا۔اور کہا کہ طبی معلومات کی موجودہ حالت میں مدت حمل کے لیے کوئی معین حد مقرر کرنا ناممکن ہے۔

[1] طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۴۰۶-۴۰۷ طبع ہفتم۔

[2] طبی علم اصول قانون از بک باب ۷ طبع ہفتم۔طبی علم اصول قانون از جیئی ۴۰۵ - ۴۰۶ - طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۵۲۵ باب ۵۴ طبع ہفتم۔

[3] ان مقدمات کی ایک بڑی تعداد طبی علم اصول قانون مصنفۂ بک ۳۶۲ تا ۳۷۶- طبع ہفتم میں جمع کی گئی ہے۔ و نیز ان دوسرے اساتذہ کی تصانیف میں بھی جنھوں نے اس مضمون پر خامہ فرسائی کی ہے۔

[4] ایک فرانسیسی مصنف کے مقولۂ ذیل سے اتفاق نہ کرنا مشکل ہے کہ" اگر ہم ان تمام واقعات کو جو قدیم و جدید مصنفین نے ۱۱ سے ۲۳ مہینوں تک وضع حمل کے بیان کئے ہیں تسلیم کریں تو

اور یہ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ اس قسم کی تحقیقات میں ماں کے چال چلن ۳۰۴
در روش پر غور کرنا حد درجہ اہم ہوتا ہے۔ نیز گواہی دینے والے گواہوں کے چال چلن۔ اور جھوٹ یا جعل کے وجوہ تحریک بھی جو جانبین میں ہو سکتے ہیں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

دفعہ ۳۴۰: اقل مدت حمل کے متعلق اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ عام طور پر کوئی جینے کے قابل بچہ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک (۱۵۰) دن یا پانچ مہینے استقرار حمل کے بعد گزر نہ جائیں[1]۔ یہ صحیح ہے کہ بعض قدیم مقدمات اس کے خلاف ملتے ہیں[2]۔ لیکن ان پر شبہہ کیا گیا ہے[3]۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ جو بچے سات مہینوں سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا جینا بہت ہی غیر اغلب ہوتا ہے اور یہ کہ سات مہینوں کے بعد بھی جینے کا امکان بچے کے خلاف ہی ہوتا ہے[4]۔

دفعہ ۳۴۱: اب ہم اس قسم کے ان قیاسات پر غور کریں گے جو اخلاقی دنیا کے مشاہدے سے مستنبط کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ عورتوں کے لیے اس میں بہت سہولت ہوگی اور اگر اتنی سہولت باپ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے ورثا کے پیدا کرنے میں دی جائے تو ہم جد ورثا کو تمام امیدیں ترک کر دینی چاہئیے سوائے اس کے کہ فی الواقع بانجھ پن ہو" (یادداشت اپنے بچوں کی صحیح النسبی کے خلاف جن کا دیر سے پیدا ہونا بیان کیا جاتا ہے) مصنفہ لوئس (Louis, Memoire Centre L'egitimate des) (Naissances pritendues tradives.) یہ قول طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۳۶۶ طبع ہفتم میں نقل کیا گیا ہے)

[1] طبی علم اصول قانون از بک طبع ہفتم صفحہ ۲۱۰۔

[2] ایضاً۔ اور طبی علم اصول قانون از چیٹی ۴۰۶۔

[3] طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۲۱۰ طبع ہفتم۔

[4] ایضاً صفحہ ۲۱۲۔ طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۶۱۵ و بعد طبع ہفتم۔

اساس وہ جذبات و احساسات ہوتے ہیں جو قلب انسانی کے لیے قدرتی ہیں۔ اور ان کی ایک مثال ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشہور فیصلے میں دیکھ چکے ہیں[1]۔ اسی اصول پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ قدرتی محبت اور پیار تمام دستاویزات کے جواز کے لیے کافی اخلاقی بدل ہوتا ہے۔ یعنی جہاں کہیں قانوناً قیمتی بدل ضروری قرار نہیں دیا گیا ہے[2]۔ نیز وہ رقم جو والدین میں سے کوئی اپنی اولاد کو دے وہ قرض نہیں بلکہ ہبہ تصور کی جاتی ہے[3] وغیرہ۔ اور یہ ایک اصول قانون ہے کہ کسی شخص کے متعلق قیاس نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اپنی اولاد پر دوسروں کی اولاد کو ترجیح دی ہے[4]۔"

دفعہ ۳۴۲: قانون روما میں "جو شخص قرض ادا کرتا ہے کبھی اتنی غفلت نہیں کر سکتا کہ آسانی سے اپنی رقم ضائع کر دے۔ اور وہ قرض ادا
۲۰۵ کرے جو اس سے نکلتا نہ ہو[5]۔ اور قانون عمومی میں کسی دوسرے کو رقم دینے کا واقعہ ادائی قرضۂ سابقہ کی قیاسی شہادت ہوتا ہے۔ کسی ہبہ یا قرض کی قیاسی شہادت نہیں ہوتا[6]۔ "ہبہ کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا[7]۔"

[1] اسلاٹس ۳-۱۶۔

[2] ۲ شرح ماتت بلاکسٹن ۲۹۷۔ ڈائرہ ۳۷۴۔ قاعدہ ۱۷ ایلوڈن ۳۰۶-۳۰۹۔ قانون از فنچ ۲۵۔

[3] ہک بنام کیٹس (Hick v Keats) ۴ بارنوال وکرسول ۶۹-۷۱ از بیلی جسٹس "جو باپ اپنے بیٹے کو اختیار پدری سے آزاد کر کے محبت سے غیر ملک میں اپنا کارندہ مقرر کرے اور وہ بلا قصد باپ کی کچھ رقم ضائع کر دے۔ اور تقوے کی وجہ سے اس کو ادا کرنا چاہے تو اس کو نصف حصہ ادا کرنا چاہئیے۔ کیونکہ باپ کے مرنے کے بعد یہ جائداد اسی کی ہو گی۔ اور یہ نصفت نہیں ہے کہ وہ کل نقصان اٹھائے" ڈائجسٹ کتاب ۱۰ عنوان ۲ دفعہ ۵۰۔ نیز دیکھو ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۶۷۔

[4] ثلثن از گک ۳، ۲۷۴-الف۔ اصول متعارفۂ قانون از ونگیٹ۔ ۲۸۵۔

[5] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۵ نیز دیکھئے شرح پانڈکٹس از ویٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵۔

[6] ویلچ بنام سیبارن (Welch v. Seaborn) ۱ اسٹارکی ۴۷۴۔ کیاری بنام گریش ۴ اسپنیاس ۹۔ آبرٹ بنام واٹش ۴ ٹانٹن ۲۹۳۔ بریٹن بنام کوپ اپیک ۱۳۱۔

[7] اتھیس پر ثبوت باب ۲ نوٹ ۱۰۔

دفعہ ۲۴۳: ایبٹ چیف جسٹس (Abbott, C. J) نے ٹاؤنسن[1] بنام ٹکل (Townson v. Tickell) میں کہا کہ "بادی النظر میں ہر جائداد کے متعلق چاہے وہ وصیت نامے کے ذریعے سے دی گئی ہو یا اور طرح پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس فریق کے فایدے کے لیے ہوتی ہے۔ جس کو وہ دی جاتی ہے۔" اور بعض وقت اس مفروضے پر قیاسات قایم کئے جاتے ہیں کہ کسی شخص کے متعلق قیاس کرنا چاہئے کہ وہ فایدے کو قبول کرنے پر راضی ہوگا۔ مثلاً تھامسن بنام لیچ[2] (Thomson v. Leach) میں قرار دیا گیا کہ سپردگی سے حقیت جائداد سپرد کرنے والے سے فوراً منتقل ہو جاتی اور اس شخص کو حاصل ہو جاتی ہے جسے جایداد سپرد کی جاتی ہے۔ اور اس کے متعلق اس کی رضامندی فرض کر لی جاتی ہے۔ کیونکہ کتاب میں ہے کہ "ہبہ کا مفہوم فایدے کا ہے۔ اور فایدے کو قبول کرنے کا قیاس کر لیا جا سکتا ہے۔ اور سپردگی سے معطی لہ کو حقیت جائداد بغیر اطلاع یا اقرار حاصل ہو جانے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ عطیہ سامان سے موہوب لہ کو ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یا کسی دستاویز قرض پر قرضخواہ کی عدم موجودگی میں مقروض کا مہر کر دینا قرضخواہ کی بغیر اطلاع بھی دستاویز قرض کی تکمیل کو اس کے حق میں مکمل کر دیتا ہے۔"[3] اسمتھ[4] بنام ویلر (Smyth v. Wheeler) میں ایک اجارہ ب و ج کو چند امانتوں کے تحت منتقل کیا گیا تھا۔ ہیل چیف جسٹس (Hale, C. J.)

---

[1] ٹاؤنسن بنام ٹکل ۱۸۱۹ء ۳ بارنوال داڈالفس ۳۱-۳۶-۲۲ رسل دریان ۲۹۱۔

[2] تھامسن بنام لیچ ۲ ساکلڈ ۶۱۸۔ اس مقدمے کی رپورٹ ۳ لیونز ۲۸۴ میں بھی ہے۔ ۲ ونٹرز ۱۹۰ اٹاسس بنام کک ۲ بارنوال داڈالفس ۱۱۹-۲۰ رسل اڈیان ۴۷۴۔ دیکھیے قانون جائداد ارضی از برٹن (Burton, Reals Property) ۶۷ طبع ہشتم۔

[3] ۲ ساکلڈ ۶۱۸۔ نیز لیونز ۲۸۴-۲ ونٹرز ۱۹۰۔

[4] ۲ کیبل ۴۷۷۔

نے کہا کہ "یہ انتقال چونکہ جایداد غیر منقولہ کا ہے۔ ملکیت دونوں منتقل الیہم میں ب کی نا رضامندی تک ہے۔ اور اس کے بعد کلیتہً ج میں [۱] اسی طرح کہا گیا ہے کہ باہمی فایدہ اقرار کی شہادت ہوتا ہے مثلاً جب دو اشخاص کی اراضی دریا کے سامنے ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کی کچھ اراضی دوسرے کی اراضی و دریا کے درمیان ہوتی ہے اور وہ پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کی اراضی میں سے نالے بناتے ہیں۔ اور یہ عمل بیس سال تک رہتا ہے تو ایسی صورت میں اقرار کا قیاس کرلیا جاتا ہے [۲]۔

دفعہ ۳۴۴: یہ بھی ایک اصول ہے جو کل قانون میں پایا جاتا ہے کہ ہر شخص کے متعلق تصور کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنے افعال کے قدرتی نتایج کا ارادہ کیا ہے [۳]۔ مثلاً فریبانہ ترجیح کے ساتھ انتقال جائداد کا اثر لازمی طور پر دائنوں کی ناکامی یا تاخیر کا باعث ہوتا ہے۔ قانون قیاس کرلیتا ہے کہ ایسا انتقال اسی ارادے سے کیا گیا تھا [۴]۔ اس اصول کے بڑے اطلاقات فوجداری مقدمات میں ملتے ہیں۔ جیسا کہ اس باب کے ایک بعد کے حصے سے ظاہر ہوگا [۵]۔

---

[۱] مختصر شہادت از وینر (Vin Abr. Ev.) مسئلہ الف قاعدہ ۸۔

[۲] شہادت از اسٹارکی ۲۵۷ جلد دوم طبع سوم۔ شہادت۔ از گرین لیف جلد اول دفعہ ۱۸ طبع ہفتم۔ دیکھیے دفعہ ۳۰۵ نوٹ ۲۔

[۳] از لارڈ کیرنس (Lord Cairns, C.) بمقدمۂ اکسپارٹی ولرس لا رپورٹ

۹ چانسری مرافعہ ۴۳۲ و ۴۴۳۔

[۴] دیکھیے دفعات ۳۴۳ و بعد۔

۳۰۶ صہ

ذیلی فصل (۳)

قیاسات خلاف فعل بیجا

دفعہ ۳۴۵: اب ہم ان قیاسات پر غور کریں گے جو قانون افعال بیجا کے خلاف کرتا ہے۔

دفعہ ۳۴۶: پہلے یہ ایک قیاس قانونی ہے جو کل قانون انگلستان

میں پایا جاتا ہے کہ کسی شخص کے متعلق بھی مجرم بنانے والی شہادت کی عدم موجودگی میں یہ تصور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے قانون تعزیرات کی خلاف ورزی کی ہے ـــــ یعنی ایسے فعل کی جو بنفسہ برا ہو یا جو منع کئے جانے کی وجہ سے برا ہو[1]۔ یا یہ کہ اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ کسی نوع کی سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ مثلاً توہین عدالت[2] یا جس سے کوئی تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً نقصان جہیز[3] وغیرہ اور یہ قیاس ان کارروائیوں تک محدود نہیں ہے جو کسی بینہ جرم یا حرکت کی سزا یا تعزیر کے لیے کی جاتی ہیں۔ بلکہ وہ تمام کارروائیوں سے متعلق ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی غرض سے کئے جائیں۔ اور چاہے اس شخص کا جرم راست امر تنقیح طلب ہوتا ہو یا ضمنی طور پر[4]۔ اسی لیے فوجداری مقدمات میں یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ملزم کو اس وقت تک معصوم سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کو مجرم نہ ثابت کیا جائے۔ اور اسی لیے اس کے خلاف الزام ثابت کرنے کے لیے ہر اہم امر کا بار ثبوت مستغیث یا چالان کنندہ پر ہوتا ہے ـــــ یہ ایسا اصول ہے جو نہایت ہی واضح اصول ہائے انصاف و مصلحت پر مبنی ہے[5]۔ لیکن ایک بادی النظری مقدمہ

---

[1] شہادت مصنفہ ٹیلر والیاس ۳۴۶ ۲۰ شہادت از یو بھیے ۳۴۲۔

[2] شولس بنام ہلٹن Scholes v. Hilton ۱۰ مسن و ولزبی ۱۶۰۔۱۶۰۔

[3] سڈلی بنام سڈلی ۳ بیروییس رپورٹس ۲۰۶۔ واٹکنس بنام واٹکنس ۱۲ ٹکنز ۹۶۔

[4] ولیمس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۰۲ء ۳ ایسٹ ۱۹۲ - ۲ رسل وریان ۵۸۹ ملک بنام باشندگان ٹوتنگ ۱۸۱۹ء ۲ بارنوال واڈالفس ۳۸۶ - ۲۰ رسل وریان ۴۰۰ - لاپیلے بنام گریسن ۱۸۴۲ء ۱۔ مقدمات دارالامرا ۴۹۸-۳ ۲ رسل وریان ۱۳۲ - راس بنام ہنٹر ۴ ٹامنر رپورٹ ۳۳-۳۸-۲ رسل وریان ۳۱۹-۳۲۲ - از ملز جسٹس پیٹ بنام دی گریشام لائف انشورنس سوسائٹی ۱۵ جورسٹ ۱۱۶۱-۱۱۶۲ - از پلاٹ بیج۔

[5] مقدمہ دفعہ ۴۹۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر جب شاہنشاہ جولین Julian عدل گستری

قایم کرنا عام طور پر کافی ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خوب کہا ہے" ناقص شہادت
ص ۳۰۷ جس کے خلاف ملزم اپنی صفائی پیش کرسکتا تھا اور پیش نہیں کرتا ہے
کامل ثبوت ہوجاتی ہے[1]"۔ ثابت شدہ واقعات سے کوئی نتیجہ نکالنے
یا کسی نتیجے تک پہنچنے میں ہمیشہ زیر غور مقدمے کی نوعیت اور توضیح
یا تردید کی محصلہ سہولت کا لحاظ کرنا چاہئے۔ کسی شخص کو توضیح کرنے یا
تردید پیش کرنے اس وقت تک نہیں کہنا چاہئے جب تک اس کے
خلاف الزام اس حد تک ثابت نہ ہو کہ توضیح یا تردید کی عدم موجودگی
میں اس کے خلاف معقول وجائز نتیجہ نکالا جاسکتا ہو[2]۔ بلا شبہہ الزام جتنا
سنگین یا غیر اغلب ہوگا بادی النظر شہادت بھی اتنی ہی قوی پیش کرنی ہوگی
اور جب جرم عرصۂ دراز پہلے کا ہو تو مزید احتیاط ضروری ہوجاتی ہے۔
کیونکہ اس صورت میں جوابدہی کے ذرایع خصوصاً عذر عدم موجودگی۔
جو اگر صحیح ہو تو بہترین جوابدہی ہوتی ہے ——— بہت کم ہوجاتے ہیں[3]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کر رہا تھا۔ ایک مستغیث اپنے مقدمے کو فقدان شہادت کی بنا پر خارج ہوتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھا کہ "نہایت ہی برتر قیصر کیا کوئی شخص کبھی مجرم بھی ہوگا۔ اگر صرف انکار جرم کرنا کافی قرار دیا جائے" شاہنشاہ نے اس کا فوراً جواب دیا کہ کیا کوئی شخص کبھی معصوم بھی ہوسکتا ہے۔ اگر صرف اس پر الزام لگانا کافی ہو"۔ امیانس مارسی لینس (Ammianus Marcellinus) کتاب ۱۸ باب ۱۔

[1] (Dei Delitti et Delle Pene) از بیکاریہ دفعہ ۷۔

[2] از ابٹ چیف جسٹس بمقدمۂ ملک بنام برڈٹ ۴ بارن وال واڈ النس ۹۵-۱۶۱-۱۶۲۔ نیز دیکھئے از لارڈ مانسفیلڈ بمقدمۂ بلاچ بنام آرچر کوپر ۶۳-۶۵۔

[3] قرائنی شہادت مصنفۂ وِلس طبع ششم صفحہ ۳۱۰۔ بہت سے مقدمات ہیں جن کا استغاثہ ارتکاب جرم کی بہت مدت بعد کامیابی کے ساتھ دائر کیا گیا۔ دیکھئے خصوصاً مقدمۂ ڈبلیو اے ہارن جس پر اپنے بچے کے ۱۷۲۴ء میں قتل کرنے کے الزام پر ۱۷۵۹ء میں مقدمہ چلایا گیا اور سولی دی گئی۔ (سالنامۂ شاہی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸) و نیز مقدمۂ جوزف وال گورنر گوری (Joseph Wall, Governor of Goree) جس کو ایک ایسے قتل کے ارتکاب میں جو ۱۷۸۲ء میں ہوا تھا۔ ۱۸۰۲ء میں سولی دی گئی۔ ۲۸ ہوول اسٹیٹ

گو قانوناً "مرور مدت، بادشاہ کے لیے کوئی سد راہ نہیں ہوتی ہے"۔ لیکن بلحاظ عملدرآمد ایک معقول مدت گزر جانے کے بعد کسی مستغیث کی شنوائی نہیں ہوگی۔ جب تک کہ وہ تاخیر کا کوئی اچھا عذر نہ پیش کرے[1]۔ لیکن قیاس معصومی نہیں کیا جائے گا اگر اس کے خلاف اس سے قوی کوئی قیاس شہادت سے یا اور طرح پر پیدا ہوتا ہو[2]۔

دفعہ ۳۴۷: (۱) اسی اصول کی یہ ایک فرع ہے کہ اگر ممکن ہو تو مبہم دستاویزات یا افعال کی اس طرح تعبیر کی جائے گی کہ ان کے کوئی جائز معنی نکل سکیں[3]۔ مثلاً جب کسی دستاویز مہری یا اور دستاویز کی دو تعبیریں ہوسکتی ہوں جن میں سے ایک ایسی ہو کہ جس پر قانون عمل کر سکتا ہو اور دوسری ایسی کہ جس سے کسی قانونی اصول یا قانون موضوعہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ تو قیاس کیا جائے گا کہ فریقین نے اول الذکر کا ارادہ کیا تھا۔ دوسری امر میں جس کی اچھی اور بری تعبیر ہوسکتی ہے تو قانون کا رجحان بہ نسبت بری کے اچھی تعبیر کی طرف ہوتا ہے[4]۔ مثلاً جب الف کی ب کے خلاف صفحہ ۲۰۸
ایک رقم کی وصولی کے لیے نالش میں الف ج سے اقرار کرے کہ ایک معہودہ رقم کی ادائی اور متعدد پرامیسری نوٹس کے حوالے کرنے پر نالش کو ملتوی کردے گا بشرطیکہ ج یہ بھی اقرار کرے کہ اگر یہ نوٹس قبول نہ کئے جائیں اور الف ب کے خلاف گرفتاری یا حراست میں روک رکھنے کا حکمنامہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ٹرائلس ۵۱۔ یوجین آرام (Eugene Aram) کے مشہور مقدمے میں بھی قتل اور مقدمے میں چودہ سال کا وقفہ تھا۔ اور ۱۷۴۵ء میں ایک قتل کرنے پر ۱۷۵۹ء میں مقدمہ کے لیے دیکھو نیچے دفعہ ۵۴۲ الف۔

[1] مور (Moore) ۱۷، ۸م۔

[2] دیکھئے پیچھے دفعات ۳۲۸ تا ۳۳۴۔

[3] ٹیلٹن از گک ۲۴ الف و ب قانون مصنفہ فنچ ۵، ۷۔

[4] گک برٹیلٹن ۸، ب۔ مقابلہ کرو قانون ہنڈیات ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۶ (۲)۔

جاری کرائے تو وہ ب کو حراست میں دیدیگا یا پرامیسری نوٹس پر جو رقم واجب الادا ہو وہ ادا کردے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ جائز معاہدہ ہے۔ اور اس کے معنی یہ سمجھنا چاہئیے کہ ج ب کو حراست میں جائز ذرایع سے دے گا۔ مثلاً ب کی رضامندی سے نہ کہ جبراً اس کو حراست میں لینے سے[۱]۔

دفعہ ۳۴۸: (۲) تمام اشخاص کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ جو کچھ وجوب ان پر مکتوبی یا غیر مکتوبی قانون کی رو سے عاید کیا گیا تھا۔ اس کی انھوں نے حسب ضابطہ ادائی کردی ہے۔ مثلاً عدالت مجاز کے فیصلوں کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ اچھی اساس پر مبنی ہوتے ہیں[۲]۔ اور یہ کہ ان کی امثلہ صحیح طریقے پر بنائے جاتے ہیں[۳]۔ ججوں اور ارکان جوری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ کوئی امر بے وجہ یا کینے سے نہیں کرتے ہیں[۴] ــــــ "ججوں کی نیک نیتی کے متعلق کوئی سوال نہیں ہوتا ہے[۵]" اور جو کچھ بادشاہ کی عدالت میں کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بجا طور پر کیا گیا[۶]۔ سرکاری عہدہ داروں کے متعلق قیاس ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنا فرض ادا کرتے ہیں[۷]۔

---

[۱] لیوس بنام ڈولسین ۔ ۲ میس و ولزبی ۶۵۴۔
[۲] "امر فیصل شدہ صحیح تسلیم کیا جاتا ہے" ٹیلٹس از کک صفحہ ۱۰۳۔ الف ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷، دفعہ ۲۰۷ مقدمہ دفعہ ۴۴۔
[۳] ریڈ بنام جیاکسن ۱۔ الیسٹ ۳۵۵۔ ارل آف کارنروان بنام ولیبو اسکے ۱۳ میس و ولزبی ۳۱۲۔ ۲۷ رسل وریان ۶۱۴۔
[۴] ۱۰۔ انا۔ رین ریپورٹس، ۴ قاعدہ ۴۴ سٹن بنام جانسٹن ۱ ٹائمز ریپورٹس ۴۹۳۔ ۱ رسل وریان ۲۵۷۔ فرے بنام بلاکبرن ۳ بیسٹ واسمتھ ۵۷۶۔ ۵۷۸۔ نوٹ اور وہ نظائر جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔
[۵] اصول متعارفہ قانون از بیکن قاعدہ ۱۷۔
[۶] ۳ بلیک سٹونڈ ۳۳۴۔
[۷] شہادت از اشارکی جلد ۳ صفحہ ۹۳۶ طبع سوم سیمس بنام ہنڈرسن ۱۱ کوئینس بنچ ۱۰۱۵۔

ایک معاشدار پادری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس نے کلیسا کے مذہبی اصولوں کو پڑھا ہے[1]۔ اس کے متعلق یہ بھی قیاس ہوتا تھا کہ اس نے وہ اقرار و اعلان بھی کر دیا ہے جو سرکاری نمازوں کی یکسانیت کے متعلق قانون یکسانیت (Act of Uniformity) ۱۴ چارلس دوم باب ۴ کی رو سے ضروری ہے[2]۔ جیسا کہ اب اس کے متعلق قیاس ہوگا کہ اس نے وہ اقرار کیا ہے جو مذکورۂ بالا اقرار کے بجائے قانون تصدیق پادریان (Clerical Subscription Act) ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۲۲ کی رو سے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ان امور کی زبانی شہادت جو ملزم یا گواہ سپرد کرنے والے مجسٹریٹ کے سامنے دیں اس وقت تک قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جب تک یہ ظاہر نہ ہو کہ جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا وہ ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا تھا[3]۔ کیونکہ قیاس قانونی یہ ہے کہ قانون موضوعہ کی اس خصوص میں ہدایات کی تعمیل کی گئی ہے[4]۔

دفعہ ۳۴۹: (۳) یہ بھی ایک اصول قانون ہے جو اگر کلیتہً نہ سہی تقریباً ۳۰۹
اتنا ہی عالمی ہے جتنا کہ مذکورۂ بالا اصول ہے کہ "قانون کسی مذموم یا خلاف دیانت امر کا قیاس نہیں کرتا ہے[5]"۔ اسی کی پیش رفت میں یہ ایک اصول ہے کہ فریب یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے خفیہ معاہدات کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا ہے[6]۔ ایسے اشخاص ثالث کے متعلق بھی نہیں جن کا

---

[1] انک بنام شبلر ارطل ۳ ۸۔

[2] پاول بنام ملبانک ۲ ولسن رپورٹس ۳۵۵۔

[3] شہادت از پوتھیہ ۳۳۵-۳۳۶ جلد ۲ فلپس بنام ومبرن ۴ کیار نگٹن و پین ۲۷۳۔ پارسنز بنام براؤن ۳ کیار نگٹن و کروٹن ۲۹۵ ۲۹۶

[4] ان قوانین موضوعہ کو دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۰۵۔

[5] ۱۰ کک ۵۶ الف۔

[6] ایضاً کرو ک عہد ایلی زبتھ ۲ ۲۹۲۔ قاعدہ ۲۰۔ کرو ک عہد جیمس ۱ ۴۵۱۔ کرو ک عہد چارلس ۵۵۰۔ ماشر بنام

برتاؤ اور عمل ضمنی طور پر ہی زیر بحث آتا ہے[1]۔ اسی طرح قانون گناہ و بدکاری کے خلاف قیاس کرتا ہے اور اسی بنا پر نکاح کی موافقت میں قوی قیاس کرتا ہے[2]۔ اور اس لیے ساتھ رہنا اور شہرت پانا نکاح کی قیاسی شہادت سمجھے جاتے ہیں[3]۔ نکاح کو تمام صورتوں میں برتاؤ اور شہرت غالب کی شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے گو شہرت باہم مختلف بھی کیوں نہ ہو[4]۔ بجز ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے چالانات اور ان تمام صورتوں کے جن میں قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ دفعہ ۳۳ کے تحت زنا کی بنا پر ہرجوں کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ ان دونوں کارروائیوں میں واقعی نکاح کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[5]۔ اول الذکر استثنا کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملزم کی موافقت میں قیاس معصومی ہوتا ہے۔ اور موخر الذکر کے استثنا کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ کارروائی اپنی ماہیت کے لحاظ سے تاوانی ہوتی ہے۔ لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بلز ۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۳ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۲۰ - ۲ رسل وریان ۳۳۹ از بلر جسٹس۔

۱؎ از بلر جسٹس بمقدمہ راس بنام ہنٹر ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۴ - ۲ رسل وریان ۳۱۹۔

۲؎ ہارسین بنام دی برگسس آف ساؤتھ ہامپٹن ۴ دی مکس ماکناٹن و گارڈن چانسری رپورٹس ۱۳۷ - ہاراڈ بنام ہاراڈ - ۱ کے و جانسن رپورٹ ۴ - ان ری کیدہ معرڈ جارج بنام تھیبر ۱۹۰۴ء - ۱ چانسری ۴۵۶ - ۳، لا جرنل چانسری ۴۰۱ - ان ری تھامپسن لانگہام بنام تھامپسن ۱۹۰۴ء ۹۱ لا ٹائمز رپورٹ ۶۸۰ از کیکیوچ جسٹس۔

۳؎ ڈو ڈی فلیمنگ بنام فلیمنگ ۱۸۲۵ء ۴ بنگہام ۲۶۶ - ۲۹ رسل وریان ۵۶۲ - ریڈ بنام پاسر ایپک ۲۲۴ - ۲ رسل وریان ۶۹۶ - شیل بنام لابرٹ ۱۵ اکامن بینچ سلسلہ نو ۷۸۱ - ۷۸۷ - دیگی بنام دی ٹریشری سالیسٹر ۱۹۰۷ء پروبیٹ ۲۲۳ میں جیون جج نے ایک اہتمام ترکہ کی نالش میں نکاح یا پیدائش کے کسی سرکاری اندراج کی عدم موجودگی میں متوفی بعدم وصیت کے نکاح کی بادی النظری شہادت بطور اس کے بھائی کے والدین کے ایک اسٹامپ شدہ نکاح کو منظور کیا۔

۴؎ لل بنام ایل وڈ ۱۸۶۸ء لا رپورٹ ۱۹ - اکویٹی ۹۸ - از ہال وائس چانسلر۔

۵؎ مارس بنام ملر ۴ بروس ۲۰۵۷ - برٹ بنام بارلو ۱ ڈگلاس ۱۷۱ - کیتھ وڈ بنام کولسن ۱۳ میسن

زیادہ تر اس کی وجہ یہ ہے کہ دگر نہ لوگ ان عورتوں کو جن سے ان کا نکاح نہیں ہوا ہے بیوی کا نام و درجہ دے کر اس کو برے اغراض کے لیے استعمال کریں گے۔

اس اصول کی قوی ترین تمثیل (گو وہ ایک حد تک مصلحت عامہ کی اساس پر بھی مبنی ہے) وہ قیاس ہے جو بچوں کی صحیح النسبی کی موافقت میں ہوتا ہے ــــ "اولاد کی صحیح النسبی کا ہمیشہ قیاس ہوتا ہے۔ اور فرزندی کو ثابت کرنا ضروری نہیں[1]" مثلاً یہ ایک قطعی قیاس قانونی سمجھا جاتا تھا کہ جو بچہ کہ نکاح کے بعد پیدا ہوا اگرچہ ماں نکاح کے وقت علانیہ حمل سے ہو شوہر کی اولاد ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح ہر بچہ جو دوران نکاح صفحہ ۳۱۰
میں پیدا ہوا اگرچہ متناکحین ازدواجی عمر سے کمسن نہ ہوں اور نہ جماع کے ناقابل ہوں اس اصول کے بموجب کہ "باپ وہ ہے جس کا باپ ہونا نکاح سے ظاہر ہو" صحیح النسب[3] قیاس کیا جاتا ہے ــــ اور یہ قیاس اس وقت بھی قابل اطلاق ہوتا ہے جب کہ فریقین باہمی رضامندی سے الگ رہتے ہوں لیکن اس وقت نہیں جب کہ وہ کسی عدالتی حکم کی بنا پر علیحدہ کئے گئے ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں عدالت کے حکم کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ و ولزلی ۱ ۲۷-۶۵ ۲ یہ آخری مقدمہ ملک بنام ملس کے مقدمہ پر مبنی ہے ۱۸۴۴ء ۱۰ کلارک و فنلے رپورٹس ۵۳۴۔ و د رسل و ریان ۱۲۴۔ اس کے متعلق دیکھیے فیصلۂ ولس جسٹس بمقدمۂ ملک بنام مانچ ۱۰ آئرش ۱۔ ڈیرسلی و ملس کراؤن کیسس ریزرنڈ ۱۳۲-۱۳۹۔ ونز بیش بنام ہیتش و مقدمات دارالامرا ۲۷۴۔

[1] ۵ کک ۹۸ ب۔ نیز دیکھیے ٹلٹس از لک صفحہ ۱۲۶-الف۔

[2] رانسن رپورٹس خلاصہ باسٹرڈ بینچ (Bastard, B.) ٹلٹس از کک ۲۴۴-الف۔ شہادت از فلپس ۳، ۴ نوٹ ۴ طبع دہم یہ اب تمام صورتوں میں ایک سوال واقعاتی ہے جس کا فیصلہ شہادت سے کیا جائے گا۔ پاولٹ پیریج (Poulett Peerage) ۱۹۰۳ء مقدمات مرافعہ ۲۹۔

[3] مختصر رولس۔ جلد ۱ باسٹرڈ بینچ۔

اطاعت کا قیاس کیا جائے گا[1]۔ بہت ہی قدیم زمانے میں صحیح النسبی کا یہ قیاس صرف قانونی قیاس[2] تھا۔ لیکن بعد میں اس کو قطعی قیاس کا درجہ دیا گیا اگر بیوی کے حمل کے زمانے میں شوہر چار سمندروں کے فاصلے سے کم فاصلے پر ہوتا۔ لیکن بعد میں نہایت ہی مناسب طریقے پر اس میں تخفیف کردی گئی۔ اور اب فریقین کے درمیان اس وقت جماع کے ہونے کی شہادت سے نفی کی جاسکتی ہے جب کہ طریق فطرت کے لحاظ سے شوہر بچے کا باپ ہوسکتا تھا۔ یہ امر دارالامرا کے فیصلے سے مارس بنام ڈیوس (Morris v. Davies) ۱۸۳۷ء کے مقدمے میں طے ہوا۔ اسی مقدمے میں شوہر وزوجہ نے دس سال مل کر رہنے اور ایک بچہ ہونے کے بعد علٰحدہ رہنے کا اقرار کیا۔ اور کوئی پندرہ میل کے فاصلے پر رہنے لگے۔ عورت ایک عاشق کے ساتھ حالت زنا میں رہی اور اس کے اس سے ایک بچہ ہوا جس نے شوہر سے اس بچے کے پیدا ہونے کو چھپانے میں اس کی مدد کی شوہر نے اس بچے سے کسی قسم کی واقفیت کا انکار کیا۔ اور اس طرح عمل کرتا رہا کہ گویا اس بچے کا وجود نہیں ہے۔ اور اس کو عاشق نے مثل اپنے بچے کے پالا۔ دارالامرا نے (تین دفعہ مقدمے کی سماعت ہونے کے بعد) قرار دیا کہ بچے کی صحیح النسبی کے متعلق قیاس کی تردید عمل فریقین کی شہادت سے ہوسکتی اور ہوگئی ہے اور مقدمۂ ایلسفرڈ پیریج (Aylesford Peerage Case) ۱۸۸۵ء میں یہ بھی مزید قرار دیا گیا کہ جب کسی دوران نکاح میں

---

[1] سینٹ جارج بنام سینٹ مارگیریٹس ا ساکلڈ ۱۲۳۔ سڈنی بنام سڈنی۔ ۳ پیروِلیمس ۲۷۵ ہتیرنگٹن بنام ہتیرنگٹن ۱۲۔ پروبیٹ ڈیویژن ۱۱۲۔

[2] شہادت از فلپس ۶۶۲ طبع دہم۔ جلد ا

[3] مثلاً ملاحظہ ہو ازکک ۴۴۴۔ الف۔ ملک۔ بنام البرٹن ا۔ لارڈ ریمنڈ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ملک بنام تر۔ ا ساکلڈ ۱۲۳۔

[4] مارس بنام ڈیوس (۱۸۲۶ء تا ۱۸۳۷ء) ۵ کلارک وفنیلے پورٹس ۱۶۳۔ ۴۷ رسل دریان ۵۰ جس میں بانبری پیریج کیس (نیچے نوٹ ۲ حاشیۂ صفحہ ۵۴۴) کے اصول کی تحقیق کی گئی اور اس کو پسند کیا گیا مقابلہ

پیدا شدہ بچے کی صحیح النسبی امر تنقیح طلب ہو تو ماں کے خطوط میں سابقہ بیانات کہ بچہ صلب شوہر سے نہیں ہے قابل ادخال شہادت ہیں۔ یہ بیانات اس واقعے کی بلا واسطہ شہادت نہیں سمجھے جائیں گے۔ بلکہ صرف قیاسی شہادت یعنی عمل و برتاؤ کی شہادت تصور کئے جائیں گے۔ گو گواہی کے کٹہرے میں ماں کو ایسے بیانات کی اجازت نہیں دی جائیگی۔[۱] لیکن اگر اس اثنا میں شوہر و زوجہ کے درمیان مباشرت عدالت کے نزدیک قابل اطمینان طور پر ثابت ہو جائے تو اس قیاس کی تردید زنا کو ثابت کرنے سے نہیں کی جا سکے گی۔ کیونکہ قانون اس صورت میں موازنۂ شہادت کی کہ کس شخص کا بچے کا باپ ہونا اغلب ہے اجازت نہیں دے گا۔[۲] ۳۱۱

دفعہ ۳۵۰ : (۴) ناجائز یا خلاف قانون عمل کا قیاس نہیں کیا جائے گا

"ضرر رساں عمل کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا ہے"[۳] "کسی غیر منصفانہ امر کا قانون میں قیاس نہیں کرنا چاہیئے"[۴] مثلاً بید خلی کی کسی نوع یعنی بید خلی قبضہ یا خلل قبضہ وغیرہ کا بغیر بلا واسطہ یا قیاسی[۵] شہادت کے کبھی قیاس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کیجئے ہولسٹ پیریج کیس اوپر نوٹ ۲۔ حاشیہ صفحہ ۵۴۲۔

[۱] ایلسفرڈ پیریج کیس ۱۸۸۵ء۔ ۱۱ مقدمات مرافعہ۔ (کمیٹی برائے امتیازات) اور دیکھئے برنابی بنام بیلی ۴۲ چانسری ڈیویژن ۲۸۲۔ از نارتھ جسٹس مقدمۂ ایلسفرڈ میں جو خطوط لکھے گئے تھے وہ دو طویل خط تھے، جو بیوی نے ساس کو لکھے تھے۔

[۲] مقدمۂ بانبری پیریج (Banbury Peerage) سمن و آٹو وڈ چانسری رپورٹس ۱۵۵-۲۴ رسل و ریان ۱۵۹ مارس بنام ڈیوس ۵ کلارک و فنلے ۱۶۳۔ مقدمۂ بیرونی آف سے (Case of the Barony of Saye and Sele) مقدمات دار الامرا ۵۰۷۔ رائٹ بنام ہولڈ گیٹ ۳ کیا رنگٹن و کروین ۱۵۸۔

[۳] تلسٹن از کک ۲۲۲ ب۔

[۴] کک ۷۲۔ الف۔

[۵] ڈوڈی فنشر بنام فنشر بنام براسرکویہ ۲۱۷۔ دیکھئے تلسٹن از کک ۴۲۔ الف و ب ہیس ڈیل ڈی ہارن

نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جب کسی عدالتی کارروائی کا فریق اپنے مقدمے کی تائید میں ایک ایسی دستاویز پیش کرتا ہے جو بادی النظری میں لازماً دوسرے کی جایداد ہے تو عدالت قیاس نہیں کرے گی کہ اس نے اس کو کسی خلاف قانون عمل سے حاصل کیا ہے[1]۔ اور جب کسی شخص کے جو عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہو قبضے میں کوئی ایسی دستاویز ہو جس کی عدالت کو اغراض انصاف کے لیے ضرورت ہو تو یہ قیاس نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس کو روک رکھے گا[2]۔

دفعہ ۳۵۱: (۵) مذہبی عقیدے کے فقدان یا لا مذہبانہ عمل کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ "جب ملت نصاری کے تمام اراکین کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ ان کا مذہب ایک ہے" تو کسی شخص کے متعلق تصور نہیں کیا جائے گا کہ وہ خدا کی اخلاقی حکومت کے وجود کا منکر ہے[3]۔ کسی شخص کے متعلق قیاس نہیں ہوتا ہے کہ اس کو اس کی ابدی بہبودی کا خیال نہیں ہے۔ اور خصوصاً وقت مرگ[4] کا اور جزاً اسی اصول کی بنا پر ایسے شخص کے بیانات جو مارا گیا ہو اور جو قریب میں آنے والی موت کے یقین کے تحت دیے گئے ہوں۔ اس عام اصول کے خلاف جس کی رو سے سنی سنائی شہادت ناقابل ادخال ہوتی ہے اس فریق کے خلاف جس پر اس کی موت کے باعث ہونے کا الزام ہے قابل ادخال

(Peaccable d. Hornblower v. Read) بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بلویر بنام ریڈ

۱۔ ایسٹ ۵۶۸۔ ٹامس بنام ٹامس۔ ۲ کے وجانسن ۶۔

[1] ٹیلر دفعات ۳۴۵۔ ۳۴۷۔

[2] بایل بنام والیمان۔ ۱۰۔ اکسچیکر ۶۴۷۔

[3] شہادت از گرین لیف جلد اطبع شانزدہم دفعہ ۳۷۰۔

[4] ۶ کلک ۱۷۶ الف۔

شہادت ہوتے ہیں[1]۔

دفعہ ۳۵۲: تمام شہادت جو عدالت انصاف میں دی جاتی ہے۔ سچ قیاس کی جاتی ہے جب تک کہ اس کے خلاف ظاہر نہ ہو[2]۔ وہ قانون قیاس نہیں کرتا کہ کوئی شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے[3]۔ یہ قیاس چار وجوہات ص ۲۱۲
پر مبنی نظر آتا ہے (۱) عام طور پر انسانی گواہی کے سچ ہونے کے اعتبار پر[4]۔ (۲) اس امر پر کہ قانون جرم کا قیاس نہیں کرتا ہے[5]۔ (۳) اس امر پر کہ قانون فعل ناجائز کا یعنی اس شخص کو ضرر پہنچانے کا جس پر شہادت موثر ہوتی ہے قیاس نہیں کرتا ہے[6]۔ اور (۴) یہ کہ قانون لامذہبی کا قیاس نہیں کرتا ہے اور اسی لیے عمداً جھوٹے حلف اٹھانے کا۔

ذیلی فصل (۴)

جواز افعال کی موافقت میں قیاس

[1] پیچھے دفعہ ۵۰۵۔
[2] کروک بمقابلہ جیمس صفحہ ۱۰۶ قاعدہ ۲۶۔
[3] از گریول میقات میکلس ۲۰ ہنری ہفتم ۱۱ ب قاعدہ ۱۱۔
[4] متعدد دفعات ۱۵ و ما بعد۔
[5] پیچھے دفعہ ۳۵۱۔
[6] پیچھے دفعہ ۳۵۱۔

دفعہ ۳۵۳: ذیل کے اہم اصولوں کو کہ "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں[1]" "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں[2]" "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ جائز طور پر کئے گئے ہیں جب تک اس کے خلاف نہ ثابت کیا جائے[3]" وغیرہ کو عالمی اطلاق والے اصول نہیں سمجھنا چاہیئے۔ افعال کی تائید میں جس حد تک قیاسات کئے جائیں گے وہ بہت کچھ اس امر پر موقوف ہے کہ آیا وہ افعال قانون کے پسندیدہ ہیں یا نہیں۔ و نیز اس امر پر

[1] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۲۵۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۴۸۰۔ طبع دہم۔ اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہفتم ۶۲۰۔

[2] ۱۲ الگ ۳۰۵۔

[3] شلش از کلک ۲۳۲ صیہ ۸ کلارک و فنلی رپورٹس دارالامراء ۱۴۳ - ۱۰ ایضاً ۱۶۲۔

کہ جس واقعے کا قیاس کرنے کہا جاتا ہے اس کی نوعیت کیا ہے۔ صحیح اصول جو اس قاعدے سے کہ "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں" اور ان دوسرے اقوال سے جن کو ابھی نقل کیا گیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عدالت ہائے انصاف میں یہ ایک عام رجحان ہے کہ سرکاری عدالتی اور دوسرے افعال کو بے اثر ٹھہرانے کے بجائے انھیں صحیح قرار دیں۔ اور اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب کبھی ان افعال کے قانوناً و حسب ضابطہ کئے جانے کی عام شہادت ہوتی ہے تو ان واقعات کے ثبوت کو ضروری نہ قرار دیں جو سختی سے دیکھیں تو ان افعال کی صحت کے لیے لازمی ہوتے ہیں۔ اور اکثر صورتوں میں ان افعال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ گو بعض صورتوں میں یہ قیاس محض مصلحت عامہ پر مبنی ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۵۴: اس مضمون پر ایک عام نظر ڈالتے ہوئے۔ افعال و اشیا جن کا اس طرح قیاس ہوتا ہے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں (۱) جہاں سلسلۂ حالات میں بعد کے افعال کے وجود سے سلسلے کے پہلے افعال کے وجود کا نتیجہ نکالا یا انھیں فرض کر لیا جاتا ہے ــــ "بعد کے افعال سے پہلے کے افعال کا قیاس کر لیا جاتا ہے"[۱] ــــ مثلاً جب قدامت پر مبنی حق یا عطیے کا جدید تمتع سے نتیجہ نکالا جاتا ہے[۲]۔ (۲) جہاں بعد کے افعال کے وجود کا پہلے کے افعال سے نتیجہ نکالا جاتا ہے ــــ "پہلے کے افعال سے بعد کے افعال کا قیاس کیا جاتا ہے"[۳] مثلاً جب کسی ایسی دستاویز کے متعلق جس کا دستخط و مہر کردہ ہونا اور حوالے کیا جانا ‎ ۳۱۳ عہ

---

[۱] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۱۳۔

[۲] دیکھیے نیچے دفعات ۳۶۶ - ۳۹۹ تا ۳۹۹۔

[۳] دیکھیے دفعہ ۳۹۲۔

ضروری ہو۔ صرف دستخط کے ثابت ہونے پر مہر کیا ہوا ہونا اور حوالے کیا جانا قیاس کر لیا جاتا ہے۔ یہ بلاشبہ طور پر امر اول الذکر کی ضد ہے اور بطور ایک عام اصول کے اس میں قیاس نسبتاً بہت کمزور رہوتا ہے۔[1] (۳) جہاں درمیانی کارروائیوں کا قیاس ہوتا ہے — "آخری افعال کے ثبوت سے درمیانی امور کا قیاس کر لیا جاتا ہے"[2] — مثلاً جب باضابطہ حوالگی قبضہ کا قیاس عطا اور عطا کے تحت بیس سال کے تمتع سے کیا جاتا ہے[3]۔ یا جب کہ جوری کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بیدخلی و بازیابی قبضہ کے درمیانی واصلات کے انتقال کا قیاس کریں[4]۔

دفعہ ۳۵۵: اس اصول کی اصلی ماہیت و وسعت ان فیصل شدہ مقدمات پر غور کرنے سے بہترین طریقے پر سمجھ میں آئے گی جن میں عدالتوں نے اس کو تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا ہے۔ و نیز ان دوسرے مقدمات سے جن میں قرار دیا گیا ہے کہ یہ اصول قابل اطلاق نہیں ہے۔ اسی مقصد سے ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس پر غور کریں پہلے تو اس کے

---

[1] "بعد کے واقعات کی بلحاظ پہلے کے واقعات کی شہادتی وقعت قدرتاً بہ نسبت پہلے کے واقعات کی بلحاظ بعد کے واقعات کے بہت قوی ہوتی ہے۔ تمام انسانی امور میں منصوبے کے تعمیل کی شہادت ہونے کی بہ نسبت تعمیل منصوبہ کی بہتر شہادت ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ منصوبے اکثر نامکمل رہ جاتے ہیں۔" عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۵ - ۲۱۶ -

[2] شہادت از گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۰ طبع شانزدہم۔ وایٹ بنام فالجامبی ۱۱ ویسی ۳۳۷ - ۳۵۰ -

[3] ڈو ڈی : لنکاسٹر بنام ... ہارکورٹ ... آف کلیفٹ لاینڈ د بارنوال د کرسول ۴۶۴ - ریس۔ ڈی چیمبرلین بنام لائیڈ ویگوک رپورٹس (Rees d. Chamberlain v. LLoyd, Wighwick Reports. ۱۲۳ - ایلیک بنام کلارک اروال رپورٹس ۱۳۲ - ڈو ڈی ہیوس بنام ڈیوس ۱۸۴۳ ء ۲ میسن و ولزبی ۵۰۲ - ۴۶ کرل و ریان ۶۷۵

[4] ارل ڈی گوڈون بنام باکسٹر ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۲۲۸ - وایٹ بنام فالجامبی ۱۱ ویسی ۳۵۰ -

سرکاری تقررات سے تعلق پر۔ پھر سرکاری افعال ۔ اس کے بعد عدالتی افعال اور آخر میں غیر عدالتی افعال سے اس کے تعلق پر۔ قبضہ و استعمال کی تائید میں خصوصاً جب کہ طویل دیرامن تمتع ہو۔ اس اصول کے اطلاق کو اس کی اہمیت کی وجہ سے علیحدہ غور کرنے کے لیے رکھ چھوڑا جاتا ہے[1]

دفعہ ۳۵۶ : (۱) اس اصول کا اطلاق سرکاری تقررات میں ۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ کسی شخص کا سرکاری حیثیت سے کام کرنا اس کا ایسا کرنے کے لیے مجاز کئے جانے کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے[2] اور گو عہدہ ایسا ہو کہ اس پر تقرر کا تحریری ہونا ضروری ہو تب بھی کم از کم پہلی مرتبہ دستاویز کا پیش کرنا یا اس کے نہ پیش کرنے کی توضیح کرنا[3] ضروری نہیں ہوتا ہے ۔ اس اصول کے اطلاق کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں ۔ قرار دیا گیا ہے کہ اس کا اطلاق نظمائے امن[4] ۔ گرجوں کے دربان ۔ اور سیر[5] ۔ کلیسائی نائب جج[6] ۔ کمشنر برائے حلف نامجات[7] ۔ اٹرنیش (Attorneys)[8] ماتحت سرنقیب[9] امن کے عہدہ داروں اور پولس کے سپاہیوں[10] ۔ ڈاکخانے کے

۱ دیکھیے دفعات ۳۶۶ - ۳۹۹ -

۲ بریان بنام وایس (Berryman v. Wise) ۱۷۹۱ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۶۶ - ۲ رسل و ریان ۴۱۳ مگاہے بنام آلسٹن ۱۸۴۶ء ۲ میسن و ولزلی ۲۰۶ - ۴ رسل و ریان ۵۷۳ -

۳ شہادت از ظلیس دایاس ۴۵۲ ، ۴۵۳ - شہادت از ظلیس جلد اصفحہ ۴۴۹ - طبع دہم -

۴ بریان بنام وایس ۱۷۹۱ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۶۶ - ۲ رسل و ریان ۴۱۳ -

۵ ڈوڈی بارلی بنام بارنس ۸ کوئنس بنچ ۱۰۳۷ -

۶ ملک بنام ویریسٹ ۱۸۱۳ء کیمبل ۴۳۲ - ۴ رسل و ریان ۵۷۵ -

۷ ملک بنام جیمیس ۱ - شار رپورٹس ۳۹۷ - ملک بنام ہود رڈوامانگ ورائٹلا نٹڈ رپورٹس ۱۸۷ -

۸ پیرس بنام ویل ۵ بارنوال و کرسول ۳۸ -

۹ ڈوڈی جیمیس بنام بران ۱۸۲۱ء بارنوال واڈالفس ۲۴۳ - ۲۴ رسل و ریان ۳۴۷ -

۱۰ ملک بنام گارڈن گراؤن لاازلیچ ۵۱۵ بریان بنام وایس حوالہ صدر نوٹ (۴) - ازبلر جٹس

ملازمین[۱] - لباس خانۂ کلیسا کے محرروں[۲] پر ہوتا ہے۔ اور قانون موضوعہ کی روسے اس کو صراحتہً عہدہ داران مال سے بھی متعلق کیا گیا ہے[۳]۔ اور اس اصول کا اطلاق دیوانی مقدمات میں بھی ہوتا ہے۔ اور فوجداری مقدمات میں بھی۔ ایک قوی مثال ملک بنام وینی فرڈ و ٹامس گارڈن[۴] (Rv. Winifred and Thomas Gordon) کے مقدمات کی ہے جن کو ایک پولس والے کو اس کے فرائض کی انجام دہی کے وقت قتل کر ڈالنے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اور جس میں چالان کے اس بیان کے متعلق کہ مقتول پولس والا تھا قرار دیا گیا کہ وہ اس شہادت سے کافی طور پر ثابت ہے کہ وہ کلیسائی گاؤں میں مثل پولس والے کے کام کرتا اور مشہور تھا۔ دونوں ملزموں کو سزا سنائی اور گارڈن کو سولی دی گئی۔

دفعہ ۳۵۷ : یہ قیاس ان تقررات تک محدود نہیں ہے جن کی نوعیت سرکاری ہوتی ہے۔ قرار دیا گیا ہے کہ اس کا اطلاق ان پولس والوں اور نگہبانوں پر بھی ہوتا ہے جن کو کسی مقامی قانون کے تحت منتظر مقرر کرتے ہیں[۵]۔ ونیز ان امنا پر بھی جن کو پارلیمنٹ کے کسی قانون کی رو سے تعمیر کلیسا کے لیے چندہ جمع کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے[۶]۔ لیکن کم از کم عام طور پر

---

[۱] ملک بنام ریس ۱ کیارنگٹن و پین - ۶۰۶۔

[۲] مگاہے بنام آلسٹن ۱۸۳۶ء (M'Gahey v. Alston) ۲ میسن و ولزلی ۲۰۶ - ۴۶ رسل و ریان ۵۰۳۔

[۳] قانون محاصل داخلی ۱۸۹۰ء ۵۳ و ۵۴ وکٹوریا باب ۲۱ دفعہ ۲۴ - جو بجائے منسوخ شدہ قانون ۲۲ جارج سوم باب ۷۷ دفعہ ۱۲ و باب ۸۲ دفعہ ۲۲ وضع ہوا ہے۔ ونیز بجائے ۱۱ جارج اول باب ۳۰ دفعہ ۳۲ - ۷ و ۸ جارج چہارم باب ۵۳ دفعہ ۱۷۔

[۴] کراؤن لا انڈیکس ۱۵۸ طبع چہارم۔

[۵] ٹیلر بنام فورڈ ۱ کرامپٹن ڈیسن ریورٹس ۶۶۲۔

[۶] ملک بنام مرنی ۸ کیارنگٹن و پین - ۲۱۰ - از کولرج جسٹس اس مقدمے میں قوانین پارلیمنٹ ۵۶

اس کا اطلاق خانگی اشخاص یا ان کے کارندگان مجاز پر نہیں ہوتا ہے مثلاً
اس کا اطلاق وصی یا مہتمم ترکہ[۱] یا عشر وصول کنندہ پر جس کو کوئی خانگی
شخص مقرر کرتا ہے نہیں ہوتا ہے[۲] ۔ وغیرہ

دفعہ ۳۵۸: سرکاری تقررات کے مناسب و بجا ہونے کا یہ قیاس ص ۳۱۵
تین وجوہات پر مبنی ہوتا ہے[۳] ۔ (۱) مصلحت عامہ کے ایک اصول پر
(۲) ایک حد تک اس بنا پر کہ بہت سی صورتوں میں اس کے
نہ کرنے سے مطلب یہ ہوگا کہ اس شخص کے متعلق جس نے بطور عہدہ دار
سرکاری عمل کیا ہو قیاس کیا جائے کہ اس نے قانون کی خلاف ورزی
کی ہے ۔ (۳) سرکاری تقررات میں تقرر کی بے ضابطگی ثابت کرنے وہ
سہولتیں حاصل ہوتی ہیں جو خانگی اشخاص کے کارندوں کے تقرر کو ثابت
کرنے میں نہیں ہوتیں ۔

دفعہ ۳۵۹: (۲) یہ اصول کے " ہر امر کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ صحیح
و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے " ان بہت سی صورتوں میں بھی اطلاق
پاتا ہے جن میں افعال کا سرکاری اشخاص سے یا ان کے
ایما سے کئے جانے کا حکم ہوتا ہے ۔ مثلاً جب ایک دستاویز صلحنامے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ جارج سوم باب ۲۹ اور ۱و ۲ جارج چہارم باب ۴۴ ۔ کو رپورٹ میں خانگی قوانین
کہا گیا ہے ۔ لیکن ان میں عمومی شکل کے ایسے فقرے تھے جن سے وہ سرکاری قوانین قرار پاتے تھے ۔

[۱] قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶ دفعہ ۵۵ سے پہلے اوصیا و مہتمان ترکہ
پر لازم تھا کہ نقل مصدقہ وصیت نامہ و وثیقۂ اہتمام ترکہ کے پیش کرنے کا ذکر پلیڈنگ میں کریں
پلیڈنگ از چٹی جلد ۱ صفحہ ۴۱۰ طبع ششم ۔

[۲] شارٹ بنام لی آجیاک دواکر رپورٹس (J. & W.) ۴۶۸ ۔

[۳] کتابوں میں بہت سے مقدمات کلیۃً جدا ہی اساس پر مبنی ہیں یعنی اس اساس پر کہ فریق جس کے خلاف

پر جو منسوخ شدہ قانون دیوالگی (افلاس)[1] ۱۸۶۱ء کے تحت تکمیل کی گئی تھی۔ ایک تحریری یادداشت تھی جس سے منجملہ اور امور مطلوبہ قانون کے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس قانون کے احکام کی متابعت میں اس دستاویز کی رجسٹری کی گئی ہے۔ تو قرار دیا گیا کہ یہ بادی النظری شہادت اس امر کی ہے کہ ایک حلف نامے میں وہ چند تفصیلات جن کا قانون نے حکم دیا تھا۔ اس قانون کی متابعت میں تحریر کی گئی تھیں اور وہ دستاویز کے ساتھ رجسٹرار کے حوالے کیا گیا تھا[2]۔ اسی طرح عدالت حکمنامے کا جواب دیئے جانے کا قیاس کرتی ہے[3]۔ اور جب ایک کلیسائی تحصیل کے صداقت نامے کو جس پر صرف ایک دربان کے دستخط تھے دو نظمائے امن نے جائز رکھا تو قیاس کیا گیا کہ اس تحصیل میں صرف ایک ہی دربان ہونے کا رواج ہے[4]۔ اور لارڈ ڈگن ین نے قرار دے دیا کہ نظمائے امن کے احکام کی تائید میں ہر امر کا قیاس کیا جائے گا۔ لیکن فیصلہ ہائے سزا اس سے مستثنیٰ ہوں گے[5]۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ مقدمے کے بدیہی امکانات کے مغائر بھی قیاسات کئے جائیں گے[6]۔

دفعہ ۳۶۰: (۳) اب ہم عدالتی افعال پر غور کریں گے۔ ان کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شہادت پیش کی گئی تھی اس نے قول یا فعل سے اس شخص کی حیثیت جس کو عہدہ دار کہا گیا تھا تسلیم کرلی۔

[1] ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۳۴۔ دفعہ ۱۹۲۔

[2] داؤ ڈگلس بنام رابرٹس ۴ کوئنس بنچ ۵۰۷۔ اور دیکھو گرانڈل بنام برٹن ۲ کامن بنچ سلسلۂ نو ۶۹۸۔

[3] ازبلر جسٹس بمقدمہ ملک بنام لائیم ریگس۔ ڈگلاس ۱۵۹۔

[4] ملک بنام کیپا ایٹی ۲ بارنوال و کرسول ۸۱۰۔ نیز دیکھئے ملک بنام ہنکلے ۱۲ ایسٹ ۳۶۱۔ اور ملک بنام سینٹ لاینڈ اولسن ۱۲۸۔

[5] ملک بنام مارس ۴ ٹائمز رپورٹس ۵۵۲۔ نیز دیکھئے ملک بنام اسٹاکٹن ۵ بارنوال و ایڈالفس ۵۴۶۔

[6] ملک بنام ایبٹن گرے ۱ بارنوال و کرسول ۷۰۸۔

ماہیت ہی کے لحاظ سے ان کی باضابطہ شہادت زیادہ آسانی سے دی جا سکتی ہے۔ اس لیے اس اصول کا کہ "ہر امر کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے۔" یہاں بہت ہی محدود اطلاق ہوتا ہے سر ڈبلیو۔ ڈی ایوانس کہتے ہیں کہ "قیاس باضابطگی کے اصول کے متعلق شاید صحیح نتیجہ یہ ہے کہ جب کبھی افعال باضابطہ و صحیح نظر آئیں تو ان کو ص ۳۱۶
ایک ممکنہ بے ضابطگی کے بیان کرنے پر بے اثر نہیں ٹھیرانا چاہئے۔ لیکن اس اصول کو بہت کھینچنا نہیں چاہئے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ اشیا کے مناسب طریقے پر کئے جانے کے قیاس پر تکیہ کر بیٹھیں جب کہ نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے ان کی زیادہ صحیح صریح شہادت دستیاب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ یہ دراصل دستیاب ہو سکتی ہو۔"[۱] یہ ایک اصول ہے کہ بے ضابطگی کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔[۲] اور کتابوں میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں۔ جن میں عدالتوں نے ایسے امور کے باضابطہ ثبوت کو جو سختی سے پوچھو تو عدالتی افعال کے صحیح گردانتے ضروری تھا نظر انداز کر دیا ہے۔

دفعہ ۳۶۱: یہ اصول ہے کہ "ہر امر کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے۔" مجسٹریٹ یا دوسرے کم درجے کے نظما کو اختیار سماعت دینے کے لیے اطلاق نہیں پاتا ہے۔[۳] مثلاً جب ایک قانون غدر کے تحت نظمائے امن کو ایک سپاہی کا جس کی تعیناتی

۱۔ شہادت از بوتیسے جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔

۲۔ اعلانات و بے ضابطگیاں از ماکنامارا صفحہ ۲۴۔ از آلڈرسن بیرن بمقدمہ کالنس بنام رگبی ۳ میسن و ویلز ۶۰؛ جیمس بنام ہیورڈ ۳ گیل و ڈیویسن رپورٹس ۲۶۴۔

۳۔ ملک بنام بلکاٹ ۶ ٹائمز رپورٹ ۳ ۵۰ ؛ ملک بنام آل سینٹس ساؤتھ ہامپٹن ۷ بارنوال و کرسول ۸۸۵۔ کارٹ بنام موسے اکونس بنچ ۱۸۔ ڈیمپسٹر بنام پرنل ۴ اسکاٹ نیو رپورٹ ۳۰ ملک بنام

اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں کہ بیان کیا گیا تھا۔ بیان لینے کا مجاز کیا گیا۔ اور بیان لینے کے بعد بادی النظری طور پر ظاہر نہیں تھا کہ سپاہی کی تعیناتی اسی مقام پر ہوئی تھی ـــــ تو عدالت کونسل بنچ نے ایک تصفیے کے اغراض کے لیے اس بیان کو ناقابل ادخال شہادت قرار دیا تاوقتیکہ شہادت سے یہ ظاہر نہ ہو کہ سپاہی کی تعیناتی اس وقت اس مقام پر ہوئی تھی[۱]۔

دفعہ ۳۶۲: (۴) اب ہم اس اصول کے غیر عدالتی افعال مثلاً تحریری دستاویزات و امور واقعاتی پر اطلاق دیئے جانے پر غور کریں گے۔ مثلاً یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ دستاویزات مہری۔ وصیت نامہ جات اور دوسرے مصدقہ دستاویزات جو تیس سال یا اس سے زیادہ قدیم ہوں اور ایک غیر مشتبہ جگہ سے پیش کیے جائیں خود اپنے کو ثابت کرتے ہیں۔ گو اس کے بعد بھی فریق مخالف کو حق رہتا ہے کہ ان کی باضابطگی تکمیل کی تردید کرنے کے لیے گواہوں کو طلب کرے[۲]۔ اور اس قیاس کی ان صورتوں میں بھی اطلاق کی بہت سی مثالیں ہیں۔ جن میں کسی مصدقہ دستاویز کی تکمیل کو ثابت کرنا ضروری تھا۔ مثلاً جب ایک دستاویز مہری پیش کی جائے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کی باضابطہ تکمیل دستخط مہر و حوالگی سے ہوئی ہے۔ لیکن گواہ حاشیہ صرف دستخط کیئے جانے کی بابت گواہی دے تو بجا طور پر یہ امر جوری پر چھوڑا جا سکتا ہے کہ مہر و حوالے کیئے جانے کا بھی قیاس کریں[۳]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ٹوینس ۱۱ کوئنس بنچ۔ ۸ ملک بنام بلومسبری۔ ۴ ایلس و بلاکبرن۔ ۵۲۰۔

[۱] ملک بنام آل سینٹس ساؤتھ ہامپٹن ۷ بارنوال و کرسول ۵۸۵۔ ۶ لا جرنل مجسٹریٹس کیسیس ۵۴۔ ۱۰ مانٹگ و رائی لانڈر پورٹس ۶۶۳۔ ۳۱ رسل و ریان ۲۹۶۔

[۲] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ و بعد طبع ۹ ہم دیکھو پیچھے دفعات ۲۲۰۔ ۲۲۱۔

[۳] گریلیر بنام نیل (Grellier v. Neale) ۱۷۹۲ء ۱۔ پیک ۱۴۶۔ ۲ رسل و ریان ۲۲۹۔ ٹالبٹ

۳۱۷ اسی طرح جب کسی اقرار کی نسبت بیان کیا جائے کہ وہ ضبط تحریر میں لایا گیا ہے تو دستخط کیے جانے کا بھی قیاس کیا جائے گا۔[له]

دفعہ ۳۶۳: قانون وصیت نامجات ۱۸۳۷ء، ولیم چہارم ۱۶ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۹ (جس کی توضیح قانون ترمیمہ قانون وصیت نامجات ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ سے کی گئی ہے) کی رو سے وصیت نامجات کا تحریری ہونا۔ اور ان پر موصی کے دستخط ہونا اور اس کا دو یا زیادہ گواہوں کی ایک ہی وقت موجودگی میں دستخط کو اپنے تسلیم کرنا ضروری ہے اور عدالتوں نے بہت سی صورتوں میں اس اصول کو کہ ہر امر کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے" وصیت ناموں کی تکمیل سے بھی متعلق کیا ہے۔ اور ایک عام اصول بطور ان کا رجحان ایک اچھے وصیت نامے کی موافقت میں ہوتا تھا اور جب مقننہ کا مقصد پورا ہو جاتا تھا تو وہ وصیت نامے کو کسی ضابطے کی لغزش پر بے اثر نہیں قرار دیتے تھے۔[۲]

دفعہ ۳۶۴: اسی طرح ضمنی واقعات کا جو صحت دستاویزات کے لیے مطلوب ہوں عام طور پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی دستاویز گم ہو جائے تو قیاس ہوگا کہ وہ باضابطہ طور پر اسٹامپ شدہ تھی۔[۳] اور جب کوئی فریق باوجود اطلاع کے کسی دستاویز کو پیش کرنے سے انکار کرے تو کم سے کم اس کے خلاف جب تک اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بنام ہڈسن، ٹانٹن ۲۵۱-۲ مارشل رپورٹس ۵۲۷۔

له رسٹ بنام ہابن۔ ا۔سمن و اسٹوورٹ ۵۴۴-۲ لا جرنل چانسری ۸۶۔

۲ ان دی گڈس آف پک ول لا رپورٹ ا پروبیٹ و ڈیوورس ۲۷۵۔ ان دی گڈس آف فلکر ۱۸۹۲ء پروبیٹ ۲۷۷۔

۳ پیچھے دفعہ ۲۳۰۔

خلاف نہ ظاہر ہو۔[1] قیاس کرلیا جائے گا کہ وہ باضابطہ طور پر اسٹامپ شدہ ہے۔ اسی طرح جب مدعی علیہ نے ایک سالیانے کی ادائی کی کفالت بطور ایک اجارہ منتقل کردیا تھا اور اس پر نالش کی گئی تو قرار دیا گیا کہ مدعی کو یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ سالیانے کا اندراج بمتابعت منسوخ شدہ قانون ۱۷ اجارج سوم باب ۲۶ کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا اندراج نہیں کیا گیا تھا[2] تو یہ امر فریق ثانی کی جانب سے زیادہ مناسبت کے ساتھ ظاہر کیا جاتا تھا۔[3] اس اصول کو تعبیر دستاویزات پر اطلاق دیا گیا ہے۔ مثلاً جب دو دستاویزات پر ایک ہی تاریخ ہو تو فریقین کے ارادے کی تائید کرنے ایک کی تکمیل کے پہلے کیے جانے کا قیاس کرلیا جائے گا۔ مثلاً جب جایداد بیع[4] و اجارے کے ذریعے سے منتقل کی جائے اور بیع و اجارہ دونوں ایک ہی دستاویز میں تحریر ہوں تو قیاس کیا جاتا تھا کہ بیع پہلے کی گئی۔[5] اسی طرح کسی دستاویز مہری یا وصیت نامے کی تعبیر میں الفاظ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ فریقین کے صاف ارادے کی تکمیل کے لیے رکھ دیا جاتا ہے۔[6]

دفعہ ۳۶۵: اب صرف یہ کہنا باقی رہ جاتا ہے کہ زیر بحث اصول کو

---

[1] اوپر دفعہ ۲۴۰۔ کرسٹ بنام اندرسن ا۔ اسٹارکی ۳۵۔

[2] ڈوڈی گریفن بنام سیمن ۳ کیمپل ۷۔ اسی طرح دیکھیے ڈوڈی لیوس بنام بنگہام ۱۸۲۱ء ۴ بارنوال واڈلفس ۶۷۲۔ ۲۳ رسل وریان ۳۴۰ ۔ اور برائٹن ریلوے کمپنی بنام فر کلف ۲ مانٹگ دگر ینگر ۶۷۴۔

[3] بارکر بنام کیٹ افریان ۲۵۱ ۔ ٹیلر ڈوی ٹکنز بنام ہورڈ ا۔ بردس ۱۰۶۔

[4] یہ ایک خاص قسم کا انتقال تھا۔ اور قانون (Vses) سے بچنے کے لیے اختیار کیا گیا تھا (از مترجم)

[5] از نارتھ پیر مجلس بمقدمۂ بارکر بنام کیٹس افریان ۲۵۱۔

[6] پارک ہرسٹ بنام اسمتھ ولس ۳۲۷ - ۳۴۲ - اور جن مقدمات کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ رچرڈس بنام بلک ۷ کامن بنچ ۴۱۴۔

جدید قوانین موضوعہ کی رو سے بہت وسعت دی گئی ہے ہم اس مضمون
کی طرف اشارہ انگریزی قانون شہادت کی تاریخ ابتدا و ترقی کی بحث ص ۳۱۸
میں کر چکے ہیں[1]۔

ذیلی فصل (۵)

قیاسات جو قبضہ و استعمال سے پیدا ہوتے ہیں

[1] پیچھے دفعہ ۱۱۸۔

دفعہ ۳۶۶: اس شخص کو حق ہونے کا قیاس جس کو جایداد کا قبضہ - یا ان حقوق کی صورت میں جو گاہے گاہے استعمال کئے جاتے ہیں مماثل قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ ہر نظام علم اصول قانون میں بہت پسند کیا جاتا ہے[1] اور اس کی اساس کچھ تو قدرتی انصاف کے اصول اور کچھ مصلحت عامّہ ہوتی ہے۔ قانون انگلستان کی رو سے قبضہ یا مماثل قبضہ جیسی بھی صورت ہو۔

[1] مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۶ - ڈائجسٹ کتاب ۵۔ عنوان ۱۷ وضعات ۱۲۶ و ۱۲۸ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹ - دفعہ ۲ - قراین ہاپابی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. jur. leg صفحہ ۶۵ - ٹیلٹن مصنفۂ گک - صفحہ ۲۶ ب -

ملکیت کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے[1]" قابض کا موقف بہتر یا (قوی تر) ہوتا ہے[2]" اور اراضی جائداد کا قبضہ یا قابض سے لگان و واصلات کی وصولی جایداد میں اعلیٰ ترین حقیت کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے۔ یعنی قبضہ حقیت مستقل[3] کی لیکن کسی قسم کے قبضے سے پیدا شدہ قیاس کی قوت میں بہت اضافہ عرصۂ دراز کے تمتع اور دوسرے ایسے اشخاص کی جانب سے خلل یا مداخلت کی عدم موجودگی سے ہوتا ہے جن کو اگر وہ ناجایز ہوتا تو اس کے ختم کر دینے میں دلچسپی ہوتی۔ اصول یہ ہے کہ جب واقعات سے کسی حق کا طویل و مسلسل قبضہ ظاہر ہوتا ہو تو عدالتوں پر لازم ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس حق کی موافقت میں اس کے مبدا کے جائز ہونے کا قیاس کریں[4]۔ اور ایسی صورتوں میں عدالتوں نے نہ صرف قیاس کیا ہے کہ اس کا ماخذ قانونی تھا۔ بلکہ بہت سے ایسے ضمنی واقعات کا بھی قیاس کیا ہے۔ جن سے قابض کی حقیت اس اصول کے بموجب کہ "طویل مدت سے قیاس ہوتا ہے کہ ہر فعل باضابطہ کیا گیا تھا[5]" مکمل ہوجاتی ہے۔ ۲۱۹

دفعہ ۳۶۷: اس اہم مضمون کی بحث میں حسب ذیل امور پر غور کیا جائے گا۔ (۱) قابل عطا اشیا کے متعلق طویل استفادے سے جو قیاس

---

[1] شہادت از فلپس و ایماس ۴۷۲۔ شہادت از فلپس ۴۸۴۔ طبع دہم۔ ولیس کی یادداشتیں سانڈرس کی رپورٹ پر جلد ۲ صفحہ ۴۹ (الف) ایضاً طبع ششم۔

[2] ۲ انسٹیٹیوٹ ۳۹۱۔ ۴ ایضاً ۱۵۱۔ پلوڈن ۲۹۶۔ ہوبارڈ ۱۰۳۔ ۱۹۹۔ داد ان ۶۰۔

[3] کریس بنام بارٹ ۱۸۲۵ء۔ کرامپٹن میسن وہ اسکو رپورٹس ۹۳۱۔ ۴ رسل ور یان ۔۷۹۔ فلک بنام اور سیرس آف برمنگھام ۱۔ بسٹ و اسمتھ ۶۲۔ ۶۸۔ ۷۰۔ پیٹرس بنام براؤن ہرسٹن وکولٹا ۶۸۲۔ ۶۸۹۔

[4] جانسن بنام بارنس لارپوٹھ ۸ کیا رنگٹن وپین ۵۹۲۔ ۸ ایضاً ۵۲۷۔ (اکسچیکر چانسری)۔

[5] گک برٹلٹن ۶ ب۔ جنگ سنٹ ۴ مقدمہ ۷۷۔ پالمر رپورٹس ۴۲۷۔ اس اصول قانون میں صاف

حق قدامت و دوسرے حقوق کا۔ قانون عمومی و قانون حق قدامت ۱۸۳۲ء ونیز قانون عشر ۱۸۳۲ء (۲ و ۳ ولیم چہارم ابواب ۷۱ و ۱۰۰) کی رو سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) غیر مادی حقوق جو ان قوانین موضوعہ سے متاثر نہیں ہوئے ہیں۔ اور (۳) تمتع کی تائید میں قیاسات واقعاتی۔

دفعہ ۳۶۸: منجملہ ان مختلف طریقوں کے جن سے ملکیت جائداد حاصل ہو سکتی ہے۔ علم اصول قانون کے اکثر نظام حق قدامت کو۔ یعنی قانون کی مقررہ بڑی یا چھوٹی مدت تک پر امن قبضے یا استفادے کو بھی ایک طریقہ تسلیم کرتے ہیں[1] "حق قدامت وہ حقیت ہے۔ جو استفادے و وقت سے حاصل ہوتی ہے اور جس کی حفاظت قانون کے حکم سے کی جاتی ہے"[2]۔ انگلستان کے قانون عمومی کی رو سے اس قسم کی حقیت اراضی یا مادی قابل توریث جائداد کے متعلق نہیں حاصل ہو سکتی[3]۔ اور نہ ایسی غیر مادی جائداد کے متعلق جو سجلاتی امور سے پیدا ہوتے ہیں[4] اور عام طور پر وہ ان امور تک محدود ہوتی ہے جو عطا سے پیدا ہوتے ہیں[5]۔ مثلاً حقوق استفادۂ شخصی حقوق آسایش اور خاص امتیازات جو بغیر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ طور پر بعد کے واقعات کی بنا پر پہلے کے واقعے کا قیاس کیا گیا ہے۔ دیکھو پیچھے دفعہ ۳۵۲۔

[1] مقدمہ حصہ دوم دفعہ ۴۳۔

[2] کک برلٹلٹن ۱۱۳۔ الف۔

[3] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مقالہ ۱۔ باب ۸۔ مختصر حق قدامت از وائنر ب۔ (Vin., Abr. Presc. B.) قاعدہ ۲۔ مختصر حق قدامت از بروک (Brook, Abr. Presc) قاعدہ ۱۹۔ ولکنسن بنام پراوڈ ۱۸۴۳ء ۱۱ میسن و ولزبی ۳۳۔ ۴۲۔ رسل وریان ۷۔ ۵۰ لیکن کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ اسامی مشترک ہو کر حق قدامت سے یہ حقیت حاصل کر سکتا ہے (لٹلٹن دفعہ ۳۱۰ مختصر بروک بمقام مذکورۂ بالا اور مداخلت بیجا صفحہ ۱۲۲۔

[4] لٹلٹن از کک ۱۱۴۔ الف ۵ کک ۱۰۹۔ ب۔ ڈائجسٹ از کمنز امتیازات الف ۲۔

[5] شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ ۳ ڈائجسٹ از کروس (Cruise's Digest) ۴۲۳ طبع چہارم

ریکارڈ (سجلات) عطا سے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ ہر حق قدامت کے متعلق تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی بنا ایک عطا یا اس کے مماثل[۱] کسی اور دستاویز پر تھی۔ جو کبھی موجود تھی۔ اور جو مرور زمانہ سے تلف ہو گئی"۔ بعض ممتاز اساتذہ کی رائے بموجب قانون عمومی میں حق قدامت کا کوئی دعویٰ بادشاہ کے خلاف نہیں کیا جا سکتا[۲]۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ "کوئی مدت بادشاہ کے لیے سد راہ نہیں ہوتی"۔۔۔ لیکن اس اصول کو قانون مقدمات تاج ۱۷۶۹ء کی رو سے جس کو عام طور پر "بے مدت کا قانون" ۹ جارج سوم باب ۱۶ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے قوانین کی رو سے توڑا گیا۔ صفحہ ۳۲۰

دفعہ ۳۶۹: رواجی حقوق قدامتی حقوق سے اس طرح جدا ہیں کہ اول الذکر ایسے رواجات ہوتے ہیں جو کسی ضلع یا متعدد اشخاص سے متعلق ہوتے ہیں۔ لیکن آخر الذکر وہ حقوق ہوتے ہیں۔ جن کو ایک یا زیادہ اشخاص یا شخصیہ[۳] (اپنی) ذات یا اپنے اسلاف یا متقدمین سے متعلق ہونے یا کسی خاص

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ ونٹرس ۳۸۷۔

[۱] شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ کک برٹلٹن مطبوعہ ٹیلر صفحہ ۲۶۱۔ الف نوٹ (۱) پالٹر بنام نارتھ۔ ۱۔ ونٹرس ۳۸۷۔ ۱۳۔ ہنری ہفتم ۱۶۔ بی قاعدہ ۱۴۵۔

[۲] مختصر رول حق قدامت۔ سی۔ ڈائجسٹ از کمنز (Comyn's Digest) حق قدامت الف۔ ۱۔ پلوڈن ۲۴۰۔ ۳۸ ابراسماریم قاعدہ ۲۲۔ لیکن دیکھئے پلوڈن ۳۲۲۔ کک برٹلٹن مطبوعہ ہارگریف ۱۱۹۔ الف۔ نوٹ ۱۔ ۱۱۴۔ ب۔ ۲۔ انسٹیٹیوٹ ۱۶۸۔ اس کی وجہ سمجھنا مشکل ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر حق قدامت کے متعلق تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی بنا یاد سے باہر قدیم ایک عطا تھی۔ (دیکھو نوٹ ۲۴) اور یہ متعارف امر ہے کہ جو عطا قانونی حافظے میں دی گئی ہو اس کے متعلق قیاس بادشاہ کے خلاف کیا جاتا ہے۔ نیچے۔

[۳] کک برٹلٹن ۱۱۳ ب۔ ۴ کک ۳۲ الف۔ ۴ ڈائجسٹ از کریوس ۲۲۴ طبع چہارم۔

جائداد سے متعلق ہونے کی بنا پر طلب کرتے ہیں[1]۔ آخر الذکر کو جایداد میں حق قدامت پیدا کرنا کہتے ہیں۔ یعنی اس شخص اور اس کے متقدمین کے لیے حق قدامت پیدا کرنا جس کی حقیت اس کو حاصل ہوتی ہے اور یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ قانون عمومی میں حق قدامت حقیت مستقل والے اسامی ہی کو حاصل ہوتا تھا۔ اور جن اشخاص کو اراضی میں اس سے کم حقیت ہوتی تھی۔ انھیں حق قدامت ان کی حقیت کے کمزور ہونے کی وجہ سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ ان کو اسامی حقیت مستقل کے ذریعے سے حق قدامت حاصل کرنا یعنی اراضی متدعویہ کے متعلق یاد سے باہر قدیم حق کو بیان کرنا اور اپنی حقیت اسی سے حاصل ہوئی بتانا چاہیئے[2]۔

دفعہ ۳۷۰: کسی قدامتی یا رواجی حق کے صحیح ہونے کے لیے اسی کو پرامن طریقے پر یاد سے باہر قدیم زمانے سے موجود ہونا چاہیئے[3]۔ قانون عمومی میں اس سے مراد جیسا کہ الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔ یہ تھی کہ کسی ایسے زمانے کی جس میں حق کا وجود نہیں تھا۔ شہادت نہیں دی جاسکتی[4]۔ اور اس حق کو پلیڈنگ میں اس طرح بیان کیا جاتا تھا۔ کہ وہ "ایک ایسے زمانے سے موجود ہے کہ حافظۂ انسانی کو اس کے خلاف یاد نہیں ہے[5]"۔ لیکن جب قانون ویسٹ منسٹر اول (۳) ایڈورڈ اول باب ۳۹ نے قانون کی اعلیٰ ترین ارضی نالشات میں میعاد سماعت مقرر کردی تو یہ خلاف عقل

---

[1] کک برٹلٹن ۱۱۳ ب۔ ۱۲۱۔ الف۔ ۲ شرحات بلاکسٹن ۲۶۵۔

[2] ۲ شرحات بلاکسٹن ۲۶۴۔ ۲۶۵۔

[3] شرحات بلاکسٹن جلد ۱ صفحہ ۷۶، ۷۷ ہیلشم دفعہ ۱۷۰۔

[4] لٹلٹن مصنفہ کک ۱۱۵۔ الف۔ ہیلشم دفعہ ۱۷۰۔

[5] ہیلشم دفعہ ۱۷۰۔ ۲ مختصر رول ۲۶۹۔ حق قدامت (ایم) قاعدہ ۱۲۔

تصور کیا گیا کہ حق قدامت کے دعووں میں اس سے زیادہ مدت مقرر
صـ ۳۲۱ کی جائے۔ اسی لیے اس قانون موضوعہ کی ایک نصفتانہ تعبیر کی رو سے
قانونی حافظے کا۔ برخلاف زندہ لوگوں کے حافظے کے — ایک زمانہ
مقرر کیا گیا۔ جس کی رو سے ہر قدامتی دعویٰ ناقابل البطال ہو جاتا تھا
اگر یہ ظاہر ہوتا کہ وہ رچرڈ اول کے عہد حکومت کے پہلے دن (۱۱۸۹ء)
سے عالم وجود میں تھا۔ اور برخلاف اس کے وہ فوراً ختم ہو جاتا اگر یہ
ظاہر ہوتا کہ اس کی ابتدا اس زمانے کے بعد سے ہوئی ہے[۵۱]۔

دفعہ ۱۷: اور جب میعاد سماعت کو ۳۲ ہنری ہشتم باب ۲ کی
رو سے اور گھٹا کر ساٹھ سال کر دیا گیا۔ اور بہت سی صورتوں میں جس
میں نالش بیدخلی بھی داخل تھی قانون میعاد سماعت ۱۶۲۳ء ۲۱
جیمس اول باب ۱۶ کی رو سے بیس سال کر دیا گیا۔ تو یہ توقع کی جا سکتی
تھی کہ ایک ایسی ہی نصفتانہ تعبیر کی رو سے حق قدامت کی مدت کو
بھی اسی تناسب سے گھٹا دیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اور
یہ مدت حسب سابق باقی رہی[۵۲]۔ لیکن اس مضمون پر قانون ۳۲ ہنری ہشتم
باب ۲ کا اثر اس طرح ہوا کہ جہاں سابق میں کوئی شخص کسی ایسے حق
کو قدامت کی بنا پر حاصل کر سکتا تھا۔ جو غیر معین برسوں تک معرض التوا
میں رہا ہو۔ اب اس قانون کی رو سے حکم دیا گیا کہ کسی شخص کو حق قدامت
اس کے اسلاف یا متقدمین کے قبضے کی بنا پر حاصل نہیں ہوگا جب تک
کہ اس حق قدامت سے ساٹھ سال پہلے اسلاف یا متقدمین کا قبضہ
رہنا ثابت نہ ہو۔

---

۵۱ ٹلشن مصنفہ کک ۱۱۵۔ الف۔
۵۲ ایضاً۔ شروحات بلاکسٹن ۳۱-۲ انسٹیٹیوٹ ۲۳۸۔ ڈائجسٹ مصنفہ کریوس ۴۲۵ طبع چہارم۔ جلد ۲
۵۳ ۲ شروحات بلاکسٹن ۳۱۔ نوٹ (یو) حقوق آسائش مصنفہ گیل ۸۹ طبع سوم۔

دفعہ ۳۷۲ : حق قدامت ایک وقت حاصل ہونے کے بعد خلل کی وجہ سے فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ سمجھنا چاہئے کہ خلل حق کا ہو گا۔ صرف استعمال کا نہیں[1]۔ مثلاً حق قدامت تلف یا فنا ہو جاتا ہے اگر اس حق کا قبضہ اراضی زیر بحث کی اتنی ہی اعلیٰ حقیت سے متحد ہو جائے۔ جتنی کہ اس حق قدامتی کے ذریعے سے حاصل کی جا سکتی ہے[2]۔ مثلاً جب کسی شخص کو جسے مستقل حقیت کا حق راہ یا حق استفادہ شخصی حاصل ہو۔ اس اراضی کی جس سے کہ یہ حقوق متعلق ہوں مستقل حقیت مل جائے لیکن اراضی میں کسی کم حقیت حاصل ہونے سے موضوع حق قدامت کا تمتع ملتوی ہو جاتا ہے۔ خود حق فنا نہیں ہو جاتا اور اسی لیے اس خاص حقیت کے ختم ہو جانے پر حق قدامت دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے[3]۔

دفعہ ۳۷۳ : اس طرح پر حق قدامت کے بغیر تبدیل کے باقی رہنے سے ظاہر ہے کہ اس بینہ حق کے رچرڈ اول کے زمانے تک استعمال کی شہادت سختی سے طلب کی جاتی تو کسی حق قدامت کے ثابت کرنے کی دشواری ہر آنے والی نسل کے ساتھ زیادہ ہوتی جاتی۔ لیکن اس شر میں ۳۲۲
قابل لحاظ کمی شہادت کے ان قواعد کی وجہ سے ہوگئی جنھیں عدالتوں نے وضع کیا۔ چونکہ جدید قبضہ و استعمال ملکیت حق کی بادی النظری شہادت

---

[1] ٹلٹن مصنفہ گک ۴ ۱۱ ب۔ کانہام بنام فسک کرامپٹن اور جرمز (Canham v. Fisk. 2 C & J) ۱۲۶۔ از Crompton & Tervis Ref. 126 per Bayley, B.) بیلی جج۔

[2] ۳ ڈائجسٹ مصنفہ کریوس (Cruise) طبع چہارم ٹلٹن مصنفہ کک ۴ ۱۱ ب۔ ۴ کک ۳۷ الف۔ ملک بنام ہربینج کارتھیوس رپورٹ (Carthew's Reports) ۲۴۔

[3] ۳ ڈائجسٹ مصنفہ کریوس ۲۲۶۔ طبع چہارم۔

ہوتا ہے۔ ججوں نے ان کو مصنوعی وقعت دی۔ اور قرار دیا کہ جب یہ مسلسل ہوں ان کی تردید و توضیح نہ کی گئی ہو تو یہ ایسی شہادت ہوتے ہیں جس سے جوری کو ایسے حق قدامت کا قیاس کرنا چاہئیے۔ جس کا زمانہ قانونی زمانے کے ہمعصر ہوتا ہے۔

اس غرض کے لیے قبضہ و استعمال کی جو مدت درکار ہوتی ہے وہ ایک حد تک حق متدعیہ کی ماہیت و حالات پر موقوف ہوتی ہے۔ عشر کے ایک خاص طریقے (موڈس ڈیسیمنڈی) (modus decimandi) کے دعوے میں جب عشر کے عوض قابل ادائی معینہ رقم کے یاد سے باہر زمانے سے قدیم ہونے کے مغائر کوئی امر نہ ہو تو شہادت یہ پیش ہونی چاہئیے کہ کلیسا کی تحصیل۔ شہر یا کھیت کی جانب سے یہی رقم اس زمانے سے دی جا رہی ہے جس تک زندہ اشخاص کا حافظہ کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی شہادت دی جانی چاہئیے کہ اس زمانے میں جنس کی شکل میں کوئی عشر کلیسائی تحصیل یا شہر یا کھیت کی جانب سے نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عام طور پر دوسرے امور میں بھی جن کی حقیت قدامت کی بنا پر حاصل ہو سکتی ہے۔ تمتع کے اس زمانے سے جس تک کہ زندہ اشخاص کا حافظہ کام کرتا ہے۔ ثابت کرنے سے بعید زمانے تک تمتع کا قیاس پیدا ہو جاتا ہے [۲][۳] اور ایک ایسا ہی قیاس بہت سے برسوں تک مسلسل تمتع سے بھی پیدا ہوتا ہے آلڈرسن بیرن (Alderson, B.) نے مقدمہ جنکنز بنام ہاروی [۴] (Jenkin's v. Harvey)

---

[۱] بری بنام بیک (Berry v. Beck) (۱) بینگ ۲۲۲ چاپمن بنام مانسن ۲ پیرولیمس (P. Wms.) ۵۶۵ مور بنام بلک (Moore v. Bullock) کروک جیمس ۵۰۱ لائنس بنام لیٹ (Lynen Lett) ۳ ینگ اینڈ جروس ۲۰۵ چاپمن بنام اسمتھ ۲ دیسی سینیر ۵۰۶۔

[۲] رپورٹ اول کمشنران جائداد ارضی ۵۱ بلیوٹ بنام ٹری گاننگ (Blewett v. Trenning) ۳ اڈولفس و ایلیس ۵۵۴۔ ۲۴ رسل و ریان ۳۶۳ ازسٹل ڈیل جسٹس (Littledale J.) ملک بنام کارپینٹر ۲ شاورس رپورٹس ۴۸۔

[۳] جنکنز بنام ہاروی (۱) کرامپٹن۔ میسن و راسکو رپورٹس جلد ۱۔ ۸۹۵۔ ۲ رسل و ریان ۶۹۔

میں کہا کہ ”اگر ستر سال سے زیادہ کا مسلسل پر امن استعمال بھی جس کے خلاف کوئی شہادت نہ ہو موجودہ حق (یعنی بندرگاہ میں لائے ہوئے تمام کوئلوں پر ٹولی لینے کے حق) کے مانند حق کو ثابت کرنے کا فی نہ ہو تو بہت حقیقتیں ایسی ہوں گی جن کی تائید نہیں کی جا سکے گی“[1] اس مقدمے میں ـــــ دیوانی مقدمۂ جوری کے جج نے جوری کو ہدایت کی تھی کہ وہ کسی ایسے اصول قانون سے واقف نہیں ہے جو ان کو حق کے جدید استعمال کی بنا پر اس کے یاد سے باہر قدیم ہونے کا قیاس کرنے سے منع کرتا ہو ـــــ عدالت اکسچیکر نے قرار دیا کہ ہدایت نامناسب تھی۔ اور یہ کہ اس امر کو جوری کے سامنے پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ مسلسل جدید استعمال سے ان کو ادائی کے یاد سے باہر قدیم ہونے کا قیاس کرنا چاہئے۔ سوائے اس کے کہ اس کے خلاف میں کوئی شہادت پیش ہو[2]۔ اور اسی طرح جب سوال یہ تھا کہ آیا دریا میں مچھلی
ص ۳۲۳ پکڑنے کی ایک عطا کے تحت[3] ایک طریقے کے متعلق سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ دفعہ ۱۲۔ قانون سالمن ماہی گیری[4] (Selmon Fishery Act) ۱۸۶۱ء کے نفاذ کے وقت جائز طور پر رائج تھا۔ اور شہادت یہ پیش ہوئی تھی کہ ماہی گیری کا یہ طریقہ جس طرح سنہ ۱۸۶۱ء میں مروج تھا اسی طرح اس سے ساٹھ سال پہلے بلکہ اس زمانے سے رائج تھا جس تک کہ زندہ لوگوں کا حافظہ کام دیتا ہے تو عدالت نے قرار دیا کہ اس قانون کے تحت مقرر کردہ کمشنر قرار دے سکتے تھے اور انھیں قرار دینا چاہئے تھا کہ اسی خاص طریقے پر حق ماہی گیری کا وجود دریا کے ان تمام مالکوں کی عطا کی وجہ سے جن کے مفاد متاثر ہوتے تھے۔ رہا ہے[5]۔

---

[1] ایضاً، ۷۷۔ اور دیکھئے شیپرڈ بنام پین ۱۶ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۱۳۲۔ لارنس بنام ہیچ (۳) کوئینس بنچ ۵۲۱-۵۲۲ دیکھئے دفعہ ۳۲۶ پیچھے۔

[2] ۴۵۲-۴۵۲ وکٹوریا ۱۰۹۔

[3] لیکن فیلڈ بنام لانسڈیل (Leaconfield v. Landsdale) لا رپورٹ ۵ کامن پلیس ۶۵۷۔

بری بنام پوپ[1] (Bury v. Pope) کے قدیم مقدمے میں تمام جج متفق تھے کہ تیس یا چالیس سال کی مدت۔ روشنی کا ایسے حق دینے ناکافی تھی کہ جس کی بنا پر مالک اراضی بازو کی زمین کے قابض کے خلاف اس کو روکنے کی بنا پر نالش لاسکے۔ لیکن یہ قرار داد کراس بنام لیوس[2] (Cross v. Lewis) اور ملک بنام جولف[3] (Rv. Jollife) کے جدید مقدمات کے مغائر ہے اور موخرالذکر مقدمے میں بیس سال کا مسلسل استعمال کافی قرار دیا گیا ہے۔

دفعہ ۳۷۴: جب کسی حق قدامت کے عرصۂ دراز سے ہونے کی عام شہادت موجود ہو تو اس حق کے یاد سے باہر قدیم زمانے سے موجود ہونے کا جو قیاس پیدا ہوتا ہے۔ اس کی اس حق کے استعمال یا وسعت میں خفیف جزئی یا عارضی تغیرات کی شہادت سے تردید نہیں ہوجاتی ہے اس کی اچھی تمثیل مقدمۂ ملک بنام آرچ ڈوال[4] (Rv. Archdall) سے ملتی ہے۔ اس مقدمے میں عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے لٹل ڈیل جسٹس نے کہا کہ[5] "فطرت انسان کی بے قاعدگی اور اس کے ناقص ہونے سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک یکساں طریقے پر عرصۂ دراز تک استقلال سے عمل نہیں ہوتا ہے۔ ایک وقت کچھ ترقی ہوتی ہے تو دوسرے وقت کچھ پسپائی بے عقلی جہالت یا دوسرے وجوہات سے کچھ اضافہ کیا جاتا ہے تو

---

[1] کرو ک عہد الزبتھ ۱۱۸۔

[2] ۲ لاجرنل کنگس بنچ ۲ ۱۳۶-۲ بارن وال و کریسول (B and C ie Barnewall & Cress-well) ۶۸۶۔

[3] ملک بنام جولف (۱۸۲۳ء) ۲ بارن وال و کریسول ۵۴ - ۲۶ رسل دریان ۴ ۶ ۲۔

[4] ملک بنام آرچ ڈال (۱۸۳۸ء) ۸ اڈالفس و ایلس A & E, ie. Adolphous & Ellis) (Reports.) ۲۸۱ - ۴۷ رسل وریان ۔۳ ۸ ۶ ۔

[5] ملک بنام آرچ ڈال (۱۸۳۸ء) (۸) اڈالفس و ایلس بر صفحہ ۲۸۸۔

کچھ کمی بھی۔ اور جب مرور زمانہ سے وہ شہادت تلف ہوجاتی ہے۔ جس سے ان بے ضابطگیوں کی توضیح ہوتی تو ان کو آسانی سے کل عملدرآمد کے جواز پر اعتراضات کی بنیاد بنا لیا جاتا ہے۔ یہی حال حقیت یا سند ملکیت کا بھی ہے۔ اگر اس ملکیت کی جو یاد سے باہر قدیم زمانے سے موجود ہو اسی سختی سے جانچ کی جائے جو ایک جدید عطا کی جانچ میں استعمال کی جاتی ہے۔ اور زمانے کے تغیرات و حادثات کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے تو کوئی قدیم حقیت بھی اعتراض سے خالی نہ ہوگی۔ اور وہی امر کمزوری کا باعث ہوجائے گا جس کو کہ قوت و حفاظت کا ماخذ ہونا چاہئے تھا۔ اسی لیے یہ ہمارے قانون کا ہمیشہ سے مقرر کردہ اصول ہے کہ طویل قبضے کی موافقت میں ہر امر کا قیاس کر لیا جاتا ہے۔ اور یہ روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ اسی اساس پر نہایت ہی قیمتی جائدادوں کی ص ۳۲۴ حقیت کو مبنی کرتے ہیں"۔ بہت سے دوسرے مقدمات سے بھی اس اصول کی توضیح ہوتی ہے مثلاً بیلی بنام آپل یارڈ[1] (Bailey v. Appleyard) کے مقدمے میں قرار دیا گیا ہے کہ حق قدامت کے دعوے کی تائید ایک ایسے حق قدامت کی شہادت سے ہوگی جو مستدعیہ حق سے بڑا ہو اور اس قسم کا ہو کہ اس میں یہ مستدعیہ حق شامل ہوسکتا ہو۔ اور ولکم بنام اپٹن[2] (Welcome v. Apton) کے مقدمے میں آلڈرسن جج پوچھتے ہیں کہ "آیا کسی شخص کے دعوی حق راہ کی تردید یہ ثابت کرنے سے ہوجائے گی کہ کسی شخص نے اس کو چند انچ کم کر دیا ہے"۔ لیکن برخلاف اس کے ایک عام حق قدامت کی تائید ایک ایسے حق قدامت کے ثابت کرنے سے نہیں ہوگی جو کسی شرط سے

---

[1] بیلی بنام آپل یارڈ (۱۸۳۸ء) (۸) اڈ الفس و ایلس ۱۶۱ - ۴۷ رسل و ریان ۵۲۷ - دیکھئے دی بیلفس آف میتھ کسبری بنام برگنل (۱) ٹامائن ۱۴۲ -

[2] ولکم بنام اپٹن (۱۸۴۰ء) ۶ میسن ولزبی ۵۳۶ ـ ۴۰ ـ ۵ ـ ۵۲ ـ ۵ رسل و ریان ۷۹۶ ـ

مشروط ہو۔[1]

دفعہ ۳۷۵: اور گو استعمال (یا استفادہ) اتنا کافی طویل و یکساں نہ ہو کہ اس سے کسی قدامتی حق کا قیاس پیدا ہو سکے۔ تاہم اس کو جائز طور پر ایسی شہادت تصور کیا جا سکتا ہے کہ دوسرے کی معیت میں جوری اس کی بنا پر حق قدامت کے وجود کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

دفعہ ۳۷۶: حق قدامت کا قیاس جو چاہے کتنے ہی قدیم تمتع سے پیدا ہوتا ہو فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ اس کی ابتدا قانونی حافظے کے زمانے کے بعد ہوئی ہے[2]۔ اور ظاہر ہے کہ اس کی تردید کسی بھی نوع کی جائز بلا واسطہ ہو کہ قیاسی شہادت سے ہو سکتی ہے[3]۔ بلکہ اس کی تردید بیّنہ حق کی نوعیت ہی کے لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ ظاہر ہو کہ اس کا رجرڈ اول کے زمانے سے ہونا ناممکن ہے[4]۔ لیکن ایک غیر مورخہ قدیم عطا کا وجود لازمی طور پر ایک قدامتی حق کے مغائر نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ عطا یا تو قانونی حافظے کے زمانے سے قبل کی ہو یا یہ کہ وہ کسی حق قدامت کی توثیق میں دی گئی ہو[5]۔ مثلاً اسکیلس بنام کی[6] (Scales v. Key) کے مقدمے میں

[1] پاڈاک بنام فارشر (۱۸۱۰ء) ۲ اسکاٹ نیو رپورٹ ۷۱۵۔ (۳) مانتگ وگر ہگر رپورٹ ۹۰۳۔ ۶۰ رسل وریان ۶۲۴ اور وہ مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[2] (Eagle & Younge, Tithe Cases) ۲ بریات بلاکسٹن ۳۱۔ فشر بنام لارڈ گریفیس ۲ ایگل و نیگ ٹائتھ کیسز ۱۰۸۰۔ لیکن دیکھئے نیچے دفعہ ۳۷۷ فلپس بنام ہالی ڈے ۱۸۹۱ء مقدمات مرافعہ ۲۲۸۔ ۲۳۱۔ جس کا نیچے دفعہ ۳۸۲ پر بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] ٹیلر بنام گلک پراسٹر جلد ۱۔ ۶۵۰۔ اور وہ مقدمات جن کا سابق نوٹ میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[4] برائنٹ بنام فٹ لا رپورٹ (۲) کوئنس بنچ ۱۶۱۔ (دیکھو اسکاک کیریا) ۲ ایضاً ۴۹۶۔

[5] اڈ نگٹن بنام کلوڈ ۲ ولیم بلاکسٹن ۹۸۹۔

[6] ۱۱۔ اڈالفس وایلس ۸۱۹۔ نیز دیکھئے ولکم بنام اپٹن ۶ میمن وولزبی ۵۳۶۔ ۵۲۰ رسل وریان ۷۶۷۔

جو ایک حکمنامے کے مبینہ غلط جواب کی بنا پر پیدا ہوا تھا اور جس میں سوال یہ تھا کہ آیا ایک یاد سے باہر قدیم رواج شہر لندن میں ہے یا نہیں۔ جوری نے فیصلہ کیا کہ وہ رواج ۱۶۸۹ء تک موجود تھا۔ اور چونکہ اس کے بعد کے زمانے میں نہ تو اس کے استعمال کئے جانے اور نہ اس میں مداخلت کئے جانے کی کوئی شہادت تھی۔ قرار دیا گیا کہ یہ امر مدعی علیہم کو جو رواج کا وجود بیان کرتے تھے مستحق قرار دینے اور ان کی موافقت میں فیصلہ صادر کرنے کافی ہے۔ اسی طرح بڈلف بنام اتھر (Biddulph v. Ather)[له]

ص ۳۲۵ میں جہاں برباد کرنے کے قدامتی حق کی تائید میں اس کے ۹۲ سال تک مسلسل استعمال کی شہادت پیش ہوئی تھی۔ قرار دیا گیا کہ چار سو سال پہلے عدالت دورہ کنندہ کی دو مرتبہ اجازتوں سے اور اس کے بعد کئے مداخلت بیجا کے ایک فیصلے کی رو سے اس کی قطعی نفی نہیں ہوتی ہے اور جج کے پورے مقدمے کو جوری پر چھوڑنے پر جوری نے اس حق کی موافقت میں فیصلہ کیا۔ اور عدالت نے اس فیصلے میں دخل دینے سے انکار کیا۔ اسی طرح مدعی علیہ اس کے نوکروں اسامیوں اور قابضان حصار کے حق راہ کے متعلق۔ قدامت کی بنا پر دعویٰ پیش کیا گیا تھا۔ اور اس حق کا جواز یہ پیش کیا گیا تھا کہ بحیثیت اس کے ملازم اور اس کے حکم سے اس اراضی پر چلا گیا تھا۔ اس کی تردید لازمی طور پر یہ ثابت کرنے سے نہیں ہوتی کہ پچاس برس قبل یہ اراضی ایک بڑی مشترک چراگاہ کا جزو تھی جو ایک قانون حصار بندی کے تحت محصور کی جاکر مدعی علیہ کے جد کو دی گئی تھی۔ جوری نے مدعی علیہ کی موافقت میں فیصلہ کر دیا تھا مدعی کے لیے، فیصلہ حاصل کرنے ایک حکم منظور کرایا گیا۔ لیکن بحث کے بعد اس حکم کو برخاست کر دیا گیا۔ پارک جسٹس (Parke, J.) نے فرمایا کہ جوری کے فیصلے کے خلاف کوئی اصول نہیں ہے۔ کیونکہ رواج

له ۲۵ ولسن ۲۳۔

سے جوری یہ نتیجہ اخذ کرسکتی تھی۔ کہ جاگیر دار کو اگر حصار بندی سے پہلے حقیت مستقل حاصل تھی تو حق راہ بھی حاصل تھا۔[1] اسی طرح سر جے لیچ وائس چانسلر (Sir J. Leach, V. C.) نے قرار دیا ہے کہ عشر کے ایک خاص طریق (موڈس ڈیسیمنڈی) میں قدیم دستاویزات رواج کی تمام شہادت پر ترجیح نہیں پاسکتے۔ جب تک کہ وہ باہم متوافق نہ ہوں اور جب تک کہ ان کا اثر یہ نہ ہو کہ اس سے عشر کے اس طریقے کا احتمال ہی نہیں بلکہ امکان بھی باقی نہ رہتا ہو۔[2]

دفعہ ۳۷۷: باوجود عدالتوں کی قدامتی حقوق کو برقرار رکھنے کی خواہش کے بہت سی صورتیں ایسی تھیں کہ جن میں قانونی حافظے کی بے انتہا طویل مدت کا اثر مضر ہوتا تھا کیونکہ استعمال سے جو قیاس پیدا ہوتا تھا وہ چاہے کتنا ہی قوی ہو یہ ثابت کرنے سے کلیتہً شکست پاجاتا تھا کہ اسی حق کی ابتدا رچرڈ اول (۱۱۸۹ء) کے بعد ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے قبضہ و استعمال بنفسہ ان حقوق کے وجود کی جائز شہادت ہیں جو اس زمانے کے بعد وجود میں آئے ہوں۔ اور جن کی زیادہ واضح اور قدرتی شہادتیں وقت یا اتفاق سے تلف ہو جاسکتی ہیں۔ سر ایڈورڈ کاک کہتے ہیں کہ "وقت اشیا کا بڑا تلف کرنے والا ہے"[3] اور ریکارڈس و احکام شاہی اور دوسری تحریرات تلف یا گم ہوجاتی ہیں یا خیانت سے دبالی جاتی ہیں اور خدا نہ کرے کہ قدیم عطاؤں اور افعال کو نزاعی بنادیا جائے کیونکہ قدامت کی وجہ سے ان کو مثل جدید عطاؤں کے

---

[1] کاؤنگ بنام جانسن ۹ بارن وال و کریسول ۴۳۳۔ نیز مزید دیکھیے اسی مضمون پر بل بنام اسٹھ ۱۰ ایسٹ ۴۷۶۔ اس کو برج بنام وارڈ ۳ مانگ و گرینگ ۹۶ء۔

[2] وائٹ بنام لسلی ۴ ایڈین ۲۲۴۔

[3] ۴ کک ۵۔

ثابت نہیں کیا جاسکتا"[51] کچھ تو اس اصول پر عمل کرتے ہوئے لیکن زیادہ تر اغراض انصاف کی پیش رفت اور قبضے کو برقرار رکھنے سے امن کو بحال رکھنے کی خواہش[52] کی وجہ سے ججوں نے امور عطا کے قبضہ و استعمال کو اس وقت مصنوعی وقعت دی۔ جب کہ قدامت کی بنا پر کوئی دعویٰ پیش نہ ہو۔ اور آہستہ آہستہ انھوں نے یہ اصول قرار دید یا کہ کسی غیر مادی قابل توریث حق سے مخالفانہ و مسلسل بیس سال کا تمتع ایسی وقیع شہادت ہوتی ہے کہ جس کی بنا پر جوری کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ قطعی قیاس کسی عطا یا اس کے کوئی اور جائز ماخذ ہونے کا کریں[53]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیس سال کی مدت قانون میعاد سماعت پر قیاس کرکے اختیار کی گئی ہے جس کی رو سے بیس سال کا تمتع بے دخلی کی نالش کا مانع ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اس مدت کا مخالفانہ قبضہ خود اراضی پر ملکیت بربنائے قبضہ عطا کرتا ہے[54]۔ تو یہ امر قرین عقل معلوم ہوا کہ اس سے اراضی سے متعلق ایک کمتر مفاد کے حق کا قیاس بھی پیدا ہو۔ اس ماثل قیاس قانونی کے عملی اثر میں بہت کچھ اضافہ ریڈ بنام بروک مان (Read v. Brookman) کے فیصلے سے ہوا[55]۔ یعنی ص ۳۲۶

[51] ۱۲ الگ ۵۔

[52] برایٹ بنام واکر کرامپٹن۔ میین و راسکو جلد ۱ صفحہ ۲۱۱۔ ۴ رسل و ریان ۵۲۶۔

[53] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۱۱ طبع سوم۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۱۷ طبع شانزدہم۔ ۲ ولیس سانڈرس ۱۷۵۔ الف طبع ششم بیلی بنام شا ۲ ایسٹ ۲۰۸۔ ۸ رسل و ریان ۴۶۶۔ باسٹن بنام ہنسٹیڈ (۱) کیمپبل ۴۶۳۔ رائٹ بنام ہووڈ بھن و اسٹوورٹ رپورٹس ۲۰۰۔ ۲ کیمپبل بنام ولسن ۳ ایسٹ ۲۹۴۔ ۱ رسل و ریان ۴۶۲ لارڈ گرنسے بنام راڈبرجیس (۱) گلبرٹ ایکوئٹی رپورٹس (Gilbert. Eq. Ref.) صفحہ ۴۔ برایٹ بنام واکر۔ ۱ کرامپٹن۔ میین و راسکو رپورٹ ۲۱۱۔ ۴ رسل و ریان ۵۲۶۔

[54] ۳ شہادت مصنفۂ اسٹارکی ۹۱۱ طبع سوم۔ ولیم سانڈرس جلد ۳ صفحہ ۱۷۵۔ اور بعد طبع ششم اور وہ مقدمے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[55] ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۱۔

اس فیصلے سے کہ کسی دستاویز کے تحت قابل توریث غیر مادی شے کے حق کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور پلیڈنگ میں عذر کر دیا جا سکتا ہے کہ وہ دستاویز وقت و حادثے کی وجہ سے گم ہو گئی ہے۔ اسی لیے کسی قابل توریث غیر مادی شے کی حقیت کا دعویٰ کرنے کا یہ معمولی طریقہ ہو گیا کہ قانونی حافظے سے زمانے سے کم زمانے میں ایک فرضی عطا کا مالک اراضی یا کسی دوسرے شخص سے جو اسی عطا کے قابل ہو اسامی یا اس شخص کو جو ایسی عطا کے لینے کے قابل ہو۔ عطا کا دیا جانا فریقین دستاویز کے ناموں کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اور پلیڈنگ میں یہ عذر کر دیا جائے کہ دستاویز وقت و اتفاق سے گم ہو گئی ہے۔ عطا سے انکار کرنے پر بیس سال کا مسلسل تمتع اس کے وجود کی وقیع شہادت سمجھی جاتی تھی۔ اور اس طریقے کو "غیر موجود عطا" کے ذریعے سے حقیت ثابت کرنا کہتے تھے۔

دفعہ ۳۷۸: اس قیاس کے مضمون پر بعض کتابوں میں ٹھیک ٹھیک الفاظ کے استعمال نہیں کیئے جانے کی وجہ سے بہت کچھ غلط مبحث پیدا ہو گیا ہے۔ ہالکرافٹ بنام ہیل کے مقدمے میں — جو ایک فعل ناجائز یعنی مارکٹ میں مداخلت کرنے کی نالش تو تھی۔ شہادت سے ظاہر ہوا کہ ایک مارکٹ کے شاہی منشور کے تحت معطی لہ نے ایک دوسرے شخص کو پڑوس میں مارکٹ بنانے اور ۲۳ برس تک استعمال کرنے دیا اور کوئی مداخلت نہیں کی۔ اور عدالت کامن پلیس (Court of Common pleas) نے قرار دیا کہ ایسا استعمال مدعی کے حق نالش کے لیے ایک مانع ہو گا۔ ۳۷۸

---

۱ قوانین جائداد ارضی از شلفرڈ طبع ہفتم۔

۲ ہنڈی بنام اسٹیونسن ۱۰۔ ایسٹ ۵۵۔

۳ ۱۔ بوسانکوے و پلر پورٹس ۴۰۰۔

۴ اس فیصلے کے متعلق کہا گیا ہے۔ فعل ناجائز کی نالش غیر۔ چونکہ ایک نالش برینائے قبضہ ہوتی ہے۔

لیکن ڈاروِن بنام اپٹن[1] (Darwin v. Upton) میں لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) کہتے ہیں کہ " مدعی علیہ کی عملی رضامندی سے بیس سال تک روشنی سے تمتع عطا یا اور بطور پر حق کا ایک ایسا فیصلہ کن قیاس ہوتا ہے کہ جب تک کہ اس کی توضیح یا تردید نہ کی جائے جوری کو اس پر یقین کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ نا ممکن ہے کہ امتداد زمانہ بھی مثل قانون میعاد سماعت کے قطعی مانع ہو سکتا ہو۔ یقیناً وہ ایک قیاسی مانع ہے۔ جس کو جوری کے سامنے پیش ہونا چاہئے"۔ اور بلر جسٹس (Buller, J.) نے کہا۔ کہ " اگر جج کا مطلب اس سے (یعنی دریچوں کے بیس سالہ مسلسل قبضے سے) ایک قطعی مانع تھا تو یقیناً وہ غلطی پر تھا لیکن اگر صرف ایک قیاسی مانع تو وہ صحیح تھا"۔ مقدمۂ ڈی میئر آف ہل[2] بنام ہارنر (The Mayor of Hull v. Horner) میں لارڈ مانسفیلڈ کے فیصلے سے بھی یہی قرار دیا گیا۔ نیز جو قیاس کہ غیر مادی قابل توریث جایداد کے بیس سالہ تمتع سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو اکثر " قطعی " قیاس کہا گیا ہے[3]" یہ ایک اتنا ہی غلط جملہ ہے جتنا کہ اس شہادت کو " مانع " کہنا۔ اگر قیاس " قطعی " ہو تو وہ " قطعی قیاس قانونی " ہوگا جس کی تردید شہادت سے نہیں کی جا سکے گی لیکن ان مقدمات کے صاف معنی یہ ہیں کہ جوری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اس لیے ممکن ہے کہ عدالت نے اس کو نالش بے دخلی کے مماثل سمجھا ہو جس میں مدعی علیہ کا مسلسل بیس سال کا قبضۂ مخالفانہ مدعی کے حق نالش کا مانع تصور کیا جاتا ہے۔ نوٹس ولیم بر رپورٹس سانڈرس جلد ۲ (2 Wms. Saund.) طبع ششم صہ ۱۷۵ سی۔

[1] ایضاً

[2] کوپر رپورٹس ۱۰۲۔

[3] شہادت مصنفۂ گرین لیف دفعہ ۱۷۔ طبع شانزدہم۔ از لارڈ ایلن برو بہ مقدمۂ بلاسٹن بنام بنسٹیڈ (Blaston v. Bensted) (۱ کیمپبل ۴۶۳-۴۶۵)۔ اور بیلی بنام شاو (Bealey v. Shaw) (۱۸۰۵ء) ۶ ایسٹ ۲۰۸-۲۱۵-۸ رلز وریان ۴۶۶۔

کو یہ قیاس کرنا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ اس کی تردیدی شہادت نہ پیش ہو۔ مسٹر اسٹارکی (Mr. Starkie) کہتے ہیں کہ[1] ان صورتوں میں حق کا قیاس قطعی نہیں ہوتا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر وہ محض قانون کا نتیجہ نہیں ہوتا ہے جس کو عدالتوں کو نکالنا ہوتا ہے۔ تاہم وہ ایک ایسا نتیجہ ہوتا ہے جس کے نکالنے کا مشورہ عدالتیں جوریوں کو دیتی ہیں یعنی جہاں کہیں اس قیاس کے خلاف میں کوئی تردیدی شہادت نہیں ہوتی ہے[2]۔

دفعہ ۳۷۹: لیکن مالک حقیت مستقل کے خلاف اس قیاس کے پیدا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ قبضۂ جائداد اس کی عملی رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو۔ اور ایسا قبضہ اگر اسامی حین حیاتی یا جائداد میں کوئی اور کمتر حقیت رکھنے والے کی عملی رضامندی سے ہو تو۔ وہ گو اس خاص حقیت کے مالک کے خلاف شہادت ہوتا ہے لیکن حقیت مستقل پر موثر نہیں ہوتا[3]۔ اور مالک حقیت مستقل کی عملی رضامندی کو یا تو راست ثابت کیا جاسکتا ہے۔ یا حالات سے اس کا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے[4]۔ مثلاً ص ۳۲۸

[1] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۳ صـ ۱۱۹ طبع سوم۔

[2] سر ڈبلیو ایوانس کہتے ہیں کہ "ان فیصلوں کے بعد جو ہوگئے ہیں مجھ میں یہ نہیں کہونگا کہ عوام کے لیے اس میں سہولت نہ ہوگی کہ جس نظریے پر ارضی جائدادوں کے تمتع کے متعلق اس قدر عمل کیا گیا ہے۔ بجائے اس کو ترک کردینے کے اس کی پابندی نہ کی جائے ... لیکن میرا یہ خیال ہمیشہ رہے گا کہ اس نظریے کا قانون میں داخل کرنا قانونی اصولوں کو مسخ کردینا اور خواہ مخواہ بھی اقتدار کو فرض کرلینا ہے" شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۱۳۹۔

[3] نوٹس ولیم پر رپورٹس ساونڈرس ۵۷ا جلد ۲ طبع ہفتم اور وہ مقدمہ جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ دیکھیے رابرٹس بنام جیمس ۹۸ لا ٹائمز ۲۸۲ عدالت مرافعہ اور مقابلہ کیجیئے نیچے دفعہ ۳۸۷۔

[4] گرے بنام بانڈ (۱۸۲۱ء) ۲ برو ڈرپ و بنگہام ۶۶۷-۲۳ رسل دریان ۵۳۰۔

جب یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ایک راستہ عام تھا۔ عوام کے تقریباً ستر سال کے استعمال کی شہادت پیش کی گئی۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس کل مدت تک اراضی اجارے پر دی گئی تھی۔ تو جوری کو ہدایت کی گئی کہ۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان افعال سے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ مالک حقیت مستقل نے اس راستے کو اجارے سے پہلے عوام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اور اس ہدایت کو صحیح قرار دیا گیا[1] اور جب مالک حقیت مستقل کے خلاف میعاد شروع ہو جاتی ہے تو کسی خاص حقیت کی مداخلت سے وہ رک نہیں جاتی[2]

دفعہ ۳۸۰: یہ قیاس اسی وقت اپنی عملی قطعی نوعیت حاصل کرتا ہے جب کہ مطلوبہ مدت تک تمتع کی شہادت کی کوئی توضیح یا تردید پیش نہیں ہوتی ہے۔ مقدمۂ لیوٹ بنام ولسن (Lavett v. Wilson) میں ایک مداخلت بیجا کی نالش کی جواب دہی میں مدعی علیہ نے ایک گمشدہ عطا کے تحت حق راہ کو گاسیلی جسٹس (Gasolee. J.) کے اجلاس پر سماعت مقدمہ کے وقت بیان کیا۔ حق راہ کے غیر نزاعی استعمال کے متعلق متضاد شہادت تھی۔ اور بینہ حق کے متعلق بسا اوقات متواتر نزاع کی گئی تھی۔ اس پر جج نے جوری سے کہا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مدعی علیہ نے حق راہ کو بیس سے زیادہ سالوں تک بغیر کسی مزاحمت کے ایک دستاویز کی بنا پر استعمال کیا ہے۔ اور وہ دستاویز گم ہو گئی ہے تو انھیں مدعی علیہ کے حق میں فیصلہ کرنا چاہیے[3]

---

[1] ونٹر باتھم بنام لارڈ ڈاربی (۱۸۶۸ء) لا رپورٹ ۳ ایکسچکر ۳۱۶ ملک بنام بارہم کیمپبل ۱۶۔
[2] کراس بنام لیوس ۲ بارن وال وکرسول ۶۸۶۔
[3] لیوٹ بنام ولسن (۳) بنگھام ۱۱۵۔ نیز دیکھیے ڈوڈی فن وک بنام ڈ (۵) بارن وال واڈ الفس ۲۳۲۔ اور ڈاس بنام ڈیوک آف نارفوک (۱) پراییس ۲۴۶۔

اور عدالت کے اجلاس کاملہ نے اس ہدایت کی پوری توثیق کی۔ لیکن بیس سال سے کم کا قبضہ بھی ایک ایسا واقعہ ہے کہ جب اس کے ساتھ اور شہادت ہو تو جوری اس سے عطا کے وجود کا نتیجہ نکال سکتی ہے۔[۱]

دفعہ ۳۸۱: ہم دیکھ چکے کہ قانون عمومی کی رو سے تاج کے خلاف حق قدامت کی بنا پر حقیت حاصل نہیں کی جاسکتی۔[۲] لیکن اس نظریے کو ایک فرضی گم شدہ عطا کی صورت میں اطلاق نہیں دیا گیا گو تاج کے خلاف اس قیاس کو پیدا کرنے ایک خانگی شخص کی نسبت

۳۲۹ کرتے زیادہ طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔[۳] یہی اصول اس وقت بھی ہوتا ہے جب عوام کے حقوق کے خلاف کسی حق کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔[۴]

دفعہ ۳۸۲: عام قانون اور حق کی رو سے گرجے کی نشستیں کلیسائی تحصیل کے باشندوں کے استعمال اور بیٹھنے کے لیے ملکیت ہوتی ہیں۔ لیکن ان نشستوں کی تقسیم گرجے کے عدالتی عہدہ دار کے ہاتھ میں

---

[۱] بیلی بنام شا (۱۸۰۵ء) (۶) ایسٹ ۲۱۵ - ۸ رسل وریان ۴۶۶ - از بنڈل چیف جسٹس بہ مقدمۂ ہال بنام سوفٹ ۴ بنگہام (مقدمات نو) ۳۸۱-۳۸۲ -

[۲] اوپر دفعہ ۳۶۸ -

[۳] شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۴۵ طبع شانزدہم - دیکھئے بیڈل بنام بیرڈ ۱۲ کلک ۴۰۵ میئر آف ہل بنام ہارنر - کوپر ۱۰۲ - ایگبن بنام کلارک اجیکس وولیس ۱۵۹ - رو ڈی جانسن بنام آئیرلانڈ (۱۸۰۹ء) ۱۱ - ایسٹ ۲۸۰ - ۱۰ رسل وریان ۵۰۳ - جوی سن بنام ڈالیس ۹ میسن وولزبی ۵۳ - بروون بنام تھامسن ۴ کو بنس بنچ ۵۴۴ -

[۴] لڈ بنام ہارن بی ۷ ایسٹ ۱۹۵ - جساڈ بنام ٹلسٹد (۱۸۱۸ء) ۲ برڈ و بریپ و بنگہام ۴۰۳ -

ہوتی ہے جس کے ماتحت کلیسا کے دربان ہوتے ہیں اور جن کا فرض ہوتا ہے کہ گرجے کے عدالتی عہدہ دار کی نگرانی میں باشندوں کو ان کے رتبے وحیثیت کے موافق بٹھلائیں[1]۔ لیکن گرجے کی نشست کا مثل کسی لواحق مکان مسکونہ کے قدامت کی بنا پر دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ اور ایک قدیم اجازت فرض کرلی جاتی ہے[2] اور صرف اس لحاظ سے یعنی بطور حقوق آسائش متعلق مکان مسکونہ ـــــ گرجے کی نشستیں قانون عمومی کی عدالتوں میں زیر غور آتی ہیں[3] اور یہ حق یا تو بربنائے قبضہ ہوتا ہے یا قطعی۔ کلیسائی عدالتیں ایک محض دخل دہندہ کے خلاف اس شخص کی حفاظت کرتی ہیں جو گرجے میں کسی نشست یا جگہ پر کسی عرصے تک بیٹھا کیا ہو۔ کم سے کم اس حد تک کہ دخل دہندہ کو اپنا بہتر حق ثابت کرنے کہا جاتا ہے[4]۔ اور جب یہ حق کلیسائی تحصیل کے کسی مکان مسکونہ کے لواحق بطور طلب کیا جاتا ہے تو سالہا سال کے قبضے سے قانون عمومی کی عدالت میں بھی کسی مرتکب فعل ناجائز کے خلاف حقیت حاصل ہوتی ہے[5]۔ لیکن جب نشست کا ماخذ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۲۲ رسل وریان ۷۷۴۔ ووٹ بنام دیج (۱۸۱۹ء) ۲ بارن وال واڈالفس ۶۶۲۔ ۲۱ رسل وریان ۶۴۴۔

[1] مقدمہ کارون (Corven's case) ۱۲ اک ۱۰۵-۱۰۶-۳۔ انسٹی ٹیوٹ ۲۰۲ بیرلی بنام وِنڈس (Byerly v. Windus) (۵) بارن وال وکرسول (۱)، پٹ مان بنام برجز افلی مور ۳۲۴۔ فلر بنام لین ۲۔ اڈلین ۴۲۵۔ بلیک بنام اوسبورن ۲ ہاگارڈ، نیو رپورٹ ۴۳۷۔

[2] پارکر بنام لیج لارپورٹ ۱۰ پریوی کونسل ۲۱۲۔ ۲۱۷۔ پٹ مان بنام برجز افلی مور ۳۲۴۔ والٹر بنام گنر (Walter v. Gunner) ہاگارڈ کنسسٹری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴۔ ۱۰ ائی بنام ماٹ (Wyllie v. Mott) ہاگارڈ نیو رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۹ فلپس بنام ہالینڈے (۱۸۹۱ء) مقدمات مرافعہ ۲۲۸۔

[3] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۲۔ عنوان گرجے کی نشست ۸۶۱۔ طبع سوم۔

[4] پٹ مان بنام برجز فلی مور جلد ۱ صفحہ ۳۲۴۔ اسپرای بنام فلڈ (Spry v. flood) ۲ کرٹس ۳۵۶۔

[5] ڈارون بنام اپٹن نوٹس ولیم برسانڈرس ۱۷۵۔ سی طبع ششم کن وک بنام ٹیلرپسن جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ گرفتھ بنام

ثابت کر دیا جائے۔ یا قیاس کی حالات سے تردید کر دی جائے تو قدامتی دعویٰ ختم ہو جاتا ہے[۵۱]۔ لیکن کلیسائی عدالتی عہدہ دار کے خلاف اجازت یا قدامت کی بنا پر حق کا قیاس پیدا کرنے اس سے بہت کچھ زیادہ درکار ہوتا ہے۔ اور اس غرض کے لیے کتنی مدت کا قبضہ درکار ہوگا اس کے متعلق کوئی عام اصول مقرر نہیں کیا جا سکتا[۵۲]۔

دفعہ ۳۸۳: قانون کی یہ حالت تھی جب کہ قانون حق قدامت ۲۳۰

سنہ ۱۸۳۲ء ۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۱ وضع کیا گیا۔ باوجود قدامتی حقوق کے ثبوت میں اتنی بہت سی سہولتیں فراہم کرنے اور غیر موجود عطاؤں کے پلیڈنگ میں بیان کرنے کی اجازت دینے کے ایسی صورتیں پیش آتی تھیں جن میں قدامت کے زمانے کے بہت طویل ہونے کی وجہ سے ناانصافی ہوتی تھی۔ اس موضوع پر کمشنران جائداد ارضی نے اپنے خیالات کو اس طرح ظاہر کیا ہے[۵۳]:-

"بعض صورتوں میں یہ عملی چارہ کار کام نہیں آتا ہے اور اس اصول (قدامت) سے سخت اہم خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس حق کا قدامت کی بنا پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس کی تردید ہمیشہ یہ ثابت کرنے سے ہو سکتی ہے کہ قانونی حافظے کے زمانے کے شروع ہونے کے بعد سے کسی ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ماتھیوس (سنہ ۱۸۶۳ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶ - ۲ رسل و ریان ۵۹۰-

[۵۰] گرفتھ بنام ماتھیوس (سنہ ۱۷۹۳ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶ - ۲ رسل و ریان ۵۹۰- مارگن بنام کرٹس (سنہ ۱۸۲۹ء) ۳ مانگ و رائی لائینڈر رپورٹ ۳۸۹-۴۲۲ رسل و ریان ۱۸۱، لیکن دیکھیے فلپس بنام ہالی ڈے نوٹ ۲ حاشیہ صفحہ ۵۷۹

[۵۱] دیکھیے گرفتھ بنام ماتھیوس ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶ - ۲ رسل و ریان ۵۹۰- پٹ مان بنام برج ا فلپس ۳۲۵- والٹر بنام گنز ہاگارڈ کنسٹری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ - اول کومب بنام اولڈ رج (۳) اڈیسن ۲- پیپر بنام بار نارڈ سنہ ۱۸۴۳ء (۱۲) لا جرنل کوئینس بنچ ۳۶۱-۶۱ رسل و ریان ۱۴۱ ہم فلپس بنام ہالی ڈے ۱۰ پریوی کونسل ۳۱۲-

[۵۲] رپورٹ اول کمشنران جائداد ارضی صفحہ ۵۱۔

زمانے میں اس کا وجود نہیں رہتا۔ یا نہیں ہو سکتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان دشواریوں میں یہ عرصے سے عادت ہو گئی ہے کہ ایک ایسے حق کی تائید کرنے جس سے طویل مدت تک تمتع حاصل کیا گیا ہو لیکن جس کے متعلق ثابت کیا جا سکتا ہو کہ وہ قانونی حافظے کے زمانے کے اندر پیدا ہے یا یہ کہ قبضے کی وحدت کی وجہ سے وہ کسی وقت ختم ہو گیا تھا۔ ایک گم شدہ عطا کے بھدے مفروضے کو فرض کر لیا جائے جس کے متعلق پلیڈنگ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو کسی حقیت تابع کے قابض نے حقیت متبوع کے قابض کو دیا تھا۔ لیکن اس پر علاوہ اس اعتراض کے کہ کونسل جج وجوری کو یہ اچھی طرح معلوم ہوتا تھا کہ اس عذر کی واقعی بنیاد کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا مقصد بھی یہ ثابت کرنے سے اکثر فوت ہو جاتا تھا کہ یہ دونوں حقیتیں ایسی تھیں، کہ مبینہ عطا اس طرح نہیں ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ پلیڈنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے اس مفروضے کی اختراع سے حفاظت حق یقینی نہیں، اتفاقی ہوتی تھی۔ اور اس سے یہ بھی خرابی پیدا ہو سکتی تھی کہ فریق مخالف کسی ناجائز اور بری غرض کے لیے ایسے قدیم اسنادات کی چھان بین، کر سکتا تھا جو ہر جائز غرض کے لیے عرصۂ دراز سے بیکار ثابت ہو گئی ہیں۔"

اس میں ایک تکلیف یہ بھی تھی کہ گم شدہ عطا کی تائید کے لیے جو شہادت ضروری ہوتی تھی اس سے کسی حق قدامت پر مبنی دعوے کی تائید نہیں ہوتی تھی۔ اور اسی لیے اول الذکر پر مبنی کوئی عذر، شہادت کے بہت قدیم زمانے سے متعلق ہونے کی وجہ سے نامقبول ہو سکتا تھا۔[1] ان سب اعتراضات پر طرہ یہ تھا کہ جیسا کہ خوب کہا گیا ہے جوریوں سے اس قسم کے مصنوعی قیاسات کرنے کہنا اکثر صورتوں میں ان کی

[1] ازلٹل ڈیل جبٹس بہ مقدمۂ بلیوٹ بنام ٹری گارننگ (Blewett v. Tregorning) (۱۸۳۵ء)

ضمیروں پر ایک بھاری بوجھ ڈالنا ہوتا تھا جس کو موقوف کر دینا مصلحۃً بہت ضروری تھا۔ مختصر یہ کہ آخر کار یہ ظاہر ہو گیا کہ اس خرابی کا انسداد صرف قانون سازی کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ اور اسی لیے زیر غور قوانین اس مقصد کے لیے وضع کئے گئے۔

دفعہ ۳۸۴: قانون حق قدامت ۱۸۳۲ء "لارڈ ٹنٹرڈن ایکٹ" (Lord Tenterden's Act)

۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۱ میں پہلے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ "یاد سے یا ہر زمانے یا ایسے زمانے کہ جس سے آگے حافظۂ انسانی اس کی مخالفت میں نہیں جاتا ہے" کے جملوں سے آج کل قانون انگلستان میں وہ سارا زمانہ مراد ہوتی ہے جو رچرڈ اول کے عہد حکومت سے شروع ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے اُن امور کی حقیقت جس سے عرصۂ دراز سے تمتع حاصل کیا جاتا رہا ہو بعض وقت اس تمتع کی ابتدا ثابت کرنے سے زائل کر دی جاتی ہے۔ اور جو امر بہت سی صورتوں میں تکلیف و نا انصافی کا باعث ہوتا ہے۔" پھر دفعہ (۱) کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:۔ ص ۳۲۱

"کوئی دعویٰ جو جائز طور پر قانون عمومی۔ رواج یا عطا کی بنا پر کسی اراضی کے حق مشترک یا استفادہ یا تمتع کے متعلق ہو........ باستثنائے ان امور کے جن کو صراحۃً مستثنیٰ کر دیا گیا ہو اور باستثنائے عشر۔ لگان و خدمات کے جب ایسے حق استفادہ یا فائدے سے کوئی شخص فی الواقع بربنائے حق مسلسل پورے تیس سال تک متمتع و مستفید ہوتا رہا ہو تو یہ دعوے ثابت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۲ ڈالفس والیس ۳ ۵۸ ۔ ۴۲ رسل وریان ۲۶۳۔ ۲۔

لہ شہادت مصنفۂ اسٹارکی۔ جلد ۲ ص ۹۱۱ نوٹ (ب ل) طبع سوم۔ از یارک بنچ مقدمۂ برائیٹ بنام واکر (۱۸۳۴ء) (۱) کرامپٹن۔ میسن وراسکو ۲۱۷ ۔ ۲۱۸۔ ۴ رسل وریان ۵۳۶ میں عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے۔

کرنے سے کہ اس حق استفادہ یا فائدے سے پہلی مرتبہ تمتع یا استفادہ تیس سال پہلے کسی زمانے میں کیا گیا ناکام یا خارج نہیں ہو جائے گا۔ لیکن باوجود اس کے یہ دعویٰ کسی اور طریقے سے جس سے کہ وہ اب خارج کرایا جاتا ہے۔ خارج کرایا جاسکے گا۔ اور جب ایسے حق۔ استفادے یا فائدے سے مذکورۂ بالا طریقے پر پورے ساٹھ سال تک تمتع و استفادہ حاصل کیا گیا ہو تو اس کا حق قطعی و ناقابل شکست ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ استفادہ اور تمتع کسی رضامندی یا اقرار کی بنا پر جو صراحتہً اس غرض کے لیے کسی دستاویز مہری یا تحریر کے ذریعے سے دیا گیا ہو حاصل کیا گیا تھا۔"

دفعہ ۲ کی رو سے کوئی دعویٰ جو جائز طور پر کسی حق راہ یا کسی دوسرے حق آسایش یا پانی کے استعمال کے متعلق ہو اور اس سے کوئی شخص بربنائے حق مسلسل پورے بیس سال تک متمتع و مستفید ہوتا رہا ہو تو یہ دعویٰ محض یہ ثابت کرنے سے کہ اس حق وغیرہ سے پہلی مرتبہ تمتع بیس سال پہلے کسی زمانے میں کیا گیا تھا قابل شکست نہیں ہو جائے گا۔ لیکن یہ دعویٰ کسی اور طریقے سے جس سے کہ وہ اب خارج کرایا جاسکتا ہے۔ خارج کردیا جاسکے گا۔ اور جب اسی سے چالیس سال تک تمتع اسی طرح حاصل کیا گیا ہو تو اس تمتع کا حق قطعی و ناقابل شکست ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ تمتع کسی تحریری رضامندی کی بناء پر حاصل کیا گیا تھا۔

دفعہ ۳ میں عمارتوں کی قدیم روشنیوں کے متعلق حسب ذیل حکم ہے کہ:-

"جب کسی مکان مسکونہ ورکشاپ یا دوسری عمارت کے متعلق روشنی کے حصول و استعمال سے فی الواقع مسلسل پورے بیس سال تک تمتع حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حق کو باوجود کسی مقامی دستور یا رواج کے اس کے مخالف ہونے کے قطعی و ناقابل شکست تصور کیا جائے گا سوائے اس کے کہ

یہ ظاہر ہو کہ یہ تمتع کسی رضامندی یا اقرار کی بنا پر جو صراحتہً اس غرض کے لیے کسی دستاویز مہری یا تحریر کے ذریعے سے کیا گیا یا ہو حاصل کیا گیا تھا۔"

دفعہ ۴ کی رو سے ان مختلف زمانوں میں سے ہر ایک کے متعلق۔

"فرض و تصور کیا جائے گا کہ وہ کسی مقدمہ یا نالش سے جس میں کہ وہ دعویٰ یا امر جس سے کہ وہ متعلق ہو نزاعی یا زیر بحث ہو نیا ہو) کا زمانہ ہے۔ اور اس قانون کے تحت کوئی فعل یا امر مزاحمت نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ فریق متضرر کو خلل کی اور خلل پیدا کرنے یا اس کو مجاز کرنے والے شخص کی اطلاع ہو اور ایسی اطلاع ہونے کے بعد ایک سال تک فریق متضرر نے اس کو قبول اور تسلیم نہ کیا ہو۔"

دفعہ ۳۸۵: اس اہم قانون موضوعہ کی تعبیر اور اس کے مضامین پر قانون کے متعلق متعدد مقدمات کتابوں میں ملتے ہیں۔ ان کا انتخاب حسب ذیل ہے[1] (۱) اس قانون کے ابتدائی دفعات چونکہ استقراری ہیں۔ وہ قانون عمومی کو منسوخ نہیں کر دیتے ہیں۔ اور اسی لیے کسی فریق کو منع نہیں کرتے ہیں کہ وہ قدامتی دعوے یا گم شدہ عطا کی بنا پر دعویٰ اسی طرح نہ کرے جس طرح کہ وہ اس قانون کے نافذ ہونے سے پیشتر کر سکتا تھا۔ اور عملدرآمد میں عام طور پر کچھ استناد قانون عمومی سے کیا جاتا ہے۔ اور کچھ اس قانون سے[2] (۲) دفعہ ۴ کے ان الفاظ سے کہ "کوئی مقدمہ یا نالش جن میں کہ وہ دعویٰ یا امر جس سے کہ وہ زمانہ متعلق ہو۔ ص ۳۳۲

[1] دیکھیے اس قانون موضوعہ کو مع نوٹس کے۔ قوانین موضوعہ مصنفہ چٹی عنوان "حق بہ امت"۔

[2] بلی وٹ بنام ٹری کا ننگ (۱۸۳۵ء) ۳ اڈالفس وایلس ۹۵ ھ۔ ولکنس بنام بیاڈو (۱۸۲۰ء) ۱۱ میسن و ویلسبی ۳۳-۳۴ رسل وریان ۵۰۱۔ لو بنام کارپنٹر ۶ ایکسچیکر ۸۲۵۔ وار برٹن بنام پارک ۲ ہرلسٹن و نارمن ۶۴۔

نزاعی یا زیر بحث کر دیا گیا ہو۔" عام طور پر مطلب کسی ایسے مقدمے یا نالش سے ہے نہ کہ ہر مقدمے یا نالش سے جس میں کہ یہ سوال وقتاً فوقتاً پیدا ہوتا رہے[1]۔ (۳) دفعہ (۶) کا لفظ "قیاس" بمعنوی قیاس یعنی ایسے قیاس کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جس سے کسی مزید شہادت کے بغیر بارِ ثبوت بدل جاتا ہے۔ اور اس دفعہ کے معنی یہ ہیں کہ مقررہ برسوں سے کم کے واقعے و تمتع سے۔ اگر اس کی اور شہادت سے تائید نہ ہو تو کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے۔ لیکن منشا یہ نہیں ہے کہ کم برسوں کے تمتع کی شہادت کو اس کی قدرتی وقعت سے محروم کیا جائے۔ اور جوری کو اس سے باز رکھا جائے کہ اس پر دوسرے واقعات کے ساتھ اس کے عطا کی شہادت ہونے کے متعلق غور کرے۔ اور اسی لیے وہ اب بھی قرار دے سکتے ہیں کہ ایسی عطا کی گئی تھی اگر انھیں اطمینان ہو کہ فی الواقع وہ دی گئی تھی[2]۔ اس قانون کا اطلاق حقوق آسایش یا حقوق استفادۂ شخصی پر نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً کسی دوسرے کے نہروں میں مفت مچھلی پکڑنے کے حق پر[3]۔ قدیم روشنیوں کی روکنے کی نالش کا صحیح حق پیدا ہونے ضروری ہے کہ یہ ظاہر ہو کہ جس عمارت کے چھپنے کی شکایت کی گئی ہے وہ ایسی ہے کہ اس سے روشنی میں اتنی زیادہ کمی ہو جاتی ہے کہ مدعی کا مکان تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اور مدعی اپنا معمولی کاروبار اسی آرام اور فایدے سے نہیں چلا سکتا ہے۔ جس سے کہ وہ اس سے پہلے چلاتا تھا[4]۔ اس قانون موضوعہ نے قدیم روشنیوں کے

---

[1] کوپر بنام ہبیاک ۱۲ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۴۵۶-۴۵۷۔

[2] دیکھئے برائٹ بنام واکر (۱۸۳۴ء) اکرامپٹن میسن و ولزبی ۲۱۱-۴۰ رسل و. یان ۵۲۶۔

[3] مثل نہ رتھ بنام لی فلیمنگ (۱۸۶۱ء) کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۶۸۷۔

[4] کولس بنام ہوم اینڈ کلونیل اسٹورس۔ (۱۹۰۴ء) مقدمات مرافعہ ۱۷۹-۱۷۳ لا جرنل چانسری ۴۸۴۔ جس نے وارن بنام براؤن (۱۹۰۲ء) (۱) کنگز بنچ ۱۵۔ عدالت مرافعہ کو منسوخ کیا۔ تحت کے فیصلے کو الٹا دیا۔

قانون میں تبدیلی نہیں کی ہے[1]۔ یہ اصول کہ اگر کسی شخص کو مزاحمت کے بعد
۴۵ درجے روشنی باقی رہتی ہے تو وہ نالش نہیں کر سکتا ہے۔ کوئی قانونی ۳۴۴
اصول نہیں ہے بلکہ ایک منصفانہ عملی اصول یہ غور کرنے کے لیے
ہے کہ اگر دوسری سمتوں سے ابھی روشنی آتی ہے تو کوئی اہم ضرر پہنچا یا
نہیں جاتا ہے[2]۔

دفعہ ۳۸۶: ہم نے دیکھا ہے کہ "عشر۔ لگان و خدمات" کو دفعہ
۱۔ قانون حق قدامت (۱۸۳۲ء) ۲ و ۳ ولیم چہارم باب (۷۱) سے
مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ موخر الذکر دو امور (لگان و خدمات) کے متعلق
قانون میعاد سماعت جائداد ارضی (۱۸۳۳ء) ۳ و ۴ ولیم چہارم باب
۲۷[3] میں احکام ہیں۔ جو ہماری موجودہ بحث سے غیر متعلق ہیں۔ اور
اول الذکر (عشر) کے متعلق قانون عشر (۱۸۳۲ء) ۲ و ۳ ولیم چہارم
باب ۱۰۰ میں۔ لیکن قانون عشر ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۷۱
اور اس کے بہت سے ترمیمی قوانین کی رو سے قانون عشر ۱۸۳۲ء
کے احکام عملاً متروک ہو گئے ہیں۔

دفعہ ۳۸۷: (۲) اس کے بعد اب ہم ان قیاسات پر غور کریں گے
جو استعمال سے ان غیر مادی حقوق کی صورتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔
جو مذکورہ بالا قوانین موضوعہ کے تحت نہیں آتے ہیں۔ ان میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اور جائس جسٹس (Joyce, J.) کے فیصلے کو بحال اور وارن بنام براؤن کے مقدمے میں رائٹ جسٹس (Wright, J.) کے فیصلے کو پسند کیا۔

[1] ایضاً۔

[2] از لارڈ لنڈلے۔ ایضاً۔

[3] اس میں کافی بہت ترمیم قانون میعاد سماعت جائداد ارضی ۱۸۷۴ء کی رو سے کی گئی (۳۷ و ۳۸

سب سے اول درجہ اس قیاس کا ہے جو شاہراہوں کو عوام کے لیے وقف کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ لٹل ڈیل جسٹس ملک بنام مَلَر (Rv. Mellor) میں کہتے ہیں کہ "جو کوئی سڑک شاہراہ ہو جاتی ہے اگر زمین کا مالک راہ چلنے کے حق کو عوام کے لیے وقف کر دے اور عوام اس حق کو قبول کرلے" اور ایسا وقف عام ہو سکتا ہو یا محدود۔ مثلاً زمین کا مالک پیدل کا راستہ عوام کے لیے وقف کر سکتا ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اوقات معینہ پر وہ اس میں ہل کرے گا[1]، وقف کرنے کے واقعے کو بلاواسطہ شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے یا اس کو حالات سے اخذ کیا جا سکتا ہے[2]۔ اگر کوئی شخص اپنی زمین کھلی چھوڑ دے اور عوام اس پر مسلسل چلیں تو چند برسوں کے استعمال کے بعد انھیں اس پر حق حاصل ہو جائے گا[3] سوائے اس کے کہ مالک کوئی ایسا فعل کرے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے راستے کا عوام کو وقف نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف اس پر سے چلنے کی چند روزہ اجازت دی ہے[4]۔ اس قسم کے افعال میں باڑ لگانا یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ وکٹوریا باب ۵۷)۔

[1] (۱) بارن وال واڈ ایلفس ۳۲ و ۳۰۲۔ اور دیکھیے ملک بنام سینٹ بینز ڈکٹ ۴۔ بارن وال واڈ ایلفس ۴۷۷۔ ۲۳ رسل وریان ۱۴۳۔

[2] مرسر بنام وڈگیٹ ۵ لا رپورٹ ۵ کوینس بنچ ۲۶۔ آرنالڈ بنام بلیکر (ورکیز اسکاک کیریا) ۶ ایضاً ۴۳۳۔

[3] ملک بنام رایٹ ۳ بارن وال واڈ ایلفس ۶۸۱۔ سرے کنیال کمپنی بنام ہال۔ (۱) مانگ وگرینگر ۳۹۲۔ ملک بنام سینٹ بینی ڈکٹ ۴ بارن وال واڈ ایلفس ۴۷۷۔ ۲۳ رسل وریان ۱۴۳۔

[4] برٹش میوزیم بنام فنس (British Museum v. Finnis). (۵) کارنگٹن وپین ۴۶۰۔ ۳۸ رسل وریان ۵۲۹۔

[5] بارکلف بنام جانسن ۱۸ ڈ ایلفس وایس ۹۹۔ ۴۷ رسل وریان ۵۰۶۔

صریحی مخالفت کے ذریعے سے لوگوں کو گزرنے سے روکنا شامل ہیں[1]
عام طریقہ راستے کو سال میں ایک مرتبہ بند کردینا ہے[2]۔ جب اس قسم
کے کوئی افعال نہ کئے جائیں۔ تو اس استعمال کی مدت کے متعلق کوئی عــ۲۴
مستقل اصول نہیں ہے۔ جس کو دوسرے حالات کے بغیر وقف کی
کافی قیاسی شہادت قرار دیا جاسکے۔ لیکن بلاشبہہ یہ اس مدت سے
کم ہے جو خانگی اشخاص میں قیاس عطا قایم کرنے ضروری ہوتی ہے۔
دی رگبی چارٹی بنام میری ویدر (The Rugby Charity v. Merry-weather)[3]
کے مقدمے میں لارڈ کنین (Lord Kenyon) کہتے ہیں کہ "ایک بڑے
مقدمے میں جو بہت لڑا گیا۔ چھ سال کافی قرار دئے گئے" اور جب
کسی شاہراہ کا ہونا مالک ارضی کے لیے بھی مفید ہو تو چار یا پانچ سال
کے استعمال سے وقف کا قیاس کرلیا گیا ہے[4]۔ لیکن مالک ارضی کے
اس فعل کو کرنے یا چلنے کی اجازت دینے کی نیت اور ارادے پر بھی
غور کرنا چاہیئے[5] پارک بیرن (Parke B.) نے پول بنام ہسکن سن[6]
(Polle v. Huskinson) کے مقدمے میں کہا کہ "مالک ارضی کی جانب
سے کسی شاہراہ کا عوام کے لیے صحیح طور پر وقف ہونے کے لیے یہ
صاف طور پر طے شدہ ہے کہ وقف کرنے کا ارادہ ہونا چاہیئے:

[1] ملک بنام لائیڈ اینڈ کیمبل ۶۰ ۔ ۱۰ رسل و ریان ۴۶۴۔
[2] از پارک سن جج بہ مقدمۂ دی برٹش میوزیم بنام فنسن (۵) کارنگٹن و پین ۶۰ ۔ ۴۰ رسل و ریان ۲۹۸۔ لیکن سڑک پر دروازہ رکھنا اس کے شاہراہ ہونے کے خلاف قطعی شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ شاہراہ کی عطا ہوا ور دروازہ رکھنے کی شرط مویشی کے بھٹک جانے سے روکنے کے لیے لگائی گئی ہو۔ ڈیوس بنام اسٹیفنز (۷) کارنگٹن اور پین ۵۷۰۔
[3] ۱۱ ایسٹ ۳۷۶ ۔ نوٹ ۔ ۱۰ رسل و ریان ۵۲۸۔
[4] جارویس بنام ڈین ۳ بنگھام ۴۴۷۔
[5] پول بنام ہسکن سن (۱۸۴۳ء) ۱۱ میسن و ولزبی ۸۲۷ ۔ ۶۳ رسل و ریان ۸۲۷ ۔ ملک بنام باشندگان الیسٹپارک (۱۱) کوئینز بنچ ۸۸۸
[6] پول بنام ہسکن سن ۱۱ میسن و ولزبی ۸۲۷ ۔ ۸۳۰۔

ارادۂ وقف (animus dedicandi) ہونا چاہیئے جس کی استعمال شہادت ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اور ارادے کے سوال کے متعلق مالک کی جانب سے مزاحمت کے ایک فعل کی وقعت تمتع کے بہت سے افعال سے زیادہ ہے" اور اس قصد یا ارادے کا تصفیہ جوری کرتی ہے[۱]۔ لیکن عوام کے لیے کسی شاہراہ کا وقف حقیت مستقل کے مالک کا فعل ہونا چاہیئے یا کم سے کم وقف کا اس کی رضامندی سے ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم حقیت والے کا فعل یا رضامندی کافی نہیں ہوتی ہے[۲]۔ گو حالات سے مالک جائداد کی رضامندی اخذ کر لی جا سکتی ہے[۳]۔ اس قسم کے سوالات میں فی الجملہ عوام کی طرفداری کی جاتی ہے[۴]۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی سڑک ایک وقت

[۱] بارا کلف بنام جانسن (Barraclough v. Johnson) ۸ اڈالفس وایلس ۹۹۔ ۷ ۵ رسل وریان ۵۰۶۔ سرے کنیل کمپنی بنام ہال۔ (۱) مانگ وگرینگر رپورٹس ۳۹۲۔

[۲] باکسٹر بنام ٹیلر (۱) نیول ومانگ (Neville & Manning Rep.) رپورٹس ۱۱۔ ملک بنام بلس (R. v. Bless) ۱۸۳۷ء۔ ۷ اڈالفس وایلس ۵۵۰۔ ۴ رسل وریان ۵۱۷۔ آخری مقدمہ میں سوال یہ تھا کہ آیا سڑک شاہراہ عام ہے۔ یا خانگی سڑک۔ اور شہادت پیش ہوئی کہ ایک شخص نے جواب فوت ہو گیا ہے سڑک سے متصل ایک بید کا درخت اس زمین پر لگایا جس کا کہ وہ اسامی تھا اور لگاتے وقت یہ کہا کہ وہ اس کو اس جگہ لگا رہا ہے جہاں کہ اس کے لڑکپن میں سڑک کے حدود تھے گاسیلی جسٹس (Gaselee) نے اس شہادت کو ایک بیا لان مزاحمت بیجا میں منظور کر لیا۔ لیکن عدالت نے اس کو ناقابل ادخال قرار دیا۔

[۳] ونٹربا ٹم بنام لارڈ ڈاربی۔ (۱۸۶۸ء) لا رپورٹ ۳ ایکسچیکر ۳۱۶۔ ملک بنام بار ۴ کیمپبل ۱۶۔ ۱۵ رسل وریان ۲۱ے۔ جارس بنام ڈین (Jarvis v. Dean) ۳ بنگہام ۴۴۷۔ ملک بنام ہڈسن (۲) اسٹرینج ۹۰۹۔ ہارپر بنام چارس درتھ ۴ بارن وال وکرسول ۵۷۴۔ رسل وریان ۵۰۸۔

[۴] ملک بنام باشندگان الیسٹ مارک ۱۱ کوئینس بنچ ۸۷۷۔ ملک بنام پٹری (R. v. Petrie) ۴ ایلس وبلاکبرن ۷۳۷۔

ص۴۳۵ شاہراہ عام رہ چکی ہو تو کتنے ہی مدت دراز تک نہ یا موقوفی استعمال سے عوام دوبارہ حسب خواہش اس کو استعمال کرنے کے حق سے محروم نہیں ہوتے[۱]۔ زیر بحث قیاس کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کے خلاف بھی کیا جا سکتا ہے[۲]۔

دفعہ ۳۸۸: کل مضمون جو اب توجہ کا محتاج ہے وہ بربنائے عدم استعمال غیر مادی حقوق سے دست برداری یا ان کے ختم ہو جانے کا ہے۔ یہ مضمون کلیتہً قوانین حق قدامت کے تحت نہیں آتا ہے اور اس کے متعلق عام اصول کو ایبٹ چیف جسٹس (Abbot. C. J.) نے مقدمۂ ڈوڈی پٹ لانڈ بنام ولڈر (Doe De Putland v. Wilder)[۳] میں اس طرح بیان کیا ہے کہ: "الف کے اپنے مکان یا احاطے کے لیے کسی حق راہ سے جو ب کی زمین پر سے ہو اور جو اس سے منفعت ہو عرصۂ دراز تک متمتع ہونے کی نہایت ہی معقول توضیح یہ فرض کرنے سے ہوتی ہے کہ مالک اراضی نے اس حق کی عطا دی ہے۔ اور اگر ظاہر ہو کہ ایسا حق قدیم زمانے میں موجود تھا۔ اور یہ عرصۂ دراز سے استعمال نہیں کیا گیا۔ حالانکہ مالک مکان یا احاطہ الف کے لیے یہ امر باعث تکلیف اور مضرت ہوگا تو اس کی نہایت ہی معقول توضیح اس حق سے دست برداری فرض کرنے سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے اول الذکر قسم کے مقدمات میں حق کے عطا کا اور آخر الذکر میں اس سے دست برداری کا قیاس کیا جاتا ہے۔" لیکن اس مضمون پر مقدمات کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی امتیاز یا حق آسائش کا

---

[۱] ۲ سلرن دیوانی مقدمات جوری ۲۳۹۲ طبع نہم۔ ڈاس بنام ہاکنز ۸ کامن بنچ سلسلۂ نو ۸۴۹۔۸۵۸۔

[۲] ملک بنام باشندگان ایسٹ مارک ۱۱ کوئینس بنچ ۸۷۷۔ دیکھیے پیچھے دفعات ۳۶۸۔۳۸۱۔

[۳] ڈوڈی پٹ لینڈ بنام ہالڈر۔ ۱۹۱۸ء ۲ بارن وال واڈالفس ۷۸۲۔۷۹۱۔ ۲۱ آرسل وریان ۸۸۴۔

عدم استعمال اس کے ترک کرنے کی محض شہادت ہوتا ہے۔ اور ترک کرنے کا سوال ایک سوال واقعاتی ہوتا ہے۔ جس کو فی الجملہ ہر مقدمے کے خاص حالات کے لحاظ سے طے کرنا چاہیئے[1]

دفعہ ۳۸۹: موقوفی تمتع سے "حقوق آسایش" کے قیاسی اختتام کی نسبت ایک مستند کتاب میں ذیل کے اصول مقرر کیئے گیئے ہیں[2] "گو قانون بہ نسبت ان حقوق کے جو قدرتی طور پر جائداد سے ملحق ہوتے ہیں۔ ان اکتسابی حقوق کے حصول و قیام کو کم پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اسی لیے اس کے اختتام کی نسبت اتنی شہادت ضروری قرار نہیں دیتا ہے۔ جتنی کہ اس قیام کے لیے۔ تاہم چونکہ حق آسایش ایک وقت قایم ہونے کے بعد جائداد سے متصل اور اس کے ساتھ منتقل ہونے کی وجہ سے دوامی ماہیت کا ہوتا ہے اس لیے ترک کرنے کی فعل کی صحت کے لیے مالک جائداد کی جانب سے کچھ عملی رضامندی ظاہر ہونی چاہیئے" حقوق آسایش یا تو مسلسل ہوتے ہیں یا وقفے کے ساتھ ــــــ اول الذکر وہ ہوتے ہیں جن میں انسانی مداخلت کے بغیر تمتع مسلسل ہوتا ہے مثلاً پرنالے۔ حق ہوا۔ روشنی وغیرہ اور موخر الذکر اس کی ضد ہوتے ہیں۔ مثلاً حق راہ وغیرہ
ص ۴۳۶ مسلسل حقوق آسایش کے متعلق مقدمات سے صحیح نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دست برداری کے قیاس کے قایم ہونے کے لیے ایسی کوئی مدت قانوناً مقرر نہیں ہے۔ جس تک موقوفی تمتع جاری رہنی چاہیئے بلکہ یہ کام جوری کا ہے کہ مقدمے کے تمام حالات پر غور کر کے یہ دیکھے

---

[1] دیکھیے کراسلی بنام لایٹ اولر (Crossley v. Lightowler) لا رپورٹ ۲ اکویٹی ۲۷۹-۲۹۲- ایڈورڈ بنام ناٹ کوپر ۲۱۴ ۲ سیمپسن) بنام گریج ۱۸۵۱ء (۱) ماڈیسن ۱۹۰۹ رسل وریان ۲۷۶۔

[2] حقوق آسایش مصنفہ گیل ۵۲۰ طبع چہارم۔

کہ آیا دست برداری کا ارادہ تھا[1]۔ جوری کے ایک دیوانی مقدمے میں لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے قرار دیا کہ جب ایک کھڑکی بیس سال تک بند رہی ہے تو سمجھا جائے گا کہ کھڑکی کبھی تھی ہی نہیں[2]۔

دفعہ ۳۹۰: ان حقوق آسایش کے متعلق جن سے تمتع وقفے

کے ساتھ ہوتا ہے۔ کتابوں میں چند جملے ایسے بھی ملتے ہیں جن سے اس تصور کی بڑی تائید ہوتی ہے کہ عدم استعمال سے قیاس دست برداری کے قیام کے لیے دست برداری پورے بیس برس تک ہونی چاہیئے[3]۔ اور یہ تصور قانون میعاد سماعت اور غیر موجود عطا کی حقیقت سے متعلق اصول کے قیاس پر مبنی ہے[4]۔ لیکن غالباً استعمال میں محض وقفہ یا طریق تمتع میں خفیف سی تبدیلی اس حق کو ختم کر دینے کا فی نہیں ہوتی ہے۔ اگر حالات سے دست برداری کا ارادہ ظاہر نہیں ہوتا ہے[5]۔ برخلاف اس کے بیس سال سے بہت کم مدت قیاس دست برداری

---

[1] ایضاً بر صفحہ ۵۲۵ طبع چہارم جہاں لگنس بنام انگ (Liggin's v. Inge) ۷ بنگھام ۶۸۲ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ۳۳ رسل ور یان ۵۰۶ از ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C.S.) ٹیل بنام اولڈ رائیڈ۔ ۴ امیسن دولزبی ۸۸۵۔۶۹۰ رسل وریان ۴۲۲۔

[2] لارنس بنام اوبی (Lawrence v. obee) ۱۸۱۴ء کیمپبل ۱۴۵۔ ۳ رسل وریان ۸۳۰۔

[3] ڈوڈی پٹ لائکن بنام ہلڈر ۱۸۱۸ء بارن وال اینڈ الڈرسن ۲۸۷۔ ۱۲ رسل وریان ۸۸۴۔ از ابٹ میر مجلس۔ مور بنام راسن (۳) بارن وال وکرسول ۳۳۲۔ ۲۷ رسل وریان ۳۷۵۔ از ٹل ڈویل جسٹس۔

[4] اوپر دفعہ ۳۷۷۔

[5] حقوق آسایش مصنفہ گیل ۵۹۳ طبع چہارم جہاں ہین بنام شلڈن کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) موڈی وراین سن رپورٹس ۲۸۲۔ ماک بنام باشندگان جورلے ۱۲ کومنس بنچ ۵۱۵۔ وارڈ بنام وارڈ ۷ اکچیکر ۸۳۰ برولی بنام استھ ۳ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۱۲۰۔

کے قیام کے لیے کافی ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ ایسے حالات ہوتے ہیں جیسے دست برداری یا اس حق کو ترک کر دینے کے ارادے کی دوسری علامات[1]۔

دفعہ ۳۹۱: اجازتوں یا پروانگیوں کا قیاس کیا جاتا ہے اور بطور ایک عام اصول کے بیس سال سے بہت کم مدت تک تمتع سے[2]۔

دفعہ ۳۹۲: اب آخر میں ہم ان متعدد قیاسات واقعاتی کا ذکر کریں گے جو مفید تمتع کی تائید میں کیے جاتے ہیں۔ اس موضوع سے متعلق عام اصول ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C. J) نے ڈوڈی ہامنڈ بنام کاک (Dœd. Hammond v. Cooke) میں اس طرح بیان کیا ہے[3] "کہ کوئی مقدمہ ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس میں قیاس (ہماری غرض ہے کہ مصنوعی قیاس) کیا گیا ہے جب تک کہ اس شخص نے جو قیام قیاس کا طالب ہوتا ہے ایسی حیثیت نہ ثابت کی ہو جو فی الجملہ صحیح ہو۔ لیکن جسے از روئے ضابطہ مکمل کرنے کے لیے کسی امر کی کمی ہو۔ ایسی صورت میں قبضے کو اس واقعے کے وجود کے ساتھ جس کا قیاس کرنے کہا جاتا ہے متوافق ثابت کیا جاتا ہے۔ اور ایسی ہی صورتوں میں ص ۳۴۰ اس قیاس کی اجازت دی گئی ہے"۔ اس قسم کے قیاسات مزید وقعت کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر بصورت دیگر قبضہ ناجائز ہوتا یا اس کی کوئی

[1] حقوق آسایش مصنفۂ گیل ۵۶۷ طبع چہارم۔ نار بری بنام میڈ ۳ بلگ (مقدمات دارالامرا) ۲۴۱-۲۴۲۔ ہارڈی بنام ریجرڈس ۳ بنگ (سلسلۂ نو) ۴۴۰ ملک بنام باشندگان چورلے ۱۲ کوینس بنچ ۱۵۱۵ وارڈ بنام وارڈ ۷ ایکسچیکر ۸۳۸۔

[2] ذوج ہام بنام ہانڈ ۳ کیمپل ۲۲۴-۲۲۳۔ ۱۴ رسل وریان ۸۳۵۔ ڈوڈی ارل آف ڈن ریون بنام پیس ۲ بارنیگٹن وایلڈرسن ۲۲۲۔

[3] ڈوڈی ہامنڈ بنام کک ۱۸۲۹ء بنگھام ۱۷۴-۳۷۰ رسل وریان ۳۷۴۔

قابل اطمینان توضیح نہیں ہو سکتی ہے[1]۔ برخلاف اس کے ان الفاظ پر جن میں قیاس جوری کے سامنے پیش کیا جائے گا کافی اثر اس دستاویز یا دوسرے امر کا جس کا قیاس کرنا ہوتا ہے۔ اس سہولت یا دشواری کا جو زیادہ بلا واسطہ شہادت پیش کرنے میں ہے۔ اور زیر نزاع حق کے پسندیدہ یا ناپسندیدہ قانون ہونے کا پڑتا ہے۔

دفعہ ۳۹۴: فعل یا دستاویز کی سرکاری ہو کہ خانگی شاید ہی کوئی نوع ہوگی جس کا قبضے کی تائید میں قیاس نہیں کیا جائے گا۔ ریکارڈ کے سارے امور[2] اور قوانین پارلیمنٹ[3] کا کم سے کم جو بہت قدیم ہوں[4] اس طرح پر قیاس کیا جائے گا۔ اور اسی طرح عطائے شاہی[5]۔ منشورات[6]۔ ہر جے کے حکمنامجات اور ان کی تحقیقات[7]۔ شخصیتوں کے ذیلی قوانین[8]۔ عطاؤں سے قید اولاد نکالنے کے نالشات (Fines & recoveries)[9]

---

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ا دفعہ ۴۶ طبع شانزدہم۔

[2] پلوڈن۔ ۴۱۱۔ قانون از فنچ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ اسٹایل رپورٹس کنگس بنچ ۲۲۔

[3] اسکنر ۸۷۔ لوپز بنام انڈریوس (Lopez v. Andrews) ۳ مانِنگ ورائی لانڈ ۳۲۹ نوٹ ایلڈرج بنام کوپر۔ ۲۱۵ از لارڈ مانسفیلڈ۔

[4] ملک بنام دی چاپٹر آف اکزی ٹر (۱۲) اڈاَمس وایلس ۵۴۲۔

[5] میئر آف ہل بنام ہارنر۔ کو پر ۱۰۲۔ گبسن بنام کلارک (۱) جیمس و ولیم ۱۵۹۔ ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۸۔ دی اٹارنی جنرل بنام دی ڈین آف ونڈسر ۲۴ بیون ۶۷۹۔

[6] ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۸۔ پکرنگ بنام لارڈ اسٹامفرڈ ۲ ویسی جونیر ۵۸۳۔

[7] ملک بنام مانِنگ ۴ بارن وال و کرسول ۵۹۸۔ ۲۸ رسل وریان ۴۲۰۔

[8] کیس آف کارپوریشنز ۴ کک ۷۸ الف۔

[9] ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۱۔ ۱۵۹۔ از بٹر جسٹس بحوالہ ہاسیلڈن بنام براڈے ٹائمز ۳ جارج سوم کامن بنچ۔

انتقالات اراضی[1] اراضی حقیت ادنیٰ (کاپی ہولڈس) (Copy-holds) کے انتقالات[2]۔ پادریوں کے اوقاف[3]۔ عشر کی معافیاں[4]۔ کلیسا کی جج کی صلحناموں کی منظوری[5]۔ خیرات گاہوں کے فروخت اراضی کے اختیارات اور ان اختیارات کے تحت فروخت ہائے اراضی۔ سڑکوں کو بند کر دینے کے[6] نظائے امن کے احکام۔ وغیرہ۔ کا بھی قیاس کیا جائے گا۔ اسی طرح مرور زمانہ سے حسب ذیل امور کا قیاس کیا جائے گا۔ کسی خاص شخص کا قدیم زمانے میں پارلیمنٹ میں نشست کرنا[7]۔ ممانعتی قوانین موضوعہ سے پہلے مستحق فریقوں میں عشر کی تقسیم[8]۔ ادنیٰ حقیت کی اراضی کے ۳۲۸
رواجات[10]۔ ادنیٰ حقیت کی اراضی کی قبولیتیں[11]۔ اور دست برداریاں[12]

---

[1] ۲۱ ایڈورڈ چہارم ۴۷۔ ب قاعدہ ۵۔

[2] رو دادی جانسن بنام ایرلانڈ (۱۸۰۸ء) ۱۱ ایسٹ ۲۸۹ - ۱۰ ارسل دریان ۴۔۵۰۔

[3] کرائمس بنام اسمتھ (Crmnes v. Smith) ۱۲ کک ۴۔ اولی بنام براؤن ہل اکلٹا لاینڈ رپورٹس اکیچیکر ۱۴۰۔ انمان بنام و ہرمبی (Inman v. Wharmby) ینگ و جروس (Younge & Jervis) جلد صفحہ ۵۴۵۔ ایرلی بنام گل۔ ا کیا نگٹن اورپین ۳۱۶۔

[4] ناربری بنام میڈ ۳ بلگ ۱۱ ۲۱ بیلی بنام ڈرائیور ۱۵ الفس والیس جلد ا صفحہ ۹۴۴ - بزبنام کالانڈ ۵ ویسی ۱۸۶۔

[5] سابرج بنام ہنبٹن ۲ آنسٹرو تھر (Anstruther's Reports) ۷۴۲۔

[6] سینٹ میری مگڈلین بنام دی اٹرنی جنرل (St. Mary Magdalen v. The Att. Gen.) ۶ مقدمات دارالامرا ۱۸۹۔

[7] ولیمس بنام ای ٹن (Williams v. Eyten.) ۴ ہرسٹن و نارمن ۳۵۷۔

[8] ہیٹنگ پیرج کیس ۸ کلارک و فنلی ۱۴۴۔

[9] کونسٹس آف ڈارتموتھ بنام رابرٹس ۱۶ ایسٹ ۳۳۴۔

[10] ڈوڈی مین بنام میمن ۳ ٹن ۲۳۔

[11] واٹکنز برحقیت ہائے ادنیٰ (کاپی ہولڈس) ۲۶۹۔ طبع ۱۸۲۵ء دیکھئے رالنسن بنام گریفس ۲ بلسٹروڈ ۲۴۷۔

[12] نائٹ بنام آڈمس ۲ فرییان ۱۰۶۔ ولسن بنام ایلین اچیلیبید ۱۰۷۔ کربورٹس ۶۱۱۔

مالک عین حیاتی[1] ؛ وصی کی جائز خدمت سے دست برداری۔ ایک مقدمے میں قرار دیا گیا کہ پندرہ سال کے پر امن قبضے سے حکم امتناعی کا قیاس کیا جاسکتا ہے[2] اور جب یہ ثابت کیا گیا کہ بہت قدیم زمانے سے ایک قدیم گرجا میں نمازیں پڑھی جاتی تھیں گو نکاحوں کے کئے جانے یا جنازوں کے وہاں دفن ہونے کی کوئی شہادت نہیں تھی۔ تب بھی قرار دیا گیا کہ یہ امر گرجا کے مقدس ہونے کا قیاس پیدا کرنے کافی تھے[3]۔ اسی طرح حسب ذیل امور کا بھی قیاس کیا گیا ہے۔ امتیازی حق ماہی گیری[4]۔ باڑوں کی تعمیر کی ذمہ داری[5]۔ جال بچھانے کا حق[6]۔ بعید اسلاف کا اولاد بغیر مرنا[7]۔ اجاروں کے درمیانی انتقالات[8] منتقل الیہ کا منتقل کنندہ

[1] نوٹس ولیم بر ساانڈرس رپورٹ ۲ ۴۲ ذی طبع ششم۔ عملہ ۲

[2] ملک بنام بارنسلی (۱)، مال وسلوان ۷۷ ۳۔

[3] چاپان بنام بیرڈ ۲۳ آنسٹروتھر ۲ ۹۴۔

[4] رگ بنام کنگسمل (Rugg v. Kingsmill) لا رپورٹ (۱) آدمس کلیسائی رپورٹس (Adams Ecclesiastic Reports) ۲۲۳۔۲۵۰ موسی بنام ہلکوٹ (Moysey v. Hillcoat) ۲ ہاگ گرڈ (سلسلۂ نو) ۵۰۔

[5] مالکم سن بنام اوڈیا ۱۰ مقدمات دارالامرا ۵۹۳۔

[6] بار بر بنام ونانٹ ۴ ۲ اا جرنل کونٹس بنچ ۲۱۲۔ بائل بنام ٹاملن (۱۸۲۷ء) ۶ بارن وال وکر یسول ۳۲۹۔۳۳۰ رسل وریان ۳۴۳۔

[7] گرے بنام بانڈ ۲ بروڈرب وبنگھام رپورٹس ۶۶۷۔

[8] دی ارل آف راس کامنس کلیم ۶ کلارک وفنلی ۹۷۔ ۹ ۴ رسل وریان ۳۰۰۔ ڈوڈی او لڈنام بنام اولی۔ ۸ بارن وال وکر یسول ۲۲۔

[9] ارل ڈی گرڈون بنام پاکنشر ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۲۲۸۔ وایٹ بنام فول جامبی (white v. foljambe) ۱۱ ویسی ۳۵۰۔

کو دوبارہ جائداد منتقل کرنا[1]۔ اور اسی طرح مرتہن کا راہن کو۔

دفعہ ۳۹۴: اسی عنوان کے تحت امنا کے انتقالات کے قیاس کا اہم نظریہ آتا ہے۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ جب کبھی امنا کو جائداد مومن لہم کو منتقل کرنا ہوتا ہے تو یہ امر جوری پر چھوڑا جائے گا کہ وہ قیاس کریں کہ امنا نے جائداد منتقل کر دی ہے۔ اگر ایسا قیاس معقول طور پر کیا جا سکتا ہو[2]۔ یہ اصول جائز حقیتوں کو ضابطے کے کسی امر کی بنا پر شکست پا جانے سے بچانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن اس کی وسعت دریافت کرنا آسان نہیں ہے۔ مگر عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیاس مالک جائداد کی موافقت میں ہونا چاہیے اور اس کے مفاد کے خلاف نہیں ہونا چاہیے[3]۔ اور یہ اصول اس مزید شرط سے مشروط ہے کہ یہ قیاس نہیں کیا جائے گا جب کہ منتقل کرنا
۳۳۹ امنا کے لیے خلاف ورزی امانت ہوگا[4]۔ اسی اصول پر امنا کا مومن لہم کو دوبارہ منتقل کرنے کا بھی قیاس ہوتا ہے[5]۔ و نیز اسی طرح مناسب

---

[1] ٹنی ڈی ونٹ بنام جونس (Tenny d. whinnett v. Jones) (۲) مور و اسکاٹ رپورٹس کامن پلیس ۲۷۲۔

[2] کک بنام سولٹو ۲ سائمن واسٹورٹ رپورٹ چانسری ۱۵۴۔

[3] ڈوڈی بورمان بنام سائیورن (۱۷۹۰ء) ٹائمز رپورٹ ۲-۴ رسل وریان ۳۶۳۔ کین ڈی لارڈ بیرن بنام ڈیرڈن (Keene D. Lord Byron v. Deardon) ۸ ایسٹ ۲۶۳-۲۶۶۔ انگلینڈ ڈی سائبرن بنام سلیڈ (۱۷۹۲ء) ۴ ٹائمز رپورٹس ۶۸۲-۲ رسل وریان ۵۴۸۔

[4] ڈوڈی گراہام بنام اسکاٹ (۱۱) ایسٹ ۴۷۸۔ ڈوڈی برڈٹ بنام رائٹ (۱۸۱۹ء) ۲ بارن وال واڈالفس ۷۱۰-۷۲۰-۲۱ رسل وریان ۱۶۴۔

[5] شہادت مصنفۂ فلپس ودیاس ۷۶۴۔ کین ڈی لارڈ بیرن بنام ڈیرڈن (۱۸۰۶ء) ۸ ایسٹ ۲۶۷-۱۲ رسل وریان ۴۲۵۔

[6] ہلری بنام والر ۱۲ ویسی ۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲۔ دیکھیے سگڈن کی کتاب بائع و مشتری (Sigden's Vendor & Parchaser)

حالات میں قدیم امنا کے جدید امنا کو جائداد منتقل کرنے کا بھی قیاس ہوتا ہے[۱]۔

دفعہ ۳۹۵: کم مضامین پر اتنا اختلاف آرا ہوا ہے جتنا کہ امنا کے اجارے کے سپردگی اجارے کے قیاس کے متعلق ہوا ہے۔ اس امر پر لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) کے زمانے میں عدالتوں کے خیالات ایسے رہے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جاتا تو وہ تنہا اپنے ہی اقتدار سے اس قابل ہو جاتے کہ ایک طرف تو جوری کے ذریعے سے سماعت مقدمہ کو لایعنی بنا دیتے اور دوسری طرف قانونی و منصفی اختیارات کو لدھڑ کر دیتے۔ ہم رپورٹس میں پڑھتے ہیں کہ مقدمہ لیڈ بنام ہولفورڈ (Lade v. Holford) میں " لارڈ مانسفیلڈ نے اعلان کیا کہ انھوں نے اور بہت سے ججوں نے قرار دیا ہے کہ نالش بے دخلی میں کسی مدعی کو کبھی بے حق اس بنا پر نہیں کیا جائے گا کہ اجارے کی ایک مدت خود اس کے امین کو حاصل ہے۔ اور نہ کسی ایسے مرتہن کو بے حق کیا جائے گا جس کا راہن اس کی نالش کے جواب میں اجارے کے منقضی المیعاد ہونے کا عذر کرتا ہے۔ بلکہ جوری کو دونوں صورتوں میں ہدایت کی جائے گی کہ اس کی سپردگی کا قیاس کر لیں" اس تصفیے کے دوسرے حصے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کو عملدرآمد میں ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مرتہن کو جس کی رقم اس نے لی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ (Purchaser) جلد ۲ صفحہ ۱۹۹۲ طبع دہم۔

[۱] روڈی ایبرال بنام لو (Roe D. Eberall v. Lowe) (۱) ہنری بلاکسٹن ۴۴۶۔

[۲] دیکھئے ٹیلر دفعہ ... بابع دفتری از سگڈن جلد ۳ صفحہ ۳۹ ۔ ۴۰ ۔ ۴۲ طبع دہم۔ ایوانس بنام بکنل (۱۸۰۱ء) (۶) ویسی ۱۷۴ ۔ ۱۸۳ ۔ ۱۸۵ ۔ رسل وریان ۲۲۶ والون بنام لی (Wallwyn v. Lee) (۱۸۰۳ء) (۹) ویسی ۲۱ (۷) رسل وریان ۲۴۴۔ ڈووڈی ہاڈسڈن بنام اسٹیپل (Doi D. Hodsden v. Staple) (۱۷۸۸ء) ۲ لاٹامز رپورٹس ۶۹۶۔ ۱ رسل وریان ۵۹۵۔

[۳] دیوانی مقدمات جوری مصنفہ بل صفحہ ۱۱۰۔

اجارہ منتقل نہ کرنے سے راہن فریب کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی لیے اجارے کی سپردگی کا قیاس دراصل یا تو اس قانونی اصول کا اطلاق ہے جس کی رو سے فریب و سازش کے خلاف قیاس کیا جاتا ہے[1] یا اس اصول کا جس کی رو سے انسان کو منع کیا گیا ہے کہ اپنے فعل ناجایز سے فائدہ اٹھائے[2]۔ اور اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ ایسا قیاس مرتہن اول کی موافقت میں بعد کے ایسے مرتہن کی مخالفت میں نہیں کیا جائے گا جس کے پاس اسناد ملکیت ہوں۔ اور جس کو پہلے رہن کی اطلاع نہ ہو[3] لیکن اس عام قضیے کو کہ کسی مدعی کو کبھی بھی اس بنا پر بے حق نہیں کیا جائیگا کہ اجارے کی ایک مدت خود اس کے امنا کو حاصل ہوتی ہے۔ کم سے کم اس کو اگر اس کے لغوی معنوں میں سمجھیں تو وہ خلاف اصول اور بعد کے نظائر کے مغائر ہے[4]۔ اجارے کی سپردگی ایک سوال واقعاتی ہے۔ اور عدالت کو نہ صرف اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ امر نہایت خطرناک بھی ہوگا کہ جوری کو وہ ایسی سپردگی کے قیاس کرنے کا مشورہ دے جبکہ تمام شہادت سے صاف طور پر ظاہر ہو کہ ایسی سپردگی نہیں کی گئی۔ صفحہ ۳۲۰

دفعہ ۳۹۶: اجارے کی حوالگی مثل کسی دوسرے واقعے کے حالات

---

[1] دیکھئے بائع و مشتری مصنفۂ سگڈن جلد ۲-۴۲۴ طبع دہم اور از ابٹ بر مجلس (Abbott, C. J.) بہ مقدمہ ڈوڈی بٹ لانڈ بنام ہلڈر (۱۸۱۹ع) (۲) بارن وال واڈالفس ۷۸۲-۷۹۰-۲۱ رسل وریان ۸۸۴۔

[2] دیکھئے نیچے دفعات ۵۴۵ تا ۵۴۶

[3] گڈ ٹائیل ڈی نارس بنام مارگن ۱ ٹائمز رپورٹ ۷۵۵۔ ایوانس بنام بکنل (۱۸۰۱ع) ۶ ویسی ۱۷۴-۱۸۴-۵ رسل وریان ۴۲۵۔

[4] ڈو ڈی ہاڈسٹڈب بنام اسٹیپل (۱۷۸۸ع) ۲ ٹائمز رپورٹ ۶۸۴-۱- رسل وریان ۵۹۵۔ ڈو ڈی بادرمان بنام سائمورن (۱۷۹۶ع) ۶ ٹائمز رپورٹ ۲-۴ رسل وریان ۳۶۳۔

سے اخذ کی جا سکتی ہے[1]۔ لیکن یہ کہا گیا ہے کہ اجارے کے منقضی المیعاد ہونے کا واقعہ بنفسہٖ قیاس سپردگی قائم کرنے کافی نہیں ہے۔ بلکہ اجارے کی بابت کچھ معاملہ ہونا ضروری ہے[2]۔

دفعہ ۳۹۷: جب مالک جائداد اور اس سے جائداد کے متعلق معاملہ کرنے والے اشخاص ایسے فعل یا ترک کریں جو اگر اجارہ امنا کو حاصل ہوتا تو معقول طور پر نہیں کئے یا نہیں ترک کئے جا سکتے تھے۔ اور کوئی امر ایسا ظاہر نہ ہو جو سپردگی اجارہ کے مانع ہو تو سپردگی اجارے کا قیاس کر لیا جائے گا[3]۔ لیکن جو اجارہ کہ قابل ارث جائداد کے ساتھ رہنے منتقل کیا گیا ہو۔ وہ محض اس بنا پر کہ سالہائے سال تک تملیک نامہ جائداد برنائے نکاح اور دوسری خاندانی دستاویزات میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ خریداروں یا مرتہنوں کے درمیان قیاس نہیں کیا جائے گا کہ سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور وہ مقدمے جن میں اس کے خلاف قرار دیا گیا تھا منسوخ کیے گئے سمجھنا چاہیئے[4]۔ لیکن جو

---

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۲۳ نوٹ یم طبع سوم وایٹ بنام فالجامبی (white v. Foljmbe ۱۱ ویسی ۳۵۱۔ ڈوڈی بروڈن بنام مارٹن (۸) بارن وال وکرسول ۴۹۷ - ۴۴ رسل وریان ۴۵۹۔ بارٹ لٹ بنام ڈونس (۱۸۲۵ء) ۳ بارن وال وکرسول ۶۱۶ - ۲۷ رسل وریان ۴۳۶۔

[2] ایوانس بنام کبتل (۱۸۰۱ء) ۶ ویسی ۱۷۴ - ۱۸۵ - ۵ رسل وریان ۴۲۵۔ ڈوڈی ہاڈسڈن بنام ہسٹیل (۱۸۴۳ء) ۲ ٹائمز ریپورٹ ۲۰۸ - ۱ رسل وریان ۵۹۵۔

[3] شہادت مصنفہ فلیس وداپاس ۴۷۷۔ شہادت مصنفہ فلیس جلد ا صفحہ ۷۴ طبع نہم۔ ڈوڈی پٹ لینڈ بنام ہلڈر (۱۸۱۹ء) ۲ بارن وال وداڈالفس ۷۸۲ ۲۱ رسل وریان ۴۰۰۔

[4] دیکھئے اس مضمون پر بایع ومشتری مصنفہ سگڈن جلد ۳ باب ۱۵ طبع دہم۔ جہاں مقدمات کو جمع کیا گیا اور ان پر قابلانہ تنقید کی گئی ہے نیز ڈوڈی لارڈ اگری مانٹ بنام لانگڈن (۱۸۴۸ء) ۱۲ کوئنس بنچ ۷۱۱ - ۷۶ رسل وریان ۳۸۹۔ گیارڈ بنام ٹک ۸ کامن بنچ ۲۳۱ - اور کاٹرل بنام

اجارہ کہ قابل ارث جائداد کے ساتھ رہنے نہ منتقل کیا گیا ہو اور جس میں عرصۂ دراز تک مداخلت نہ کی گئی ہو بایع و مشتری کے درمیان تعمیل مختص[1] کے سوال پر عدالت نصفت میں سپرد کردیا گیا سمجھا جائے گا۔

دفعہ ۲۹۸: اس موضوع پر قانون میں ایک بڑا تغیر قانون اجارات منقضی المیعاد (Satisfied Terms Act) ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۲ کی روسے کیا گیا۔ جس میں پہلے یہ بیان کرنے کے بعد کہ اجاروں کے انتقالات میں بہت مشکلات تاخیر و صرفہ ہوتا ہے اور بہت سی صورتوں[۳۴۱] میں ان سے ان لوگوں کو جو جائز طور پر ان زمینوں کے مالک ہوتے ہیں جن سے یہ اجارے متعلق ہوتے ہیں۔ نقصان ہوتا ہے پہلے دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ "ہر منقضی المیعاد اجارہ جو یا تو صریحی بیان یا تعبیر قانون کی رو سے ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کو کسی قابل ارث جائداد یا عودی جائداد کے ساتھ کردیا گیا ہو۔ اس دن سے اس اراضی کے متعلق قطعی طور پر موقوف اور ختم ہو گیا سمجھا جائے گا جس کے ارثے اور حق عود سے اجارہ حسب بیان مذکورۂ بالا متعلق ہوگا۔ لیکن ہر ایسا اجارہ جو اسی طرح پر صریحی بیان کی رو سے حسب بیان مذکورۂ بالا متعلق ہو گو اس قانون کی رو سے موقوف اور ختم کردیا گیا ہے۔ ہر شخص کی ہر مواخذہ بار حقیت حق۔ نالش۔ دعوے اور مطالبہ سے اسی طرح حفاظت کریگا جس طرح کہ اجارے کے باقی رہنے اور ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کے بعد منتقل یا معاملہ نہیں کیے جانے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہیوس ۱۵۴ کامن بنچ ۵۳۲۔

[1] بایع و مشتری مصنفۂ سگڈن جلد ۳ صفحہ ۶۹ طبع دہم۔ جس میں ایمری بنام گروکاک کا حوالہ دیا گیا ہے میڈاک و گلڈارٹ رپورٹس (Maddock & Gildart Rep) ۵۴ و نمبر اکیپائی ہولمان نسخۂ قلمی مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۲۱ء کا۔

صورت میں کرتا۔ اور اس حفاظت کی غرض کے لیے قانون و نصفت کی ہر عدالت میں ایک باقی اور قایم اجارہ تصور کیا جائے گا" دفعہ ۲ کی رو سے "ہر اجارہ جو اب قایم ہو یا جو بعد میں قایم کیا جائے اور جو ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کے بعد منقضی المیعاد ہو جائے۔ اور جو یا تو صریحی بیان یا تعبیر قانون کی رو سے اس دن کے بعد سے کسی اراضی کے ارتے یا حق عود سے متعلق ہو جائے۔ تو اس کے ایسے متعلق ہوتے ہی اس زمین سے متعلق جس کے ارتے یا حق عود کے ساتھ وہ حسب بیان مذکورۂ بالا متعلق ہوں گے قطعی موقوف اور ختم ہو جائیں گے" قانون محکمہ جات عدالت کے پہلے بھی قرار دیا گیا ہے کہ جو حفاظت اس قانون کی رو سے عطا کی گئی ہے محض ایسی حفاظت نہیں ہے جو کسی عدالت قانون ہی میں کام آسکتی ہو بلکہ ایسی بھی کہ عدالت نصفت بھی اس سے متعلق عذر کے پیش کرنے کو منع نہیں کرے گی[1]۔

دفعہ ۳۹۹: جب پر امن یا مفید تمتع کی تائید میں قیاسات کئے جائیں تو آیا جوری کو اس واقعے پر یقین کرنا چاہیے جس کو وہ قرار دیں ایک سوال بنا دیا گیا ہے اور یقیناً نظائر دونوں پہلوؤں پر ہیں[2] فی الجملہ غالباً یہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ اس قسم کے قیاسات میں کم و بیش زیادہ تر قانونی امور کا لحاظ کیا جاتا ہے اس لیے جوری کو اس طرح فیصلہ کرنا چاہیے جس طرح کہ جج مشورہ دے سوائے اس کے کہ جس واقعے کا قیاس کرنے

---

[1] ڈوڈی کیڈوالاڈر بنام پرایس (Doe D. Cadwalader v. Prcie) ۱۶ میسن و ولزبی ۶۰۳
کاٹرل بنام ہیوس (Cottrel v. Hughes) ۱۵ کامن بنچ ۵۳۲۔

[2] دیکھئے شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۳۔ ۹۱۰۔ ۹۲۶۔ نوٹ (یم) طبع سوم۔ ڈوڈی نیومان بنام پیٹ لاینڈ بایع و مشتری مصنفۂ سگڈن جلد سوم صـ۶۱ طبع دہم۔ از رچرڈس چیف بیرن (Richards, C. B.) ہلری بنام والر (Hillary v. Waller) ۱۲ وسیی ۲۳۹۔ ۲۵۲ از سر ولیم گرانٹ ماسٹر آف روس۔ ڈے بنام ولیمس ۲ کرامپٹن و جروس ۴۹۵۔ ۴۶۰۔ از ایلی بنچ سینٹ میری ماگڈلین بنام دی اٹرنی جنرل ۲ ہاؤس آف لارڈس ۶۰۵۔ از لارڈ ونسلی ڈیل (Lord Wensleydale)

۳۴۲ کہا جائے وہ نہایت ہی لغو یا حد درجہ غیر اغلب ہو۔ اور ان دونوں صورتوں میں جس طرح کہ جج کو انھیں ایسے واقعے کو قرار دینے کا مشورہ یا ہدایت نہیں دینی چاہئے۔ اسی طرح ان کو ایسا قرار نہیں دینا چاہئے۔

ذیلی فصل (۶)

قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل کے معاشرے کے حالات اور دستور تجارت سے پیدا ہوتے ہیں

دفعہ ۴۰۰: قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل معاشرہ کے حالات۔ اور دستور تجارت سے اخذ کئے جاتے ہیں بہت سے ہیں۔ اور ان میں سے متعدد قیاسات قانونی کے عنوان کے تحت آتے ہیں اسامی کے قبضۂ اراضی میں اس کا یہ معنوی اقرار مضمر ہوتا ہے کہ وہ اراضی کو اچھی کاشتکاری کے طریقے اور رواج دیہی کے مطابق کاشت کریگا[1]۔ اس شخص نے

[1] پولے بنام واکر (۱۷۹۵ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۰۳۴۳ رسل و ریان ۶۱۹۔ گک بنام ہیوٹ (۱۸۳۲ء)

لگان ادا کرنے سے جو اس زمین پر قابض ہو جس پر کے یہ لگان واجب ہو تردیدی شہادت نہ پیش ہونے کی صورت میں قیاس ہوتا ہے کہ وہ ایسا لگان ہے جس کے ساتھ کوئی مادی خدمت بھی ضروری ہے[1]۔ اسی طرح جب محض حقیت اسامی کا وجود ثابت کیا جائے تو سال سال کی حقیت اسامی کا قیاس کیا جائے گا۔ اور اگر اس کی ابتدا کی تاریخ ظاہر نہ ہو تو اس کا تصفیہ رواج دیہی کے مطابق کیا جائے گا[2]۔ جو اجارے کہ غیر متعین مدت کے لیے ہوں وہ بادی النظر میں ایسے اجارے ہوتے ہیں جو جب چاہے ختم کر دیے جا سکتے ہیں[3]۔ لیکن جب کوئی اسامی ختم مدت اجارہ کے بعد بھی قابض اراضی رہتا ہے تو وہ معنوی طور پر اجارے کے ان تمام معاہدات کا پابند ہوتا ہے جو اس کی نئی حیثیت سے متعلق ہو سکتے ہیں[4]۔ نکاح کرنے کے اقرار کی عام طور پر تعبیر یہ ہوتی ہے کہ ایک معقول مدت کے اندر نکاح کیا جائے گا[5]۔ اور جب باضابطہ زبانی نکاح گواہوں کی موجودگی میں ثابت کر دیا جائے تو تکمیل نکاح کا قیاس کیا جاتا ہے[6]۔ اور یہ اہم اصول

۳۴۴ کہ اقبالات جرم اور دوسری قسم کی مضر ذاتی شہادت اس شخص کے خلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۴ ایسٹ ۱۵۴۔ ۷ رسل وریان ۵۲۵۔

[1] دیکھیے ہارڈن بنام سکت ۴ ہرسٹن و نارمن ۱۷۵۔

[2] شہادت در تصنیف از گرینا لیف ۲۶۸۔

[3] روڈی بڑی بنام لیس ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۱۷۳۔ از دی گرے پیر مجلس۔

[4] ڈگبی بنام اٹکنسن ۱۸۱۵ء ۴ کیمپبل ۲۷۵۔ ۱۶ رسل وریان ۲۹۲۔ جانسن بنام سینٹ پیٹرس ہرفورڈ (۱۸۳۶ء) ۴ ایڈلفس والیس ۵۲۰۔ ۴۳ رسل وریان ۴۲۶۔ ہیاٹ بنام گرفتھس ۱۷ کوئنس بنچ ۵۰۵۔ نیز اسامی مین حیاتی کے انتقال کے بعد حقیت اسامی کے اسامی نابعد میں باقی رہنے پر دیکھیے روڈی وارڈ (۱۸۰۵ء) (۱) ہنری بلاکسٹن ۹۷۔ ۲ رسل وریان ۲۸۰۔

[5] یا ٹہ بنام ڈی بوس اشارہ کی جلد ۱ صفحہ ۲۔ فلپس بنام کرچلے (Phillipps v. Cratchley) ۳ کوئنس بنچ ۱۷۸۔ (۱) موہر اور ریبین ۲۳۹۔

[6] ڈالرمپل بنام ڈالرمپل (Dairymple v. Dalrymple) ۲ ہاگارڈ ۵۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔

قابل ادخال ہوتی ہے جو ایسے اقبال کرتا ہے[1]۔ اسی اصول پر مبنی نظر آتا ہے۔ ۳۴۳ ص
اسی قسم میں وہ بہت سے قیاسات بھی داخل ہیں جو علم پر مبنی ہوتے ہیں۔
مثلاً کسی شخص کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کونسی دستاویزات
کی اس نے تکمیل کی ہے[2]۔ گو بہت سی صورتوں میں یہ قیاس غالباً قوی نہیں
ہوتا ہے۔ ارکان کلب[3] یا اسٹاک اکسچینج (Stock Exchange) کے متعلق
قیاس ہوتا ہے کہ وہ اس کے قواعد سے واقف ہیں۔ اور اشخاص جو کسی
اجارے کے تحت دعویدار ہوتے ہیں ان کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ
اجارہ دہندہ کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں[4]۔

دفعہ ۱۰۴: اور بھی قیاسات ہیں جو انسانوں کے معمولی عمل سے مستنبط
کئے گئے ہیں مثلاً کسی دستاویز مہری کو پھاڑ ڈالنا[5] یا مہریں چھیل دینا[6] یا وصیت نامے
کو ٹکڑے ٹکڑے[7] کر ڈالنا ان کی تنسیخ کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے۔ اسی طرح
جب کوئی حسب ضابطہ تکمیل شدہ وصیت نامہ موصی کی حفاظت میں رہے
اور اس کے انتقال کے بعد نہ ملے تو قانون قیاس کرتا ہے کہ موصی نے وصیت نامے
کو تنسیخ کے ارادے سے تلف کر دیا ہے[9]۔ لیکن اس قیاس کی ایسی شہادت

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۵۱۸-۵۲۱۔
[2] پامر بنام نیودل ۲ جورسٹ (سلسلۂ نو) ۲۶۸۔
[3] راگٹ بنام مسگریف ۲ کارنگٹن و پین ۵۵۶۔ آلڈرسن بنام کلے (۱۸۱۶ء) ۱ جلد ۱ اسٹارکی ۴۰۵۔
۱۸ ارسل وریان ۷۸۰۔
[4] اسٹورٹ بنام کانی (۱۸۴۳ء) ۸ میسن وولزبی ۱۶۰۔ ۸ رسل وریان ۶۵۴۔ مچل بنام نیوہال ۱۵ ایضاً ۳۰۹۔
[5] پاٹمان بنام ہارلانڈ ۱ چانسری ڈیویژن ۳۵۳۔
[6] ایسگر بنام کلوس (Alsager v. Close) ۱۰ میسن وولزبی ۵۷۶۔
[7] لاجس ریپورٹس کنگز بنچ ۲۲۶۔ پرایس بنام پاول ۳ ہرلسٹن و نارمن ۳۴۱۔
[8] ان دی گڈس آف کولبرگ (۲) کرٹس ۸۳۲۔
[9] براؤن بنام براؤن ۸ ایلس و بلاکبرن ۸۷۶ فنچ بنام فنچ لا رپورٹ (۱) پروبیٹ وڈیویژن ۳۷۱۔

سے تردید ہوتی ہے جس سے کہ مخالف ارادہ ظاہر ہوتا ہو۔ مثلاً موصی کے اعلانات سے جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ وصیت نامے کو برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا[۱]۔ اور گو ایک زمانے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ خط کا جواب نہ دینا اس کے مضامین کا اقبال کرنا ہوتا ہے یہ تصور عرصۂ دراز سے بے بنیاد ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس پر ایک مستقل اصول کی حیثیت سے عمل کرنے کی لغویت ثابت کردی گئی ہے[۲]۔

دفعہ ۴۰۲: بطور ایک عام اصول کے کہا جا سکتا ہے کہ بادی النظر میں دستاویزات کے متعلق سمجھنا چاہئے کہ وہ اسی دن تیار اور تحریر کئے گئے ہیں جو ان کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے[۳]۔ اور اس اصول کا اطلاق خطوط[۴] ہنڈیات اور پرامیسری نوٹس[۵] ان کی تحریر ہائے ظہری[۶]۔ و نیز بنک کے چک پر ۳۴۴
ہوتا ہے[۷]۔ اسی طرح دستاویز مہری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کی

[۱] وائٹ بنام کنگ ۱۷ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۵۶، کین بنام کین لارپورٹ ۳ پروبیٹ و ڈیورس ۱۰۵۔

[۲] رچرڈس بنام گلاٹلی لارپورٹ، کامن پلیس بر صفحہ ۱۳۱۔ از وِلس جسٹس۔ ڈیڈیان بنام وابیول ۱۸۹۱ء (۲) کوئنس بنچ ۴۳۵ دیکھئے نیچے دفعہ ۶۲۱۔

[۳] اسمتھ بنام باٹنز (۱) موڈی و رابن سن ۳۴۱۔ اینڈرسن بنام وسٹن ۶ بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶۔ پوٹنر بنام لاسیپ (۲) کیمپبیل ۱۹۱۔ پارک بنام براؤن ۱۰ میسن و ولزبی ۸، ماگن بنام وائٹ مور ۱۶ کیمپبیل ۱۷۔

[۴] ہنٹ بنام ماسی (۵) بارن وال و اڈالفس ۹۰۲۔ گڈ ٹائیٹل دی بیکر بنام ملبورن ۲ میسن و ولزبی ۸۵۲ بنام ... ۱ کیمپبیل ۱۹۱۔ ۶ رسل و ریان ۵۰۳۔ لیکن دیکھئے ارشادات لارڈ و نسلیڈیل بہ مقدمہ ٹیلر بنام لارڈ مونٹ گارٹ (۷) مقدمات دارالامرا ۳۲۳۔ ۶۴۹۔

[۵] اینڈرسن بنام وسٹن (۱۸۴۰ء) (۶) بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶۔ ۵۴ رسل و ریان ۱۹۵۔

[۶] اسمتھ بنام باٹنس (Smith v. Battens). موڈی و رابن سن جلد ۱۔ ۳۴۱ لیکن جزادائی کی تحریرات ظہری کے لئے دیکھئے و جارج جیامس ا ب ۴ دفعہ ۳۔ اور برگس بنام وِلسن (۵) ذی گیکس ماگناٹن و گارڈن رپورٹس چانسری ۱۲۔

[۷] لا ر بنام راند ۳ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۴۴۲۔

اسی دن تکمیل[1] و حوالگی عمل[2] میں آئی جو اس کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ لیکن یہ قیاس آسانی سے رد کیا جا سکتا ہے۔ کم سے کم ٹھیک ٹھیک تاریخ کی حد تک اور خود اس اصول کے مستثنیات بھی ہیں[3]۔

دفعہ ۴۰۳: سرکاری دفاتر کے کاروبار کے طریق سے بھی بہت سے قیاسات کئے جاتے ہیں۔ ٹپے کے طریق کے متعلق بہت سے قدیم مقدمات میں قرار دیا گیا ہے کہ اگر کسی خط کو حوالۂ ڈاک کیا جاتا ہے تو وہ جب تک اس کے مخالف نہ ظاہر ہو بادی النظری شہادت اس امر کی ہوتی ہے کہ مکتوب الیہ کو قاعدے کے مطابق وصول ہو گیا ہے[4]۔ اور زیادہ جدید نظایر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ٹپے کے ذریعے سے کوئی ایجاب کیا جاتا ہے۔ اور صراحتاً یا معناً ٹپہ ہی کے ذریعے سے قبول کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے تو قبول کے خط کو ٹپے میں ڈالتے ہی معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے۔ گو اس کی حوالگی میں دیری ہو جائے[5]۔ اور گو وہ مکتوب الیہ کو حوالے ہی نہ کیا جائے[6]۔ لیکن اس آخری موقف سے نہ صرف ایک سابقہ فیصلے کی

---

[1] اینڈرسن بنام وسٹن (۱۸۴۸ء) ۶ بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶-۳۰۰-۴۰۵ رسل وریان ۷۹۵-

[2] اسٹون بنام گریہام (۱) رول رپورٹس ۲-قاعدہ ۵-اوشی بنام کیس کروک عہد جیمس ۲۶۳-

[3] اینڈرسن بنام وسٹن اوپر نوٹ ۵ بر صفحہ ۱۰۶-سن کلیر بنام باگالی-۴ میسن دولزبی ۳۱۲- ۵ رسل وریان ۱۰۱-گبسن بنام کنگ-کارنگٹن و مارشمان رپورٹس ۴۵۸-رائٹ بنام لین سن ۲ میسن وولزبی ۷۳۹-ایڈورڈس بنام کروک ۴ اسپیناس ۳۹-وصیت ناموں کے متعلق دیکھئے ان دی آڈم سن لاریپورٹ ۲ پروبیٹ وڈیورس ۲۵۳-۲۵۵-

[4] کف بنام وسٹن ۲ اسپیناس ۴۵-وارن بنام وارن (۱۸۳۴ء) ۱ کرامپٹن میسن اور راسکو رپورٹس ۲۵۰ ۴ رسل وریان ۷۰۴-اشاکن بنام کالن (۱۸۱۲ء) ۱ میسن وولزلی ۵۱۵-

[5] ڈنلاپ بنام گنبنر (۱۸۴۸ء) مقدمات دارالامرا-۳۸۱-

[6] ہاؤس ہولڈ فیر انشورنس کمپنی بنام گرانٹ (۱۸۷۹ء) ۴ ایکسچیکر ڈیویژن ۲۱۶-مختلف عنہ براصول لارڈ جیمس

تنسیخ ضروری ہوتی ہے[1]۔ بلکہ جس عدالت نے یہ اصول قرار دیا اس کے تین ارکان میں سے ایک رکن نے اس سے سخت اختلاف بھی کیا ہے۔ لیکن اس اصول کی بنا یہ ہے کہ فریقین نے ڈاکخانے کو اپنا کارندہ مقرر کر دیا ہے اسی وجہ سے قانون شہادت کا کوئی راست سوال یہاں پیدا نہیں ہوتا ہے۔ بعض قوانین موضوعہ کی رو سے اس قسم کی شہادت کو بعض صورتوں میں جن میں کہ خط رجسٹری کیا گیا تھا قطعی قرار دیا گیا ہے[2]۔ اور بعض دوسری صورتوں میں اس وقت بھی جب کہ اس کی رجسٹری[3] نہیں کی گئی ہو۔ اسی قسم کے قیاسات خانگی دفتروں کے کاروبار کے طریق سے بھی کئے جاتے ہیں ۳۴۵ مثلاً تاجروں[4]۔ سالیسٹروں[5] اور شراب کشوں[6] کے کاروبار سے۔

دفعہ ۴۰: دوسرے متعدد قیاسات اور بھی ہیں جو دستور تجارت سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً جب دو اشخاص میں شراکت پائی جائے لیکن اس کی کوئی شہادت نہ ہو کہ ان کے مفاد کا تناسب کیا ہے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ مساوی حصوں کے حصہ دار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور دیکھئے چٹی برمعاہدات طبع چہاردہم بر صفحہ ۱۵۔

[1] برٹش امریکن ٹیلیگراف کمپنی بنام کولسن ۱۸۷۱ء۔ لا رپورٹ ۶ ایکسچیکر ۱۰۸۔

[2] دیکھئے پارلیمنٹری ووٹرس رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱۰۰ اور ۱۰۱ قانون انتقالات ۱۸۸۱ء ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۴۱ دفعہ ۶۷ ضمن (۴) دیکھئے قانون حقیت ہائے زرعی (انگلستان) ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۲۸۔

[3] دیکھئے کمپنیس کنسالیڈیشن ایکٹ ۱۹۰۸ء (Companies Consolidation Act)

۸ ایڈورڈ ہفتم باب ۶۹۔ شڈول (۱) فقرہ ۱۱۰۔

[4] ہیڈنگٹن بنام کیمپ ۱۸۱۳ء ۳ کیمبل ۱۹۳، ۱۶ ریسل وریان ۷۳۰۔ ٹوسی بنام لیمیس (۱) موڈی و راکنس ۱۲۹ ہاکس بنام سالٹر (۱۸۲۸ء) ۴ بنگھام ۷۱۵۔ ۲۹ ریسل وریان ۷۰۸۔ پرٹ بنام فیرکلف ۱۸۱۲ء ۳ کیمبل ۳۰۵۔ ۱۳ ریسل وریان ۸۱۱۔

[5] ڈوڈی پائیتل بنام ٹرنور ڈ (۳) بارن وال و اڈالفس ۸۹۰۔ ۳۷ ریسل وریان ۵۸۱۔

[6] پرائیس بنام لارڈ ٹارنگٹن (۱۷۰۳ء) (۱) سالکلڈ ۲۸۵۔ (۱) لیڈنگ کیسس مصنفہ اسمتھ۔

ہیں[1]۔ اسی طرح جب کوئی کارندہ اس ملک میں اپنے نام سے ایک ملک غیر کے رہنے والے اصل مالک کی جانب سے خرید و فروخت کرتا ہے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ معاہدے کی بنا پر نالش کرنے کا حق اور نالش کئے جانے کی ذمے داری صرف کارندہ ہی کو حاصل ہوتی ہے اصل مالک کو نہیں ہوتی[2]۔ اسی طرح ہنڈیوں اور پرامیسری نوٹس کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بمعاوضۂ بدل دئے گئے ہیں[3]۔

ذیلی فصل (۷)

اشیا کے اسی حالت میں باقی رہنے کا قیاس جن میں کہ وہ ایکمرتبہ رہی تھیں

[1] فارر بنام لبوک (۱) مو ڈی و رابن سن کیس، ۵۲۰ از پارک جج۔

[2] تجارتی کارندگی مصنفۂ رسل (Russel on Merchantile) طبع دوم صفحہ ۲۳۳۔

[3] دیکھئے بل آف ایکسچنج ایکٹ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۳۰۔

دفعہ ۴۰۵ :- یہ ایک بہت ہی عام قیاس ہے کہ جب اشیا کے متعلق ایک مرتبہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ ایک حالت میں تھیں تو ان کو اسی حالت میں باقی ہیں اس وقت تک سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف بلا واسطہ یا قرائینی شہادت سے ثابت نہیں کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب قبضہ جائداد ثابت کیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا[1]۔ اسی طرح کارندے کے اختیارات کے جاری رہنے کا بھی قیاس کیا جائے گا[2] وغیرہ۔ اور کتابوں میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں اس قیاس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ قیاس معصومی یا ان قیاسات سے جو طریق فطرت سے مستنبط کئے جاتے ہیں قوی تر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کے۔ اس کی سرکاری عہدے دار کی حیثیت میں ازالہ حیثیت عرفی کرنے کے چالان میں یہ ثابت ہونے کے بعد کہ مستغیث کو وہ سرکاری عہدہ ازالہ حیثیت عرفی کے مشتہر کئے جانے سے پہلے حاصل تھا۔ اس کے عہدے دار باقی رہنے کا قیاس کیا گیا[3]۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب زنا ثابت صہ ۳۴۶

[1] ورٹسلی بنام آڈمیس (Wrotesley, v. Adams) پلوڈن ۱۹۳۔ اسمتھ بنام اسٹیپل ٹن ایضاً ۴۳۱۔ کاکمان بنام فارد۔ٹی۔ جونس ۱۸۱۔
[2] دیکھئے اسموٹ بنام البیری (Smoat v. Ilbery) ۱۸۴۲ء میسن و ولزبی (۱) ۸۲ رسل و ریان ۵۱۰۔
[3] ملک بنام بڈ (R. V. Budd) اسپیناس جلد ۵-۲۳۰۔

کردیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا۔ جب تک کہ دونوں ایک ہی مکان میں رہیں[1]۔ لیکن معمولاً ناجائز حالات کے جاری رہنے کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح گو قانون عام طور پر جنون کے خلاف قیاس کرتا ہے لیکن جب واقعۂ جنون ثابت کردیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا۔ اور سیانگی کے وقفے کے ثابت کرنے کا بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو اس کے وجود کو بیان کرتا ہے[2]۔

دفعہ ۴۰۶: دو خاص صورتیں ہیں جو خاص توجہ کی محتاج ہیں۔ یعنی قرضے جات و وجوبات وغیرہ کے ادا ہونے یا اور طرح پر ختم ہونے تک جاری رہنے کا قیاس۔ اور انسانی زندگی کے جاری رہنے کا قیاس اول الذکر کے متعلق جب قرض کے ہونے کو ایک وقت ثابت کردیا جائے تو اس کے باقی رہنے کا اس وقت تک قیاس کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کی ادائی یا اور طرح پر براۃ یا تو ثابت نہ کی جائے یا حالات سے ماخوذ نہ ہو[3]۔ ایک دستخطی ومہری رسید ادائی کی قوی ترین شہادت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ امر مانع تقریر مخالف کی حد تک پہنچتی ہے اور قطعی طور پر دینے والے فریق پر قابل پابندی ہوتی ہے[4]۔ لیکن صرف

---

[1] ٹرٹن بنام ٹرٹن ۳ ہاگرڈ (رپورٹ نو) ۳۵۰۔

[2] دیکھئے بانگس بنام گذفیلو لارپورٹ (۵) کوئینس بنچ ۴۹ ۵ ۔ ۵۰ ۔ ٹیلٹن مصنفۂ کاک مطبوعہ ہٹلر ۲۴۶ ب نوٹ (۱) شہادت در نصفت مصنفۂ گریسلی ۳۶۸ ۔ واٹرلی جنرل بنام پارن تھرم ۲ براؤن چانسری کیس ۱۴۴۔

[3] جیاکسن بنام اروں ۲ کیمبل ۵۰ (۱۱) رسل وریان ۶۵۸۔ نیز قانون روما میں دیکھئے مجموعہ قانون روما کتاب ۴۴ عنوان ۱۹ دفعہ ۱۔

[4] شہادت مصنفۂ گلبرٹ صفحہ ۱۵۸ طبع چہارم۔ آج کل اس میں ترمیم کی ضرورت ہے اور سوائے

دستخطی رسید[۱] یا ادائی کا زبانی اقبال[۲] عام طور پر ادائی کی صرف بادی النظری شہادت ہوتا ہے اور اس کی تردید کی جا سکتی ہے۔ ادائی کی قیاسی شہادتوں میں سب سے صاف یہ ہے کہ کافی عرصے تک کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اور قانون ضابطہ دیوانی ۱۸۳۳ء ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۲ دفعہ ۳[۳] سے پہلے عدالتوں نے قانون میعاد سماعت پر قیاس کرتے ہوئے یہ مصنوعی قیاس قایم کیا تھا۔ کہ جب کسی دستاویز قرض یا تحریری و مہری دستاویز اقرار قرض کی بنا پر بیس سال تک قرض کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔ اور کوئی شہادت ادائی سود یا کسی دوسرے ایسے واقعے کی نہ ہو جس سے اس کا اب بھی قابل نفاذ ہونا ظاہر ہو تو ادائی یا براءت کا قیاس کر لیا جائے گا[۴] مثلاً کونسل بنام بڈ (Colsell v. Budd) میں لارڈ ایلن برو (Ellenborough) نے قرار دیا تھا کہ "بیس سال گزر جانے کے بعد دستاویز قرض کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ ادا شدہ ہے۔ لیکن یا تو بیس سال گزر جانا چاہئے صـ۴۷۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بغیر اطلاع اور اعتبار پر لینے والے منتقل الیہم کے رسید گو مہری ہو لیکن محل اعتراض بنائی جا سکتی ہے (مکریٹن بنام واکر ۴ چانسری) ڈیو تیرن ۱۵۱-۱۵۳ رینر بنام ٹالے (Renner v. Tolley) ۶۰ ولا ٹائمز ۵۱۰۔

[۱] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد شانزدہم دفعہ ۲۱۲ اور ۳۰۵۔ جلد ۱

[۲] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۸۰۵ اور ۱۱۴۴۔

[۳] اس قانون کے دفعہ ۳ (جس کو قانون میعاد سماعت جائداد ارضی ۱۸۳۳ء ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۲ سے جو اس قانون سے تقریباً تین ہفتے پہلے نافذ ہوا گڈ مڈ نہیں کر دینا چاہئے) کی رو سے حکم ہے کہ دستاویز اجارہ کی بنا پر قرض لگان کی تمام نالشات۔ دستاویز قرض یا تحریری و مہری دستاویز اقرار قرض کی بنا پر تمام قرض یا اقرارات کی نالشات اور اقرار وجوب بہ عدالت بر بنا فیصلہ عدالت کی بنا پر یا تھیس معلوم ہو (Scire Facias) کے حکمنامے کی بنا پر قرض کی تمام نالشیں بنا دعویٰ کے بیس برس کے اندر کی جانی چاہئیں۔ اس کے بعد نہیں۔

[۴] آسولڈ بنام جے (۱) ٹائمز رپورٹ ۲۷۰۔ واشنگٹن بنام بریمر۔ شہادت مصنفہ پیک ضمیمہ ۲۵۔

[۵] کونسل بنام بڈ ۱۸۰۸ء (۱) کیمپیل ۲۷۔ ۱۰۰ رسل ومدیان ۲۲۱۔ آسولڈ بنام لیچ ٹائمز رپورٹ ۲۷۰۔

یا اس سے کم زمانہ کسی اور واقعے کے ساتھ قیاس کی تقویت کے لیے ہونا چاہئیے"۔ اس طرح پر واقعہ ادائی کا کسی ایسے دوسرے واقعے سے قیاس کیا جائے گا جس سے کہ وہ اغلب ہوجاتا ہو[1]۔ مثلاً قرض کے واجب الوصول ہونے کے بعد حسابات کا تصفیہ جن میں کہ اس قرض کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو[2]۔ اسی طرح جب کوئی زمیندار کسی ایک دن تک کے لگان کی رسید دیتا ہے تو اس سے پہلے کے تمام بقایوں کے ادا ہونے کا قیاس کر لیا جاتا ہے کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ اس قرض کو پہلے وصول کرے گا جو طویل ترین عرصے سے واجب الادا ہو[3]۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ جب اس سوال پر کہ آیا ایک کفالت نامہ کی ادائی سے تنسیخ ہوئی ہے یا نہیں متضاد شہادت ہو۔ تو غیر منسوخ شدہ کفالت نامے کے مدعی کے قبضے میں ہونے سے پلڑا اس کی موافقت میں جھک جانا چاہئیے۔ کیونکہ معاملے کے معمولی اثنا میں کفالت نامہ اس شخص کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو اس کو ادا کر دیتا ہے[4]۔ اور جب زمین امنا کو امانت پر قرضوں کی ادائی کے لیے دی جائے اور باقی کی کوئی اور امانت کی جائے۔ تو محق مابعد کے طویل قبضے اور دیگر حالات سے قرضوں کی ادائی کا قیاس

---

[1] شہادت مصنفہ اسٹار کی جلد ۳ صفحہ ۸۲۳ طبع سوم۔ دیکھئے کوپر بنام ٹرنر ۲ شہادت از اسٹار کی ۴۹۷ لوکاس بنام نووسلینسکی (Lucas v. Novislienski) (۱) اسپنیاس ۲۹۶۔ سلتن بنام نارمن ۴ کارنگٹن و پیمین ۸۰۔ پفل بنام وان بیٹین برگ (Pfiel v. Vonbaten berg) ۲ کیمبل ۴۳۹۔

[2] کوسل بنام ہڈ (۱۸۰۸ء) (۱) کیمبل ۲۷-۱۰ ارس و ریان ۶۲۱۔ دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعہ ۲۶۔ جس کا پیچھے دفعہ ۲۰۴ میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۵۷۔ طبع چہارم۔

[4] ازلارڈ ایلن برو۔ بر و مبرج بنام ادسیورن (۱) اسٹار کی ۳۷۴-۱۸ ریل و ریان ۸۴۷ اور دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۴۴۲۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۴۷۷۔

کر لیا جائے گا[1]

حالات سے براۃ و نیز ادائی کا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے[2]

دفعہ ۴۰۷: اسی اصول پر گو تنسیخ یا سپردگی کا قیاس نہیں کیا جائے گا[3] لیکن حالات سے اس کا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ مقدمہ ڈوڈی براندن بنام کالورٹ[4] (Dœd. Brandon v. Calvert) میں جب مدعی علیہ نے ایک بے دخلی کی نالش میں ایک میعادی رہن کا جو اٹھارہ سال قبل ایک غیر شخص کو کیا گیا تھا عذر پیش کیا۔ لیکن نہ اپنے اس پر قبضے کی توضیح کی ۳۴۸
اور نہ رہن کے تحت ادائی سود کو ثابت کیا۔ اور جج نے جوری کو رہن کی سپردگی کا قیاس کرنے کا مشورہ دیا تو عدالت نے اس فیصلے کو منسوخ کر دیا۔

دفعہ ۴۰۸: اب ہم انسانی زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کا ذکر کریں گے۔ انگریزی قانون میں نظری طور پر انسانی زندگی کے جاری رہنے کا کوئی قانونی قیاس یقیناً نہیں ہے۔ کسی شخص کی موت جس کا کہ ایک دفعہ زندہ ہونا ثابت کر دیا جائے ایک امر واقعاتی ہے جس کا تصفیہ جوری کو کرنا چاہئے۔ اور چونکہ قیاس واقعاتی زندگی کے جاری رہنے کی موافقت میں ہوتا ہے اسی لیے موت کے ثابت کرنے کا

---

[1] بے نام مختصر و نر شہادت سوال الف قاعدہ ۷۔

[2] واشنگٹن بنام برہیر شہادت از پیک ضمیمہ ۱۵۔ پکرنگ بنام لارڈ اسٹامفرڈ ۲ وسی جونیر ۲ ۵۸۳-۱۶۰ رسل وریان ۵ ۱۰۵ اتوٹ۔ ریفز بنام بریمر (Reeves. v. Brymer) ۶ ایضاً ۵۱۶۔ موٹز بنام موریہ (Motz v. Morcas) ۱۳ مور پریوی کونسل کیسس ۳۷۶۔

[3] مورٹن بنام ہارٹن ۲ کیمبل ۴۸۳۔

[4] ڈوڈی براندن بنام کالورٹ (۱۸۱۳ء) ۵ ٹانٹن ۱۷۰-۱۴۔ رسل وریان ۷۳۳۔

بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو کہ اس کو بیان کرتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۰۹: لیکن واقعۂ موت کو قیاسی شہادت کے ذریعے سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور بلاواسطہ شہادت کے ذریعے سے بھی[2]۔ جب کوئی شخص غیر ممالک کے سفر پر جاتا ہے۔ اور عرصے سے اس کی کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی ہے تو زندگی کے جاری رہنے کا قیاس واقعاتی اس وقت سے جب کہ آخری مرتبہ اس کی خبر ملی ہو سات سال کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے[3]۔ گو اس امر کا بار ثبوت کہ اس مدت میں کسی خاص وقت وہ زندہ تھا۔ اور اسی لیئے بحیثیت موصی لہ متروکۂ موصی کے ایک حصے کا موصی کے بعد زندہ رہنے کی وجہ سے مستحق ہے۔ ان اشخاص پر ہوتا ہے جو اس کے ذریعے سے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور اس کو مثبت شہادت سے ثابت کرنا چاہیے[4]۔ اور یہی اصول ان اشخاص سے بھی متعلق ہوتا ہے جو آمد و رفت کے اپنے معمولی مقامات سے غیر حاضر ہوتے ہیں اور جن کی عدم موجودگی کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی[5]۔ لیکن سات سال کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے۔ اور ایک ایسے شخص کی

---

[1] اسمارٹل بنام ین ہالیہ ۲ لارڈ ریمنڈ ۹۹۹۔ تھروک مارٹن بنام والٹن ۲ رول ۴۶۱۔ ولسن بنام ہاجس ۱۸۰۲ء ۲ ایسٹ ۳۱۲۔ ۶ رسل وریان ۴۲۷۔

[2] تھارن بنام رولف ڈائر ۱۸۵ الف۔ قاعدہ ۶۵۔ اینڈرسن ریورٹس ۲۰۔ قاعدہ ۴۲ ویسٹر بنام برجھور ۱۳ دیسی ۴۶۲۔

[3] ازلارڈ ایلن برو ڈو ڈی جارج بنام جیکن (۱۸۰۵ء) ۶ ایسٹ ۸۰۔ ۸۴ رسل وریان جلد ۲ صفحہ ۲۱۲۔ ڈو ڈی بانتگ بنام گرفن ۱۵۔ ایسٹ ۲۹۳۔ ۱۳ رسل وریان ۴۷۴ رسٹ بنام ہیکر ۸ سیمن ۴۴۴۔ زمانی بنام اسٹل ول ۲۳ بیون ۲۳۲۔ ان دی گڈس آف ہو۔ اسوابی وٹرسٹرام ریورٹس ۵۲۔

[4] ان دی بنجامن تیول بنام بنجامن ۱۹۰۲ء ۱ چانسری ۷۲۳۔ ۷۱ لاجرنل چانسری ۳۱۹۔ از جسٹس جوئس۔

[5] ڈو ڈی لائیڈ بنام ڈیکن ۴ بارن وال واڈالفس ۴۳۳۔ ۲۴ رسل وریان صفحہ ۴۲۵ و دیکھئے ڈو ڈی جارج

موت کا جو اس وقت جب کہ آخری مرتبہ اس کی خبر ملی تھی ۷ سال کا تھا۔ کافی دریافت کی شہادت پیش ہونے کے بعد اس کے غائب ہونے کے صرف تین سال بعد قیاس کر لیا گیا ہے[1]۔ بعض کتابوں میں اس کو غلط طور پر قیاس قانونی کہا گیا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ ایک مخلوط
ص ۲۴۹ قیاس ہے[2] جس کو — جہاں تک سات سال کی حد تک تعلق ہے۔ دو اہم مضامین سے متعلق " قوانین موضوعہ پر قیاس کر کے اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی منسوخ شدہ لیکن از سر نو وضع کردہ قانون ۱ جمیس اول باب ۱۱ دفعہ ۲[3]۔ اور اب تک غیر منسوخ شدہ قانون ۱۸ و ۱۹ چارلس دوم باب ۱۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: بنام جبن دیکھو اوپر نوٹ ۴ بیلی بنام ہامنڈ، ویسی ۹-۵۰ ۔ ڈوڈی فرانس بنام اینڈریوس ۱۵ کوئینس بینچ ۷۵۶۔

[1] ان ڈی گڈس آف ماتھیوس ۱۸۹۸ء - پروبیٹ ۱۷۔ لیکن دیکھئے ان ڈی گڈس آف ونسٹون ایضاً ۱۴۴۔

[2] اس دفعہ کی وجہ سے غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ سات سال کی کوئی معین مدت نہیں ہے یا یہ کہ موت کے متعلق کوئی قیاس قانونی نہیں ہے یا یہ کہ اس مضمون پر کوئی مخلوط قیاس قانونی ہے۔ کوئی مخلوط قیاس نہیں ہے۔ ایک قابل تردید قیاس قانونی ہے کہ وہ شخص جس کا پتہ ان لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ جن کو اغلباً وہ معلوم ہوتا مر گیا ہے۔ لیکن اس قیاس قانونی سے بالکل علیحدہ اکثر ایک قیاس واقعاتی بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص سات سال سے کم مدت تک لاپتہ ہو وہ مر گیا ہے اس آخری قیاس کو جس پر پروبیٹ ڈویژن میں اکثر عمل کیا جاتا ہے۔ پہلے سے مخلوط نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس قیاس قانونی پر اچھی طرح غور کیا اور پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔ یعنی مقدمہ ان ری فینی ٹرسٹس (In re Phene's Trusts) (۱۸۶۹ء) لا رپورٹ ۵ چانسری اپیلس ۱۳۹ - اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

[3] اس قانون موضوعہ کے بجائے اب دفعہ ۵۷ قانون جرائم خلاف اشخاص ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ ہے۔ جس کے متعلق دیکھئے۔ قوانین موضوعہ از جیٹی عنوان " تعزیرات (جرائم خلاف اشخاص)" اور ملکہ بنام ٹوسن (۱۸۵۹ء) ۲۳ کوئینس بینچ ڈویژن ۱۶۸ جہاں پانچ ججوں کے مقابلے میں نو ججوں نے قرار دیا کہ بیوی جس نے سات سال کے اندر اپنے پہلے شوہر کی موت کا معقول وجوہات کی بناء پر

دفعہ ۲ پر ـــــ ان میں سے اول الذکر قانون کی رو سے کسی شخص کو جس کا شوہر یا زوجہ پورے سات سال تک سمندر پار رہی ہو یا ایک دوسرے سے سات سال تک بادشاہ کے قلمرو کے کسی حصے میں غیر حاضر رہے ہوں اور ایک کی خبر دوسرے کو نہ رہی ہو۔ کہ وہ زندہ بھی ہے۔ ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کی سزاؤں سے معاف رکھا گیا ہے۔ اور موخر الذکر کی رو سے اب بھی حکم ہے کہ وہ اشخاص جن کی عمر کے لیے عمری اجارے عطا کئے گئے ہوں اور وہ سمندر پار یا سلطنت کے کسی اور حصے میں سات سال سے زیادہ عرصے تک غائب ہو جائیں تو اس بنا پر۔ اس کے خلاف ثابت نہ ہونے کی صورت میں۔ قدرتی موت مر گئے[له] تصور کئے جائیں گے۔ لیکن ساتھ ہی اس عجیب شرط کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس سے اس قانون موضوعہ کی وقعت تقریباً صفر ہو گئی ہے کہ اگر وہ شخص جس کی موت کا اس طرح پر قیاس کر لیا گیا ہو سمندر پار سے واپس آئے یا کسی نالش میں اس کا زندہ ہونا ظاہر کیا جائے۔ تو اجارے کی حقیت اس کو دوبارہ حاصل ہو جائے گی۔

قانون تحدید قیاس زندگی (اسکاٹ لینڈ) ۱۸۹۱ء ۵۴ و ۵۵ وکٹوریا باب ۲۹ کا بھی یہاں حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ:۔

"جب کوئی شخص غائب ہو جائے اور سات سال یا زیادہ سے لاپتہ ہو تو عدالت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ نیک نیتی سے یقین کر کے دوبارہ شادی کر لی ہو۔ ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے شادی کرنے کے جرم پر سزا نہیں پا سکتی حالانکہ اس کا شوہر صرف تقریباً چھ سال ہی سے لاپتا تھا۔

له قانون نوآبادیات مصنفۂ برگ (Burge's Colonial Law) جلد چہارم۔ صفحہ ۱۱۔ قوانین موضوعہ جائداد اراضی سلفرڈ (Shelford's Real Property Statutes.) ۱۷۶-۱۷۷ طبع چہارم۔ کتابوں میں اسی قسم کے قیاس کا ان قوانین موضوعہ سے پہلے بھی پتا چلتا ہے۔ دیکھئے (تھارن بنام رالف) ڈائرہ ۱۸۰ الف۔ تقابلہ ۶۵۔ فٹز ہربرٹ ناتورا بریوم ۱۹۶ ایل۔ جو غالباً پہلے سے موجود قیاس کی مشابہت پر اختیار کیا گیا تھا نہ کہ ان قوانین موضوعہ سے نقل کیا گیا۔

کسی ایسے شخص کی درخواست پر جو ایسے شخص کی موت پر جائداد کا مستحق ہوتا ہے۔ یا ایسی جائداد کا مستحق ہوتا ہے۔ جس کا انتقال ایسے شخص کی موت پر موقوف ہوتا ہے۔ ایسے ضابطہ واشتہار یا اور طریقہ پر جس کا وہ حکم دے تحقیقات کے بعد قرار دے سکتی ہے کہ ایسا شخص غائب ہو گیا ہے۔ اس کے آخری مرتبہ زندہ دیکھے جانے کی تاریخ فلاں ہے۔ اور شہادت یا مقبولہ واقعات کی بنا پر نیز قرار دے سکتی ہے کہ اس کے آخری مرتبہ زندہ دیکھے جانے کی تاریخ کے سات سال کے اندر کسی خاص تاریخ مر گیا ہے۔ اور جب کوئی صریحی شہادت اس کے کسی خاص تاریخ پر مرنے کی نہ ہو تو قرار دے سکتی ہے کہ اس کے آخری مرتبہ زندہ معلوم ہونے کے ٹھیک سات سال بعد مر گیا ہے"...... صفحہ ۳۵۰

درخواست کے منظور ہونے کے بعد درخواست گزار قابض ہو سکتا اور رفروخت کرسکتا ہے۔ لیکن اس تاریخ سے تیرہ سال کے اندر شخص مفقود الخبر یا کوئی اور شخص جو زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کی بنا پر مستحق ہو جائداد کو اپنے دعوے کی اطلاع کے بعد واپس لے سکتا ہے۔ لیکن آمدنی نہیں پا سکتا لیکن اس قانون کے دفعہ ۷ کی رو سے حکم ہے کہ شخص مفقود الخبر یا اس سے حق حاصل کرنے والا شخص مجاز نہیں ہوگا۔ کہ کسی ایسے شخص سے جو اس قانون کے یا منسوخ شدہ قانون (قانون تحدید زندگی (اسکاٹ لینڈ) ۱۸۸۱ء) کے احکام کے تحت مالک ہو گیا ہے مطالبہ کرے یا وصول پائے":

"(کسی ایسی جائداد کو جس کی قیمت کی کسی ... کاری رجسٹر میں رجسٹری ہو سکتی ہو۔ جب کہ اس قانون یا منسوخ شدہ قانون کے احکام کے تحت۔ اس کی قیمت کی رجسٹری کئے جانے کے بعد تیرہ سال گزر گئے ہوں (ب) یا تیرہ سال کے اندر جائداد کو جس کو قیمتہ یا جس کے مختلف اجزاء کا قبضہ۔ اسی قانون یا منسوخ شدہ قانون کے احکام کے تحت حاصل کیا لیا ہو۔"

اس موضوع سے متعلق ایک اور قانون کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ قانون معمولہ ۱۷۰۷ئہ ۶ این باب ۱۸ (Cestinquevic Act, 6 Ann C. 18) (نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ میں باب ۷۲) ہے۔ جس کی رو سے عدالت عالیہ کا سررشتہ چانسری ہر سال اس شخص کی درخواست پر جو کسی شخص کی وفات کے بعد کسی حقیت مابعد۔ حق عودی یا جائداد متوقعہ کا مستحق ہوتا ہو۔ اور جو حلف لیتا ہو کہ اس کا پختہ خیال ہے کہ ایسا شخص مرگیا ہے اور اس کی موت کو چھپایا گیا ہے۔ اس شخص کو جس پر اخفا کا شبہہ ہو۔ حکم دے سکتا ہے کہ اس شخص کو عدالت کے ایک یا دو نامزدہ اشخاص کے روبرو پیش کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پیش کرنے سے انکار کرنے سے دعویدار جائداد پر قبضہ کر لینے کا مجاز ہوجاتا تھا گو یا کہ موت واقع ہوگئی ہے۔ اس قانون[1] کے تحت ریورٹس میں کچھ کم مقدمات نہیں ملتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی رو سے ہر اس شخص کے پیش کئے جانے کا حکم دیا جا سکتا ہے جس کو کوئی مفاد ایسا حاصل ہو جو اس کی عمر بھر کے لیے ہو۔ کیونکہ ایک ملاّح کی بیوی کو جو بیس سال پہلے سمندر کے سفر پر گیا تھا۔ اور اس وقت سے جب کہ اس نے اس کو ایک حقیت مستقل کا مکان دیا اور اس کا کرایہ وصول کرتے رہنے کہا تھا کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ حکم دیا گیا کہ وہ اس کے شوہر کو "ٹاٹن ہام (Tottenham) کی تحصیل کے گرجے میں ۱۸۔اگست ۱۸۸۵ئہ" کو پیش کرے لیکن پیش کرنے کا حکم اگرچہ اس کی تعمیل نہ کی گئی ہو۔ ایسی شہادت نہیں ہے جس پر بیمہ کمپنی جان کے بیمہ کی رقم ادا کردے۔ کیونکہ ایسی رقم اگر غلط ادا کی گئی ہو تو ضائع ہوجاتی ہے۔ حالانکہ قانون معمولہ ۱۷۰۷ئہ میں صراحۃً[علّت] ۳۵ا

---

[1] دیکھئے مثلاً ان ری ٹوپیل ۔ ۳۴ چانسری ڈیویژن ۵۸۹ - ان ری اسٹیونس ۳۱ چانسری ڈیویژن ۳۲۰ ۔ اور وہ دوسرے مقدمات جو میوس ڈائجسٹ آف انگلش کیس لا "Mew's Digest of English Case Law." میں بیان کئے گئے ہیں جلد ۶ عنوان "شہادت"۔

نہ صرف قبضہ کردہ اراضی کی بازیابی کا بلکہ لگان کی وصولی کا بھی حکم ہے[1]۔

جب کوئی شخص سات سال تک غیر حاضر اور لاپتہ ہو تو بھی قیاس ہوتا ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ اور سات سال میں کس وقت وہ مرا اس کے متعلق کچھ قیاس نہیں ہوتا ہے[2]۔ اور اگر ٹھیک ٹھیک موت کا وقت ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے تو اس کو مثبت طور پر کسی ایسی شہادت سے ثابت کرنا چاہئے جو اس واقعے سے زیادہ ہوگی کہ اس شخص کو لاپتہ ہوکر سات سال ہو چکے ہیں[3]۔ ان مقدمات پر غور کیا جا چکا ہے جن میں یہ قیاس قیاس معصومی سے ٹکرا جاتا ہے[4]۔ اور جوری واقعۂ موت کا سات سال سے کم عرصے میں بھی اگر دوسرے حالات بھی اس کے موافق ہوں تو قیاس کرسکتی ہے[5]۔

دفعہ ۴۱۰: انسانی زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کے مضمون سے متعلق ہونے کی حیثیت سے اب ایک ایسے مضمون پر غور کرنا باقی رہ گیا ہے جو کم و بیش ہر ملک کے قانون دانوں اور مقننوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ ہم ان حسرت ناک صورتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو کبھی کبھی پیش آتے رہتے ہیں اور جن میں متعدد اشخاص جو اکثر ایک ہی خاندان

---

۱ ڈائیل بنام سٹی آف گلاسگو لائف انشورنس کمپنی ۵۳ لا جرنل چانسری ۵۲۷۔ نارتھ جسٹس۔

۲ دیکھئے نیچے نوٹ ۵ کا حوالہ۔ رہوڈس بنام رہوڈس ۳۶ چانسری ڈویژن ۵۸۶۔ ۵۶ لا جرنل چانسری ۸۲۵۔

۳ ڈوڈی نائٹ بنام نی پی ین ۵۔ بارن وال واڈالفس ۸۶۔ حکمنامہ غلطی پر اس کی ۱۸۳۷ء میں توثیق کی گئی۔ ۲۰ میسن۔ وولزلی ۴ ۸۹۴۔ ۶۴ رسل وریان۔ ۹ ۷۸۔ ۱ اور دیکھئے ان ری لیوس ٹرسٹس لاء رپورٹ ۲ چانسری مرافعات ۲۵۶۔ ملکہ بنام لمسلے لاء رپورٹ چانسری کیس ۱۹۶۔ ان ری فینی ٹرسٹس لاء رپورٹس چانسری اپیلس ۱۳۹۔ ان ری آلڈرسی گیسن بنام ہال (۱۹۰۵ء) ۲ چانسری ۱۸۱۔ از کیکی وچ جسٹس۔

۴ پیچھے دفعہ ۲۳۴۔

۵ دیکھئے اوپر نوٹ ۲۔ حاشیہ صفحہ ۶۱۶

کے ہوتے ہیں۔ ایک عام حادثے کی وجہ سے فوت ہوجاتے ہیں ـــــ مثلاً جہاز کی تباہی۔ زلزلہ۔ آگ لگنے ـــ ریل کے حادثے یا جنگ کی وجہ سے۔ اور جن میں کہ ان ایک ساتھ مرنے والوں میں (جیسا کہ قانون رومامیں ان کو کہا گیا ہے) کسی ایک کے پہلے مرنے کی وجہ سے اشخاص ثالث کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ قانون روما اور اس کے شارحین بہت کچھ اس قسم کے سوالات میں مصروف رہے ہیں اور بطور ایک عام اصول کے (جس کے مستثنیات بھی ہیں) قرار دیا ہے کہ جب مرنے والے اشخاص ماں باپ اور بچے ہوں تو بچے کا اگر وہ سن بلوغ سے کم ہوں پہلے مرنے کا قیاس کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس سن سے زیادہ ہوں تو اصول کو الٹ دیا جاتا تھا۔ شوہر و زوجہ کی صورت میں قیاس شوہر کے زوجہ کے بعد تک زندہ رہنے کا ہوگا[1]۔ قدیم و جدید فرانسیسی قانون دانوں نے اس مضمون پر بہت کچھ محنت کی ہے[2]۔ اس کے متعلق جتنے بھی نظریے بنائے گئے ہیں وہ سب
۲۵۲ف
اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ جس شخص کے بعد تک زندہ رہنے کا قیاس کیا جاتا ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنی زیادہ قوت کی وجہ سے

---

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۹۔ طبع شانزدہم۔ ڈائجسٹ کتاب ۳۴ عنوان ۵۔

[2] قدیم فرانسیسی مقننوں کی رایوں کے لیے دیکھئے قانون نوآبادیات مصنفہ برگ جلد ۴ فٹ دفعہ ا۔ اور آج کل کے فرانسیسی قانون کے لیے مجموعۂ قانون فرانس کتاب ۳ عنوان ا۔ باب ا متعلق قائمقامی دفعات ۷۲۰۔ ۷۲۲۔ ایسی صورت میں مجموعۂ دیوانی لوئی سینیا (The Civil Code of Lovisiana) فرانسیسی مجموعے کے اصول کو اختیار کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ پندرہ سال سے کم میں قیاس ہوگا۔ بڑی عمر والا زیادہ جیا۔ اور ساٹھ برس سے زیادہ عمر والوں میں قیاس ہوگا کہ سب سے کم عمر والا زیادہ جیا ان عمروں میں اگر جنس مختلف ہو تو مرد اور اگر جنس ایک ہی ہو تو سب سے کم عمر والے کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ زیادہ جیا۔ لیکن قانون عمومی کی عدالتیں عام طور پر اس قیاس کو اختیار کرنے پر مائل نہیں رہی ہیں۔ ایضاً۔ کالے بنام لیچ مسٹکاف رپورٹس میساچوسٹس (Messachusetts) (Reports) ۱۷۴۔ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

بہ نسبت اپنے ساتھی کے موت سے زیادہ مقابلہ کرسکتا تھا۔ یہ فرض کر لینے کے بعد بھی کہ بہ نسبت عورت کے مرد۔ اور بہ نسبت نوعمر یا نابالغ کے پختہ عمر کا شخص موت کا زیادہ دیر تک مقابلہ کرسکتا ہے۔ یہ موقف زیادہ سے زیادہ ایک عام اصول ہوسکتا ہے۔کیونکہ نہ صرف خاص صورتوں میں جس شخص کو کمزور سمجھا گیا تھا اس کی بڑھی ہوئی قوت و صحت پر قیاس کو اوندھا دیتی ہے۔ بلکہ یہ اصول بھی اس مفروضے پر مبنی ہوتے ہیں کہ دونوں شخص آنے والے خطرے کے لحاظ سے بعینہ ایک ہی موقع پر تھے۔ حالانکہ یہ ظاہر بات ہے کہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی جگہ جنگ کی طومار یا زلزلہ اور جہاز کی تباہی کی وحشت ناکیوں میں معمولی طور پر غیر متعین ہونی چاہئے۔ اور ان اشخاص کی اخلاقی حالت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ بہادر اشخاص بزدلوں اور کمزور اعصاب والے اشخاص سے زیادہ جیتے ہیں۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ بعض جدید ماہرین علم اجسام کے نزدیک بعض قسم کی موت میں قوی ترین اشخاص پہلے مرتے ہیں[۱]۔ بہر حال اس قسم کے سوالات کا دروازہ کھول کر روما و فرانس کے قانون دانوں نے اس مفید اصول کو نظر انداز کردیا ہے کہ "بیجا نزاکتوں کو قانون پسند نہیں کرتا ہے"[۲] انگریزی قانون نے زیادہ دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔کیونکہ باوجود چند قابل اعتراض اقوال عدالتی کے نظایر سے صحیح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انگریزی قانون اس قسم کے

---

[۱] دیکھئے طبی علم اصول قانون مصنفہ بک۔ جہاں ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کو ایک جدید سیاح نے بیان کیا ہے کہ ریگستان نوبیہ (Nubian Desert) میں ایک کاروان میں پانی کی قلت تھی۔ "سب سے کمسن غلاموں نے پیاس کو بہترین طریقے پر برداشت کیا۔ اور گو بڑی عمر کے لڑکے سب مرگئے بچے سلامتی سے مصر پہنچ گئے"۔ یہی مصنف کہتے ہیں کہ "جہاں تک" عادت و اختلاف مزاج کا تعلق ہے ایسے اشخاص کے متعلق جن میں دماغ اور سِل کی بیماریوں کا رجحان ہے سمجھنا چاہئے کہ اگر موت کے وجوہات ان کو متاثر کرنے والے رہیں تو وہ پہلے مرے ہیں۔

[۲] ہم گ ۵ ب۔ د۔ گ ۱۲۱ - الف ۳ بلیسٹرو ڈ ۶۵۔

مقدمات میں کسی مصنوعی قیاس کو تسلیم نہیں کرتا ہے بلکہ ایک ہی حادثے سے مرنے والوں کی فرض کردہ زیادہ طاقت[1] کو اس کی قدرتی وقعت دیتا ہے۔ یعنی اس کو ایک ایسا واقعہ قرار دیتا ہے جس پر عدالت غور کر سکتی ہے۔ لیکن جو بنفسہ بار ثبوت کے بدلنے کے لیے ناکافی ہے[2]۔ اسی لیے جب کسی شخص کے پاس جس پر ایک شخص کے دوسرے سے زیادہ جینے کو
ثابت کرنے کا بار ثبوت ہوتا ہے۔ اس مفروضے سے زیادہ شہادت ص ۳۵۳
نہیں ہوتی ہے کہ وہ بلحاظ عمر یا جنس کے اپنے ساتھی سے زیادہ موت سے کشمکش کی ہوگی تو وہ مقدمہ نہیں جیت سکتا۔ لیکن برخلاف اس کے اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوگا کہ قانون دونوں کے ایک ساتھ مرنے کا قیاس کرتا ہے۔ ایسا کرنا ایک بلکل ہی غیر اغلب امر کے متعلق ایک مصنوعی قیاس قایم کرنا ہوگا۔ لیکن عملی نتیجہ تقریباً وہی ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ نہ ثابت کیا جا سکے کہ کون پہلے مرا تو عدالت اس واقعے کو ناقابل تعین قرار دیگی۔ اس طرح پر باوجود اس کے غیر اغلب ہونے کے ممکن ہے کہ دونوں اشخاص ایک ساتھ ہی مرے ہوں۔ قانون جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مقدمہ انڈرووڈ بنام ونگ (Underwood v. Wing) میں پوری طرح قرار دیا گیا۔ اس کے فیصلے کی توثیق لارڈ چانسلر کراون ورتھ (Lord Chancellor Cranworth) نے کی۔ جن کے ساتھ وٹ مان جسٹس

[1] اس موضوع پر معروف ترین مقدمہ جنرل اسٹانوکس (General Stanwix) کا ہے۔ آر بنام ڈاکٹر نے (R. V. Dr. Nay) (ہنری بلاکسٹن جلد ا صفحہ ۴۹۰) مشہور مسٹر فرن (Mr Fearne) نے ہر ایک دعوے دار کی موافقت میں ایک ایک ماہرانہ حجت وضع کی۔ دیکھئے ان کے تصانیف۔ قدیم مقدمہ براؤٹن بنام رانڈل (Broughton v. Randall) کروک عہد ایلی زبیتھ۔ باپ اور بیٹے کو ایک ہی گاڑی میں لے جا کر سولی دی گئی۔ اور بیٹے کے زیادہ جینے کا قیاس کیا گیا۔ کیونکہ وہ دیر تک کشمکش کرتا رہا۔ اور بعض دوسرے حالات بھی تھے۔

[2] انڈرووڈ ملی۔ ماسٹر آف رولس (Pre Romilly, M. R.) ۱۹- جون ۵۹ء۔

اور مارٹن بنچ (Whightman, J. & Martin B.) بھی تھے[1]۔ اور آخر کار دارالامرا نے بھی اس کی ونگ بنام آنگریف[2] (Wing v. Angrave) میں توثیق کی۔ اس مقدمے میں ایک شوہر و زوجہ عرشہ جہاز سے ایک بڑی موج کی وجہ سے سمندر میں بہہ گئے۔ شوہر ایک قوی شخص اور اچھا پیراک تھا۔ اور بیوی ایک کمزور عورت جس کو تیرنا آتا ہی نہیں تھا۔ دارالامرا نے متفقاً قرار دیا کہ عمر۔ جنس یا اور حالات کی بنا پر پسماندگی کا کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے۔ لیکن عام اصول پر بہت بحث نہیں کی۔ اصل سوال جو تھا۔ وہ یہ ضمنی سوال تھا کہ ان وصیت ناموں کا کیا اثر ہے جو شوہر و زوجہ نے بنائے تھے؟ بیوی کے وصیت نامے کی رو سے وہ جائداد جس پر اس کو نامزدگی کا اختیار تھا۔ شوہر کو دی گئی تھی۔ اور اگر شوہر اس کی زندگی میں مر جائے تو ولیم ونگ کو۔ شوہر کی وصیت بھی ایسی ہی تھی۔ لیکن پہلے بچوں کے واسطے امانت تھی۔ جس پر عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کو ونگ کے ساتھ مشترکاً وصی مقرر کیا تھا۔ دارالامرا نے (با اختلاف لارڈ کیمبل قرار دیا کہ ونگ دونوں وصیت ناموں کے تحت مستحق نہیں۔ اور بیوی کی جائداد ان لوگوں کو ملے گی۔ جو اس کے اختیار نامزدگی کے استعمال نہ کرنے کی صورت میں مستحق تھے۔ نیز یہ کہ ونگ میں دونوں حقیتوں کے جمع ہونے سے نفس مقدمہ متاثر نہیں۔ بلکہ ونگ کو اپنے دعوے کو یا تو ایک حقیت کے تحت ثابت کرنا چاہئے۔ یا دوسری کے۔ لیکن لارڈ کیمبل نے ونگ کی موافقت میں فیصلہ دیا۔ کیونکہ موصی نے صاف طور پر اپنی رائے ظاہر کر دی تھی کہ اگر جائداد شوہر کو نہ ملے تو ونگ کو ملنی چاہئے۔

جب ایک عیسائی مبلغ اس کی بیوی اور تمام بچوں کے متعلق کہا گیا کہ

---

[1] ڈی جکس ہاکنا ٹن اور گارڈن رپورٹس ۶۲۳۔

[2] ونگ بنام آنگریف (۱۸۶۰ء) ۸ مقدمات دارالامرا ۱۸۳۔ ۳۰ لاجرنل چانسری ۶۵۔

وہ چین کے ایک قتل عام میں مارے گئے۔ تو وثیقۂ اہتمام ترکۂ شوہر۔ وزوجہ کے قریبی ورثا کو علحدہ علحدہ ان حلف ناموں کے پیش ہونے کے بعد کہ وہ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ئہ کو یا اس کے بعد بعدم وصیت اور بغیر بیمہ کرائے فوت ہوئے ہیں۔ ونیز اس وجہ سے کہ مناسب تحقیقات کے بعد ظاہر تھا کہ یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ ایک دوسرے سے زیادہ جیا۔ عطا کیا گیا۔[1]　۳۵۴

ذیلی فصل (۸)

قیاس خلاف مرتکب فعل ناجایز (غاصب)

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ		صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ	
اصول "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جاتا ہے"........	۳۵۴-۶۲۵	دستاویزات کے متعلق مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاس کی وسعت......	۳۵۶-۶۳۰
اس کے اطلاق کی مثالیں..	۳۵۵-۶۲۸	کبھی کبھی اس میں بہت وسعت دی گئی ہے..........	۳۵۷-۶۳۱
آلات شہادت کو چھپا دینا وغیرہ یا قانونی کارروائیوں میں کسی قسم کے جرم تبدیل کا مرتکب ہونا...	۳۵۵-۶۲۸	خصوصاً فوجداری مقدمات میں..........	۳۵۸-۶۳۲

دفعہ ۱۱۴: دوسرا نہایت اہم وپسندیدہ اصول یہ ہے کہ "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جائے گا"[2] یا "مرتکب فعل ناجائز

---

[1] ان دی گڈس آف بے تن سنہ ۱۹۰۱ئہ پروبیٹ ۱۴۱۔

[2] شہادت مصنفہ لوفٹس جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔ شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۶۲ طبع سوم۔ مقدمات ۱۹۱۸۔

کی مخالفت میں ہر شے کا قیاس کیا جائے گا[1] یہ اصول کچھ تو قدرتی نصفت پر مبنی ہے۔ لیکن قانون کی مصلحت کی وجہ سے اس کو بہت تقویت دی گئی ہے۔ اس موضوع پر ہادی مقدمہ آرموری بنام ڈلا میری (Armory v. Delamirie) کا ہے[2] جس میں ایک ادنیٰ درجے کے شخص کو ایک جواہر ملا۔ اس نے قیمت دریافت کرنے اسے ایک جوہری کی دکان لے گیا۔ جوہری نے تولنے کے بہانے سے اس کو اپنے قبضے میں لیا۔ اور جواہر نکال لیا۔ اور جب پڑا پانے والے نے اس کے لیے قلیل معاوضے کو پسند نہیں کیا تو خالی انگشتری واپس کردی۔ جواہر کو روک رکھنے کی بنا پر ہرجانہ وصول کرنے کی نالش کئے جانے پر جوری کو ہدایت کی گئی کہ سوائے اس کے کہ مدعی علیہ جواہر کو پیش کرکے ثابت کرے کہ وہ بہترین آب والا نہیں ہے انھیں اس کے خلاف زیادہ سے زیادہ امر کا قیاس کرنا چاہئیے۔ اور خالی حلقے میں جو بہتر جواہر آسکتا ہے اس کی قیمت کو ہرجے کا معیار قرار دینا چاہئیے۔ انسلی بنام دی ارل آف انگلیشیہ[3] (Annesley v. The Earl of Angelsea) کے بڑے مقدمے میں جو حالات کے سختی سے مدعی علیہ کے خلاف تھے وہ یہ تھے کہ اس نے مدعی کو جو خاندانی جائداد اور خطاب کا بحیثیت وارث دعوے دار تھا بھگوا کر سمندری سفر پر بھجوا دیا تھا۔ اور اس پر قتل کا ایک جھوٹا الزام لگا کر اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی —— یہ ایسے واقعات تھے جن کے متعلق ایک جج نے کہا کہ وہ مدعی کے مقدمے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۹۰ دیکھیے دفعہ ۲۰۳۔

[1] اصول ہائے قانون از لافٹ ۲۸۹۔

[2] آرموری بنام ڈلا میری۔ (۱۷۲۲ء) (۱) اسٹرینج ۵۰۵ (۱)، اسمتھ لیڈنگ کیس۔ اور دیکھئے مارٹیمر بنام کراڈاک ۷ جورسٹ ۴۵۔

[3] ۱۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۴۰۔ ۱۴۳۰۔ از مونٹنی بیج۔

ثبوت میں ہزار گواہوں سے زیادہ بول رہے ہیں۔ اسی طرح جیسا کہ خوب کہا گیا ہے اگر یہ ظاہر ہو کہ مدعی جھوٹی گواہی کی ترغیب دے رہا ہے۔ اور دروغ حلفی سے کام لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو یہ اس (ص۵۵)
امر کی قوی شہادت ہے کہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا مقدمہ سچا نہیں ہے[1]۔ اور سرقہ بالجبر کے مقدمات میں جب کبھی جائداد جبر و دہشت ناکی یا الفاظ یا حرکات کی ایسی دھمکیوں کی وجہ سے لی گئی ہو جن کی وجہ سے عام تجربے میں انسان اپنے ذاتی تکلیف کے خوف کی وجہ سے جائداد دے دیتے ہیں۔ قانون مرتکب فعل ناجائز کے خلاف تخویف کا قیاس کرتا ہے[2]۔ اسی لیے جب مستغیث نے خود ڈھونڈھ کر سارق بالجبر کو نکالا۔ اور اپنے پر سرقہ بالجبر اسی لیے ہونے دیا کہ سارق کو انصاف کے حوالے کیا جا سکے تو قرار دیا گیا کہ ملزم نے سرقہ بالجبر کا ارتکاب کیا[3]۔ اسی طرح قانون روما میں گو عام اصول یہ تھا کہ رقم دینے سے قیاس ہوتا تھا کہ وہ قرض کی ادائی میں دی گئی ہے لیکن جب وہ شخص جس پر قرض کی نالش کی گئی ہو رقم پانے سے انکار کرتا تھا۔ تو اس امر کی شہادت ہے کہ فی الواقع اس کو رقم دی گئی تھی۔ اس امر کو ثابت کرنے کا بار ثبوت اس پر آجاتا تھا کہ وہ رقم ادائی قرض میں دی گئی تھی[4]۔

دفعہ ۴۱۲: لیکن اکثر اس اصول کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے۔

---

[1] انڈکا کیرن لارڈ چیف جسٹس مور یارٹی بنام لندن چیتھم اور ڈوور ریلوے کمپنی (۱۸۷۰ء) لا رپورٹ (۵) کوئنس بنچ ۳۱۴ - ۳۱۹ -

[2] ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۷۱۱ -

[3] مقدمہ نارڈن جس کا کراؤن لا مصنفۂ فاسٹر صفحہ ۱۲۹ میں ذکر کیا گیا۔

[4] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ - عنوان ۳ دفعہ ۲۵ -

جب کہ کوئی عدالتی بدچلنی ہوئی ہو مثلاً دستاویزات یا دوسرے آلات شہادت کو چھپا دینا۔ دبا دینا۔ مٹانا تلف کرنا یا جعلی بنانا۔ یا قانونی کارروائیوں میں کسی قسم کے جرم تبدیل کے مرتکب ہونا۔ اس سے نہ صرف یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ جن دستاویزات شہادت کو چھپا۔ دبا دیا۔ وغیرہ ہے۔ اگر ان کو پیش کیا جائے تو وہ چھپا دبا دینے وغیرہ والے فریق کے خلاف ہوں گے۔ بلکہ فریق مخالف کی شہادت کو زیادہ آسانی کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے[1]۔ لارڈ چیف جسٹس ہولٹ (L. C. J. Holt) کہتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص ایسی شے کو تلف کر دے جو اس کے خلاف شہادت میں پیش ہونے والی تھی تو کسی معمولی امر سے اس کی بابجائی ہو جاتی ہے[2]" ظاہر ہے کہ یہ قاعدہ اس اصول پر مبنی ہے کہ کسی شخص کو اپنے فعل ناجائز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اور اس کے اطلاق کی متعدد مثالیں کتابوں میں ملتی ہیں۔ مثلاً ملک بنام کونٹیس آف ارنڈل (Rv. The Countess of Arundel) کے مقدمے میں بغاوت سنگین کی بنا پر دارالعوام کے سزا دینے کی وجہ سے تاج کو بعض اراضی کا استحقاق پہنچا تھا۔ اور اٹرنی جنرل نے مدعی علیہ کے خلاف عدالت نصفت میں ان کی بازیابی کے لیے مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور یہ ظاہر کئے جانے پر کہ وہ اسناد جن کی رو سے شخص سزا یافتہ کو وہ اراضی ملی تھی موجود نہیں ہیں لیکن سخت شبہ تھا کہ ان کو مدعی علیہ کے کسی پیش رو حقیقت نے دبا دیا ۴۶۶

[1] شہادت مصنفہ فلپس وایاس ۴۵۰۔ دیکھئے رنڈی ہالڈین بنام ہارڈسی۔ ۲ برومس ۲۴۸۔

[2] غیر موسومہ (۱) لارڈ ریمنڈ ۲۱ ء۔

[3] مہارڈ رپورٹس ۱۰۹۔ اس رپورٹ کے بموجب سخت ترین شبہ تھا کہ اسنادات کو دبا دیا گیا ہے لیکن کوپرمنام ایرل کوپیہ پیرڈ نیس رپورٹس۔ چانسری ۹۰۔ ۴۹۔ میں جوزف جیکل ماسٹر آف رولس (Sir Jos. Jekyell. M. R.) کہتے ہیں کہ انھوں نے رجسٹر کی کتاب کی تحقیق کرائی جس سے ظاہر ہوا کہ اسنادات موجود تھے اور ان کی حسب ضابطہ تکمیل ہوئی تھی۔ عدالت نصفت کے

اور روک رکھا تھا تو حکم دیا گیا کہ ان اراضی پر تاج قابض ہو جائے اور ان سے متمتع ہوتے رہیے۔ جب تک کہ مدعی علیہ ان اسناد کو پیش نہ کرے۔ اور عدالت اس وقت مزید غور کرے گی اور احکام صادر کرے گی۔ اسی طرح جب سوال یہ ہوا کہ آیا ایک سابقہ وصیت نامہ ایک بعد کے وصیت نامے سے جس کے مضامین کا سابقہ وصیت نامے سے مختلف ہونا بیان کیا گیا تھا ــــ گو سابقہ وصیت نامے کے پیش نہیں کئے جانے سے یہ ظاہر نہیں تھا کہ کن امور میں فرق تھا۔ منسوخ کیا گیا یا نہیں۔ تو سابقہ وصیت نامے کے تحت دعویدار کے اس کے متعلق فعل ناجائز کی شہادت اس قیاس کی اچھی بنیاد ہوگی کہ وہ بعد کے وصیت نامے کی رو سے منسوخ کیا گیا۔[۱] اسی طرح جب کوئی شخص اطلاع کے بعد بھی کسی اقرار نامے کو پیش کرنے سے انکار کرے تو قیاس کیا جائے گا کہ وہ کافی طور پر اسٹامپ شدہ تھا۔ اور ایک دیوانی مقدمۂ جوری میں قرار دیا گیا ہے کہ جب فریقین مقدمہ میں سے ایک فریق نے ایک گواہ سے جو حکمنامۂ پیشی دستاویز کے تحت طلب کیا گیا ہو ایک دستاویز جو گواہ کی ملکیت تھی فریبانہ طور پر حاصل کر لی ہو۔ تو مضامین دستاویز کی منقولی شہادت اصل دستاویز کو پیش کرنے کی اطلاع دینے کے بغیر دی جاسکتی ہے۔[۳]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے دستاویزات کے متعلق فعل ناجائز کے تصفیوں کی۔ دوسری مثالوں کے لیے ان مقدمات کو دیکھئے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ اور نیز دیکھئے ڈالٹن بنام کولس ورتھ (۱) پیر ویمس ۱۳۱، ۔ ورائٹ بنام لیڈی لنکن (۱۸۰۳ء) ۸ ویسی ۴۶۲۔ رسل و ریان ۷۱۔ بلانچٹ بنام فاسٹر ۲ ویسی سینیر ۲۶۴۔ اور دی اٹرنی جنرل بنام دی ڈین آف ونڈسر ۲۴ بیون ۶۷۹۔

[۱] دیکھئے از لارڈ مانسفیلڈ ہارووڈ بنام گدرایٹ۔ کوپر ۸۷۔ ۹۱۔

[۲] کرسپ بنام انڈرسن (۱۸۱۵ء) اسٹارکی جلد ۱ ص ۳۵۔ ۱۰ رسل و ریان ۴۴۰۔

[۳] لیڈس بنام کک (۱۸۰۳ء) ۴ اسپناس ۲۵۶۔ ۱۰ رسل و ریان ۵۵۸۔

دفعہ ۴۱۳: کہا گیا ہے کہ دستاویزات کے متعلق مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاس صرف یہ فرض کر لینے تک محدود نہیں ہے کہ وہ دستاویزات اس کے خلاف ہیں۔ یا یہ کہ اس کی وجہ سے اس کے مخالف فریق کی شہادت زیادہ پسندیدہ نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے اس خاطی فریق کی تمام دوسری شہادت شبہے کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہوتا ہے تو اسی قسم کی صورت میں اس کے ہمیشہ خطا کار ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے"[1] مقدمۂ ڈو ڈی بین لانڈ بنام ہرسٹ (Doed. Beanland v. Hirst) میں بیلی جسٹس (Bayley, J.) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے جوری سے کہا کہ انھیں دستاویز میں بیٹنے کے واقعے پر غور کرنا چاہئے کہ جو شخص صفحہ ۳
ایک دستاویز میں تبدیل کر سکتا ہو وہ دوسری دستاویز کو بھی دبا دے سکتا ہے اگر دبا دینا اس کے اختیار میں ہو۔[2] اور جو قیاس کہ آلات شہادت کے جعلی بنانے یا خراب کر ڈالنے سے پیدا ہوتا ہے وہ بہ نسبت اس قیاس کے جو ان کے دبا دینے یا تباہ کر دینے سے پیدا ہوتا ہے زیادہ قوی ہوتا ہے۔[3]

---

[1] کروک عہد چارلس ۱۷، ۳۱۔ دیکھئے نیچے دفعہ ۴۳۶۔ متن قانون کلیسا میں اس سے آگے بڑھا لیا ہے کیونکہ قرار دیا گیا ہے کہ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہوتا ہے اس کے ہمیشہ خطا کار ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے۔" دیکھئے مضامین پاپائی مصنفۂ سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. R. 8 لیکن اس کے شارحین کا رجحان اس کے اثر کو اسی قسم کے مقدمات تک محدود رکھنے کا تھا۔ دیکھئے مقدمۂ مجموعۂ قانون کلیسائی مصنفۂ گلبرٹ حصۂ آخری عنوان ۷۔ باب ۲ دفعہ ۲۔ نوٹ۔ مع نیز synt Jur. Civ. Exercit ۲۸۔ دفعہ ۱۸۔ نوٹ (ڈی) از طرّاد نیچے دفعات ۲۲-۸

[2] (۱۱) بیرایس ۸۸۴۔

[3] شہادت مصنفۂ اشارکی جلد ۱ صفحہ ۵۷۴۔ طبع سوم۔

دفعہ ۱۱۴: "اصول مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر امر کا قیاس ہوتا ہے" کہ چاہیے کتنے ہی مفید اور عام طور پر منصفانہ ہونے کو لازماً تسلیم کیا جائے۔ لیکن اس کے متعلق یہ ایک منصفانہ وجائز شبہہ کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی اس کو حد سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ سر ڈبلیو ڈی ایوانس[۱] (Sir W. D. Evans) کہتے ہیں کہ "کسی فریق کا باوجود پیش کر سکنے کے کسی تحریری شہادت کو نہ پیش کرنا عام طور پر اس کے خلاف قوی قیاس قایم کر دیتا ہے۔ میری دانست میں بعض وقت اس میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے کہ دوسری شہادت کی ضرورت ہی کو باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ کرنا تو یہ چاہیئے تھا کہ امر نزاعی سے متعلق اور شہادت کی وقعت کا اندازہ کرنے میں اس واقعے کو بھی قابل لحاظ قرار دیدیتے" اور مقدمۂ بارکر بنام رے[۲] (Barker v. Ray) میں لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) نے کہا کہ "اس عدالت کو تخریب شہادت کے مقدمات میں خاص اختیار سماعت ہے ...... تخریب کے معاملات میں عدالت کا اختیار سماعت بہت دور بڑھ گیا ہے۔ فی الحقیقت یہ اس حد تک گیا ہے کہ اگر میں اپنے کو نظائر وعملدرآمد سے پابند نہیں سمجھتا تو مجھے اس حد تک ان پر عمل کرنے میں بڑی دشواری ہوتی۔ یہ کہنا کہ جب ایک وقت تخریب ثابت ہو جائے تو آپ خراب کردہ دستاویز کے بیان کردہ مضامین کو آنکھ بند کر کے تسلیم کر لیں گے بہت سی صورتوں میں حد سے تجاوز کرنا ہوگا" اس وقت بھی جب کہ شہادت کا جعلی بنانا صاف طور پر کسی شخص کے خلاف ثابت ہو عدالتوں کو جن کا مقصد سچ کی دریافت ہوتا ہے۔ ماہیت مقدمہ اور جعلی بنانے کی ترغیب[۳]

---

[۱] شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۲۔ ص ۳۳۷۔

[۲] بارکر بنام رے ۲ رسل ۷۲-۷۳۔

غور کرنا چاہیئے۔ کیا اس رائے میں کوئی ناممکن یا غیر اغلب بات ہے کہ بہت سی صورتوں میں شہادت کو جعلی اس خوف بلکہ اس یقینی علم کی وجہ سے بنایا جاتا ہے کہ فریق ثانی بھی ایسی ہی مذموم حرکت کا مرتکب ہوگا۔[1] فرض کیجئے کہ ایک شخص پر ایک ایسے دستاویز قرض کی بنا پر نالش کی جارہی ہو جس کو وہ جانتا ہے کہ جعلی ہے لیکن جس کو جعلی ثابت کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے: "تم بھی ایک براۃ جعلی بناؤ" یا "کسی گواہ کو ادائی ثابت کرنے کے لیئے رشوت دو" ایسے بدیہی خیالات ہوتے ہیں جن پر کبھی عمل ہونا بعید نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۵۱: اس قیاس کو دیوانی مقدمات میں چاہے کچھ بھی وقعت جائز طور پر دی جائے۔ لیکن فوجداری مقدمات میں جہاں جان یا آزادی کا سوال ہوتا ہے۔ بہت احتیاط کرنی چاہیئے کہ تخریب یا ایسے ہی افعال کو وہ وقعت نہ دی جائے جس کے وہ مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ سماج کے حسِ اخلاقی کے معیار اور تقدس حلف کی تعظیم میں قومیں اور زمانے مختلف ہوتے ہیں۔ ضمیر کے اصولوں اور جرائت میں انسان ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اور عدالتیں بھی قابلیت وغیر جانب داری اور شہادت کی مقدار کے متعلق جو وہ سزا دینے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں مختلف ہوتی ہیں۔ بلا شبہہ فریق کا شہادت کا دبا دینا یا جعلی بنانا اس کو مجرم ثابت کرنے ایک واقعہ۔ اکثر نہایت ہی قوی واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی پیش آئی ہیں جس میں معصوم اشخاص نے۔ اپنے خلاف بہت سی شہادت سے جو جھوٹی تھی یا غیر قطعی لیکن جس کی تردید کے متعلق انھوں نے اپنے کو بے بس پایا تھا۔ گھبرا کر مجرمانہ شہادت کو دبا دینے یا تباہ کردینے کا بلکہ بری کرنے والی شہادت ص۳۵۸

[1] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم۔ جلد ۳ صفحہ ۱۶۵۔

[2] ایضاً سرڈبلیو۔ ڈی۔ ایونس کہتے ہیں کہ ڈگلس کے مقدمہ میں ایک سب سے بڑا اور مشکل ترین امر یہ تھا کہ سرجان اسٹوئرٹ

کو بنانے کا طریقۂ عمل اختیار کیا ہے[1]۔ اس کی سر ایڈورڈ کک ایک مثال دیتے ہیں جو اب بہت معروف ہے۔ لیکن جو اس وجہ سے کچھ کم قابل لحاظ یا عجیب نہیں ہے[2]۔ ایک چچا کے ذمے اپنی ایک ایسی بھتیجی کی پرورش تھی جو اپنے باپ کے وصیت نامے کے تحت ایک جائداد ارضی کی مالک سولہ سال کی عمر کے بعد ہونے والی تھی اور اس جائداد کا اس کے بعد وارث چچا ہی تھا۔ جب وہ آٹھ یا نو سال کی تھی تو اس کا چچا اس کو کسی خطا پر ادب دے رہا تھا۔ جب کہ اس کو کہتے ہوئے سنا گیا کہ "اچھے چچا مجھے مار نہ ڈالیے"۔ اس کے بعد اس لڑکی کا کچھ پتا نہیں چلا۔ گو اس کی بہت تلاش کی گئی۔ چچا کو قتل کے شبہے پر قید کر دیا گیا۔ اور اجلاس سہ ماہی کے ججوں نے اس کو فہمائش دی کہ اگلے اجلاس تک لڑکی کو حاضر کرے۔ ایسا نہ کر سکنے کی وجہ سے اس نے ایک دوسری لڑکی کو اس کے کپڑے پہنا کر اس کی جگہ پیش کر دیا۔ لیکن جھوٹ پکڑی گئی۔ اس کو سزا سنا دی گئی۔ اور اس کو اس فرضی قتل کی بنا پر سولی دے دی گئی لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ چچا کے مارنے کے بعد وہ بھتیجی بھاگ کر ایک بازو کے صوبے میں چلی گئی۔ جہاں وہ سولہ سال کی عمر تک رہی اور اس کے بعد جائداد کو طلب کرنے واپس آئی۔ کک کہتے ہیں کہ "اس مقدمے کو ہم نے دو امور کے متعلق خبردار کرنے بیان کیا ہے۔ پہلے کا روئے سخن ججوں سے ہے کہ جہاں جان کا سوال ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: نے چار جعلی خط بنائے تھے۔ کہ وہ لازماً جراح سے وصول ہوئے تھے۔ یہ ایسی حرکت تھی جیسا مشتبہی امر جس کی وجہ سے اس کے بیان کی عام صداقت کے خلاف ایک قوی قیاس قائم ہوتا تھا۔ میری رائے میں اس مقدمہ کے تمام حالات تعنیت کا جو نتیجہ دارالامراء نے نکالا وہی صحیح تھا۔ لیکن جس مقدمہ میں ایسا ہو، اس کے متعلق بہت شبہ رہنا ممکن نہیں۔" شہادت مصنفہ پوٹیسے جلد ۲ صفحہ ۳۳۱، نوٹ الف۔

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۱۵ طبع سوم شہادت مصنفہ فلپس وایمس ۲۶۷۔ بعض وقت معصوم اشخاص نے جھوٹے فعل عدم موجودگی کو پیش کر کے جواب دہی کرنے کی کوشش کی ہے اور غالباً ایسے ہی مقدمے پیش آئے ہوں گے جن میں ملزم گو معصوم ہوتا ہے لیکن اپنی اصلی جواب دہی سے دوسروں کو مجرم بنانے یا خود اپنے کو دوسرے معاملوں کے متعلق مجرم بنانے کے خطرے سے باز رہ سکتا ہوگا۔

[2] ۳ انسٹی ٹیوٹ باب ۱۰۴، صفحہ ۲۳۲۔ پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ شہادت مصنفہ پوٹیسے جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس صفحہ ۲۷۲۔ طبع سوم۔

۳۵۹ ان کو محض قیاس کی بنا پر فیصلہ نہیں کر دینا چاہئیے۔ اور دوسرے کا معصوم
اور سچے شخص سے ہے کہ اس کو کبھی جھوٹے یا نامناسب ذرائع سے اپنے کو
بری کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئیے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدائے تعالیٰ
(جو سرچشمۂ صداقت ہے) کے خلاف مرضی عمل کرکے اپنے کو ہلاک کر ڈالے۔
جیسا کہ چچا نے کیا۔" ایک اور مقدمہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑی دعوت
میں ایک مہمان کا زیور یکایک گم ہو گیا۔ حاضرین میں سے ایک کی
تحریک پر سب نے سوائے ایک کے جامہ تلاشی منظور کی۔ اس شخص
نے ضد کے ساتھ انکار کیا۔ جس کی وجہ سے بہت ہی قوی شبہ اس پر
ہونے لگا۔ لیکن اس نے صاحب خانہ سے ایک خلوت کی ملاقات
حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اور اس کی جیبیں الٹانے پر
بجائے زیور کے کچھ کھانے کی چیزیں نکلیں جن کو وہ اپنی بیوی کے لیے
گھر لیجانے رکھ لیا تھا۔ کیونکہ اس کو کھانے کچھ نہیں تھا۔[1]

ذیلی فصل (۹)

قیاسات قانون بین الاقوام

	صفحات اصل کتاب معہ ترجمہ		صفحات اصل کتاب معہ ترجمہ
قیاسات قانون بین الاقوام	۳۵۹-۶۳۴	لوٹنے والے کے خلاف قیاس	۳۶۰-۶۳۵
عام قانون بین الاقوام کے	۳۵۹-۶۳۵	خاص قانون بین الاقوام کے قیاسات	۳۶۰-۶۳۶
ایک خود مختار مقتدر اعلیٰ کے افعال جو کسی دوسری مملکت کا ماتحت بھی ہوتا ہے	۳۵۹-۶۳۵	توطن سے متعلق قیاسات	۳۶۰-۶۳۶
		دوسرے قیاسات	۳۶۰-۶۳۷

[1] صداقتِ شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۸۹۔

دفعہ ۴۱۶: اب ہم ان چند قیاسات پر غور کریں گے جو قانون بین الاقوام میں پائے جاتے ہیں۔

دفعہ ۴۱۷: عام قانون بین الاقوام کو جیسا کہ معلوم و معروف ہے قانون عمومی نے اختیار کر لیا ہے اور اس کو قانون ملک کا جزو سمجھا جاتا ہے[1] اور مملکت میں قوانین جنگ کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے[2]۔

دفعہ ۴۱۸: جب کہ ایک مملکت کا ماتحت دوسری مملکت کا خود مختار مقتدر اعلیٰ بھی ہو تو وہ اول الذکر مملکت کے قوانین کے سامنے ان افعال کے لیے جو وہ بحیثیت ایسے مقتدر اعلیٰ کے کرے جواب دہ نہیں ہے[3]۔ اور ایسے شخص کے ان افعال کے متعلق جو اس نے اس سلطنت سے باہر کیے ہوں جس کا کہ وہ ماتحت ہو یا کسی ایسے فعل کے متعلق جس کی نسبت شبہ ہو کہ آیا اس کو اس کی مقتدر اعلیٰ کی حیثیت سے متعلق کرنا چاہئے یا ماتحت کی حیثیت سے تو اس فعل کے متعلق قیاس ہونا چاہئے کہ وہ مقتدر اعلیٰ کی حیثیت میں کیا گیا[4]۔

دفعہ ۴۱۹: مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاس کرنے کا اصول[5]۔ قانون بین الاقوام ص ۶۰

---

[1] شروحات بلاکسٹن جلد ۴ ص ۶۷۔

[2] ۲ انسٹی ٹیوٹ ص ۵۰۔

[3] دی ڈیوک آف برنسوک بنام دی کنگ آف ہنوور (۱۸۴۳-۱۸۴۴ء) ۶ بیون ۱-۱۰ (۶۴۳) رسل دریان ا و الی سوتھ بنام دی کوئین آف اسپین (Wadsworth v. The Queen of Spain) ۱۷ کوئنز بنچ ۱۷۱ء ڈی ابر بنام دی کوئین آف پرتگال ایضاً ۱۹۶۔

[4] دی ڈیوک آف برنسوک بنام دی کنگ آف ہنوور (۱۸۴۳-۱۸۴۴ء) ۶ بیون ۵۷-۵۸، ۶۳ رسل دریان صفحہ ۱۔

[5] اس مضمون پر عام طور پر دیکھئے اوپر دفعات ۴۱۱ تا ۴۱۵۔

میں بھی تسلیم کیا جاتا ہے[1] خصوصاً ان مقدمات میں جن میں کہ ایک گرفتار شدہ فریق کا غذات کو خراب کر دیتا ہے[2]۔ اور جب کہ غیر جانب دار جہاز کسی جنگ آزما طاقت کی قلمرو کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو مراسلت پہنچاتے ہوئے پائے جائیں[3]۔

دفعہ ۴۲۰: خاص قانون بین الاقوام کا وجود ہی ایک اہم قیاس پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر اسٹوری (Dr. Story) کہتے ہیں کہ "ممالک غیر کے قوانین کے عمل کو روکنے تسلیم کرنے یا انکار کرنے کے متعلق کسی معین اصول کے نہ ہونے کی وجہ سے عدالت ہائے انصاف قیاس کرتی ہیں کہ ان کی حکومت نے بھی ان قوانین کو اختیار کر لیا ہے سوائے اس کے کہ وہ اس کی مصلحت کے خلاف یا اس کے مفاد کے مضر ہوں[4]۔ اسی طرح پروفیسر گرین لیف (Professor Greenleaf) کہتے ہیں کہ "اخلاق و مروت اور دوستانہ میل جول کے رجحانات کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ مثل اشخاص کے قوموں میں بھی موجود ہیں[5]۔

دفعہ ۴۲۱: علم اصول قانون کی اس شاخ میں اور بھی قیاسات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے مقام پیدائش کو اس کا وطن سمجھا جاتا ہے۔

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف دفعہ ۳۱۔ طبع شانزدہم۔

[2] دی ہنٹر (۱) ڈاڈسن اڈمیرالٹی رپورٹ ۴۸۰۔ دی جوہینا امیلی (The Johanna Emilie) ۸ جورسٹ ۲۰۳۔

[3] دی اٹالانٹا ۶ رابن سن اڈمیرالٹی رپورٹ (The Atlanta, 6 Robinson Admiralty Report) ۴۴۰۔

[4] اختلاف قوانین (یعنی خاص قوانین بین الاقوام) مصنفہ اسٹوری دفعہ ۳۸ طبع پنجم۔

[5] شہادت مصنفہ گرین لیف دفعہ ۴۳ طبع شانزدہم۔

اگر اس کی پیدائش کے وقت وہ اس کے والدین کا ہی وطن تھا[1]۔ لیکن ایک زیادہ اہم اصول یہ ہے کہ اس مقام کو جہاں کوئی شخص رہتا ہو۔ بادی النظر میں اس کا وطن سمجھنا چاہیئے جب تک کہ دوسرے واقعات سے اس کا مخالف امر نہ ظاہر ہو[2]۔ جس جگہ کہ کسی شادی شدہ شخص کا خاندان رہتا ہو۔ وہ عام طور پر اس کا وطن سمجھا جاتا ہے۔ اور ان بیاہے شخص کا وطن وہ مقام سمجھا جائے گا[3] جہاں کہ وہ اپنا کاروبار کرتا۔ اپنے پیشے کو انجام دیتا یا بلدی فرائض اور امتیازات کو پورا کرتا یا بہرہ اندوز ہوتا ہے[4]۔ اور اس کو یہ ایک اصول کہا جاتا ہے کہ جب مقام وطن کا صریحی واقعات سے تعین کیا جائے تو محض حالات سے مستنبط قیاسات کو ان واقعات پر ترجیح نہیں دی جائے گی[5]۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام وطن کو ثابت کرنے قیاسی شہادت ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ اور فی الحقیقت اس کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں ہیں کہ کمزور شہادت کو زیادہ قوی شہادت پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۴۲۲: قانون بین الاقوام کا یہ بھی ایک اصول ہے کہ عام طور پر
کسی معاہدے کی صحت کا فیصلہ اس ملک کے قانون[6] کی رو سے کیا جائے گا ۳۶۱
جہاں کہ وہ کیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ معاہدے کی تعمیل کے لیے کوئی دوسرا ملک مقرر کیا گیا ہے[7]۔ کیونکہ موخر الذکر صورت میں تعمیل کے

[1] خاص قانون بین الاقوام مصنفہ اسٹوری ۴۶۔ طبع پنجم۔
[2] ایضاً برس بنام برس۔ بوسانکوے و پلر رپورٹس ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ نوٹ (الف) بمبڈی بنام جانسٹن ۳ ولسی جونیر ۱۹۸۔ اسٹانلی بنام برنس ۳ ہاگرڈ (نیو رپورٹ) ۳۷۱۔
[3] اختلاف قوانین از اسٹوری دفعہ ۴۶ طبع پنجم۔
[4] ایضاً دفعہ ۴۷ طبع پنجم۔
[5] ایضاً۔
[6] از لارڈ مانسفیلڈ رابن سن بنام بلانڈ اولیم بلاکسٹن ۲۵۶۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔

قانون کو اطلاق دیا جائے گا۔ اس لیے کہ فریقین کے ارادے کے یہی ہونے کا بجا طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے[1]۔ اسی طرح ایک ملک غیر کے نکاح کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ ان تمام ضوابط کے ساتھ کیا گیا ہے جو اس ملک کے قانون کی رو سے جہاں کہ وہ کیا گیا ضروری ہیں[2]۔ اور جرم فریب دوسروں کو نقصان پہنچانے کی سازش۔ بد اخلاقی وغیرہ کے خلاف قیاسات ان افعال سے بھی متعلق ہیں جو بیرون ملک کئے جاتے ہیں۔

ذیلی فصل (۱۰)

قیاسات قانون بحری

دفعہ ۴۲۳: بحری قانون کے اہم ترین قیاسات میں وہ قیاسات بھی ہیں جو کسی جہاز کے سمندر پیمائی کے قابل ہونے سے متعلق ہیں۔ ہر جہاز جس کا دستاویز سفر سمندر (Voyage Policy) پر بیمہ

---

[1] اختلاف قوانین از اسٹوری طبع پنجم دفعہ ۲۴۲ (۱) ۲۰۰ - ۱۸۲ -

[2] ایضاً دفعہ ۷۶ -

[3] ملکہ بنام باشندگان براٹن - ۱ - ایسٹ ۲۸۲ - ۲۸۹ - از لارڈ ایلن برو -

کرایا جاتا ہے اس معنوی ضمنی معاہدے کی بنا پر سفر کرتا ہے کہ وہ سمندر پیمائی کے قابل ہوتا ہے۔ یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ آیا بیمہ کرانے والے نے معاملے میں ایمانداری و راست بازی سے کام لیا ہے۔ چاہے اس کے ارادے کتنے ہی منصفانہ اور ایماندارانہ ہوں اگر اس کو واقعے کے متعلق غلطی ہوئی ہو۔ اور جہاز سمندر پیمائی کے ناقابل ہو تو بیمہ کنندہ ذمہ دار نہیں ہے[1]۔ لیکن تھوڑے سفر کے بعد جہاز بغیر کسی ظاہری یا مناسب وجہ کے سمندر پیمائی کے ناقابل ثابت ہو تو بارِ ثبوت بیمہ شدہ شخص پر ہوتا ہے۔ اور جوری کو سفر شروع ہونے سے پہلے جہاز کے سمندر پیمائی کے ناقابل ہونے کا قیاس کرنا چاہئے[2]۔ اور یہ اصول برقرار رہتا ہے۔ اگرچہ جہاز کو شدید طوفان کا مقابلہ کرنا پڑا ہو۔ سوائے اس کے کہ مناسب طور پر نتیجہ نکالا جا سکتا ہو کہ جہاز کو حرج طوفان کی وجہ سے ہوا ہے[3]۔ لیکن سمندر پیمائی کی قابلیت کا معنوی ضمنی معاہدہ وقت سے متعلق دستاویزات پر حاوی نہیں ہوتا ہے[4]۔

---

[1] بیمہ از پارک (Park's Insurance) ۳۳۲۔ طبع ہفتم۔ بحری بیمہ از آرنالڈ ۶۸۹۔۶۹۰ طبع دوم۔ تل بنام جوہپر ۲ ہرسٹون و نارمن ۲۷۷۔ ڈگلس بنام اسکوگال (Douglas v. Scougal. 4 Dow. Rep) ۴ ڈو ۲۹۶۔

[2] منرو بنام وانڈم (Munro v. Vandam) بیمہ از پارک ۳۳۳۔ نوٹ (الف) طبع ہفتم۔

[3] ڈگلس بنام اسکوگل ۴ ڈو رپورٹس (دارالامرا) ۲۶۹ واٹسن بنام کلارک ۱ ڈو۔ ۳۳۶۔ پارکر بنام پاٹس ۳ ڈو ۲۳۔

[4] گبس بنام اسمال ۴ مقدمات دارالامرا ۳۵۳۔ تھامپسن بنام ہاپر ۶ ایلس اور بلاکبرن ۱۷۲۔۹۳۷۔ ڈوبین بنام بیمبروک ۲ مقدمات مرافعہ ۲۸۴۔

دفعہ ۱۴۴ ۔ جب کوئی جہاز گم ہو اور اس کے سفر کرنے کی معقول مدت ۳٦۲ ص
کے اندر اس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو تو قیاس کرنا چاہیئے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا ہے[1]۔ اس قیاس کے لیے نہ تو قانون عمومی کی اور نہ عام قانون بحری کی رو سے[2] کوئی خاص مدت مقرر ہے گو بعض ممالک کے قوانین میں اس موضوع پر خاص احکام ہیں[3]۔ لیکن عدالت و جوری ان کے سامنے پیش شدہ حالات نوعیت سفر اور جہاز بانی سے فیصلے میں مدد لیں گے۔ مگر اس قیاس کے قایم ہونے کے لیے یہ صراحۃً ظاہر ہونا چاہیئے کہ جہاز اپنے قرار دادہ سفر کے لیے بندرگاہ سے روانہ ہوا[4]۔

ذیلی فصل (۱۱)

متفرق قیاسات

[1] گرین بنام براؤن ۲ اسٹرینج ۱۱۹۹- ہوسٹ مان بنام تھارنٹن دیوانی مقدمات جوری مصنفہ ہولٹ ۲۲۲- ۷ ارسل وریان ٦۳۲-

[2] ہوسٹمان بنام تھارنٹن (Houstman v. Thornton) دیوانی مقدمات جوری از ہولٹ ۲۲۳- ۷ ارسل وریان ٦۳۲- از ایبٹس چیف جسٹس۔

[3] بیمہ از پارک ۱۰۷- طبع ہفتم۔

[4] کوسٹر بنام انس- ہول وملی ریپورٹس ۳۴۳- کوہن بنام ہنکلے ۲ کیمپبل ۵۱- ۱۱- رسل وریان ٦٦۰-

دفعہ ۴۲۵: اب ہم بعض ان قیاسات کا ذکر کریں گے جن سے عملدرآمد میں سابقہ پڑتا ہے لیکن جن کا اب تک ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

دفعہ ۴۲۶: ان میں سے ایک بڑی تعداد اراضی جائداد سے متعلق ہوتی ہے اور یہ زیادہ تر مماثل قیاسات قانونی ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے قیاسات جو تقریباً اتنے ہی واجب العمل ہوتے ہیں جتنے کہ قیاسات قانونی۔ لیکن جو جوری کے توسط کے بغیر کئے نہیں جاتے ہیں۔ مثلاً ساحل سمندر کی مد وجزر کی درمیانی اراضی کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ تاج کی ملکیت ہوتی ہے[1]۔ اور اسی طرح اس زمین کے متعلق بھی جو قابل جہاز رانی اور موج والی دریا کی تہ ہوتی ہے[2]۔ اسی طرح سمندر یا موجی دریا کے ساحل اور معمولی مد وجزر کی درمیانی زمین کے متعلق قیاس ہوتا ۳۶۳ ص
ہے کہ وہ دیہی علاقہ نہیں ہے[3]۔ یہ ایک متنازع فیہ امر ہے[4] کہ آیا تالابوں کی زمین کی ملکیت سطح آب تک اس کے دونوں جانب کے مالکان اراضی یا فوجی جاگیر کو حاصل ہوتی ہے یا تاج کو اور اس امر پر کوئی نص نہیں ہے کہ

[1] بلنڈل بنام کیاٹرآل (Blundell v. Catterall) (سنہ ۱۸۲۱ء) بارن وال واڈالفس ۲۶۸-۴-۳۰۴-۳۵۳- از بیلی جسٹس۔ اس مقدمے میں (جس کی پیروی عدالت مرافعہ نے برنگھان بنام میاٹلی (سنہ ۱۹۰۹ء) ۱ چانسری ۲۱۲) میں کی (باختلاف بسٹ جسٹس) قرار دیا گیا کہ نہلانے کی مشینوں کا مالک ساحل سمندر سے نفع کمانے کو ماتر کے لارڈ کے خلاف جائز ثابت نہیں کرسکتا۔

[2] مالکم سن بنام اوڈیا۔ ۱۰ مقدمات دارالامرا ۵۹۳-۶۱۸۔

[3] ایس وچ ڈاک کمشنرس بنام اوورسیر آف سینٹ پیٹرس ۱ بسٹ واسمتھ ۱۰۱۴۔ برج واٹر ٹرسٹیس بنام بوٹل۔ کم۔ بن ایکر ایضاً ۸۰۴-۳- لا رپورٹ ۲ کوئینس بنچ ۴۔

[4] مارشل بنام السن واٹرا اسٹیم نادیگیشن کمپنی ۳ بسٹ واسمتھ ۷۳۲۔ جس کی حکمنامہ غلطی پر توثیق کی گئی ۶ بسٹ واسمتھ ۵۷۰۔

آیا ساحل سمندر سے تین میل کے اندر کے جزیروں کا مالک تاج ہوتا ہے یا مد سے اوپر کی زمین کا مالک لیکن ایسے جزیرے تاج کے حدود مملکت میں داخل ہیں[1]۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ تاج کو ان میں حق ملکیت حاصل ہوتا ہے۔ جب دریا قابل جہاز رانی نہیں ہوتا ہے تو اس کی تہ کی زمین کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ سطح آب تک دونوں جانب کے مالکان اراضی کی ملکیت ہوتی ہے[2]۔ یہی اصول شاہراہ عام سے بھی متعلق ہے۔ جس کی زمین نصف راستے تک[3] بادی النظر میں بازو کی اراضی کے مالکوں کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ اور خانگی سڑکوں پر بھی یہی اصول اطلاق پاتا ہے[4]۔ لیکن چونکہ یہ قیاس اس مفروضے پر مبنی ہے کہ سڑک ابتداً میں بازو کے مالکوں کی زمین پر سے گزرتی تھی۔ اسی لیے غالباً یہ ان سڑکوں سے متعلق نہیں ہے جو قوانین حصار بندی کے تحت نکالے گئے ہیں[5]۔ اور نہ ان صورتوں سے جن میں سڑک کا ابتداءً وقف کیا جانا صریحی شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے[6]۔ اور کسی خانگی سڑک کی شکل میں اس قیاس کی تردید مالکانہ تصرفات

---

[1] دیکھیے ٹری ٹوریل واٹرس جورس ڈکشن ایکٹ ۱۸۷۸ء - ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۷۳۔

[2] کارٹر بنام مرکٹ ۴ برورس ۲۱۶۲۔ ملک بنام باشندگان لانڈلف امووڈی ورابن سن ۲۹۳ - لارڈ بنام کمشنرس آف سڈنی ۱۲ - مور پریوی کونسل کیسس ۴۷۳۔ ماکیا تن بنام سن کلیر ۱۲ ایلین و ایلس ۵۴۔

[3] بیری وگڈ مانس کیس ۲ لیوتارڈ ریورٹس ۱۴۰ - گرویس بنام وسٹ ۱۸۱۶ء ۷ ٹانٹن ۳۹ - ۱۱ رسل ریان ۲۷۴ - مارکوئس آف سالسبری بنام دی گریٹ نادرن ریلوے کمپنی ۵ جے بسٹ (سلسلۂ نو) ۱۰ - بریج بنام وارڈ ۱۰ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۴۰۰ - ملک بنام ڈی اسٹرانڈ بورڈ آف ورکس ۴ بسٹ و اسمتھ ۵۲۶۔

[4] ہومس بنام بنگھام ۷ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۳۲۹ -

[5] ملک بنام باشندگان اڈنٹن اموڈی ورابن سن ۴۴ و ۴۲ - ملک بنام رایٹ (۱۸۳۲ء) ۳ بارن وال و اڈالفس ۶۸۱ - ۳۷ رسل وریان ۵۲۰ -

[6] بڈلام بنام ہڈلے دیوانی مقدمات جوری مصنفۂ ہولٹ ۴۶۳ -

کے ثبوت سے کی جا سکتی ہے[1]۔ نیز یہ بھی ایک قیاس قانونی معلوم ہوتا ہے کہ فوجی جاگیر (میانر) کا ایک حصہ دوسرے سے جدا قسم کا نہیں ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح مانر یا فوجی جاگیر کا جاگیردار بادی النظر میں جاگیر کی تمام پڑاؤ زمینوں کا مالک سمجھا جاتا ہے[3]۔ لیکن اس قیاس کی حالات سے تردید کی جا سکتی ہے[4]۔ سڑک کے بازو کے اراضی کے ٹکڑوں کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ متصلہ و محصورہ زمین کے مالک کی ملک ہوتی ہیں نہ کہ فوجی جاگیر کے جاگیردار کی[5]۔ لیکن اس قیاس کی بھی تردید کی جا سکتی ہے[6] اور وہ مسترد ہو جاتا یا اس کا اثر بہت کم ہو جاتا ہے اگر یہ ثابت ہو کہ وہ ٹکڑے بڑی عام چراگاہوں یا بڑی اراضی سے جا ملتے ہیں[7]۔ بادی النظر میں عوام کا شاہراہ پر حق مینڈ سے مینڈ تک ہوتا ہے۔ اور سڑک کے پختہ حصے تک محدود نہیں ہوتا[8]۔ لیکن اس قیاس کی تردید ہو سکتی ہے۔ اور یہ طے کرنے کے لیے کہ آیا سڑک وقف کی گئی ہے یا نہیں[9]۔

1 ہوس بنام بنگہام، کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۳۲۹، ۳۳۰۔
2 ٹلٹن مصنفہ لک ۷۰ ب۔
3 ڈوڈی ارل آف ڈن ایون بنام ولیمس، کارنگٹن وپین ۳۲۳۔
4 سمپسن بنام ڈنڈی ۸ کامن بنچ سلسلۂ نو ۴۳۳۔
5 ڈوڈی پرنگ بنام پیرسی (Doed. Pring v. Pearsey) (۱۸۲۷ء) (۷) بارن وال و کرسول ۳۰۴۔ ۱۳ رسل وریان ۲۰۹۔ اسٹیل بنام پرکٹ (۱۸۱۸ء) ۲ اسٹارکی ۴۶۳۔ ۲۰ رسل وریان ۷۱۷۔ اسکونس بنام مارل (۱) بیون (Scoones v. Moorell, 1, Beaven) ۲۵۱۔ ڈوڈی بارٹ بنام کیمپ (۱۸۳۱ء)، بنگہام ۲۳۲۔ ۳۴ رسل وریان ۴۸۸۔
6 ڈوڈی ہارسن بنام ہاپسن ۲ کارنگٹن وپین ۲۶۷۔
7 گروس بنام وسٹ، ٹانٹن ۳۹۔
8 ملکہ بنام الکٹرک ٹیلیگراف کمپنی ۳۱ لا جرنل مجسٹریٹس کیسیس ۱۶۶۔
9 کونٹس آف بلمور بنام کنٹ کونٹی کونسل (۱۹۱۷ء) ۱ چانسری ۳۸۷۔ از کنرنس ہارڈی جسٹس

ضلع کی نوعیت۔ حدود کی عرض اور سطح اور رینڈ کے نشانات کا تسلسل ایسے حالات ہوتے ہیں جن کا لحاظ کیا جانا چاہیئے۔ جب کسی محصورہ زمین کے اطراف خندق اور پانی کا کنارہ ہو تو خندق کی زمین بادی النظر میں محصورہ زمین کا جزو سمجھی جائے گی گو وہ کنارے کے دوسری جانب ہو[1]۔ اور دیوار فاصل کی صورت میں جب کہ ہر مالک کی چھوڑی ہوئی زمین غیر معلوم ہو تو دیوار کا مشترک استعمال اس امر کی بادی النظری شہادت ہے کہ دیوار اور زمین جس پر وہ بنائی گئی ہے۔ دونوں کی مشترک ملک ہے[2]۔ کسی یادسے باہر قدیم بار کے قانوناً واجب ہونے کا کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے۔ اسی لیے جہاز رانی میں سہولت پیدا کرنے والے بندوں یا دوسرے میکانیکی طریقوں کا مالک جس کو ان کے استعمال پر ٹولی وصول کرنے کا حق ہو ان کو حالت مرمت میں رکھنے پر مجبور نہیں ہے اگر ٹولی سے جو رقم وصول ہوتی ہو وہ مرمت کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو۔ اور وہ ان کو بالکل بند کر سکتا ہے[3]۔

دفعہ ۴۲۷: جب منفرد حق ماہی گیری کے عطا کے شرائط نامعلوم ہوں تو حق ماہی گیری کا مالک زمین کا بھی مالک سمجھا جاتا ہے[4]۔ لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: بحوالہ نیلڈ بنام ہنڈن اربن کونسل (۱۸۹۹ء) ۸۰ لاٹائمز ۴۰۵۔ عدالت مرافعہ۔

[1] دیکھیے از مالرائیڈ جسٹس ڈوڈی پرنگ بنام پیرسی ۱۸۲۶ء ۷ بارن وال وکرسول ۴۰۴-۳ رسل وریان ۲۰۹

[2] کیوبٹ بنام پورٹر ۱۸۲۸ء ۸ بارن وال وکرسول ۲۵۷-۳۲ رسل وریان ۴۷۳۔ اور دیکھیے واٹسن بنام گرے ۱۸۸۰ء ۱۴ چانسری ڈیویژن ۱۹۲۔

[3] سمپسن بنام اٹرنی جنرل ۱۹۰۴ء مقدمات مرافعہ ۴۷۶-۴۷ لا جرنل چانسری ۱۔

[4] ڈیوک آف سامرسٹ بنام فاگ ول (۱۸۲۶ء) ۵ بارن وال وکرسول ۸۷۵-۲۹ رسل وریان

جب یہ شرائط معلوم ہوجائیں" اور ان سے ظاہر ہو کہ صرف ایک غیر مادی حق منتقل کیا گیا ہے تو یہ قیاس مسترد ہوجاتا ہے[1]۔ اور زمین کی ملکیت حق ماہی گیری کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے[2]۔ اگر گاڑی چلانے کا حق ثابت کردیا جائے تو یہ مویشی چلانے کی عطا کی قیاسی شہادت ہوتا ہے[3]۔ اور جب فوجی جاگیر کے جاگیردار کو سالہائے سال تک بغیر کسی تغیّر کے قلیل مقدار میں لگان دیا جاتا رہا ہو تو اس کا دینا زمین کی ملکیت کی کوئی شہادت نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ قیاس یہ ہوتا ہے کہ وہ برائے نام لگان ہے[4]۔ اسی طرح "قبضے کے ساتھ حقیقت منتقل ہے" دعوے کا بادی النظری مفہوم یہ ہے کہ دعویدار کو قبضہ حاصل ہے[5]۔" ص۶۶۵

دفعہ ۴۲۸: متعدد قیاسات ان تعلقات پر مبنی ہوتے ہیں جو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۹۴۴ - ہالفرڈ بنام بیلی ۸ کوینس بنچ ۱۰۰۰ - ۱۰۱۶ - از لارڈ ڈنمان - ایضاً برحاشیہ غلطی ۲۴۶ - ۳ کوینس بنچ ۴۲۶ - ۴۴۴ - نیز دیکھئے مارشل بنام اسوائرز اسٹیم نیویگیشن کمپنی (Marshall v. The Ulles Water Steam Navigation Co.) ۳ بسٹ واسمتھ ۷۳۲ جس کی توثیق ۱۶ ایضاً ۷۰۵ میں کی گئی۔ اور ٹیلر مصنفہ کک صـ۱۲۲ مع نوٹ ۷ از بارگریف اٹرنی جنرل بنام ایمرسن ۱۸۹۱ء۔ مقدمات مرافعہ ۶۶۹۔

[1] ڈیوک آف سامرسٹ بنام فاگ ول ۱۸۲۶ء ۵ بارن وال وکرسول ۸۷۵ - ۲۹ رسل وریان ۶۴۴۔

[2] دیکھئے میئر آف کارلائیل بنام گراہام لارپورٹ ۴ اکسچیکر ۳۶۱ - ۳۶۸

[3] بلارڈ بنام ڈاسن ۱۸۳۲ء ۱ آڈالیس ۱۷۹ - ۵ رسل وریان ۲۰۷۔

[4] ڈوڈی ڈگنگ بنام جانسن ۱۸۱۹ء۔ دیوانی مقدمات جوری از گو ۱۷۳ - ۲۱ رسل وریان ۸۲۶ - از ہالرائیڈ جسٹس۔

[5] اسٹاٹ بنام اسٹاٹ ۱۸۱۲ء (۱۶) ایسٹ ۳۵۱ - ۱۴ رسل وریان ۳۵۴۔ دیکھئے کلٹن بنام کارہی گیل اور ڈاڈیسن رپورٹس ۱۷۴ - انگلینڈ بنام وال ۱۰ میسن دولز بی صـ۶۹۹۔

فریقین میں باہم ہوتے ہیں۔ مثلاً گو محض واقعۂ نکاح سے دیوانی مقدمات میں شوہر کے زوجہ کو مجبور کرنے کا کوئی قیاس نہیں پیدا ہوتا ہے[1]۔ لیکن اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں کسی جرم سنگین کا ارتکاب کرتی ہے تو اس کو اس قیاس کی بنا پر معاف رکھا جاتا ہے کہ اس نے شوہر کے جبر کی وجہ سے اس کا ارتکاب کیا ہے اور بعض صورتوں میں اس قیاس کو جرم خفیف سے بھی متعلق کیا گیا ہے[2]۔ اس اصول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ان جرایم سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔ جو بنفسہٖ بُرے اور قانون قدرت کی رو سے منع ہوں۔ نیز ایسے جرایم سے جو مذموم قسم کے ہوں یا جن کے نتائج خطرناک ہوں[3]۔ اس طرح پر قتل و بغاوت کے جرایم صاف طور پر اس کے عمل سے باہر ہیں[4]۔ گو یہ کہنا مشکل ہے کہ اس استثنیٰ کے معنی کیا ہیں۔ جب کہ ایک بیاہی عورت کو سرقہ بالجبر کے الزام سے جس میں کہ اس نے خود حصّہ لیا تھا بری کر دیا گیا[5]۔ اور نہ اس خصوص میں جرم سنگین و جرم خفیف میں کچھ فرق ہے[6]۔ نیوزی لانڈ (New Zealand) کا قانون اپنے مجموعۂ تعزیرات ۱۸۹۳ء دفعہ ۲۴(۲) کی رو سے حکم دیتا ہے کہ "جب کوئی بیاہی ہوئی عورت کسی جرم کی مرتکب ہوتی ہے تو محض اس وجہ سے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں ایسا کرتی ہے یہ قیاس نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اس کے

[1] براؤن بنام اٹرنی جنرل فار نیوزی لینڈ ۱۸۹۸ء۔ مقامات مرافعہ پر صفحہ ۲۳۷۔ بارن بنام بس ۱۹۱۱ء ۲ چانسری ۵۷۸ و ۵۸۵۔ عدالت مرافعہ جوس بنام بشپ ۱۹۱۰ء ۲ کنگس بنچ ۲۹۔ عدالت مرافعہ بنک آف مانٹرل بنام اسٹورٹ ۱۹۱۱ء مقدمات مرافعہ ۱۲۰۔

[2] ملکہ بنام ٹاربی ۱۲ کاکس ۴۵۔ ملک بنام ڈکیس ۱۵ ایضاً ۷۷۱۔ ملک بنام پیل لاجرنل مارچ ۲۸ سنہ ۱۹۲۲ء

[3] کرینل پلیڈنگ مجموعہ از آرچ بولڈ طبع دو و بستم ۱۹۰۰ء از کریس بر صفحہ ۲۶۔

[4] ملک بنام مانسگ ۲ کیا رنگٹن و پین ۹۰۳۔ نوٹ۔

[5] ملکہ بنام ٹاربی ۱۲ کاکس ۴۵۔

[6] ملکہ بنام ٹاربی اوپر۔ اس مقدمے میں صرف زوجہ کو چالان کیا گیا تھا۔ کیونکہ شوہر فرار ہو گیا تھا۔

جبر کی وجہ سے مرتکب جرم ہوئی ہے"۔

جب کوئی اسامی اپنے کھیت کے حدود بڑھا لیتا ہے تو یہ اضافہ اس کے کھیت کا جزو تصور ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس میں اس نے اپنا فایدہ مدّنظر رکھا تھا۔ اور اس پر بھی ویسا ہی قبضہ رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ جیسا کہ کھیت پر اس کا قبضہ ہوتا ہے[1]۔ یہ بھی ایک اصول ہے کہ "قیاس قانون میں فیصلہ مرضی فریقین کے خلاف صادر ہوتا ہے[2]"۔ یعنی ان کا ارادی فعل نہیں متصور ہوتا ہے۔

دفعہ ۴۲۹: افراد اشخاص کے درمیان معاہدات کی صورت میں

ص۳۶۶ بہت سے قیاسات قانونی ہیں جو مصلحت و سہولت عامّہ پر مبنی ہیں۔ مثلاً یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہے کہ دستاویز مہری بدل لیکر دیا جاتا ہے۔ اور اس قیاس کی تردید صرف دستاویز کو مبنی بر فریب ثابت کرنے ہی سے ہو سکتی ہے[3]۔ لیکن اس اصول کا ایک قابل لحاظ استثنیٰ بھی ہے۔ یعنی جب کسی دستاویز مہری کا عمل بطور مانع تجارت ہوتا ہے تو اس صورت میں حقیقی بدل کا ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے[4]۔ اسی طرح گو غیر مہری دستاویزات کی صورت میں عام طور پر ادائی بدل کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے[5]۔ لیکن ہنڈیوں اور پرامیسری نوٹس کی

---

[1] اینڈریوس بنام ملیس ۱۲ ملیس و بلاکبرن ۷۴۴۔ ڈوڈی کرافٹ بنام ٹڈبری ۱۴ کامن بنچ ۴۰۴۔ کینگسمل بنام ملارڈ ۱۱۔ اکسچیکر ۳۱۳۔ ارل آف بیرن بنام ڈیوس لا رپورٹ (۱) کامن بلیس ۲۵۹۔

[2] ٹلٹن مصنفہ کک ۲۴۸ ب ۵ کک ۲۸ ب۔ ۱۰ کک ۶۴ ب۔ دیکھو نیچے ۵۹۴۔

[3] پیچھے دفعہ ۲۰۲ لیکن اس دفعہ کی نوٹ بھی دیکھیے۔

[4] مچل بنام رینالڈس ۱۷۱۱ء ایپر ولیمس رپورٹس چانسری ۱۸۱۔ لیڈنگ کیس از اسمتھ جلد ۱۔

[5] ران بنام ہیوس ۔ ۷ ٹائمز رپورٹس ۳۵۰۔ نوٹ۔

صورت میں ایسا قیاس کیا جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۳۰: جب اشیا جو کسی باربردار عامّہ کے سپرد کئے جاتے ہیں کہ وہ اجرت پر ان کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو پہنچا دے۔ خدائے تعالیٰ یا بادشاہ کے دشمنوں کے کسی فعل کے سوائے۔ اور طرح پر گم ہو جاتے ہیں۔ تو یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہوتا ہے کہ وہ اس کی غفلت فریب یا چشم پوشی کی وجہ سے گم ہو گئے ہیں[2]۔ خدائی افعال سے مطلب طوفان۔ بجلی۔ سیلاب۔ زلزلے اور اسی قسم کے راست شدید اچانک اور ناقابل مدافعت افعال فطرت ہوتا ہے۔ جن کی کسی معقول احتیاط کے باوجود بھی نہ پیش بینی ہو سکتی تھی۔ اور نہ مدافعت[3] اور شاہی دشمنوں کے عنوان کے تحت ایسے دشمنان عوام آتے ہیں۔ جن سے قوم برسر جنگ ہوتی ہے[4]۔ اسی لیے اگر سرقہ بالجبر ایک ایسی جماعت کرے۔ جس کی کثرت تعداد کی وجہ سے مزاحمت ناممکن تھی تو یہ تحویلدار کے لیے کوئی عذر نہیں ہو سکے گا[5]۔ یہ ایک نہایت ہی سخت قیاس ہے لیکن مصلحت عامّہ کی رو سے ضروری بھی معلوم ہوتا ہے۔ گو قانون عمومی و نیز مختلف قوانین موضوعہ کی رو سے باربردار عامّہ بہت سی صورتوں میں اپنی ذمہ داری کو محدود کر لے سکتے ہیں[6]۔ اسی طرح مالکان سرا کی صورت

---

[1] دیکھیے دفعہ ۲۱۴۔

[2] ہامر بنام دی گرانڈ جنکشن ریلوے کمپنی۔ ۴ میسن و ولزبی ۷۴۹۔

[3] نیوجینٹ بنام اسمتھ ۱۸۷۶ء۔ ۱۔ کامن پلیس ڈویژن ۴۲۳۔

[4] تحویل امانتی از اسٹوری دفعہ ۴۹۸ طبع پنجم۔

[5] کاکس بنام برنارڈ (Coggs v. Bemard). ۲ لارڈ ریمنڈ ۹۰۹۔ ۹۱۸۔ از ہولٹ میر مجلس۔

[6] دیکھیے قانون باربرداران عامّہ (کیریرس ایکٹ) (Carrier's Act) ۱۸۳۰ء ۱۱ جارج چہارم اور ۱۔ ولیم چہارم باب ۶۸۔ ریلوے اینڈ کنال ٹرافک ایکٹ ۱۸۵۴ء۔ ۱۷۔ ۱۸ وکٹوریا باب ۳۱۔

میں بھی قانون ذمہ داری مالکان سرا ۱۸۶۳ء ۲۶ و ۲۷ وکٹوریہ باب ۴۱ سے پہلے — جس کی رو سے ان کی ذمہ داری میں کافی کمی کی گئی ہے — جب کسی مسافر کا سامان سرا سے گم ہو جاتا تھا تو قیاس کر لیا جاتا تھا کہ وہ مالک سرا کی غفلت کی وجہ سے گم ہو گیا ہے۔ اور اس قیاس کی تردید کا بار قانوناً اسی پر ہوتا تھا۔[1]

فصل (۳)

قیاسات و قیاسی شہادت تعزیرات میں

دفعہ ۴۳۱: تعزیرات میں قیاسات و قیاسی شہادت کے مضمون پر علیحدہ غور کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے اس فصل میں ہم حسب ذیل امور پر بحث کریں گے:-

(۱) تعزیرات میں قیاسات۔ ۶۷ صـ

(۲) فوجداری مقدمات میں قیاسی شہادت۔

(۳) فوجداری کارروائیوں میں مجرم بنانے والی قیاسی شہادت کے اہم اقسام

[1] تحویل امانتی از اسٹوری (Story. Bailment) دفعات ۴۷۲ - ۴۷۳ طبع پنجم۔ آرمسٹڈ بنام وایلڈ، ۱۷ کوئینس بنچ ۲۶۱ - کاشل بنام رایٹ ۶ ایلس و بلاکبرن ۸۹۱ - قانون ذمہ داری مالکان سرا ۱۸۶۳ء کے اثر کے لیے دیکھو۔ اسپائس بنام بیکن ۲ کوئینس بنچ ڈویژن ۴۶۳ - عدالت مرافعہ۔

ذیلی فصل (۱)

قیاسات قانون تعزیرات

دفعہ ۴۳۲: فوجداری علم اصول قانون میں قانونی قیاسات کے قیام سے ایک کافی مشکل سوال پیدا ہوتا ہے کو عدالت انصاف کو کسی شخص کو اس وقت تک سزا نہیں دینی چاہئے۔ جب تک اس کے جرم کا فی الواقع وحقیقت میں یقین نہ ہو۔ تاہم یہاں بھی قیاس قانونی کے اصول دانشمندی سے مفید طور پر ملزم وقوم کی حفاظت کے لیے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اور اسی لیے نہ صرف ہم یہ پاتے ہیں کہ قانون کے عام قیاسات فوجداری علم اصول قانون میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے بھی چند خاص قیاسات ہوتے ہیں۔ تعزیری قانون کے وتعفیت کا عام اصول[۱]

---

[۱] دیکھیے دفعات ۲۲۶ و ۲۲۶۔

ونیز یہ اصول کہ " امر فیصل شدہ کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے"[1] وہاں پوری قوت سے موجود ہیں کسی ایسے قانون سے ناواقفیت کا جس کو اچھی طرح شتہر کردیا گیا ہو فوجداری عدالت میں عذر نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب کسی شخص کو کسی جرم کے لیے ایک دفعہ ایسے حالات میں چالان کردیا گیا ہو جن سے اس کی سلامتی معرض خطر میں آگئی ہو اور اگر وہ بری کردیا جائے تو اس پر اسی جرم کے لیے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ گو اس کے جرم کو ثابت کرنے کتنے ہی نئے دلایل دریافت یا نئی شہادتیں معلوم ہوئی ہوں۔

دفعہ ۴۳۳ : مجرمانہ نیت کا اکثر ان افعال سے قیاس کرلیا جاتا ہے

جن کی اخلاقی نقطۂ نظر سے صرف ایک تعبیر ہوسکتی ہے۔ مثلاً جب کسی شخص کے متعلق ثابت کردیا جائے کہ اس نے ایک دوسرے شخص ب کو زہر دیا تھا یا عمداً مہلک ہتھیار سے مارا تھا۔ یا بھری ہوئی بندوقیں اس پر چلائی تھیں تو ب چالان کنندہ سے یہ کہنا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کا ارادہ جسمانی ضرر پہنچانے یا مار ڈالنے کا تھا لغو ہوگا۔ اسی طرح جب ایک نان بائی نے بیت المعذورین کے استعمال کے لیے ملاوٹ کی ہوئی روٹی دی تو قرار دیا گیا کہ یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ کھائی جائے۔ کیونکہ دینے ہی سے قانون اس کا قیاس کرے گا[2]۔ کسی عمارت کو آگ لگانا مالک مکان کو ضرر پہنچانے کی نیت کی شہادت ہوتا ہے۔ گو اس فعل کی کوئی وجہ تحریک ظاہر نہ ہو[3]۔ اور کسی جعلی دستاویز کو چلانا اس شخص کو

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۴۔ نیچے دفعات ۵۸۸ تا ۵۹۵۔

[2] ملک بنام ڈکسن ۱۸۱۴ء تھال وسلون - ۱۱ - ۵ رسل وریان ۳۸۱۔

[3] ملک بنام فارنگٹن - رسل وریان ۲۰۷۔

فریب دینے کی نیت کی قطعی شہادت ہوتا ہے جو کہ قدرۃً اس سے متاثر ہوگا ــــ اور یہ ایسا قیاس ہوتا ہے جو اس شخص کے حلف لینے سے بھی ختم نہیں ہوتا ہے کہ اس کی دانست میں ملزم کا ایسا ارادہ نہیں تھا[1]۔ اسی طرح جب کوئی شخص قصداً کسی امر مزیل حیثیت عرفی کو شایع کرتا ہے تو کینہ قیاس کر لیا جاتا ہے[2]۔ ایسی صورتوں میں "فعل بذاتہ کینہ آمیز ہوتا ہے[3]" اور واقعات خود ناطق ہوتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات اس حد تک عقل کے مطابق ہوتے ہیں کہ اخلاقی یقین اور قانونی قرارداد میں کامل ہمنوائی ہوتی ہے۔ لیکن سماج کی حفاظت و نفسیاتی واقعات[4] کو ثابت کرنے کی دشواری دونوں مل کر ایک ایسے قیاس کو بیحد ضروری کر دیتے ہیں۔ جو ممکن ہے کہ بہت سخت معلوم ہو۔ یعنی وہ قیاس جس کی رو سے ملزم پر ان بعض افعال کو جایز ثابت کرنے یا ان کی توضیح کرنے کا بار ثبوت عاید ہوتا ہے جو بادی النظر میں ناجائز ہوتے ہیں۔ خودکشی کی صورت میں[5] بھی معصومی پر ترجیح

---

[1] ملک بنام شیپرڈ۔ رسل وریان ۱۶۹۔ نیز دیکھئے ملک بنام مازاگورا۔ ایضاً ۲۹۱۔ ملک بنام ناش ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیں ۳۹۳۔ قانون جعل ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۸۔ دفعہ ۴۴ کی رو سے کسی دستاویز کے جعلی بنانے وغیرہ کے چالان میں جب فریب دینے کی نیت کو ثابت کرنا ضروری ہو تو یہ بیان کرنا کافی ہے کہ ملزم نے وہ فعل فریب دینے کی نیت سے کیا ہے۔ اور یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ کسی خاص شخص کو فریب دینے کی نیت تھی اور یہی اصول کسی ایسے ہی جرم کی سماعت سے بھی متعلق ہوگا۔

[2] ہیریا بارس بنام ولسن ۱۸۲۹ء و بارن وال کرسول ۳ ۶۴۳۔ ۳۲ رسل وریان ۴ ۲۰۸۔

[3] کتاب شہادت از بانیٹے دفعات ۶۷۶۔ ۶۷۷۔

[4] "یہ عام طور پر معلوم ہے کہ انسان کی نیت کی بنا پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ کیونکہ شیطان بھی انسان کی نیت سے واقف نہیں" از بریان چیف جسٹس (Brjan. C. J.) میعقات ایسٹر ۱۷۔ ایڈورڈ چہارم صفحہ ۲ الف۔ قاعدہ ۲ لیکن اس مقدمے کو دیکھئے۔

[5] کہا جاتا ہے کہ بعض ممالک کے قوانین نے قرار دیا ہے کہ تمام خودکشی کرنے والوں کے دیوانے ہونے کا قطعی قیاس قانونی ہوگا۔

دیتے ہوئے بیانگی کا جو قیاس کیا جاتا ہے[1]۔ وہ ایک حد تک اسی اصول پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کسی شخص کے متعلق ثابت کردیا جاتا ہے کہ اس نے کسی دوسرے کو قتل کیا ہے۔ تو پہلے تو قیاس ہوتا ہے کہ اس نے کینے سے یا کم سے کم ناجائز طور پر ایسا کیا ہے۔ اور اسی لیے جواز یا معافی کے تمام حالات کو ثابت کرنا ملزم کا کام ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ اس شہادت سے ظاہر ہوں۔ جو اس کے خلاف پیش کی جاتی ہے[2]۔

دفعہ ۳۴۴: بعض وقت مجرمانہ نیت قانوناً ایک فعل سے دوسرے فعل کو منتقل کی جاتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ فوجداری مقدمات میں ایک عام کینہ آمیز نیت ایک ہی نوع کے عام افعال کے لیے کافی سمجھی جاتی ہے[3]۔ الف کینے سے ب پر بندوق چلاتا ہے جس سے ج قتل ہوجاتا ہے۔ الف قتل کا مرتکب ہے کیونکہ کینہ ب سے ج کی طرف منتقل کردیا جاتا ہے[4]۔ اور یہی اصول اس صورت میں متعلق ہوگا جب کہ جو زہر کہ الف نے ب کے لیے مہیا کیا ہو وہ اتفاقاً ج کے کھانے میں آجائے[5]۔ اور اسی اصول پر جو شخص کہ دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں اتفاقاً اپنے کو قتل کر ڈالے وہ اپنے خلاف جرم سنگین (خودکشی) کا مرتکب

۳۶۹ ص (margin, beside "فعل کو منتقل کی جاتی ہے")

[1] شہادت از پویتھے جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ دار الامرا کو ججوں کا جواب۔ ۸ اسکاٹ رپورٹ نو۔ ۵۹۵۔ ۲۰۱۔ ۱۔ کارنگٹن وکرون ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ دیکھو پیچھے دفعہ ۳۴۲۔

[2] کراؤن لا از فاسٹر۔ ۲۵۵۔ ۲۹۰۔

[3] اصول متعارفۂ قانون از بیکن قاعدہ۔ ۱۵۔ نیز دیکھیے ۳ انسٹیٹیوٹ ۵۱۔

[4] پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ا صفحہ ۲۳۰۔ ملک بنام اسمتھ۔ ا۔ ڈیرسلی کراؤن کیسیں ۵۵۱۔

[5] پلوڈن ۴۷۴۔ پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ا صفحہ ۲۳۰۔

سمجھا جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۳۵: بعض صورتوں میں قانون اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور ان جرائم کو جو بنفسہٖ مجرمانہ ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ مجرمانہ قرار دیتا ہے۔ جتنے کہ وہ قدرتاً ہوتے ہیں۔ اسی اصول پر بادشاہ کو معزول یا قید کرنے کی تدبیروں کو اس کی موت کے منصوبوں کے ظاہری افعال قرار دیا جاتا تھا[2]۔ اسی طرح جب کوئی شخص بغیر کسی جائز وجہ کے دوسرے پر حملہ محض تھوڑا مارنے کی نیت سے کرے اور موت واقع ہو جائے تو وہ قتل انسان کا مرتکب سمجھا جاتا تھا[3]۔ اور جب متعدد اشخاص کسی جرم سنگین کے ارتکاب کی نیت سے نکلتے ہیں۔ اور عام منصوبے کی تکمیل میں کسی سے کسی جرم سنگین کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو سب کے سب اس کے ذمہ دار قرار دیے جاتے ہیں[4]۔

دفعہ ۴۳۶: دو ماسبق دفعات میں جو قیاسات بیان کئے گئے ہیں وہ اس اصول کے کہ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہوتا ہے۔ اسی قسم کی صورت میں اس کے ہمیشہ خطا کار ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے" خاص اطلاقات کے اشکال ہیں[5]۔ اس کی ایک مثال بھی بیان کی جا چکی ہے[6] لیکن اس کے مذکورۂ بالا اطلاقات خصوصاً دوسرے اطلاق پر بعض

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ ۱۳ پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ ۲۳۰ - جلد ۱

[2] کراؤن لا از فاسٹر ۱۹۶-۱۹۶ -

[3] شرح حات بلاکسٹن جلد ۴ - صفحہ ۲۰۰ -

[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۴۳۹ -

[5] کرورک عہد چارلس ۳۱۷ - دیکھیے دفعہ ۴۱۳ -

[6] دیکھیے دفعہ ۴۱۳ -

جدید مصنفوں نے اعتراض کیا ہے کہ وہ قدرتی انصاف۔ انسانیت[1] و قانون روما کے فقرات ذیل کے خلاف ہے[2]۔ "جرائم میں ارادے کو نہ کہ نتیجے کو دیکھا جاتا ہے[3]"۔ قانون ملک میں فریب کا قیاس صرف نتیجے ہی سے نہیں بلکہ ارادے سے بھی کیا جاتا ہے[4]۔ لیکن یہ شبہہ جائز طور پر کیا جا سکتا ہے کہ آیا فقرات بالا سے جو ڈائجسٹ (Digest) میں کسی متن کے بغیر مذکور ہیں اس مسلمہ اصول سے کچھ زیادہ مراد تھی کہ کوئی فعل جرم نہیں جب تک کہ مجرمانہ ارادہ بھی نہ ہو۔ یا جیسا کہ ہمارے قانون میں کہا جاتا ہے کہ "صرف فعل ہی سے جرم مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ مجرمانہ ارادہ بھی ثابت نہ ہو"۔ اور قدرتی انصاف و ۳۷۰ ضف
انسانیت کے مغائر ہونے کے بجائے زیر بحث اصول عام علم اصول قانون کا ایک اصول اور صحیح اخلاقیات و مصلحت پر مبنی ہے۔ اس اصول کو فرانس[5] و لوشیانہ[6] (Louisiana) کے قوانین میں اور کہتے ہیں کہ چین کے قانون میں[7] بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کم سے کم بعض صورتوں میں اس کو قانون روما میں[8] بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور کلیسائی قانون[9] میں تو وہ انھیں الفاظ میں ملتا ہے۔ اور اس کے شارحوں نے قابلیت

---

1. عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۴۔ اصول و مسلمات علم اصول قانون از فلیمور ۴۳۔
2. ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۸ دفعہ ۱۴۔
3. ایضاً کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۷۹۔
4. دیکھیے دفعہ ۹۹۔
5. کتاب شہادت از ہانئے دفعہ ۴۷۶۔
6. مجموعۂ تعزیرات لوشیانہ دفعہ ۴۱۔
7. عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۴۔
8. دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۴۷ عنوان ۱۰ دفعہ ۱۸ (۳)۔
9. فرامین پاپائی از سکسٹس کتاب ۵ عنوان ۱۲ — De. Reg. Jur. قاعدہ ۱۵۔

کے ساتھ اس پر حسب ذیل شرح بھی کی ہے کہ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہو تو اس کے ہمیشہ خطا کار رہونے کا قیاس کیا جاتا ہے"۔ یہ اصول جذبۂ خیر کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جس میں کسی بُرائی کا تصور نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن دراصل یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جذبۂ خیر کی ماہیت یہ نہیں ہے کہ کسی بھی صورت میں بُرائی کا تصور نہ کرے بلکہ اس وقت نہ کرے جب کہ اس کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ لیکن اس اصول میں تو ایسی بنیاد ہوتی ہے۔ نیز ایسے شخص کے متعلق ہر قسم کے افعال میں بُرے ہونے کا قیاس نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ صرف انھیں افعال میں جن میں کہ وہ بُرا ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی اس لیے کہ اس کو ایسا ہی شر دوبارہ کرنے سے باز رکھا جائے۔ اسی لیے اس قیاس سے اس شخص کو جس کے خلاف یہ عمل کرتا ہے ضرر نہیں بلکہ فایدہ پہنچتا ہے مختصر یہ کہ اس اصول میں جو قیاس مضمر ہے وہ بدنفسی پر نہیں بلکہ احتیاط پر مبنی ہے کیونکہ وہ بُرے فیصلے کرنے کی عادت یا کسی دوسرے نقص کی وجہ سے قایم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک ایسے خوف کی وجہ سے جو اچھی اساس پر مبنی ہوتا ہے[1]۔ مصلحت کے کسی بھی اقتضا سے اس شخص کو مجرم ٹھیرانے کا جواز نہیں نکلتا جو یا معصوم ہو یا جس کے جرم کے متعلق کوئی معقول شبہہ باقی ہو۔ لیکن وہ صورت ہی جدا ہوتی ہے جس میں کہ مجرمانہ ارادے کے قیاس کے لیے کوئی مثبتہ اساس ہو۔ اور اس میں کسی شخص کو صحیح طور پر اس کے بُرے افعال کے قدرتی نتایج کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ حالانکہ اس نے ارادہ نہ کیا ہو۔ اور فی الحقیقت اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ امر قوم کے لیے سخت خطرے کا باعث ہوگا۔ کسی جرم کے سنگین ہونے کا اندازہ صرف اسی واقعی شر سے نہیں کرنا چاہئے جو مجرم سے سرزد ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے عمل کے اس رجحان سے بھی کہ اس سے دوسروں کو

---

[1] مقدمہ مجموعۂ قانون کلیسائی از گلبرٹ۔ حصۂ آخری عنوان ۷، باب ۲ دفعہ ۲۔ نوٹ ۲۰۔

قانون شکنی کی کتنی تحریص ہوتی ہے۔ اور مؤخر الذکر امر کا اندازہ کرتے وقت نفسیاتی واقعات کو ثابت کرنے کی مشہور دشواری کا بھی لحاظ کرنا چاہئے۔ ان صورتوں پر غور کیجئے جو بیان کر دئے گئے ہیں[1]۔ ایک شخص بغیر کسی جائز وجہ کے دوسرے پر اس کو تھوڑا مارنے کے لیے حملہ کرتا ہے۔ موت واقع ہو جاتی ہے۔ کیا کسی حاکم عدالت کو اس حجت کو جائز رکھنا چاہئے کہ وہ قتل انسان کا ذمہ دار نہیں ہے؟ اسی طرح جب متعدد اشخاص کسی جرم سنگین کے ارتکاب کے ارادے سے جائیں تو یقیناً قانون کے لیے پوری طرح جائز ہے کہ ہر شخص کو ان تمام افعال کا ذمہ دار قرار دے جو اس کے ساتھی مشترکہ منصوبے کی پیش رفت میں کریں۔ کیونکہ اس شخص کو جس نے فعل کا ارتکاب کیا نہ صرف دوسروں کی موجودگی سے جرأت ہوئی اور شاید اشتعال بھی ملا۔ بلکہ جب متعدد اشخاص کسی ایسے معاملے میں شریک ہوں تو ہر ایک کے مجرمانہ ارادے کا ٹھیک ٹھیک حصہ دریافت کرنا اکثر نہایت دشوار ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے صحت کے ساتھ انجام دینے کا بار ثبوت قانون پر ڈالا جائے تو نہایت شریر و مکار مجرم اکثر اپنی جائز سزا سے بچ جائینگے۔ ص ۳۷۱

دفعہ ۳۷۴: ہمارے مجموعۂ قانون تعزیرات میں وقتاً فوقتاً بہت سے مصنوعی قیاسات قانون موضوعہ کی رو سے شریک کئے گئے ہیں۔ ایک مثال اس مشہور و معروف لیکن عرصۂ دراز سے منسوخ شدہ قانون ۲۱ جیمس اول[2] باب ۲۷ میں ملتی ہے۔ جس کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ وہ عورت جو کوئی غیر صحیح النسب بچہ جنے اور اس کی پیدائش کو مخفی رکھنے کی کوشش کرے تو اس کے متعلق تصور کیا جائے گا کہ اس نے

[1] اوپر دفعہ ۳۶۵۔
[2] دیکھئے مقدمہ دفعہ ۴۶۔

اس بچے کو قتل کر دیا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ثابت کر سکے کہ وہ مردہ پیدا ہوا تھا[1] اسی طرح قانون جعل سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۸ دفعہ ۱۳ کی رو سے ہر شخص کے لیے یہ ایک جرم سنگین قرار دیا گیا ہے کہ کسی جعلی بنک نوٹ یا کسی ایسی اور جعلی دستاویز کو جس کی صراحت اس قانون میں کی گئی ہے جعلی جانتے ہوئے خریدے۔ حاصل کرے یا اپنی حفاظت یا قبضے میں بغیر کسی جائز وجہ کے رکھے ــــ اور جائز وجہ کی موجودگی کو ثابت کرنا ملزم ہی کے ذمے کیا گیا ہے۔ اور قانون داخلہ (بھرتی) ممالک[2] خارجہ سنہ ۱۸۷۰ء کی رو سے کوئی جہاز جو کسی ملک غیر کے حکم کی بنا پر یا اس کے لیے جب کہ وہ کسی حلیف ملک سے برسر جنگ ہو بنایا یا حوالہ کیا جائے۔ یا اس کے حکم کی بنا پر کسی اور ملک کو حوالے کیا جائے۔ جو بنانے والے شخص کے علم میں ایسے ملک غیر کا کارندہ ہو یا جو ایسے ملک غیر یا ایسے کارندے کی جانب سے تنخواہ پاتا اور ایسے ملک غیر کی فوجی یا بحری ملازمت میں ہو تو ایسے جہاز کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ ایسے ہی استعمال کے لیے بنایا گیا ہے۔ جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور اس امر کو ثابت کرنے کا بار ثبوت کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ جہاز کے اس طرح استعمال کئے جانے کا ارادہ تھا جہاز بنانے والے پر ہوگا۔ ایسے ہی احکام قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۵۸۔ قانون سکہ جات سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۲۳ و ۲۴ اور بھک سے اڑ جانے والی اشیا کے قانون سنہ ۱۸۸۳ء کی دفعہ ۴ میں ملیں گے۔

دفعہ ۴۳۸: قانون تعزیرات کے بعض قیاسات ملزموں کی حفاظت کے لیے ہیں۔ مثلاً سات سال سے کمسن بچے کے متعلق قطعی طور پر قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ جرم سنگین کے ارتکاب کے

---

[1] ہماری قانون سازی کے اس داغ کو ۳۴ جارج سوم باب ۸۵ دفعہ ۳ کی رو سے دور کر دیا گیا۔
[2] ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۹۰ دفعہ ۹۔

ناقابل ہے[1]۔ سات اور چودہ سال کے درمیان ایسا ہی قیاس تو ہوتا ہے۔ ۳۷۲
لیکن شہادت سے اس کی تردید کی جا سکتی ہے[2]۔ اور ایک چودہ سال سے کمسن لڑکے کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت خاطی درجہ اول ارتکاب زنا بالجبر کے ناقابل ہوتا ہے[3]۔

ذیلی فصل (۲)

فوجداری مقدمات میں قیاسی شہادت عام طور پر

صفحات اصل کتاب ۔ صفحات ترجمہ

- شہادت کے قابل ادخال کرنے کے اصول دیوانی و فوجداری کارروائیوں میں ایک ہی ہوتے ہیں ۳۷۲-۶۶۰
- موخرالذکر کارروائیوں میں قیاسی شہادت سے کام لینے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے ۳۷۲-۶۶۱
- فوجداری مقدمات میں قواعد شہادت :- ۳۷۳-۶۶۱

صفحات اصل کتاب ۔ صفحات ترجمہ

- ۱- تمام صورتوں میں قابل اطلاق ہوتے ہیں۔ ۳۷۳-۶۶۲
- ۲- جب شہادت قیاسی ہوتی ہے۔ ۳۷۳-۶۶۲
- (الف) مجرمانہ فعل کی صاف و غیر مشتبہ شہادت ہونی چاہیئے... ۳۷۳-۶۶۳
- ۱- جرم جس کے واقعات غیر پائیدار ہوتے ہیں ۳۷۴-۶۶۴

---

[1] شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳- پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۷ و ۲۸-
[2] شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳- ہیل ایضاً ۲۶ و ۲۷-
[3] ایضاً ۲۱۲ اور ایضاً ہیل ۶۳۰-

دفعہ ۴۲۹: شہادت کے قابل ادخال ہونے کو منضبط کرنے والے

اصول دیوانی و فوجداری کارروائیوں میں عام طور پر ایک ہی ہوتے ہیں[۱]۔ اور گو قیاسی شہادت تقریباً ہر واقعے کو ثابت کرنے پیش ہو سکتی

۱؎ دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۹- قانون موضوعہ کی رو سے (دیکھو پیچھے دفعہ ۲۳۰) غیر اسٹامپ شدہ دستاویزات کے متعلق ایک فرق ہے۔ ایسے دستاویزات قانون اسٹامپ ۱۸۹۹ء کی رو سے فوجداری کارروائیوں میں قابل ادخال ہیں لیکن دیوانی کارروائیوں میں نہیں قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء نے پہلے کے قوانین اسٹامپ کے اسی حکم کو دوبارہ وضع کیا ہے۔

ہے[1]۔ لیکن اس سے کام لینے کی ضرورت بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے فوجداری کارروائیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ نہایت ہی مذموم و شدید جرائم اکثر مخفی طور پر کئے جاتے ہیں۔ اور سیاہ کاریوں کی نمایاں شہادت کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ اور اسی وجہ سے مجرموں کے خلاف بلاواسطہ شہادت شاذ و نادر رہ جاتی ہے۔ بجز اس کے کہ مجرموں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھیوں کے جرائم کو عدالت انصاف میں فاش کردے۔ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ مناسب شہادت کے فقدان کی وجہ سے قانون ایسی شہادت کی بنا پر جو کمتر درجہ کی ہوتی ہے مجرم ٹھیراتا اور سزا دیتا ہے۔ ہمارا مطلب اس کے بالکل برعکس ہے۔ قیاسی شہادت کی ایک زنجیر سے بھی ویسا ہی یقین آفریں ثبوت فراہم ہوتا ہے جیسا کہ عینی شہود کی گواہی سے[2]۔ اور چونکہ فوجداری مقدمات ۳۷ص
میں زیر تصفیہ مفاد زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ اور غلطی کے نتائج بے اندازہ طور پر زیادہ سنگین۔ اسی لیئے بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے ان میں اعلیٰ درجے کا یقین ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ دیوانی کارروائیوں میں تو محض زیادہ احتمال فیصلے کی کافی بنیاد ہوتا ہے[3]۔

دفعہ ۳۰۴: گو وقعت شہادت کو مستقل مدارج میں منقسم کرنے کی تمام کوششوں کو ہمیشہ مذموم سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ مہمل و ضرر رساں ہوتی ہیں۔ لیکن ماضی کا تمام تجربہ بیکار ہو جائے گا اگر ان اہم خطرات و مخدوش مقامات کو ظاہر نہ کردیا جائے جو ان اشخاص کی معصومی یا خطاکاری کے اہم سوال پر غور کرتے وقت پیش آتے ہیں جن پر کسی جرم کا الزام

---

[1] دیکھیے دفعہ ۲۹۔

[2] دیکھیے دفعات ۲۹۵ و ۲۹۷۔

[3] دیکھیے دفعہ ۹۵۔

لگایا جاتا ہے۔ اس خصوص میں عدالتوں کی رہبری کے لیے وقتاً فوقتاً بہت سے اصول بتلائے گئے ہیں۔ جن میں سے حسب ذیل اصول بہترین ہیں اور عملدرآمد میں نہایت ہی عام طور پر تسلیم کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ملزم کے خلاف ثبوت جرم کے ہر اہم جزو کو ثابت کرنے کا بارِ چالان کنندہ پر ہوتا ہے[1]۔

(۲) اس کی شہادت ایسی ہونی چاہیئے کہ خطاکاری ملزم کی بابت کوئی معقول شبہہ باقی نہ رہے اور اس کا اخلاقی یقین ہو جائے[2]۔

(۳) شک کی صورتوں میں (نہ صرف) بری کر دینا سزا دینے سے محفوظ تر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک معصوم شخص کے سزا پانے سے متعدد مجرموں کا چھوٹ جانا بہتر ہوتا ہے۔ (بلکہ ملزم رہا کئے جانے کا استحقاقاً مستحق ہوتا ہے)[3]

دفعہ ۴۴۴: مذکورۂ بالا اصول کے اطلاق عالمگیر ہیں لیکن حسب ذیل دو اصول ایسے ہیں جو خاص طور پر اس وقت اطلاق پاتے ہیں جب کہ شہادت قیاسی ہوتی ہے۔

(۱) نفس جرم کا صاف و غیر مشتبہ ثبوت ہونا چاہیئے[4]۔ ہر الزام

---

[1] دیکھیے دفعہ ۳۴۶۔

[2] دیکھیے دفعہ ۹۵۔

[3] دیکھیے دفعہ ۹۴ و ۹۵۔

[4] ملک بنام برڈٹ ۴ بارن وال و اڈالفس ۹۵-۱۲۳-۱۶۳-۲۲ رسل و رمان ۵۳۹-قرائنی شہادت ولس طبع ششم ۴۸-۴۹ ۳۱۸ تا ۳۱۹-ایلانس بنام الولینس ۱-کریمنل رپورٹ از ہاگرڈ-۳۵-۱۰۵ تا ۱۰۹ تحریرات اسکاٹ لینڈ از رسٹ ۵۲۹ ڈاکس-دادو سے D' Aguessean (Euvers) فقرہ ۴ صفحات ۲۲۴ تا ۲۲۳-۵۶۴- جج کو احتیاط کرنی چاہیے اور سزا دینے میں جب تک جرم نہ ثابت

جرم میں دو امور ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایک جرم کا ارتکاب ہوا ہے اور دوسرے یہ کہ ملزم اس کا مرتکب ہے یا ارتکاب کنندوں میں سے ایک ہے۔ لارڈ اسٹوول (Lord Stowell) نے مقدمہ ایوانس بنام ایوانس[1] میں (Evans v. Evans) اپنے فیصلے میں کہا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اصول یہ ہے کہ جب واقعہ جرم متعین ہو جائے۔ تو اس وقت آپ یہ ظاہر کرنے کہ کس نے اس کا ارتکاب کیا ہے قیاسی شہادت سے کام لے سکتے ہیں یعنی نفس جرم کے ثابت ہونے کے بعد مجرم کو معلوم کرنے میں ...... لیکن ایک مشتبہ واقعے کو یعنی ایسے واقعے کو جو اپنی ماہیت کی رو سے قطعاً مشتبہ ہو۔ بڑھا کر ایک مجرمانہ واقعہ بنانے کے لیے قیاسات کا استعمال ایک دوسری ہی نوعیت کی کارروائی اور میری دانست میں نظریۂ قیاسات کا بالکل ہی غلط استعمال ہوگا۔" سر ماتھیو ہیل نے بھی اپنی کتاب پلیس آف دی کراؤن میں[2] ذیل کے دو اصول قرار دیئے ہیں۔ جن کو جائز طور پر نظر پسندیدگی سے دیکھا گیا ہے۔" میں کسی شخص کو سامان چرانے پر محض اس لیے سزا نہیں دوں گا کہ وہ یہ نہیں بیان کر سکتا ہے کہ ان پر اس کا قبضہ کس طرح ہوا۔ جب تک اچھی شہادت اس امر کی نہ پیش ہو کہ اس سامان کے متعلق جرم سنگین کا ارتکاب ہوا ہے۔ میں کسی شخص کو قتل انسان یا قتل انسان مستلزم سزا کا مجرم قرار نہیں دوں گا۔ جب تک واقعۂ قتل ہونا ثابت نہ ہو جائے یا کم سے کم نعش نہ برآمد ہو۔[3]"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ہو جائے زود بازی نہیں کرنی چاہیے۔ ماتھیس برجرایم۔ برحاشیہ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۶۔ باب اول نوٹ ۲۔

[1] کریمنل رپورٹ از ہاگرڈ صفحہ ۳۵-۱۰۵-جلد

[2] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

[3] اس میں اور ذیل کے فقرہ میں توارد قابل ملاحظہ ہے" مقتول کی نعش کے متعلق یہ ثابت ہونا چاہیے کہ...... جب کوئی شخص اقبال جرم کرے کہ وہ سارق ہے تو اس اقبال جرم سے اس کو ضرر نہیں

اور شہادت مصنفۂ اشارکی[1] میں بیان کیا گیا ہے کہ ”قتل انسان کے الزامات میں یہ ایک مقررّہ اصول ہے کہ ملزم کو اس وقت تک سزا نہیں سنانی چاہیے جب تک کہ واقعۂ موت کو علحٰدہ طور پر شہادت بلا واسطہ یا معائنۂ نعش کے ذریعے سے ثابت نہ کیا جائے“۔ ان ممتاز اساتذہ کے یہ الفاظ ہیں لیکن جو عام اصول انھوں نے قرار دئیے ہیں انھیں کافی قیود کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ اور اس مضمون کو صحت کے ساتھ بیان کرنے کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ بعض جرایم میں اس شہادت سے جس سے جرم کا وجود ظاہر ہوتا ہے مجرم کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور بعض دوسرے جرایم میں جرم کے آثار و نشانات ہویدا رہتے ہیں۔ لیکن مجرم کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ ممالک غیر کے قانون دانوں نے اول الذکر کو ”جرم جس کے واقعات غیر پایٔدار ہوتے ہیں“ کہا ہے۔ اور موخر الذکر کو ”ایسے جرم“ سے موسوم کیا ہے جس کے ”واقعات پایدار ہوتے ہیں“[2]۔ اول الذکر کے تحت تمام ایسے جرایم آتے ہیں۔ جن کا اصل عنصر ارادہ ہوتا ہے۔ مثلاً مختلف اقسام کی غداری۔ سازش مجرمانہ الفاظ وغیرہ۔ یہ سب جرایم چونکہ نفسیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان کو قیاسی شہادت سے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[3]۔ بجز اس کے کہ مجرم مکمل اقبال جرم کرنا پسند کرے[4]۔

دفعہ ۴۲۴۔ دوسری قسم کی صورتوں میں یعنی ان جرایم میں جن کے واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: پہنچنا چاہیئے جب تک مال مسروقہ سے اس کی توثیق نہ ہو“۔ ماتھیس بر ثبوت باب اول نوٹ ۴

[1] شہادت از اشارکی جلد ۱ صفحہ ۵۷۰ طبع سوم۔ ایضاً صفحہ ۸۶۲ طبع چہارم۔

[2] کتاب شہادت از بانٹیہ دفعہ ۵۶۔ مقدمہ کیپٹن گرین اور ان کے ملاح ۱۴۔ ہووِل اسٹیٹ ٹرائیس ۱۲۳۰۔ دیکھو آگے دفعہ ۵۰۸۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۔ ملک بنام برڈٹ ۴ بارنوال وا ڈالفس ۵۹۰-۱۲۲۔ کتاب شہادت از بانٹیہ دفعہ ۵۶۔ دیکھو مقدمہ دفعہ ۱۲۔

[4] اوپر دفعہ ۴۲۴۔ مقدمات ازدواجی میں اقبال جرم زنا کے اثر کے لیے دیکھو نیچے دفعہ ۵۶۷۔

پائیدار ہوتے ہیں یا جیسا کہ بعض وقت ان کو ایسے جرایم بھی کہا گیا ہے۔
جن کے اثرات پائیدار ہوتے ہیں۔ ثبوت جرم ثبوت مجرم سے علٰحدہ
ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی نعش پائی جائے یا کوئی مکان راکھ کی ڈھیر ہوکر
رہے تو اس سے جرم ظاہر ہو سکتا ہے۔ لیکن لازمی طور پر اس کے مرتکب ۳۷۵
کا پتا نہیں چلتا۔ اور یہاں بھی قیاسی شہادت کے اثر کے متعلق ایک فرق
کرنا چاہئیے۔ زیر غور صورتوں میں نفس جرم دو امور پر شامل ہوتا ہے۔
ایک تو یہ کہ بعض واقعات اس کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ
مجرم ان کا بانی ہوتا ہے لارڈ اسٹوول اور سر ماتھیو ہیل کے عام اصول
خاص کر اول الذکر صورتوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور یہ مستقل اصول
ہے کہ جو واقعات نفس جرم کی بنیاد ہوتے ہیں۔ ان کو یا تو بلا واسطہ شہادت
یا نہایت قابل وقعت و ناقابل انکار قیاسی شہادت یا شخص مرتکب
کے صاف صریح و غیر مشتبہ اقبال جرم کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئیے۔
اس کی خاص طور پر ضرورت قتل کے مقدمات میں ہوتی ہے۔ ان میں
سر ماتھیو ہیل کے قرار دادہ اصول کی عام طور پر پیروی کی جاتی ہے۔ یعنی
واقعۂ موت کو ایسے گواہوں کے ذریعے سے جو قتل کے وقت موجود تھے
یا نعش یا اس کے کسی جزو کو ثابت کرنے سے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے

۱؎ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۲۳۰۔ جلد ۱۴
۲؎ محض ثبوت فعل سے جرم ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کینہ اور وجہ تحریک کو بھی ثابت کرنا چاہئیے" ماتھیس بر جرایم۔ دیکھو حاشیہ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۶ باب ۱ نوٹ ۲۔ نیز دیکھئے کتاب شہادت از ہانسٹہ دفعہ ۵۶۔
۳؎ دیکھئے نیچے دفعات ۵۲۳ تا ۵۳۰۔
۴؎ مشرق میں خاص اغراض کے حصول کے لیے بہانۂ موت کرنے کا عمل عام طور پر پایا جاتا ہے۔ دیکھئے فیملی لائبریری میں تلبیس فریب و سریع الاعتقادی کے سوانح Family Library: Sketches of Imposture Deception and Credulity) باب ۹ صفحہ ۱۲۹
ہندوستان میں جب چند افسر سپہ سالار کے ڈیرے میں ناشتہ کر رہے تھے۔ ایک دیسی شخص کی نعش لائی گئی

اور جب نعش سڑ گئی یا جب اس کا صرف ڈھانچہ رہ گیا ہو۔ یا جب
کسی اور وجہ سے معائنے کے ذریعے سے اس کی شناخت ناممکن ہو تو
شناخت لباس یا اور حالات سے کی جانی چاہیئے[1]۔ انسان کی شناخت
اس کے عوارض و صفات سے کی جاتی ہے[2]۔

دفعہ ۴۴۳: یہ قاعدہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جن کی اساس بہترین
نصفت و پختہ ترین مصلحت ہے۔ اولاً یہ کہ جب جرم مجرم کی ذات
سے علیحدہ ہو سکتا ہو تو غلطی کے بہت سے ماخذ پیدا ہو جاتے ہیں
جو اس کی مخالف صورت میں نہیں پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۔ کوئی واقعہ
جس کا ماخذ معلوم نہ ہو۔ ان گنت اسباب کا نتیجہ ہو سکتا ہے جن کے ع ۳۷۶
بانی اشخاص ہو سکتے ہیں یا اتفاق۔ ۲۔ کسی مشتبہ شخص کے جرم کو غیر قطعی
حالات سے اخذ کرنے کے خطرے میں خود اس کی نا سمجھی۔ یا دوسرے
امور میں مجرمانہ ذریعہ بننے کی وجہ سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ ۳۔ گواہوں
اور عدالتوں میں عجیب و غریب واقعات اور بڑے جرائم کو جو
مخفی طور پر کئے گئے ہوں دریافت کرنے کی سخت خواہش ہوتی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اور کہا گیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا ہے۔ جرم کا ارتکاب کسی ایک
شخص کے خلاف ثابت نہیں تھا۔ لیکن پوری جماعت تو تھی۔ اجٹین (adjutant) کے
دل میں شبہ ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کیتلی تھی۔ اس کو خیال ہوا کہ تھوڑا سا ابلتا ہوا پانی نعش پر ڈالے۔ اس
نے ڈالا۔ اور مقتولہ نعش اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگ گئی کسی راوی کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

[1] ملک بنام کلوس ۴ کیارنگٹن و پین ۲۲۱۔ میں ایک شخص کے ڈھانچے کی اس کی بیوہ نے دانتوں کی خصوصیت
کی وجہ سے ۲۳ سال بعد شناخت کی پڑھائی کی پٹی۔ اور جوتوں کی جوڑی کی بھی جو نعش کے ساتھ ملے تھے شناخت
کی گئی۔ جب کوئی ڈھانچہ ملے تو اکثر یہ امر نہایت اہم ہو جاتا ہے کہ آیا وہ مرد کا ہے یا عورت کا۔ جوان شخص کا ہے یا
ضعیف کا۔ اس مضمون پر مکمل معلومات کے لیے دیکھو طبی علم اصول قانون از ٹیلر صفحہ ۵۴۹۔ وبعد طبع ہفتم۔
جہاں متعدد مقدمات اس پر غور کرنے کی ضرورت کی وضاحت میں بیان کئے گئے ہیں۔

[2] ڈاگسو۔ (اورے) فقرہ ۴۔ صفحہ ۲۷۵۔

۴۔ وہ سہولت جو مذکورۂ بالا وجوہات کی بنا پر ناپسندیدہ اشخاص کے خلاف جھوٹے الزام لگانے میں ہوتی ہے۔ ثانیاً کسی بے بنیاد جرم کے لیے کسی شخص کی سزایابی عدل گستری کی سخت ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ اور اس میں بہ نسبت ایک ایسے جرم کے لیے جس کا دراصل ارتکاب کیا گیا ہے۔ غلط سزا دینے سے زیادہ سماج کا نقصان ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۴۴: قدیم مقدمات میں اس اصول کی حکیمانہ مصلحت کو ڈرتے ڈرتے اختیار کیا گیا ہے۔ ایک نہایت ہی مشہور مقدمے کو قیاسات خلاف مرتکب فعل ناجائز کے عنوان کے تحت بیان کردیا گیا ہے[2]۔ سرماتھیو ہیل ایک دوسری مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص عرصۂ دراز سے گم تھا۔ اور یہ قیاس کرنے کے نہایت ہی قوی وجوہات تھے کہ ایک دوسرے شخص نے اس کو مار ڈالا۔ اور اس کی نعش کو تنور میں جلا کر راکھ کر ڈالا ہے۔ اس فرضی قاتل کو سزا سنائی اور سولی دے دی گئی۔ اور اس کے بعد وہ دوسرا شخص سمندر کے سفر سے واپس آیا۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کو ملزم نے اس کی مرضی کے خلاف سفر سمندر پر بھیج دیا تھا۔ اور جو اس طرح پر گو معصوم تھا۔ لیکن کلیتہً بے خطا نہیں تھا[3]۔ ایک اور مقدمہ بھی ایک شخص جان مائیلس (John Miles) کا ہے۔ جس کو اس کے دوست ولیم ریڈلے (William Ridley) کے الزام قتل پر سولی دیدی گئی تھی۔ کیونکہ آخری مرتبہ جو یہ شخص دیکھا گیا تھا۔ تو اس کے ساتھ پیتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ اور اس کی نعش مائیلس کے سولی پانے تک نہیں ملی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ متوفی حالت نشہ میں ایک غار میں گر پڑا تھا۔ اور اس جگہ اس کی

---

[1] دیکھئے مقدمۂ دفعہ ۴۹۔ صفحہ ۶۲ نوٹ (۱)

[2] دیکھیے دفعہ ۴۱۵۔

[3] ہیلیس آف دی کراؤن (ہیل) جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

تلاش کرنے کا کسی نے خیال نہیں کیا تھا[1]۔ اس اصول میں یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ جب ماں اور ایک غیر صحیح النسب بچے کے مشہور باپ کو دیکھا گیا کہ انھوں نے اس کو ننگا کر کے ایک ساحلی شہر کے بندرگاہ میں سمندر کے حوالے کر دیا۔ اور اس کے بعد بچے کی نعش نہیں ملی۔ تو گولڈ جسٹس (Gould. J.) نے جن کے اجلاس پر ماں اور باپ کے بچے کے الزام قتل پر چالان کیا گیا تھا۔ انھیں بری کر دینے کا مشورہ اس بنا پر دیا کہ چونکہ موج سمندر کو بندرگاہ میں مد و جزر رہتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ موج نے بچے کو زندہ بہا لیا ہو[2]۔

دفعہ ۴۴۵: لیکن جب واقعۂ قتل کو عینی شہود کے ذریعے سے ثابت کیا جائے تو معائنہ نعش سے درگزر کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مقدمہ ملکہ بنام ہینڈمارش[3] (R. v. Hindmarsh) سے بخوبی ظاہر ہے۔ اس مقدمہ میں
میں قیدی پر جو ایک ملاح تھا۔ کپتان کے قتل کا الزام تھا۔ چالان کے ۳۷۷
پہلے فقرے میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ قتل کا ارتکاب ایک بڑی لکڑی سے مارنے اور دوسرے فقرے میں بیان تھا کہ متوفی کو سمندر میں پھینکنے سے کیا گیا ہے۔ شہادت سے ظاہر ہوا کہ جب جہاز ساحل افریقہ کے سامنے دوسرے جہازوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا تو قیدی کے متعلق دیکھا گیا کہ اس نے کپتان کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ جس کے بعد سے اس کا کوئی پتا نہیں چلا۔ اور عرشۂ جہاز پر اس جگہ سے قریب جہاں کپتان کو دیکھا گیا تھا۔ ایک لکڑی پائی گئی۔ اور عرشۂ جہاز اور قیدی کے

---

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ (۵) نیز دیکھیے انتوین پن ۵ مقدمات مشہور ۴۴۹۔ (Antoine Pin, 5 Causes celebres) اڈیٹر رشے مرد دم ۱۷۷۳ء (Ed. Richer Amst.)

[2] بحث گیارو (Garrow) مقدمہ ملکہ بنام ہنڈمارش کراؤن لا از لیچ ۵۶۹-۵۷۱۔

[3] کراؤن لا از لیچ ۵۶۹-جلد ۲

بعض کپڑوں پر خون پایا گیا۔ اس شہادت پر وکیل ملزم نے اعتراض کیا کہ نفسِ جرم ثابت نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے کہ کپتان کو بازو کے کسی جہاز نے اٹھا لیا ہو۔ اور انھوں نے سر ماتھیو ہیل و گولڈ جسٹس کے اجلاس کے مقدمات کا حوالہ دیا۔ عدالت نے جس میں عدالت تحریر کے جج آشہرسٹ جسٹس (Ashhurst, J.) ہوتھام بیرن (Hotham, B.) اور بہت سے علمائے قانون رو ما تھے اس عام اصول کو تسلیم کیا۔ لیکن آشہرسٹ جسٹس نے جو مقدمے کی سماعت کر رہے تھے اس امر کو جوری پر چھوڑا کہ وہ فیصلہ کرے کہ بلحاظ شہادت کیا متوفی اس کی نعش کے سمندر میں پھینکے جانے سے قبل فوت نہیں ہو گیا تھا۔ جوری کے اثباتی جواب دینے پر ملزم کو سزا سنا دی گئی۔ اور اس فیصلۂ سزا کو تمام ججوں نے درست قرار دیا۔

دفعہ ۴۴۶: اس امر پر کہ انتہائی صورتوں میں بنیاد نفس جرم کو قیاسی شہادت کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے اعتراض کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ایک حیرت انگیز امر ہوگا کہ ہر قاتل کو اعلان کر دیا جائے کہ اپنے کو محفوظ کرنے کے لیے اس کو اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہے کہ نعش کو جلا یا چونے سے گلا ڈالے یا کسی بے تہ کے سمندر میں ڈال دے[1]۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۲۳۴۔ کتاب شہادت از بائنے دفعہ ۵۶۔ ہماری دانست میں رولف بیرن (Rolfe, B.) نے ایک مرتبہ گراناٹ جوری کو ہدایت کی تھی کہ بنیاد نفس جرم کے ثبوت میں قیاسی شہادت کے ناقابل اذخال ہونے کا اصول عالی نہیں ہے۔ اس مضمون پر چانسلر ڈاگسو نے اپنے خیالات یوں ظاہر کیے ہیں کہ "خدا خوش نہیں ہوگا جب عوام ہم کو برا کہیں کہ ہم نے مجرموں کو بے سزا پانے بچ جانے کی امید بندھوا دی ہے۔ کیونکہ ہم نے قرار دیدیا ہے کہ ان کو سزا دینا ناممکن ہے اگر ان کی ظالمانہ صنعت کے نتیجے یعنی ان بدقسمتوں کی نعشیں جن کے خلاف انھوں نے اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کیا تھا۔ انصاف کی آنکھوں سے ان کی خوش قسمتی سے مخفی کر دیئے جائیں"

اس قسم کی ناکام کوششوں کے کیئے جانے کا علم ہے[1]۔ اور کامیاب کوششوں کا ممکن ہے کہ پتا نہ چلا ہو۔

دفعہ ۴۴۷: جب بنیاد نفس جرم ایک وقت ظاہر ہو جائے۔ تو اس کے ثبوت کو مکمل کرنے کے لیے قیاسی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ مثلاً مقام جرم کو متعین کرنے کے لیئے[2]۔ نیز اس مفروضے کی نفی کر کے جو واقعات ثابت کیئے گئے ہیں۔ وہ قدرتی اسباب یا غیر ذمہ دار قوتوں کے نتائج ہیں وجود جرم کو ظاہر کرنے کے لیے بھی۔ اس مقصد کے لیے مقدمے کے تمام حالات اور عمل ملزم کے ہر جزو پر غور کرنا چاہئیے۔ ۳۷۸ مثلاً جب کوئی نعش برآمد ہو تو اس پر غور کرنا چاہئیے کہ کیا موت بجلی گرنے۔ سردی یا ٹھنڈ یا مضر بخارات وغیرہ سے تو نہیں واقع ہوئی ہے[3]۔ و نیز وہ کیا خود کشی کی تو صورت نہیں ہے۔ اس آخری مضمون پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ ڈاگسو " دی۔ لا۔ پیوادیے وغیرہ کے مقدمے میں بحث جوابدہی "

D'Aguesseau, ler Plaidoyer dans la Cause du sieur de La Pivadiere)

[1] ملک بنام کرک۔ اجلاس موسم گرما ۱۸۳۲ء۔ لسٹر قرائنی شہادت از ولس طبع ششم صفحہ ۳۴۱۔ قیدی پر ایک قرضخواہ کے قتل کا الزام تھا جو ایک قرض وصول کرنے آیا تھا۔ اور جس کی نعش کو اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا کے چھپانے کی کوشش کی تھی چراندا اور دوسرے حالات کی وجہ سے ہمسایوں کو شبہہ ہوا۔ نعش کا ایک حصہ جلا بھی نہیں تھا۔ ملزم کو سزا سنائی گئی اور سولی دی گئی۔ ایسی ہی ایک کوشش ملزم نے کامن ویلتھ بنام ویبسٹر مین کی تھی۔ قرائنی شہادت از بُرل۔ صفحہ ۶۸۲

[2] ملک بنام برڈٹ ۴ بارنوال واڈالفس ۹۵۔

[3] شہادت ملک سکاٹ لینڈ از ڈکسن ۴۳۔

[4] کیپٹن جان ڈونیلن (John Donellan) کے مشہور مقدمے میں بلر جسٹس نے اسی طرح قرار دیا ہے اس کپتان کو اپنے برادر نسبتی سر تھیوڈوسیس بوٹن (Sir Theodosius Boughton) کے الزام قتل پر سزا سنائی اور سولی دی گئی تھی (اجلاس موسم بہار ۱۷۸۱ء۔ وارک رپورٹ از گرنی اسی طرح پارک جج نے

حسب ذیل بہترین ہدایات کو جو ڈاکٹر بک (Dr. Beck) نے اپنے ہم پیشہ اطبا کو دی ہیں یہاں بیان کرنا بے محل نہیں ہوگا[1]۔ "نعش کے اوپر کے حصے کو غور سے دیکھنے اور یہ معلوم کرنے کے علاوہ کہ کیا جلد بے رنگ یا نیلی پیلی ہوگئی ہے ہمیں حسب ذیل امور کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئیے کہ زخمی نعش کس طریقے پر پڑی ہوئی ملی۔ اس کے اعضا کی کیا حالت تھی اور کپڑوں کی کیا۔ چہرے کی شکل کیسی تھی۔ مارپیٹ کے نشانات اگر کوئی جسم پر تھے چہرے کا لال ہوجانا یا منہ پر سرخی کا دوڑ جانا موخر الذکر امر اہم ہے کیونکہ وہ اس شخص کے چیخوں کو روکنے کے لیے مارپیٹ کی نشانی ہوسکتا ہے زمین اور کپڑوں پر خون کی مقدار کو بھی دیکھنا چاہئیے اور خصوصاً اس ہتھیار کو بھی جو غالباً استعمال کیا گیا تھا۔ اور زخم کی نوعیت گہرائی اور سمت کو بھی چاقو یا طپنچے سے فرضی خود کشی کی صورت میں زخم کے راستے کو بھی دیکھنا چاہئیے کہ کیا وہ اوپر کی سمت ہے یا نیچے کی اور ہاتھ کے طول کا زخم کی سمت سے بھی مقابلہ کرنا چاہئیے۔ یہ بھی دریافت کرنا چاہئیے کہ کیا سیدھا ہاتھ استعمال کیا گیا تھا یا بایاں۔ اور چونکہ سیدھا ہاتھ اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ زخم کا رخ بھی اس کے مطابق ہونا چاہئیے۔ یعنی سیدھے جانب سے بائیں جانب"۔ یہ بھی نہایت اہم ہے کہ موقع واردات موت پر دوسرے شخص کی موجودگی کے نشانات کو نہایت غور سے دیکھا جائے۔ کیونکہ قاتلوں کا یہ عمل اکثر ہوتا ہے کہ وہ مقتولوں کی نعش کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ مقدمہ ملک بنام ٹاول (Rv. Tawell) میں بھی یہی قرار دیا۔ اس شخص کو زہرخورانی سے باعث قتل ہونے کی بنا پر اجلاس موسم بہار ۱۸۴۵ء ایلسبری میں سزا سنائی گئی۔ نیز ایبٹ جسٹس نے ملک بنام ڈونال میں اجلاس موسم بہار ۱۸۱۷ء میں اسی طرح قرار دیا (ایضاً ۶۔ ۳۸۰) علیٰ ہذا دایاٹ میر مجلس نے ملک بنام ہارٹ فیلڈ اجلاس موسم بہار ۱۸۴۴ء سرے (قلمی نسخہ) اور لارڈ کیمبل نے ملک بنام پام صدر عدالت فوجداری مئی ۱۸۵۶ء میں اور پالک چیف جج نے ملک بنام آمتھرسٹ صدر عدالت فوجداری اگست ۱۸۵۹ء میں ایسا ہی قرار دیا۔ نیز دیکھیے ملک بنام ایلڈ رن رسل ریان ۲۴۰۔ اور ملک بنام وایٹ ایضاً ۵۰۸۔

[1] طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۴۰۳ طبع ہفتم۔ جہاں متعدد مقدمات دیے گئے ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

کچھ اس طرح رکھ دیتے ہیں کہ شبہہ خودکشی یا قدرتی اسباب کی وجہ سے موت کا ہوتا ہے[۱]۔ اس کے برخلاف ان اشخاص نے جو خودکشی کرنا چاہتے تھے۔ ۴۷۹
لیکن جن کی خواہش تھی کہ موت کے بعد بھی اپنی نیک نامی کو محفوظ رکھیں۔ یا اپنی جایداد کو ضبطی سے بچائیں۔ یا جن کو ان دونوں امور کا خیال تھا۔ اکثر خاص تیاریوں کے ذریعے سے اپنی جان لینے کے طریقے پر شبہہ نہ ہونے دینے کی کوشش کی ہے[۲]۔ اور ایسی بھی صورتیں پیش آئی ہیں۔ جن میں موت کے قدرتی طریقے پر واقع ہونے کے بعد نعش کو زخم لگائے گئے ہیں تاکہ کسی معصوم شخص کے خلاف قتل کا شبہہ پیدا ہو[۳]۔ ذیل کے مقدمے سے ان دشواریوں کی اچھی طرح وضاحت ہوتی ہے جو اس نوعیت کے مقدمات میں بعض وقت پیش آتے ہیں۔ ایک شخص اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ کر سخت رنجیدہ ہو گیا۔ اور اپنے سر کو متعدد مرتبہ دیوار سے ٹکرانے کے بعد ایک کتے سے اپنی پیشانی پر زور سے اور متعدد مرتبہ اس وقت تک مارا جب تک کہ وہ مرکر نہیں گر گیا۔ یہ سب کچھ بہت سے گواہوں کی موجودگی میں ہوا۔ لیکن فرض کیجیے کہ ایسا نہیں ہوتا اور نعش پائی جاتی اور اس پر یہ سب زخم ہوتے تو کم سے کم قتل کا شبہہ ضرور کیا جاتا[۴]۔ اور ان صورتوں میں بھی جن میں زخم لگائے جانے کی واضح ترین شہادت ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ موت کسی سابقہ بیماری کی وجہ سے واقع ہوئی ہو یا زیادتی کسی اور جانب سے ہوئی ہو۔ اول الذکر مفروضے کی توضیح کرنے والے مقدمات بہت سے ہیں[۵]۔ اور ذیل کے

۱۔ شہادت مصنفہ اسٹارکی، ۸۵۷۔ طبع چہارم۔

۲۔ ایضاً صفحہ ۸۶۳۔ طبع چہارم

۳۔ ایک مثال کے لیے دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۰۶

۴۔ طبی علم اصول قانون ازبک صفحہ ۵۶۲۔ طبع ہفتم۔

۵۔ متعدد مثالیں طبی علم اصول قانون ازبک باب ۱۵۔ طبع ہفتم میں ملیں گی۔

دو مقدموں سے موخرالذکر کو نظر انداز نہ کرنے کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے فرانس کے ایک مسافر خانے میں گلّہ بانوں میں جھگڑا ہوا۔ جس میں ایک شخص کو چاقو سے منہ ہاتھ اور سینے کے اوپر کے حصے پر ہنسلی کی ہڈی سے قریب زخم لگے۔ ان زخموں کا امتحان کیا گیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ یہ سطحی و خفیف زخم تھے۔ ان کو دھو دیا گیا۔ اور ایک گھنٹے بعد شخص متضرر گھر جانے کے لیے چلا گیا۔ لیکن دوسری صبح وہ مردہ اور خون میں نہایا ہوا پایا گیا۔ نعش کو چیرا گیا اور بایاں شش اور اس کی رگ کٹی ہوئی پائی گئی۔ جراح نے اظہار میں کہا کہ یہی وجہ موت ہوئی ہے۔ اور یہ کہ یہ زخم سینے کے سطحی زخم کے بعد جس سے خون نہیں نکلا اور جو نیلا پیلا ہو گیا تھا۔ لگایا گیا ہوگا۔ بعد میں ثابت ہوا کہ واقعہ یہی تھا۔ گھر کے راستے میں اس کا سرقہ بالجبر کیا اور قتل کر ڈالا گیا تھا۔ ایک دوسرے مقدمے میں ایک لڑکی کو جب کہ اس کا باپ اس کو کسی چیز کے چرانے پر مار رہا تھا۔ تشنج پیدا ہوا۔ اور وہ مرگئی۔ باپ نے اور دیکھنے والوں نے سمجھا کہ وہ مار کے اثر سے مری ہے۔ لیکن گو جسم پر کوڑوں کے کافی سخت نشان تھے۔ نعش کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر کی رائے تھی کہ وہ موت کا باعث ہونے کافی نہیں تھے۔ اس لیے اسی نے پوسٹ مارٹم کیا۔ جس سے اور دوسرے حالات سے ظاہر ہوا کہ لڑکی نے اپنے
ص ۳۸۰ جرم کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ کر باپ کے غصے کے خوف سے زہر کھا لیا تھا۔[٢]

اور آخر میں ملحوظ رکھیے کہ شر کا ایک ماخذ یہ بھی ہوتا ہے کہ ان اشخاص کے عمل سے جن کو فرض کی وجہ سے یا اور طور پر ان اشخاص کے نعشوں سے سابقہ پڑتا ہے جو قتل کیے جاتے ہیں۔ علامات یا تو تباہ کردی جاتی

---

١ طبی علم اصول قانون ازبک صفحہ ۵۸۸ طبع ہفتم۔

٢ طبی علم اصول قانون ازبک صفحہ ۶۶۷ طبع ہفتم۔

ہیں یا مصنوعی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی ایک اچھی تمثیل وہ واقعہ ہے جو ایک مرتبہ فرانس میں گزرا۔ ایک جوان شخص بستر پر مرا ہوا پایا گیا۔ اور اس کی گردن پر سامنے تین زخم تھے۔ پہلا ڈاکٹر جو بلایا گیا تھا۔ نادانستہ طور پر خون سے بھیگی ہوئی زمین پر چل کر ایک بازو کے حجرے میں متعدد مرتبہ آیا گیا۔ اور اس طرح پر پانوں کے متعدد نشانات زمین پر چھوڑے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص کے خلاف شبہ پیدا ہوا اور جو بال بال قتل کے لیے چالان کیے جانے سے بچا[1]۔

دفعہ ۴۴۸: ثبوت نفس جرم سے متعلق نازک ترین سوالات

مبینہ مقدمات زہرخورانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ زہرخورانی کی شہادتیں یا تو جسمانی ہوتی ہیں یا اخلاقی۔ اول الذکر کے تحت حین حیاتی علامات یا چیرنے کے بعد نعش کی شکل۔ زہر کی موجودگی جو کیمیائی ذرائع کے استعمال سے دریافت ہوتی ہے آتے ہیں۔ اخلاقی شہادتوں میں ارتکاب جرم کی خاص سہولتیں۔ زہریلی اجزاء کی خرید یا تیاری۔ تحقیق یا دریافت کو دبا دینے کی کوشش۔ وجہ موت کے متعلق جھوٹی خبروں کو پھیلانا۔ دوسروں کے متعلق شبہ پیدا کرنے کی سعی ناکام وغیرہ ہوتے ہیں[2]۔ بیماری کے وجود سے (اور زہر کچھ کم اوقات ان لوگوں کو نہیں دیا جاتا ہے جو بیمار رہتے ہیں) بھی اکثر حالت زندگی کے علامات۔ اور بعض صورتوں میں موت کے بعد کی شکل کی توضیح ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ سڑنے کی وجہ سے بھی ہو۔ اسی لیے نفس جرم کا ثبوت حاصل کرنے کے لیے عدالتیں خوشی سے ان تجربات و معیارات سے فائدہ اٹھانے تیار رہتی ہوں

[1] طبی علم اصول قانون ارپک صفحہ ۷۴۲۔ طبع ہفتم۔

[2] تم کہتے ہو کہ میں نے زہر دیا۔ میں نے کہاں سے خریدا۔ اور کس سے؟ کس مقدار میں؟ کس کے ذریعے سے میں نے زہر دیا؟ اس کا شریک کون تھا؟ Just Orat. ازکوانٹلس کتاب ۵ باب ۱۰ فقرہ ۴ میں

جو علم کیمیا نے دریافت جرایم کے لیے بہم پہنچائے ہیں[1]۔ لیکن ان تجربات کی قدر و قیمت میں بہت مبالغہ کیا اور انھیں بے خطا سمجھا گیا ہے جو وہ یقیناً نہیں ہیں۔ اور یہ خیال پھیل گیا ہے کہ مقدمات زہر خورانی میں نفس جرم کو مقدمے کے تمام جسمانی و اخلاقی حالات پر غور کرنا ترک کر کے ۴۸۱
انھیں تجربات کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے ——— یہ ایسا نظریہ ہے جو خلاف قانون بھی ہے۔ اور عقل سلیم کی اس میں ہتک بھی ہے[2]۔ علم سمیات ہرگز درجۂ کمال کو نہیں پہنچا ہے۔ خصوصاً نباتاتی زہروں کے متعلق گو نباتاتی زہروں کے بدترین زہر ہیڈروسیانک یا پرسک ایسڈ (hydrocyanic, or prussic acid) اور دھاتی سمیات میں سے اس زہر (سنکھیا) کے جو مجرمانہ اغراض کے لیے عام طور پر بہت استعمال ہوتا ہے۔ کے تجربے ان تجربات میں سے ہیں جو نہایت مکمل ہیں۔ یہ ہمیشہ بہتر ہے کہ مشتبہ مواد پر جتنے تجربے بھی اس کی مقدار کے لحاظ سے کیے جا سکیں کئے جائیں۔ کیونکہ ہر تجربے کے متعلق یہ ممکن ہے کہ قدرت میں ایسے اشیا اور موجود ہوں جو وہی نتیجہ پیدا کریں جو اس زہر سے مخصوص سمجھا جاتا ہے اور یہ خطرہ بھی کم و بیش ہمیشہ رہتا ہے کہ جس شے کا شبہہ ہے وہ ان کیمیائی دواؤں سے بن جائے جو اس کے دریافت کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب متعدد تجربے جو بالکل ہی جدا اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں مشتبہ مواد کے مختلف حصوں پر کئے جائیں۔ اور ہر حصے کے تجربے سے ایک معروف زہر کے مخصوص نتائج ظاہر ہوں تو غلطی کے امکان بہت کم رہ جاتے ہیں۔ اور اس مواد میں زہر کی موجودگی خصوصاً اگر

[1] طبی علم اصول قانون مصنفۂ بک میں اکثر سمیات کی دریافت کے طریقے نہایت تفصیل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ نیز دیکھو طبی علم اصول قانون از ٹیلر طبع ہفتم ۱۹۲۰ء۔

[2] دیکھو اوپر دفعہ ۴۴۷۔

[3] طبی علم اصول قانون از بک ۷۵۴۔ طبع ہفتم۔

دوسرے تائیدی اخلاقی حالات بھی ہوں تو تقریباً یقینی ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۴۴۹: ان مقدمات میں جن میں زہر خورانی کا شبہہ ہو یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اس وقت بھی جب فی الواقع نعش سے زہر نکلا ہو۔ نہ صرف یہ ممکن ہے کہ زہر اتفاقاً کھا لیا گیا ہو۔ یا بطور دوا استعمال کیا گیا ہو۔ یا جیسا کہ سنکھیا کی صورت میں ہوتا ہے۔ چہرے میں چمک پیدا کرنے کھایا گیا ہو۔ یا خودکشی کے لیے استعمال ہوا ہو۔ نیز ایسی بھی صورتیں گزری ہیں۔ جن میں موت کے قدرتی طور پر واقع ہونے کے بعد ایک زہریلی شئے نعش میں داخل کی گئی ہے[1]۔ یا قے یا اجابت[2] میں تا کہ قتل کا شبہہ پیدا کیا جا سکے۔ لیکن احتیاط سے پوسٹ[3] مارٹم کرنے اور مقدمے کے اخلاقی حالات پر توجہ کرنے سے اس کو دریافت کر لیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۴۵۰: نفس جرم کو ثابت کرنے چاہے قیاسی شہادت کا قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر کچھ ہی ہو۔ لیکن اس کی تردید کے لیے تو وہ ہمیشہ قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور خصوصاً جب وہ مادی شہادت کے درجے کی ہوتی ہے تو نفس جرم کی نہایت قوت کے ساتھ تردید کرتی ہے۔ مثلاً گواہوں کے بیانات کے قرین احتمال ہونے کو اس طرح
۴۸۲۔ جانچا جا سکتا ہے کہ ان کا حالات مقدمہ سے مقابلہ کیا جائے۔ اور

---

[1] طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۷۰۔ طبع ہفتم۔

[2] ایضاً۔

[3] جیتے جی زہر دینے کے بعض اثرات مثلاً اوپر کی آنتوں کا حال حال میں متورم ہونا موت کے بعد زہر دینے سے واقع نہیں ہوتا ہے۔ طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۷۰۔ طبع ہفتم۔

عملاً جھوٹی شہادت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ اکثر اسی طریقے سے کیا جاتا ہے سرماتھیو ہیل زنا بالجبر کے ایک غیر معمولی مقدمے کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے سامنے سسکس میں پیش ہوا تھا۔ جس شخص کو چالان کیا گیا تھا۔ وہ ایک قدیم دولتمند صاحب تھے۔ جن کی عمر (۶۰) سال کی تھی۔ اور ان کے خلاف الزام کے متعلق باقاعدہ حلف ایک چودہ سالہ لڑکی نے اٹھایا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے ماں باپ اور چند دوسرے رشتہ داروں نے بھی گواہی دی تھی۔ لیکن ملزم نے اپنی جوابدہی کامیابی کے ساتھ یہ دکھانے سے کی کہ انھیں سالہائے سال سے ایک زخم اتنا بڑا ہے کہ جماع کرنا اس کی وجہ سے ناممکن ہے[1] ایک دوسرے مقدمے میں ایک عورت نے ایک شخص کو چالان کیا تھا کہ اس نے اس کا وضع حمل کرانے ہوئے کے سموسے میں سنکھیا دی ہے۔ اور اس نے حلف اٹھایا کہ اس کے کھانے سے اس پر زہر کے علامات طاری ہوگئیں۔ اس کی شہادت کے مغایر بیانیوں کے منجملہ ایک یہ بھی تھی کہ کھاتے وقت اس کو کسالا مزا معلوم ہوا تھا جو سنکھیا میں نہیں ہوتا ہے۔ اور ان سموسوں میں جن کو اس نے کھایا نہیں تھا۔ سنکھیا کی مقدار سے ظاہر تھا۔ کہ وہ دو گرین سے زیادہ نہیں کھائی ہوگی۔ حالانکہ متعدد مرتبہ کی قے میں جس کا جمع کیا جانا بیان کیا گیا تھا۔ پندرہ گرین سے زیادہ سنکھیا تھی۔ گو پہلی قے میں صرف ایک گرین تھی۔ ملزم کو بری کردیا گیا۔ اور مستغیثہ نے بعد میں اقبال جرم کیا کہ اس نے وہ الزام حسد کی وجہ سے لگایا تھا[2]۔

دفعہ ۱۵۹: جرم کا مفروضہ تمام مثبتہ واقعات کے متوافق ہونا چاہئیے[3]۔

[1] ہلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ۶۳۵۔ دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۰۱۔

[2] ملک بنام واہلے (Rv. Whalley) اجلاس موسم بہار ۱۸۲۹ء۔ یارک قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۲۵۲۔
اس مضمون پر مزید معلومات کے لیے دیکھو مقدمۂ ایوانس بنام ایوانس میں لارڈ اسٹوول کا جامع فیصلہ (۱) ہاگرڈ کنزسٹوری رپورٹ صفحہ ۱۰۵۔

[3] شہادت از اسٹارکی ۵۶۱-۵۶۳ طبع سوم ایضاً ۸۴۴-۸۵۹۔ طبع چہارم۔

قیاسی شہادت میں اصل خطرہ طبیعت انسانی کے اس رجحان میں ہے کہ وہ زود بازی سے بعض واقعات سے بغیر ان دوسرے واقعات کا لحاظ کئے کہ جو اول الذکر واقعات کے مفروضے کے خلاف ہوتے ہیں نتائج نکال لیتی ہے[1]۔ لارڈ بیکن کہتے ہیں[2] کہ "ذہن انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عجلت پسندی سے اشیا میں اس سے زیادہ نظم و توافق کا قیاس کر لیتا ہے جتنا کہ ان میں ہوتا ہے۔ اور گو فطرت میں بہت سی چیزیں انوکھی اور قطعاً ایک دوسرے کے مغایر ہوتی ہیں لیکن ذہن انسانی ہمیشہ متوازیات تطابقات اور ایسے تعلقات کا تصور کرتا رہتا ہے۔ جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوتا ہے۔" اس قدرتی خاصے یا رجحان پر جتنی نظر رکھی جائے۔ وہ کم ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ اگر چند ناٹوں میں سے بہ استثنیٰ ایک لوہے کی ناٹ کے مکان بن سکتا ہے تو ذہن انسانی کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ اس لوہے کی ناٹ کو نظر انداز کر دے۔ جیسا کہ قانون شہادت کے ایک قابل مصنف نے لکھا ہے۔ اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ تمام واقعات و حالات جو دراصل گزرے ہیں وہ کاملاً ایک دوسرے سے متوافق تھے کیونکہ فی الواقع وہ ایسے تھے[3]۔ اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر شہادت سے ثابت شدہ کوئی بھی واقعہ ملزم کے مجرم ہونے کے مفروضے کے مغایر ہے تو یہ مفروضہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اس مقدمے کو لیجئے جو ایک سابقہ دفعہ میں[4] مثالاً بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو ساگو ان کی ایک ناٹ چرانے کی بنا پر چالان کیا جاتا ہے۔ اور بہت سی قرائنی شہادت یہ دکھلانے پیش کی جاتی ص ۲۸۳

---

[1] دیکھیے دفعہ ۲۹۰۔

[2] نووم آرگانم ازبیکن ("Bacon's Novum organum") مقولہ ۴۵۔ نیز دیکھیے ترقی علم ازبیکن کتاب ۲۔

[3] شہادت از اسٹار کی صفحہ ۵۰ طبع سوم۔ ایضاً ۸۴۴ طبع چہارم۔

[4] دیکھیے دفعہ ۳۲۲۔

ہے کہ اس کو ایک شخص چرا لے گیا۔ اور وہ شخص ملزم ہے۔ اب فرض کیجئے کہ دوران سماعت مقدمہ میں یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ شئے اتنی وزنی تھی کہ بیس اشخاص اس کو مشکل سے ہلا سکتے تھے۔ تو یہ ایک ایسا واقعہ ہوگا جو اس کے جرم کے مفروضے سے قطعاً مغایر ہوگا۔ اور اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ غلطی یا دروغ بیانی کسی نہ کسی سے صادر ہوئی ہے۔ اور نہ صرف جرم کا مفروضہ اس کی قطعی طور پر تردید کرنے والے واقعات سے اوندھا ہو جاتا ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ تمام مخالف مفروضات و نیز جرم پر دلالت کرنے والے حالات پر بھی کافی و مناسب توجہ کی جائے۔

ذیلی فصل (٣)

فوجداری کارروائیوں میں مجرم بنانیوالی قیاسی شہادت

دفعہ ۴۵۲: اب ہم فوجداری مقدمات میں مجرم بنانے والی قیاسی شہادت کے بڑے بڑے اشکال پر زیادہ تفصیل کے ساتھ نظر تعمق ڈالیں گے۔ یہ تین عام عنوانات میں منقسم ہو سکتے ہیں۔[1]

(۱) مادی شہادت یا شہادت اشیا۔ ۳۸۴

(۲) وہ شہادت جو ملزم کے عمل یا موقف سابق سے حاصل ہوتی ہے۔ اس عنوان کے تحت ارتکاب جرم کے وجوہ ہائے تحریک۔ ارتکاب کے ذرایع و مواقع۔ تیاریاں اور اقدام اس کے ارتکاب کے ارادے کا اعلان اور دھمکیاں آتی ہیں۔

(۳) شہادت جو ملزم کے عمل مابعد سے بہم پہنچتی ہے۔ اس عنوان کے تحت زندگی یا حالات میں فوری تغیر۔ الزام لگانے پر خاموش ہونا ملزم کا غلط یا ٹالنے کے جواب دینا۔ شہادت کا دبایا یا چھپا دینا بے خطا ظاہر کرنے والی شہادت کو

[1] مصنف اس کو معمولی انصاف سمجھتے ہیں کہ وہ اس امر کا اعتراف کریں کہ اس ذیلی فصل میں انھوں نے بنتھم کی عدالتی شہادت کی پانچویں کتاب سے جہاں قرائنی شہادت کا ذکر ہے بہت مدد لی ہے۔ ان کی تصنیف کے اس حصے میں ہمیں ان کی اعلیٰ فہم اور باخبر ذہن کے پورے فواید حاصل ہیں۔ اور یہ حصہ نسبتہً ان عجیب تصورات و غلط آرا سے مبرا ہے۔ جن کے باعث باقی حصہ داغدار ہو گیا ہے۔ سطور بالا مسٹر بسٹ کے لکھے ہوئے ہیں۔

جعلی بنانا فرار یا اور طرح پر انصاف سے گریز کرنا۔ عہدہ داران انصاف کو ملا لینے کی کوشش کرنا۔ اور خوف زدہ ہونا۔ جو خاموش طرزِ عمل یا خواہش اخفا سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) اقبالی شہادت

ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر قسم کی مخصوص شہادتی وقعت ہوگی۔ اور اس کے مضعف مفروضات بھی ہوں گے۔ مادی شہادت کے مضمون پر اس کتاب کے ایک حصۂ سابق میں بحث ہو چکی ہے[1]۔ شہادت کے دبا دینے یا چھپا دینے اور بے خطا ظاہر کرنے والی شہادت کے جعلی بنانے پر مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاسات کے عنوان کے تحت ہم نے اپنے خیالات بیان کر دیے ہیں[2]۔ الزام لگانے پر خاموش ہو جانا یا غلط یا ٹالنے کے جواب دینا اور اقبالی شہادت کو ہم اپنے سے متعلق شہادت کے عنوان کے تحت ذکر کرنے کے لیے اٹھا رکھیں گے[3]۔ کیونکہ صحیح طور پر یہ مضامین اسی عنوان کے تحت آتے ہیں۔ باقی مضامین کو اب ہم ان کی ترتیب سے بیان کریں گے۔

دفعہ ۴۵۳: (۱) ارتکاب جرم کے وجوہائے تحریک اور اس کے ارتکاب کے ذرایع و مواقع۔ ایک ضرر رساں واقعہ وقوع میں آتا ہے اور ٹیٹس (Titeus) پر شبہہ ہوتا ہے کہ اس کا اس کے ارتکاب میں حصہ ہے تو یہ سوال کہ "اس کی وجہ تحریک کیا تھی"۔ ایسا سوال ہے جس کے متعلق وقوع ہونے کی بابت کبھی نزاع نہیں ہو سکتی[4]۔ لیکن محض یہ واقعہ

[1] دیکھیے دفعات ۱۹۶ تا ۲۱۴۔ اور دیکھو مکمل تفصیل کے لیے نیچے ضمیمہ الف۔

[2] دیکھیے دفعات ۴۱۱ تا ۴۱۵۔

[3] دیکھیے دفعات ۵۱۰ تا ۵۳۰۔

[4] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

کہ کسی شخص کا موقف ایسا ہے کہ اس کو کسی جرم کے واقع ہونے سے فایدہ ہوتا ہے۔ اس کے اس جرم کے مرتکب ہونے کے ثبوت میں لیے وقعت یا تقریباً بے وقعت ہوتا ہے۔ ہر بچے کو والدین کے مرنے سے کچھ فایدہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن والدین میں سے کسی کے مرنے پر ان کے قتل کا شبہہ شاذو نادر ہی کیا جاتا ہے[۱]۔ تاہم بعض حالات میں وجہ تحریک کی موجودگی قیاسی شہادت کی زنجیر میں ایک اہم کڑی ہوتی ہے۔ مثلاً اس وقت جبکہ ۳۸۵
اس شخص نے جس پر اس گھر کو آگ لگانے کا الزام ہو۔ آگ لگنے سے پہلے اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بیمہ کرایا ہو یا جب کہ اس شخص نے جس پر اس کی بیوی کے قتل کا الزام ہو قتل سے پہلے کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق پیدا کیا ہو۔ اس کے برخلاف کسی ظاہرا وجہ تحریک کی عدم موجودگی ہمیشہ ملزم کے موافق واقعہ ہوتا ہے۔ گو اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ایسے بھی وجوہ ہائے تحریک ہوسکتے ہیں جو سوائے اس شخص کے جو ان سے متاثر ہو کسی اور پر ظاہر نہیں ہوتے۔ جرم کے وجوہ ہائے تحریک سے متعلق مضعف مفروضات اس کے ارتکاب کے ذرایع و مواقع پر بھی قابل اطلاق ہوتے ہیں[۲]۔ اور بعض افسوس ناک مقدمات سے وہ خطرہ ظاہر ہوتا ہے جو ان پر بیجا بھروسا کرنے میں پیش ہوتا ہے ایک ماما پر اپنے مالکہ کے قتل کا الزام تھا مکان میں سوائے متوفی و ملزمہ کے کوئی اور نہیں تھے۔ اور دروازے اور کھڑکیاں حسب معمول بند تھے۔ ملزمہ کو زیادہ تر اس قیاس کی بنا پر سزا اور سولی دیدی گئی تھی کہ کوئی اور شخص مکان میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن بعد میں اصل قاتلوں میں سے ایک کے اقبال جرم سے ظاہر ہوا کہ وہ مکان میں جو ایک تنگ کوچے میں واقع تھا۔ ایک تختے کے ذریعے سے جو مقابل کے ایک مکان کے اوپر کے دریچے سے اس مکان کے اوپر کے دریچے پر

---

[۱] عدالتی شہادت از بیتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۰-۱۸۷۔

[۲] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۹۔

لگایا گیا تھا۔ داخل ہوئے۔ اور قتل کا ارتکاب کرکے اسی راستے سے واپس ہوئے اور کوئی نشان نہیں چھوڑے[1]۔

دفعہ ۴۵۴: (۲) ارتکاب جرم کی تیاریاں اور سابقہ اقدام: ارتکاب جرم کی تیاریوں کے تحت حسب ذیل امور آسکتے ہیں۔ آلات شر کی خریداری ان کو جمع و لیس کرنا۔ اس مقام کو جانا جہاں اس کا ارتکاب کرنا ہے۔ ایسے افعال کا کرنا جن سے مقصد ایسے اسباب کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جن سے ارتکاب جرم میں سہولت ہوتی یا اس کے موقع بہم پہنچتے یا اس کی تکمیل کے موانعات دور ہوتے ہیں۔ یا مجرم پر شبہہ نہیں ہوتا ہے[2]۔ اس نوعیت کی تیاریوں کے علاوہ جن کا فوری مقصد اصل منصوبے کی تکمیل ہوتا ہے۔ دوسرے درجے کی تیاریاں بھی ہوتی ہیں۔ جن کا مقصد دریافت جرم کا انسداد یا اول الذکر پر شبہہ نہ ہونے دینا ہوتا ہے[3]۔ ان دوسرے درجے کی تیاریوں کے علاوہ تیسرے اور چوتھے درجے کی تیاریاں بھی ہوسکتی ہیں۔ وقس علیٰ ذالک[4]۔

دفعہ ۴۵۵: تمام قسم کی تیاریوں میں وہ تیاریاں جن کا مقصد مجرم پر شبہہ نہ ہونے دینا ہوتا ہے۔ خاص توجہ کے محتاج ہوتی ہیں۔ ایک نہایت ہی عجیب مثال مقدمۂ رچرڈ پاچ (Richard Patch) کی ہے جس کو اس کے مربی و دوست ایساک بلائٹ (Issac Blight) کے قتل کا مجرم ٹھیرایا اور

۳۸۶

[1] شہادت از اسٹارکی ۸۶۵۔ طبع چہارم۔ اور ایک مثال کے لیے دیکھئے قسرائنی شہادت از برل (Barrill, circ. Ev.) صفحہ ۳۷۱۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۶۳ و ۶۴۔ جلد ۳

[3] ایضاً ۶۴۔

[4] ایضاً ۶۵۔

سولی دیدی گئی۔ قیدی و متوفی ایک ہی مکان میں رہتے تھے اور مؤخر الذکر پر جب کہ وہ ایک شام اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک نا معلوم ہاتھ نے گولی چلادی۔ ایک قوی اور اچھی طرح مربوط قیاسی شہادت کے سلسلے سے پایا جاتا ہے۔ قاتل ظاہر ہوتا تھا۔ اس شہادت کے دوران میں ظاہر ہوا کہ قتل کی شام سے چند شام پہلے۔ اور جب متوفی گھر میں نہیں تھا۔ ایک بھری ہوئی بندوق یا تپنچہ اس حجرے میں چلایا گیا جس میں سب گھر والے شام کو معمولاً بیٹھا کرتے تھے۔ قیدی نے اس کے متعلق اس وقت کہا تھا کہ بندوق اس پر چلائی گئی ہے۔ لیکن یہ باور کرنے کے قوی وجوہات تھے کہ اسی نے وہ بندوق چلائی تھی تاکہ متوفی اور اس کے نوکر یہ سمجھیں کہ قاتل مکان کے اطراف گھوم رہے ہیں[1]۔ قاتلوں کے متعلق اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے جرم سے کچھ قبل یہ خبریں پھیلانے میں مشغول رہتے ہیں کہ خرابی صحت بے سبھی یا اور وجہ سے اس شخص کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں جس کے قتل کرنے کا ارادہ وہ کر چکے ہیں[2]۔ بعض دوسرے قاتل زیادہ صاف الفاظ میں اس کی آنے والی خرابی کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اور وہ قاتل جو معاشرے کے ادنیٰ طبقات سے ہوتے ہیں۔ اس کی عنقریب آنے والی موت کی طرف خوفناک و پراسرار طریقے پر اشارہ کرتے ہیں[3]۔ ان تمام افعال سے مقصد اس کے دوستوں اور ہمسایوں کو حادثے کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کے واقع ہونے پر تعجب کم ہو اور اس کا سبب دریافت نہ کیا جائے۔ کسی جرم کے ارتکاب کے سابقہ اقدامات بھی اس کے ارتکاب کی تیاریوں سے بہت ملتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ایک قدم آگے

---

[1] جالان رجینڈ ہاچ برائے قتل ایسک بلائٹ لندن سنہ ۱۸۰۶ء۔ ایک دوسری مثال کے لیے دیکھو ملک بنام کوردا سیر (R.v. Curvoisier) قرائنی شہادت از ولس طبع ششم صفحہ ۵۰۴ تا ۵۰۵۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم ۶۵-۶۶۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۴۶ - ۱۴۷۔

[3] شہادت از اسٹارکی ۸۵۰۔ طبع چہارم

اور جرم سے قریب تر ہوتے ہیں۔ لیکن مثل تیاریوں کے وہ بھی جرم نہیں ہوتے ہیں[1]۔

دفعہ ۴۵۶: تیاریوں اور سابقہ اقدامات کی شہادتی وقعت صاف طور پر اس قیاس پر مبنی ہوتی ہے کہ اس خاص جرم کے ارتکاب کا ارادہ ملزم کے ذہن میں قایم ہو چکا تھا۔ اور اس وقت تک باقی رہا جب تک کہ اس کی تکمیل کی قوت اور موقع حاصل ہوا۔ لیکن نفس جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد یہ قیاس کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو جائے حسب ذیل مفصلہ مفروضات کو ملحوظ رکھ کر اس پر عمل کرنا چاہیئے:۔ (۱) مشتبہ فعل کے کرنے میں ملزم کا ارادہ ایک نفسیاتی سوال ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کے متعلق غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کا ارادہ یا تو کلیتہً مجرمانہ نہ تھا۔ یا اگر مجرمانہ بھی تھا تو ایک جدا ہی مقصد کے لیے تھا[2]۔ مثلاً (الف) یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو زہر دیا گیا ہو۔ اور ایک دوسرے شخص نے جو اس کی موت سے بالکل بے گناہ ہو اسی زہر کی کچھ مقدار چند روز پہلے خریدی ہو

۴۸۷ لیکن جراثیم کو مارنے کے لیے اسی طرح کسی ایسے شخص کے برے دن کی پیشین گوئی کی جو بعد میں مقتول پایا جائے تو ضیح اکثر یہ ہوتی ہے کہ ملزم اپنے یقین کو بیان کرتا ہے۔ اس کا کوئی مجرمانہ ارادہ نہیں ہوتا ہے موت کی پیشین گوئیاں اکثر توہم پرستی کی وجہ سے کی جاتی ہیں نہ کہ پہلے سے سوچے ہوئے قتل کے خیال وارادے کی وجہ سے۔ (ب) دوسرے ہی مقصد کے لیے مجرمانہ ارادے کی مثال بندوق کے ذریعے سے قتل کی دی جا سکتی ہے۔ جو عملاً اکثر پیش بھی آتی ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص جو قتل کا بالکل گنہگار نہ ہو۔ ارتکاب جرم سے کچھ عرصے قبل ایک بندوق

---

[1] عدالتی شہادت از بتھم جلد ۳ صفحہ ۶۹۔

[2] ایضاً ۷۲۔

چوری سے جانوروں کے شکار کے لیے خریدی یا چرائی ہو۔ اور یہ بندوق اس کے قبضے سے برآمد ہوئی ہو۔ اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الف ایک تلوار یا تپنچہ ب سے مبارزت کے لیے خریدے اور لڑائی سے پہلے ج اس ہتھیار کو د کے قتل کرنے کے لیے چرالے۔

دفعہ ۴۵۷: (۲) لیکن جب کسی جرم کے ارتکاب کی تیاریاں بھی کی گئی ہوں یا اسی کے ارتکاب کے سابق میں اقدام بھی ثابت ہوں تب بھی دو قابل لحاظ امور باقی رہ جاتے ہیں۔[۱] (الف) ممکن ہے کہ تکمیل سے پہلے ارادہ بدل دیا گیا یا ترک کر دیا گیا ہو۔ جب تک فعل سرزد نہ ہو۔ اس سے باز آنے کی گنجایش باقی رہتی ہے۔ اور اس امکان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ایک ایسا ہی مجرمانہ منصوبہ دوسرے اشخاص کا بھی ہوسکتا ہے۔ اور وہ اس کو پورا بھی کرسکتے ہیں۔" (ب) جرم کے ارتکاب کا ارادہ برابر باقی رہ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے اشخاص مجرم سے پہلے اس کا ارتکاب کرلے سکتے ہیں۔ اس کی ایک عجیب مثال جوناتھن براڈفورڈ (Jonathan Bradford) کے مشہور مقدمے سے ملتی ہے۔ یہ شخص ایک مسافرخانہ کا مالک تھا۔ آدھی رات کے وقت اس کے مسافرخانے میں ایک شخص بستر میں مقتول پایا گیا۔ اور یہ خود اس کے بچھونے کے پاس ایک ہاتھ میں چورقندیل اور ایک ہاتھ میں چاقو لیے ہوئے کھڑا تھا۔ چاقو اور ہاتھ دونوں خونیں تھے۔ اور اس طرح پر پکڑے جانے کے بعد براڈفورڈ نے سخت دہشت زدگی کے علامات کا اظہار کیا۔ اس کو اس قتل کا مرتکب ٹھیرایا گیا۔ اور سولی دے دی گئی۔ لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ اس کا ارتکاب ایک دوسرے شخص نے براڈفورڈ کے حجرۂ متوفی میں آنے سے قبل ہی کیا تھا۔ لیکن براڈفورڈ بھی حجرے میں

---

[۱] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۷۔

اسی ارادے سے داخل ہوا تھا۔ جن علامات کو شعور جرم کے علامات سمجھا گیا۔ وہ جزواً اس کے ارادے کے اس سے پہلے پورا ہو جانے پر استعجاب کی وجہ سے تھیں۔ اور اس کے ہاتھ اور چاقو پر خون اس طرح لگ گیا تھا کہ جب وہ بستر کے کپڑوں کو یہ دیکھنے کے لیے الٹا یا کہ آیا ستونی در اصل مر گیا ہے تو چاقو جسم سے بہتے ہوئے خون پر گر پڑا تھا۔[1]

دفعہ ۴۵۸: (۳) ارتکاب جرم کے ارادے کا اعلان اور اس کے ارتکاب

کی دھمکیاں۔ تیاریوں اور اقدام کے بعد اس جرم کے ارتکاب کے ارادے کا اعلان اور اس کے ارتکاب کی دھمکیاں آتی ہیں۔ جو فی الواقع سرزد ہوتا ہے اکثر ضعیف مفروضات جو اول الذکر سے متعلق ہیں۔ زیر غور صورتوں سے بھی متعلق ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو صرف ان سے مخصوص ہیں۔ (الف) جن الفاظ کے متعلق سمجھا گیا ہو کہ ان سے مجرمانہ ارادے کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے متعلق غلط فہمی ہو سکتی ہے یا ان کو غلط یاد کیا جا سکتا ہے (ب) اگر کوئی شخص ارتکاب جرم کے ارادے کا اعتراف کرتا ہے یا اس کی دھمکی دیتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ در اصل بھی یہ ارادہ اس کے دل میں ہو۔ ممکن ہے کہ یہ الفاظ محض لاف و گزاف یا تنگ کرنے۔ ڈرانے۔ روپیہ وصول کرنے یا کسی اور ضمنی مقصد کی وجہ سے کہے گئے ہوں۔ (ج) نیز دوسرا شخص جو در اصل اس جرم کا ارتکاب کرنا چاہتا ہو۔ اپنے سے شبہہ دور کرنے کے لیے اس دھمکی کے موقع سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔[2] (د) یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کی

صفحہ ۳۸۵

---

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ د مقدمہ ۔۔

[2] ایک نہایت ہی قدیم فرنچ مصنف نے اس کی ایک نہایت ہی عجیب مثال بیان کی ہے۔ ایک بہت ہی برے چال چلن کی عورت نے ایک دن کھلی گلی میں ایک شخص جس نے اس کو ناخوش کیا تھا۔ دھمکی دی کہ بہت جلد "وہ اس کی رانیں اس کے لیے کٹوا دے گی"۔

دھمکی یا اعلان سے مقصد فوت ہو سکتا ہے کیسی شخص کو دھمکی دینے سے آپ اس کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی حفاظت کے ایسے ذرائع اختیار کر لنے پر مجبور کرتے ہیں جو قانون یا ماسوائے قانون تو توں کی رو سے اس کو حاصل ہوں[1]۔" لیکن تاہم" جیسا کہ دانشمندانہ طور پر کہا گیا ہے " تجربہ شاہد ہے کہ مجرمانہ دھمکیاں اوپر سو یر اکثر پوری ہوتی ہیں۔ دہشت اور محض دہشت پیدا کرنے کے ارادے کے بعد کوئی خاص موقع حاصل یا کوئی نئی وجہ اشتعال پیدا ہونے پر ارتکاب جرم کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور (اس ارادے کی تعمیل میں) خود جرم کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے[2]۔ ایک جدید مصنف کہتے ہیں[3] کہ " دھمکیوں کی اکثر پروا نہیں کی جاتی۔ اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ زیادہ بزدل طبایع ہی پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ اور اکثر طبایع ایسی ہوتی ہیں کہ اگر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اس کے کچھ دنوں بعد وہ شخص مردہ پایا گیا۔ اس کی رانیں بیچ میں سے کٹی ہوئی تھیں۔ اور دوسرے بھی متعدد زخم تھے۔ یہ امر اس عورت کے خلاف شبہ پیدا کرنے کا فی تھا۔ اس کو اس زمانے کی عدالت ہائے بر یورپ کے عملدرآمد کے مطابق اذیت پہنچا کر تفتیش کی گئی۔ اس نے اقبال جرم کیا اور قتل کر دی گئی لیکن اس کے کچھ عرصے بعد ہی ایک شخص نے جو کسی دوسرے جرم پر گرفتار کیا گیا تھا۔ بیان کیا کہ وہ بیگناہ تھی۔ اور قتل کا ارتکاب ایک دوسرے شخص نے کیا تھا جس کا شریک جرم وہ خود تھا وہ شخص فوراً گرفتار کیا گیا۔ اور اس نے پورے واقعے کا صحیح اقبال جرم اس طرح کیا کہ جب وہ دھمکی دی جا رہی تھی۔ وہ گلی سے گزر رہا تھا اور اس دھمکی سے فایدہ اٹھا کر اس نے مقتول کو ختم کر دیا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ اس عورت کے برے چال چلن کی وجہ سے عہدہ داران انصاف کی توجہ اس کی طرف ہوگی" گرفتاریاں" از پاپن (Papon, Arrests) کتاب ۴ عنوان ۸۔ گرفتاری ۱۔ اس کو "مشہور مقدمات" اڈیٹر رشے۔ امسٹرڈم ۱۷۷۳ع۔ جلد ۵ صفحہ ۴۳۸۔ میں نقل کیا گیا ہے لیکن پوری صحت کے ساتھ نہیں۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۸۰۔

[2] ایضاً۔

[3] قراینی شہادت از برل صفحہ ۳۴۲۔

خوف ہوا بھی تو اس کو ظاہر کرنا۔ یا حفاظتی تدابیر اختیار کرنا پسند نہیں کرتی ہیں۔ بہت سنے جری اشخاص کا محض دشمن کے الفاظ کی اسی حقارت اور اسی بنا پر اپنی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اترنا
۳۸۹ مشہور بات ہے۔ اور ممکن ہے کہ دھمکی دینے والے نے ان صورتوں میں پہلے ہی سے اس واقعے کو سمجھ لیا۔ اور اس پر بھروسا کیا ہو۔"

دفعہ ۴۵۹: (۴) زندگی یا حالات میں تبدیلی۔ ان مجرمانہ واقعات کی جو ارتکاب جرم سے پہلے ہوتے ہیں۔ لیکن جو شاید بعد تک دریافت نہیں ہوتے ہیں۔ شہادتی وقعت کی تحقیق کرنے کے بعد اب ہم ان مجرمانہ واقعات پر غور کریں گے جو ارتکاب جرم کے بعد واقع ہوتے ہیں۔ اور ان میں جو امر قدرتی طور پر سب سے پہلے قابل غور ہے۔ وہ زندگی یا حالات میں ایسی تبدیلی ہے۔ جس کی آسانی سے توضیح نہیں ہوسکتی۔ سوائے اس کے کہ یہ فرض کیا جائے کہ غالباً یہ ثمرۂ جرم کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مثلاً جب کوئی سرقہ یا سرقہ بالجبر یا کسی خوش باش شخص کی مشتبہ حالات میں موت یا غائب ہوجانا واقع ہوں۔ اور اس کے کچھ بعد ہی ایک شخص جو پہلے غریب تھا کافی دولتمند اور مالدار ہوجائے۔ قانون روما نے قرار دیا تھا کہ یکایک مالدار ہوجانا کسی ولی کی بے ایمانی کی بادی النظری شہادت بھی نہیں ہوتا ہے[ا]۔ اور ہماری فوجداری عدالتوں میں محض اس واقعے سے کسی شخص پر جواب دہی کرنا بھی لازم نہیں ہوتا ہے[۲]۔

دفعہ ۴۶۰: (۵) انصاف سے گریز کرنا۔ انصاف سے گریز کرنے سے مطلب کسی ایسے فعل کا کرنا ہے جس سے یہ خواہش ظاہر ہوتی ہو کہ کوئی شخص

ا؎ مجموعۂ قانون روما کتاب ۵۔ عنوان ۵۱۔ دفعہ ۱۰۔

۲؎ شہادت مصنفۂ پوتھیے صفحہ ۲۴۵۔

جس پر کسی جرم کا الزام یا شبہ ہو۔ اس کی عدالتی تحقیقات ہونا پسند نہیں کرتا یا اس کو دبا دینا چاہتا ہے۔ ایسی خواہش اس کے اس ملک یا محلے سے فرار ہو جانے۔ اپنے کو اپنے سامان وخاندان کو دوسری جگہ منتقل کرنے یا یا روپوش رہنے سے ظاہر ہوتی ہے وغیرہ۔ ان میں ان کے مماثل افعال کا بھی اضافہ کرنا چاہئے یعنی عہدہ داران انصاف کو رشوت دینا یا ملا لینا۔ تاکہ وہ فرار ہونے یا شہادت کو دبا دینے وغیرہ پر راضی ہو جائیں اور اس کی اجازت دیں۔ ان تمام امور سے جرم کا قیاس پیدا ہوتا ہے جو حالات کے لحاظ سے کم و بیش وقیع ہوتا ہے۔

دفعہ ۴۶۱: یہ واقعہ کہ تقریباً اسی زمانے میں جس میں کہ ارتکاب جرم ہوا کسی شخص نے جس پر اس کے ارتکاب کا شبہ یا الزام ہو۔ ملک چھوڑ دیا۔ یا اپنا گھر بدل دیا وغیرہ۔ اس جرم کی بنا پر قانون کے شکنجے سے فرار ہونے کے ارادے کی صرف قیاسی شہادت ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان مکان یا مقام رہائش کو صحت کاروبار یا آرام کی وجہ سے بدل سکتا ہے۔ اس قیاس کی وقعت کا اندازہ لگانے اس شخص کی عام طرز زندگی کو دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کسی ملاح۔ باربردار یا گھوم کر مال بیچنے والے یا کشتی کاریگر کی صورتوں میں تبدیل مقام سے جرم کا نتیجہ بے وقعت یا تقریباً بے وقعت ہوتا ہے[1]۔ نیز فرار ہونے سے مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی دیوانی مقدمے یا کسی دوسرے جرم کی بنا پر فوجداری کارروائی یا تحقیقات سے بچا جائے[2]۔

دفعہ ۴۶۲: لیکن اس امر کا واضح ترین ثبوت بھی کہ ملزم اسی الزام سے ۳۹۰

---

[1] مدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۷۶۔

[2] ایضاً صفحہ ۱۸۰۔

بچنے کے لیے جو اس پر لگایا گیا تھا غیر حاضر ہو گیا۔ گو ایک اہم واقعہ ہے لیکن ہرگز جرم کی قطعی شہادت نہیں ہے۔ بہت سے اشخاص کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں۔ اور بعض حالات میں معصوم سے معصوم اشخاص بھی مقدمے کو اتنا بڑا خطرہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ وہ واقف ہو کہ بہت سے شبہہ پیدا کرنے والے گو غیر قطعی واقعات اس کے خلاف شہادت میں پیش کئے جانے والے ہیں۔ اس کو اس کا بھی احساس ہو کہ وہ اپنی جواب دہی کے لیے قانونی مشورہ حاصل کرنے یا دور دراز سے اس کو ثابت کرنے کے لیے گواہوں کو طلب کرنے کے ناقابل ہے اس کو پوری طرح یقین ہو سکتا ہے کہ طاقتور و دولتمند افراد نے اس کی تباہی کا عزم صمیم کر لیا ہے۔ یا یہ کہ اس کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کے لیے گواہوں کو ترغیب دی گئی ہے۔ ان سب باتوں میں اس کا بھی اضافہ کیجئے کہ نہایت ہی منظم عدالتی نظام میں بھی ان لوگوں کو جن پر فوجداری الزام لگائے جائیں کم وبیش تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اور کوئی شخص اس لیے روپوش ہو سکتا ہے کہ اس تکلیف سے بچے اور عین سماعت مقدمہ کے وقت اپنے آپ کو حوالۂ انصاف کر دے یہ امور ہر زمان ومکان میں وقعت کے مستحق ہیں لیکن ان کے علاوہ ہمیں اس عدالت کی جس کے سامنے اور اس ملک کی عدل گستری کی جس کے تحت مقدمہ پیش ہو خصلت وماہیت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ان صورتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ جن میں عدالتوں پر صریحی رشوت ستانی۔ طرف داری یا تعصب کا جائز طور پر شبہہ ہوتا ہے۔ وہ اصول جن پر وہ باعتراف خود عمل کرتے ہیں۔ ایسے ہو سکتے ہیں کہ محض انھیں کی بنا پر کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنے کو ان کے دست قدرت میں دینا پسند نہ کرے گا۔

دفعہ ۴۶۳: عدالتوں اور ان کے عملدرآمد کے علاوہ اور بھی ایسے

امور ہیں جن کا کسی شخص پر کسی جرم کے شبہے پر چالان کیئے جانے سے بچنے کے لیئے قوی اثر ہو سکتا ہے یمکن ہے کہ اس مقدمے پر عوام نے بہت توجہ کی ہو۔ اور بینہ مجرم کے خلاف عوام کے احساسات سخت برافروختہ ہوں۔ اور یہاں بعض اوقات اخبارات کی نازیبا حرکیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے۔ جب ایسے واقعات رونما ہولے۔ جن سے کسی ایسے جرم کا ارتکاب ظاہر ہوتا جو اپنی ندرت وخباثت کی وجہ سے مخصوص ہوتا تو زمانۂ سابق میں اس ملک کے اخبار اکثر یہ فراموش کر دیتے تھے کہ ان کا طرز عمل کتنا ارفع و اعلیٰ ہونا چاہئیے۔ اور ان کی طاقت کے بیجا استعمال کی ذمہ داری کتنی خوفناک ہوتی ہے جرم سے دہشت ونفرت کے بہانے سے لیکن غالباً زیادہ تر اخبار کی بکری کے خیال سے عوام کے بھڑکے ہوئے نامناسب احساس تجسس کو اور زیادہ بھڑکایا جاتا تھا۔ جس سے وہ بدقسمت شخص جس پر کسی جرم کا شبہہ ہو منصفانہ سماعت مقدمہ کے ہر موقع سے محروم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ہفتوں بلکہ مہینوں پہلے سے اس کا چال چلن اور کردار اخباروں اور ان کے حلقۂ اثر کے تمام مقامات میں مسلسل مباحث کا موضوع بنادیا جاتا تھا۔ اور ہر بحث میں اس کو مجرم ٹھیرایا جاتا تھا۔ جس طریقے پر ارتکاب جرم کیا گیا اس کے مفصل حالات بیان کیئے جاتے تھے۔ اور بعض وقت اس کے واقعی چربے اتارے جاتے تھے۔ اور ملزم کو ارتکاب جرم کرتے ہوئے ظاہر کیا جاتا تھا۔ اس کی سابقہ زندگی کے مکمل سوانح دیے جاتے تھے۔ جن میں اسے ان گنت جرائم کا مجرم بتایا جاتا تھا۔ جیلخانے کے حجرے کی تنہائی میں اس کے افعال کی چھوٹی سی چھوٹی تفصیل و نیز اظہار لیتے وقت کے تمام حالات بیان کیئے جاتے تھے۔ اور تعجب و غصے کا اظہار کیا جاتا تھا۔ کہ اس کی بے باکی دیکھئے کہ اس نے اب تک اقبال جرم نہیں کیا۔ یہ تمام باتیں روزانہ بلکہ ہر گھنٹے شایع کیئے جاتے تھے۔ ایک مقدمے میں تو جب کہ چند اشخاص پر قتل کے لیے مقدمہ چلایا جانے والا تھا۔ قتل کے

ص۳۹

تمام سین کا جس میں ظاہر ہے کہ ان کو مرتکب قتل تصور کر لیا گیا تھا۔ ڈراما دکھایا گیا اور شہر لندن کے حاضرین نے اسے دیکھا[1] اس قسم یا کم سے کم اس حد تک کی بیجا حرکات اب تقریباً مفقود ہیں۔ اور اگر ان کے ارتکاب کی کوشش کی جائے تو اگر رائے عامہ کے از خود عمل کی رو سے نہیں تو قانوناً ان کو روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۴۶۴: ہمیں اس موضوع کو یہ بتلائے بغیر نہیں ختم کر دینا چاہئے کہ بعض مقدمات ایسے بھی پیش آتے ہیں جن میں کسی جرم کا ارتکاب سزا سے بچ جانے کی اس امید پر کیا جاتا ہے۔ جو دوسری وجوہات کی بناء پر تبدیل مقام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

دفعہ ۴۶۵: بہت ہی کم امور ایک روشن خیال نظام معدلت کو غیر مہذب و وحشیانہ نظام سے اتنا ممیّز کرتے ہیں۔ جتنا کہ شہادت کے متعلق ان کا طرز عمل۔ اول الذکر میں شہادت کی وقعت جانچی جاتی ہے۔ اور موخر الذکر میں شاید ایسا نہ کر سکنے کے شعور یا غلطی کے نتائج کی پروا نہیں ہونے کی وجہ سے بعض وقت تو قطعاً شہادت کو مسترد ہی کر دیا جاتا ہے اور بعض وقت شہادت کے بعض اجزا کو قطعی وقعت دے کر ان کو قانون کے اصول محض اس وجہ سے بنا دیا جاتا ہے کہ ان کی شہادتی وقعت عام طور پر بہت زیادہ دیکھی گئی ہے۔

ہمارے آبا و اجداد نے یہ دیکھ کر کہ مجرم اشخاص اکثر انصاف سے

---

[1] ۷ر جنوری ۱۸۲۴ء کو جان تھرٹل و جوزف ہنٹ (John Thurtell & Joseph Hunt) پر ولیم ویر (William Weare) کے ۲۴ر اکتوبر ۱۸۲۳ء کو قتل کرنے کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور وہ ایسی شہادت کی بنا پر مجرم قرار دیے گئے جس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس فعل کا ڈراما بنایا گیا۔ اور سرے تھیٹر میں ۱۷ر نومبر کو سماعت مقدمہ سے پہلے دکھلایا گیا۔

بھاگ جاتے ہیں۔ زود بازی سے اس اصول کے بموجب کہ "جو شخص انصاف سے بھاگتا ہے وہ جرم کا اقبال کرتا ہے" یہ نتیجہ نکال لیا کہ محض مجرم اشخاص ہی انصاف سے بھاگتے ہیں[1]۔ قدیم قانون کے تحت جو شخص بغاوت یا جرم سنگین کے الزام پر چالان کئے جانے سے بچنے کے لیے بھاگ جاتا تھا۔ اس کے تمام سامان و منقولہ جایداد کو ضبط کر لیا جاتا تھا۔ گو وہ بعد میں بری بھی کر دیا جائے[2]۔ اور ان صورتوں میں جوری کے ذمے نہ صرف
یہ دریافت کرنا ہوتا تھا کہ کیا ملزم جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ ۳۹۲
کیا "وہ اس سے بھاگا ہے" اور اگر بھاگا ہے تو اس کی جایداد منقولہ کیا ہے۔ اس عملدرآمد کو باضابطہ طور پر ۱۸۲۷ء تک یعنی قانون فوجداری ۱۸۲۷ء۔ ۷ و ۸ جارج چہارم باب ۲۸ دفعہ ۵ تک منسوخ نہیں کیا گیا۔ اور نہ یہ تصور کچھ انگریزی قانون ہی سے مخصوص تھا۔ ہمیں اس کا پتا متقدمین رومن فقہا کی کتابوں سے بھی ملتا ہے۔ جنھوں نے قرار دیا تھا کہ "ملزم فرار کی وجہ سے خود اپنا آپ الزام دہندہ ہو جاتا ہے[3]"۔ متاخرین رومن فقہا کے نزدیک اور عصر جدید میں زیادہ صحیح رایوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور انصاف گریزی کو قانون تعزیرات کے نفاذ میں اس کی اگر کلیتہً نہیں تو تقریباً صحیح جگہ دی گئی ہے۔ یعنی ایک قرینہ — یا ایسے واقعے کی جس پر غور کرنا ہمیشہ اہم ہوتا ہے اور جس سے دوسرے واقعات کے ساتھ جرم کی نہایت قابل اطمینان شہادت فراہم ہو سکتی ہے۔ گو اس کو

---

[1] ۴ ٹنگ صفحہ ۱۰۹ ب۔ ۱۱ کاک صفحہ ۶۰ ب جہانک سنٹ ۱۔ مقدمہ ۸۰۔

[2] ٹلمن مصنفہ کک ۳۷۳۔ الف و ب۔ ۵ کاک ۱۰۹ ب ۱۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۹۸۰۔ لیکن بعض اساتذہ کے نزدیک اس بنا پر ضبط کی جاتی تھی کہ فرار ہو جانے سے قانون کی اہانت ہوتی تھی جو بنفسہٖ ایک مستقل جرم ہوتا تھا۔ بلوڈن صفحہ ۲۶۲۔ ۱۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۰۹۸۔

[3] شروحات ویٹ بر پانڈکٹس (Vœt al Pand, کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۵۔ ناول (فرامین نو) ۵۳۔ باب ۴۔

بھی قطعی یا بے خطا سمجھنا اتنا ہی لغو و خطرناک ہے جتنا کہ قیاسی شہادت کے کسی اور جزو کو ایسا سمجھنا۔

دفعہ ۴۶۶: (۶) خاموش رہنے وغیرہ سے اظہار خوف: جذبۂ خوف جو کسی شخص کے الزام جرم لگانے پر یا اس کے یہ سمجھ لینے کے بعد کہ اس پر کسی جرم کا شبہہ کیا جا رہا ہے خاموش رہ جانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک مجرمانہ قرینہ سمجھا جاتا ہے۔ حسب ذیل جسمانی آثار خوف کی علامتیں ہوتی ہیں۔ "شرمندہ ہونا۔ پیلا پڑ جانا۔ کانپنا۔ غش کھا جانا۔ پسینے پسینے ہونا۔ غیر ارادی طور پر قضائے حاجت ہو جانا۔ رونا۔ آہیں بھرنا۔ چہرے کا پیچ و تاب کھانا۔ سسکیاں لینا۔ چونک جانا۔ ٹہلنے لگنا۔ پکار اٹھنا۔ پس و پیش کرنا۔ ہکلانے لگنا۔ آواز کا بھرا جانا وغیرہ[۵۲]۔ اور چونکہ ان میں سے ہر علامت کی شہادتی وقعت اس نتیجے کے صحیح ہونے پر مبنی ہوتی ہے کہ وہ علامت۔ جرم عاید کردہ کے معلوم ہو جانے کے خوف سے ظاہر ہوئی ہے۔ اسی لیے دو قسم کے مضعف مفروضات قدرۃً قابل لحاظ ہوتے ہیں۔ (۱) ممکن ہے کہ اس شخص کے ذہن میں خوف کا جذبہ موجود ہی نہ ہو۔ مذکورۂ بالا علامات میں سے متعدد علامتیں بیماری کی علامتیں اور دوسرے جذبات سے مخصوص ہوتی ہیں۔ مثلاً تعجب رنج یا غصے سے وغیرہ مثلاً پہلی علامت شرمندہ ہونے ہی کو لیجئے کہ بخار کی وجہ سے چہرے کا سرخی مائل ہو کر تمتما جانا اور معصومی کی ہتک کی وجہ سے چہرے کا لال ہو جانا بھی اتنے ہی عام طور پر واقع ہو سکتے ہیں جتنے کہ جرم کی وجہ سے چہرے کا سرخ ہو جانا (۲) جذبۂ خوف اگر موجود بھی ہو تو گو وہ جرم عاید کردہ کے ارتکاب کی

۵۱ ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۴۹۹۔ ماتھیس بر ثبوت باب ۲ نوٹ ۹۹۔ ویٹ بر مقام مذکورہ۔

۵۲ عدالتی شہادت از منتھم جلد ۳ صفحہ ۱۵۳۔

قیاسی شہادت ہوتا ہے لیکن ہرگز اس کی قطعی شہادت نہیں ہوتا ہے۔ خوف کسی نہ دوسرے جرم کے شعور سے پیدا ہو سکتا ہے جس کا ارتکاب یا تو خود اسی شخص نے کیا ہے یا دوسروں نے جن سے اس کو کوئی نہ کوئی رشتہ ہمدردی ہوتا ہے۔ اور جن پر عدالتی تحقیقات سے یا تو شبہہ عاید ہو سکتا ہے یا انھیں سزا دی جا سکتی ہے۔ یا خوف محض اس واقعے کے یاد آنے سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے کسی جرم یا خطا کے بغیر اس کو یا ان کو تکلیف بہ گمان غالب پہنچ سکتی ہے۔ اسی طرح معصوم ہونے کے باوجود مجرم ٹھیرائے جانے یا چالان کیے جانے سے تکلیف ہونے کا خوف ایسا قرینہ ہوتا ہے جس کی وقعت مثل انصاف گریزی کی وقعت کے اس عدالت کی نوعیت جس کے سامنے اور اس ملک کے ضابطۂ فوجداری کے اشکال پر جہاں مقدمے کی سماعت ہوتی ہے بہت کچھ موقوف ہوتی ہے آخر میں خوف اس شاذ لیکن بلا شبہہ ممکن واقعے کی وجہ سے بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اپنے کو مجرم قرار دینے والا واقعہ جو یاد آیا وہ غلط طور پر یاد آیا۔ ۳۹۳
مثلاً جب کسی عادی سارق کو سرقے کے لیے حراست میں لیا جائے تو یہ کافی طور پر قدرتی امر ہوگا کہ اس سے خوف کے علامات ظاہر ہوں۔ اور اپنے ایک سرقے کو دوسرے سے مخلوط کرکے (خصوصاً جب مبیّنہ سرقے کا وقت عرصۂ دراز کے پہلے کا ہو) وہ ایک ایسے سرقے کو یاد کرتا ہے۔ جس میں فی الحقیقت اس کا کوئی حصّہ نہیں تھا۔
اس مضمون سے نہایت ہی قریبی طور پر متعلق خوف کے وجود کا

۱؎ عدالتی شہادت، از منتقم جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۔
۲؎ ایضاً صہ ۱۵۷۔
۳؎ دیکھو دفعہ ۴۶۲۔
۴؎ عدالتی شہادت از منتقم جلد ۳ صہ ۱۵۷۔
۵؎ ایضاً صہ ۱۵۱۔

قیاس اور اس کی وجہ سے جرم کا قیاس ہوتا ہے جو پریشان ہو جانے سے کیا جاتا ہے۔ اور پریشانی کا اظہار مثلاً چہرے گفتگو یا عمل سے ہوتا ہے[1]۔ اس کے بھی مثل اول الذکر کے مضعف مفروضات ہوتے ہیں — (۱) ایک تو یہ کہ خوف کسی جرم یا کسی دوسرے ناگوار واقعے کے ظاہر ہو جانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے[2]۔ اور (۲) دوسرے یہ کہ ملزم یا مشتبہ شخص کو یہ شعور ہو سکتا ہے کہ گو وہ معصوم ہے۔ لیکن ظواہر حالات اُس کے خلاف ہیں[3]۔

دفعہ ۴۶۷: (۷) خواہش اخفا سے اظہار خوف: خوف کی موجودگی ایک دوسری طرح بھی شہادت ہو سکتی ہے۔ یعنی ان افعال کے ذریعے سے جن سے خواہش اخفا ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً اس امر کا اندھیرے میں کرنا جو اگر مجرمانہ منصوبہ نہ ہوتا تو قدرتاً روشنی میں کیا جاتا۔ کسی فعل کے کرنے کے لیے کسی مقام کو یہ سمجھ کر منتخب کرنا کہ وہ لوگوں کی نظر سے اوجھل ہے۔ جو فعل اگر مجرمانہ منصوبہ نہ ہوتا تو قدرتی طور پر ایسے مقام پر کیا جاتا جہاں لوگوں کی نظریں پڑ سکتی تھیں۔ بھیس بدلنا۔ ناجائز فعل کے موقع واردات سے گواہوں کو ہٹانا[4] وغیرہ۔ لیکن ایسے افعال

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ ص ۱۴۹ ۔

[2] ایک شخص کا مشہور مقدمہ ہے۔ جس پر غلط شبہہ ایک ایسے شخص کو پناہ دینے کا تھا۔ جس پر ایک جرم سنگین کا الزام تھا۔ اس کے مکان اور سونے کے کمرے تک کی عہدہ داران انصاف نے اس وقت تلاشی لی جب کہ وہ بستر پر سو رہا تھا۔ اس وقت بچھونے میں اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ اور اس سے کم و بیش پریشانی ظاہر ہوا ہوگا۔ اس کے اطمینان قلب نے اس کو اور عورت دونوں کو بچا لیا۔ کیونکہ اس نے اس عورت کا اتنا جسم دکھلایا جس سے اس کی جنس ظاہر ہو گئی لیکن اس کی شخصیت ظاہر نہیں ہوئی۔ دیکھیے عدالتی شہادت از بنتھم مسودہ نوٹ (بن)

[3] عدالتی شہادت از بنتھم ص ۱۵۱ ۔

[4] ایضاً ص ۱۶۰ و ۱۶۱ ۔

۲۹۴

کی اکثر توضیح ہو سکتی ہے۔ (۱) یہ بالکل ممکن ہے کہ خواہش اخفا والے کا منصوبہ کلیتہً معصومانہ ہو۔ کم از کم جہاں تک قانون فوجداری کا تعلق ہے۔[1] مثلاً ماماوں کے عاشق اکثر چور سمجھے گئے ہیں۔ اور اس کے برعکس بھی ہوا ہے۔[2] (۲) منصوبہ اگر مجرمانہ ہو تو دوسرے مقصد کے لحاظ سے مجرمانہ ہو سکتا ہے۔ اور اتنا مجرمانہ نہیں ہو سکتا ہے جتنا کہ اس کو سمجھا گیا ہے۔[3] مثلاً اس صورت میں جب کہ کوئی شخص مذاقاً ہمسایوں کو ڈرانے کے لیے ایسا بھیس بدلتا ہے کہ بھوت نظر آنے لگے۔

دفعہ ۴۶۸: اس دفعہ کے مضمون کو جائز طور پر علم اصول قانون کا ردمالش کہہ سکتے ہیں۔ اور دراصل یہ اس ٹھوس علم کے ان چند حصوں میں سے ہے۔ جن میں سنگین نتائج کی تہدید کے تحت تخیل کے دھوکوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے۔ مفاد معاشرہ کی بدقسمتی سے صحیح اصولوں کو جن پر قیاسی شہادت مبنی ہوتی ہے۔ ارباب اقتدار نے ہمیشہ سمجھا نہیں۔ یا ان کی پروا نہیں کی ہے۔ اور ہر ملک کی عدالتی تاریخ میں ایسی افسوسناک مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں افراد اشخاص کی حفاظت کو طریق ثبوت پر عمل کرنے والے ججوں و جوریوں کی جہالت زودبازی یا بیجا سرگرمی پر قربان کر دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس کے خلاف ایک تعصب پیدا ہو گیا۔ اور اسی لئے قیاسی شہادت پر مجرم ٹھیرانے کے خطرات پر تقریر کو ہر جماعت عوام میں فوراً پسند کیا جاتا ہے۔ قانون سازی یا فن کے نقطۂ نظر سے یہ دلیل تردید کے بھی

---

[1] ۳ عدالتی شہادت از فقہم ۱۶۲۔
[2] ایضاً ۱۶۲۔
[3] ایضاً ۱۶۲۔
[4] ایضاً ۱۶۳۔

قابل نہیں ہے۔ عدالتی شہادت کی کوئی قسم بھی غلطی سے مبرا نہیں ہے چاہے وہ بنفسہ کتنی ہی قوی ہو۔ یقین کا جو درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف احتمال کا ایک غیر معین اعلیٰ درجہ ہوتا ہے[۱]۔ اور شاید جھوٹی یا غلط بلا واسطہ شہادت پر اتنی ہی غلط سزائیں دی گئی ہیں جتنی کہ قیاسی شہادت پر[۲]۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے صریحی بلا واسطہ شہادت کا ماخذ اکثر دروغ بالعمد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی نہایت ہی ہولناک جرائم کا جن سے قتل بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس لیے ارتکاب کیا گیا ہے کہ معصوم اشخاص پر الزام لگایا جائے تاکہ مجرموں کو سزا دلانے پر جو انعام مشتہر کیا گیا ہے وہ حاصل کیا جائے۔ ڈبلن میں ۱۸۴۲ء میں ایک شخص جان ڈیلاہنٹ (John Delahunt) کو ایک ایسے ہی جرم کی بنا پر مجرم قرار دیا گیا اور پھانسی دی گئی[۳]۔ انگریزی حکومت نے سالہائے سال سے دریافت جرائم پر انعام مقرر کرنے کو اس بنا پر ترک کر دیا ہے کہ لوگوں نے انعام حاصل کرنے کے لیے جرائم کا ارتکاب کیا ہے تاکہ معصوم اشخاص پر الزام لگا سکیں اور ہوم آفس نے گو اس سے اصرار کے ساتھ درخواست کی گئی کہ عورتوں کے قتل کے ایک سلسلے کا جو ۱۸۸۸ء میں وائٹ چاپل (White Chapel) میں ہو رہا تھا۔ پتا لگانے کے لیے انعام کا اشتہار دے۔ اس عملدرآمد کے ۳۹۵ دوبارہ احیا سے اسی بنا پر مستقل مزاجی سے انکار کر دیا۔ فی الحقیقت نہایت ہی افسوسناک صورتیں وہ ہیں جن میں عدالت نے مشتبہ حالات سے جعلی ہو کہ اتفاقی اور بلا واسطہ جھوٹی گواہی سے دھوکا کھایا ہے۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں یہ دو قسم کی شہادتیں (گو ہر ایک بنفسہ مغالطہ آمیز ہوتی ہے) ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اور چونکہ

۱؎ دیکھیے پیچھے دفعہ ۷۰۔ ۷۲-۹۵۔
۲؎ غلط شناخت کے بعض مشہور مقدمات کے لیے دیکھو آگے دفعات ۵۱۷ و ۵۱۷۔ الف۔
۳؎ نیز دیکھیے ملک بنام ماکڈانیل ۱۔ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۳۴۰۔ ایچ ۱۸۔

زندگی کے اکثر اہم معاملات تمام اخلاقی اور اکثر مادی علوم میں ہم مجبور ہیں کہ خالصاً قیاسی یا احتمالی استدلال پر بھروسا کریں[1]۔ اس لیے یہ کہنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کیوں عدالتی تحقیقات میں ظن کا ایک اس سے اعلیٰ درجہ (بالفرض یہ اگر قابل حصول ہو بھی تو) ضروری ہے۔

دفعہ ۴۶۹: لیکن جب ہم اس غلطی کو جو شاید خلاف فطرت نہیں ہے برا کہتے ہیں۔ تو اس کی ایک مخالف قسم کی غلطی کے متعلق کیا کہنا چاہئے جو اس سے کہیں زیادہ ضرررساں ہے۔ کیونکہ ایسی سند کے ساتھ رائج کی گئی ہے۔ جس کی تعظیم پر ہم مجبور ہیں۔ یعنی قیاسی شہادت کو ثبوت کے دوسرے تمام طریقوں پر ترجیح دینے اور اس کو قطعی سمجھنے کی غلطی کے متعلق۔ عدالت نے جوریوں سے قتل کے مقدمے تک میں کہا ہے کہ "جب کوئی قوی قیاس قراین سے لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ کسی دوسری قسم کی شہادت سے زیادہ یقین پیدا کرنے والے اور قابل اطمینان ہوتے ہیں۔ کیونکہ واقعات جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں[2]۔ اس عجیب وغریب مقولے کے متعلق بہت سے امور تنقیدی طور پر کہے جا سکتے ہیں۔ اول تو یہ کہ جس گھڑی ہم کسی امر کے متعلق کہیں کہ وہ دوسروں کا لازمی نتیجہ ہے۔ قیاسی استدلال کا تصور ختم ہی ہو جاتا ہے[3]۔ دوسرے یہ کہ اس قول کی

---

[1] "فہم انسانی" از لاک کتاب ۴ باب ۱۴۔

[2] از لگ جج (Legge, B.) بمقدمہ میری بلانڈی۔ ۱۸ "ہوول اسٹیٹ ٹرائلس" ۱۱۸۰۔ نیز دیکھئے قول بلر جسٹس (Buller, J.) بمقدمہ ڈونلان۔ اجلاس موسم بہار ۱۷۸۱ء۔ وارک رپورٹ گربی۔ از مونٹنی (Mounteney, B.) جج بمقدمہ آنسلی بنام ارل آف انگلیسہ ۱۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۴۳۰۔ "شہادت" مصنفہ گلبرٹ ۱۵۷۔ طبع چہارم۔ اخلاقی وسیاسی فلسفہ از پالی۔ کتاب ۶ باب ۹۔ اور تصنیفات چانسلر ڈاگاسو۔ ٹام ۱۲ صفحہ ۶۴۷۔

[3] دیکھئے اوپر دفعہ ۴۶۸۔

صداقت کو تسلیم بھی کرتے ہوئے کہ "واقعات و قراین جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ جب تک دستاویزات اور گواہ جن کے ذریعے سے ان واقعات کو لازمی طور پر ثابت کیا جائے گا[1] جھوٹ کہہ سکتے۔ یا ایمانداری کے ساتھ غلط بیانی کر سکتے ہیں۔ اس وقت تک قراینی شہادت سے قطعی و بے خطا نتایج تک پہنچنا ناممکن ہوگا۔ لیکن ان امور پر زیادہ دیر تک توقف کئے بغیر اس عام قضیے پر غور فرمائیے کہ "واقعات جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں"۔ کیا در اصل وہ نہیں کہہ سکتے ہیں؟ جب کسی ملازم کو برباد کرنے اس کا صندوق ایک جھوٹی کنجی سے کھولا جائے۔ اور اس کے آقا کے پاس سے چرایا ہوا سامان اس میں رکھ دیا جائے۔ یا جب کوئی شخص مردہ پایا جائے۔ اور اس کے بازو ایک خونیں ہتھیار پڑا ہوا پایا جائے۔ جس کے متعلق یہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایک ایسے شخص کا ہے جس کے ساتھ کچھ عرصے قبل اس نے جھگڑا کیا تھا۔ اور اس شخص کے نقوشِ قدم نعش کے قریب پائے جائیں۔ لیکن قتل در اصل ۳۹۶
ایک تیسرے شخص نے کیا ہو۔ جس نے ان دونوں سے کینے کی وجہ سے ایک کے جوتے پہن لیا۔ اور اسی کے ہتھیار لے کر دوسرے کو قتل کر دیا ہو تو کیا قراین جھوٹ نہیں کہتے ہیں؟[2] اس مقولے پر کہ "واقعات جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں" اندھا دھند بھروسا کرنے سے عدل گستری میں بعض وقت ضرر رساں نتائج پیدا ہوئے ہیں۔

---

[1] قانون روما از ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ مقدمہ۔ نظریۂ ثبوت قیاسی صفحات ۲۴ و ۲۸۔

[2] اس قسم کے ایک بڑے مقدمے کا ذکر نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ۔ دسویں مقدمے میں کیا گیا ہے۔ نیز دیکھو مقدمۂ ایڈرین ڈو (Adrien Doué) ۵ "مقدمات مشہور" مطبوعہ رشے صفحہ ۲۴۲۔ طبع اسٹرڈم۔ اور دیکھیے دفعات ۱۹۶ تا ۲۱۴۔ بر مادی شہادت۔ نیز اس قصے کو جسے سسرو (Cicero) نے بیان کیا ہے De. Inv. کتاب ۲۔ دفعہ ۴۔ اور جس کا ذکر "رام آن فاکٹس" (Ram on facts) یعنی واقعات از رام میں بھی کیا گیا ہے۔ و نیز دیکھو "شہادت" از گڈایف میں بمبلین"

دفعہ ۴۷۰: تمام قسم کی عدالتی شہادت پر غور کرتے وقت جہالت تحکمانہ نتائج نکالتی ہے۔ سائنس نظریہ سازی کرتی ہے۔ سمجھ منصفانہ فیصلے کرتی ہے۔ قیاسی شہادت کا عمل دوسری اقسام شہادت کے صحیح اطلاق عدالتوں کی ذہانت ایمانداری و مستقل مزاجی پر مبنی ہوتا ہے ایک واحد قرینے کی بنا پر سزا دینا ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اور یہ صحیح کہا گیا ہے کہ جب قیاسی قسم کے مجرمانہ واقعات بہت سے ہوتے ہیں۔ تو اکثر غلط فیصلہ ہائے سزا ظاہری حالات پر اس وقت بھی بہت بھروسا کرنے سے ہوئے ہیں جب کہ کوئی ابتدائی فعل بھی جو جرم تک نہیں پہنچا تھا ملزم کے خلاف ثابت نہیں ہوا تھا۔[1]

دفعہ ۴۷۱: لیکن نہ صرف انصاف بلکہ اس کا منبع بھی ایسے اسباب کی بنا پر زہر آلود ہو سکتا ہے۔ جو قوانین کی کمزوری یا عدالتوں کی غلطی سے بالکل جدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک سبب خاص توجہ کا محتاج ہے۔ کیونکہ اس کا اثر سزائے موت کے مقدمات میں خصوصاً اس وقت اکثر ظاہر ہوتا ہے جب کہ شہادت قیاسی ہوتی ہے۔ ہمارا اشارہ ان توہمات کی طرف ہے جو عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ اور جو گو روشن خیالی و تہذیب کی ترقی سے بہت کم ہو گئے ہیں۔ لیکن اب بھی نابود نہیں ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ دن بیت چکے ہیں جب ثبوت شہادت کی غیر موجودگیوں کو فوق الفطرت ذرائع سے پورا کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ یا جب بھوتوں کی بینہ گواہی کی بنا پر اشخاص کو سزائے موت سنائی جاتی تھی۔[2]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔۔۔ سے جو حصہ نقل کیا گیا ہے صفحہ ۴۳ و ۴۴۔

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی صفحہ ۵۵ و ۵۹۔

[2] سنہ ۱۷۵۴ میں اسکاٹ لینڈ کی عدالت انصاف میں دو گواہوں کو قتل کے ایک مقدمے کی سماعت

یا اس بنا پر کہ گواہوں کے چھونے پر نعش سے خون ٹپکنے لگا۔[لہ] لیکن
توہم پرستی ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ سماج کے ادنیٰ طبقوں میں یہ تصور صفحہ ۴۹۷
عام طور پر پایا جاتا ہے (گو یہ انھیں تک محدود نہیں ہے) کہ کوئی
شخص مرتے وقت جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لیے جب کوئی
سولی پانے کا منتظر مجرم خصوصاً وہ جو مذہبی ہوتا ہے اپنی معصومی کو اصرار
کے ساتھ بیان کرے تو اس پر یقین کرنے کے سوائے کوئی اور راہ عمل
باقی نہیں رہتی ہے۔ اور یہ سمجھنا پڑتا ہے کہ جس عدالت نے اس کو سزا
سنائی وہ راستی یا گمراہ تھی۔ امن معاشرہ کے لیے اس سے زیادہ خطرناک
مغالطے کا خیال کرنا دشوار ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ایسے بیانات
معصومی عاملہ کی توجہ کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کو قیاسی شہادت کی ایسی
زنجیر کے مقابلے میں جس کی قوت صرف علم حساب کے یقینی حل ہی سے
کم ہو سکتی ہے۔ قطعی اثر دینے کی آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ بحث کی جاتی
ہے کہ ملزم آخرت کی سرحد پر کھڑا ہوتا ہے۔ صحیح لیکن ممکن ہے کہ اس کو
اس کے وجود کا عقیدہ ہی نہ ہو۔ لیکن قوی ترین صورت لیجیے۔ اس کے
ایمان کو شبہے سے باہر فرض کیجیے۔ اور یہ بھی کہ اس نے نہایت پابندی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- میں حلف اٹھا کر کہنے کی اجازت دی گئی کہ انھوں نے ایک بھوت یا روح کو دیکھا ہے۔ جس نے ان سے کہا کہ نعش کس مقام پر ملے گی۔ اور یہ کہ ملزم قاتل ہیں۔ قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ مصنفہ ہرنٹ۔

لہ اس ملک کے مقدمہ میری نارکاٹ وغیرہ Mary Norkott & others میں جو ایک ملزم کی بیوی جین نارکٹ Jane Norkott کے قتل کا مقدمہ تھا۔ اور جس کی سماعت عدالت کنگس بنچ کے اجلاس کاملہ کے سامنے ۴ چارلس اول ۱۶۲۸ء۔ ۱۶۲۹ء میں ہوئی۔ دو معزز پادریوں نے حلف اٹھایا کہ جب موت سے (۳۰) دن بعد نعش قبر سے نکالی اور گھاس پر رکھی گئی۔ اور ملزمین میں سے ایک نے کہنے پر اس کو چھوا" تو متوفی کی پیشانی پر جو کالی۔ نیلی۔ اور مردہ رنگ کی تھی۔ اوس یا بھینہ بھینہ پسینہ آنے لگا۔ جس میں بتدریج اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ

سے ہر مذہبی فرض کو ادا کیا ہے اور سولی کی گھڑی تک اپنے تمام گزشتہ گناہوں پر تاسف و پریشانی کا مناسب اظہار کرتا ہے لیکن متانت و سنجیدگی سے وہ اس جرم سے جس کی وہ ابھی ابھی سزا پانے والا ہے اپنی معصومی کا اعلان کرتا ہے تو کیا لازماً اس پر اعتبار کرنا چاہیئے؟ کیا کسی اور امر پر غور کرنا باقی نہیں ہے؟ وہ اس بدنامی کا خیال کرتا ہے جو اقرار جرم سے اس کے خاندان و متعلقین کی ہوگی۔ کہ پشت ہائے پشت تک ان کی طرف انگشت حقارت اٹھا کرےگی یا شاید وہ مفلس بنا دئے جائیں گے۔ یا مجبوراً ان کو اپنا دیس نکالا کرنا ہوگا۔ ان سب امور کا جب اس کو خیال ہو تو ہمیں متعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر مجرم جس کے اخلاقیات کے تصورات شاید کبھی بھی بہت وانسع نہیں تھے۔ خصوصاً اپنی یادگار کا بھی خیال کر کے اپنے نفس کو دھوکا دیتا۔ اور یہ یقین کر لیتا ہے۔ کہ معصومی کا ایک غلط بیان یا اقرار جس سے اتنے شر سے بچا جا سکتا ہے۔ ایک نہایت ہی کار آمد قسم کا گناہ ہے یعنی اگر بالفرض اس کو ایسا فعل نہ تصور کیا جائے جو صاف طور پر پسندیدہ ہو۔ ہم کو ان لوگوں کی جو عام طور پر ایسے بیانات کرتے ہیں حیثیت و چال چلن کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ان سے یہ توقع کرنی چاہیئے۔ کہ وہ فلسفیانہ نگاہ سے اس ضرر کی وسعت کو دیکھیں گے جو عوام کے ذہن میں اس یقین کے پیدا ہونے سے کہ ایک معصوم شخص کو رشوت ستانی یا غلطی پر مبنی فیصلۂ سزا کی وجہ سے قربان کیا گیا ہے۔ پیدا ہو سکتا ہے۔ اپنے خاندانوں اور ہمسایوں کے مفاد ہی تک ان کی حد نظر محدود رہتی ہے۔ اور سماج کے اعظم مفاد ان کی نظر سے دور او جھل رہتے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- چہرے سے پسینہ ٹپکنے لگا" وغیرہ ۱۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۲۴۔ راوی سارجنٹ مینارڈ Serjeant Maynard ہیں۔ اس مقدمہ پر تیپے دفعہ ۲۰۰ دیکھئے۔

رہیں۔ تمام ممالک کی عدالتی تاریخوں سے ججوں کی نا انصافی یا گواہوں کی دروغ حلفی کو متانت و سنجیدگی سے ایسے مجرموں کے برا بھلا کہنے کی ۳۹۶
مثالیں ملتی ہیں۔ جن کے افعال کی سیاہ کاری اور سزا دہی کی منصفی پر کوئی معقول آدمی شبہہ نہیں کرسکتا۔ اور جب ہم ان متعدد مثالوں کو یاد کریں گے۔ جن میں اشخاص نے جھوٹے اقبال جرم[۱] کئے ہیں۔ تو جھوٹے اقرارات معصومی پر ہم متعجب نہیں ہوں گے۔



[۱] دیکھئے آگے دفعات ۵۰۵ تا ۵۱۱۔

ص ۹۹

باب سوم

اصلی و منقولی شہادت

ثبوت دستاویزات کے لیے مختلف قسم کے نقول استعمال ہوتے ہیں..........	۴۰۹-۷۲۴
سرکاری دستاویزات کا ثبوت......	۴۱۰-۷۲۶
قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء دفعہ ۱۴...	۴۱۰-۷۲۶
جدید قوانین موضوعہ کے تحت ثبوت کے خاص طریقے...	۴۱۱-۷۲۷
اندراجات کتب صرافان (بینکرس)	۴۱۲-۷۳۰
ثبوت از روئے قانون موضوعہ اضافی ہے معاوضہ نہیں	۴۱۳-۷۳۱
۴- تقرر عہدہ داران سرکاری...	۴۱۳-۷۳۲
۵- ابتدائی اظہار متعلق قابلیت گواہ....	۴۱۳-۷۳۲
قرائنی شہادت اس اصول سے متاثر نہیں جس کی رو سے اصلی شہادت ضروری ہوتی ہے.....	۴۱۴-۷۳۳
اور نہ مضر ذات شہادت.........	۴۱۴-۷۳۳

دفعہ ۴۷۲: ابتدائی شہادت کو ضروری قرار دینا بلا شبہ انگریزی قانون کی ایک نمایاں خصوصیت ہے[1]۔ اور اس باب میں ہم اس اصول کے ایسے دستاویزات پر اطلاق پانے پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی کافی شناخت کیفیت وصراحت سے ہوتی ہے۔ اور جو تنقیحات مقدمے سے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ کم از کم بادی النظری طور پر شہادت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ ایسے دستاویزات کو ان کے مضامین کی "اصلی شہادت" کہا جاتا ہے۔ اور منقولی شہادت کا لفظ ان سے مکسوبہ کسی شہادت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً یادداشتوں۔ نقول خلاصوں یا ان اشخاص کی یاد کے لیے جنھوں نے ان کو پڑھا ہو۔ یہ ایک عام ومشہور اصول ہے کہ

[1] پیچھے دفعات ۲۹ - ۷۵ تا ۹۵ -

کسی دستاویز کی کوئی منقولی شہادت منظور نہیں ہو سکتی جب تک اصلی شہادت کے پیش نہ کئے جانے کی ایسی وجہ بیان نہ کی جائے جو قانوناً کافی ہو۔ آیا منقولی شہادت پیش ہونے کے لیے کافی اساس قائم ہوئی ہے اس کا تصفیہ جج کو کرنا ہوتا ہے۔ اور گو یہ کبھی متنازعہ فیہ سوال واقعاتی پر موقوف ہو جج ہی اس کا تصفیہ کرتا ہے[۱]۔

دفعہ ۴۷۳[۲]: اور یہاں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اصول صرف شہادت امور نزاعی سے متعلق ہوتا ہے یا وہ شہادت ماسوائے امور نزاعی پر بھی حاوی ہے۔ مقدمہ ملکہ کیارولین (Queen Caroline) ۱۸۲۰ء کی کارروائیوں میں دارالامرا نے ججوں سے حسب ذیل سوال کئے اور انھوں نے اس کے جوابات[۳] ذیل دیے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ کیا عدالت ہائے تحت میں کسی شخص کو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ کسی خط کے مضمون کے متعلق گواہ سے سوال کرے اور پوچھے کہ کیا اس نے اس مضمون یا تقریباً اس مضمون کا خط کسی شخص کو لکھا ہے۔ بغیر اس کے کہ پہلے اس گواہ کو وہ خط دکھلایا اور اس سے پوچھا گیا ہو۔ کہ کیا اس نے وہ خط لکھا ہے اور گواہ نے اقبال کیا ہو کہ اس نے وہ خط لکھا ہے[۴]۔ دوسرا

---

[۱] دیکھیے لوکاس بنام ولیمس ۱۸۹۲ء ۲ کوئنس بنچ بر صفحہ ۱۱۶ عدالت مرافعہ۔ از لارڈ ایشر لیکن اس مقدمے میں جب ایک تصویر کی نقش کاری کے فوٹو پیش کئے گیے کہ ان کے فروخت کرنے سے تصویر کے کاپی رائیٹ کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس مقدمہ میں یہ فوٹو بطور شہادت قابل ادخال قرار دیے گئے۔

[۲] دیکھیے دفعہ ۸۲۔ ہاردی بنام مجل۔ ۲ موڈی و رابنسن ۴۶۶۔ امیس بنام اوگل ۱۵۔ جیورسٹ ۱۸۰۔

[۳] دفعات ۴۷۷ تا ۴۸۰۔ میں مسٹر بسٹ نے ججوں کے جوابات پر ایک پر زور حملہ کیا تھا اس طبع دوازدہم میں وہ کلیۃً حذف کر دیے گئے ہیں۔

[۴] مقدمہ ملکہ ۱۸۲۰ء ۲ بروڈ رپ و بنگہام ۲۸۶ تا ۲۹۰۔ ۲۲ رسل و ریان ۱۱۲۔

سوال یہ تھا کہ "کیا جب ایک خط عدالت تحت میں پیش ہو تو اجازت دی جائے گی کہ گواہ کو اس خط کا صرف ایک حصہ یا ایک یا دو سطریں نہ کہ پورا خط دکھا کر پوچھا جائے کہ کیا اس نے اس حصے کو یا ان ایک یا دو سطروں کو لکھا ہے۔ اور اگر گواہ اقبال نہ کرے کہ اس حصے وغیرہ کو لکھا یا نہیں لکھا ہے تو کیا اس خط کے مضامین کے متعلق اس سے اظہار لیا جا سکتا ہے؟" تیسرا سوال یہ تھا کہ "کیا جب کسی گواہ پر جرح کی جا رہی ہو اور اس زیر جرح گواہ کے سامنے ایک خط پیش کیا جائے اور وہ اس خط کے لکھنے کا اقبال کرے۔ تو کیا عدالت تحت میں اس گواہ کا اظہار لیا جا سکتا ہے کہ اس نے اس خط میں وہ بیانات کئے ہیں یا نہیں جنہیں کونسل بذریعہ سوالات اس سے دریافت کرتا ہے یا کیا خود اس خط کو شہادت میں یہ ظاہر کرنے پیش کرنا چاہئے کہ یہ بیانات اس خط میں ہیں یا نہیں۔ اور عدالت تحت کے عملدرآمد کی رو سے کارروائی کی کس نوبت پر کونسل کو اس خط کے پڑھنے کے متعلق مطالبہ کرنا چاہئے۔ یا عدالت کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔ ان سوالات میں سے پہلے سوال کا جواب ججوں نے منفی میں دیا۔ کیونکہ "شہادت کے معمولی و مقررہ اصولوں کے رو سے ہر تحریری کاغذ کے مضامین کو جب کاغذ موجود ہو تو اس کاغذ ہی کے ذریعے اور صرف اسی کے ذریعے سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ اس گواہ سے پوچھا جائے کہ کیا وہ خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اگر گواہ اقبال کرے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ تو جرح کنندہ کونسل موزوں وقت پر اس کو شہادت صلہ۲
میں پڑھ سکتا ہے۔ اور جب خط پیش ہو جائے تو کل خط شہادت ہو جاتا ہے۔ تحریری دستاویزات کو پیش کرنا ضروری قرار دینے والے اصول کی ایک وجہ یہ ہے کہ عدالت میں کل دستاویز پیش ہو جائے اگر اس طریقے پر عمل کیا جائے جو سوال میں بیان کیا گیا ہے تو جرح کنندہ کونسل تحریری کاغذ کے صرف ایک حصے ہی کو عدالت میں پیش کرے گا

اور اس طرح پر عدالت میں پورا کاغذ کبھی پیش نہیں ہوگا۔ گو یہ ممکن ہے کہ پورا خط جب پیش کیا جائے تو اثر اس سے بالکل جدا ہی ہو جو اس کے صرف ایک حصے کے پیش کئے جانے سے ہو سکتا ہے۔ دوسرے سوال کے پہلے حصے کے متعلق — یعنی "کیا جب ایک خط عدالت تحت میں پیش ہو تو عدالت اس کی اجازت دے گی کہ گواہ کو اس خط کا صرف ایک حصہ یا ایک یا دو سطریں نہ کہ پورا خط دکھلا کر پوچھا جائے کہ کیا اس نے اس حصے کو یا ان ایک یا دو سطروں کو لکھا ہے" ججوں کی رائے تھی کہ اس کا جواب ان کی جانب سے اثبات میں ہونا چاہئے لیکن باقی حصے کے متعلق — کہ "اگر گواہ اقبال نہ کرے کہ اس نے اس حصے وغیرہ کو لکھا یا نہیں لکھا ہے تو کیا اس خط کے مضامین کے متعلق اس سے اظہار لیا جا سکتا ہے" — ججوں نے مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر منفی میں جواب دیا۔ یعنی یہ کہ خود کاغذ کو پیش کرنا چاہئے تاکہ پورا کاغذ دیکھا جا سکے۔ اور ایک حصے کی توضیح دوسرے سے ہو سکے۔ تیسرے حصے کے پہلے حصے کا جواب لارڈ چیف جسٹس ایبٹ نے حسب ذیل دیا کہ "بیان کردہ صورت کے متعلق ججوں کی رائے ہے کہ کونسل گواہ پر سوالات کر کے یہ دریافت نہیں کر سکتا کہ کیا خط میں وہ بیانات ہیں یا نہیں۔ بلکہ خود خط کا پڑھا جانا ضروری ہے تاکہ ظاہر ہو کہ وہ بیانات خط میں ہیں یا نہیں۔ یور لارڈ شپس (Your Lordships) کو یہ رائے دیتے ہوئے ججوں کا یہ خیال نہیں ہے کہ وہ آپ کے سامنے شہادت کے کوئی نئے اصول پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی رائے کو شہادت کے ایک ایسے اصول پر مبنی تصور کرتے ہیں۔ جو اتنا ہی قدیم ہے۔ جتنا کہ قانون عمومی انگلستان کا کوئی اور حصہ۔ یعنی اس اصول پر کہ کسی تحریری دستاویز کے مضامین کو اگر وہ دستاویز موجود ہو تو خود دستاویز ہی کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئے نہ کہ زبانی شہادت کے ذریعے سے" سوال کے آخری حصے کے جواب کی طرف وہ عود کر آئے اور کہا کہ "ججوں کی

رائے ہے کہ عملدرآمد عدالت تحت کے معمولی اصولوں کے مطابق اس خط کو جرح کنندہ کونسل کے جزو شہادت بطور پڑھا جانا چاہیئے۔ یعنی اس کے اپنی بحث شروع کرنے کے بعد اپنی شہادت کی نوبت پر بطور جزو شہادت یہی معمولی طریقہ ہے۔ لیکن اگر جرح کنندہ کونسل عدالت سے بیان کرے کہ اس کی خواہش ہے کہ وہ خط فوراً پڑھا جائے کیونکہ اس کو عدالت کے اُس کے مضامین سے واقف ہو جانے کے بعد گواہ سے چند سوالات کرنے ہیں جو اچھی طرح یا موثر طریقے پر اس خط کے پڑھے جانے کے بغیر نہیں کئے جا سکتے ہیں تو عدالت ہائے تحت میں یہ ایک استثنائی شکل ہو جاتی ہے۔ اور سہولت عدل گستری کی خاطر کونسل کے بیان بموجب اس خط کے پڑھے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کو کونسل کی شہادت کا جزو تصور کیا جاتا ہے اور اس سے وہ تمام نتائج متعلق ہوتے ہیں جو اس کے اس کی شہادت کا جزو تصور کرنے کے ہوتے ہیں۔ ص ۲۰۴

اس کے بعد حسب ذیل سوال و جواب کئے اور دئے گئے تھے[1] کہ "عدالت ہائے تحت کے مقررہ عملدرآمد کے مطابق جرح کنندہ کونسل فریق ثانی کے کونسل کے اعتراض کرنے پر اس کا مستحق ہے کہ وہ گواہ سے پوچھے کہ کیا اس نے کسی خاص نوعیت کے بیانات کئے ہیں۔ اور اس کے سوال میں یہ صراحت نہ ہو کہ سوال بیانات تحریری سے متعلق ہے یا زبانی بیانات سے" لارڈ چیف جسٹس ابٹ نے ججوں کے حسب ذیل جواب کو بیان کیا کہ "یور لارڈشپس کے اس طرح پر کئے ہوئے سوال کا صاف اثبات یا نفی میں جواب دینے میں ججوں کو مشکل محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہم اس سے واقف نہیں ہیں کہ عدالت ہائے تحت میں کوئی ایسا مقررہ عملدرآمد ہے

[1] دیکھئے اوپر نوٹ ۴ - یعنی صفحہ ۸۰۷ کے حاشیہ پر

جو ہم آپ سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور جو جرح کنندہ کونسل کے ایسے سوال سے صاف طور پر متعلق ہے جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ کیا جرح کنندہ کونسل گواہ سے یہ پوچھنے کا مستحق ہے کہ اس نے کوئی ایسا بیان کیا ہے۔ کیونکہ ہم میں سے کسی کو یاد نہیں پڑتا ہے کہ ان الفاظ میں ایسا سوال — یعنی 'کیا کسی گواہ نے ایسا کوئی بیان دیا ہے۔ کبھی کسی گواہ سے کیا گیا ہے۔ لیکن اسی نوعیت کے سوال اکثر دیوانی مقدمات جوری میں کئے جاتے ہیں۔ جو گواہ کے بیانات کی بہ نسبت زیادہ تر معاہدات و اقرارات یا مبینہ معاہدات و اقرارات سے متعلق ہوتے ہیں۔ مثلاً گواہ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ کیا فلاں — شئے کو فلاں قیمت پر فروخت کرنے کا کوئی معاہدہ کیا گیا ہے — کیونکہ کسی معینہ مدت کے لیے اقرار — یا ایک ضمنی اقرار — یا اسی قسم کا کوئی اور امر معاہدہ ہوتا ہے۔ اور جب دیوانی مقدمات جوری میں اس قسم کا کوئی سوال کیا جاتا ہے تو کونسل فریق ثانی کے لیے معمولی طریقہ یہ رہا ہے کہ اس سوال پر اعتراض نہ کرے کہ وہ ایسا سوال ہے جو مناسب طور پر کیا نہیں جا سکتا۔ بلکہ اپنی جانب سے پہلے ایک سوال کرے یعنی گواہ سے پوچھے کہ کونسل اول کے سوال میں جس معاہدہ کا حوالہ دیا گیا تھا وہ معاہدہ تحریری تھا یا تحریری نہیں تھا۔ اگر گواہ جواب دے کہ وہ تحریری تھا تو اس معاہدے کے متعلق مزید سوالات روک دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ خود تحریر کو پیش کرنا ضروری ہو جاتا ہے — اسی لیے گو — ہم آپ کے سوال کا جواب صاف طور پر اثبات یا نفی میں نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ اس کی وجہ میں نے بیان کر دی ہے — کہ کونسل کے ایسے سوال کے متعلق کوئی مقررہ عملدرآمد نہیں ہے — تاہم ہم سب کی رائے ہے کہ گواہ سے جرح میں مناسب طور پر یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ کیا اس نے فلاں امر کیا ہے (صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ تحریر کو اس کے ہاتھ میں

دیں اور پوچھیں کہ کیا وہ اس کی لکھی ہوئی ہے) اور آپ کے سوال کے متعلق جو ہم سے کیا گیا ہے قانون کے اس اصول کے مدنظر جس کی رو سے خود تحریر کا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس طریقے کے مدنظر جو معاہدات واقرارات سے متعلق سوالات میں معمولاً اختیار کیا جاتا ہے ہم میں سے ہر ایک کی رائے ہے کہ اگر ایسا سوال ہمارے سامنے دیوانی مقدمات جوری میں کیا جائے۔ اور اس پر اعتراض کیا جائے تو ہم کونسل کو ہدایت کریں گے کہ اس سوال کو دو حصوں میں منقسم کرے مائی لارڈس (My Lords.) میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے سوال کو دو حصوں میں منقسم کرنے کے متعلق اتنی وضاحت سے کام نہیں لیا۔ جتنی کہ میں چاہتا تھا۔ اس لیے میں ایوان کو مطلع کرنے کی ادب سے اجازت چاہتا ہوں کہ سوال کو دو حصوں میں منقسم کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ کونسل کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ دریافت کرے کہ کیا وہ بیان تحریری تھا یا زبانی۔ اگر وہ پوچھے کہ کیا وہ بیان تحریری تھا تو فریق ثانی کے کونسل کو اس پر اعتراض ہوگا۔ اور اگر وہ پوچھے کہ کیا وہ بیان زبانی تھا۔ یعنی کیا گواہ نے فلاں فلاں امور کہے ہیں — تو اس صورت میں بلاشبہ اس کو ایسا سوال کرنے کا حق ہوگا۔ اور غالباً کوئی اعتراض اس پر نہیں کیا جائے گا۔"

دفعہ ۴۸۱[1]: مقدمۂ ملکہ کیارولین میں ججوں کے جواب — چونکہ شہادت کے ابتدائی اصولوں کے مخالف تھے۔ اس مضمون پر لکھنے والے اساتذہ نے ان کو سالہائے سال تک برا کہا گئے۔ اور بعد میں سنہ ۱۸۵۰ء کے کمشنران قانون عمومی نے بھی انھیں ناپسند کیا — اور وہ آخر کار مقننہ کے نزدیک بھی مورد ملامت ٹھہرے قانون ضابطہ

---

[1] اس طرح دوازدہم سے دفعات ۴۷۰ — ۴۸۰ کے حذف کرنے کے متعلق دیکھئے دفعہ ۲۷۴۔ نوٹ (۲) پیچھے۔

قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۴ [1] نے قرار دیا کہ:۔

"گواہ پر اس کے ان سابقہ بیانات کے متعلق جو تحریری ہوں یا جو ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں اور جو موضوع مقدمے سے متعلق ہوں۔ اس تحریر کے اس کو دکھلانے کے بغیر جرح کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس تحریر سے ارادہ اس کی تردید کرنے کا ہے تو قبل ازیں کہ تردید کی جائے۔ اس کی توجہ تحریر کے ان حصوں کی جانب دلانی چاہیئے جن سے اس کی تردید کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ دوران سماعت مقدمے میں جج بروقت مجاز ہوگا کہ اس تحریر کو اپنے ملاحظے کے لیے پیش کرنے کا حکم دے۔ اور پیش ہونے پر وہ اغراض مقدمے کے لیے اپنی صوابدید کے بموجب استعمال کر سکتا ہے۔" ۲۰۴ص

---

[1] دفعہ ۲۴ اور دوسرے دفعات قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۲ء کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں۔ دفعہ ۱۰۳ کی رو سے اس دفعہ کے احکام کو انگلستان و آئرستان کی ہر دیوانی عدالت سے متعلق کیا گیا ہے۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء (۲۸۔ وکٹوریا باب ۱۸) دفعہ ۱ و ۵ نے ان کو فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کر دیا ہے۔ دفعہ (۱) قانون ۱۸۶۵ء نے ان کو "تمام عدالت ہائے انصاف فوجداری بھی اور دوسری بھی" سے متعلق کیا ہے۔ اور دفعہ ۵ میں قانون ۱۸۵۴ء کے دفعہ ۲۴ کو دہرایا گیا ہے۔ لیکن مقدمہ کے بجائے چالان یا کارروائی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ "کارروائی" میں دیوانی کارروائی بھی شامل ہوگی وگرنہ ۱۸۵۴ء کی تبدیلی سختی سے دیکھا جائے تو قانوناً دیوانی کارروائیوں سے قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۲ء اور دفعہ ۵ قانون ۱۸۶۵ء کی وجہ سے متعلق نہیں ہوگی۔ اس دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:۔

"گواہ پر اس کے ان سابقہ بیانات کے متعلق جو تحریری ہوں یا جو ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں اور جو موضوع چالان یا کارروائی سے متعلق ہوں۔ اس تحریر کو اس کو دکھلانے

دفعہ ۴۸۲: یہ بیان کر دیا جا چکا ہے کہ جب اصلی شہادت کی عدم موجودگی کی توجیہ کر دی جائے تو منقولی شہادت قابل ادخال ہو جاتی ہے[1]۔ اصلی شہادت کے ترک کرنے کے عذرات جو قانوناً جائز ہیں یہ ہیں کہ دستاویز تلف یا گم ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ وہ فریق مخالف کے قبضے میں ہے جو اس کو پیش کرنے کی مناسب اطلاع دینے کے باوجود پیش نہیں کرتا ہے یا ایسے شخص کے قبضے میں ہے جس کو اس کو روک رکھنے کا استحقاق ہے۔ اور اس کو اپنے حق پر اصرار ہے۔ یا جو عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہے اور اسی لیے پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے۔" آیا منقولی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے کافی بنیاد جن دی گئی ہے اکثر نازک مسئلہ ہوتا اور اس امر پر موقوف ہوتا ہے کہ کیا دستاویز کے تلف یا گم ہو جانے کی کافی شہادت دی گئی ہے۔ کیا پیش کرنے کے لیے اطلاع ضروری ہے کیونکہ بہت سی صورتوں میں خود کارروائی سے معنوی اطلاع ہو جاتی ہے[2] اور اگر اطلاع ضروری ہے تو جو اطلاع دی گئی تھی وہ کافی الفاظ میں تھی۔ اور مناسب وقت پر دی گئی تھی وغیرہ۔ لیکن اس موضوع پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کے بغیر جرح کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس تحریر سے قصداً اس کی تردید کرنے کا ہے تو قبل ازیں کہ تردید کی جائے اس کی توجہ تحریر کے ان حصوں کی جانب دلائی جانی چاہیے جن سے اس کی تردید کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جج دوران سماعت مقدمہ میں ہر وقت مجاز ہو گا کہ اس تحریر کو اپنے ملاحظے کے لیے پیش کرنے کا حکم دے۔ اور پیش ہونے پر وہ اس کو اپنی صواب دید بموجب اغراض مقدمے کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔

[1] اوپر دفعہ ۴۷۲۔ اس مضمون پر تفصیل و جامعیت کے لیے دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۴۴۳ تا ۴۹۱۔

[2] دفعہ ۱۲۳ قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۹۴ء ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۶۰ جن میں دفعہ ۱۰۵ منسوخ شدہ قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۵۴ء کو دہرایا گیا ہے۔ کی رو سے جب کوئی بحری آدمی

چند عام اصول ہیں جن کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئیے۔ ایک تو یہ کہ کیا کسی دستاویز کی کافی تلاش ــــ یعنی ہر معقول نہ کہ ہر ممکن تلاش[1] ــــ کی گئی یا نہیں بہت کچھ اس کی نوعیت اور حالات مقدمہ پر موقوف ہوتا ہے[2] ــــ مثلاً بہ نسبت کسی اہم دستاویز کے کسی بے کار دستاویز کے تلف یا گم ہو جانے کا بہت ہی کم تلاش اور بہت ہی کم وقت گزرنے پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ اس مضمون کی اچھی تمثیل مقدمہ گادرکول بنام میال (Gathercole V. Miali) ہے۔ جس میں ایک اخبار (دی نان کنفرمست (The Non Confirmist) میں ایک توہین تحریری شائع ہونے کی بنا پر نالش لائی گئی تھی۔ توہین تحریری کے مشتہر کئے جانے کو ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ طلب کیا گیا۔ جس نے کہا کہ وہ ایک ادبی ادارے کا صدر ہے۔ جس کے (۸۰) رکن ہیں۔ یہ کہ اس اخبار کا ایک پرچہ اس ادارے میں معلوم نہیں کس نے لایا تھا۔ اور وہاں مفت چھوڑ دیا گیا تھا۔ تقریباً پندرہ دن بعد اس کو ارکان کے کمرے میں سے کسی نے (اس کی دانست میں) اپنے ساتھ بغیر اس کی اجازت کے اٹھا لیا اور پھر واپس نہیں کیا۔ اور یہ کہ اس نے اس کو کمرے میں سب تلاش کیا۔ لیکن وہ نہ ملا۔ اور اسے معلوم نہ ہوا کہ کون اس کو لے گیا۔ اس کی دانست میں وہ گم یا تلف کر دیا گیا۔ ان حالات میں جج نے دیوانی مقدمہ جوری میں قرار دیا کہ اس اخبار کے مضامین کی ص ۴۰۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ نالش کرے تو اس کے معاہدہ یا اس کی نقل کو پیش کرنے کی اطلاع دینا ضروری نہیں ہے۔

[1] ہارٹ بنام ہارٹ اعیر ۱-۱۔

[2] ملک بنام الیسٹ فارلے۔ ۲ ڈاولنگ وریلانڈ رپورٹس گیادرکول بنام میال ۱۸۴۶ء ۱۵ میسن دولزبی ۳۱۹ - ۱، رسل وریان ۹۶۹۔ رچرڈس بنام لیوس۔ ۱۵ جورسٹ ۵۱۲۔ ملک بنام برین شری ۱- الیس و الیس ۱۵ - کولٹر بنام جورنس ۱۴ کامن بنچ (سلسلہ نو) ۷۴۷۔

[3] گیادرکول بنام میال ۱۸۴۶ء ۱۵ میسن و ولزبی ۳۱۹۔

منقولی شہادت قابل ادخال ہے۔ مقدمہ کو از سر نو چلائے جانے کی درخواست کیے جانے پر کہ یہ شہادت بیجا طور پر منظور کی گئی۔ عدالت نے اس قرارداد کو صحیح قرار دیا آلڈرسن بیچ (Alderson, B.) نے اپنے فیصلے[لہ] میں کہا کہ مدعیہ سوال کہ کیا کوئی دستاویز گم ہو گئی اور کیا اس کی کافی تلاش کی گئی بہت کچھ اس دستاویز کی نوعیت پر موقوف ہوگا۔ دوران بحث میں میں نے خط کے لفافے کی مثال دی تھی۔ یہ بالکل صاف امر ہے کہ بہت ہی تھوڑی تلاش یہ ثابت کرنے کافی ہوگی کہ اس قسم کی دستاویز گم ہو گئی ہے۔ اگر بحث کسی ایسے لفافے کے متعلق ہے جن میں کوئی خط وصول ہوا تھا۔ اور کوئی شخص کہے کہ میں نے اس کو اپنے کاغذات میں دیکھا اور مجھے وہ نہیں ملا تو یقیناً یہ کافی ہے۔ یہی حال کسی پرانے اخبار کا ہے جو کسی قہوہ خانہ میں رکھا ہوا تھا۔ اگر مالک قہوہ خانہ اس کی قہوہ خانہ میں تلاش کرے۔ جہاں وہ اس کو اگر ہوتا تو ملتا۔ اور کہے کہ اس کی دانست میں اس کو کسی نے اٹھا لیا ہے تو میرے نزدیک یہ بہت کافی ہے۔ اگر وہ کہتا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کو فلاں شخص الف ب لے گیا ہے' تو میں اس سے کہتا کہ تم کو الف ب کے پاس جانا اور یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ اس کے پاس نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی ثبوت نہ ہو کہ اس کو کوئی خاص شخص لے گیا ہے' تو میرے نزدیک یہ ایک نہایت ہی غیر معقول امر ہے کہ تمام ارکان کلب کے پاس جانا ضروری قرار دیا جائے تا کہ کم و بیش ہر ایک سے یہ پوچھا جا سکے کہ کیا وہ اس کو لے گیا اور رکھ لیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔ جب آپ ایک مرتبہ ہرکن کے پاس جائیں تو لازماً آپ کو ہرکن کے نوکر بیوی اور بچوں سے بھی پوچھنا پڑے گا۔ اور آخر آپ کہاں رکیں گے؟ میری دانست میں مناسب حد وہ ہے جہاں

لہ - گیاد رکول بنام سپال ۱۸۳۸ئہ - ۵ ایم ینڈ ولزبی ۳۱۹ -

ایک معقول آدمی مطمئن ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے نیک نیتی سے خود دستاویز کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ مضامین اخبار کی منقولی شہادت منظور کرنا مناسب و معقول امر تھا۔ ثانیاً بعض اساتذہ کے نزدیک اطلاع پیشی دستاویز کا مقصد محض یہ نہیں ہے کہ جس شخص کو ص ۲۰۶ اطلاع دی جائے وہ اس کو عدالت میں لانے کے قابل ہو جائے بلکہ اس کو اس کے بھی قابل ہونے کا موقع دینا ہے کہ وہ دستاویز کی توضیح تصدیق یا ابطلان کے لیے شہادت تیار کر سکے۔ مگر عدالت ایکسچیکر (Court of Exchequer) نے مقدمہ ڈائر بنام کالنس[2] (Dwyer v. Collins) میں اس تصور کو بحث و مقدمات پر مکمل تبصرہ کرنے کے بعد برقرار نہیں رکھا۔ اور اقرار دیا کہ ایسی اطلاع کا محض مقصد یہ ہے کہ وہ شخص دستاویز کو عدالت میں لائے تاکہ اگر چاہے تو پیش کر سکے۔ اور اگر وہ پیش کرنا نہ چاہے تو فریق ثانی منقولی شہادت پیش کر سکے۔ پارک بیچ نے عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اگر یہ (یعنی مذکورۂ بالا اساتذہ کی بیان کردہ رائے) صحیح وجہ ہے تو اطلاع کی معقول مدت کا معیار وہ وقت نہیں ہوگا جو دستاویز کے لانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اور جو نسبتاً ایک آسان امر ہے بلکہ وہ وقت ہوگا جو اس کی تائید یا توضیح کے لیے درکار ہوگا۔ اور یہ نہایت ہی پیچیدہ معاملہ ہوگا۔ جو مقدمہ و دستاویز کی نوعیت اور اس کے مقدمے سے تعلق پر موقوف ہوگا۔" اور اسی لیے اس مقدمے میں قرار دیا گیا کہ جب کسی فریق یا اس کے اٹرنی کے پاس عدالت میں کوئی دستاویز ہو تو اس کو پیش کرنے کے لیے کسی سابقہ اطلاع

---

[1] شہادت از اسٹارکی جلد اصفحہ ۴۰۴۔ طبع سوم۔ کک بنام ہارن ا۔ موڈی ورابنسن ا ۲۰۱۔ اکسلل بنام پائرٹج ڈو۔ ڈی وار ٹنے بنام گرے۔ ا۔ اسٹارکی ۲۸۳ میں حوالہ دیا ہے۔

[2] ڈایر بنام کالنس ۱۸۵۲ء۔ ۷ ایکسچیکر ۶۳۹۔ ۱۶ جیورسٹ ۵۶۹۔ ۲۱ لا جرنل ایکسچیکر ۲۲۵۔

کے بغیر اس سے کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ انکار کرے تو فریق ثانی منقولی شہادت پیش کر سکتا ہے۔

دفعہ ۴۸۳: اس جملہ سے کہ کسی دستاویز کی منقولی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس کی خیالی یا کسی اور قسم کی ناجائز شہادت قابل ادخال ہو گی منقولی جائز شہادت اور اصلی شہادت سے صرف اپنی بلسوبی خصوصیت ہی میں کمتر ہونی چاہیئے مثلاً کسی تلف یا گم شدہ دستاویز کی نقل النقل نا قابل ادخال شہادت ہوتی ہے۔ گو پہلی نقل کی عدم موجودگی کو قابل اطمینان طور پر ثابت کر دیا گیا ہو۔[1] اسی طرح قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۲ سے پہلے جب کوئی دستاویز گم ہو جاتی تھی تو اس کی نقل جو فریق مقدمہ نے بنائی ہو شہادت میں ناقابل ادخال تھی بجز اس کے کہ صحیح ہونے کو ثابت کیا جائے۔ کیونکہ جب وہ اپنی جانب سے شہادت دینے کے قابل نہ تھا۔ تو جو کچھ اس نے لکھا ہو اس کی جانب سے شہادت نہیں ہو سکتا تھا۔[2]

اور یہاں یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہیں۔[3] جو شخص اس طریق ثبوت کے استعمال کرنے کا مستحق ہو۔ وہ اس کی کسی قسم کو بھی استعمال کر سکتا تھا۔ اس کا کسی دوسری قسم کو جو غالباً زیادہ　　دفعہ ۴۸

[1] لیف بنام لانگ ہولٹ ۲۸۶۔ لیبمان بنام پولی ۱۸۱۶ء ۱۔ اسٹارکی ۱۶۷۔ ۱۸ رسل وریان ۵۷۔ ایونگہام بنام راونڈل ۲ موڈی و رابنسن ۱۳۸۔ شہادت از گلبرٹ صفحہ ۹۔ طبع چہارم لیکن یہ حکم اس وقت نہیں ہوگا جب کہ ثابت ہو کہ نقل النقل کا نقل ہے اور نقل کا اصل سے مقابلہ کر لیا گیا تھا۔ لافون بنام گرفن ۲۵۔ ٹائمز لا رپورٹ ۳۰۸۔ و نیز شہادت از فیلین ۵۴۲ طبع ششم۔

[2] فشر بنام ساموڈا ۱۔ کیمپبل ۱۹۲-۱۹۳۔

[3] ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ۱۸۴۰ء ۷۔ مین و ولزبی ۱۰۲۔ ۵۶ رسل وریان ۶۳۹۔ ہال بنام بال ۳ اسکاٹ رپورٹ نو ۵۷۷۔ براؤن بنام ووڈمان ۱۸۳۴ء ۶ کارنگٹن و پین ۲۰۶۔ ۲ رسل وریان ۶۰۹۔

قابل اطمینان ہوتی نہ پیش کرنا۔ یا بلکہ عمداً روک رکھنا بھی صرف جوری کو توجہ دلانے کے قابل بات ہوتی ہے۔ مثلاً کسی ایسے گواہ کی شہادت جس نے ایک تلف یا گم شدہ دستاویز کو پڑھا ہو۔ قابل ادخال ہوتی ہے۔ گو اس کی نقل یا خلاصہ موجود بلکہ شاید عدالت میں موجود ہو۔ یہ اصول جو اپنی ماہیت میں اتنا ابتدائی ہے ۱۸۴۰ء میں ڈوڈی گلبرٹ[1] بنام راس (Doe d. Gilbert v. Ross) کے مقدمے تک قائم نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس مقدمے سے قبل اس مضمون پر مختلف اقوال عدالتی تھے۔ اور عام و مرجح رائے اس کے خلاف تھی[2]۔ لیکن مذکورۂ بالا فیصلہ قانون شہادت کے عام اصولوں کے بالکل مطابق ہے۔ اور اس کے کسی مخالف نظریے سے فریب و سازش کا وسیع ترین دروازہ کھل جائے گا۔ دورہ پر جب اس مقدمے کی سماعت ہوئی تو ایک ازدواجی تملیک نامے کے مضامین کو منقولی شہادت کے ذریعے سے ثابت کرنے کے لیے — کیونکہ اس کی نقل جو پیش کی گئی تھی۔ وہ اسٹامپ نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کر دی گئی تھی — ایک مختصر نویس کے نوٹس کو جو ایک سابقہ سماعت پر اس تملیک نامے کو ایک فریق کے کونسل کے عدالت میں پڑھتے وقت لئے گئے تھے پیش کیا گیا۔ اور جج نے انھیں منظور کر لیا۔ مدعی کی موافقت میں جوری کے فیصلہ کرنے پر عدالت کے اجلاس کاملہ کے روبرو اعتراض کیا گیا کہ اس شہادت کو منظور نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ یہ ظاہر تھا کہ اس کی ایک نقل موجود تھی۔ اور بہت سے سابقہ اقوال عدالتی کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن عدالت نے اس امر پر کہ جب ایک بہتر قسم کی منقولی شہادت پیش ہو سکتی ہے تو ایک کمتر درجے کی منقولی شہادت لازماً ناقابل ادخال ہوتی ہے حکم اظہار وجہ

---

[1] ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ۱۸۴۰ء حوالۂ بالا

[2] تھلی لا میگزین جلد ۴ صفحہ ۲۶۵ میں مصنف نے مقدمات کو جمع کیا ہے۔

صادر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور پارک بنچ (Parke, B.) نے کہا کہ "جب آپ اصل دستاویز کے پیش نہ ہو سکنے کی توجیہ کر دیں تو اس کے مضامین کی منقولی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ اور جب اس کے بعد زبانی شہادت پیش ہوتی ہے تو اس سے ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ کوئی نقل مصدقہ یا بہتر قسم کی منقولی شہادت اور بھی باقی ہے۔ ہمیں سوائے دستاویز کے جس کے پیش نہ ہو سکنے کی توجیہ کر دی جاتی ہے کسی اور شے کا علم نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی زبانی شہادت بنفسہ ناقابل اعتراض ہے۔ تو کیا وہ ناقابل ادخال ہو جائے گی۔ اگر دوسرے ذرائع سے معلوم ہو کہ ایک بہتر قسم کی منقولی شہادت علاوہ اور باقی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ اور اس اصول کو میں ہمیشہ ایسا ہی سمجھتا ہوں کہ جب کوئی شخص منقولی شہادت پیش کرنے کا مستحق ہوتا ہے تو وہ اپنے اختیار کی کسی بھی منقولی شہادت کو پیش کر سکتا ہے۔" لیکن گو عام سوال پر یہ اصول قرار دیا گیا۔ تاہم مذکورۂ بالا خاص قسم کی منقولی شہادت کو نامنظور کر دیا گیا۔

دفعہ ۴۸۴: اس اصول کے جس کی رو سے اصلی شہادت کا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے بہت سے مستثنیات ہیں۔ جن میں حسب ذیل اہم ہیں۔ اولاً جب کہ اس کا پیش کرنا عملاً ناممکن ہو۔ مثلاً جب کسی چٹان پر حروف کندہ ہوں۔ یا ثانیاً جب اس کے پیش کرنے میں بہت عملی دشواری ہو۔ مثلاً جب وہ کسی کتبے پر منقوش[1] و کندہ ہوں یا کسی دیوار یا عمارات پر مرقوم ہوں[2]۔ یا کسی کاغذ پر ہوں وہ مستقل طور پر

[1] ٹرسی پیریج کیس۔ ۱۰ کلارک و فنلی رپورٹس ۱۵۴۔

[2] مارٹیمر بنام میا کالن سنہ ۱۸۴۰ء ۶ میسن و ولزبی ۵۸-۶۳ و ۶۸۔ ۵ مسٹل و ریان ۵۰۴ سیر بنام گلاسب ۲۔ ۱ کسیچیکر ۱۱۴۔ از رولف بنچ۔ بروس بنام نکولوپولو Bruce v. Nicolopulo ۱۱۔ ۱ کسیچیکر ۱۲۹۔

دیوار سے چسپاں[۱] ہو وغیرہ۔

دفعہ ۴۸۵: (۳) لیکن نہایت ہی اہم و نمایاں استثنیٰ ثبوت

سجلات (ریکارڈس[۲]) اور دوسرے عام[۳] تعلق کے سرکاری دستاویزات کا ہے۔ اور ان کے پیش کرنے پر اعتراض اخلاقی وجوہات نہ کہ عملی یا مادی دشواری پر مبنی ہوتا ہے۔ انھیں نسبتاً بگاڑا۔ بدلا۔ یا غلط کر دیا جا سکتا ہے۔ کل قوم کو ان کے تحفظ میں دلچسپی ہوتی ہے اور اکثر صورتوں میں وہ ان کے علانیہ معائنے کی مستحق بھی ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے خانگی تحریرات میں بہت کم لوگوں کو جن کی وہ ملکیت ہوتی ہیں۔ دلچسپی ہوتی ہے۔ اور ان کا معائنہ اگر ہو سکتا ہے تو عدالت میں درخواست دینے سے۔ بہت سے اشخاص کو سرکاری دستاویزات میں دلچسپی ہونے کی وجہ سے وہ شہادتی اغراض کے لیے بہت زیادہ درکار ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے اگر اصل دستاویزات کی پیشی پر اصرار کیا جائے تو نہ صرف انھیں دستاویزات کی مختلف مقامات میں ضرورت ہونے کی وجہ سے بڑی دشواری پیش آئے گی بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے جاتے رہنے کی وجہ سے ان کے گم ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اور کثرت استعمال سے ان کا تلف ہو جانا یقینی ہو جائے گا۔ ان اور دوسرے وجوہات[۴] کی بنا پر قانون نے

---

۱ ملک بنام فریسی ۶ کارنگٹن و پین ۴۸۰ ۔ ۴ رسل وریان ۸۰۵۔ جونس بنام ٹارلیٹن ۱۸۴۲ء ۹ میسن و ولز بی ۶۷۵ ۔ ۴ رسل وریان ۸۶۳۔

۲ مقدمہ ڈاکٹر لیفیلڈ۔ ۱ لگ ۹۲ ب ڈاکٹر ہملا اسٹنڈر ۱۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲ پیتھن بنام سٹیمن ۱۔ اسٹرینج ۲۱۰۔

۳ مارٹیمر بنام میا کالن ۱۸۵۳ء حوالہ مذکورہ بالا۔ پنج بنام کلارک ۲۹۳۔ ۳ سا کلڈ ۱۵۴۔ دیکھو نیچے۔

۴ بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ ریکارڈس کو نقل کے ذریعے سے ثابت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کچھ مٹا یا سطروں کے درمیان کچھ بڑھا نہ دیا جائے۔ مقدمہ ڈاکٹر لیفیلڈ۔ ۱ لگ ۹۲ ب

بہتر سمجھا کہ ان کے مضامین کو مکسوبی شہادت سے ثابت کرنے کی اجازت دی جائے اور ارادی یا اتفاقی طور پر غیر صحیح نقول سے غلطیوں کا جو احتمال ہے اس کو برداشت کرلے۔ لیکن نوعیت امور کے لحاظ سے جو بہترین شہادت پیش ہوسکتی ہے۔ اسی کو پیش کرانے کے اپنے اصول اعظم کی مطابقت میں قانون چاہتا ہے کہ یہ مکسوبی شہادت نہایت ہی قابل اعتبار قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور نہایت ہی باریکی کے ساتھ اس نے
ص۴۰۹ ان اشکال کی تصریح کردی ہے۔ جو مختلف قسم کی سرکاری تحریرات کے ثبوت کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں[۱]۔ مثلاً کم از کم عام طور پر اس کو تحریری ہونا چاہیئے۔ یعنی نقل کی شکل میں۔ اور جیسا کہ کہدیا گیا ہے[۲]۔ اس کو نقل النقل نہیں ہونا چاہیئے۔ کسی موجودہ ریکارڈ یا کتاب سرکاری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- دیوانی مقدمات جوری از بلتر ۲۲۔ لیکن گو یہ ایک وجہ ہوسکتی ہے۔ لیکن وہ نہ تو ایک ہی وجہ ہے اور نہ سب سے بڑی وجہ ریکارڈ سے انکار کی تنقیح پر اسی عدالت میں ریکارڈ کا پیش کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور گو یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہے کہ عہدہ داران عدالت اپنے ریکارڈوں صحت کے ساتھ مرتب کرتے اور ان میں دست اندازی ہونے نہیں دیتے ہیں لیکن غیر عدالتی سرکاری کتب و دستاویزات کے متعلق اتنا قوی قیاس مشکل ہی سے کیا جاسکتا ہے۔

[۱] بادی النظر میں یہ اس اصول کے مغایر نظر آئے گا کہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ اس کے تحت نہیں آتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک خانگی دستاویز کے مضمون کو جو اس کے مخالف کے قبضے میں ہے ثابت کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس کے پیش کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور اس غرض کیلیے وہ ایک گواہ طلب کرتا ہے۔ جو اس کے مضامین کو ذہن سے کہنے تیار ہے۔ یہ کتنی ناانصافی ہوگی اگر فریق ثانی یہ ثابت کرکے کہ اس کی ایک نقل موجود ہے اس شہادت کو ضائع کرلےسکتا ہو ممکن ہے کہ یہ نقل مقدمے سے ایک روز قبل یا اعتراض کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ دیکھو اوپر دفعہ ۴۰۳ لیکن یہ استدلال سرکاری دستاویزات سے متعلق نہیں ہوسکتا جو ایک معلوم جگہ رکھے جاتے ہیں جہاں ہر شخص ان کا معاینہ کرسکتا اور ان کے نقول حاصل کرسکتا ہے[سرکاری دستاویزات کی صورت میں یہ تفریق کی ایک اچھی وجہ ہوسکتی ہے لیکن اس سے یہ واقعہ نہیں بدل سکتا کہ وہ ایک استثنیٰ ہے۔ اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

[۲] اوپر دفعہ ۴۰۲۔

کے مضامین کو ثابت کرنے اگر کسی صورت میں زبانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے تو بہت ہی شاذ صورت ہوتی ہے۔

دفعہ ۴۸۶: ثبوت دستاویزات کے لیے اہم قسم کے نقول حسب ذیل ہیں:۔ (۱) مہر اعظم کئے ہوئے نقول۔ (۲) اس عدالت کی مہر کئے ہوئے نقول جہاں ریکارڈ رہتا ہے۔ (۳) دفتری نقول۔ یعنی اس عہدہ دار کے کیے ہوئے نقول جس کو قانون اس غرض کے لیے مقرر کرتا ہے۔ (۴) مصدقہ نقول یعنی مصدقہ وہ نقل ہوتی ہے جس کے صحیح نقل ہونے پر ایسا گواہ حلف اٹھاتا ہے جس نے کہ اس کی ہر سطر کا اصل سے مقابلہ کیا ہے یا جس نے دوسرے شخص سے اصل کو پڑھوا کے خود نقل کو غور سے دیکھا ہے۔ ایسی دستاویز کو ان حروف و زبان میں ہونا چاہیئے۔ جن کو گواہ سمجھتا ہے[۱]۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے پوری دستاویز پڑھی ہو[۲]۔ اکثر اساتذہ کے نزدیک جب تصدیق کے مذکورۂ بالا طریقوں میں سے دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہو تو تصدیق کرنے والے دونوں اشخاص کو طلب کرنا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ایک نے اصل و نقل کو باری باری سے پڑھا اور دیکھا ہو۔ کیونکہ اس کا قیاس نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی شخص نے عمداً کسی سجل کو غلط پڑھا ہوگا[۳]۔ لیکن ایک بعد کے مقدمے میں جو دارالامرا کی کمیٹی استحقاقات کے روبرو پیش تھا۔ اور جس میں عدالت اکیچیکر (ڈبلن) کی ایک یادداشت کو ثابت کرنے ایک گواہ نے اس کی ایک نقل پیش کی اور کہا تھا کہ اس نے اس کا اصل سے مقابلہ دفتر کے معمولی قاعدے کے مطابق کیا تھا۔ یعنی محافظ دفتر کے ہاتھ میں اصل

---

[۱] کرافورڈ پیریج کیس ۲ مقدمات دارالامرا۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔

[۲] محراب بنام جانسن کلیٹن ۱۴۲۔ قاعدہ ۲۵۹۔

[۳] مولف بنام ڈارٹ ۲ ٹانٹن ۵۲۔ گالیس بنام پاکمیل ۱۷۱۔

دستاویز تھی اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا۔ اور گواہ کے ہاتھ میں نقل تھی لیکن انھون نے ادل بدل نہیں کیا تھا ــــ اور جو کچھ اس نے محافظ دفتر کو پڑھتے ہوئے سنا وہ جو کچھ اس نے نقل میں دیکھا اُس کے مطابق تھا۔ کمیٹی نے قرار دیا کہ یہ عملدرآمد صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ گواہ حلف نہیں اٹھا سکتا ہے کہ نقل بالکل مطابق اصل تھی۔ اور اسی لیے وہ قابل منظوری ہے۔ صفحہ

یہ عام طور پر معلوم ہوجانا ضروری ہے کہ نقول کا مقابلہ ایک دوسرے طریقے پر ہونا چاہئیے۔ یعنی ادل بدل کر کے۔ اور چونکہ ایک قانون موضوعہ کی نقل پیش ہونے پر اسی گواہ نے کہا تھا کہ علاوہ دفتر کے معمولی طریقے پر مقابلہ کرنے کے اس نے خود بھی اس کا اصل سے مقابلہ کیا تھا۔ وہ دستاویز شہادت میں منظور کی گئی[1] لیکن جو اصول اس مقدمے میں قایم کیا گیا۔ اس پر ہمیشہ عمل نہیں ہوتا ہے۔ (۵) نقول جن پر اس عہدہ دار کے دستخط و تصدیق ہوں جن کی حفاظت میں وہ دیے گئے ہوں (۶) نقول عکسی یا فوٹو۔ اصل دستاویز کی خصوصیات کے (اگر ہوں تو) ظاہر کرنے کے لیے یہ طریقہ تمام طریقوں میں بہترین ہے۔ اور اسی لیے ان مقدمات میں جو ان مضامین پر مبنی ہوں بہت مفید و کارآمد۔ مثلاً جب کہ نقل لیے جانے کے بعد اصل میں تبدیل و تحریف کا شبہہ ہوتا ہے۔ وغیرہ ان مقدمات پر غور کرنا جن میں مذکورۂ بالا مختلف اقسام کے نقول سرکاری یا دوسری دستاویزات کے ثبوت میں استعمال کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مقصد کے ماسوا ہوگا۔ اتنا کہنا کافی ہے کہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں کوئی نقل بھی قابل ادخال نہیں ہے۔ اور اصل دستاویز کو پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں سب سے اہم صورت وہ ہے۔ جس میں کسی شخص کی نالش یا جواب دہی کی بنا اس عدالت کا ریکارڈ

---

[1] سلین پیرج کیس ۵ کلارک وفینلی رپورٹس ۴۲ (Slane Peerage Case,5 Clark & Finnelly Reports (English House of Lords), v 42 ہاوس آف لارڈز انگلستان) –۱۴

ہوتا ہے جہاں کہ مقدمہ پیش ہے۔ اور فریق مخالف کی جواب دہی یہ ہوتی ہے کہ ایسا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جہاں وہ وجوہات جو ریکارڈ وغیرہ[1] کے ثبوت کے لیے کمتر درجے کی شہادت کو اتنی قوت کے ساتھ جائز رکھتے ہیں۔ اطلاق نہیں پا سکتے اسی لیے "جب قانون کی وجہ باقی نہیں رہتی تو قانون بھی باقی نہیں رہتا ہے[2]"

دفعہ ۴۸۷: سرکاری دستاویزات جن کی نوعیت عدالتی نہیں ہوتی

ہے۔ مثلاً پیدائش نکاح و اموات[3] کے رجسٹر بنک انگلستان[4] یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب[5]۔ بنک بلس جن کا حوالہ بنک کی مثل میں ہوتا ہے[6]۔ وغیرہ عام طور پر نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کیے جا سکتے ہیں۔ اور قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۱۴ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:-

"جب کوئی کتاب یا اور دستاویز ایسی سرکاری نوعیت کی ہو کہ حفاظت جائز سے محض پیش کیے جانے پر شہادت میں قابل ادخال ہوتی ہو اور کوئی قانون موضوعہ ایسا نہ ہو جس کی رو سے اس کے مضامین نقل کے ذریعے سے ثابت کیے جا سکتے ہوں۔ تو اس کی نقل یا خلاصہ کسی عدالت

---

[1] اوپر دفعہ ۴۸۵۔

[2] کک برلٹلٹن ۷۰۔ ب نیچے دفعہ ۵۱۳۔

[3] لنچ بنام کلارک ہولٹ ۲۹۳ - سیر بنام گلاسپ ۲۔ ایسپیکر ۴۰۹ - یہ دستاویزات قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۱۴ جس کا نیچے ذکر ہے کے تحت آتے ہیں۔ دیکھیے ملک بنام ڈیوور۔ لاء رپورٹ ۲ کراؤن کیس ۸۵۔

[4] مارٹیمر بنام میکالن سنہ ۱۸۳۴ء ۶ میسن و ولزبی ۵۸۔ ۵۵ رسل وریان ۵۰۳۔

[5] شٹنگ بنام فارمرا۔ اسٹرینج ۶۴۶۔ اور نوٹ مقدمہ لارڈ جارج گارڈن۔ ۲ ڈگلاس ۵۹۳۔

[6] مان بنام کیری (Man v. Cary) ۳ ساکنڈ ۱۵۵۔

انصاف میں یا کسی ایسے شخص کے روبرو جواب یا بعد میں
قانوناً یا بہ رضامندی فریقین سماعت منظوری یا تنقیح شہادت ملا۱۲
کا مجاز ہو۔ قابل ادخال شہادت ہوگا۔ بشرطیکہ اس نقل
یا خلاصہ کا مصدقہ ہونا ثابت ہو۔ یا اس کے صحیح نقل
یا خلاصہ ہونے پر اس عہدہ دار کے دستخط و تصدیق ہوں
جس کی حفاظت میں اصل دستاویز دی گئی تھی۔"

دفعہ ۴۸۸: متعدد جدید قوانین موضوعہ کی رو سے اقسام کے سجلات و سرکاری دستاویزات کے ثبوت کے لیے خاص طریقے مقرر کئے گئے ہیں۔ قانون شہادت دستاویزاتی ۱۸۶۸ء کے دفعہ (۲) کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:-

"ہر اعلان حکم یا گشتی کی جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے یا اس کے بعد ملکہ معظمہ یا ان کی پریوی کونسل جاری فرمائیں و نیز ہر اعلان حکم یا گشتی کی جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے یا بعد حکومت کے کسی ایسے محکمے یا عہدہ دار کے جس کا ذکر اس قانون کے ضمیمے کے پہلے خانے میں کیا گیا ہے۲ حکم سے یا اس کے حکم کے تحت جاری ہو۔ بادی النظری شہادت۔ تمام عدالت ہائے انصاف اور تمام قانونی کارروائیوں میں ذیل کے ہر طریقے یا تمام طریقوں پر

---

۱ ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷ اور دفتر صادر کے مطبوعہ نقول کے قابل ادخال ہونے کے لیے دیکھئے قانون شہادت دستاویزی ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۹۔ قانون ۱۸۶۸ء۔ اس کے دفعہ ۳ کی رو سے ہر برطانوی نوآبادی و مقبوضے میں واجب العمل ہے بشرطیکہ ایسی نوآبادی یا مقبوضے کی مقننے نے وقتاً فوقتاً کوئی قانون نافذ نہ کیا ہو۔

۲ یعنی کمشنران خزانہ۔ محکمۂ لارڈ ہائی اڈمیرل کے کمشنر۔ وزرائے مملکت۔ کمیٹی پریوی کونسل برائے تجارت

دی جا سکتی ہے : یعنی :-

"۱- گزٹ، کی ایسی نقل پیش کرنے سے جس پر اعلان حکم یا گشتی ہو۔

۲- ایسے اعلان حکم یا گشتی کی ایسی نقل پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ سرکاری مطبع کی چھپی ہوئی ہے یا جب مقدمہ کسی برطانوی نو آبادی یا مقبوضے میں دائر ہو تو ایسی نقل کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایسی برطانوی یا مقبوضے کے مقننہ کے حکم سے چھپی ہے

۳- ملکہ معظمہ یا ان کی پریوی کونسل کے جاری کردہ اعلان حکم یا گشتی کی شکل میں اس کی ایسی نقل یا خلاصے کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ پریوی کونسل کے محرر یا پریوی کونسل کے امرا میں سے کسی امیر یا دوسروں نے اس کے نقل صحیح ہونے کی تصدیق کی ہو۔ اور کسی ایسے اعلان حکم یا گشتی کی صورت میں جو مذکورۂ بالا محکموں یا عہدہ داروں نے جاری کئے ہوں یا ان کے حکم سے جاری ہوئے ہوں۔ ایسی نقل یا خلاصے کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کے صحیح ہونے کی تصدیق ایسے شخص یا اشخاص نے کی ہے جن کی صراحت ایسے محکمے یا عہدہ دار کے سلسلے میں مذکورۂ بالا جدول (ضمیمہ) کی دوسری جدول میں کر دی گئی ہے۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- بورڈ قانون مفلساں۔

لہ یعنی خزانے کا کوئی کمشنر۔ معتمد یا مددگار معتمد۔ دفتر نواب امیرالبحریہ کے کوئی کمشنر یا ان کمشنروں کا کوئی معتمد۔ کوئی وزیر مملکت یا نائب وزیر مملکت۔ کوئی رکن کمیٹی پریوی کونسل برائے تجارت یا اسی کمیٹی کا کوئی معتمد یا مددگار معتمد مجلس قانون مفلسان کا کوئی معتمد یا مددگار معتمد۔

"جو نقل یا خلاصہ اس قانون کی متابعت میں تیار کیا جائے وہ چھپا ہوا بھی ہو سکتا ہے اور تحریری بھی۔ یا جزواً چھپا ہوا۔ اور جزواً تحریری۔

"اس شخص کے خط یا سرکاری حیثیت کا کوئی ثبوت ضروری نہیں ہوگا جس نے اس قانون کی متابعت میں کسی اعلان حکم یا گشتی کی نقل یا خلاصہ کے صحیح ہونے کی تصدیق کی ہو۔"

قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کا دفعہ ۱۲ برطانوی جہازوں کے رجسٹروں کے ثبوت سے متعلق ہے۔ اور تیرھواں دفعہ جو کہیں زیادہ اہم ہے سابقہ سزا یابیوں اور بری ہونے کے ثبوت کو حسب ذیل طریقے پر منضبط کرتا ہے:-

"جب کبھی کسی بھی کارروائی[له] میں یہ ضروری ہو کہ کسی شخص کا جس پر قابل دست اندازی پولیس جرم کا الزام ہو۔ چالان و سزا یابی یا برأت ثابت کی جائے تو یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ایسے شخص کی سزا یابی یا برأت کی سجل یا اس کی نقل پیش کی جائے۔ بلکہ یہ کافی ہوگا کہ محرر عدالت یا دوسرا عہدہ دار جس کی حفاظت میں اس عدالت کے سجلات ہوں جہاں سے کہ حکم سزا یا برأت صادر ہوا تھا یا ایسے محرر یا دوسرے عہدہ دار کے نائب نے تصدیق کی یا اس کا تصدیق کرنا ظاہر ہوتا ہو کہ کاغذ پیش کردہ چالان سماعت۔ سزا دہی یا برأت کے سجل کی جیسی بھی صورت ہو۔ ضابطے کا حصہ ترک کرکے باقی حصے کی نقل ہے۔"

له یعنی یا تو دیوانی یا فوجداری۔ رچرڈسن بنام ولس لاء رپورٹ ۸۔ اکسچیکر ۶۹۔

قانون شہادت ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳ دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ:۔

"غیر سرکاری۔ خانگی و مقامی اور شخصی قوانین پارلیمنٹ کے تمام نقول کو اگر یہ ظاہر ہو کہ شاہی طبع کنندوں نے انھیں چھاپا ہے۔ اور ہر ایوان[1] پارلیمنٹ کے جرنل اور شاہی فرامین کے نقول کو جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ شاہی طبع کنندوں یا ہر ایوان کے طبع کنندوں نے یا ان میں سے کسی نے یا ہر دو نے چھاپا ہے۔ تمام عدالتیں جج نظما وغیرہ بغیر ان کے اس طرح پر چھاپے جانے کی شہادت پیش ہوئے کے ان کو ان امور کی شہادت بطور قابل ادخال قرار دیں گے۔"

قانون کتب صرافان ۱۸۷۹ء ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۱۱ (جو دو اغراض سے نافذ کیا گیا تھا۔ یعنی صرافوں کی کتابوں کے اندراجات کو قابل ادخال شہادت قرار دینے اور بجائے اصلی اندراجات کے ان کے نقول کو قابل استعمال قرار دینے کے لیے[2]) حکم دیتا ہے کہ اندراجات کتب صرافان کے نقول یہ ثابت ہونے پر کہ وہ اندراجات کاروبار کے معمولی اثنا میں کیے گئے تھے۔ اور یہ کہ نقول کا ان سے مقابلہ کیا گیا اور وہ صحیح پائے گئے تھے۔ شہادت میں قابل ادخال ہوں گے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ نقول ان صورتوں میں بھی قابل ادخال ہو گئے ہیں جن میں اصل اندراجات قابل ادخال نہیں تھے۔ مثلاً جب کوئی فریق مقدمہ اپنی بنک کی کتاب کے

---

[1] یا دفتر صادر کے حکم سے (قانون شہادت دستاویزی ۱۸۸۲ء ۴۵ وکٹوریا باب ۹)

[2] از فرائی لارڈ جسٹس Fry, L. J. بمقدمہ ہارڈنگ بنام ولیمس۔ نیچے یہ مقدمہ منسوخ شدہ قانون شہادت کتب صرافان ۱۸۷۶ء (جس کے بجائے قانون ۱۸۷۹ء نافذ کیا گیا) کی تمہید سے متعلق ہے۔

کسی اندراج کی نقل پیش کرے[۱]۔ دفعہ (۷) کی رو سے "کسی قانونی کارروائی کے فریق کی درخواست پر" "ایسی کارروائیوں کے اغراض کے لیئے کسی صراف کی کتاب کے اندراجات" کا معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن معائنہ منظور ہونے کی صورت میں وہ اس مدت تک محدود رہیگا[۲] - جو ان کارروائیوں کے امور نزاعی کی مدت ہوگی۔ و نیز ایک عام اصول بطور حساب کے ان اندراجات تک محدود رہیگا۔ جو بظاہر یا فی الجملہ[۳] ان کارروائیوں کے کسی فریق کے حسابات ہوں گے[۴]۔ اس سوال کا کہ کیا عدالت کو اختیار ہے کہ کسی ایسے شخص کے حسابات کے معائنے کا بھی حکم دے جو کسی معنی کرتے فریق نہیں ہے۔ صریحی طور پر فیصلہ نہیں ہوا ہے لیکن لنڈلے ماسٹر آف رولس (Lindley, M. R.) نے کہا تھا کہ یہ سمجھنا کہ مقننہ کا یہ ارادہ تھا حد درجے غلط ہوگا۔ مذکورۂ بالا اور ان کے مماثل قوانین موضوعہ کے متعلق جن میں سے اکثر قوانین موضوعہ کی جدید کتاب[۵] میں ملیں گے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ عام طور پر وہ موجودہ قانون میں اضافہ ہیں - اس کے بجائے وضع نہیں ص ۴۱۳

---

[۱] ہارڈنگ بنام ولیمس۔ ۱۴ چانسری ڈیویژن ۱۹۹ لیکن دیکھئے شہادت از فیپسن ۵ ۲۷۔

[۲] آرنات بنام ہیس ۱۸۸۷ء۔ ۳۶ چانسری ڈیویژن ۷۳۱ - ۵۶ لاجرنل چانسری ۸۴۴ -

[۳] جیسا کہ مقدمۂ ہوورڈ بنام بیل ۱۸۸۹ء۔ ۲۲ کوینس بنچ ڈیویژن ۱۔

[۴] پالک بنام گارلی ۱۸۹۹ء ۱۔ چانسری ڈیویژن - ۱۔ عدالت مرافعہ۔ از لنڈلے ماسٹر آف رولس جیمس لارڈ جسٹس۔ کیکیوچ جسٹس کے فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے۔ اس مقدمہ میں ایک کمپنی میں حصۂ خریدنے کے معاہدے کے فسخ کرنے کے لیے نالش کی گئی تھی۔ کیونکہ مدعی علیہ نے یہ غلط بیانی کی تھی کہ کمپنی کی بنک میں ۱۰ ہزار پونڈ رقم جمع تھی۔ اور حکم معاینہ کو ایک خاص دن کے فاصلات کے معائنے تک محدود کیا گیا تھا۔

[۵] قانون شخصیہ جات بلدی (Municipal Corporations Act) ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۵۰ دفعہ ۲۴ جس میں فی الجملہ قانون شہادت شخصیہ جات بلدی ۱۸۷۳ء ۳۶ و ۳۷ وکٹوریا باب ۳۳ دفعہ ۲

ہوئے ہیں۔ یعنی وہ قانون عمومی کے طریقۂ ثبوت کو موقوف نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ایک زیادہ آسان و مختصر طریق ثبوت کو مقرر کرتے ہیں، جس سے فریقین اگر چاہیں تو فایدہ اٹھا سکتے ہیں[۱]۔ اس قاعدے کا ایک استثنیٰ قانون شہادت کتب صرافان (Banker's Books Evidence Act) ۱۸۷۹ء میں ملتا ہے جس کی رو سے صرافوں کی سہولت کے لیے حکم ہے کہ بنک کا کوئی عہدہ دار "کسی قانونی کارروائی میں جس کا بنک فریق نہیں ہے بنک کی کسی ایسی کتاب کے پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، جس کے مضامین" اس قانون کے تحت "ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ اس کو اس کتاب میں مندرجہ کسی امر وغیرہ کے ثابت کرنے کے لیے بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے کسی خاص وجہ سے جج اس کا حکم دے"۔

دفعہ ۴۸۹: (۴) ایک اور استثنیٰ سرکاری عہدہ داروں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ کسی شخص کا کسی سرکاری حیثیت میں کام کرنا۔ اس کے ایسے کرنے کا مجاز ہونے کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے۔ اور گو عہدہ ایسا ہو کہ جس پر تقرر کا بذریعۂ تحریر ہونا ضروری ہے تب بھی ابتداءً دستاویز کا پیش کرنا یا اس کے پیش نہ کرنے کی توجیہ کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے۔ اس کے وجوہات پر ایک دوسری جگہ غور کیا جا چکا ہے[۲]۔

دفعہ ۴۹۰: (۵) جب کسی گواہ کا اظہار اس کی گواہی دینے کی قابلیت معلوم کرنے کے لیے حکمنامہ "اظہار ابتدائی متعلق قابلیت گواہ" کی بنا پر لیا جا رہا ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- کوفی الجملہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔

[۱] دیکھئے قانون شہادت دستاویزی ۱۸۶۸ء ۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۳۷ دفعہ ۶۔

[۲] دیکھو دفعہ ۲۵۶۔

صفحہ ۱۶۱ تو اگر یہ قابلیت تحریری دستاویزات پر مبنی ہو تو وہ ان کی ماہیت و مضامین کو بیان کرسکتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۹۱: چونکہ زیر بحث قاعدے کا اصول یہ ہے کہ منقولی شہادت اپنی قوت شہادت اصلی سے حاصل کرتی ہے۔ اور مکسوبہ شہادت کی عام کمزوریوں کی وجہ سے جس کی وہ کامل نمایندہ نہیں ہوتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قراینی شہادت جب وہ اپنی ماہیت میں اصلی و قریبی ہو۔ اس قاعدے سے متاثر نہیں ہوسکتی[2]۔ وہ راست نہ کہ ایسے ضمنی سلسلے کی شہادت ہوتی ہے۔ جو لایق اخراج ہو۔ اور اسی بنا پر مضر ذات بیانات جو کوئی شخص اپنے مفاد کے خلاف کرے۔ دستاویزات کی اصلی شہادت بطور قابل منظوری ہوتے ہیں گو اس مسئلے کی موافقت و مخالفت میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ لیکن اس پر متعلق ذات شہادت کے عنوان کے تحت غور کیا جائے گا[3]۔

[1] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۴۶۳ اور ۱۳۹۳۔ نیز مقدمۂ ماکڈونل بنام ایوانس میں مال جیٹس کا فیصلہ دیکھو۔ (۱۱ کامن بنچ ۹۳۰) اظہار ابتدائی متعلق قابلیت گواہ جس کی پچھلے دفعہ ۱۳۲ میں وضاحت کی گئی ہے۔ اب متروک ہے۔ اور موجودہ عملدرآمد یہ ہے کہ گواہ کا اظہار قابلیت اس کے حلف اٹھانے کے بعد لیا جاتا ہے۔ ایسے اظہار میں اصل دستاویزات پیش کرنا ضروری نہیں۔ (شہادت از ٹیلر طبع یازدہم ۱۳۹۳)۔

[2] پیچھے دفعہ ۸۰ اور بعد۔ اور پیچھے دفعہ ۲۹۵۔

[3] نیچے دفعہ ۵۱۰ و بعد۔

باب چہارم ۴۱۷

شہادت مکتوبی عام طور پر

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

دفعہ ۴۹۵: کسوبی یا بالواسطہ شہادت کی بہ مقابلۂ اس کے اصلی ماخذ کے کمزوری کو اس کتاب کے دیباچہ میں بیان کردیا گیا ہے[1]۔ اس قسم کی شہادت کا خطرہ جتنا کہ وہ اپنے ماخذ سے دور ہوتی جاتی اور عدالت کے سامنے جتنے زیادہ واسطوں یا ذریعوں سے پیش ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ ہوتا جاتا ہے[2]۔ اس کے پانچ حسب ذیل اقسام دیباچے میں بیان کئے گئے تھے[3]:- (۱) جب بینۂ زبانی شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۲) جب بینۂ تحریری شہادت تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۳) جب بینۂ زبانی شہادت تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۴) جب بینۂ تحریری شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۵) تجربہ مادی شہادت

[1] مقدمہ دفعات ۲۹-۳۰-۵۱-

[2] مقدمہ دفعات ۲۹-۳۰-

[3] منقولی شہادت کے ان بینہ اقسام کی تنقید کے لیے دیکھو بینتھم دفعہ ۲۹- نوٹ [illegible] صفحہ ۲۹-

ان میں سے آخری قسم۔ اور دستاویزات کی منقولی شہادت پر جو اگر پیش[1] ہو تو شہادت ہو سکتی ہے ہم غور کر چکے ہیں۔ اور یہ باب عام طور پر مکسوبی شہادت کے قابل ادخال ہونے کی بحث کے لیے وقف ہو گا۔

دفعہ ۴۹۴: عام اصول یہ ہے کہ مکسوبی یا بالواسطہ شہادت بطور شہادت امور نزاعی ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ اور یہ وہ اصول ہے جو ہمارے قانون شہادت کی ممتاز خصوصیت ہے[2]۔ اور جس کے آہستہ آہستہ قیام کو ہم بیان کر چکے ہیں[3]۔ اس اصول کے عام طور پر جو وجوہات بیان کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) اس فریق کو جس کے خلاف یہ شہادت پیش کی جاتی ہے۔ اس کے اصلی ماخذ پر جس سے یہ ماخوذ ہوتی ہے۔ جرح کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس سے اس کی توجیہ نہیں ہوتی کہ جب مکسوبی شہادت تحریری شکل میں ہو تو کیوں مسترد کی جاتی ہے۔ ۲۔ اگر بالفرض اصلی شہادت صحیح بیان بھی کی گئی تھی تو تہدید حلف کے تحت نہیں بیان کی گئی تھی۔ اس پر بھی وہی اعتراض کیا جا سکتا ہے یہ بھی کہ اگر اصلی شہادت تہدید حلف کے تحت بھی دی جاتی تو مکسوبی شہادت زیادہ قابل ادخال نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ شخص ثالث کا بیان جو حلفیہ ہو اور عدالتی کارروائی میں دیا گیا ہو کسی ایسے شخص کے خلاف شہادت نہیں ہو سکتا۔ جو اس عدالتی کارروائی کا فریق نہیں تھا۔ ص ۴۱۶

دفعہ ۴۹۳: اس اصول کی بنیادیں اس سے زیادہ گہری ہیں[4] یہ کہنے کے

---

[1] دیکھیے دفعات ۱۹۰-۴۷۲ تا ۴۹۱ -

[2] مقدمہ دفعات ۲۹ و ۹۰ -

[3] دیکھیے دفعات ۱۱۲-۱۱۴-۱۱۵ -

[4] "ڈائجسٹ شہادت" مصنفہ اسٹیفن نوٹ ۸ میں کہا گیا ہے کہ "کارروائیوں کی طوالت میں کمی کرنے کی اہمیت لوگوں کو بہترین شہادت جو وہ پیش کر سکتے ہیں۔ پیش کرنے پر مجبور کرنے کی اہمیت اور

بجائے کہ یہ اصول قانون ہے کہ تمام شہادت حلف اُٹھانے کے بعد دی جائے ہمیں کہنا چاہئے قانون چاہتا ہے کہ تمام شہادت شخصی ذمہ داری پر دی جائے یعنی ہر گواہ کو گواہی ایسے حالات کے تحت دینی چاہئیے۔ جن سے وہ جھوٹ کی ان تمام سزاؤں کے تحت آسکے جو سچ کی کسی تہدید کے تحت دیے جاسکتے ہیں[1]۔ اب ملحوظ رہے کہ حلف صداقت کی واحد تہدید نہیں ہیں۔ بلکہ صداقت کی صرف ایک تہدید کے خاص اطلاق۔ گو بلا شبہ نہایت موثر اطلاق ہیں یعنی مذہبی تہدید کے[2]۔ اور اگر حلف کو موقوف بھی کردیا جائے تو وہ اصول جس کی رو سے بالواسطہ شہادت نامنظور کی جاتی ہے۔ علیٰ حالہ باقی رہنا چاہئیے اور فی الحقیقت متعدد جماعتیں قوانین موضوعہ کی رو سے حلف اٹھانے سے معاف رکھی گئی ہیں[3]۔ اور ان کی شہادت جو اقرار صالح کے بعد دی جاتی ہے بلحاظ قابل ادخال ہونے کے وہی حیثیت رکھتی ہے جو ان کے حلف اٹھانے کے بعد اس کی ہوتی۔ اس لیے صحیح اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام بالواسطہ شہادت چاہے وہ مضامین دستاویز کی ہو یا بیانات شخص ثالث کی اگر وہ اس شخص سے جس کے خلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ فریب کے موقعوں کو پیدا نہ ہونے دینے کی اہمیت ایسے وجوہات ہیں۔ جن سے غالباً سنی سنائی شہادت کو ناقابل ادخال کرنے والے اصول کا جواز نکلتا ہے۔ لیکن اس کی اطلاق کی ان مثالوں سے جو بیرن پارک (Baron Parke) نے (بہ مقدمہ رایٹ بنام ڈوڈی ٹاٹہام۔ ۷۔ اڈالفس و ایلس ۳۸۵) "دیے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بعض وقت ایسے امور بھی ناقابل ادخال ہوجاتے ہیں جو اگر یہ اصول نہ ہوتا تو نہ صرف خاص واقعات سے متعلق سمجھے جاتے بلکہ قابل اعتبار بھی"۔ دیکھو شہادت از فیبن طبع ششم ۲۱۹ تا ۲۲۲۔

[1] مقدمہ دفعہ ۱۶ و بعد۔

[2] مقدمہ دفعہ ۵۶ و بعد۔

[3] دیکھو پیچھے دفعہ ۱۶۶۔

وہ پیش کی جاتی ہے کسی ذمہ دار گواہی کے ذریعے سے متعلق نہ ہو تو مسترد
ہونے کے قابل ہوتی ہے۔ اور اسی سے ایک [illegible] کی توضیح ہوتی ہے
جو بادی النظر میں بے قاعدہ معلوم ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ اصول جو منقولی
شہادت کو منضبط کرتا ہے۔ بالواسطہ شہادت [illegible] ہوتی نہیں ہوتا ہے
کیونکہ موخر الذکر صورت میں اصل [illegible] کو گو کتنی ہی اچھی طرح ۴۱۷
ثابت کیا جائے۔ بالواسطہ شہادت [illegible] کی باتی ہے۔ مثلاً جو
کچھ الف (گواہ) نے ب (شخص) [illegible] ہوئے سنا ہو نہ صرف
بنفسہٖ ناقابل ادخال ہوتا ہے۔ بلکہ ب کی موت یا کامل طور پر مجنون
ہو جانے کے صاف ترین ثبوت پر بھی قابل ادخال نہیں ہو جاتا ہے
وجہ یہ ہے کہ منقولی شہادت کی شکل میں اصل ماخذ چونکہ بنفسہٖ کامل
اور شہادت میں اگر پیش ہو تو قابل منظوری ہوتا ہے۔ اگر پیش نہ ہو سکے
تو جو شہادت پیش ہوتی ہے وہ اس سے مکسوبی ہوتی ہے۔ اور
اس میں غلطی کے کوئی احتمال نہیں ہوتے ہیں۔ سوائے ان احتمالات
کے جو شہادت کے استعمال کردہ واسطے میں پائے جائیں۔ لیکن جب
دستاویز ایسی ہو جو اگر پیش ہو تو شہادت میں منظور نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس
شخص سے جس کے خلاف وہ پیش ہوتی ہے متعلق نہ ہو۔ یا جب کہ
شہادت پیش شدہ ایسے اشخاص کے بیانات ہوں جن پر جرح
نہ کی جا سکتی ہو۔ تو اصل ماخذ پورا نہیں ہوتا ہے۔ اور مکسوبی شہادت
بجا طور پر مسترد کی جاتی ہے۔

دفعہ ۴۹۵: زیر بحث اصول کو کتابوں اور عملدرآمد میں عام طور پر
اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ "سنی سنائی باتیں شہادت نہیں ہوتی ہیں"
— یہ ایسا جملہ ہے جو کسی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے
اس اصول کی صحیح ماہیت عام طور پر غلط سمجھی گئی ہے۔ اس جملے کے
الفاظ سے دو غلط تصورات ذہن میں آتے ہیں۔ اولاً یہ غلط تصور جو

راست متبادر ہوتا ہے کہ جو کچھ کسی شخص کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو وہ ناقابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ اور ثانیاً جو معناً متبادر ہوتا ہے کہ جو کچھ تحریر کر دیا یا اور بطور پر مدامی بنا دیا گیا ہو قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ یہ دونوں قضیے عام طور پر بھی صحیح نہیں ہیں۔ ایک طرف تو جو کچھ کسی شخص کو اپنے مفاد کے مضر کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ وہ اس کے خلاف نہ صرف قابل ادخال شہادت بلکہ بہترین شہادت ہوتا ہے[1]۔ اور دوسری طرف جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں[2]۔ تحریری دستاویزات جو کسی فریق سے تعلق نہ ہوں اکثر مسترد کر دیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنی سنائی شہادت کو حالات متعلقہ کی شہادت سے مخلوط کر دیا جاتا ہے۔ یعنی حالات و واقعات کی ابتدائی شہادت سے۔ اور جس کے متعلق تھوڑے سے غور و فکر سے بھی ظاہر ہوگا کہ وہ الفاظ پر بھی مشمول ہو سکتی ہے اور افعال پر بھی۔ مثلاً جب بغاوت کے کسی چالان میں ایک باغیانہ مجمع کی سرداری کی گئی ہو تو مجمع کے نعروں کی شہادت سنی سنائی شہادت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اتنی ہی ابتدائی جتنی کہ کوئی اور شہادت[3]۔

ے۱ دیکھو پیچھے دفعات ۵۱۸-۵۲۱۔

ے۲ اوپر دفعہ ۴۹۴۔

ے۳ مقدمہ ڈاماری و پرچیس (Case of Damaree & Purchase) کراؤن لا از فاسٹر ۲۱۳- ۱۵ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۲۲ - ملک بنام لارڈ جارج گارڈن ۲۱ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۱۴ - ۵۲۹ - [ابتدائی شہادت و سنی سنائی شہادت - ابتدائی وغیر ابتدائی شہادت پر عام طور پر دیکھو پیچھے دفعہ ۲۹ - نوٹ - ابتدائی شہادت کو سنی سنائی شہادت سے فرق کرتے ہوئے دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے (۱) اس سے مراد واقعات کو شہادت بلا واسطہ سے ثابت کرنا ہوتی ہے نہ کہ ایسے بیانات کے ثابت کرنے سے جو عدالت سے باہر دیے گئے ہوں اور جن کی اطلاع عدالت کو بعد میں دی گئی ہو۔ نیز اس سے مراد (۲) عدالت سے باہر دیے ہوئے ایسے بیانات ہوتی ہے جن کا استعمال بطور قرائن کیا جائے۔ (یعنی جو بلا لحاظ صحیح یا غلط ہونے کے متعلق ہوتے ہوں) نہ کہ

اسی طرح نہ صرف اس عورت کے چیخوں کی شہادت دی جاسکتی ہے ۴۱۸
جس کے ساتھ زنا کیا جارہا ہو۔ بلکہ اس کے ان شکایتوں کی بھی جو وہ
بعد میں کرے۔ کیونکہ اس عورت کے خلاف جو ایسا الزام لگاتی ہے
یہ ایک قوی گو غیر قطعی شہادت ہے کہ اس نے اس واقعے کے بعد کوئی
شکایت نہیں کی۔ شکایت کے اجزا کے متعلق پرانا اصول جو مقدمۂ ملکہ بنام
واکر[۱] (Reg v. Walker) ۱۸۳۹ء میں قرار دیا گیا تھا یہ تھا کہ وہ شہادت
میں بیان نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن اس قرارداد اخراج کے مناسب
ہونے پر بہت نکتہ چینی کی گئی تھی[۲]۔ موجودہ اصول جس کو عدالت مرافعہ
نے مقدمۂ ملکہ بنام للی مان[۳] (Reg. v. Lillyman) ۱۸۹۶ء میں قرار دیا
ہے۔ یہ ہے کہ عورتوں کے خلاف زنا بالجبر یا اسی قسم کے جرائم کے
حالات کی سماعت پر شکایت کی تفصیلات جو بیّنہ وقوع جرم کے
کچھ ہی بعد کی جائیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ان واقعات کی جن کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ایسے بیانات جن کا استعمال بطور گواہی یا مماثل گواہی کیا جائے (یعنی بیان کردہ واقعات کی صداقت ثابت کرنے کے لیے) اور کسی بیان کے ایک یا دوسری قسم سے متعلق ہونے کا معیار وہ مقصد ہوتا ہے جس کے لیے وہ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض ججوں و مصنفوں نے۔ "سنی سنائی شہادت" کے لفظ کو آزادی سے تمام غیر حلفی بیانات کے لیے استعمال کیا ہے چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے استعمال کئے جائیں۔ یعنی ان میں وہ بیانات بھی شامل ہوجاتے ہیں جن کو اوپر بطور ابتدائی شہادت ممیز کیا گیا ہے۔ مکمل بیان کے لیے دیکھو شہادت از فیپسن طبع ششم ۵ تا ۱۰۸۔ ۲۱۱ تا ۲۲۲۔ بحث حالات مقدمہ و نیز ان متعدد بیانات کے لیے جو ان کے اجزا ہونے کی وجہ سے قابل ادخال ہوتے ہیں دیکھو ایضاً ۵۰ تا ۷۰۔ تھیئر ۱۴ امریکن لا ریویو۔ ۸۱۷۔ ۱۵۔ ایضاً۔ ۱۔ مارگن ۳۱ ییل لا ریویو ۲۲۹ بمفید ذات شہادت و حالات مقدمہ میں فرق کے لیے دیکھو آگے دفعہ ۵۲۰۔

[۱] ملکہ بنام واکر ۲ موڈی و رابنسن ۲۱۲۔

[۲] دیکھیے از پارک جج مقدمۂ ملک بنام واکر۔ اوپر۔ ڈائجسٹ از اسٹیفن دفعہ ۸ نوٹ ۵۔ جہاں بتایا گیا ہے (۱۸۸۶ء) کہ براموِل جج عادۃً شکایت کو رد کرتے تھے اور یہ کہ یہ عملدرآمد یقیناً عقل سلیم کے مطابق ہے۔

[۳] ملکہ بنام للی مان ۱۸۹۶ء ۲ کوئینز بنچ ۱۶۷۔ الزام ایک لڑکی کے خلاف جو سولہ سال سے کم سن اور ۱۳ سال

شکایت کی گئی ہے۔ شہادت بطور نہیں بلکہ اس عورت کے خانۂ شہادت میں بیان کردہ قصے کی تائید اور اس کی عدم رضامندی کی شہادت بطور ہاکنس جسٹس (Hawkins, J.) نے عدالت (لارڈ رسل چیف جسٹس (Lord Russel, C. J.) پالاک بیرن (Pollock, B.) ہاکنس کیف وولس ججس) (Hawkins, Cave, & Wills, J J.) کا واحد سوچا ہوا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ "نہایت ہی احتیاط سے غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ ہم کسی نظیر سے اس کے پابند نہیں ہیں کہ شکایت کی شہادت کو اس واقعے تک کہ شکایت کی گئی محدود کرنے کے موجودہ طریقے کی تائید کریں اور یہ کہ عقل وفہم سلیم۔ ہمارے ایسا کرنے کے خلاف ہیں"۔ اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں عدالت (لارڈ الورسٹون چیف جسٹس (Lord Alverstone C. J.) کنڈی۔ رڈلے چانل اور فلیمور ججس) (Kennedy, Ridley, Channell, & Phillimore, J J.) کے ایک سوچے ہوئے فیصلے میں ملکہ بنام للّی مان کے اصول کو ملکہ بنام اوسبورن[۱] (Rv. Osborne) کے مقدمے میں ایک تیرہ سال سے کمسن لڑکی پر ناشائستہ حملے کی صورت میں اطلاق دیا گیا۔ اس کی کمسنی کی وجہ سے اس کی رضامندی قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ کی رو سے غیر اہم تھی۔ اور اس اصول کو لڑکی کے ایک مجرم بنانے والے جواب سے بھی جو ملزم کی عدم موجودگی میں دیا گیا تھا متعلق کیا گیا۔ ۱۹۴

اسی طرح ایک نالش میں جو ایک دستاویز بیمہ پر جس کو ایک متوفی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سے زیادہ عمر کی تھی اقدام زنا کا تھا لڑکی رضامند نہیں تھی۔ گواہ کی رضامندی کا سوال غیر اہم تھا۔

[۱] ملکہ بنام اوسبورن ۱۹۰۵ء ایکنگس بنچ ۱ ۵۵۱۔ ۷۴۔ لا جرنل کنگس بنچ ۳۱۱۔ ۹۲ لا ٹائمز ۳۹۳۔ ۵۳ ویکلی رپورٹ ۴۹۴۔ ۶۹ جسٹس آف دی پیس ۱۸۹۔ اس موضوع کی تاریخ و عملدرآمد کے لیے دیکھیے شہادت از فپسن طبع ششم صفحات ۱۱۲ تا ۱۱۷۔

[۲] شلنگ بنام دی آکسیڈنٹل ڈیتھ کمپنی۔ ۴ جورسٹ سلسلۂ نو ۴۴ ۲۔ فیصلہ ارل جسٹس اِن فیصلے

شخص نے اپنی جان کے لیے کرایا تھا کی گئی تھی۔ اور جس کی جواب دہی یہ کی جارہی تھی کہ متوفی کو اس دستاویز کے تحت کوئی حق نہیں تھا۔ یہ شہادت کہ بیمہ کرانے سے قبل ایک دفعہ متوفی نے ایک شخص سے اپنی جان کے بیمہ کرانے کے متعلق مشورہ کیا تھا۔ اور اس کے بیان کی تفصیلات بطور جزو حالات متعلقہ (Res gestæ) قابل ادخال قرار دی گئیں[1]۔ اسی طرح جو کچھ شخص غیر کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ غیر متعلق ذریعے سے پیش ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال شہادت قرار دیا جائے گا۔ تاہم یہ سوال کہ کیا بعض الفاظ کہے گئے ایک واقعہ ہوتا ہے۔ اور اگر وہ امر تنقیح طلب سے متعلق ہو تو اس کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً گو عام افواہ کسی واقعے کے ثبوت کے لیے قابل ادخال نہیں ہوتی ہے۔۔۔ کیونکہ وہ بدترین قسم کی سنی سنائی شہادت ہوتی ہے۔۔۔ تاہم جب کسی شخص کا عمل زیر بحث ہو تو اس امر کی شہادت کہ کیا کوئی خاص افواہ کسی خاص وقت اس کے کانوں تک پہنچی تھی یا نہیں۔ بخوبی قابل ادخال ہوتی ہے[2]۔ ہم کو اس امر پہ غور نہیں کرنا چاہئے کہ کیا شہادت زبانی ہے یا تحریری بلکہ اس سوال پہ کہ کیا وہ اپنی ماہیت میں اولین و ابتدائی ہے۔ یا اس سے کسی دوسرے بہتر ماخذ کا پتا چلتا ہے جس سے کہ وہ اپنی وقعت حاصل کرتی ہے۔

زخمی ہونے کے بعد ہی کسی شخص کا بیان اگر اس شخص کی موجودگی میں دیا جائے جس نے کہ زخمی کیا تھا تو اس شخص کے خلاف قابل ادخال شہادت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کی زیادہ مکمل رپورٹ کے لیے دیکھئے ۱۔ فاسٹر و فائسن ۱۱۶۔ اور دیکھئے ملنی بنام لشلز، ۷ ہرسٹون و نارمن ۷۰۶۔

[1] ملکت بنام ڈنکن ۶۔ ایرڈل ۲۳۶۔

[2] ۲۔ انسٹیٹیوٹ ۵۲۔ عہد ۱۔ ایڈورڈ دوم ۱۲۔ عنوان قید۔ جونس بنام بری ۲۔ اسپنا کسس ۲۸۲ ٹامس بنام رسل ۹۔ اکسچیکر ۷۶۴۔ دیکھئے شہادت از گرشلیف ۲۲۳۔

ہوتا ہے۔ اور وہ بطور بیان قبل مرگ کے بھی قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ حالانکہ اس شخص کی عدم موجودگی میں دیا گیا ہو۔ لیکن وہ بطور جزو حالات متعلقہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوتا ہے۔ اس کی اچھی مثال مقدمۂ ملکہ بنام بڈنگ فیلڈ (Reg. v. Bedingfield) سے دی جا سکتی ہے۔ اس مقدمے میں ایک عورت جس کا حلق کٹا ہوا تھا۔ ایک حجرے سے جس میں ملزم بھی حلق کٹا ہوا اور بولنے کے ناقابل پڑا تھا نکلی اور کہا "دیکھو ہاری (Harry) نے کیا کیا ہے" اور چند منٹ بعد مر گئی۔ ملزم کو جب قتل کے لیے چالان کیا گیا تو کاکبرن چیف جسٹس (Cockburn, C. J.) نے فیلڈ و مینسٹے ججس (Field & Manisty J J.) سے مشورہ کرنے کے بعد متوفی کے مذکورۂ بالا بیان کی شہادت کو مسترد کر دیا[1]۔ اور اس کی وجہ سے اس نامنظوری کے قانوناً درست ہونے کے متعلق
۴۲۰
مسٹر پٹ ٹیلر (Mr. Pitt Taylor) و لارڈ چیف جسٹس میں ایک گرم مباحثہ ہوا جس کا سہرا میر مجلس کے سر رہا[2]۔

دفعہ ۴۹۶: مکسوبی شہادت کو ناقابل ادخال کرنے والے اصول کے بہت مستثنیات ہیں۔ اور نظر تحقیق سے دیکھنے پر ظاہر ہوگا کہ اگر تمام نہیں تو تقریباً تمام صورتوں میں جن میں اس اصول میں تخفیف کی گئی اور منقولی شہادت منظور کی گئی ہے۔ کوئی نہ کوئی ضمانت ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ عام منقولی شہادت سے زیادہ قابل اعتبار ہو جاتی ہے۔

پس پہلا استثنیٰ یہ ہے کہ اغیس فریقین کے درمیان مقدمے کی

---

[1] ملکہ بنام بڈنگ فیلڈ۔ ۱۴ کاکس کریمنل کیسس ۳۴۱۔ اور رپورٹر کی نوٹ۔ قیدی مجرم قرار دیا اور سولی چڑھایا گیا۔

[2] اصول حالات متعلقہ کی تاریخ و مفصل بحث کے لیے دیکھئے ۱۹ لا کوارٹرلی ریویو (L. Q. R.)

دوسری سماعت پر ایک ایسے گواہ کی شہادت جس کا اظہار پہلی سماعت پر لیا گیا۔ اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا ہو۔ قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اس کو کسی شخص کی گواہی سے جو اس کو سنا ہو۔ یا ان یادداشتوں سے جو اس وقت لیے گئے ہوں ثابت کیا جا سکتا ہے[1]۔ اس صورت میں شہادت ابتدائً ذمہ داری کے ساتھ دی گئی تھی۔ اور جس فریق کے خلاف دی گئی تھی۔ اس کو سابقہ نوبت پر جرح کا موقع حاصل تھا۔ تاہم گواہی دیتے وقت گواہ کے ڈھنگ کا فایدہ تلف ہوجاتا ہے مثلاً قانون جرایم قابل چالان ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲ دفعہ ۱۷ کی رو سے جب کسی شخص کے خلاف جس پر کسی جرم کا الزام ہو ناظم امن ایک ایسے گواہ کا اظہار لیتا ہے۔ جو سماعت مقدمہ سے پہلے فوت ہوجاتا۔ یا اتنا بیمار ہوجاتا ہے کہ سفر کے قابل نہیں ہوتا۔ تو اس کا بیان حلفی جو تحریری ہوتا ہے اور جس پر ناظم امن کے دستخط ہوتے ہیں شہادت میں منظور کیا جا سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۴۹۷:(۲) دوسرا استثنیٰ ان امور کے ثبوت کا ہے جو عام مفاد سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اضلاع یا کلیسائی تحصیلات کے سرحد۔ حقوق اراضی مشترک وحقوق شاہراہ عام وغیرہ[3]۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ تاریخی واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ ۴۴۵۔ اور دیکھئے اوپر دفعہ ۴۹۵ نوٹ ۳۔

[1] شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۳۰۶ طبع دہم۔

[2] دیکھیے دفعہ ۵۰۱۔

[3] اس امر پر نہایت تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمہ ملک بنام باشندگان بڈفرڈ تیبر ۴۔ ایلس و بلاکبرن ۵۳۵۔ ۵۴۲۔ نیز دیکھیے شہادت از سٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۰۷ تا ۶۲۴۔ شہادت از جبین طبع ششم ۲۹۴ تا ۳۰۶۔ اور "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس ۲۸۷۔ ۲۹۵ و ۳۰۲ تا ۳۰۴۔ اس امر پر کہ زیر بحث اصول کے تحت عام حقوق کیا ہیں؟ دیکھو مقدمہ لارڈ ڈنریون بنام للیلیں (Lord Dunraven v. LLewellyn)

کے ثبوت میں — یعنی ازمنۂ ماضیہ کے گزرے ہوئے واقعات کے ثبوت میں — نہ صرف مکسوبی شہادت سے لازماً کام لینا پڑتا ہے بلکہ ان مستقل آثار کی وجہ سے جو اس کی تصدیق یا تردید کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ ان ماخذوں کے متعدد ہونے کی وجہ سے جن کی وجہ سے وہ حاصل ہوتی ہے۔ اور ان اشخاص کے بہت ہونے کی وجہ سے جنھیں امور زیر بحث کے یاد رکھنے اور محفوظ کرنے میں دلچسپی ہوتی ہے غرض جھوٹی گواہی کو پکڑنے کی ان تمام سہولتوں کی وجہ سے اس کے خطرات میں بہت کچھ کمی بھی ہو جاتی ہے[1]۔ اب یہ امر ظاہر ہے کہ عام مفاد کے حقوق جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ زمانۂ ماضی میں استعمال کئے جاتے تھے۔ ایک حد تک تاریخی واقعات کے ہم ماہیت ہوتے ہیں خاص کر اس امر میں کہ ان کی ابتدائی شہادت ۴۲۱
شاذ و نادر ہی دستیاب ہو سکتی ہے۔ اسی لیے قانون نے اجازت دی ہے کہ ان کو عام شہرت کی شہادت سے ثابت کیا جائے۔ مثلاً ایسے متوفی اشخاص کے بیانات کے ذریعے سے جن کو ان کے متعلق خاص معلومات ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے[2]۔ و نیز مختلف اقسام کے ایسے قدیم دستاویزات کے ذریعے سے جو معمولی حالات میں اصلی نہ ہونے کی بنا پر مسترد کر دیے جاتے وغیرہ لیکن فریب سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ان بیانات وغیرہ کا "قبل نزاع" ہونا ضروری ہے۔ قبل نزاع ایک ایسا جملہ ہے جس کے متعلق کچھ اختلاف آراء رہا ہے۔ لیکن جس کے معنی غالباً یہ ہیں کہ جس مضمون سے یہ بیانات متعلق ہوں اس کے متعلق کوئی نزاع پیدا ہونے سے پہلے چاہے نوبت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۵ کوینس بنچ ۱۹۱ء۔

[1] مقدمہ دفعات ۵۰ و بعد۔

[2] دیکھئے کریس بنام بارٹ ۱۔ کرامپٹن میسن وراسکو ۹۱۹۔ ۸ رسل وریان ۷۹ء۔

مقدمہ بازی تک پہنچی ہو یا نہ ہو[1]۔ اس قسم کی شہادت کی قیمت و وقعت ظاہر ہے کہ زیر بحث امور کی شہرت کے درجے پر موقوف ہوتی ہے اور جب وہ دستاویزی شکل میں ہو تو ان سہولتوں یا موقعوں پر جو تحریف یا جعلی بنانے کے حاصل ہوں۔

دفعہ ۴۹۸: (۳) نسب سے متعلق امور۔ مثلاً خاص اشخاص کے درمیان رشتے کا واقعہ۔ کسی خاص خاندان میں ولادتیں۔ نکاح۔ اور کسی خاندان کے ارکان کی اموات وغیرہ۔ کا استثنیٰ ایک اور استثنیٰ ہے[2]۔ "جب کبھی امر تنقیح طلب یہ ہوتا ہے کہ کیا کسی شخص کا کوئی خاندان یا اس کا اس کے کوئی رشتہ دار ہیں تو اس کا بار ثبوت اسی پر ہوتا ہے[3]۔" یہ امور بھی تاریخی واقعات کے اس خصوص میں ہم ماہیت ہیں کہ معمولاً وہ ان واقعات سے متعلق ہوتے ہیں۔ جو زمانہ ماضی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ گو معمولی شہادت سے ان کو ثابت کرنے کی کوشش سے ان پر جو روک شہرت کی وجہ سے ہوتی تھی۔ وہ نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں دلچسپی صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ چند خاندانوں کو ہوتی ہے۔ تاہم اس سے بہتر کسی شہادت کے حاصل کرنے کی بے انتہا دشواری کی وجہ سے اس شہادت کو جب وہ ایسے ایسے اشخاص کے ذریعے سے پیش ہوتی ہے

---

[1] برکلے پیریج کیس ۱۸۱۱ء ۴ کیمبل ۴۰۱ - ۴۱۷ - جس میں اس نظریے کو پہلی دفعہ وضع کیا گیا۔ ڈوئس بنام لونڈس - ۶ مانگ و گریننگر ۱۵۸ - شہادت از فلپس ۱۹۴ - طبع دہم - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم - دفعات ۶۳۴ - وبعد - بٹلر بنام لارڈ ماونٹ گیارٹ - ۷ مقدمات دار الامرا - ۶۲۴ -

[2] شہادت از فلپس باب ۸ دفعہ ۴ طبع دہم - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۳۵ - ۶۵۹ - شہادت از فیبن طبع ششم ۳۰۷ - ۳۱۷ - اٹرنی جنرل بنام کولر ۹ مقدمات دار الامرا ۷۵۴ - ۶۷۰ - ملا۔ ڈورڈیل پیریج کیس ۱۸۵۵ء ۵ مقدمات مرافعہ ۶۹۲ -

[3] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ - دفعہ ۱ -

جن کا صداقت سے واقف ہونا بہت اغلب ہوتا اور جن کو غلط بیانی کی کوئی وجہ نہیں ہوتی ہے۔ مجبوراً منظور کرنا پڑتا ہے۔ پس اس غرض کے لیے حسب ذیل امور سب منفرداً قابل ادخال شہادت قرار دیے گئے ہیں مثلاً کسی خاندان کے متوفی ارکان[۱] کے بیانات جو قبل نزاع کئے گئے
۴۲۲ ہوں۔ اور جو صرف بیان کنندہ کے اس کے اپنے مفاد کے لیے نہ ہوں[۲]۔ کسی خاندان کی عام شہرت جو اس کے کسی باقیماندہ رکن کے ذریعے سے ثابت کی گئی ہو۔ اندراجات جو کتابوں پر کئے گئے ہوں مثلاً خاندانی انجیل پر بشرطیکہ وہ حفاظت جائز سے پیش کئے جائیں۔ اور گو ان اندراجات کے خط یا کاتب کی بابت کوئی شہادت نہ ہو[۳]۔ قرابتداروں کی باہمی خط و کتابت دستاویزات مہری کی ابتدا میں بیان شدہ واقعات۔ کتبوں۔ انگشتریوں۔ مقبروں یا صندوق کفن کی تختیوں کی منقوش تحریرات۔ خاندانی تصویر پر کوئی منقوش تحریر[۴]۔ شجرہ جات نسب جن کو خاندان کے متوفی ارکان نے بنایا یا نقل کیا ہو[۵] وغیرہ۔ ایسی شہادت

[۱] قبل اس کے کہ ایسا بیان شہادت میں منظور کیا جا سکے۔ بیان دینے والے کی خونی یا مصاہرتی قانونی قرابت کو اس بیان کے سوا علیحدہ شہادت سے ثابت کرنا چاہیئے۔ اور جج اس کا فیصلہ کریگا۔ کہ کیا یہ قرابت ثابت ہوئی۔ لیکن اگر بیان کنندہ کی قرابت کی بادی النظری شہادت بھی ہو تو بیان کی شہادت غالباً قابل ادخال ہو جاتی ہے۔ پلانٹ بنام ٹیلر، ہرلسٹن و نارمن ۲۱۱ ۲۲۷۔ ہچنس بنام آرڈلے لا رپورٹ ۲ پروبیٹ ڈویژن ۲۴۸۔ لیکن مقدمۂ پراکٹر جنرل بنام ڈلیس میں اس امر کا پورا ثبوت طلب کیا گیا۔

[۲] دیکھو شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۲۰۶ - طبع دہم گی بنام وارڈ، ۱۰ ایلس و بلاکبرن ۵۰۹۔

[۳] پلانٹ بنام ٹیلر بحوالۂ مذکورۂ صفحہ ۲۳۰۔ ڈیسارٹ پیرج کیس ۲ مقدمات مرافعہ ۴۸۹۔

[۴] ہیبارڈ بنام لیس لا رپورٹ ۱۔ ایکسچیکر ۲۵۵ - ۲۵۰۔

[۵] کیلیس پیرج کیس ۱۸۳۸ء ۶ کلارک و فنلی رپورٹس صفحہ ۸۰۰ ۴ بل و ریان صفحہ ۲۰۵۔

[۶] ایک مقدمے میں مدعی نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ الف کا غیر صحیح النسب بیٹا تھا۔ الف کے متوفی

کو نظر انداز کر دینا ناممکن ہے۔ خصوصاً بعید و ضمنی امور کے ثبوت میں لیکن جب مقدمے کا اصل امر تنقیح طلب کلاً یا جزءً ایسی شہادت پر موقوف ہو تو عدالتوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی نوعیت ہی کے لحاظ سے اس میں فریب و جعلسازی کے بہت موقع ہیں۔ اور اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ وہ بیانات یا نقوش وغیرہ صحیح طور پر مندرج ہیں بہت سی مثالیں ایسی پیش آئی ہیں جن سے ظاہر تھا کہ یہ فرض کر لینا بہت غلط ہوتا ہے کہ ارکین خاندان خصوصاً وہ جو معاشری حیثیت سے کمتر درجے کے ہوتے ہیں شجرۂ نسب کی تفصیلات سے تھوڑا بہت بھی واقف ہوتے ہیں[لہ]۔ اور یہ ذہن نشین رہے کہ اس قسم کی شہادت نسب سے متعلق سوالات ہی میں قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور مثلاً وہ قرضے کے دلا پانے کی نالش میں عذر نابالغی کی تائید میں پیش نہیں ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۴۹۹: (۴) اگلی صورت جس میں کہ اس اصول میں تخفیف کی گئی ہے۔ اور بھی زیادہ اصول ضرورت پر مبنی نظر آتی ہے۔ یعنی قدیم دستاویزات جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ان معاملات کے جن سے وہ متعلق ہوتے ہیں۔ جزو ہیں۔ یا کم سے کم کہ ان کے ساتھ تکمیل پائے ہیں۔ قدیم قبضے کی شہادت بطور قابل ادخال ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف ان اشخاص کی موافقت میں پیش ہو سکتے ہیں۔ جو ان کے تحت دعویدار ہوتے ہیں۔ بلکہ ان اشخاص کے خلاف بھی جو نہ ان کے فریق ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بھائی کے ایک بیان کو کہ مدعی الف کا غیر صحیح النسب بیٹا تھا ناقابل ادخال ٹھیرایا گیا کیونکہ مدعی گو فی الواقع رشتہ دار تھا۔ لیکن قانوناً شخص غیر تھا۔ (ذکر سین بنام ڈاگ یونی ۱۸۶۳ء ۳۲ لا جرنل فلپ ویری ۱۰۹)۔

لہ دیکھئے مقدمۂ کروچ بنام ہوپر ۱۶ بیون ۱۸۲۔

لہ جینس بنام گمتھری ۱۸۵۸ء ۱۳ کوئینس بنچ ڈیویژن ۸۱۸۔ ۵۲ لا جرنل کوئینس بنچ ۵۲۱۔ عدالت مرافعہ۔

۴۲۳ اور نہ سہیم[1]۔ قدیم قبضے کے ثبوت میں ہمیشہ دشواری ہوتی ہے۔ وقت ان گواہیوں کو اٹھا لیتا ہے جو اپنے ذاتی علم سے افعال مالکانہ کو ثابت کر سکتے تھے اور اسی لیے لازماً تحریری شہادت سے کام لینا پڑتا ہے[2]۔ اس قسم کی شہادت کے بدیہی خطرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس کے قابل ہونے کی ایک شرط مقدم قرار دے دی گئی ہے کہ اس کا حفاظت جائز سے پیش ہونا ثابت کیا جائے۔ یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ وہ اس جگہ تھی۔ اور ان لوگوں کی حفاظت میں پائی گئی تھی۔ جہاں اس کے ہونے کی قدرتی و معقول طریقے پر توقع ہو سکتی ہے[3]۔ اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے کہ یہ بتایا جائے کہ اس سے زیادہ مناسب جگہ بھی ہو سکتی تھی۔ متقدمین رومن فقہا نے یاد رہے[4] یا ہر قدیم قبضے کے لیے لفظ "قبضۂ عتیق" کافی منصفانہ طور پر استعمال کیا تھا[5]۔

دفعہ ۵۰۰: (۵) متوفی اشخاص کے اپنے مفاد کے خلاف بیانات

---

[1] شہادت از فلپس باب ۸ دفعہ ۵ طبع دہم۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۵۸-۶۶۷ [لیکن اس موضوع کو سنی سنائی شہادت کا استثنیٰ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ بسٹ و ٹیلر نے سمجھا ہے۔ قدیم دستاویزات اپنے مضامین کی صداقت ثابت کرنے قابل ادخال نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ محض بیانات بطور وہ کلیتہً ناقابل ادخال ہوتے ہیں وہ قابل ادخال بطور افعال مالکانہ ہوتے ہیں۔ جن سے قبضے کی شہادت پہنچتی ہے اور اس قبضے کی توضیح اس کو حقیت یا اجارے وغیرہ عطا کرنے والوں کی کیفیتی سے حقیت سمجھنے ہی سے ہو سکتی ہے۔ اشہادت از فیین طبع ششم ۱۱۱-۱۱۲-۱۲۹ تا ۱۳۳۔

[2] از ولس جسٹس (Wills J.) جنھوں نے مقدمۂ مالکامسن بنام اوڈ یا میں ججوں کی رائے سنائے۔ ۱۰ مقدمات دار الامرا۔ ۵۹۳-۶۱۲۔

[3] دی بشپ آف میت بنام دی مارکوئیس آف ونچسٹر ۳ بنگھام سلسلۂ نو ۲۰۰-۲۰۲۔

[4] ایضاً کرافٹس بنام بابیک سنہ ۱۸۴۳ء ۱۲ میسن و ولزبی ۲۰۵-۲۰۶۔ رسل و ریان ۳۱۰۔ فلک بنام مٹین ۱۱ الیس و الیس ۵۵۷۔

[5] کتاب شہادت از بانٹے ۷۳۲۔

اشخاص ثالث کی درمیانی کارروائیوں میں قابل ادخال شہادت ہیں بشرطیکہ وہ بیانات ملکیت[۱] یا زر نقد[۲] کے مفاد کے خلاف ہوں۔ اور اشخاص ثالث کی حقیت کے مضر نہ ہوں۔ مثلاً ایک متوفی کاشت کار کا بیان اگر وہ مالک عودی کی حقیت کے خلاف ہو تو نا قابل ادخال ہوتا ہے[۳]۔

اس موضوع پر ہدایتی مقدمہ گہام بنام رجوے[۴] (Higham v. Ridgeway) کا ہے۔ جس میں ایک مرد دایہ کا جس نے ایک عورت کو ایک بچہ جنوایا تھا۔ اندراج کہ اس نے فلاں دن یہ زچگی کرائی تھی۔ اور اپنے کھاتے بہی کا حوالہ دیا تھا جہاں اس نے اس کی فیس لکھی تھی۔ اور جس پر وصولی چڑھی ہوئی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد ایک نالش رفع قید اولاد میں لڑکے کی عمر کی شہادت قرار دیا گیا۔ یہ شہادت اگر قابل ادخال ہوتی ہے تو تمام اغراض کے لیے قابل ادخال ہوتی ہے[۵]۔

فریقین مقدمہ کے اپنے مفاد کے خلاف بیانات ایک دوسرے ۴۲۴

[۱] ملک بنام اکز یٹر لارپورٹ ۴ کومنس بنچ ۱۴۲۔

[۲] دی سسکس پیرج کیس۔ ۱۱۔ کلارک وفنلی رپورٹس ۸۵۔ دیکھیے ملک بنام دی اوورسیر آف برمنگھام۔ ۱۔ بسٹ واسمتھ ۷۶۳۔

[۳] پاینڈک بنام برجواٹر ۵ ایلس وبلاکبرن ۱۶۶۔ جس کو بلانڈی جنکنز بنام ڈنرون (ارل) ۱۸۹۹ء ۲ چانسری ۱۲۱ عدالت مرافعہ میں ممیز کیا گیا۔

[۴] گہام بنام رجوے ۱۸۰۸ء۔ ۱۰۔ ایسٹ ۱۰۹۔ ۱۲ اسمتھ لیڈنگ کیسس ۱۰ ارسل دیان ۲۳۵۔

[۵] ٹیلر بنام وٹہام ۱۸۷۶ء۔ ۳ چانسری ڈیویژن ۶۰۵۔ از جسل ماسٹر آف رولس جس کی پیروی جیون جج نے مقدمۂ سوفٹ شورس ۱۹۱۰ء ۸۲ لاٹائمز ۳۸۹ میں کی۔ اس مقدمے میں ایک مالی کشتی کے راہن و مرتہن کے درمیانی حسابات دیکھنے میں مرتہن کی حساب کی ایک کتاب کو جس میں ان ادائیوں کے بھی اندراجات تھے جو راہن نے کیے تھے۔ اور ان کے بھی جو کشتی پر مرتہن کے ہوئے تھے۔ مرتہن کے اوصیا کی جانب سے اس بنا پر قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا تھا کہ دونوں قسم کے اندراجات میں نہایت قریبی تعلق تھا۔

اصول پر قابل ادخال ہوتے ہیں[1]۔ اس استثنیٰ کی بنا یہ ہوتی ہے کہ یہ امر غیر اغلب ہے کہ کوئی فریق اپنے کو ذمہ دار بنانے کو کوئی غلط بیان دے گا لیکن ایسی صورتیں بتائی جا سکتی ہیں جن میں ایسا کرنے میں اس کا فایدہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب کسی جایداد کے مہتمم یا داروغہ کے حسابات غفلت یا اس سے بدتر فعل کی وجہ سے ایسی حالت بدنظمی میں ہو جائیں کہ اس کو آجر سے چھپانا ہی پڑے تو پھر ان کے ٹھیک کرنے کا ایک نہایت ہی صاف طریقہ یہ ہے کہ اپنے خلاف لکھ دیا جائے کہ کسی خاص شخص سے رقم وصول ہوئی ہے۔

دفعہ ۵۰۱ :(۶)۔ ان سے مشابہ وہ بیانات ہیں جو متوفی اشخاص نے جنھیں واقعات کا ذاتی علم اور جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ نہ ہو[2]۔ کاروبار عہدہ یا پیشے کے معمولی اثنا میں کئے ہوں۔ لیکن ایسی شہادت کو قابل ادخال قرار دینے والا اصول سختی سے اس خاص امر تک محدود کیا جاتا ہے۔ جس کا کرنا اس شخص کا فرض ہوتا ہے۔ اور برخلاف مضر مفاد بیانات کے ضمنی امور پر حاوی نہیں ہوتا ہے۔ گو وہ اس امر سے کتنے ہی قریبی طور پر متعلق ہو[3] اور اس قسم کے بیانات کے متعلق یہ بھی ایک اصول ہے کہ وہ

[1] آگے دفعہ ۵۱۹۔

[2] اس موضوع پر نظایرہ اسناد کے لیے دیکھئے اسمتھ لیڈنگ کیس جلد ۱ میں مقدمۂ پرایس بنام ارل آف ٹارنگٹن ۱۷۰۳ء ۱ ۔ سالکلڈ ۲۸۵ ۔ ۲ لارڈ ریمنڈ ۸۷۳ ۔ ہولٹ صفحہ ۳۰۰ کی نوٹ۔

[3] فیصلۂ ہاکبرن جسٹس بمقدمۂ اسمتھ بنام بلاکی ۔ لا رپورٹ ۲ کوئینس بنچ ۳۲۶ ۔ ۳۳۲ ۔ اور مقدمۂ ڈیوس بنام لائیڈ ۱۸۴۴ء ۔ ۱ کیار نگٹن و کروان ۲۷۵ ۔ ۷ ۔ رسل و ریان ۲۹۷ ۔ لارڈ ڈینمن چیف جسٹس پاٹیسن جسٹس سے مشورے کے بعد ایک یہودی فقیہ کے ختنے کی تاریخ کے داخلے کو ایک یہودی کی عمر کی شہادت بطور ناقابل ادخال ٹھیرایا ۔ مقدمۂ مر بنام واسلی ۱۹۰۴ء ۔ ۲ چانسری بر صفحہ ۵۲۰ میں ایک متوفی سرویر کے داخلے کو جس کو اس نے ایسے سروے کے اغراض کے لیے کیا تھا جس کے لیے اس کے

ان افعال کے جن سے وہ متعلق ہوتے ہیں ہمعصر ہونے چاہییں[۱]۔

دفعہ ۵۰۲: ان دو اقسام میں یعنی مفاد کے خلاف بیانات اور دوران تجارت وغیرہ کے بیانات میں شہادت معمولاً تحریری شکل میں ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا وہ اس کے قابل ادخال ہونے کے لیے ضروری نہیں ہے[۲]۔ لیکن اب یہ امر طے شدہ ہے کہ زبانی بیانات جو باقی تمام مطلوبہ شرائط پر پورے اترتے ہوں۔ مساوی طور پر قابل ادخال ہوتے ہیں[۳] اور فی الحقیقت بھی ان دونوں صورتوں میں کوئی اصولی فرق قائم کرنا دشوار نظر آتا ہے۔

۴۲۵ **دفعہ ۵۰۳:** رومی قانون[۴] اور بعض خارجہ ممالک کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ خدمات حاصل کی گئی تھیں ایڈی جبٹس نے مسترد کر دیا۔ لیکن عدالت مرافعہ نے اس فیصلے کو الٹ دیا۔ (۲ چانسری صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۸)۔

[۱] ڈوڈی یا مشل بنام ٹرفورڈ ۱۸۳۱ء ۳ بارنوال واڈالفس ۸۹۰-۳۷ رسل وریان ۱۸۵۔ از پارک جسٹس شارٹ بنام لی۔ ۲ جیکب ودا کر رپورٹس ۴۷۵۔ از سرٹی پلومر۔ ماسٹر آف رولس۔

[۲] فرسڈن بنام کلارک۔ ۱۔ مین وولزبی ۵۱۲۔

[۳] بیولی بنام ٹکنسن ۱۳ چانسری ڈیویژن صفحات ۲۹۷-۲۹۰۔ عدالت مرافعہ سکیس پیرتج کیس ۱۸۴۲ء ۱۱ کلارک۔ وفنلی ۱۱۳-۶۵ رسل وریان ۱۱ از لارڈ کیمپل۔ اسٹیپلٹن بنام کلف ۲۔ ایلس وبلاکبرن ۹۳۲۔ ایڈی بنام گنگس فورڈ۔ ۱۴ کامن بنچ ۷۵۹-۲۶۳۔ ہنکس بر پائنڈ کٹس حصہ چہارم فقرہ ۱۳۴۔ شہادت از پوٹیسے جلد ۱۔ دفعہ ۷۱۹۔

[۴] رومی فقہا نے اپنے اس مشہور اصول کو یورپ کے اکثر ممالک میں رائج کر دیا لیکن اگر یہ اصول قانون روما سے لیا گیا ہے (اور اس میں شبہ ہے) تو وہ ان دوسرے اصولوں کے جو مجموعۂ قوانین روما کے دوسرے حصوں میں قرار دئے گئے ہیں بالکل مغایر ہے۔ مثلاً یہ ایک بڑی مثال ہے کہ ایک ایسی دستاویز پہ بھروسا کیا جائے جس کی رو سے کوئی شخص اپنی ہی یاد داشتوں سے دوسرے کو اپنا مقروض قرار دے سکے۔ اسی لیے نہ تو خزانے کے

قوانین [1] کی رو سے تاجروں کی کتابیں جو اثنائے کاروبار میں باضابطہ طور پر رکھی گئی ہوں کسی گاہک یا مبینہ گاہک کے خلاف قرض ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ اب تک غیر منسوخ شدہ قانون جیمس اول [2] باب ۱۲ کے اس حکم سے ظاہر ہے کہ دکان کی کتابیں ایک سال سے زیادہ پرانے قرض کے لیے شہادت نہیں ہوں گی۔ ایسی کتابیں ایک زمانے میں قابل ادخال شہادت ہوتے تھے۔ اس شہادت کی کمزوری و خطرے کو محسوس کر کے رومی فقہا نے اس کو صرف نصف ثبوت تصور کیا تھا لیکن اس طرح پر اس کو مصنوعی وقعت [3] دینے سے اس کی منظوری کے خطرات میں اضافہ بھی کر دیا تھا۔ ایک زندہ تاجر کے اپنی کتابوں میں اندراجات اور انھیں کتابوں کے ان اندراجات میں جو کسی متوفی محرر یا ملازم نے کئے ہوں۔ اور ایسا کرنے میں اپنے ذمے اپنے آقا کا قرض نکلنا لکھ دیا ہو۔ کوئی مشابہت نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس مسئلے کو کتنا ہی الٹ پلٹ کریں۔ اول الذکر کو قابل ادخال شہادت قرار دینا۔ قانون و عقل سلیم دونوں کے اس اصول کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کسی عہدہ دار کو اور نہ کسی اور شخص کو اپنی ہی تحریر سے قرض ثابت کرنے کی اجازت دینی چاہئیے''۔ مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۷۔ ''کسی شخص کے فعل سے خود اسی کو ضرر پہنچنا چاہئیے نہ کہ دوسروں کو''۔ ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۵۵۔ نیز دیکھو ڈائجسٹ کتاب ۲ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۱۷۔ ذیلی دفعہ ۴ مجموعۂ قانون روما کتاب ۷ عنوان ۶۱ دفعات ۱ و ۲۔

[1] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۷۰۹۔

[2] اس قانون موضوعہ کو ''نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ'' میں دیکھیے طبع دوم جلد ۱ صفحہ ۷۴۶ اس موضوع کی تاریخ کے لیے دیکھیے شہادت از فیپسن طبع ششم ۲۲۹-۲۳۰۔

[3] ہینکس بر مقام مذکورہ۔ اس خصوص میں رومی قانون کے عملدرآمد کے متعلق دیکھیے تنقید منتظم: بر عدالتی شہادت جلد ۵ صفحات ۴۸۱-۴۸۲۔ اور دیکھیے مقدمہ دفعہ ۶ صفحہ ۱۰۱ الخ ۲ و ۳ صفحہ ۱۰۲۔ نوٹ (۱)

خلاف ورزی ہے کہ کسی شخص کو بھی اپنے لیے شہادت بنانے دینے کی اجازت نہیں دینی چاہیے[1]۔ یہ صحیح ہے کہ تاجروں کی کتابیں معمولاً کافی اور بعض صورتوں میں بہت زیادہ صحت کے ساتھ رکھی جاتی ہیں۔ لیکن کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی ہے کہ چونکہ قانون ان کو دوسروں کو فریبانہ مقروض بنانے کے لیے استعمال کرنے نہیں دیتا۔ اس لیے اب وہ اس واحد و ایماندارانہ مقصد کے لیے رکھی جاتی ہیں کہ انھیں وہ اشیا جو انھوں نے فروخت کر دیے ہیں یاد رہے اس کے علاوہ ملحوظ رہے کہ تمام فواید جو تاجروں کی کتابوں سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ موجودہ قانون سے ان کے خطرات بغیر حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف تاجر بطور گواہ عدالت میں حاضر ہوتا ہے[2] اور فروخت شدہ اشیا کے متعلق کتابوں سے اپنا حافظہ تازہ کرتا
ہے[3]۔ بلکہ وہ کتب بھی بطور "علامتی شہادت[4]" کے کارآمد ہوتے ہیں اور خصوصاً تاجر کے دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں وہ اس کے یا اس کے قایم مقاموں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ۴۲۶

---

[1] نیچے دفعات ۵۱۹-۵۲۰۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

[3] اوپر دفعہ ۲۲۴۔

[4] علامتی شہادت پر دیکھو اوپر دفعہ ۹۳۔ انجمن مسملان عدالت ہائے اضلاع کے صدر نشین نے انجمن کے سالانہ جلسے میں جو ۸ جون ۱۹۰۵ء کو لا سوسائٹی ہال میں ہوا تھا (دیکھو لا ٹائمز مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۵۹) کہا کہ رجسٹرار بھی جو اپنے کام سے واقف ہو اصول اعلیٰ شہادت پر اصرار کرنے کا خیال نہیں کرتا ہے۔ وہ سب سے پہلے تاجروں کے کتب منگواتا ہے اور اگر اندراجات صحیح طور پر اور تاریخ وار ہوتے ہیں تو ان کو بہت سے مقدمات میں جن کو بڑے طور پر بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ شہادت قرار دیا گیا ہے۔" دیکھو شہادت مصنفہ ٹیلر

دفعہ ۵۰۴ (۸) متوفی عہدہ دار کنیسہ — رکٹر یا ویکر

(Rector or Vicor) — کے کتب جن میں معاش سے متعلق رسائد اور ادائی رقومات کے حوالے ہوں۔ اکثر اس کے جانشینوں کی جانب سے شہادت میں منظور کئے گئے ہیں[1]۔ ایسا کرنے کو بے قاعدہ کہا گیا ہے[2] لیکن اس شہادت کے قابل ادخال ہونے کو مقدمہ ینگ بنام دی ماسٹر آف کلیر ہال (Young v. The Master of Clare Hall)[3] میں پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر اس مقدمے میں عدالت نے اپنے فیصلے کی کوئی وجوہات بیان نہیں کئے ہیں۔ بلکہ اس سوال کو نظایر یا احکام سے تصفیہ شدہ مان لیا ہے۔ اسی طرح کلیسائی دربانوں کے تقرر کے ایک رواج کے متعلق ایک متوفی رکٹر کے بیانات کی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی ہے[4]۔

دفعہ ۵۰۵ (۹) اس اصول کا ایک اور استثنیٰ ان اشخاص کے بیانات ہیں جو موت کے یقینی ہونے کے بعد کئے جاتے ہیں[5]۔ کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ طبع یازدہم دفعات ۷۰۹ تا ۷۱۲۔ اور کیسیس آن ایویڈنس مصنفۂ تعیئیہ طبع سوم ۵۰۹-۵۱۰-۵۲۶-

[1] دیکھئے شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۱ صفحہ ۲۶۷-۲۶۹ طبع دہم۔ جہاں مقدمات کو یکجا جمع کیا گیا ہے۔

[2] شہادت از فلپس حوالہ مذکورۂ بالا۔ مسٹر جیمس سٹیفن مرحوم نے کہا تھا کہ "یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کیوں اس کو کبھی استثنیٰ تصور کیا گیا۔ یہ بالکل اصول کے تحت آتا ہے۔ ... اور اس کی نہایت ہی واضح مثال ہے لیکن بہت سے مقدمات میں اس کو بے قاعدہ کہا گیا ہے کیونکہ وہ کسی پیش رو حیثیت کو اس قابل بنا دیتا ہے۔ کہ اپنے قائمقام حیثیت کے لیے جھوٹی شہادت چھوڑ جائے۔ ڈائجسٹ شہادت۔ نوٹ ۲۱۔

[3] ۱۷ کوئینس بینچ ۵۲۹۔

[4] بریمز بنام ہل سنہ ۱۸۶۶ء۔ لا رپورٹ ۱۰۔ کامن پلیس ۴۸۷۔

[5] ملکہ بنام جنکنز سنہ ۱۸۶۹ء لا رپورٹ ۱۔ کریمنل کیسس ۱۸۷۔ اور دیکھو مقدمۂ ملکہ بنام بڈنگفیلڈ

شخص کے متعلق جو مرنے کے قریب ہو جھوٹ کہنے کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ جن حالات میں یہ بیانات دئے جاتے ہیں ان کے متعلق بجا طور پر فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کے سچ ہونے کے کم از کم اتنے ہی ضامن ہوتے ہیں جتنا کہ کوئی حلف عدالت ہائے انصاف میں ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایک کمسن بچے کا بیان قبل مرگ نامنظور کیا جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس کے مذہبی معلومات ایسے تھے کہ اس کی شہادت منظور ہو سکتی تھی[۱] اور اسی طرح ایسے جو ان شخص کا بیان قبل مرگ بھی نامنظور ہو گا جس کی خصلت سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایسا شخص رہا ہے کہ جس پر آنے والی موت کا کوئی مذہبی اثر نہیں ہو گا[۲]۔

لیکن بالواسطہ شہادت پر اصل اعتراض یہ نہیں ہے کہ وہ حلفیہ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ کہ جس فریق کے خلاف وہ پیش کی جاتی ہے ۴۲۷
اس کو جرح کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اور جیوری بھی اس شخص کے طرز و ڈھنگ کو دیکھنے سے محروم رہتی ہے۔ جس کی شہادت پر بھروسا کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے اگر یہ بیان قبل مرگ صرف اس وجہ سے قابل ادخال ہوتے کہ جس موقع پر وہ دئے گئے ہیں وہ اہم ہوتا ہے تو وہ صرف ایک ہی قسم کے مقدمات تک محدود نہیں ہوتے۔ حالانکہ وہ از روئے قانون اس طرح پر محدود ہیں۔ یعنی قتل انسان کے الزامات میں جب کہ الفاظ متوفی اس ضرر سے متعلق ہوں جس کی وجہ سے اس کو یقین ہو کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۱۴ اکاکس مقدمات فوجداری ۲۴۴

ھ ۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۸۔

[۱] دیکھیے دفعات ۱۵۱۔ تا ۱۵۶۔

[۲] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۲۴۲۔ طبع دہم شہادت مصنفہ آپلٹن صفحہ ۲۰۳ نوٹ دی۔

وہ بہت جلد مرجائے گا۔[1] دوا ور وجوہات ان صورتوں میں اس شہادت کی منظوری کے لیے پیش ہوتے ہیں۔ (۱) اس واقعے کی بہتر شہادت حاصل کرنے کی دشواری ــــ شخص متضرر کے فوت ہوجانے کی وجہ سے شہادت کا بلا واسطہ وصاف ترین ماخذ ضایع ہوجاتا ہے (۲) گو اتنے بڑے جرایم کی سزادہی میں معاشرے کے عظیم ترین مفاد مضمر ہوتے ہیں۔ لیکن جو گواہ ان کے ثابت کرنے پیش ہوتے ہیں انھیں شاذ و نادر ہی کوئی دلچسپی ہوتی ہے کہ قریب المرگ اشخاص سے ایسے الفاظ منسوب کریں جنھیں انھوں نے استعمال نہیں کیا۔ لیکن دیوانی امور میں صورت حال بالکل جدا ہی ہے۔ جیسا کہ السانوں نے ان تمام ممالک میں جہاں زبانی وصیتیں جایز رکھی گئی ہیں۔ مہلک تجربے سے سیکھا ہے۔

دفعہ ۵۰۵: (۱۰) درمیانی درخواستوں پر حلف نامجات اس اصول کے آخری استثنیٰ ہیں۔ درمیانی درخواستوں سے مراد ایسی درخواستیں ہیں۔ جن کو اگر منظور کیا جائے تو حقوق فریقین کا قطعی فیصلہ نہیں ہوتا ہے[2] عالیہ عدالت کے قواعد حکم ۳۸ قاعدہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ "حلف نامجات کو ان واقعات تک محدود ہونا چاہیے جنھیں گواہ اپنے ذاتی علم سے ثابت کرسکتا ہے۔ سوائے درمیانی درخواستوں کے جن میں گواہ گمان وظن پر مبنی بیانات اور ان کے وجوہات دے سکتا ہے۔ اور یہ قابل ادخال ہوتے ہیں۔" اور آگے حکم دیا گیا ہے

---

[1] ملک بنام میڈ۔ ۲ ہارنوال وکرسول ۶۰۵-۶۰۸۔ ملک بنام ہنڈ۔ مقدمات فوجداری مصنفہ ہل ۵۴۳ بعض پرانے مقدمات جن میں ایسے بیانات دیوانی مقدمات میں بھی منظور کئے گئے تھے۔ مقدمۂ اسٹوپارٹ بنام ڈرایڈن ۱۸۳۶ء۔ ا میسن وولز بی ۱۵ ۶۔ ۶۲۶۔ ۶۳۶ رسل وریان ۲۲۴۔ کی رو سے منسوخ کئے گئے۔

[2] دیکھئے گلبرٹ بنام اینڈین ۶۔ چانسری ڈیویژن ۲۵۹۔

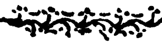
کہ ہر ایسے بیان حلفی کے اخراجات جس میں غیر ضروری طور پر سنی سنائی باتیں مذکور رہوں۔ اسی فریق کو ادا کرنے ہوں گے جس نے ایسا حلف نامہ داخل کیا ہو۔ عدالت اس قاعدے کی جو ایک نہایت ہی اہم امر سے متعلق ہے۔ سختی سے پابندی کرائے گی۔ اور گمان پر مبنی ہر ایسے بیان کو نظر انداز کردے گی جس کے ساتھ اس کے وجوہات نہ ہوں لارڈ الورسٹون چیف جسٹس نے قرار دیا ہے کہ ایسے بیان پر نظر بھی نہیں ڈالنی چاہیے۔ جب تک عدالت نہ صرف گمان یا ظن کے وجوہات دریافت نہ کرلے بلکہ بیان اظہار دہندہ کی تائید کسی اور شخص نے جسے ذاتی علم ہو نہ کرے۔ اور رگبی و وان ولیمس لارڈ جسٹس (Rigbey & Vaughan Williams L. J. J.) نے خیال ظاہر کیا کہ جس سالیسٹر نے ایسے حلف ناموں تیار کئے۔ اور ان کے نقول لیے ہوں۔ اس کو ان کے اخراجات کا زیر بار گردانا چاہیے کیونکہ عملی طور پر آمد اس قاعدے کی خلاف ورزی کا ہوتا جارہا ہے[1]

۴۲۸ اس سے پہلے کیکیوچ جسٹس (Kekewich, J.) ایک درمیانی درخواست سے متعلق گمان پر مبنی مخبری کے ایک حلف نامے کو منظور کرنے سے انکار کردیا تھا۔ یہ حلف نامہ ایسے بیانات پر مشمول تھا جن کو ایک مخبر نے اظہار دہندہ سے کئے تھے۔ اور جن کو مخبر نے تاوقتیکہ عدالت میں طلب نہ کیا جائے۔ دوبارہ حلف نامے کے ذریعے سے بیان کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور مقدمہ ایسا تھا کہ مخبر کو طلب کیا جاسکتا تھا اور طلب نہیں کیا گیا تھا۔ اور اس کی نامنظوری سے کوئی ناقابل تلافی نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فاضل جج نے کہا کہ "عدالت ایسے بیان کو جو شہادت نہیں ہے بطور شہادت قبول نہیں کرتی ہے بلکہ

---

[1] انری بینگ میانوفا کچرنگ کمپنی بنام ۱۹۰۳ء ۲ چانسری ۵۴۰۔ عدالت مرافعہ۔ اور دیکھئے بڈ بنام ہرجیس ۲۶ چانسری ڈویژن ۱۔ بونارڈ بنام پرہان ۱۸۹۱ء ۲ چانسری ۲۶۹۔

ناقابل انسداد نقصان کو روکنے کے لیے حالت موجودہ کو بحال رکھتی ہے اور درمیانی درخواست پر انصاف کرنے کے لیے عدالت گمان وخبر پر عمل کرتی ہے"۔ اور انھوں نے ایک ایسے مقدمے کا حوالہ دیا۔ جس میں خود انھوں نے جسل ماسٹر آف رولس (Jessel, M. R.) سے ایک درمیانی حکم امتناعی حاصل کیا تھا۔ واقعات یہ تھے کہ ایک دیہی سالیسٹر نے تار دیا تھا کہ بعض درخت عنقریب کاٹے جانے والے ہیں۔ جس کی تائید میں ایک لندن کے سالیسٹر نے حلف نامہ داخل کیا تھا۔ کہ اس کے خیال میں تار کے بیان کردہ واقعات صحیح ہیں[1]۔



[1] ان ری انٹونی برل پیرس اینڈ کمپنی ۱۹۰۵ء (In re Antony Birrell, Pearce & Co.) ۲ چانسری ۵۰۔

۴۲۹

باب پنجم

شہادت جو دوسرے اشخاص کے الفاظ یا افعال سے حاصل ہوتی ہے

دفعہ ۵۰۶: "غیروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو

پابند نہیں ہونا چاہئیے۔" "غیروں کے درمیانی معاملات سے کسی بھی اشخاص کو پابند نہیں کرنا چاہئیے"[1]۔ "دوسروں کے افعال یا الفاظ سے کسی شخص کو بھی متاثر نہیں ہونا چاہئیے۔ سوائے اس کے کہ ان سے اس کا تعلق یا تو شخصی یا ان لوگوں کے ذریعے سے ہو جن کا وہ نمایندہ ہو یا ان لوگوں کے ذریعے سے جو اس کے نمایندے ہوں"[2]۔ اس اصولِ قانون کے مذکورۂ بالا اشکال میں بعض کتابیں یہ بھی اضافہ کرتی ہیں کہ "لیکن ایسے معاملے سے اس کو فایدہ ہو سکتا ہے یا اُس کو فایدہ پہنچ سکتا ہے"[3]۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ " ایسے

۱؎ ٹلٹن، مصنفۂ لک ۱۵۲ ا ب - ۳۱۹ الف ۲، انسٹیٹیوٹ ۱۵۳ - ۶ گاب ۱۵ ب ۱۲۰ ا اگاگ ۱۲۶ - اصولِ متعارفۂ قانون مصنفۂ بروم، طبع ہفتم ۱۹۰۰ء صفحہ ۷۳۱ جہاں دی ڈچس آف کنگسٹن کے مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے (اسمتھ لیڈنگ کیسس جلد ۲) یہ اصول روما میں بہت معروف تھا یہ ہمیشہ سے قرار پا چکا ہے کہ "غیروں کے درمیانی امور سے دوسرے اشخاص کو نقصان نہیں پہنچ سکتا" مجموعۂ قانون روما کتاب ۷ عنوان ۶۰ - دفعہ ۱۔ "ہمیں یہ قانون ہمیشہ سے یاد ہے کہ غیروں کے درمیانی معاملے کے واقعے سے غیر حاضر اشخاص کو نقصان نہیں پہنچ سکتا" ایضاً دفعہ ۲ نیز دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۲ عنوان ۱۴ - دفعہ ۲۷ - ذیلی دفعہ ۴ اسی طرح کلیسائی قانون میں کہ "غیروں کے درمیانی معاملے کو دوسروں کو نقصان پہنچانے پیش نہیں کیا جا سکتا" اصول قانون کلیسائی، مصنفۂ لانسی لوٹش کتاب ۳ عنوان ۱۵ دفعہ ۱۰۔

۲؎ اس اصول کی تاریخ اور موجودہ وسعت کے لیے دیکھیے شہادت مصنفۂ فیپسن طبع ششم ۱۵۹ تا ۱۶۰-۲۲۶-۴۲۶-۴۳۶ - اسٹیفن دفعات ۱۰-۱۱ - اور نوٹ ۶ اور مذکورۂ بالا اصولوں پر ایک قیمتی بحث کے لیے مسٹر چارلس ایچ بارڈسس (Mr. Charles, H. Barrows.) کا (۱۴) امریکن لاریویو میں ایک مضمون دیکھیے ص ۳۵۰ -

۳؎ اصولِ متعارفۂ قانون مصنفۂ ونگیٹ ۳۲۷ -

۴؎ ۶ لک ۱ - ب -

معاملے سے نہ اس کو نفع نہ ضرر پہنچ سکتا ہے[1]" لیکن یہ اضافے غیر ضروری ہیں۔ کیونکہ اس اصول کا اطلاق صرف عام ہوتا ہے۔ عالمی نہیں ہوتا اور دونوں پہلوؤں سے اس کے متعدد مستثنیات ہیں۔ اور نہ "غیروں کے درمیان" جملے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ فعل ایک سے زیادہ اشخاص کا فعل ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک اصول قانون ہے کہ "کسی ایک کا واقعہ دوسروں کو پابند نہیں کرتا ہے[2]" اور قانون روما جس سے غالباً دونوں اصول لیے گئے ہیں۔ صراحتہً قرار دیتا ہے کہ "یہ ایک بری مثال ہے کہ ایک ایسی دستاویز پہ بھروسا کیا جائے جس کی رو سے کوئی شخص اپنے ہی یادداشتوں کے
ذریعے سے دوسرے شخص کو اپنا مقروض قرار دے سکے[3]" اور اس سے بھی ۴۳۰
کوئی فرق نہیں ہوتا ہے کہ وہ فعل حلف اٹھانے کے بعد کیا گیا تھا۔ یا یہ کہ اس کی توثیق حلف کے ذریعے سے کی گئی تھی۔ "جو حلف کہ غیروں کے درمیان اٹھایا گیا ہے۔ اس سے کسی شخص کو نہ فایدہ پہنچنا چاہیے اور نہ نقصان[4]" اور اس لیے کسی ایک مقدمے یا کارروائی میں کسی گواہ کی حلفی شہادت کسی دوسرے مقدمے یا کارروائی میں جو دوسرے فریقوں کے درمیان ہو پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس اصول کی ایک اہم شاخ کا کہ "غیروں کے درمیان امر فیصل شدہ سے

[1] ۴، انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹۔ نیز دیکھیے، کتاب شہادت مصنفہ ہائنے دفعہ ۶۹۲۔ اور مجموعۂ قانون روما کتاب ۷۔ عنوان ۵۶۔ دفعہ ۲۔

[2] ٹلٹن مصنفہ کک ۱۵۲ اب۔

[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۱۷۔ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ا دفعہ ۷۴۲۔ اور دیکھیے دفعہ ۵۰۳۔

[4] ۴۔ انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹۔ دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۱۲۔ عنوان ۲ دفعہ ۳ اور دفعہ ۹ ذیلی دفعہ ۷ اور دفعہ ۱۰۔

کسی شخص کو بھی متاثر نہیں ہونا چاہیئے" ذکر زیادہ مناسب طور پر امر فیصل شدہ کے عنوان کے تحت کیا جائے گا[1]" جس شخص کے اقوال یا افعال کو شہادت میں پیش کیا جا رہا ہے اگر وہ وہی شخص ہے جو شہادت دے رہا ہے تو یہ ایک اور اہم اصول کی بنا پر نا قابل ادخال ہوتا ہے کہ ــــ کسی شخص کو اپنے لیئے شہادت بنانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے[2]" اور یہ اصول بھی قانون روما کے مطابق ہے۔ جہاں قرار دیا گیا ہے کہ" فریقین میں سے کسی کے فعل سے اس کے مخالف کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے[3]"

دفعہ ۵۰۶: بہترین شہادت پیش کرنے کو ضروری قرار دینے والے

اعظم اصول سے ظاہر ہے کہ غیروں یا دوسروں کے درمیانی امور یکسوبی یا بالواسطہ شہادت سے زیادہ قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ بعض وقت ان دونوں میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ ب یکسوبی یا بالواسطہ شہادت راست طریقے پر جائز شہادت کے ماخذ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور غیروں کے درمیانی امور یا تو کسی ایسے ماخذ کی نشان دہی نہیں کرتے ہیں یا اگر کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ بالواسطہ طریقے پر۔ مثلاً فرض کیجیئے کہ سرقے کے چالان میں الف گواہی دے کہ اس نے ب کو (جو ایک غیر موجود شخص ہو) کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ملزم کو مال مسروقہ کو لیتے اور لے جاتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ شہادت قابل اعتراض ہوگی۔ کیونکہ بالواسطہ ہے۔ لیکن وہ ایک بہتر ماخذ۔ یعنی ب کی نشان دہی کرتی ہے لیکن فرض کیجیئے کہ

---

[1] نیچے دفعات ۵۵۸ تا ۵۹۵

[2] نیچے دفعہ ۵۱۹۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۵۵۔

ج حلف اٹھاتا ہے کہ اس نے دو غیر معلوم اشخاص کو زیر بحث سرقے کے ارتکاب کا منصوبہ بناتے ہوئے سنا۔ جس میں انھوں نے ملزم کے متعلق کہا کہ وہ ان کا شریک جرم ہے جو انھیں ارتکاب جرم میں مدد دے گا۔ تو یہ شہادت محض "دوسرے اشخاص کا درمیانی معاملہ ہے" اور یہ قانونی شہادت کے کسی بہتر ماخذ کی نشاندہی بھی نہیں کرتی ہے۔ گو بحیثیت علامتی شہادت کے اور عہدہ داران انصاف کو سراغ دینے کے یقیناً وہ فایدے سے خالی بھی نہیں ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۰۸: اسی طرح بالواسطہ شہادت اور دوسروں کے درمیانی "معاملے" میں اس امر میں مشابہت ہے کہ موخر الذکر کا بھی مثل ۴۳۱
اول الذکر کے یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس سے حالات متعلقہ کی شہادت خارج ہو جاتی ہے۔ زیر غور اصول کے صحیح معنی صرف یہ ہیں کہ کسی شخص کو ان معاملات سے متاثر نہیں ہونا چاہئے جو اس کے پیٹھ پیچھے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً جب مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان سوال یہ ہو کہ آیا مدعی نے د کو ایک رقم ادا کی ہے تو د کی رسید جس میں مدعی سے زیر بحث رقم کے وصول پانے کا اقرار ہو ایسی ادائی کی مدعی علیہ کے خلاف بنفسہٖ شہادت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ دوسروں کا درمیانی معاملہ ہے۔ لیکن وہ بطور جزو حالات متعلقہ ایسی ادائی کو ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال ہوگی[1] اسی طرح جب امر تنقیح طلب ایک ایسا فعل ہو جس کو ملزم کی ذات سے علیحدہ کیا جا سکتا ہو۔ لیکن ملزم بہر حال اس کا جوابدہ ہو۔ تو قبل اس کے

---

[1] کار مارتھن اور کارڈیگن ریلوے کمپنی بنام مانچسٹر و ملفرڈ ریلوے کمپنی لا رپورٹ ۸ کامن پلیس ۶۸۵۔

کہ بذریعۂ شہادت ملزم کا اس سے تعلق ظاہر کیا جائے اس فعل کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس کی حسب ذیل مثال دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ ایک سابقہ موقع پر بتایا گیا ہے[1] جرایم کو صحیح طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی وہ جرایم جن کے واقعات پائدار ہوتے ہیں اور وہ جرایم جن کے واقعات غیر پائدار ہوتے ہیں یعنی وہ جرایم جو آثار و نشان چھوڑتے ہیں ــــ مثلاً قتل۔ آتش زنی۔ نقب زنی وغیرہ۔ اور وہ جرایم جو ایسے آثار نہیں چھوڑتے ہیں مثلاً سازش۔ مجرمانہ الفاظ وغیرہ۔ اول الذکر کے متعلق یہ روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ قبل اس کے کہ ملزم کے خلاف کوئی شہادت پیش کی جائے نفس جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے ــــ کہ قتل۔ آتش زنی۔ نقب زنی وغیرہ کا ارتکاب کیا گیا ہے ــــ اگرچہ کہ بغیر ایسی شہادت کے نفس جرم کا ثبوت بے کار رہتا ہے۔ اور یہی عملدرآمد ان جرایم میں بھی ہے جن کے اثرات غیر پائدار ہوتے ہیں مثلاً توہین تحریری کے چالان میں پہلے توہین تحریری کی شہادت پیش کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ مدعی علیہ نے اس کو شایع کیا تھا۔ ایک دوسری مثال مثال سازش کے چالانوں سے ملتی ہے جس میں یہ ایک مقررہ اصول ہے کہ قبل اس کے کہ ملزم کا اس سے تعلق ثابت کیا جا سکے وجود سازش کو ثابت کرنے شہادت دی جاتی ہے[2]۔ کیونکہ یہاں نفس جرم سازش ہوتا ہے اور ملزم کی اس میں شرکت ایک پیچیدہ امر ہوتا ہے جو ممکن ہے کہ ہو یا نہ ہو۔ یہ اصول کہ سازشیوں کے افعال اور بیانات ان کے ساتھیوں کے خلاف شہادت ہوتے ہیں کچھ تو اس اصول پر مبنی ہے اور کچھ

---

[1] دیکھیے دفعات ۲۴۴۔
[2] دیکھیے ملک بنام بلیک ۱ کوکس ونچ ۱۲۶۔ ملک بنام اسڈیل افاشر اور فنالسن ۲۱۳۔

مالک اور کارندے کے قانون پر۔

دفعہ ۵۰۹: یہ اصول کہ "دوسروں کے درمیانی معاملات سے کسی شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہئیے" اپنی ماہیت کے لحاظ سے اتنا ابتدائی ہے کہ اس کی وضاحت کے لیے بہت ہی کم مثالیں کافی ہیں[1]۔
سر ایڈورڈ کک (Sir Edward Coke) ذیل کی مثال دیتے ہیں کہ ۴۲۲
"اگر ایک شخص تا زندگی اجارہ دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے شخص کو تا زندگی حق عود دیتا ہے۔ اور اسامی اس کو قبول کرتا ہے اور بعد میں اجارہ دہندہ۔ اسامی تا زندگی کو بے دخل کرتا ہے اور اس کو مستقل حقیت عطا کرتا ہے۔ اور اسامی دوبارہ زمین پر قبضہ کرتا ہے۔ تو اس سے معطی لہٗ تا زندگی کو ایک حق عود حاصل ہوتا ہے اور ایک دوسرا حق عود صاحب حقیت مستقل کو۔ لیکن قانوناً یہ تا زندگی معطی لہٗ کے لیے کوئی انتقال نہیں ہے کیونکہ نہ وہ کوئی ایسا فعل کرتا ہے نہ کسی فعل کو قبول کرتا ہے جو قانوناً انتقال جائداد کا حکم رکھتا ہے۔" دوسروں کے درمیانی معاملے وغیرہ[2] جب متعدد اشخاص پر کسی جرم کا الزام یا شبہہ ہو[3] یا جب ان پر کوئی دیوانی نالش کی جائے[4]۔ تو ان میں سے کسی ایک کا دوسروں کے غیاب میں اقبال جرم یا اقبال دیوانی دوسروں کے خلاف شہادت نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح جب الف کے خلاف سرقہ بالجبر کے

---

[1] جو صاحب اور مثالیں چاہتے ہوں انھیں اصول متعارفہ قانون مصنفہ برنگیٹ میں ایک بڑی تعداد ملے گی۔

[2] تلٹن مصنفہ کک ۳۱۹ الف۔

[3] کلی رپورٹس (Kelyng Rep) ۱۸-۹ ہووول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۳۔

[4] گاڈبولٹ رپورٹس (Godbolt Reports) کنگس بنچ ۳۲۶۔ پلوڈن ۴۱۸۔ ہمنگس بنام رابن سن (۱) بارنس نوٹس ۳۱۷۔

استغاثے میں جوری نے مدعی علیہ کو بری کر دیا۔ اور قرار دیا کہ ب اور ج نے جھوٹا استغاثہ پیش کرنے میں مستغیث کی مدد کی ہے تو چونکہ ب اور ج اصل استغاثے میں شخص غیر تھے اس قرار داد سے متاثر نہیں ہوئے۔" لیکن "رپورٹ میں قرار دیا گیا ہے کہ وہ انھیں جواب دہی کے لیے طلب کرنا چاہیے[1]" — یہ ایک اچھی مثال دوسروں کے درمیانی معاملے کے اصول کی علامتی شہادت ہونے کی ہے۔ چاہے وہ بطور قانونی شہادت کے کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو۔

دفعہ ۵۱۰: ہم کہہ چکے ہیں کہ اس اصول کے مستثنیات ہیں۔ مثلاً گو بطور ایک عام اصول کے اشخاص ثالث امور مانع تقریر مخالف کے نہ تو پابند ہوتے ہیں اور نہ ان سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن جب امر مانع تقریر مخالف سے کسی شخص پر کوئی ناقابلیت عاید ہوتی یا کوئی شخص صحیح النسب کر دیا جاتا ہے تو اس اصول پر عمل نہیں ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح عدالت انسچیکر کا کوئی فیصلہ بالتعمیم ساری دنیا پر قابل پابندی ہوتا ہے[3]۔ اور اسی طرح مدت مطالبہ کے گزر جانے کے بعد کسی ضبط شدہ جائداد کے متعلق بھی کسی شخص کو حق نہیں رہتا تھا[4]۔ سرکاری اور مماثل سرکاری نوعیت کے دستاویزات کا قابل ادخال ہونا بھی اس اصول کے مغائر ہے۔ کیونکہ زیر غور اصول اور اس اصول میں کہ "تمام امور کے

---

[1] قدیم بیل (ریکارڈ) ۲۲ ایڈورڈ سوم ۳ جس کو ۱۲ ککس ۱۲۵-۱۲۶ میں نقل کیا گیا ہے۔

[2] نیچے دفعات ۵۲۲-۵۴۶۔

[3] نیچے دفعات ۵۸۸-۵۹۵۔

[4] شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحات ۳۵۲۔

متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ ٹھیک اور بجا طریقے پر کیے گئے ہیں" تصادم واقع ہوتا ہے۔ اور خصوصاً گزشتہ چند سالوں میں ان دستاویزات کی تعداد میں بہت اضافہ کیا گیا ہے[1]۔ لٹلٹن نے ایک حسب ذیل صاف استثنیٰ کا بھی ذکر کیا ہے[2] کہ "اگر ایک جاگیردار۔ درمیانی جاگیردار اور اسامی ہوں اور اسامی کو درمیانی جاگیردار سے زمینوں کا قبضہ پانچ شلنگ لگان کے معاوضے میں حاصل ہو۔ اور درمیانی جاگیردار بارہ پنس زیادہ دیتا ہو تو اگر جاگیردار اعلیٰ حقیت مستقل کو خرید لے تو درمیانی حقیت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ جب جاگیردار اعلیٰ کو حقیت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعلیٰ جاگیردار کے تحت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ درمیانی جاگیردار سے حاصل ہو تو وہ ایک ہی حقیت کو بلا فصل مختلف جاگیرداروں سے مختلف لگان کے معاوضے میں لے گا اور یہ امر باعث تکلیف ہوگا۔ اور قانون اس کو روا نہیں رکھتا اور اسی لیے درمیانی جاگیردار کی حقیت ختم ہو جاتی ہے"۔ اس کے متعلق سر ایڈورڈ کک کہتے ہیں[3] کہ "وہ مشقت یا تکلیف کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ اس کے دور کرنے کسی قانونی اصول کی خلاف ورزی کی جا سکتی ہے۔ یا کسی ایک شخص کا نقصان روا رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی اصول قانون کی خلاف ورزی سے نہ صرف عام طور پر بہت سے اشخاص کو نقصان پہنچتا ہے' بلکہ عام بے اعتمادی۔ شک و حیرانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور قانون کا یہ اصول ہمیشہ صحیح ہے کہ دوسروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے یا دوسروں کے درمیانی کسی ایک معاملے سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ یہ اصول صحیح ہیں لیکن اس استثنیٰ کے ساتھ کہ شرط یہ ہے کہ ان سے کوئی مشقت نہیں عاید ہوتی ہو"۔ اور ایک قدیم کتاب میں یہ اصول قرار دیے گئے ہیں کہ "فرد کے نقصان کی تلافی عام نفع سے ہو جاتی ہے[4]۔ خانگی نفع عام نفع کے ماتحت ہوتا ہے[5]"۔

[1] نیچے دفعات ۱۲۱ تا ۱۲۲ [2] دفعہ ۲۳۱ - [3] لٹلٹن مصنفہ کک ۱۵۲ ب -
[4] جنک سینٹ ۲ مقدمہ ۶۵ - [5] جنک سینٹ ۵ مقدمہ ۸۰ -

صحت نامہ

اصول قانون شہادت

(جلد اول)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۸	جانا	جاتا
۱۳	۱۹	ترقی	ترقی
۱۳	۲۰	تقبنی	یقینی
۶۶	۴	اسے	اتنے
۷۰	۳	صس	جس
۷۴	۱۰	منتقم	منتقم
۸۱	۵	دیا کیا	دیا گیا
۸۸	۹	زرکھ کر	نہ رکھ کر
۹۷	حاشیہ سطر ۶	ہاوس	ہاوزر
۹۹	۲	اضانی	اضافی
۱۰۰	حاشیہ سطر ۳	ہے	چاہیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۲	یکائی	اکائی
۱۱۲	حاشیہ سطر ۹	فی البدیہہ	فی البدیہ
۱۳۴	۶	متوفی	متوفی
۱۳۵	۱۲	کاروائیوں	کارروائیوں
〃	۱۳	〃	〃
〃	۱۴	〃	〃
۱۴۵	حاشیہ سطر ۸	ڈائجسٹ	ڈائجسٹ
〃	〃 ۹	کوانیلیں	کوائنٹلین
۱۶۰	حاشیہ سطر ۶	انسٹیوٹ	انسٹیٹیوٹ
		فاعدہ ۲۱۱-	قاعدہ ۲۱۱-
〃	〃	گولڈبرو	گولڈبرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۶۱	حاشیہ سطر ۶	زمانہ جمیس	زمانۂ جیمس	۲۵۶	حاشیہ سطر ۵	تاریخ	تاریخ
۱۶۲	۴	مکسوبی	مکسوبی	״	״ ۹	گیارویں	گیارہویں
״	حاشیہ سطر ۴	اور ۹ جلدیں	اور ۶ جلدیں	۲۵۷	۱۸	مقدمے	مقدمے
		ڈیپورٹس	رپورٹس	״	حاشیہ سطر ۱	انکاریورٹیڈ	انکارپوریٹڈ
״	״ ۵	سطر ۲کتاب	سطر ۲ کتاب	״	״ ۵	دیکھئے	دیکھیے
۱۶۳	۳	نفطریے	نظریے	۲۵۸	حاشیہ سطر ۱	ہولو	ہور
۱۷۰	حاشیہ سطر ۱	پلیس	پلیس	۲۵۹	۴	تھوڑمی	تھوڑی
״	״ ״	ازہمیل	ازہیلی	״	حاشیہ سطر ۱	ای	امی
۱۷۷	״ ۳	بلند	پست	۲۶۰	۷	طشنری ۱۷	طشتری ۱۷
۱۷۹	״ ۱	قوانیں	قوانین	۲۶۵	۱۸	صورتون	صورتوں
۱۸۳	۵	قانوں	قانون	۲۶۶	۲۲	جو	جو
۱۸۶	״	یڈورڈ	ایڈورڈ	۲۶۷	۹	ے	ے
״	۱۱	قانوں	قانون	۲۶۸	حاشیہ سطر ۷	میجسٹریٹ	میجسٹریٹ
۱۹۰	جدول	ص ۱۲۳	ص ۱۲۱	۲۸۳	״ ״ ۵	بے مام	بے نام
۱۹۲	کالم ۲ سطر ۳	کرلے	کرسکے	۲۸۶	۷	مدعیٔ	مدعی
۱۹۳	۴	پارہ	چارہ	۲۹۹	״ ۲	بلاکیرن	بلاکبرن
״	حاشیہ سطر ۱۰	انتظار	انتظار	۳۰۵	۳	مقدمے	مقدمہ
۲۱۹	۷	غورگیا	غور کیا گیا	״	حاشیہ سطر ۳	״	״
۲۲۵	۱۰	تمام	تمام	۳۰۷	کالم ۱ سطر ۲	اعتبار	اعتبار
۲۴۳	۱۸	لیگن	لیکن	۳۲۳	۸	شعص	شخص
۲۴۸	۱	جو	جو	״	۲۰	دکیھلا	دکھلا
۲۵۰	۲۱	عموانوں	عنوانوں	۳۲۵	حاشیہ سطر ۴	شعروع	شروع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۳۵	۱۱	پاٹررج	پارٹرج	۴۵۴	حاشیہ سطر ۹	اورردوسرول	×
؍؍	۱۷	چادرون	چادروں	۴۵۶	۱۹	ہیچیدہ	پیچیدہ
۳۴۳	۱۲	پیش نہ	پیش	۴۶۰	۱۶	ریادہ	زیادہ
۴۰۴	۴	ہیے	ہے	۴۶۲	کالم ۱ سطر ۲	خاکہ	خاکا
۴۱۲	۳	لہ	کہ	۴۶۷	۹	اسٹروامیس	استرودیس
؍؍	حاشیہ سطر ۱	اوٹن	راؤٹن	۴۶۸	۱۲	مشتعل	مستعمل
۴۱۹	۷	محافظدفتر	محافظ دفتر	۲۸۴	۲	س	ہیں
؍؍	۲۰	منسیخ	تنسیخ	۵۰۹	حاشیہ سطر ۱۴	سکسٹن لتاب	سکسٹن کتاب
۴۲۵	۱۷	حائے	جائے	۵۱۳	؍؍ ؍؍ ۸	اس	رسل
۴۳۰	حاشیہ سطر ۲	فلپس ندایاس	فلپس دایاس	۵۲۷	؍؍ ؍؍ ۱۰	[illegible]	[illegible]
۴۳۳	۳	کائی	کائی	۵۲۸	۳	کمر	کم
؍؍	حاشیہ سطر ۵	بیرس۔ دفعہ	بیرس بر	؍؍	حاشیہ سطر ۶	اونتی	امانتی
۴۳۶	؍؍ ؍؍ ۳	کورنیس	کوئنیس	۵۳۲	؍؍ ۱۲	اتھیس	ماتھیس
۴۳۸	۱۰	منفی	نفی	۵۴۷	۵	حائے	جائے
۴۳۹	؍؍	پکپنی	کمپنی	۵۴۹	حاشیہ سطر ۵	فالجامیسی	فی الجامبی
۴۴۴	۶	حقیقت	حقیت	؍؍	؍؍ ۸	الیماک	اینزک
؍؍	حاشیہ سطر ۳	اکیپچیکر	اکسپچیکر	؍؍	؍؍ ۹	ارمول	ا۔ رمول
۴۴۵	؍؍ ؍؍ ۲	جلد	جلد ۱	۵۵۰	۸	گم	کم
۴۴۶	۸	مستلزم سزاکی	مستلزم سزاکی سزا	۵۵۵	۱۱	حائیں	جائیں
۴۴۸	۴	نقض	نقص	۵۶۰	حاشیہ سطر ۳	انسٹہٹیوٹ	انسٹیٹیوٹ
؍؍	۱۷	Sessions)	Sessions	۵۹۳	؍؍ ؍؍ ۲	ہاردی	ہاروی
۴۵۴	حاشیہ سطر ۳	مضامیں	مضامین	؍؍	؍؍ ۵	دوہیں	وہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۵۹۳	حاشیہ سطر ۶	دوڈی	ڈوڈی	۶۰۵	حاشیہ سطر ۳	کارنگٹن	کارنگٹن
۵۹۴	″ ″ ۲	کنگسن	کنگس	″	″ ۵	کائنی	کاونٹی
″	″ ″ ۸	اسٹا مفرڈ	اسٹامفرڈ	″	″ ″	۱۲-۵۸	۱۶۰-۵۸
″	″ ۱۲	بنچ	بینچ	″	″ ۸	یاول	پاول
۵۹۵	۴	ارضی	ارضیٰ	″	″ ۱۰	ڈیواس	ڈیورس
″	حاشیہ سطر ۸	ڈیمن	ڈیلن	۶۰۶	″ ۵	اکیسچیکر	اکسچیکر
۵۹۶	۱	دست برداری	دست برداریٔ	″	″ ۷	یوٹنز	پوٹنز
۵۹۷	حاشیہ سطر ۱	ونٹ	وتنٹ	″	″ ″	اکیسچیکر	اکسچیکر
″	″ ۹	یرن	بیرن	″	″ ۱۰	بائکنس	باٹمنس
۵۹۸	۲	امتنائ	امنائے	″	″ ۱۱	ماگناٹن	ماکناٹن
″	۳	اجارے	اجارہ	″	″ ۱۲	کاسن بنچ	کامن بنچ
″	حاشیہ سطر ۶	ٹائمز	ٹائمز	۶۰۷	″ ۸	وولزلی	وولزبی
۵۹۹	۵	۳ہ	۲ہ	۶۰۸	″ ۲	اکیسچیکر	اکسچیکر
″	۷	۲ہ	۳ہ	″	″ ۷	ھیدنگٹن	ھیدونگٹن
۶۰۰	حاشیہ سطر ۵	اسٹیبل	اسٹیپل	″	″ ″	کیمبل	کیمپبل
″	″ ۷	۲۱۷۸۲ رسل	۱۷۸۲-۲ رسل	″	″ ″	ٹوسی	ٹوسی
۶۰۱	″ ۴	ونز	وینز	۶۰۹	۴	ذمے	ذمہ
۶۰۲	″ ۳	اشارکی	اسٹارکی	″	″	کارندہ	کارندے
۶۰۴	۱	کے	کہ	″	حاشیہ سطر ۱	بینچ	بنچ
″	حاشیہ سطر ۴	رڈوی بڑی	رودی بری	′	″ ″ ۳	دیکھئے	دیکھیے
″	″ ″ ۵	کیمبیل	کیمپبل	۶۱۰	کالم ۲ سطر ۱	حادثہ	حادثے
″	″ ″ ۱۰	Dairymple	Dalrymple	″	″ ″ ۴	۶۲۷	—

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
٦١٠	۴	قرائینی	قرائنی	٠	۴		
〃	۹	مستنبط	مستنبط	〃	〃 〃 〃	موٹنر	موٹنر
〃	۱۰	عہدے دار	عہدہ دار	〃	〃 〃 ۵	سورٹن	مورٹن
〃	۱۳	〃	〃	٦١٥	〃 〃 ۳	—	قاعدہ
〃	حاشیہ سطر ۱	آڈیس	آڈمس	〃	〃 〃 ۹	—	۳۳۵
〃	〃 〃	پلوڈں	پلوڈن	٦١٦	۴	قانولی	قانونی
〃	〃 〃	-	اسموسٹ	〃	حاشیہ سطر ۲	پنیچ	بنچ
٦١١	۹	قرضے	قرضہ	〃	〃 ۳	ڈی	دی
〃	۱۰	گا	کا	〃	〃 〃 〃	〃	〃
〃	حاشیہ سطر ۲	کوئینس پنیچ	کوئنس بنچ	〃	〃 〃 ٦	بیتہ	پتا
٦١٢	٦	مصفوعی	مصنوعی	〃	〃 〃 ۸	،	〃
〃	۱۰	کونسل ؁	کوسل ؁	〃	〃 〃 ۱۵	کوئنس پنیچ	کوئمنس بنچ
〃	حاشیہ سطر ۹	بناء	بنائے	٦١٧	۴	نک	تک
〃	〃 〃	مو	ہو	〃	۱۰	سات	ساتھ
〃	〃 〃 ۱۰	بناء	بنائے	〃	۱۳	آلے	آئے
〃	〃 〃 ۱۱	یھ	لیھ	〃	۱۷	بیتہ	پتا
〃	〃 〃 〃	بوہیمر	بریمر	〃	حاشیہ سطر ۱	زدجہ	زوجہ
〃	〃 〃 ۱۲	کونسل	کوسل	〃	〃 〃 〃	زندگی	زندگی
٦١٣	۹	نامہ	نامے	〃	〃 〃 ۲	لایتا	لایتا
〃	حاشیہ سطر ۲	نارصن	نارمن	〃	〃 〃 ۴	سلفررڈ	شلفرڈ
〃	〃 〃 ۷	اوسیورن	اوسبورن	〃	〃 〃 ٦	ڈاڑ	ڈائر
٦١۴	۲	بریمر	بریمر	〃	〃 〃 〃	—	قاعدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۱۷	حاشیہ سطر ۶	فٹنز	فٹز	۶۲۲	۸	لحاظ کرتے ہوئے	لحاظ کرنا چاہیئے کہ
۶۱۸	۳	ضابطہ	ضابطے	〃	۹	زلزلہ	زلزلے
〃	۱۷	(لینڈ)	لینڈ	〃	۱۰	ہونی چاہیئے	ہوگی
۶۱۹	۱۰	دعویدار	دعوے دار	〃	۱۴	بھرحال	بہرحال
〃	۱۴	بکے	کے	〃	حاشیہ سطر ۱	واقعہ	واقعے
〃	۱۷	پتہ	پتا	〃	〃 〃 ۵	سسش	شش
〃	〃	ٹاٹن	ٹاٹن	〃	〃 〃 ۷	بلیسٹر	بلسٹر
〃	۱۸	اگسٹ	اگست	۶۲۳	۱۶	کرادن ورتھ	کران ورتھ
〃	۲۰	بیمہ	بیمے	〃	۱۷	حسٹس	جسٹس
۶۲۰	۲	پتہ	پتا	۶۲۴	۱	پنج	بنچ
〃	۶	〃	〃	〃	۴	بہہ	بہ
〃	حاشیہ سطر ۵	لسلے	مسلے	〃	۹	ود	وہ
〃	〃 〃 〃	ٹراسٹس	ٹراسٹس	〃	۱۳	(یا اختلاف	(باختلاف
۶۲۱	۲	زلزلہ	زلزلے	۶۲۵	۷	گیا ـــہ	گیا ہے ۱؎
〃	۷	مشتغیات	مستثنیات	〃	حاشیہ سطر ۱	سنہ ۱ء	سنہ ۱۹۱۰ء
〃	۸	ہوں	ہو	〃	〃 〃 ۲	او تھیسے جلد	یو تھیسے جلد
〃	۹	〃	〃	〃	〃 〃 〃	) سٹارکی	اسٹارکی
〃	حاشیہ سطر ۴	سیبنہ	سیانا	۶۲۸	۱۳	مقدمے میں	مقدمے میں ۳؎
〃	〃 〃 ۹	ایضاً	ایضاً	۶۲۹	حاشیہ سطر ۱	کے	×
〃	〃 〃 〃	لیبج	لیج	〃	〃 〃 ۶	گد	گڈ
〃	〃 〃 〃	سیاچرسلس	یسا چرسٹس	۶۳۱	۱۶	دشوار	دشواری
۶۲۲	۶	صحت پر قیاس	صحت اس قیاس	۶۳۲	حاشیہ سطر ۱	—	شہادت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۳۲	حاشیہ سطر ۱	–	بنتھم
"	" " "	–	صفحہ ۱۶۸
"	" " ۲	–	ڈبلیو۔ ڈی
"	" " "	–	مقدمے
"	" " "	فشکل	مشکل
"	" " "	–	سرجان اسٹورٹ
۶۳۳	" " ۱	–	حرکت تھی جو یقیناً مشتبہ تھی۔
"	" " ۲	–	اس مقدمے کے حالات۔
"	" " ۳	تبنیت	تہنیت
"	" " "	مقدمہ	مقدمے
"	" " ۵	بھوٹے	جھوٹے
"	" " ۷	مجرم بنانے کے بغیر مستفید	مجرم بنائے بغیر مستفید
"	" " ۸	–	انسٹی
"	" " "	سیادت	شہادت
۶۳۴	کالم ۲ سطر ۵	۲۳۶	۶۳۶
"	" " ۶	۲۳۷	۶۳۷
۶۳۵	حاشیہ سطر ۳	واڈ سوتھ	واڈسورتھ
۶۳۷	۳	حسب	جب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۳۷	حاشیہ سطر ۴	سۓ	سہ
۶۳۸	" " ۳	براپٹن	برامپٹن
۶۳۹	۱۰	مفابلہ	مقابلہ
"	حاشیہ سطر ۹	گپس	گمپسن
۶۴۰	کالم ۲ سطر ۵	سرا	سرائے
"	حاشیہ سطر ۱	اسٹرنج	اسٹرینج
"	" " ۶	–	رسل
۶۵۷	۳	کردئے	کردیے
۶۶۲	حاشیہ سطر ۴	رمان	ریان
"	" " ۵	الہ انس	الیوانس
"	" " ۶	قانون تعزیران	قانون تعزیرات
		اسکاٹ لینڈ	اسکاٹ لانڈ
		ازیرنٹ	از برنٹ
۶۶۳	" " ۵	توتوارد	توارد
۶۶۴	" " ۶	ٹرایس	ٹرائیلس
۶۶۵	" " ۳	ہائنے	بائنے
۶۶۸	۲	مان	ماں
"	۱۱	مقدمہ میں	مقدمے
"	حاشیہ سطر ۱	۵۰	۵
"	" " ۲	–	امسرڈم
۶۷۰	" " ۷	فحہ	صفحہ
۶۷۱	" " "	دلے	دیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۷۳	۱۱	قتل کرڈالا گیا	قتل کرڈالا گیا ہے	۶۹۶	۷	پہونچ سکتی ہے	پہنچ سکتی ہے
۶۷۴	۵	پانوں	پاؤں	۶۹۷	حاشیہ سطر ۶	-	از بنقم
؍؍	حاشیہ سطر ۳	کوانکس	کوانٹیلین	۶۹۹	۱۹	النافی	اتفاقی
۶۷۵	۱۲	نے	سے	۷۰۴	حاشیہ سطر ۲	-	پیچھے
؍؍	-	نباتاتی زہروں	نباتاتی زہروں کے	۷۰۵	۱	، مں	ہیں
۶۷۶	۸	صورتین	صورتیں	۷۰۶	کالم ۲ سطر ۳	ادخال	ادخال ہوتی ہے
؍؍	حاشیہ سطر ۱	-	اصول				
۶۷۷	۱۳	مزا	مزہ	۷۱۵	۱۱	حانے	جانے
۶۷۸	۱	شہادت	شہادت	؍؍	۱۴	کئی	گئی
؍؍	۲	کہ	کے	۷۱۶	۸	کنفرسست	سسٹ
؍؍	حاشیہ سطر ۲	آز	آر	۷۱۷	۲۰	رکچھ	رکھ
۶۸۰	پیشانی	ہونا	ہونا	۷۱۹	۵	حصوصیت	خصوصیت
؍؍	حاشیہ سطر ۳	نسبتہً	نسبتہً	۷۲۱	حاشیہ سطر ۳	اکیپچیکر	اکسپچیکر
؍؍	؍؍ ؍؍ ۴	میترا	میرا	؍؍	؍؍ ؍؍ ۴	؍؍	؍؍
۶۸۳	۸	شبہہ	شبہہ	۷۲۲	۱۲	دستاوزات	دستاویزات
؍؍	۱۱	؍؍	؍؍	۷۲۴	۱۱	نزدیگ	نزدیک
؍؍	؍؍	ہے	ہے	؍؍	۱۷	اکیپچیکر	اکسپچیکر
۶۸۴	حاشیہ سطر ۱	رچرڈ	رچرڈ	۷۲۶	حاشیہ سطر ۳	؍؍	؍؍
۶۸۵	۵	باتی	باقی	۷۲۹	۱	حاے	جائے
۶۸۷	حاشیہ سطر ۳	شخص	شخص کو	؍؍	حاشیہ سطر ۱	اکپچیکر	اکسپچیکر
۶۹۴	۱۲	کتابوں میں (صفحہ ۶۹۵ حاشیہ کی پہلی نوٹ)	کتابوں میں ملاحظہ ہو حوالے				